تصحیح شدہ جدید ایڈیشن

درجہ عالمیہ للبنات کے وفاقی نصاب کے مطابق

عَطاءُ البَارى

مکمل اُردو شرح صحیح بخاری

تالیف

حضرت مولانا محمد عَطاءُ المُنعِم صاحب مدظلہ العالی

شاگرد رشید

مفتی اعظم مولانا مفتی محمد ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ

(استاذ الحدیث جامعہ حمیر اللبنات رحیم یار خان)

چند اہم خصوصیات

- ہر کتاب کی مکمل احادیث
- عربی متن اعراب کے ساتھ
- ہر حدیث کا سلیس اُردو ترجمہ
- احادیث کی مختصر و جامع تشریح
- ترجمۃ الباب اور احادیث میں ربط
- امام بخاریؒ کے ذوق کی مکمل وضاحت
- ہر باب سے متعلق فقہائے کرام کے مذاہب مع دلائل

كتاب الايمان

كتاب العلم

كتاب الجهاد والسير

كتاب بدء الخلق

كتاب الانبياء

كتاب المناقب

كتاب التفسير

كتاب النكاح

اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفیہ

چوک فوارہ مُلتان پاکستان

عَطاءُ البَارِیؒ

اردو شرح صحیح البخاری للبنات

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِیْ

فَوَعَاھَا وَاَدَّاھَا کَمَا سَمِعَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!
اللہ تعالیٰ اُس شخص کو تر وتازہ اور خوشحال رکھیں جس نے میری حدیث کو سنا
پھر اسے یاد کیا اور اُسے آگے پہنچایا جیسے اُس نے سنا (مشکوٰۃ)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

تصحیح شدہ جدید ایڈیشن

درجہ عالمیہ للبنات کے وفاقی نصاب کے مطابق

عطاء الباری

مکمل اُردو شرح صحیح بخاری

جلد اوّل

تالیف

ابواُسامہ حضرت مولانا محمد عطاءُ المُنعِم صاحب مدظلہ العالی

استاذ حدیث وتفسیر جامعہ حمیر اللبنات علامہ اقبال ٹاؤن رحیم یارخان

شاگرد رشید

مفتی اعظم مولانا مفتی محمد ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ

شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
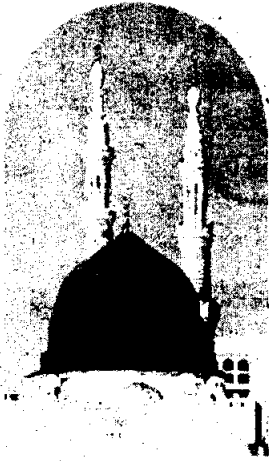
چند اہم خصوصیات

- ہر کتاب کی مکمل احادیث
- عربی متن اعراب کے ساتھ
- ہر حدیث کا سلیس اُردو ترجمہ
- احادیث کی مختصر وجامع تشریح
- ترجمۃ الباب اور احادیث میں ربط
- امام بخاریؒ کے ذوق کی مکمل وضاحت
- ہر باب سے متعلق فقہائے کرام کے مذاہب مع دلائل

کتاب الایمان
کتاب العلم
کتاب الجہاد والسیر
کتاب بدء الخلق
کتاب الانبیاء
کتاب المناقب
کتاب التفسیر
کتاب النکاح
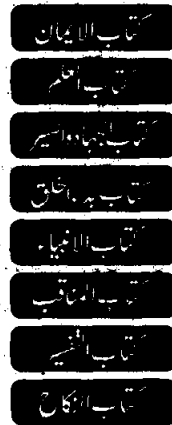
اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفیہ

چوک فوارہ مُلتان پاکستان

عطاء الباری

تاریخ اشاعت..............جمادی الاول ۱۴۳۳ھ

ناشر............ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

طباعت............سلامت اقبال پریس ملتان

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ....چوک فوارہ....ملتان — معاویہ ٹرسٹ بہاولپور 0333-6367755

ادارہ اسلامیات........انارکلی........لاہور — دارالاشاعت.......اُردو بازار.........کراچی

مکتبہ سید احمد شہید.......اردو بازار.......لاہور — ادارۃ الانور.......نیوٹاؤن..........کراچی

مکتبہ رحمانیہ........اُردو بازار ....لاہور — مکتبہ دارالاخلاص....قصہ خوانی بازار.......پشاور

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K (ISLAMIC BOOKS CENTERE — 119-121- HALLIWELL ROAD BOLTON BLI 3NE. (U.K.)

عرض ناشر

امابعد! کتب احادیث میں جو مقام و مرتبہ امام بخاری رحمہ اللہ کی تالیف "صحیح البخاری" کو حاصل ہے اس کے بارہ میں ہر خاص و عام کو علم ہے کہ قرآن کریم کے بعد صحیح ترین کتاب ہونے کا شرف صرف اور صرف صحیح البخاری کو حاصل ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی خداداد اجتہادی بصیرت سے نہ صرف صحیح احادیث کو جمع فرمایا بلکہ احادیث کے شروع میں جو ابواب والتراجم مقرر فرمائے ان کی تشریح آج بھی اہل علم کی دلچسپی او توجہ کی حامل ہے۔

بخاری شریف اپنی اہمیت اور مقام و مرتبہ کے پیش نظر تا ہنوز مدارس دینیہ کے نصاب کی سرتاج رہی ہے اور موجودہ دور میں بنات کے مدارس میں بھی شامل نصاب ہے اور بخاری شریف کے اہم اجزاء میں سے کتاب الایمان ... کتاب العلم ... کتاب الجہاد ... کتاب بدء الخلق ... کتاب الانبیاء ... کتاب المناقب ... کتاب التفسیر اور کتاب النکاح بنات کے وفاقی نصاب میں شامل ہیں۔

مدارس دینیہ بنات میں زیر تعلیم درجہ عالمیہ کی عالمات و معلمات کو مذکورہ اجزاء کی تشریح کیلئے مطبوعہ ضخیم شروحات سے استفادہ کرنا پڑتا تھا کہ صرف ان اجزاء پر مشتمل مکمل علیحدہ سے کوئی

شرح شائع شدہ نہیں تھی۔

اللہ تعالیٰ جامعہ حمیر اللبنات رحیم یار خان کے مہتمم اور ہمارے مہربان دوست حضرت مولانا عبدالغنی طارق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو جزائے خیر سے نوازے جنہوں نے اپنے جامعہ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا ابو اسامہ عطاء المنعم دامت برکاتہم العالیہ کی تالیف عطاء الباری اردو شرح صحیح البخاری کا مسودہ ترتیب کے بعد اشاعت کیلئے ادارہ کے سپرد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ادارہ نے مولانا عبدالغنی طارق صاحب مدظلہ اور حضرت مؤلف مدظلہ کی نگرانی ورہنمائی میں اس جامع شرح کو جہد کثیر کے بعد طباعت کے زیور سے آراستہ کیا اور طالبات کی سہولت اور جدید عصری ذوق کو پیش نظر رکھا' تاکہ ادارہ کی اس خدمت حدیث سے بآسانی استفادہ کیا جاسکے۔

اس شرح میں کتاب بدء الخلق ... کتاب الانبیاء اور کتاب المناقب ایسے اجزاء ہیں جو محتاج تشریح نہیں اور نہ ان میں محدثین وفقہاء کے مابین اختلاف ودلائل کی مباحث آتی ہیں' لیکن چونکہ یہ اجزاء بھی بنات کے نصاب کا حصہ تھے اس لئے حضرت مولف کی مشاورت سے مذکورہ تینوں اجزاء کا مختصر عربی متن دیکر مکمل حدیث کا اردو ترجمہ دیدیا گیا ہے کہ عموماً طالبات کو ترجمہ ہی کی ضرورت رہتی ہے تو انہیں صرف ترجمہ دیکھنے کیلئے علیحدہ سے مستقل شرح نہ لینی پڑے۔

اللہ تعالیٰ ادارہ کی اس خدمت کو شرف قبولیت سے نوازے اور اس درسی شرح کو ارباب علم وفضل اساتذہ حدیث اور طلبا وطالبات حدیث کیلئے معین بنائے اور ہم سب کو احادیث مبارکہ کے علمی وروحانی انوار وبرکات سے نوازے اور خدمت حدیث پر جو مبشرات احادیث میں وارد ہیں محض اپنے فضل وکرم سے ہم سب کو ان کا کوئی حصہ عطا فرمائے آمین یارب العالمین والسلام

محمد اسحٰق غفرلہ

۶ ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ

بمطابق 3 نومبر 2011ء

JAMIA HUMAIRA LILBANAT

بیاد حضرت اقدس فقیہ العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی زیر اہتمام حضرت مولانا عبدالغنی طارق لدھیانوی مدظلہ

اجازت نامہ از مؤلف

برائے اشاعت عطاء الباری

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور توفیق سے حضرت مولانا حافظ محمد اسحٰق صاحب (ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان والے) کتب دینیہ درسی وغیر درسی اور ان سے متعلق شروحات کی اشاعت میں شب وروز کوشاں رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی مساعیٔ جمیلہ کو شرف قبولیت سے نوازیں آمین۔

راقم الحروف بندہ عطاء المنعم شرح بخاری بنام ''عطاء الباری'' (للبنات) کی اشاعت کے جملہ حقوق صرف ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان کو تفویض کرتا ہے کوئی دوسرا ادارہ اس کتاب کی اشاعت کا مجاز نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اس جدید شرح کو ہم سب کی علمی وعملی ترقی کا ذریعہ بنائے آمین۔

والسلام

عطاء المنعم

از جامعہ حمیرا للبنات رحیم یار خان

29-09-11

فہرست عنوانات

كتاب الجهاد والسير

كتاب المناقب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

کلمات مؤلف

امابعد:.....جامعہ حمیرالمبنات رحیم یارخان میں دورہ حدیث شریف کا آغاز ہوا تو ادارے کی شوریٰ نے شاید اس لیے بخاری شریف پڑھانے کی ذمہ داری مجھے سونپ دی کہ بندہ کو جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے محدث کبیر مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی نوراللہ مرقدہٗ سے بخاری شریف پڑھنے کا اعزاز حاصل تھا ورنہ بخاری شریف پڑھانے کے لیے جن علمی وعملی صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے بندہ ان سے تہی دامن ہے اور اس لائق نہیں تھا کہ بخاری شریف پڑھانے کی اتنی بڑی ذمہ داری قبول کرتا لیکن شوریٰ کے فیصلہ کو رد کرنا بھی میرے بس میں نہ تھا اس لیے اپنے لیے سعادت سمجھتے ہوئے اس ذمہ داری کو قبول کرلیا۔

ابتدائی سالوں میں اپنے اکابرین کی شروحات سے اور اپنے شیخ مکرم مفتی ولی حسن صاحب ٹونکیؒ کے افادات سے بقدر ضرورت باقاعدہ املاء کراتا رہا۔ املاء میں اس بات کا خاص خیال رکھا کہ مباحث اتنی طویل اور پیچیدہ نہ ہوجائیں کہ طالبات کے ذہن میں اس کا استحضار نہ ہوسکے اور بوقت امتحان ان کو دقت کا سامنا کرنا پڑے اور مباحث اتنی مختصر بھی نہ ہوں کہ ان کی علمی استعداد میں کمی رہ جائے ورفاق المدارس العربیہ کے امتحان کی ضرورت پوری نہ ہو لیکن اس انداز تدریس سے میں نے محسوس کیا کہ ایک تو اس سے روانی نہیں تی اور دوسرا یہ کہ درس کی رفتار اتنی سست رہتی ہے کہ آخر سال میں ناقابل برداشت بوجھ پڑجاتا ہے۔

احقر نے اپنی اس اُلجھن کا ذکر مجلس تحقیقات علمیہ رحیم یارخان کے اجلاس میں کیا۔ (واضح رہے کہ مجلس تحقیقات علمیہ کے رئیس ے ادارے کے رئیس الجامعہ حضرت مولانا عبدالغنی طارق لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم ہیں) اور ساتھ ساتھ اجلاس میں یہ بات بھی ئندہ بخاری شریف کی تقریر کا املاء نہ کراؤں بلکہ طالبات سے کہا جائے کہ اکابرین کی شروحات بخاری سے استفادہ کرلیا کریں۔

اس پر مجلس تحقیقات علمیہ کے رئیس اور ممبران علماء کرام نے خوب غور وخوض کرنے کے بعد یہ فرمایا کہ ''شروحات سے محنتی اور انتہائی ذہین طالبات تو استفادہ کرسکیں گی لیکن متوسط اور کمزور ذہن کی طالبات صحیح معنی میں استفادہ نہ گی کیونکہ شروحات بخاری میں طالبات کے حصہ نصاب کی بعض مباحث وتقاریر اتنی طویل ہیں کہ ان کو ضبط کرنا یا ان مطلب اخذ کرنا طالبات کے لیے انتہائی مشکل ہے۔''

مجلس تحقیقات علمیہ کے اراکین علماء کرام نے اس بات پر شدید اصرار کیا کہ گزشتہ سالوں میں بخاری شریف پڑھانے کے باحث وافادات آپ نے طالبات کو املاء کرائے ہیں وہ مختصر مگر جامع ہیں۔

ان سے طالبات کی علمی اور امتحانی ضرورت احسن طریقہ سے پوری ہوگی۔ اس لیے اگر اسے کتابی شکل دے کر اس کی طباعت کرالیں تو آپ کے ادارے کی طالبات کے ساتھ ساتھ دیگر طالبات بھی اس سے استفادہ کرسکیں گی۔

مجلس تحقیقات علمیہ کے اس فیصلہ سے اگر چہ شروع شروع میں مجھے شرح صدر نہیں ہورہا تھا لیکن آہستہ آہستہ یہ بات دل میں جگہ پکڑنے لگی کہ واقعی اگر اس کی طباعت ہو جائے تو بہت سے طلباء اور طالبات اس سے استفادہ کرسکیں گی اور ممکن ہے اللہ رب العزت اس کاوش کو قبول فرما کر نجات کا ذریعہ بنا دیں۔ اس لیے احباب کے فیصلہ سے مجھے متفق ہونا پڑا۔

بخاری شریف کی اس تقریر میں درج ذیل چند باتوں کا اہتمام کیا گیا ہے:

۱......اہم تراجم کا ماقبل سے ربط ۲......مقصد ترجمۃ الباب کی وضاحت

۳......ترجمۃ الباب اور احادیث میں اگر کہیں بظاہر مطابقت نہ تھی تو اکابرین کے حوالہ سے عمدہ توجیہات پیش کی گئیں۔

۴......مشہور رُواۃ صحابہ رضی اللہ عنہم کا مختصر تعارف

۵......بقدر ضرورت احادیث کی مختصر تشریح

۶......حدیث کی جن عبارات کی وضاحت انتہائی ضروری تھی اس حدیث کی سند کا حوالہ دے کر آگے اس عبارت کو بطور متن کے لکھ کر نیچے اس کی وضاحت کی گئی۔

۷......مذاہب فقہاء ہر ایک کے مختصر دلائل اور ان کی تنقیح

۸......اکابرین کے افادات کو بعض مقامات پر تو بعینہ نقل کیا گیا ہے اور بعض مقامات پر ان کے افادات کو عام فہم اور سہل انداز میں پیش کرنے کی جسارت کی گئی ہے۔ یوں سمجھیں کہ درج ذیل شروحات ہی عطاء الباری کا ماخذ و مراجع ہیں۔

تقریر بخاری، کشف الباری، افادات مفتی ولی حسن ٹونکی نور اللہ مرقدہ، انوار الباری، الخیر الجاری، انعام الباری، حاشیہ مولانا سندھیؒ، درس ترمذی، فیض الباری، فتح الباری، الصحیح البخاری، بخاری مترجم۔

احقر کو اپنی کم علمی کا پورا پورا اعتراف ہے جس کی وجہ سے اس میں غلطیاں رہ جانے کا بھی امکان ہے اور یہ بھی کوئی بعید نہیں کہ ضبط و ترتیب میں کوئی نقص رہ گیا ہو۔ اس اُمید پر طباعت کرا رہے ہیں کہ ان شاء اللہ اہل علم کی نظر سے گزرنے کے بعد اس کی غلطیوں کی اصلاح ہو سکے گی جو اہل علم اس کی غلطیوں کی نشاندہی فرمائیں گے احقر ان کا بے حد مشکور ہوگا اور ان شاء اللہ العزیز اگلے ایڈیشن میں اصلاح کر دی جائے گی۔

بندہ ابو اُسامہ محمد عطاء المنعم
اُستاذ حدیث و نائب مہتمم جامعہ حمیرا
علامہ اقبال ٹاؤن رحیم یار

مُقَدِّمَةُ الْكِتَابِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمدللّٰہ ربّ العالمین والصّلوٰۃ والسلام علٰی سیّد المرسلین وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ واتباعہٖ اجمعین

لاسیما امامنا الاعظم ابی حنیفۃ النعمان سید المجتھدین. اما بعد:

اکابرین کی اتباع کرتے ہوئے اُن سے مستفاد چند باتیں کتاب کے شروع میں لکھ رہا ہوں:

علم حدیث کی تعریف

ھو علم یعرف بہ اقوال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم وافعالہٖ وو احوالہٖ. (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۱)

علم روایۃ الحدیث کی تعریف

ھو علم یشتمل علٰی نقل افعال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم واقوالہٖ و صفاتہٖ وتقریراتہٖ. (تدریب الراوی ج ۱)

علم درایۃ الحدیث کی تعریف

ھو علم یتعرف بہٖ انواع الروایۃ واحکامھا وشروط الرُّواۃ واصناف المرویّات واستخراج معانیھا.

فائدہ

علم روایۃ الحدیث ودرایۃ الحدیث کی تعریفات سے یہ بات واضح ہوئی کہ کسی حدیث کے بارے میں یہ معلوم ہونا کہ وہ فلاں کتاب میں فلاں سند سے فلاں الفاظ سے مروی ہے تو یہ علم روایۃ الحدیث ہے اور اس حدیث کے بارے میں یہ معلوم ہونا کہ وہ خبر واحد ہے یا مشہور ہے، متصل ہے یا منقطع ہے وغیرہ وغیرہ۔ نیز اس حدیث سے کیا کیا احکام مستنبط ہوتے ہیں تو یہ سب باتیں علم درایۃ الحدیث سے متعلق ہیں۔ روایات نقل کرنے والے کو محدث کہتے ہیں۔ شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحبؒ نے محدث کی تعریف میں یہ اضافہ فرمایا ہے: "ومن یعتنی بروایتہٖ ویکتفی بدرایتہٖ" یعنی اس کی روایت معتبر ہو اور وہ قابل اعتماد حدیث کی شرح کرتا ہو۔

حدیث، اثر اور خبر میں فرق

مشہور یہ ہے کہ حدیث کا اطلاق "مرفوع الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم" پر ہوتا ہے۔ نیز صحابی کے اثر کو موقوف اور تابعی کے اثر کو مقطوع کہا جاتا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے حدیث اور اثر کو مترادف قرار دیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ حدیث اور خبر یہ دونوں مترادف ہیں۔

بعض کا قول ہے کہ حدیث کا اطلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال وغیرہ پر ہوتا ہے اور خبر عام ہے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اخبارِ سلاطین پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

وجہ تسمیہ حدیث

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے شرح بخاری میں فرمایا ہے: "**المراد بالحدیث فی عرف الشرع مایُضاف الی النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وکانہ اُرید بہٖ مقابلۃ القرآن لانہ قدیم**" یعنی عرف شرع میں حدیث ہر وہ چیز ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہو۔ اسے قرآن مجید کے تقابل کی وجہ سے (جو کہ قدیم ہے) حدیث کہتے ہیں۔ اس لیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود حادث ہیں تو ان کا کلام بھی حادث ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ خود قدیم ہیں اس لیے ان کا کلام بھی قدیم ہے۔

علم حدیث کا موضوع

علامہ کرمانیؒ نے علم حدیث کا موضوع حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو قرار دیا ہے لیکن ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "**من حیث انہ رسول**" موضوع ہے۔

علم حدیث کی غرض وغایت

اہل فن علماء فرماتے ہیں کہ علم حدیث کی غرض وہ دُعائیں اور فضیلتیں حاصل کرنا ہے جو احادیث پڑھنے اور پڑھانے والوں کے لیے احادیث میں وارد ہوئی ہیں۔ بعض علماء نے یہ غرض لکھی ہے: "**معرفۃ العقائد والاخلاق والاحکام الفرعیۃ لِرضاء اللّٰہ تعالیٰ**" علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے "**الفوز بسعادۃ الدارین**" کو علم حدیث کی غرض وغایت قرار دیا ہے۔

مرتبہ علم حدیث

علم حدیث کے دو مرتبے ہیں: ایک باعتبار فضیلت۔ دوسرا باعتبار تعلیم۔ باعتبار فضیلت اس کا دوسرا درجہ ہے کیونکہ پہلا درجہ علم تفسیر کا ہے۔ باعتبار تعلیم اس کا درجہ سب سے آخر میں ہے اس لیے دورہ حدیث سب سے آخر میں ہوتا ہے۔ سب سے پہلے صرف ونحو اور دوسرے علوم کی تعلیم دی جاتی ہے کیونکہ یہ سب علوم آلیہ ہیں اور آلہ مقدم ہوتا ہے تا کہ مقاصد کو سمجھنے میں آسانی ہو اور روایت حدیث میں غلطیوں سے بچ جائے۔ بہر حال آلہ مقدم ہوتا ہے اور اصل مقصد مؤخر ہوتا ہے۔

تقسیم کتب

مقدمہ لامع الدراری میں ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عجالۂ نافعہ میں کتب حدیث کی چھ قسمیں ذکر کی ہیں۔(۱) جوامع (۲) مسانید (۳) معاجم (۴) اجزاء (۵) رسائل (۶) اربعینات

انہوں نے سنن کو جوامع کے ساتھ ملا کر ایک شمار کیا ہے لیکن اگر سنن اور جوامع کو الگ الگ شمار کیا جائے تو پھر سات قسمیں ہوں گی۔ عام طور پر انہیں سات اقسام کو ذکر کیا جاتا ہے اور یہی اقسام مشہور ہیں۔

جوامع

ان کتب احادیث کو کہا جاتا ہے جن میں آٹھ مضامین کی احادیث ذکر کی جاتی ہوں۔ وہ آٹھ مضامین درج ذیل ہیں: سیر' آداب' تفسیر وعقائد' فتن' احکام' اشراط ومناقب۔ صحیح بخاری اور سنن ترمذی بالاتفاق جامع ہیں۔ البتہ صحیح مسلم کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ وہ جامع نہیں ہے کیونکہ اس میں تفسیری روایات بہت کم ہیں مگر صحیح بات یہ ہے کہ صحیح مسلم بھی جامع ہے کیونکہ صحیح مسلم میں اگرچہ کتاب التفسیر کے تحت تفسیری روایات کا ذخیرہ کم ہے لیکن کتاب کے مختلف مقامات کو دیکھا جائے تو تفسیری روایات کا اچھا خاصہ ذخیرہ موجود ہے۔ لہٰذا اس کو کم نہیں کہا جاسکتا۔

سنن

ان کتب حدیث کو کہا جاتا ہے جن میں ابواب فقہیہ کی ترتیب کے موافق روایات ذکر کی جاتی ہیں جیسے سنن ابی داؤد' سنن نسائی' جامع ترمذی۔

مسانید

ان کتب حدیث کو کہا جاتا ہے جن میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ترتیب کے مطابق روایات ذکر کی جاتی ہیں۔ صحابہ کرامؓ کی ترتیب یا تو حروف تہجی کے اعتبار سے ہوتی ہے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ترتیب میں تقدم فی الاسلام کا اعتبار کیا جائے گا یا صحابہ کرامؓ کی ترتیب مراتب اور درجات کے اعتبار سے ہوگی کہ پہلے خلفائے راشدین کی روایتیں لائی جائیں' پھر عشرہ مبشرہ کی روایتیں' پھر بدریین کی روایتیں' پھر شرکائے بیعتِ رضوان کی' پھر فتح مکہ سے پہلے ہجرت کرنے والوں کی' پھر فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والوں کی' پھر صغار صحابہؓ کی' پھر عورتوں کی اور عورتوں میں ازواج مطہرات کی روایات کو مقدم کیا جائے گا۔

مسانید میں ''مسند امام احمد ابن حنبلؒ'' سب سے زیادہ مشہور ہے۔

کبھی حدیث کی کتاب پر ''مسند'' کا اطلاق اس لیے بھی کر دیا جاتا ہے کہ اس میں احادیث مسندہ مرفوعہ مذکور ہوتی ہیں۔ صحیح بخاری کو ''المسند الصحیح'' اسی لیے کہا گیا ہے کہ اس میں احادیث مسندہ مرفوعہ مذکور ہیں۔

معاجم

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ عجالۂ نافعہ میں فرماتے ہیں کہ محدثین کی اصطلاح میں معاجم ان کتب حدیث کو کہا جاتا ہے کہ جن کی تصنیف میں مشائخ کی ترتیب کا اعتبار کیا گیا ہو۔ یہ ترتیب کبھی تقدم فی الوفات کے اعتبار سے ہوتی ہے یعنی جن کی وفات پہلے ہوئی ان کی روایات پہلے لائی جائیں اور جن کی وفات بعد میں ہوئی ان کی روایات بعد میں لائی جائیں اور کبھی ترتیب میں مشائخ کے علم وفضل کا اعتبار کیا جاتا ہے اور کبھی اسمائے مشائخ کے حروف تہجی کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ یہی آخری طریقہ عام طور پر رائج ہے۔

اجزاءِ رسائل

ان کتب حدیث کو کہا جاتا ہے جن میں کسی ایک جزوی مسئلہ سے متعلق تمام احادیث یکجا کر دی گئی ہوں۔ جیسے "جزء القراءۃ الامام البخاریؒ، جزء رفع الیدین للبخاری" وغیرہ۔ متقدمین جس چیز کو اجزاء سے تعبیر کرتے ہیں متاخرین نے اسے رسائل سے تعبیر کر دیا لیکن تحقیق یہ ہے کہ دونوں ایک ہیں۔

اربعینات

(جمع اربعین بمعنی چہل حدیث ہے) ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں چالیس حدیثیں کسی ایک باب اور موضوع کی یا ابواب مختلفہ کی احادیث جمع کی گئی ہوں۔ چنانچہ یہ بے شمار محدثین نے لکھی ہیں۔ سب سے پہلے حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ نے اربعین لکھی پھر محمد بن اسلم طوسیؒ نے۔

فائدہ

کتب حدیث کی مذکورہ اقسام وہ ہیں جو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "عجالۂ نافعہ" میں ذکر کی ہیں۔ علاوہ ازیں دیگر موضوع اور ترتیب کے لحاظ سے بہت سی اقسام ہیں۔ ان کی تفصیل درس ترمذی (مصنفہ شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ) اور کشف الباری (مصنفہ محدث اعظم مولانا محمد سلیم اللہ مدظلہ) میں دیکھی جا سکتی ہے۔

تدوینِ حدیث

عہد رسالت اور عہد صحابہ کرام میں حفاظتِ حدیث کے لیے تین طریقے استعمال کیے گئے جو مندرجہ ذیل ہیں:

طریقہ اوّل حفظِ روایت

یہ طریقہ اس دور کے لحاظ سے انتہائی قابل اعتماد تھا۔ اس لیے کہ اہل عرب کو اللہ نے غیر معمولی حافظے عطا فرمائے تھے۔ ایک ایک شخص کو ہزاروں اشعار حفظ ہوتے تھے اور بسا اوقات کسی بات کو صرف ایک بار سن کر یا دیکھ کر پوری طرح یاد کر لیتے تھے۔ تاریخ میں اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الاصابہ'' میں نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حافظہ کا امتحان لینا چاہا اور انہیں بلا کر احادیث بیان کرنے کی درخواست کی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بہت سی احادیث بیان کیں۔ ایک کاتب ان کو لکھتا رہا۔ عبدالملک نے اگلے سال پھر بلوایا اور اُن سے کہا جو احادیث آپ نے پچھلے سال سنائی اور لکھوائی تھیں وہی احادیث اُسی ترتیب سے سنائیے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے احادیث سنانا شروع کیں۔ کاتب لکھی ہوئی احادیث سے ان کا مقابلہ کرتا رہا۔ کسی جگہ ایک حرف کی بھی غلطی نہیں کی۔ انتہاء یہ کہ ترتیب بھی بالکل وہی تھی اور کوئی حدیث مقدم مؤخر نہیں ہوئی۔ اس قسم کے حیرت انگیز واقعات اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو غیر معمولی حافظے صرف حفاظت حدیث کے لیے عطا فرمائے ہیں۔

طریقہ دوم تعامل

حفاظت حدیث کا دوسرا طریقہ جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اختیار کیا تھا وہ تعامل تھا یعنی وہ آپ کے اقوال وافعال پر بجنسہا عمل کر کے اُسے یاد کرتے تھے۔ بہت سے صحابہ کرامؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے کوئی عمل کیا اور اس کے بعد فرمایا: ''ھٰکذا رایتُ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یفعل'' یہ طریقہ نہایت قابل اعتماد طریقہ تھا۔

طریقہ سوم کتابت

احادیث کی حفاظت کتابت حدیث کے ذریعے بھی کی گئی۔ منکرین حدیث عہد رسالت میں کتابتِ حدیث کو تسلیم نہیں کرتے اور مسلم وغیرہ کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جو حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لاتکتبوا عنی ومن کتب عنّی غیر القرآن فلیمحہ......'' منکرین حدیث کا کہنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کتابتِ حدیث سے منع فرمانا اس کی دلیل ہے کہ اُس دور میں احادیث نہیں لکھی گئیں۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ احادیث حجت نہیں۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ کتابتِ حدیث کی یہ ممانعت ابتداء اسلام میں تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت تک قرآن مجید کسی ایک نسخہ میں مدون نہ ہوا تھا بلکہ متفرق طور پر صحابہ کرامؓ کے پاس لکھا ہوا تھا۔

دوسری طرف صحابہ کرامؓ بھی ابھی تک اسلوب قرآن سے اتنے مانوس نہ تھے کہ وہ قرآن اور غیر قرآن میں باول نظر تمیز کر سکیں۔ ان حالات میں اگر احادیث بھی لکھی جاتیں تو خطرہ تھا کہ وہ قرآن کے ساتھ گڈمڈ ہو جائیں۔ اس خطرہ کے پیش نظر اور اس کے انسداد کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتابت حدیث کی ممانعت فرمادی لیکن صحابہ کرامؓ جب اسلوبِ قرآن سے پوری طرح مانوس ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابتِ حدیث کی اجازت بھی دے دی جس کے متعدد واقعات کتب حدیث میں منقول ہیں۔

علامہ نوویؒ نے منع کتابت حدیث کی ایک اور توجیہ ذکر کی ہے اور وہ یہ کہ مطلقاً کتابتِ حدیث کسی بھی زمانہ میں ممنوع نہیں ہوئی بلکہ بعض صحابہ کرامؓ ایسا کرتے تھے کہ آیات قرآنی لکھنے کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریح و

تفسیر بھی اسی جگہ لکھ لیا کرتے تھے۔ یہ صورت بڑی خطرناک تھی کیونکہ اس سے آیاتِ قرآنی کے ملتبس ہو جانے کا قوی اندیشہ تھا۔ اس لیے صرف اس صورت کی ممانعت کی گئی تھی۔ قرآن مجید سے الگ احادیث لکھنے کی ممانعت نہیں تھی۔ علامہ نوویؒ کی یہ توجیہ بہت قرین قیاس ہے اور اس کی تائید سننِ نسائی کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے۔

چنانچہ عہد صحابہ میں حدیث کے کئی مجموعے جو ذاتی نوعیت کے تھے تیار ہو چکے تھے اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱. الصّحیفة الصادقة

احادیث کا یہ مجموعہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے تیار کیا تھا۔ عہد صحابہ کرامؓ میں احادیث کے جتنے مجموعے تیار ہوئے تھے یہ سب سے زیادہ ضخیم صحیفہ تھا۔

۲. صحیفة علیؓ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ صحیفہ ان کی تلوار کی نیام میں رہتا تھا اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صحیفہ میں دیات، فدیہ اور قصاص، احکام اہلِ ذمہ، نصابِ زکوٰۃ اور مدینہ طیبہ کے حرم ہونے سے متعلق ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم درج تھے۔

۳. کتابُ الصدقة

یہ اُن احادیث کا مجموعہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود املاء کرائی تھیں۔ اس میں زکوٰۃ، صدقات اور عشر وغیرہ کے احکام تھے۔ سنن ابی داؤد سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عمال کو بھیجنے کے لیے لکھوائی تھی لیکن ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھجوا نہ سکے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔

۴. صحف انس بن مالکؓ

۵. صحیفه عمرو بن حزمؓ

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزمؓ کو نجران کا عامل بنا کر بھیجا تو ایک صحیفہ اُن کے حوالے کیا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث پر مشتمل تھا اور اُسے حضرت ابی بن کعبؓ نے لکھا تھا۔

۶. صحیفه ابن عباسؓ ...... ۷. صحیفه ابن مسعودؓ ...... ۸. صحیفة جابر بن عبداللهؓ ...... ۹. صحیفه سمره بن جندبؓ ...... ۱۰. صحیفة سعد بن عُباده ...... ۱۱. صُحف ابی هریرهؓ

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف کئی صحیفے منسوب ہیں۔ مثلاً (الف) مسند ابی ہریرۃؓ (ب) مؤلف بشیر بن نہیکؒ (ج) صحیفہ عبدالملک بن مروان۔ عبدالملک نے حضرت ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ کو بلا کر امتحاناً ان سے کچھ روایات لکھی تھیں۔ (د) صحیفہ ہمام بن منبہؒ حضرت ہمام بن منبہ بھی حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کے مشہور شاگرد ہیں۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں اس صحیفہ کو مکمل نقل کیا ہے۔ امام مسلمؒ نے بھی اپنی صحیح میں اس صحیفہ کے واسطے سے بہت سی احادیث لائے ہیں۔ یہ چند مثالیں اس بات کو واضح کرنے کے لیے کافی ہیں کہ عہد رسالتؐ میں اور عہد صحابہؓ میں کتابت حدیث کا طریقہ خوب اچھی طرح رائج ہو چکا تھا۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کا زمانہ

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تک کتابتِ حدیث اپنے پہلے دو مرحلوں میں تھی لیکن اب وہ وقت آ چکا تھا کہ احادیث کی باقاعدہ تدوین ہو کیونکہ اب قرآن حکیم کے ساتھ اس کے اختلاط و التباس کا اندیشہ نہیں تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری جلد اوّل باب کیف یقبض العلم کے تحت تعلیقاً مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے مدینہ طیبہ کے قاضی ابو بکر بن حزم کے نام ایک خط لکھا جس میں ان کو حکم دیا کہ "انظر ما کان من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاکتبہ فانی خفت دروس العلم و ذھاب العلماء" مؤطا امام مالکؒ میں بھی یہی خط مروی ہے۔ ان دونوں کتابوں میں یہ حکم صرف قاضی مدینہ کے نام آیا ہے لیکن حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں نقل کیا ہے کہ یہ خط صرف قاضی مدینہ کے نام نہیں بلکہ مملکت کے ہر صوبے کے قاضی کے نام بھیجا گیا تھا جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بڑے پیمانے پر تدوین حدیث کا کام شروع کیا تھا۔ چنانچہ آپ کے حکم کے ماتحت پہلی صدی ہجری کے آخر میں مندرجہ ذیل کتب حدیث وجود میں آ چکی تھیں۔ (۱) کتب ابی بکرؒ (۲) رسالہ سالم بن عبد اللہ فی الصدقات (۳) دفاتر الزہری (۴) کتاب السنن لمکحولؒ (۵) ابواب الشعبیؒ

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۰۱ ہجری میں ہوئی اور مذکورہ سب کتب اس سے قبل ہی لکھی جا چکی تھیں۔

دوسری صدی ہجری

دوسری صدی ہجری میں تدوینِ حدیث کا کام اور زیادہ قوت کے ساتھ شروع ہوا۔ اس دور میں جو کتب حدیث لکھی گئیں ان کی تعداد بیس سے بھی زیادہ ہے جن میں سے چند مشہور کتب یہ ہیں:

(۱) کتاب الآثار لابی حنیفہؒ

اس کتاب میں پہلی مرتبہ احادیث کو فقہی ترتیب پر مرتب کیا گیا۔ علم حدیث میں اس کا پایہ بہت بلند ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس ہزار احادیث میں سے اس کتاب کا انتخاب فرمایا ہے۔ اس کتاب کے کئی نسخے ہیں۔ (۱) بروایت امام محمدؒ (۲) بروایت امام ابو یوسفؒ (۳) بروایت امام زفرؒ اور یہ کتاب مؤطا امام مالکؒ سے زماناً مقدم ہے۔ بہت سے علماء نے اس کی شروحات لکھیں اور اس کے رجال پر کتابیں تصنیف کیں جن میں حافظ ابن حجرؒ بھی شامل ہیں۔

یہ بات واضح رہے کہ علم حدیث میں امام ابو حنیفہؒ کی براہِ راست مرتب کردہ یہی کتاب الآثار ہے۔ اس کے علاوہ مسند ابی حنیفہؒ کے نام سے جو مختلف کتابیں ملتی ہیں وہ خود امام صاحب کی تالیف نہیں ہیں بلکہ آپؒ کے بعد بہت سے حضراتِ محدثین نے آپ کی مسندات تیار کیں۔ ان میں حافظ ابن عقدہؒ حافظ ابو نعیم اصفہانیؒ حافظ ابن عدیؒ حافظ ابن عساکرؒ مشہور ہیں۔ بعد میں علامہ خوارزمیؒ نے ان تمام مسانید کو ایک مجموعہ میں یکجا کر دیا جو جامع مسانید الامام الاعظمؒ کے نام سے مشہور ہے۔

(۲) مؤطا امام مالکؒ (۳) جامع معمر بن راشدؒ (۴) جامع سفیان ثوریؒ (۵) سنن لابن جریجؒ (۶) سنن لوکیع بن الجراحؒ (۷) کتاب الزھد لعبد اللہ بن مبارکؒ

تیسری صدی ہجری میں تدوین حدیث

اس صدی میں تدوین حدیث کا کام اپنے عروج کو پہنچ گیا۔ اسانید طویل ہوگئیں' ایک ایک روایت کئی کئی طریقوں سے روایت کی جانے لگیں۔ کتب حدیث کی بیس سے زیادہ قسمیں ہوگئیں۔ اسی زمانے میں صحاح ستہ کی تالیف ہوئی (جو کسی تعارف کی محتاج نہیں) البتہ ان چند کتابوں کا تعارف کرانا ضروری ہے جو درسیات کے علاوہ ہیں اور علم حدیث میں اُن کے حوالے کثرت سے آتے ہیں۔

۱۔ مسند ابی داؤد طیالسیؒ

یہ ابوداؤد طیالسیؒ ان ابوداؤد سے مقدم ہیں جن کی سنن صحاح ستہ میں شامل ہے۔

۲۔ مسند احمدؒ

اسے جامع ترین مسند کہا گیا ہے اس میں تقریباً چالیس ہزار احادیث ہیں جنہیں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ساڑھے سات لاکھ احادیث میں سے منتخب کیا ہے۔

۳۔ مصنف عبدالرزاق

پہلے زمانہ میں لفظ مصنف کا اطلاق اسی اصطلاحی مفہوم پر ہوتا تھا جس کے لیے آج کل السنن کا لفظ معروف ہے۔ یہ مصنف امام عبدالرزاق بن الہمام الیمانی کی مرتب کردہ ہے اور کئی اعتبار سے بڑی جلیل القدر کتاب ہے۔ ایک تو اس لیے کہ عبدالرزاق' امام ابوحنیفہ اور معمر بن راشد رحمۃ اللہ علیہم جیسے آئمہ کے شاگرد اور امام احمدؒ جیسے آئمہ کے استاذ ہیں۔ اسی لیے اس مصنف میں اکثر احادیث ثلاثی ہیں۔ دوسرے اس لیے کہ امام بخاریؒ کی تصریح کے مطابق اس مصنف کی تمام حدیثیں صحیح ہیں۔

۴۔ مصنف ابی بکر بن ابی شیبہؒ

یہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے استاذ ہیں اور ان کے مصنف کی پہلی خصوصیت تو یہ ہے کہ اس میں صرف احادیث احکام کو فقہی ترتیب پر جمع کیا گیا اور دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس میں احادیث مرفوعہ کے ساتھ صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے فتاویٰ بھی بکثرت منقول ہیں۔ اس کی وجہ سے اصول حنفیہ کے مطابق حدیث کو سمجھنا آسان ہوجاتا ہے۔

تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس میں امام موصوفؒ نے ہر مذہب کے مستدلات کو پوری غیر جانبداری کے ساتھ جمع کیا ہے۔

چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ امام ابوبکرؒ جو کہ خود کوفی ہیں اس لیے انہوں نے اہلِ عراق کے مسلک کو خوب اچھی طرح سمجھ کر بیان کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حنفیہ کے مستدلات اس کتاب میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔

۵۔ مستدرک للحاکم

یہ کتاب مستدرک علی الصحیحین ہے۔ انہوں نے بہت سی احادیث کو علی شرط الشیخین یا علی شرط احدہما سمجھ کر اپنی کتاب میں درج کرلیا ہے جو درحقیقت بہت ضعیف ہیں۔

۶۔ معاجم للطبرانیؒ

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی معاجم تین قسم کی ہیں۔ کبیرٗ اوسط اور صغیر
معجم کبیر درحقیقت مسند ہے یعنی اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ترتیب کے مطابق روایتیں جمع کی گئی ہیں۔
معجم اوسط میں امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیوخ کی ترتیب سے روایات جمع کی ہیں۔
معجم صغیر میں اپنے ہر شیخ کی ایک ایک روایت ذکر کی ہے۔

۷۔ مسند البزّار

اسے المسند الکبیر بھی کہتے ہیں۔ یہ امام ابوبکر بزار کی تصنیف ہے اور معلل ہے۔

۸۔ مسند ابی یعلی:۔ یہ کتاب مسند کے نام سے مشہور ہوگئی حالانکہ معجم ہے۔

۹۔ مسند دارمی:۔ یہ کتاب درحقیقت سنن ہے۔

۱۰۔ السنن الکبریٰ للبیھقیؒ:۔ یہ کتاب فقہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور متن مختصر المزنی کی ترتیب پر جمع کی گئی ہے۔

۱۱۔ سنن الدار قطنی:۔ یہ کتاب ابواب فقہیہ پر مشتمل ہے جس میں ہر حدیث کے طرق نہایت تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

کنیت اور نام نسب

ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ الجعفی البخاری

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پردادا مغیرہ بخارا کے حاکم یمان بن اخنس جعفی کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ یمان عربی النسل تھے۔ جعفی قبیلہ سے ان کا تعلق تھا۔ ولاء اسلام کے پیش نظر مغیرہ فارسی کو جعفی کہا جانے لگا کیوں کہ وہ یمان جعفی کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اس لیے جعفی کہا جاتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دادا کے حالات سے تاریخ خاموش ہے۔ البتہ ان کے والد محترم کے حالات کتب میں ملتے ہیں۔ وہ علمائے محدثین میں سے تھے۔ ان کی کنیت ابوالحسن تھی۔ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔
یہ حماد بن زیدؒ اور امام مالکؒ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے عراق کے حضرات نے روایتِ حدیث کی ہے۔
حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کی انہوں نے زیارت کی ہے۔ حافظ ذھبیؒ فرماتے ہیں: "وکان ابو البخاری من العلماء الورعین" تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ انتقال کے وقت کثیر مال ترکہ میں چھوڑا۔ لیکن فرماتے تھے کہ اس میں ایک درہم بھی حرام یا مشتبہ نہیں ہے۔ یہی حلال وطیب مال امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی پرورش میں استعمال ہوا۔

حالات زندگی

راجح قول کے مطابق آپ کی ولادت ۱۳؍شوال ۱۹۴ھ بعد نماز جمعہ ہوئی ہے اور آپ کی وفات ۲۵۶ھ ہفتہ کی رات ہوئی جو کہ عید الفطر کی رات تھی۔ اس طرح کل عمر ۱۳ دِن کم ۶۲ سال ہوئی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ابھی بچپن ہی تھا کہ ان کے والد محترم ابوالحسن اسماعیلؒ کا انتقال ہو گیا اس لیے آپ کی تربیت کا فریضہ آپ کی والدہ ماجدہ نے نبھایا۔ آپؒ کے حالات میں لکھا ہے کہ بچپن میں آپ کی بینائی زائل ہو گئی جس سے آپ کی والدہ ماجدہ کو بہت صدمہ ہوا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ بڑی عبادت گزار خاتون تھیں۔ انہوں نے خوب گریہ زاری سے دُعا کی۔ خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہوئی تو انہوں نے بشارت سنائی کہ تمہاری دُعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے بیٹے کی بینائی لوٹا دی ہے۔ نیند سے بیدار ہوئیں تو انہیں بینا پایا لیکن گرمی اور دھوپ میں طلب علم کے لیے سفر سے دوبارہ بینائی جاتی رہی۔ خراسان پہنچے تو کسی نے کہا کہ سر کے بال صاف کر کے گل خطمی کا لیپ کریں تو اس سے بفضل خدا بینائی لوٹ آئی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تعلیم کے ابتدائی زمانہ میں محدث امام داخلی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں شرکت کرنے لگے۔ یہ مجلس خوب وسیع ہوتی تھی۔ بڑے بڑے علماء اس میں شرکت کرتے تھے۔ ایک دن امام داخلیؒ نے ایک سند بیان کی "عن سفیان عن ابی الزبیر عن ابراهیم" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ دور ایک کونے میں بیٹھے ہوئے تھے، وہیں سے فرمایا کہ "عن ابی الزبیر" صحیح نہیں ہے۔ استاذ نے بچہ سمجھ کر توجہ نہیں دی بلکہ جھڑک دیا تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سنجیدگی سے عرض کیا کہ حضرت آپ کے پاس اصل ہو تو مراجعت فرمالیں۔ استاذ نے پوچھا لڑکے بتاؤ اصل سند کیا ہے؟ تو حضرت امام نے فرمایا کہ ابوزبیر کی ملاقات ابراہیم سے ثابت نہیں بلکہ یہ زبیر بن عدی ہیں یہ سن کر محدث داخلی مکان پر تشریف لے گئے اور اصل کتاب دیکھی تو اس میں واقعی عن ابی الزبیر کی بجائے عن الزبیر تھا واپس آ کر فرمایا کہ تم نے صحیح کہا ہے اور پھر اسی دن سے امام بخاریؒ اپنے استاذ محدث داخلی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں مقبول ہو گئے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ امام بخاریؒ کے ہم مکتب حافظ بن اسماعیل امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بے مثال حافظے کے متعلق لکھتے ہیں کہ ہم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بصرہ میں بعض مشائخ کے پاس جایا کرتے تھے۔ ہم لوگ لکھا کرتے تھے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نہیں لکھتے تھے۔ بعض رفقاء بطورِ طعن امام بخاریؒ سے کہا کرتے تھے کہ آپ خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں کیونکہ آپ احادیث نہیں لکھتے۔ جب ساتھیوں نے بار بار یہی کہا تو غصہ میں آ گئے اور فرمایا کہ اپنی لکھی ہوئی احادیث لاؤ۔ اس وقت تک پندرہ ہزار تک احادیث لکھی جا چکی تھیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وہ سب احادیث سنا دیں تو وہ سب حیران رہ گئے۔

اسی طرح ایک مرتبہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بغداد تشریف لائے۔ وہاں کے محدثین نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا امتحان لینا چاہا اور دس آدمی مقرر کیے اور دس دس احادیث ہر ایک کے سپرد کیں جن کے متون و اسانید میں تبدیلی کر دی گئی۔ جب امام

صاحب تشریف لائے تو ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے وہ احادیث پیش کیں جن میں تبدیلی کردی گئی تھی۔ جب امام صاحب تشریف لائے تو ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے وہ احادیث پیش کیں جن میں تبدیلی کردی گئی تھی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہر ایک کے جواب میں "لا اعرفہ" کہتے رہے۔ عوام یہ سمجھے کہ ان کو کچھ نہیں آتا لیکن ان میں جو علماء تھے وہ سمجھ گئے کہ امام بخاریؒ ان کی چال سمجھ گئے ہیں۔ بہرحال دس آدمیوں نے وہ سو احادیث پیش کردیں جن کی سندوں اور متنوں میں تبدیلی کردی گئی تھی۔ اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہر ایک کی طرف نمبروار متوجہ ہوتے گئے اور بتاتے گئے کہ تم نے پہلی حدیث اس طرح پڑھی جو غلط تھی اور وہ صحیح اس طرح ہے۔ دوسری حدیث تم نے اس طرح پڑھی جو غلط ہے اور صحیح اس طرح ہے اسی طرح سب احادیث کی اصلاح فرمادی۔ اب سب پر یہ واضح ہوگیا کہ یہ کتنے ماہر فن ہیں۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ تعجب اس پر نہیں کہ انہوں نے غلطی پہچان لی اور اس کی اصلاح فرمادی کیونکہ وہ حافظ الحدیث تھے' ان کا کام ہی یہی تھا۔ درحقیقت تعجب اس پر ہے کہ غلط احادیث کو صرف ایک مرتبہ سن کر ترتیب وار محفوظ رکھا اور پھر ترتیب سے ان کو بیان کرکے اصلاح فرمادی۔

امامؒ نے حصولِ حدیث کے لیے بہت سے اسفار کیے۔ دورانِ سفر اور دورانِ طلب علم فاقے بھی کیے' پتے اور گھاس کھا کر گزارہ کیا' بعض اوقات اپنا لباس فروخت کردینے کی نوبت آئی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے تمام کتب متداولہ اور مشائخ بخارا کی کتابوں کو محفوظ کیا پھر تقریباً سولہ برس کی عمر میں حجازِ مقدس کا سفر کیا۔ والدہ اور بھائی احمد بن اسماعیل بھی ساتھ تھے۔ والدہ اور بھائی توحج سے فراغت کے بعد وطن واپس آگئے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ طلب علم کے لیے مکہ مکرمہ رہ گئے۔ پھر اٹھارہ سال کی عمر میں مدینہ منورہ کا سفر کیا اور وہاں بڑے بڑے مشہور محدثین سے استفادہ کیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ چھ سال حجاز میں رہے۔ بصرہ کا چار مرتبہ سفر کیا اور کوفہ و بغداد کے متعلق خود امام صاحب فرماتے ہیں: "ولا احصی کم دخلت الی الکوفۃ و بغداد مع المحدثین"

امام بخاریؒ کے مکہ مکرمہ کے اساتذہ کرام

ابوالولید احمد بن محمد ازرقی رحمۃ اللہ علیہ' حسان بن حسانؒ' خلاد بن یحییؒ' ابوعبدالرحمٰن مقریؒ

مدینہ منورہ کے اساتذہ کرام

عبدالعزیز اویسی' ایوب بن سلیمان بن بلال' اسماعیل بن ابی اویس رحمۃ اللہ علیہم

بصرہ کے مشہور اساتذہ کرام

ابو عاصم النبیلؒ' محمد بن عبداللہ انصاریؒ' عبدالرحمٰن بن حمادؒ' محمد بن عرعرہ رحمۃ اللہ علیہ' عبداللہ ابن رجاء' عمر بن عاصم کلابی رحمۃ اللہ علیہم

کوفہ کے مشہور مشائخ

عبید اللہ بن موسیٰ، ابونعیم، احمد بن یعقوب، اسماعیل بن ابان، حسن بن ربیع، خالد بن مخلد، سعید بن حفص، عمرو بن حفص، عروہ، قبیصہ بن عقبہ، خالد بن یزید مقری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

مشائخ بغداد

امام احمد بن حنبلؒ، محمد بن سابقؒ، محمد بن عیسیٰؒ الطباع، سریج بن نعمانؒ

مشہور مشائخ شام، مصر، الجزیرہ، مرو، ہرات، نیشاپور، بلخ

ابونصر اسحاق بن ابراہیم، آدم بن ابی ایاس، ابوالیمان حکم بن نافع، علی بن عباس، عثمان بن صالح، عبداللہ بن صالح، احمد بن شعیب، سعید بن عیسیٰ، سعید بن کثیر، احمد بن اشکاب، عبدان، محمد بن مقاتل، احمد بن یزید، عمرو بن خلف، مکی بن ابراہیم، یحییٰ بن بشیر، محمد بن ابان، یحییٰ بن موسیٰ، قتیبہ، احمد بن ابی الولید حنفی، یحییٰ بن یحییٰ، بشیر بن الحکم، اسحاق بن راہویہ، محمد بن رافع، محمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

امام بخاریؒ کے تلامذہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ فربری لکھتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے براہِ راست نوے ہزار آدمیوں نے جامع بخاری کو سنا۔ دُنیائے اسلام کے مختلف حلقوں اور گوشوں کے آدمی ان کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے تھے۔ ان کا حلقۂ درس کبھی مسجد میں اور کبھی مکان میں منعقد ہوتا تھا۔ ان کے شاگردوں میں بڑے بڑے پائے کے علماء و محدثین تھے۔ مثلاً حافظ ابوعیسیٰ ترمذی، ابوعبدالرحمٰن نسائی، مسلم بن حجاج وغیرہ جو حدیث کے ارکان صحاح ستہ کے جلیل القدر رکن ہیں۔ اسی طرح ابوزرعہ، ابوحاتم، ابن خزیمہ، محمد بن نصر مروزی، ابوعبداللہ الفربری رحمۃ اللہ علیہم بھی حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے تھے جو آگے چل کر خود بڑے پائے کے محدث ہوئے۔

امام بخاریؒ کا فضل وتقویٰ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اہلِ فارس میں سے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ سے فرمایا تھا: **"لو کان الدین عند الثریّا لذھب به رجل من فارس او قال من ابناء فارس"** حضرات محدثین کرام کا ارشاد ہے کہ اس کے اوّلین مصداق حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

محمد بن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جا رہے ہیں اور امام بخاریؒ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل رہے ہیں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک پڑ رہے ہیں وہیں وہیں امام بخاریؒ کے قدم پڑ رہے ہیں اس سے امام بخاریؒ کا متبع سنت ہونا ثابت ہوتا ہے۔

فربری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرمارہے ہیں: "این ترید؟" میں نے عرض کیا "ارید محمد بن اسماعیل" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اقرأ منی السلام" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ما اغتبت احد اقط منذ علمت ان الغیبة حرام"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ معاصی ومنکرات سے بچنے کا بڑا اہتمام فرماتے تھے کیونکہ گناہوں سے حافظہ خراب ہوجاتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے گناہوں سے بچنے سے بہت احتیاط کی اس لیے ان کا حافظہ متاثر نہیں ہوا اور حفظ میں ان کو کمال حاصل ہوا۔

امام بخاریؒ کا مسلک

مسلکِ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ میں اختلاف ہے۔ تقی الدین السبکیؒ نے طبقات الشافعیہ میں اور نواب صدیق حسن خان نے ابجد العلوم میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو شافعی لکھا ہے۔ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق میں وہ حنبلی تھے لیکن علامہ طاہر جزائری کی نظر میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ خود مجتہد تھے اور ہمارے اکابرین علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ اور مولانا محمد زکریاؒ بھی اسی کے قائل ہیں کہ امام صاحبؒ مجتہد تھے۔

تصانیف امام بخاریؒ

(۱) صحیح جامع بخاری (۲) قضایا الصحابۃ والتابعین (۳) الادب المفرد (۴) جزء رفع الیدین (۵) جزء القراءۃ خلف الامام (۶) تاریخ کبیر (۷) تاریخ اوسط (۸) تاریخ صغیر (۹) خلق افعال العباد (۱۰) کتاب الضعفاء (۱۱) برلوالدین (۱۲) جامع کبیر (۱۳) مسند کبیر (۱۴) تفسیر کبیر (۱۵) کتاب الاشربہ (۱۶) کتاب الھبہ (۱۷) اسامی الصحابہ (۱۸) کتاب الوحدان (۱۹) کتاب المبسوط (۲۰) کتاب العلل (۲۱) کتاب الفوائد۔

الجامع الصحیح البخاری

جامع اس کتاب کو کہتے ہیں جو علم حدیث کے ابواب ثمانیہ کو جامع ہو یعنی اس میں عقائد، احکام، تفسیر، تاریخ، آداب، رقاق، مناقب اور فتن کے ابواب ہوں۔

وجہ تالیف بخاری

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے عہد تک احادیث کے بہت سے مجموعے تیار ہوگئے تھے۔ جب امام بخاریؒ نے ان مجموعوں کو دیکھا اور پرکھا تو اس میں صحیح اور ضعیف ہر طرح کی روایات نظر آئیں۔ اس لیے انہوں نے احادیث صحیحہ کا ایک مجموعہ تیار کرنے کا ارادہ کیا اور ان کے استاذ اسحاق بن راہویہ نے ان کے ارادہ کو اور زیادہ قوی کردیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ ہم استاذ محترم اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ انہوں نے فرمایا "کاش کہ احادیث صحیحہ کے عنوان پر تم ایک کتاب جمع کردیتے۔" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ استاذ

محترم کی یہ بات میرے دل میں بیٹھ گئی۔

تالیف بخاری کا ایک سبب اور بھی بیان کیا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ محمد بن سلیمان بن فارس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ میں نے خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا تھا' میرے ہاتھ میں پنکھا تھا جس سے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سے مکھیاں اُڑا رہا تھا۔ بعض معبرین سے میں نے تعبیر پوچھی تو انہوں نے کہا: "انت تذب عنه الكذب" اس خواب کے واقعہ سے میرے دل میں احادیث صحیحہ جمع کرنے کا شوق ہوا تو بخاری کی وجہ تالیف کے دونوں سبب ہو سکتے ہیں۔

بخاری کی تالیف میں خاص اہتمام

بخاری شریف کو لکھنے میں امام صاحب نے سولہ سال صرف کیے اور انہوں نے تین بار بخاری شریف کو تصنیف فرمایا۔ ابن طاہر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ "امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کو بخارا میں لکھا۔"

ابن بجیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "مکہ معظمہ حطیم میں بیٹھ کر تصنیف فرمایا۔"

بعض حضرات کا خیال ہے کہ "بصرہ میں اور بعض کا خیال ہے کہ مدینہ منورہ میں ریاض الجنۃ میں بیٹھ کر لکھا۔"

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ تمام اقوال میں یوں تطبیق دی ہے کہ تصنیف کا ابتدائی خاکہ اور ترتیب الابواب تو مسجد حرام میں لکھے پھر بصرہ' بخارا اور دیگر مقامات میں احادیث کی تخریج فرمائی اور جب مسودہ تیار ہو گیا تو ریاض الجنۃ میں بیٹھ کر اصل کتاب کی شکل دی۔ علماء نے لکھا ہے کہ "امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہر حدیث کو درج کرنے سے قبل استخارہ کر کے دو رکعت نماز پڑھتے اور جب اس حدیث کی صحت پر پوری طرح شرح صدر ہو جاتا تو پھر اسے لکھ لیتے اور اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہر ترجمۃ الباب لکھنے سے قبل دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ ان وجوہات کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے بخاری شریف کو بے پناہ شہرت دی اور شرف قبولیت سے نوازا۔ بالآخر اُمت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ اس کائنات میں قرآن کے بعد سب سے زیادہ صحیح اور افضل و اعلیٰ کتاب بخاری شریف ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بخاری شریف کے پڑھنے سے قحط سالی دور ہو جاتی ہے۔ ایک محدث نے بخاری شریف کو ایک سو بیس (۱۲۰) مرتبہ مختلف مقاصد کے لیے پڑھایا اور ہر مرتبہ کامیابی ہوئی۔

کتب احادیث میں جامع بخاری کا مقام

اُمت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ صحیح بخاری کو صحاح ستہ اور دیگر تمام کتب احادیث پر ترجیح حاصل ہے۔ اسی سلسلہ میں ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا یوازیه فیه غیره لاصحیح مسلم ولا غیره" یعنی بخاری کا صحیح مسلم یا اور کوئی کتاب مقابلہ نہیں کر سکتی۔

تعداد روایات بخاری

امام بخاریؒ نے چھ لاکھ احادیث سے انتخاب کر کے بخاری لکھی ہے۔ امام صاحبؒ نے بخاری کے لیے جن احادیث کا

انتخاب کیا ہے ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "کل احادیثِ مکررات کو شمار کریں تو ساڑھے سات ہزار ہیں اور بغیر مکررات کے ساڑھے تین ہزار ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ کل احادیث نو ہزار ہیں اور مکررات کو حذف کر کے صرف اڑھائی ہزار باقی رہ جاتی ہیں۔ حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ عدد آثارِ صحابہ اور مقطوعات تابعین کے علاوہ ہے، جن کی تعداد پوری کتاب میں ایک ہزار چھ سو آٹھ ہے۔

لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ احادیث کے صحیح ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ بقیہ کتب احادیث میں جو احادیث ہیں وہ غلط ہیں بلکہ وہ بھی صحیح ہیں فرق صرف شرائط کا ہے۔ نیز یہ بات بھی ذہن میں ہونی چاہیے کہ بخاری شریف کی ہر حدیث کے صحیح ہونے اور بخاری میں ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ حدیث تعارض سے سالم بھی ہو۔ البتہ بخاری شریف ہر اعتبار سے بالخصوص صحت کے اعتبار سے صحاح ستہ پر حتیٰ کہ مسلم شریف پر بھی فائق ہے۔ اگرچہ بعض حضرات نے مسلم شریف کو اصح اور افضل کہا ہے لیکن یہ قول شاذ ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ صحیحین میں جو احادیث متکلم فیہ ہیں ان میں بخاری کی روایات کم ہیں اور مسلم کی زیادہ ہیں۔ چنانچہ بخاری کی اٹھہتر (۷۸) احادیث اور مسلم کی سو (۱۰۰) احادیث متکلم فیہ ہیں اور بتیس (۳۲) احادیث ایسی ہیں جس میں بخاری اور مسلم مشترک ہیں تو خلاصہ یہ نکلا کہ بخاری شریف کی کل متکلم فیہ احادیث ایک سو دس (۱۱۰) ہیں اور مسلم کی ایک سو بتیس (۱۳۲) ہیں۔

بخاری شریف کا نام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تمام کتب میں مشہور بخاری شریف ہے:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کا مکمل نام یہ لکھا ہے: "الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلّم وسُننه وایّامه" اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کا مکمل نام یہ لکھا ہے: "الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلّم وسُننه وایّامه"

بخاری شریف کو جامع امور ثمانیہ کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ مختصر اس لیے کہا جاتا ہے کہ امام صاحب نے اپنی صحیح میں تمام صحیح احادیث کا احاطہ نہیں کیا۔ "من امر" یا "من حدیث رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلّم" سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال مراد ہیں۔ سنن سے افعال و تقریرات کی طرف اشارہ ہے۔ ایام سے غزوات اور تمام واقعات کی جانب اشارہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں پیش آئے۔

شرائط صحیح بخاری

شرائط کا مطلب یہ ہے کہ مؤلفین کتب تالیف کے وقت بعض امور کو پیش نظر رکھتے ہیں اور انہی کے مطابق کتب میں مضامین لاتے ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ ذکر نہیں کرتے۔

آئمہ ستہ نے بھی اپنی کتب میں کچھ شرائط کا لحاظ کیا ہے لیکن ان آئمہ کرام سے یہ تصریح کہیں منقول نہیں کہ میں نے فلاں فلاں شرط پیش نظر رکھی۔ بعد کے علماء نے ان کی کتب کا مطالعہ کر کے ان کی شرائط کا استنباط کیا ہے۔

امام بخاری نے درج ذیل شرائط اپنی صحیح بخاری میں ملحوظ رکھی ہیں۔

۱۔ سند متصل ہو۔ سب راوی مسلمان صادق غیر مدلس ہوں۔ عدالت کی صفات سے متصف ہوں، ضابط ہوں، سلیم الذھن اور قلیل الوہم ہوں، راسخ العقیدہ ہوں اور ان کی ثقاہت پر کبار محدثین کا اتفاق ہو۔

۲۔ راوی کی مروی عنہ سے کم از کم ایک دفعہ ملاقات ثابت ہو، صرف امکانِ لقاء کافی نہیں۔

۳۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اگر کسی ایسے شخص کی اولیت تخریج کرتے ہیں جس پر کلام کیا گیا ہو تو اس کی وہ روایت نہیں لیتے جس پر نکیر کی گئی ہو۔

۴۔ اگر راوی میں کسی قسم کا قصور ہو اور پھر وہ روایت دوسرے طریق سے بھی مروی ہو جس سے قصور کی تلافی ہو جاتی ہو تو ایسی حدیث بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط کے تحت داخل ہو جاتی ہے۔ مزید شرائط شروحات بخاری میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

خصوصیات صحیح بخاری

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بخاری شریف میں سب سے اہم خصوصیت تراجم ہیں، ایسے تراجم نہ ان سے پہلے کسی نے قائم کیے اور نہ ان کے بعد کسی نے قائم کیے۔ ان کے بعض تراجم آج تک معرکۃ لآرا بنے ہوئے ہیں اور ان کی صحیح مراد آج تک متعین نہیں کی جا سکی۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اثباتِ احکام کے لیے تراجم میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اکثر آیات قرآنیہ کو ذکر کرتے ہیں۔

تیسری خصوصیت یہ ہے کہ صحابہ و تابعین کے آثار سے مسائل مختلف فیہا کی وضاحت کرتے ہیں اور جو اثر ان کے نزدیک راجح ہوتا ہے اس کو پہلے بیان کرتے ہیں۔

چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پوری صحیح بخاری میں کوئی ایسی روایت ذکر نہیں کی جس کو انہوں نے علی سبیل المکاتبہ لیا ہو۔ البتہ کتاب الایمان والنذور میں ایک روایت لائے ہیں جس میں "کتب الیّ محمّد بن بشار" فرمایا ہے۔ البتہ سند کے درمیان مکاتیب کا آ جانا دوسری بات ہے چونکہ وہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فعل نہیں بلکہ دوسرے راویوں کا عمل ہے۔

پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فترت کے بعد تالیف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کرتے ہیں اور بعض اوقات کوئی خاص کتاب شروع کرتے وقت اس کتاب کے مستقل ہونے کا لحاظ کرتے ہوئے بھی تسمیہ کو لاتے ہیں۔

چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بائیس ثلاثیات صحیح بخاری میں درج کی ہیں۔ ثلاثیات ایسی روایات کو کہا جاتا ہے جن میں مصنفؒ سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک صرف تین واسطے ہوں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو بائیس ثلاثیات ذکر کی ہیں ان میں گیارہ روایات مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہیں جو کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد خاص ہیں۔ چھ روایات ابو عاصم النبیل ضحاک بن مخلد سے مروی ہیں۔ یہ بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ تین روایات محمد بن عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہیں۔ یہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام زفرؒ کے شاگرد ہیں۔ معلوم ہوا کہ بائیس ثلاثیات میں سے بیس ثلاثیات ایسی ہیں جو حنفی مشائخ سے لی گئی ہیں۔

باقی دو روایات میں سے ایک روایت خلاد بن یحییٰ کوفی کی ہے اور ایک عصام بن خالد حمصیؒ کی ہے ان کے متعلق معلوم نہیں ہوسکا کہ یہ حنفی ہیں یا غیر حنفی۔ امام بخاری کی ثلاثیات پر بڑا فخر کیا جاتا ہے اور فخر کرنا بھی چاہیے کیونکہ ثلاثیات کی سند عالی ہوتی ہے اور سند عالی ہونا باعث افتخار ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جن کی زیادہ تر روایات ثلاثی ہیں اور بکثرت ثنائی ہیں۔ جیسا کہ مسانید امام اعظمؒ اور کتاب الآثار سے ظاہر ہے۔ امام اعظمؒ رؤیۃً تابعی ہیں اس لیے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انہوں نے زیارت کی ہے بلکہ روایۃً بھی ان کو تابعی کہا گیا ہے۔

تراجم بخاری

صحیح بخاری کی خصوصیات میں سے تراجم بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ بخاری کے تراجم تمام کتب حدیث کے تراجم کے مقابلہ میں بہت مشکل ہیں اس لیے ایک مقولہ مشہور ہے "فقه البخاری فی تراجمه" جس کا مفہوم یہ ہے کہ بخاری کا سارا کمال ان کے تراجم میں ہے، امام صاحب کی شانِ تفقہ کا اندازہ ان کے تراجم سے کیا جاسکتا ہے۔ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اپنے تراجم ابواب میں جس دقتِ نظری کا مظاہرہ کیا ہے اس کو سمجھنے کے لیے بڑے بڑے اہلِ علم قاصر رہے ہیں۔ بخاری کے تراجم کو سمجھنے کے لیے اور ان کی اہمیت کی وجہ سے متقدمین ومتاخرین نے تراجم ابواب پر مستقل رسالے لکھے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ منعقد کرنے میں اپنا مخصوص انداز ہے وہ مختلف طریقوں سے ترجمہ قائم فرماتے ہیں۔

۱۔ بعض اوقات حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ترجمہ بناتے ہیں اور اس کے حدیث نبوی ہونے کی صراحت بھی کرتے ہیں۔ جیسے کتاب الایمان کا پہلا ترجمہ ہے: "باب قول النبی صلی الله علیه وسلّم بُنی الاسلام علیٰ خمسٍ"

۲۔ کبھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ترجمہ تو بناتے ہیں لیکن اس کے حدیث ہونے کا تذکرہ نہیں فرماتے جیسے "باب من یرد الله به خیراً یفقهه فِی الدّین"

۳۔ کبھی امام بخاری حدیث رسول کو ترجمہ بناتے ہیں لیکن اس میں تھوڑا سا تصرف اور تبدیلی کردیتے ہیں اور اس کا مقصد حدیث کی تشریح ہوتا ہے۔

۴۔ کبھی امام بخاریؒ ایسی حدیث کو ترجمہ بناتے ہیں جو ان کی شرط کے مطابق نہیں ہوتی۔ پھر اپنی شرائط والی روایت سے اس کو مؤید فرماتے ہیں۔

۵۔ بہت سی جگہوں میں امام بخاری اپنے الفاظ سے ترجمہ قائم کرتے ہیں اور اس میں ابہام چھوڑ دیتے ہیں۔ اس ابہام کی کئی وجوہ ہوتی ہیں۔ (۱) کبھی تعارضِ ادلہ کی وجہ سے ترجمہ مبہم رکھتے ہیں جیسے "باب ماجاء فی قاتل النفس" کا مبہم ترجمہ قائم کیا ہے۔ یہاں ابہام کی وجہ یہ ہے کہ بعض روایات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ خودکشی کرنے والا ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور دوسرے دلائل قویہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا مخلد فی النار نہ ہوگا۔ چنانچہ تعارض ادلہ کی وجہ سے امام بخاریؒ نے کوئی فیصلہ نہیں کیا اور ترجمہ کو مبہم رکھا۔ (۲) کبھی یہ ابہام توسع کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ جیسے "باب

مایقرأ بعد التکبیر" یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ذکر کی ہے جس میں تکبیر کے بعد سورۃ فاتحہ سے ابتداء کا ذکر ہے۔ دوسری روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے جس میں تکبیر کے بعد اور قرأت سے پہلے "**اَللّٰھُمَّ باعِدْبینی خَطَایَایَ کَمَا باعدت بین المشرق والمغرب. اَللّٰھُمَّ نقِنِی من الخطایا کما یُنقّی الثوب الابیض من الدنس اللّٰھم اغسِل خطایای باالماء والثلج والبرد**" والی دُعا مذکور ہے۔ اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ تکبیر کے بعد خواہ یہ دُعا پڑھ لی جائے یا ثناء پڑھی جائے یا کچھ پڑھے بغیر سورۃ فاتحہ کی قرأت شروع کردی جائے۔

۶۔ کبھی امام بخاریؒ ترجمہ کو واضح اور فیصلہ کن انداز میں قائم فرماتے ہیں جیسے "**باب وجوب صلاۃ الجماعۃ**" اس قسم کا ترجمہ اس جگہ قائم کرتے ہیں جہاں اُن کے ہاں روایات صحیح اور صریح ہوتی ہیں۔ (۷) امام بخاریؒ کبھی "**ھل**" کے ساتھ استفہامیہ ترجمہ لاتے ہیں اور یہ دلیل کے محتمل ہونے کی وجہ سے لاتے ہیں جیسے کتاب التیمم میں "**باب ھل ینفخ فی یدیہ**" ترجمہ قائم کیا ہے اور روایت جو نقل کی ہے اس میں ہے "**فضرب النبی صلی اللہ علیہ وسلّم بکفیہ الارض ونفخ فیھما**" یہاں اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل نفخ فی الیدین مذکور ہے مگر اس میں احتمال ہے کہ مٹی کے ساتھ کوئی تنکا ہاتھ کو لگ گیا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ نفخ تیمم کی سنت کے طور پر کیا گیا ہو۔ اسی وجہ سے امام صاحب نے استفہامیہ ترجمہ "**ھل ینفخ فی یدیہ**" قائم کیا ہے۔ (۸) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کبھی استفہامیہ ترجمہ قائم کرتے ہیں اور پھر روایات اور آثار کے ذریعے استفہام کا جواز پیش کرتے ہیں۔ جیسے "**باب ھل یسافر بالجاریہ**" قائم کیا ہے۔

(۹) کبھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تفصیل کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ترجمہ استفہامیہ لاتے ہیں جیسے "**باب ھل یمضمض من اللبن**" یہاں امام بخاریؒ نے روایت نقل کی ہے "**ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم شرب لبناً فمضمض وقال لہ دسمًا**" تو یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ دودھ پینے کے بعد اگر منہ میں چکنائی کا اثر موجود ہو تو کلی کریں اور اگر لعاب دہن کی وجہ سے چکنائی زائل ہوگئی ہے تو کلی کی ضرورت نہیں ہے۔ (۱۰) کبھی امام بخاریؒ "**من قال کذا ومن قال کذا**" سے ترجمہ قائم کرتے ہیں اس کی بھی کئی وجوہ ہوتی ہے۔ (الف) کبھی تو عموم حکم کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ (ب) کبھی یہ عنوان مختار مسلک کو بیان کرنے کے لیے قائم کیا جاتا ہے۔ (ج) کبھی یہ عنوان اخلاق وآداب پر تنبیہ کرنے کے لیے قائم کیا جاتا ہے۔

(۱۱) امام بخاریؒ کبھی اشکال رفع کرنے کے لیے ترجمہ قائم کرتے ہیں اور کبھی جمع بین الروایات کے لیے ترجمہ لاتے ہیں یعنی اس ترجمہ کے تحت بظاہر متعارض روایات لاکر ان میں تطبیق دیتے ہیں۔

(۱۲) بعض اوقات ترجمہ میں کئی امور مذکور ہوتے ہیں لیکن امام بخاریؒ ان میں سے صرف ایک کے لیے روایت لاتے ہیں اور دوسرے امور کے لیے روایات پیش نہیں کرتے' اس کی کئی وجوہات ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جس امر کی تائید میں بخاری روایت پیش کرتے ہیں اس کا ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے اور جن امور کے لیے روایات پیش نہیں کرتے ان کی نفی مقصود ہوتی ہے۔

(۱۳) کبھی امام بخاریؒ باب کے تحت روایات متخالفہ کو ذکر فرماتے ہیں اور اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہا ہے۔

(۱۴) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کبھی مقید ترجمہ لاتے ہیں اور روایت مطلق ہوتی ہے جس سے یہ اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے کہ

روایت میں اطلاق مراد نہیں ہے بلکہ روایت کے ترجمہ میں قید ملحوظ ہے۔

(۱۵) کبھی ترجمہ مطلق ہوتا ہے اور روایت مقید ہوتی ہے اس سے یہ اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے کہ روایت میں حکم مطلق ہوگا۔

(۱۶) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کبھی ترجمۃ الباب شرط کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور اس کا جواب بھی ترجمہ میں مذکور ہوتا ہے اور اسی طرح کبھی شرط کا جواب صحابی یا تابعی کے اثر سے بیان کر دیتے ہیں۔

(۱۷) کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ آیت کو ترجمہ بناتے ہیں اور پھر وہاں اس کے تحت کوئی حدیث نہیں لاتے۔ وہ آیت خود دعویٰ بھی ہوتی ہے اور دلیل دعویٰ بھی۔

(۱۸) پوری بخاری شریف میں نو مقامات ایسے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اپنے الفاظ میں ترجمہ قائم کیا ہے پھر اس کے تحت کوئی حدیث وغیرہ ذکر نہیں کی بلکہ محض خالی جگہ ہے ایسے مقامات کے متعلق کہا گیا ہے کہ آس پاس میں قریب یا دور کوئی ایسی روایت ضرور ہوتی ہے جس سے وہ ترجمہ ثابت ہو سکتا ہے۔

(باب بلا ترجمہ)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کئی جگہ باب بلا ترجمہ لاتے ہیں۔ صرف "بابٌ" ہوتا ہے ترجمہ نہیں ہوتا اور اس کے ذیل میں مسند روایت پیش کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں شراح کرام نے بہت ساری توجیہات لکھی ہیں۔ یہاں صرف دو توجیہات نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) علامہ کرمانیؒ، حافظ ابن حجرؒ، علامہ قسطلانی اور شاہ ولی اللہؒ نے عموماً "باب بلا ترجمہ" کو کالفصل من الباب السابق قرار دیا ہے۔ یعنی امام بخاریؒ باب بلا ترجمہ میں ایسی روایات لاتے ہیں جو من وجہ باب سابق سے بھی متعلق ہوتی ہے اور من وجہ مستقبل سے بھی ہوتی ہے اس لیے یہ باب سابق باب کے لیے فصل کی طرح ہوتا ہے۔

(۲) شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ باب بلا ترجمہ بعض مقامات میں تشحیذِ اذہان کے لیے ہوتا ہے یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ باب کی روایات دیکھ کر قاری خود ایسا ترجمہ قائم کرے جو بخاری کی شان کے مطابق ہو اور تکرار بھی لازم نہ آئے۔ اس طرح ذہن تیز ہوتا ہے اور استخراجِ مسائل کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

طرق اثباتِ تراجم

امام بخاریؒ ترجمہ ثابت کرنے کے لیے درج ذیل طرق اختیار کرتے ہیں۔ عام طور پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تراجم دعاوی ہوتے ہیں اور احادیث مسندہ ان دعاوی کی دلیل ہوتی ہیں لیکن بخاری شریف کے بعض تراجم "تراجم شارحہ" بھی ہوتے ہیں وہاں دعویٰ اور اثباتِ دعویٰ بالدلیل نہیں ہوتا۔ ایک حدیث عام ہوتی ہے اور اس پر خاص ترجمہ قائم کر کے یہ بتلاتے ہیں کہ اس عام سے خاص مراد ہے یا روایت مطلق ہوتی ہے اور ترجمہ مقید لاتے ہیں اور یہ بتلاتے ہیں کہ روایت مطلقہ میں ترجمہ والی قید ملحوظ ہے کبھی اس کے برعکس ہوتا ہے کہ روایت خاص ہوتی ہے اور اس پر ترجمہ عام قائم کرتے ہیں یہ بتلانے کے لیے کہ روایت میں جس خصوصیت کا ذکر ہے وہ ملحوظ نہیں کبھی روایت مقید ہوتی ہے اور ترجمہ مطلق لاتے ہیں وہاں یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ روایت میں جس قید کا ذکر کیا گیا ہے وہ ملحوظ نہیں ہے۔

ایسے تراجم "تراجم شارحہ" کہلاتے ہیں۔ یہاں اس بات کی ضرورت نہیں ہوتی کہ ترجمہ کو روایت سے ثابت کیا جائے۔

تراجم کی دو قسمیں ہیں: (۱) تراجم ظاہرہ (۲) تراجم خفیہ

تراجم ظاہرہ میں ترجمۃ الباب اور حدیث باب میں مطابقت آسان ہوتی ہے وہاں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ البتہ تراجم خفیہ میں تطبیق مشکل ہوتی ہے۔ نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ ثابت کرنے کے لیے کسی ایک طریقہ کی پابندی نہیں کی کبھی وہ ایک طریقہ اختیار کرتے ہیں اور کبھی کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔

(نوٹ) شارحین بخاری نے اس مقام کو مزید تفصیل سے لکھا ہے وہیں دیکھا جاسکتا ہے۔)

فضائل جامع بخاری

☆ بخاری شریف کی بہت بڑی فضیلت یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اس کی تالیف کے وقت کسی حدیث کو اس وقت تک تالیف نہیں کیا جب تک پہلے غسل، دو رکعت اور استخارے کے بعد اس حدیث کی صحت کا انہیں یقین نہیں ہو گیا۔

☆ اس کی احادیث صحیح ہیں۔ اس کی شروط، خصائص اور فضائل کے جان لینے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس کو دیگر کتب احادیث پر مجموعی طور پر فوقیت حاصل ہے۔ اس لیے کہا گیا ہے "**اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری**"

☆ بخاری شریف کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منامی بشارت حاصل ہے۔ ابو زید مروزیؒ بیان فرماتے ہیں کہ میں رکن اور مقام کے درمیان سو رہا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "**یا ابا زید الیٰ متی تدرس کتاب الشافعی ولا تدرس کتابی؟**" میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی کتاب کون سی ہے؟ فرمایا: "**جامع محمد بن اسماعیل**"

☆ جہاں اس کتاب کی باطنی برکات ہیں کہ اس پر عمل کرنے سے دینی ترقی ہوتی ہے وہاں اس کی ظاہری برکات بھی ہیں۔ بعض عارفین نے نقل کیا ہے کہ صحیح بخاری اگر کسی مصیبت میں پڑھی جائے تو وہ مصیبت دور ہو جاتی ہے اور اگر بخاری شریف کو کسی کشتی میں لے کر سوار ہوں تو وہ غرق نہیں ہوتی۔

☆ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بخاری شریف کے پڑھنے سے قحط سالی دور ہو جاتی ہے۔ ایک محدث فرماتے ہیں کہ میں نے بخاری شریف کو ایک سو بیس مرتبہ مختلف مقاصد کے لیے پڑھا اور ہر مرتبہ کامیابی ہوئی۔

جامع بخاری کے متعدد نسخے

پہلے زمانہ میں پرنٹنگ پریس وغیرہ نہیں ہوتی تھی اس لیے کتب کی طباعت نہیں ہوتی تھی۔ ہر سال لوگ اساتذہ سے پڑھنے آتے۔ استاذ تقریر کرتا، شاگرد سنتے رہتے اور لکھتے رہتے چونکہ یہ عام دستور ہے کہ استاذ جب ہر سال تقریر کرتا ہے تو ہر سال اس کے الفاظ میں کچھ نہ کچھ فرق رہ جاتا ہے۔ ایک سال ایک مقام کو مفصل بیان کیا۔ پھر آئندہ سال اس مقام کو مجمل بیان کر دیا چونکہ

احادیث کو مختصر کر دینا یا روایت بالمعنی بیان کرنا جائز ہے تو اس وقت کے اساتذہ کرام جب اسی طرح کرتے تھے تو شاگردوں کے لکھنے میں اختلاف ہوتا رہتا تھا جس کی وجہ سے کتب احادیث کے متعدد نسخے تیار ہو جاتے۔

بخاری شریف کے مشہور و متعارف چار نسخے ہیں: (۱) نسفی کا (۲) بزدوی کا (۳) حماد بن شاکر کا (۴) فربری کا

البتہ ایک پانچواں نسخہ محاملی کا ہے جو مختلف فیہ ہے کہ آیا اس کی حیثیت مستقل نسخہ کی ہے یا نہیں؟ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ مستقل نسخہ ہے مگر حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ محاملی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تو ہیں لیکن انہوں نے بخاری شریف کی سماعت خود امام بخاریؒ سے نہیں کی بلکہ اس کی نقل اور املاء کی ہے لیکن اب ہمارے ہاں چاروں، پانچوں نسخوں میں سے صرف ایک نسخہ ملتا ہے جو فربری کا ہے۔

فربری کے حالات

فربری رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد بن یوسف بن مطر بن صالح فربری ہے۔ فربر (بکسر الفاء و فتح الراو سکون الیاء) ایک گاؤں ہے جو بخارا سے بیس پچیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ فربریؒ ۲۳۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۰ شوال ۳۲۰ھ میں انتقال فرمایا۔ کل عمر نوے سال ہے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے وقت ان کی عمر چھبیس سال تھی۔ گویا اپنے استاذ محترم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد چونسٹھ سال تک زندہ رہے۔ اپنے استاذ محترم کے انتقال کے بعد چونکہ ایک طویل مدت تک پڑھاتے رہے۔ ہر سال شاگردوں نے پڑھا اور لکھا اس لیے ان کا نسخہ زیادہ متداول اور متعارف ہوا۔ نیز دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ فربری نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے دو مرتبہ بخاری پڑھی اور بعض کے نزدیک تین مرتبہ پڑھی ہے۔

فربری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے صحیح بخاری نوے ہزار اشخاص نے سنی لیکن ان سے روایت کرنے والا اس وقت میرے علاوہ کوئی باقی نہیں رہا۔

فربری رحمۃ اللہ علیہ سے بخاری شریف نقل کرنے والے ان کے بارہ شاگرد ہیں۔ ان میں سے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے نو کا ذکر کیا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن بارہ کے علاوہ دو اور شاگردوں کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور شاگرد کا ذکر کیا ہے۔ باقی فربری رحمۃ اللہ علیہ کے نسخہ میں بھی اختلاف ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ فربری کے شاگردوں کے لکھنے میں اختلاف ہوتا رہتا تھا جس کی وجہ سے فربریؒ کے متعدد نسخے تیار ہوئے۔

بخاری شریف کی سند حدیث

سلسلہ سند اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرۂ امتیاز ہے اور یہ دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین میں نہیں پایا جاتا۔ واضح رہے کہ برصغیر میں علم حدیث کے منتہی شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ چنانچہ ہمارے اکابر حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ تک اپنی سند بیان کرتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر مصنفین کتاب تک ان کی اسانید ان کی کتاب ''الارشاد الی مھمات الاسناد'' میں مذکور ہے۔

حاصل یہ کہ سند کے تین حصے ہیں۔ (۱) حضرت شاہ ولی اللہؒ تک (۲) حضرت شاہ ولی اللہؒ سے مصنف کتاب تک (۳) مصنف کتاب سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک۔ میں اپنی سند کا پہلا حصہ نقل کیے دیتا ہوں۔ دوسرا حصہ متعدد کتب اور شروحاتِ بخاری میں مذکور ہے۔ تیسرا حصہ ہر حدیث کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔
میرے بخاری شریف کے استاذ مفتی اعظم پاکستان، ولی کامل مفتی ولی حسن صاحب ٹونکیؒ شیخ الحدیث علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ہیں اس لیے میں اپنی سند اس طرح بیان کرتا ہوں:

اخبرنا الاستاذ الشيخ المفتى ولى حسن التونكى عن شيخ العرب والعجم مولانا حسين احمد المدنى عن شيخ الهند مولانا محمود الحسن الديوبندى عن حجة الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوى عن الشيخ الشاه عبدالغنى دهلویؒ عن الشيخ الشاه محمد اسحاق الدهلویؒ عن الشيخ الشاه عبدالعزيز الدهلوى عن ابيه الشيخ الشاه ولى الله الدهلویؒ.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کِتَابُ الْاِیْمَانِ

اصحاب جوامع کا طریقہ یہ ہے کہ جامع کو کتاب الایمان سے شروع کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی اصحاب جوامع میں سے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی جامع صحیح بخاری کو اگرچہ کتاب الایمان سے شروع کیا ہے مگر انہوں نے ایک جدت پیدا فرمائی ہے کہ کتاب الایمان پر وحی کے باب کو مقدم فرمایا ہے۔

اس کی وجہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دقت نظر ہے چونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی دقت نظری سے لطائف وحکم کی طرف اشارہ فرماتے رہتے ہیں جو ان کی کتاب میں کثرت سے آئیں گے۔ یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب وحی کو کتاب الایمان پر جو مقدم فرمایا ہے اس سے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ ایمانیات میں معتبر وہ ہے جو بواسطہ وحی کے ہو۔

صاحب جوامع کتاب الایمان کو اس لیے مقدم فرماتے ہیں کہ انسان پر ایمان سب سے پہلے واجب ہوتا ہے۔ پھر ایمان پر ہی سب اعمال موقوف ہیں اور ایمان ہی ذریعہ نجات ہے جس کے بغیر نجات ممکن ہی نہیں۔

ایمان کا لغوی وشرعی معنی

ایمان کا لفظ امن سے مشتق ہے جس کے معنی سکون واطمینان کے ہیں۔ نیز ایمان باب افعال کا مصدر ہے جسکے لغوی معنی تصدیق کے بھی ہیں اور اصطلاح شریعت میں ایمان کی یہ تعریف کی گئی ہے: "تصدیق الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما جاء بہ"

ایمان زائد اور ناقص ہوتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ اعمال کو ایمان کے اجزاء مانتے ہیں وہ تو ایمان کے زائد اور ناقص ہونے کے قائل ہیں اور جو حضرات اعمال کو ایمان کے اجزاء نہیں مانتے بلکہ کہتے ہیں کہ اعمال مکمل ایمان ہیں تو ان کے نزدیک اعمال کی کمی بیشی سے کامل ایمان میں زیادتی اور نقصان ہوگا۔ خود نفسِ ایمان میں زیادتی اور نقصان نہ ہوگا۔

باقی محدثین کرام نے قرآن وحدیث سے ایمان کی کمی اور زیادتی کے جو دلائل پیش کیا ہیں احناف ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ کمال ایمان پر محمول ہیں ورنہ اگر اعمال کو ایمان کا حقیقی جز مان لیا جائے تو پھر اعمال نہ ہونے کی صورت میں ایمان ہی نہیں رہتا۔ چونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ محدثین کرام میں سے ہیں اس لیے انہوں نے ایمان کے دو اجزاء ہونے اور زیادت ونقصان کے قبول کرنے پر باب منعقد فرمائے ہیں۔ قرآنی آیات اور دیگر دلائل سے مرجۂ اور خوارج وغیرہ پر رد کیا ہے۔

لفظِ ایمان اور لفظِ اسلام کے استعمال میں فرق

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایمان اور اسلام کا لفظ تین طرح سے استعمال ہوتا ہے:

(۱) علی سبیل الترادف فرمانِ الٰہی ہے: "فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ" اس آیت کریمہ میں ایک ہی گھرانے کے افراد کو مؤمنین اور مسلمین کہا گیا ہے اس لیے اس آیت میں ایمان اور اسلام کا استعمال علی سبیل الترادف ہوا۔ اس ترادف میں دونوں میں سے ہر ایک سے مراد انقیادِ ظاہری اور باطنی کا مجموعہ ہے۔

(۲) علی سبیل التقابل۔ یعنی ایمان سے مراد انقیاد باطنی ہے اور اسلام سے مراد انقیاد ظاہری ہے جیسے قرآن مجید میں ہے:

"قَالَتِ الْاَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الايمان فِيْ قلوبكم"

(۳) علی سبیل التداخل۔ جیسے طبرانی اور مسند احمد کی حدیث ہے: "فقيل اى الاسلام افضل قال الايمان" اصل بات یہ ہے کہ ایمان اور اسلام کی الگ الگ حقیقت شرعیہ ہے۔ جیسا کہ ان کی الگ الگ حقیقت لغویہ ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ایمان تو نام ہے اعتقاد مخصوص کا اور اسلام نام ہے اعمالِ شرعیہ کے برتنے کا لیکن ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ تکمیل کا تعلق ہے جیسے کوئی معتقد مؤمن اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک اعمال نہ کرے۔ اسی طرح مسلم مطیع اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک دل سے اعتقاد نہ کرے۔

حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ایمان واسلام جب ایک ہی کلام میں اکٹھے ہوجاتے ہیں تو معنی کے لحاظ سے جدا جدا ماننے پڑتے ہیں۔ یعنی ایمان کے معنی تصدیق قلبی کے لینے پڑتے ہیں اور اسلام کے معنی انقیادِ ظاہری کے لینے پڑتے ہیں۔

اور جب ذکر میں جدا جدا ہوں یعنی کلام میں صرف ایمان مذکور ہو یا اسلام مذکور ہو تو پھر دونوں میں سے ہر ایک کے معنی تصدیق مع الانقیاد ہوتے ہیں۔ فرماتے ہیں: "فالاسلام والايمان كاسم الفقير والمسكين اِذ اجتمعا افترقا واذا افترقا اجتمعا"، یعنی یہ دونوں لفظ مسکین اور فقیر جیسے ہیں جب یہ دونوں لفظ ساتھ ساتھ بولے جاتے ہیں تو ان کے حقائق متباین ہوتے ہیں اور جب الگ الگ مذکور ہوتے ہیں تو ایک دوسرے میں داخل ہوتے ہیں۔

فرق اسلامیہ

معتزلہ، خوارج، مرجۂ، کرامیہ، جہمیہ مذکورہ سب فرقے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن یہ سب فرقے گمراہ ہیں۔ صحیح اسلامی فرقہ "اہل السنۃ والجماعت" ہے جو "ما انا عليه واصحابى" کے مطابق ہے۔

اہل السنۃ والجماعت کے گروہ

(۱) محدثین:۔ یہ حضرات عقائد میں امام احمدؒ کے متبع ہیں۔ (۲) متکلمین:۔ ان کے دو گروہ ہیں: (الف) اشاعرہ۔ یہ لوگ عموماً امام مالکؒ اور امام شافعیؒ سے منقول عقائد کی تشریح و ترویج کرتے ہیں۔ (ب) ماتریدیہ۔ یہ لوگ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب سے منقول عقائد کی تشریح و تفصیل بیان کرتے ہیں۔

ابوالحسن اشعریؒ! یہ اشاعرہ کے امام ہیں۔ ابومنصور ماتریدیؒ! یہ ماتریدیہ کے امام ہیں۔ یہ دونوں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہیں۔ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ پہلے معتزلی تھے اور معتزلہ کے بہت بڑے مناظر تھے' کئی مرتبہ ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو مذہب معتزلہ چھوڑنے اور مذہب اہل السنۃ والجماعۃ اختیار کرنے کا حکم فرمایا۔ بالآخر عقائد اہلسنت والجماعت پر شرح صدر ہوا۔ مذہب معتزلہ چھوڑ دیا۔ جامع مسجد میں علی الاعلان توبہ کی اور پھر اہلسنّت کے بہت بڑے امام قرار پائے۔

امام ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کا پورا نام محمد بن محمد بن محمود ابومنصور ماتریدیؒ ہے۔ یہ متکلمین کے امام ہیں۔ تین واسطوں سے امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں۔ انہوں نے ابوبکر احمد جوزجانیؒ سے فقہ پڑھی اور امام محمدؒ کے شاگرد ابوسلیمان جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی فقہ حاصل کی۔ ابومنصور ماتریدیؒ "ماترید" کی طرف منسوب ہیں جو کہ سمرقند کا ایک محلہ ہے۔

حقیقت ایمان کے بارے میں مذاہب

۱۔ مذہب جہمیہ

اہل باطل کا یہ فرقہ جہم بن صفوان کی طرف منسوب ہے۔ اس فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ایمان صرف معرفتِ قلبی کا نام ہے خواہ وہ معرفت اختیاری ہو یا غیر اختیاری۔ ان کے نزدیک ایمان کے لیے تصدیق' انقیاد قلبی اور التزام شریعت ضروری نہیں ہے۔ ان کے مذہب کے مطابق ابوطالب اور ہرقل کا مؤمن ہونا لازم آئے گا۔ اس لیے کہ ان کو بھی معرفت حاصل تھی۔

۲۔ مذہب کرامیہ

اس فرقہ کے لوگ محمد بن کرام کے متبعین ہیں۔ ان کے نزدیک ایمان کے لیے صرف اقرار باللسان کافی ہے۔ تصدیق بالقلب اور عمل بالجوارح کی ضرورت نہیں۔

۳۔ مذہب مرجئہ

مرجئہ ارجاء سے ہے۔ ارجاء کے معنی مؤخر کرنے کے ہیں۔ مرجئہ کے نزدیک ایمان کے لیے فقط تصدیق قلبی کافی ہے اور یہی تصدیق نجات کے لیے کافی ہے۔ عمل کی ضرورت نہیں ہے۔ گویا انہوں نے عمل کو مؤخر کر دیا۔ اس لیے ان کو مرجئہ کہا جاتا

ہے۔ یہ حضرات کہتے ہیں کہ جو بشارتیں مؤمن کے واسطے نازل ہوئی ہیں وہ ان سب کا مستحق ہے چونکہ اس کے اندر تصدیق قلبی موجود ہے اسے اب اعمالِ صالحہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی برے اعمال اس کے لیے نقصان دہ ہیں۔

۴۔ مذہب خوارج ومعتزلہ

خوارج اور بعض معتزلہ کے نزدیک ایمان مرکب ہے (جبکہ سابق تینوں مذاہب ایمان کو بسیط مانتے ہیں) وہ کہتے ہیں کہ ایمان تصدیق قلبی، اقرار باللسان اور عمل بالجوارح سے مرکب ہے۔ لہٰذا اگر کوئی عمل چھوڑ دے تو ان کے نزدیک وہ کافر ہوگیا۔ اسی طرح ان کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ مرتکب کبیرہ کافر اور خارج عن الاسلام ہے۔

اکثر معتزلہ کہتے ہیں کہ ایمان تصدیق قلبی، اقرار باللسان اور عمل بالجوارح سے مرکب تو ہے اور مرتکب کبیرہ حدود اسلام سے بھی خارج ہے لیکن کفر میں داخل نہ ہوگا۔ یہ لوگ اسلام سے تو اس لیے خارج مانتے ہیں کہ اعمال ایمان کے اجزاء میں سے ہے اور کفر میں اس لیے داخل نہیں کرتے کہ اس میں توحید موجود ہے۔

۵۔ مذہب اہلسنّت والجماعت

ان کے دو فریق ہیں مگر حقیقت میں اہلسنت کے دونوں فریقوں میں کوئی اختلاف نہیں صرف تعبیر کا اختلاف ہے۔

فریق اوّل امام اعظم ابوحنیفہؒ اور متکلمین کا ہے۔ یہ حضرات کہتے ہیں کہ ایمان بسیط ہے یعنی تصدیق قلبی کا نام ہے اور اقرار باللسان شرط ہے اور باقی اعمال مکمل ایمان ہیں۔ ایمان کے اجزاء نہیں۔ فریق دوم شوافع اور محدثین کرام کا ہے یہ حضرات کہتے ہیں کہ ایمان مرکب ہے تصدیق قلبی، اقرار باللسان اور اعمال جوارح سے۔ مگر مرتکب کبیرہ نہ تو اسلام سے خارج ہوگا اور نہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اب بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ دونوں فریقوں کے مذہب میں تضاد ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اہلسنّت والجماعت کے درمیان جو ایمان کے بسیط و مرکب ہونے میں اختلاف ہے یہ صرف لفظی ہے اور تعبیرات میں فرق ہے۔ لفظی اختلاف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ احناف یہ نہیں کہتے کہ تارکِ اعمال سیدھا جنت میں جائے گا جیسا کہ مرجئہ کا عقیدہ ہے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ وہ جہنم میں جائے گا۔ بعدازیں اس کو نجات ملے گی اور حضرات شوافع کہتے ہیں کہ محدثین کرام فرماتے ہیں کہ تارک اعمال جہنم میں جائے گا مگر ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا تو دونوں کے قول کا مطلب ایک ہوا کہ تارکِ اعمال جہنم میں جائے گا اور اپنے ایمان کی وجہ سے آخر کار ناجی ہوگا۔

دلائل شوافع ومحدثین

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: "بُنی الاسلام علی خمسٍ الخ" اور دوسری حدیث میں ہے: "الایمان بضع و ستون شعبة الخ" وہ فرماتے ہیں کہ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان مرکب ہے۔

دلائل شوافع کا جواب

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ احادیث میں جتنی چیزوں کا ذکر ہے وہ سب مکملات ایمان ہیں۔

دلائل احناف و متکلمین

حضرات احناف و متکلمین نے اعمال کے ایمان کا جز نہ ہونے پر بہت سے دلائل قرآن و احادیث سے پیش کیے ہیں۔

(۱) قرآن کریم کی وہ تمام آیات جن میں اعمال کا عطف ایمان پر کیا گیا ہے جیسے "وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وعمل صالحًا فله جزآءَ نِ الْحُسنٰی...... فاما من تاب و آمن وعمل صالحًا ...... وبشر الذین امنوا وعملوا الصالحاتِ ان لهم جنّاتٍ...... الخ" عطف میں اصل مغایرت ہے۔ لہٰذا جب عمل کا ایمان پر عطف کیا گیا ہے تو عمل میں اور ایمان میں مغایرت ہوگی اور عمل کو ایمان کا جز نہیں کہا جائے گا۔

(۲) قرآن مجید کی وہ تمام آیات جن پر عمل کے لیے ایمان کو شرط کہا گیا ہے جیسے "وَمن یعمل مِن الصالحاتِ من ذکرٍ او اُنثٰی وهو مؤمنٌ ...... وغیرہ" اس آیت جیسی اور بھی بہت ساری آیات ہیں۔ ان میں عمل صالح کے لیے ایمان کو شرط بنایا گیا ہے اور شرط مشروط میں مغایرت ہوتی ہے۔ لہٰذا عمل کو ایمان کا جز قرار نہیں دیا جائے گا۔

(۳) حدیث جبرائیل علیہ السلام میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا: "اخبرنی عن الاسلام" اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "الاسلام ان تشهد ان لا اِلٰه الا اللّٰه و ان محمّدًا رسول اللّٰه وتقیم الصلٰوة وتؤتی الزکٰوة وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیه سبیلًا" اور پھر "فاخبرنی عن الایمان" کے جواب میں فرمایا: "ان تؤمن باللّٰه وملائکته وکتبه ورُسله والیوم الآخر وتؤمن بالقدر خیره وشرّه" گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی تفسیر میں امور مخصوصہ کی تصدیق کو ذکر فرمایا اور اسلام کے بارے میں جب سوال کیا گیا تو اعمال مخصوصہ کو ذکر فرمایا۔ یہ تفریق اس بات کی دلیل ہے کہ اعمال ایمان میں داخل نہیں۔ علاوہ ازیں بہت ساری آیات اور احادیث بطور دلیل کے پیش کی جاتی ہیں۔ شوافع اور محدثین کرام کے دلائل میں صرف احادیث ہیں جبکہ احناف اور متکلمین کے دلائل میں بہت ساری قرآنی آیات بھی ہیں اور احادیث بھی۔ لہٰذا مسلک احناف و متکلمین کو ترجیح دی جائے گی۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر الزام

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر بعض لوگوں نے الزام لگایا ہے کہ وہ مرجۂ میں سے تھے اور وہ ضرورتِ عمل کے قائل نہ تھے۔ امام اعظمؒ پر یہ الزام سراسر غلط ہے اس لیے کہ امام اعظمؒ نے عمل کو ایمان سے بالکل نہیں نکالا بلکہ اس کو اپنے مقام پر رکھا ہے اور وضاحت کی ہے کہ عمل کا وہ مقام نہیں جو تصدیق کا ہے چونکہ تصدیق اصل الاصول ہے اور بنیاد ہے اس لیے امام صاحبؒ نے صرف یہ واضح کیا ہے کہ عمل کا درجہ تصدیق کے برابر نہیں بلکہ تصدیق سے کم ہے۔

بہرحال اہلسنّت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان ہے تو وہ آدمی مؤمن ہے۔ اب یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ابتداء ہی اپنے فضل و کرم سے اس کو معاف کر دیں اور براہِ راست اس کو جنت میں پہنچا دیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے اپنے معاصی کی سزا کاٹنے اور گناہوں سے پاک ہونے کے لیے کچھ دن کے لیے دوزخ میں ڈال دیا جائے۔ پھر اسے

نکال کر جنت میں ڈال دیا جائے اور وہ "مخلد فی النار" نہ ہو۔ البتہ اگر اس نے کوئی ایسا گناہ کیا ہو جس گناہ کی وجہ سے یہ سمجھا جائے کہ اس میں تصدیق موجود نہیں تو پھر وہ بلاشبہ کافر ہو جائے گا۔ جیسے اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہو یا قرآن پاک کو نجاست میں ڈال دیا ہو۔ ایسی حالت میں وہ ہزار بار کہے کہ میرے دل میں تصدیق ہے لیکن وہ کافر ہو جائے گا۔

باب قول النبی صلی اللہ علیہ سلم : بُنی الاسلام علیٰ خمسٍ

وَهُوَ قَوْلٌ وَفِعْلٌ ، وَيَزِيدُ وَيَنْقُصُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى (لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ) (وَزِدْنَاهُمْ هُدًى) (وَيَزِيدُ اللّٰهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى) (وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ) (وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا)
وَقَوْلُهُ (أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَذِهِ إِيمَانًا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا) وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ (فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا) وَقَوْلُهُ تَعَالَى (وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا) وَالْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ مِنَ الْإِيمَانِ وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى عَدِيِّ بْنِ عَدِيٍّ إِنَّ لِلْإِيمَانِ فَرَائِضَ وَشَرَائِعَ وَحُدُودًا وَسُنَنًا ، فَمَنِ اسْتَكْمَلَهَا اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَكْمِلْهَا لَمْ يَسْتَكْمِلِ الْإِيمَانَ ، فَإِنْ أَعِشْ فَسَأُبَيِّنُهَا لَكُمْ حَتَّى تَعْمَلُوا بِهَا ، وَإِنْ أَمُتْ فَمَا أَنَا عَلَى صُحْبَتِكُمْ بِحَرِيصٍ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ (وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي) وَقَالَ مُعَاذٌ اجْلِسْ بِنَا نُؤْمِنْ سَاعَةً وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ الْيَقِينُ الْإِيمَانُ كُلُّهُ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ حَقِيقَةَ التَّقْوَى حَتَّى يَدَعَ مَا حَاكَ فِي الصَّدْرِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا) أَوْصَيْنَاكَ يَا مُحَمَّدُ وَإِيَّاهُ دِينًا وَاحِدًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا) سَبِيلًا وَسُنَّةً ودعاء کم ایمانکم

اور اس بات کا بیان کہ اسلام، قول بھی ہے اور فعل بھی اور وہ بڑھتا بھی ہے اور گھٹتا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں (متعدد جگہ) ارشاد فرمایا ہے، آیت "تاکہ مومنین کے (پہلے) ایمان پر ایمان کی اور زیادتی ہو اور ہم نے ان کو اور زیادہ ہدایت دی اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں اللہ انہیں مزید ہدایت عطا کرتا ہے۔ اور جو لوگ سیدھی راہ پر ہیں انہیں اللہ نے اور زیادہ ہدایت دے دی اور پرہیزگاری عنایت کی۔

اور اللہ بزرگ و برتر کا فرمان (ہے) کہ تم میں سے کسی کے ایمان کو اس سورت نے بڑھا دیا (یہ وہ لوگ ہیں) جو ایمان لائے اس سورت نے ان کے یقین میں اضافہ کر دیا (سورۂ آل عمران میں ہے) جب انہیں ڈرایا تو ان کا ایمان اور بڑھ گیا اور (سورۂ احزاب میں ہے) ان کے یقین و اطاعت ہی میں اضافہ ہوا" اور اللہ کے لیے دوستی اور اللہ کے لیے دشمنی ایمان ہی میں داخل ہے، اور عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن عدی کو لکھا تھا کہ ایمان کے کچھ فرائض، کچھ ضابطے کچھ حدیں اور کچھ سنن ہیں (یعنی ایمان کے لوازمات میں کچھ اوامر، کچھ نواہی اور کچھ سنتیں داخل ہیں) پھر جس نے ان چیزوں کی تکمیل کر لی اس نے ایمان کامل کر لیا اور جس نے ان میں کوتاہی کی، اس نے ناکمل رکھا اور اگر میں زندہ رہا تو میں ان سب کو تم سے کھول کر بیان کروں گا تاکہ تم ان پر عمل پیرا ہو سکو۔ اور اگر میں مر گیا تو (پھر واقعہ یہ ہے کہ) میں تمہاری ہم نشینی کا خواہاں نہیں ہوں اور ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا (سورۂ بقرہ میں) لیکن (اس لیے کہ) میرے دل کو اطمینان حاصل ہو۔ اور حضرت معاذ بن جبلؓ نے (اسود ابن ہلال) کو فرمایا کہ ہمارے پاس بیٹھو (تاکہ) کچھ دیر ہم مومن رہیں (یعنی ایمان تازہ کریں) ابن مسعودؓ کا ارشاد ہے "یقین پورا کا پورا

ایمان ہے"۔ اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا ہے کہ بندہ اس وقت تک تقوی کی حقیقت نہیں پا سکتا جب تک دل کی کھٹک (یعنی شرک وبدعت کے شبہات) کو دور نہ کر دے اور مجاہد نے (اس آیت کی تفسیر میں) کہ "تمہارے لیے وہی دین ہے جس کی تعلیم ہم نے نوحؑ کو دی ہے"۔ کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے تمہیں اور نوحؑ کو ایک ہی دین کی تعلیم دی ہے۔ اور ابن عباسؓ شِرْعَةً وَ مِنْهَاجًا کا مطلب راستہ اور طریقہ بتلایا ہے اور (قرآن کی اس آیت **قل مایعبؤ ابکم ربی لولا دعاؤ کم** کا مطلب بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ) تمہاری دعا سے تمہارا ایمان مراد ہے۔

ترکیب ترجمۃ الباب

یہاں عبارت محذوف ہے۔ اصل عبارت یوں ہے: "**هذا باب في ذكر قول النبي صلى الله عليه وسلم بُنِيَ الاسلام علىٰ خمسٍ**" بعض نسخوں میں یہاں باب کے بعد "الایمان" کا کلمہ ہے لیکن یہ نسخہ راجح نہیں ہے کیونکہ جب کتاب الایمان فرمادیا ہے تو اب ایمان کے انواع آنے چاہئیں۔ دوبارہ باب الایمان ذکر کرنا مناسب نہیں۔

مقصود ترجمۃ الباب

مرجئہ کا رد کرنا ہے کہ وہ ضرورتِ اعمال کے قائل نہیں حالانکہ اعمال پر ایمان اور اسلام مبنی ہیں۔
بعض کے نزدیک اکابرین کے اس قول کی تائید کرنا ہے: "**ان الایمان قول و عمل و نية**" عند البعض اس باب سے "**الایمان یزید وینقص**" کا اثبات مقصود ہے۔

تشریح ترجمۃ الباب

اس ترجمہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آنے والی حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام پانچ چیزوں پر مبنی ہے۔
(۱) شہادتین (۲) نماز (۳) زکوۃ (۴) صوم (۵) حج۔ ان میں شہادتین تو قول ہے اور باقی فعل وعمل ہیں۔ اسی لیے مؤلفؒ نے فرمایا کہ "**وهو قولٌ و فعلٌ**" اور جب مذکورہ اعمال قول وفعل ہیں تو ان میں کمی بیشی بھی ہوگی۔ اس لیے کہ اقوال و افعال میں سب لوگ مساوی نہیں ہوتے۔ اسی لیے آگے فرمایا کہ "**یزید وینقص**" کہ ان میں کمی زیادتی ہوتی ہے۔
امام بخاریؒ نے اس باب کے ترجمہ کو تین چیزوں سے مرکب فرمایا۔ اول بنی الاسلام علی خمس۔ دوم قول وفعل اور سوم "**یزید وینقص**"، درحقیقت یہ تینوں تراجم ایک دوسرے کی تائید وتقویت کرتے ہیں کیونکہ پانچ چیزوں پر اسلام کی بنیاد ہونا ترکیب پر دلالت کرتا ہے۔ ایمان کے قول وفعل کا مجموعہ ہونا بھی ترکیب ہے اور زیادت ونقصان بھی مرکب ہوتا ہے۔

اشکال اور جوابات

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر اشکال ہوتا ہے کہ انہوں نے ایمان کو قول وفعل قرار دیا ہے۔ یعنی اقرار اور عمل کا ذکر تو کیا ہے

تصدیق کا ذکر نہیں کیا جبکہ تصدیق ہی اہم جز ہے۔

جواب ۱: یہاں قول عام ہے کہ باللسان ہو یا بالقلب ہو۔ قول باللسان اقرار ہے اور قول بالقلب تصدیق ہے۔

جواب ۲: تصدیق بالقلب تو سب کے نزدیک مسلم ہے۔ اس میں کوئی نزاع نہیں اس لیے اس کا ذکر چھوڑ دیا اور باللسان اور فعل بالاعضاء والجوارح کو ذکر کیا۔

قول وفعل کی تعبیر درست ہے یا قول وعمل کی؟

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں قول وفعل کہا ہے اور اکثر نسخوں میں یہی ہے حالانکہ سلف کی تعبیر قول وعمل ہے تو اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ چونکہ اکثر استعمال میں عمل اور فعل میں سے ایک کو دوسرے کی جگہ استعمال کر لیتے ہیں۔ اس لیے یہاں فعل کو ذکر کر دیا۔ اس کا دوسرا یہ جواب بھی دیا جاتا ہے کہ بخاری شریف کے ایک نسخہ میں یہاں قول وعمل ہے جو سلف کی تعبیر کے مطابق ہے۔ لہٰذا کوئی اشکال نہیں۔

قول وعمل کے معنی

حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے چار معنی بیان فرمائے ہیں:

(۱)......ایمان قول وعمل سے مرکب ہے۔

(۲)......اصل ایمان تو صرف تصدیق ہے جس کا اظہار قول وعمل یعنی لسان وجوارح سے ہوتا ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ ایمان تو تصدیق ہے اور قول وعمل کے ذریعے ایمان کو قوت پہنچتی ہے۔

(۳) ایمان کا اطلاق جس طرح تصدیق پر ہوتا ہے اسی طرح قول وعمل پر بھی ہوتا ہے۔

(۴) قول وعمل ایمان کے مقتضیات میں سے ہیں۔

یزید و ینقص میں ضمیر کا مرجع کون ہے؟

یزید وینقص میں ہو ضمیر کا مرجع ایمان ہے اور اگر ضمیر اسلام کی طرف لوٹائیں تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایمان اور اسلام میں ترادف ہے۔ یزید وینقص کا مطلب ہے کہ "یزید بالطاعة وینقص بالمعصية" اطاعت یعنی نیکیوں سے اس کا مرتبہ بڑھتا جائے گا اور معصیت سے اس کا درجہ گھٹتا جائے گا تو عمل جو ہے وہ ایمان کے مراتب میں کمی بیشی کا سبب ہوتا ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے ترجمۃ الباب کی تائید میں دلائل پیش فرما رہے ہیں سب سے پہلے انہوں نے آٹھ قرآنی آیات پیش کی ہیں جن میں زیادت ایمان کا بیان ہے۔ جب ان آیات سے زیادت ثابت ہوگی تو نقصان بھی ثابت ہوگا۔ اس لیے کہ زیادت مستلزم ہے نقصان کو۔ زیادتی اسی چیز میں ہو سکتی ہے جس میں نقصان ہو سکتا ہو۔ ہم (احناف) کہتے ہیں کہ یہاں نفسِ ایمان اور تصدیق میں زیادتی مراد نہیں ہے بلکہ آثارِ ایمان میں زیادتی مراد ہے۔ آثارِ ایمان کا مطلب ہے نورِ ایمان اور انشراح صدر میں اضافہ۔

مذکورہ آیت غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر نازل ہوئی کہ جب مسلمانوں کو غلط اطلاع ملی کہ قریش مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے صحابہ کرام کو جنگ پر آمادہ کیا اور بیعت علی الجہاد لی۔ بیعت کی خبر سن کر قریش خوف زدہ ہو گئے اور صلح کے لیے کوششیں شروع کر دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلح کے لیے تیار ہو گئے۔ بالآخر صلح ہوئی جسے صلح حدیبیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے تو یہ ایمان کا اثر تھا کہ صحابہ کرام بغیر کسی قسم کی تیاری کے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے جہاد کے لیے تیار ہوئے اور جب جذبۂ جہاد سے سرشار تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے بظاہر ناموافق حالات میں صلح کر لی اور جہاد کا ارادہ ترک کر دیا تو قرآن مجید کی اس آیت "هو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المؤمنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانهم" سے مراد ہے کہ وہ پہلے جو عزم علی القتال کیا تھا وہ بھی ایمان کا اثر تھا اور اب جو ترکِ قتال کیا ہے یہ بھی ایمان کا اثر تھا۔ حالانکہ مذکورہ دونوں کام مشکل تھے تو یہاں ایمان کے اثر کی زیادتی مراد ہے۔

وَزِدْنَاهُمْ هُدًى

یہ آیت سورۃ کہف میں ہے اور اصحاب کہف ہی کے بارے میں ہے کہ "وزدناهم هُدًى" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت سے زیادت فی الہدایت مراد لے رہے ہیں اور ہدایت ایک عمل ہے اور ان کے نزدیک عمل ایمان کا جز ہے۔ لہٰذا ایمان میں زیادتی ثابت ہو گئی۔ جب زیادتی ثابت ہو گئی تو نقصان بھی ثابت ہو گیا لیکن ہماری طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ اس سے مراد بصیرت کی زیادتی ہے یعنی جو ایمانِ ان کو حاصل تھا اللہ تعالیٰ نے اس میں ان کو مزید بصیرت اور فہم عطا فرمایا۔

وَيَزِيدُ اللّٰهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى

اس آیت میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل ہدایت کو ہدایت میں زیادتی عطا فرماتے ہیں اور ہدایت ایک عمل ہے اور ان کے نزدیک عمل ایمان کا جز ہے تو مطلب یہ نکلا کہ ایمان میں زیادتی ہوگی۔ ہم کہتے ہیں کہ اوّل تو یہاں نفسِ ایمان میں زیادتی مراد نہیں بلکہ ایمان کے اثر کی زیادتی مراد ہے۔ دوسرا یہ کہ یہاں زیادتی مراد ہی نہیں بلکہ استمرار اور دوام علی الہدایۃ مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو آدمی ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس کے لیے جدوجہد کرتا ہے تو اس کو ہدایت بھی ملتی ہے اور اس کو استقامت بھی عطا ہوتی ہے۔

وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ

اس آیت سے بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ گزشتہ آیت کی طرح ایمان کی زیادتی پر استدلال کرتے ہیں اور ہم اس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ جو لوگ حصولِ ہدایت کے لیے کوشش کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی بصیرت اور فہم میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا یہاں ایمان کی زیادتی مراد نہیں ہے۔

وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا

اس آیت سے بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ زیادت ایمان ذکر کرنا چاہتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ اس آیت میں کیفیتِ ایمان کی قوت اور مضبوطی مراد ہے۔

وَقَوْلُهُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖ اِيْمَانًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے ساتھ "قوله عزّ وجل" بڑھادیا ہے جبکہ اس سلسلہ کی گزشتہ آیات جوگزری ہیں وہاں یہ کلمات نہیں بڑھائے' کیوں؟ بظاہر اس کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ البتہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ تفنن عبارت کے لیے ایسا کیا ہے۔ تسلسل کے ساتھ آیاتِ قرآنی بیان کرتے چلے آرہے تھے تو اب انہوں نے چھٹی آیت کے شروع میں "وقوله عزوجل" بڑھادیا تا کہ پڑھنے والوں کے دلوں میں نشاط پیدا ہو چونکہ جب طریقہ بدلتا ہے اور انداز تبدیل ہوتا ہے تو اس سے طبیعت میں انشراح پیدا ہوتا ہے۔ تفنن عبارت کا یہی مقصد ہے اس کے بعد آیت ذکر کی "ایّکم زادته هٰذه ایمانًا" جب قرآن مجید کی کوئی آیت نازل ہوتی تو منافقین پوچھتے کہ اس آیت سے تم میں سے کس کس کے ایمان میں زیادتی ہوئی تو قرآن حکیم نے اس کا جواب دیا کہ "فامّا الذین اٰمنوا فزادتهم ایمانًا وّهم یستبشرون" کہ اس نے اہلِ ایمان کے ایمان میں اضافہ کیا اور وہ اس سے خوش ہیں۔

علامہ ثعلبی جزائری مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے "ایّکم زادته هٰذه ایمانًا" میں زیادتی ایمان کے متعلق فرمایا کہ سورت نازل ہونے کے بعد تین طرح سے زیادتی ہوتی ہے: کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ سورت جب نازل ہوتی ہے تو اس میں نئے احکام ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان نئے احکام پر ایمان لایا جاتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ بعض اوقات قرآنی سورت میں قرآنی دلائل ذکر کیے جاتے ہیں۔ ان دلائل کو پڑھ کر یا سن کر ایمان میں تازگی اور ترقی حاصل ہوتی ہے۔

تیسری صورت یہ ہوتی ہے کہ ایمان والوں کو کبھی وساوس پیدا ہوتے ہیں اور کبھی ان سے غلطی صادر ہوتی ہے۔ نئی سورت کے نازل ہونے سے وہ سب زائل ہو کر ایمان تروتازہ اور پختہ ہو جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ زیادتی ایمان کا مطلب یہ ہے کہ کمالِ ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔

وقوله جلّ ذكره: فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا

پوری آیت اس طرح ہے: "اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" یہ آیت غزوہ حمراء الاسد سے متعلق ہے۔ ابوسفیان جب اپنا لشکر لے کر مقام اُحد سے مکہ کے لیے روانہ ہوا تو خیال آیا کہ ہم نے بڑی غلطی کی کہ شکست خوردہ مسلمانوں کو یونہی ہم چھوڑ کر چلے آئے۔ اب ہم واپس مدینہ منورہ چل کر مسلمانوں کا کام تمام کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس کی خبر ہوئی تو اعلان فرمایا کہ جو لوگ کل ہمارے ساتھ لڑائی میں حاضر تھے وہی آج دشمن کا تعاقب کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان مجاہدین کی جمعیت لے کر مقام حمراء الاسد تک پہنچے۔ جب اس کی اطلاع ابوسفیان کو ملی تو اس کے دل میں رعب اور دہشت طاری ہو گئی۔ حملے کا پروگرام ملتوی کر کے ابوسفیان مکہ کی طرف بھاگا۔ ایک تجارتی قافلہ مدینہ آرہا تھا ان کو کچھ دے کر اس پر آمادہ کیا کہ وہ مدینہ پہنچ کر یہ کہنا شروع کر دیں کہ مکہ والوں نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے بھاری لشکر اور ساز وسامان تیار کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے مدینہ پہنچ کر ایسے کہنا شروع کر دیا جسے صحابہ کرامؓ نے سن کر کہا "حسبنا الله ونعم الوكيل" اسی پر یہ آیت نازل ہوئی۔ چونکہ ابوسفیان کے حملے کی خبر سن کر ڈرنے کی بجائے صحابہ کرامؓ کا جوشِ ایمان اور بڑھ گیا تھا۔ لہٰذا اگر اللہ رب العزت نے اس جوشِ ایمان کی زیادتی کو "فزادهم ایمانًا" سے تعبیر فرمایا۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا

یہ سورۃ احزاب کی آیت ہے۔ پوری آیت اس طرح ہے: "وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا" جب اہل ایمان نے احزابِ کفار کو دیکھا کہ قریش دوسرے قبائل کو لے کر مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے ہیں تو وہ کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے اسی کا وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول سچے ہیں۔ اس سے ان کے ایمان میں اضافہ ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ یہاں یہ مراد نہیں ہے کہ ان کے نفسِ ایمان میں اضافہ ہوا بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے وعدوں کی وجہ سے اہلِ ایمان کا اعتماد بڑھ گیا جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس سے نفسِ ایمان میں زیادتی مراد لے رہے ہیں۔

الحب في الله و البغض في الله من الايمان

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے اس جملے سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حب فی اللہ اور بغض فی اللہ اعمال ہیں اور ایمان کے جز ہیں تو معلوم ہوا کہ ایمان مرکب ہے اور مرکب میں زیادتی اور نقصان دونوں ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا ایمان کا مرکب ہونا اور قابل للزیادۃ والنقصان ہونا ثابت ہو گیا۔

ہم کہتے ہیں کہ من الایمان میں من تبعیضیہ نہیں ہے بلکہ من ابتدائیہ ہے تو اس صورت میں مطلب ہوگا کہ حب اور بغض فی اللہ ایمان کے متعلقات میں داخل ہے اور اگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حسب منشاء من کو تبعیضیہ مان لیں تو پھر ہم ایمان سے "کامل ایمان" مراد لیں گے جس کے مرکب ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔

وکتب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس اثر سے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ ایمان میں فرائض شرائع حدود اور سنن داخل ہیں۔ لہٰذا ایمان مرکب ہے۔ جب ایمان مرکب ہوا تو قابل للزیادۃ والنقصان ہونا ثابت ہو گیا اور یہ کہنے میں ہم حق بجانب ہونگے کہ "الایمان یزید وینقص"

ہم کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ یہاں ان چیزوں کو ایمان کامل کا جز قرار دے رہے ہیں کیوں کہ آخر میں "فمن استکملها استکمل الایمان" کے الفاظ ہیں اور ایمانِ کامل کے مرکب ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب کے آخر میں فرمایا: "فان اعش فسأ بيّنها لكم حتّى تعلموا بها وان اَمُتْ فما انا على صُحبتكم بحرِ صٍ" اگر میں جیتا رہا تو اس کی تفصیلات بیان کروں گا تا کہ تم جان لو اور اگر میں زندہ نہ رہا تو مجھے تمہارے ساتھ جینے کا کوئی شوق نہیں۔

وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ! وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رب ذوالجلال سے عرض کیا تھا "رَبِّ اَرِنِیْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى" اس پر اللہ نے فرمایا:

"اَوَلَمْ تُؤمِنْ" تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا "بَلٰی وَلٰکِنْ لِیَطْمَئِنَّ قَلْبِی" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس سے حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں "یزداد یقینی" اور حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تفسیر "لازداد ایمانًا الی ایمانی" سے کی ہے۔ لہٰذا اس سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ زیادتِ ایمان ثابت کر رہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کلام میں زیادت نفسِ ایمان مراد نہیں بلکہ مشاہدہ کیفیت احیاء موتی کے شوق واضطراب کو اطمینان میں تبدیل کرنا مراد ہے۔

وقال معاذ: اجلس بنانؤمن ساعة

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے اس اثر سے زیادتِ ایمان پر استدلال کر رہے ہیں۔ وہ اس طرح کہ اس کو اصلِ ایمان پر تو محمول کیا نہیں جا سکتا کیونکہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو ایمان پہلے سے حاصل تھا۔ لہٰذا اس کو زیادتِ ایمان پر ہی محمول کیا جائے گا۔

ہم کہتے ہیں کہ یہاں زیادت فی الایمان مراد نہیں بلکہ ایمان کی تجدید اور اس کی تروتازگی مراد ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں: "اجلس بنا نؤمن ساعة" ہمارے ساتھ بیٹھو اللہ اور اس کے رسول، آخرت، جنت کے ثواب اور آخرت کے عذاب کا تذکرہ ہو جائے تو اس سے ایمان میں تروتازگی آئے گی۔

وقال ابن مسعود اليقين الايمان كله

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ یقین کل ایمان ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "لفظ کل" سے استدلال فرما رہے ہیں کیونکہ جس کا کل ہوگا اس کا جز بھی ہوگا تو اس سے ایمان کا مرکب ہونا اور قابل للزیادۃ والنقصان ہونا سمجھ میں آتا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ یہاں یقین سے اہل معرفت کا یقین مراد ہے جو ریاضت اور مجاہدات کثیرہ سے حاصل ہوتا ہے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ کاملِ ایمان وہ ہے جس میں اہل معرفت والا یقین ہو۔ اس تعبیر کی صورت میں یہ احناف کے خلاف نہیں ہے کیونکہ ان کے نزدیک بھی ایمان کامل کے لیے بہت سی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

وقال ابن عمرؓ: لايبلغ العبد حقيقة التقوىٰ حتى يدع ماحاك فى الصدر

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بندہ تقویٰ کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا تا آنکہ ان باتوں کو چھوڑ دے جو اس کے دل میں کھٹکتی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال اس سے ہے کہ ان کے نزدیک تقویٰ اور ایمان ایک ہیں۔ اس اثر سے معلوم ہو رہا ہے کہ بعض مؤمن حقیقت تقویٰ تک نہیں پہنچتے اور بعض پہنچ پاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ ایمان زائد وناقص ہوتا رہتا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ تقویٰ اور ایمان کو ایک قرار دینا درست نہیں کیونکہ تقویٰ عین ایمان نہیں بلکہ ایمان کا اثر ہے۔

وقال مجاهد.... سبيلاً وسنة

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ آیت قرآنی "شرع لكم من الدين...... الخ" کی تفسیر میں فرما رہے ہیں "اوصيناك يا محمّد واياه دينًا واحدًا" یعنی اے محمد آپ کو اور نوح علیہ السلام کو ہم نے ایک ہی دین کی وصیت کی ہے تو اللہ تعالیٰ نے جمیع

انبیاء کرام کا ایک دین قرار دیا ہے۔ حاصل یہ کہ اس آیت میں دین کو واحد کہا گیا ہے لیکن قرآن مجید کی ایک اور آیت ہے "لکلٍ جعلنا منکم شرعة ومنهاجا" یعنی ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے مختلف طریقہ اور راستہ مقرر کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے منہاجاً کی تفسیر' راستہ اور طریقہ سے کی ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ دین تو ایک ہے لیکن شریعتیں مختلف ہیں تو یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ دونوں آیات کی طرف اشارہ فرما کر اپنے دعویٰ کی دلیل اس طرح پیش کرنا چاہتے ہیں کہ جب دین ایک ہونے کے باوجود ہر ایک کا طریقہ یعنی شریعتیں مختلف ہیں تو دین ایمان کے اصول میں اتحاد ثابت ہوا اور فروع میں اختلاف لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ ایک دین فرما رہے ہیں تو معلوم ہوا کہ دین ایمان کوئی مرکب چیز ہے اور اس میں کمی زیادتی ہوتی رہتی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ کمی بیشی کمالِ دین اور کمالِ ایمان میں ہوتی ہے نہ کہ نفس دین اور نفس ایمان میں۔

دعائکم ایمانکم

آیت قرآنی ہے: " قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ " اس آیت میں جو کلمہ "دعائکم" ہے اس کی تفسیر "ایمانکم" سے کی گئی ہے۔ اس تفسیر کی روشنی میں آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے اہل کفر! تمہاری حرکتوں' فساد' استہزاء اور انکار کا تقاضا تو یہ ہے کہ تمہیں ہلاک کر دیا جائے لیکن تم میں سے کچھ لوگ ایمان والے ہیں ان کے ایمان کی بدولت تم پر عذاب نہیں آ رہا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال یہاں "ایمانکم" کی تفسیر سے ہے۔ اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دُعا ایک عمل ہے اور اس کا اطلاق ایمان پر کیا جا رہا ہے تو یہ اطلاق الجزء علی الکل ہے۔ لہٰذا ایمان کا ذواجزاء ہونا ثابت ہو گیا اور جو چیز ذواجزاء اور مرکب ہوتی ہے وہ قابل للزیادۃ والنقصان ہوتی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ دُعا ایمان کے متعلقات میں سے ہے اجزاء میں سے نہیں ہے۔

← حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسَى قَالَ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ

ترجمہ۔ عبیداللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ انہیں حنظلہ بن ابی سفیان۔۔۔ نے خبر دی، عکرمہ بن خالد کے واسطے سے اور انہوں نے حضرت۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (اول) اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں (دوسرے) نماز پڑھنا (تیسرے) زکوٰۃ دینا (چوتھے) حج کرنا (پانچویں) رمضان کے روزے رکھنا۔

مختصر حالات حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ

یہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھائی ہیں۔ بچپن میں ہی اپنے والد گرامی کے ساتھ مسلمان ہوئے' کم سنی کی وجہ سے غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ اُحد میں شرکت کے

بارے میں اختلاف ہے۔ البتہ غزوۂ خندق اور اس کے بعد تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ اتباع سنت میں بے مثال تھے۔ حب رسول اور زہد فی الدنیا کے اعتبار سے ان کی نظیر بہت کم تھی۔ آپ سے دو ہزار چھ سو احادیث مروی ہیں جن میں سے ایک سو ستر احادیث متفق علیہ ہیں۔ صرف بخاری شریف کی اکیاسی احادیث آپ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ ۷۳ھ میں وفات ہوئی۔

تشریح حدیث

اس حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کو ایک خیمہ سے تشبیہ دی ہے۔ ایسا خیمہ جس میں ایک ستون درمیان میں ہو اور اس کے چار کنارے ہوں، شہادت تو بمنزلہ ستون کے ہے اور چار کنارے بمنزلہ اطناب کے ہیں۔ اگر ان میں کوئی نہ رہے گا تو وہ جگہ ناقص رہے گی اور اگر ستون ہی گر جائے تو خیمہ باقی ہی نہ رہے گا۔ بالکل اسی طرح اگر شہادت ہی نہ رہی تو ایمان ہی نہ رہے گا۔

الفاظِ حدیث میں تقدیم وتاخیر

بخاری شریف میں اس مقام پر حج کو صوم پر مقدم کیا گیا ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم میں اس کو چار طرق سے ذکر کیا ہے۔ پہلے اور چوتھے میں صوم کو حج پر مقدم کیا ہے جبکہ دوسرے اور تیسرے میں حج کو مقدم کیا صوم پر نیز مسلم کے ایک طریق میں واقع ہوا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ حدیث بیان فرمائی تو فرمایا "و صیام رمضان والحج" سامعین میں سے ایک شخص یزید بن بشیر نے حدیث دُہرائی اور کہا "الحج وصیام رمضان" تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "لا" صیام رمضان والحج "هکذا سمعتهٔ من رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم" تو اس سے معلوم ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بتقدیم الصوم علی الحج سنا ہے۔ بعض شارحین نے یہ جواب دیا ہے کہ ان میں سے کسی روایت کو روایت بالمعنی پر محمول کریں گے کیونکہ روایت بالمعنی جمہور کے نزدیک عالم کے لیے جائز ہے اور کہا ہے کہ مسلم کی روایت اصل ہے جس میں صوم رمضان، حج پر مقدم ہے اور بخاری شریف میں کسی ایسے راوی نے تقدیم وتاخیر کر دی ہے جس کو ابن عمر رضی اللہ عنہ کی نہی معلوم نہ تھی۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں یہ احتمال ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو مرتبہ سنی ہو۔ ایک مرتبہ تقدیم حج علی الصوم کے ساتھ اور دوسری مرتبہ تقدیم الصوم علی الحج کے ساتھ۔ انہوں نے مختلف اوقات میں ان دونوں طریقوں سے روایت سنائی۔ جب اُس آدمی نے لقمہ دیا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اُسے روکا کہ تم ایسی بات پر کیوں لقمہ دیتے ہو جس کا تمہیں صحیح معنی میں علم نہیں کیونکہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح بھی سنا ہے جس طرح میں نے ابھی بیان کیا ہے۔ واضح رہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اس بیان میں دوسرے الفاظ کی نفی نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ بخاری شریف کی حدیث روایت بالمعنی پر محمول ہے یا تو راوی نے متعدد مجلس کی وجہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے رد کو نہیں سنا یا مجلس میں حاضر تو ہوا لیکن بھول گیا۔

حدیث الباب سے مقصدِ بخاری

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ایمان پانچ امور سے مرکب ہے اور جو چیز مرکب

ہوگی اس میں کمی وزیادتی ممکن ہے۔ چونکہ یہ امورِ خمسہ ہر شخص میں مکمل نہیں پائے جاتے کوئی نماز میں کوتاہی کرتا ہے تو کوئی زکوۃ ادانہیں کرتا۔ لہٰذا اعمال میں کمی بیشی ایمان کی کمی بیشی پر دلالت کرتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم ایمان کے مرکب ہونے اور اس میں کمی وزیادتی کے مطلقاً منکر نہیں بلکہ ہم بھی اس کو مانتے ہیں۔ البتہ ہم اعمال کو ایمانِ کامل کا جز مانتے ہیں۔

بَابُ اُمُوْرِ الْاِیْمَانِ

ان چیزوں کا بیان جو ایمان میں داخل ہیں

وَقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰہِ الٰی قَوْلِہٖ اَلْمُتَّقُوْنَ (قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ) الآیَۃَ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیکی یہ نہیں کہ تم پچھم اور پورب کی طرف منہ کرلو بلکہ (اصل) نیکی (کا کام تو) وہ ہے کہ آدمی اللہ پر ایمان لائے...... الخ اور بے شک ایماندار کامیاب ہوں گے"۔

وضاحت ترجمۃ الباب

امورالایمان میں اضافت کیسی ہے؟ (۱) اضافت بیانیہ ہے یعنی وہ امور جو ایمان ہیں۔ (۲) اضافت بمعنی فی ہے یعنی وہ امور جو ایمان میں داخل ہیں۔ (۳) اضافتِ لامیہ ہے یعنی لوازم ایمان۔ پہلی دونوں صورتوں میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مدعیٰ ثابت ہوگا۔ تیسری میں نہیں کیونکہ اس صورت میں اعمال، ایمان کا جز نہیں بلکہ مکملات ایمان ہوں گے۔

ترجمۃ الباب کا ماقبل سے ربط

پہلے اُصول کو بیان فرمایا اور اب فروع کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔ سیدنا ومولانا حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جب ایمان کی بساطت وترکیب سے فارغ ہوئے تو اب مقتضیاتِ ایمان کو بیان فرمارہے ہیں اور اس پر تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ مؤمن کی یہ شان نہیں کہ تصدیق کرنے کے بعد اعمال میں کوتاہی کرے بلکہ اعمال جو ایمان کے مقتضیات میں سے ہیں مؤمن انہیں خوب پورا کرے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت مولانا محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ گزشتہ باب میں ایمان کے مرکب ہونے کو خوب بیان فرماچکے۔ اب ان امور کو بیان فرمارہے ہیں جن کا حصول مسلمانوں کے لیے ضروری ہے۔ گویا اس باب سے امورِ دینیہ پر ترغیب دلارہے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گزشتہ باب کی حدیث الباب سے ابہام ہوتا تھا کہ شاید اسلام ان پانچ چیزوں میں منحصر ہے تو اس باب سے اس ابہام کو دور فرمارہے ہیں کہ اسلام صرف انہی پانچ چیزوں میں منحصر نہیں بلکہ اس کے اور بھی اجزاء ہیں۔

مقصد ترجمۃ الباب

شارحین کرام فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ایمان ایک ایسی مکمل چیز

ہے جو بہت سے اجزاء اور ارکان سے مل کر پوری ہوتی ہے۔ گویا ایمان کے مرکب ہونے کو ثابت فرما رہے ہیں۔ نیز اس باب سے مرجئہ کا رد بھی کرنا چاہتے ہیں۔

آیاتِ قرآنیہ سے ترجمۃ الباب کا اثبات

یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اثبات ترجمۃ الباب کے لیے دو آیات ذکر فرمائی ہیں: (۱)"لیس البرَّ ...... الخ" (۲)"قد افلح المؤمنون ......الخ"

پہلی آیت سے متعلق حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایمان کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں یہ آیت تلاوت فرمائی۔ چونکہ یہ روایت علیٰ شرط البخاری نہ تھی۔ اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت چھوڑ دی اور اس سلسلہ کی آیت ذکر فرما دی۔ اسی طرح دوسری آیت میں تو صراحت کے ساتھ مؤمن کی صفات شمار کرائی گئی ہیں۔ لہٰذا دونوں آیات سے ترجمۃ الباب کا اثبات ہو رہا ہے۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ

ترجمہ۔ عبداللہ بن محمد جعفی نے ہم سے بیان کیا، ان سے ابو عامر العقدی نے کہا، ان سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا وہ عبداللہ بن دینار سے بیان کرتے ہیں، وہ ابو صالح سے اور وہ ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا، کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان ہی کی ایک شاخ ہے۔

مختصر حالات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام میں شدید اختلاف ہے۔ راجح یہ ہے کہ اسلام سے پہلے کا نام عبدالشمس تھا' اسلام لانے کے بعد عبداللہ یا عبدالرحمٰن رکھا گیا۔ آپ کی کنیت ''ابو ہریرہ'' ہے جس کی وجہ جامع ترمذی میں آپ نے پڑھی ہوگی۔ بالاتفاق آپ فقہاء صحابہ میں سے ہیں۔ آپ ان چھ مکثرین صحابہ میں سے پہلے نمبر پر ہیں جن سے سب سے زیادہ روایات مروی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ سے سب سے زیادہ روایات مروی ہیں جن کی تعداد ۵۳۷۴ ہے۔ ان میں سے متفق علیہ ۳۲۵ روایات ہیں۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد ۸۰۰ آٹھ سو لکھی گئی ہے جن میں صحابہ کرام بھی ہیں اور تابعین عظام بھی۔ آپ نے اٹھتر سال کی عمر میں ۵۷ھ ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

تشریح حدیث

حدیث پاک میں جو ''بضع'' کا کلمہ ہے اس کے مصداق میں متعدد اقوال ہیں۔ البتہ مشہور قول یہ ہے کہ تین سے لے کر نو تک بولا جاتا ہے اور اس کی تائید ترمذی شریف کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ یہاں بخاری شریف میں "بضع و ستون" کے الفاظ ہیں جبکہ بعض دیگر کتب میں "بضع و سبعون" کے الفاظ آئے ہیں اور بعض احادیث میں کچھ اور عدد بھی آیا ہے۔ اس

سلسلہ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد کسی خاص عدد کی تحدید نہیں بلکہ تکثیر مراد ہے۔

☆ اس حدیث کے بعض طرق میں "افضلها قول لا اله الا الله وادناها اماطة الاذى عن الطريق" وارد ہوا ہے۔اس جملے میں افضل بمعنی عظیم الشان ہے اور قول سے مراد شہادت ہے۔قول "لا اله الا الله" سے مراد ایمان لانا ہے۔

☆ اماطۃ الاذیٰ ایمان کے شعبوں میں سے ہے اور ایمان کا ہر شعبہ اعلیٰ ہوتا ہے لیکن یہاں اس کو ادنیٰ کیوں کہا گیا ہے؟ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اماطۃ الاذیٰ اپنی جگہ اعلیٰ ہے لیکن اس کو قول "لا اله الا الله" کی بہ نسبت ادنیٰ کہا گیا ہے۔

حضرات صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ یہاں "ادنیٰ" سے مراد ردی نہیں ہے بلکہ یہاں "ادنیٰ" اقرب کے معنی میں ہے اور "اذیٰ" سے مراد نفس اور اس کی خواہشات ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تزکیہ کے طریقے سے نفس کو ہٹا دینا اور شہوات کو دبانا اقرب ایمان ہے۔

☆ حیاء کو ان بضع وستون کے شعبوں میں ایسی کون سی خصوصیت ہے کہ اس کو حدیث پاک میں مستقل بیان کیا گیا ہے؟ اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ حیاء ایک ایسا شعبہ ہے جس پر بہت سارے شعبے مرتب ہوتے ہیں بلکہ یہ حیاء ان کے وجود کا سبب بنتی ہے' حیاء ہوگی تو انسان برے اعمال سے بچا رہے گا۔

☆ ایمانی شعبے سب کے سب مکتسبات میں سے ہیں یعنی از قبیل اعمال ہیں اور حیاء ایک طبعی چیز ہے پھر اس کو ایمانی شعبوں میں کیوں شمار کیا گیا ہے؟ اس کے تین جواب دیئے گئے ہیں۔

(ا) شارحین بخاری کہتے ہیں کہ حیاء کی تین قسمیں ہیں: (الف) حیاء شرعی (ب) حیاء عقلی (ج) حیاء عرفی

اگر حیاء کا سبب امر عقلی ہے تو حیاء نہ کرنے میں اہل عقل کے نزدیک یہ آدمی ملامت کا مستحق ہوتا ہے تو وہاں حیاء عقلی ہوگی۔

اگر حیاء کا سبب کوئی امر عرفی ہے اور حیاء نہ کرنے کی وجہ سے عرف میں اس کو ملامت کا مستحق قرار دیا جاتا ہے تو وہاں حیاء عرفی ہوگی۔

اگر حیاء کا سبب امر شرعی ہے تو حیاء نہ کرنے میں یہ آدمی ملامت کا مستحق بنتا ہے تو وہاں حیاء شرعی ہوگی۔

جس حیاء کو ایمان کے شعبوں میں شمار کیا گیا ہے وہ حیاء عقلی ہے اور حیاء عقلی مکتسب ہے۔

(۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ حیاء ابتداءً تو فطری ہوتی ہے اور انتہاء میں کسبی ہو جاتی ہے۔

(۳) تیسرا جواب یہ ہے کہ یہاں حیاء سے مراد اس کے ثمرات ونتائج ہیں اور وہ اختیاری ہیں۔

باب الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ

مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے (دوسرے) مسلمان محفوظ رہیں

ماقبل سے ربط

پیچھے یہ بتایا گیا کہ ایمان کے بہت سے شعبے ہیں۔اب انہیں میں سے بعض شعبوں کو الگ الگ بیان کرنا چاہتے ہیں اور ان سے متعلق احادیث کو لانا چاہتے ہیں۔

مقصد ترجمۃ الباب

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب سے مرجئہ کا رد فرمارہے ہیں جو کہتے ہیں کہ طاعت کا کوئی فائدہ نہیں اور معصیت نقصان دہ نہیں۔ امام صاحب اس باب سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمانوں کی ایذا رسانی سے اپنے آپ کو بچاتا ہے تو اس نیکی کے سبب وہ کامل مسلمان بن جاتا ہے۔ یہ طاعت کا بہت بڑا فائدہ ہے اور اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو ہاتھ یا زبان سے نقصان پہنچاتا ہے تو وہ مسلمان کہلانے کا حق دار نہیں۔ لہٰذا مؤمن مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ دوسروں کو ایذا نہ پہنچائے اور ان کا خیر اندیش ہو۔

← حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِی إِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِی السَّفَرِ وَإِسْمَاعِیلَ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی الله عنهما عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَیَدِهِ ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَی اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ أَبُو مُعَاوِیَةَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم وَقَالَ عَبْدُ الْأَعْلَی عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم

ترجمہ۔ آدم بن ابی ایاس نے ہم سے بیان کیا، ان سے شعبہ نے انہوں نے عبداللہ بن ابی السفر اور اسمٰعیل سے اور ان دونوں نے شعبی سے، اور شعبی نے عبداللہ بن عمروؓ سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا کہ (سچا) مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان (کے ضرر) سے مسلمان محفوظ رہیں، مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع کیا ہے۔ ابو عبداللہ (بخاری) اور ابو معاویہ نے کہا، ہم سے حدیث بیان کی داود بن ابی ہند نے، انہوں نے عامر سے، وہ کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن عمرو سے سنا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں اور عبدالاعلیٰ نے داؤد سے (سن کر) کہا، داؤد نے عامر سے، انہوں نے عبداللہ سے۔۔۔ اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔

مختصر حالات حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

یہ مشہور صحابی ہیں۔ ان کی کنیت ابو محمد، ابو عبدالرحمٰن یا ابو نصیر ہے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کتابت حدیث کی اجازت مانگی تھی اور احادیث کا ایک مجموعہ تیار کیا تھا جس کا نام انہوں نے "الصحیفة الصادقة" رکھا تھا۔ ان کی روایات کی تعداد کل سات سو ہے جن میں سے متفق علیہ سترہ احادیث ہیں۔ یہ اپنے والد حضرت عمرو بن عاصؓ سے پہلے مسلمان ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے والد سے گیارہ، بارہ سال چھوٹے تھے، عبادت و ریاضت اور زہد میں مشہور ہیں۔

شرح حدیث

حدیث پاک میں ہے: "المسلم من سلم المسلمون ......" المسلم میں الف لام عہد کا ہے اور المسلم الکامل کے معنی میں ہے۔ محدث کبیر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علمی تحقیق کی حد تک ٹھیک ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ الف لام عہد کا ہے اور المسلم الکامل کے معنی میں ہے لیکن اس صورت میں کلام میں زور باقی نہیں رہتا۔ اگر الف لام سے الف لامِ جنس کا لیا جائے تو مطلب ہوگا کہ مسلم کے لقب کا وہ شخص مستحق اور حق دار ہوگا جس کے ہاتھ اور زبان کے شر سے دوسرے

مسلمان محفوظ ہوں۔ اگر کوئی دوسرے مسلمانوں کو تکلیف پہنچاتا ہے تو وہ مسلمان کہلانے کا حق دار نہ ہوگا۔ اس صورت میں تنبیہ اور زجر زیادہ ہے اور لوگ ایذا دینے سے بچنے کی کوشش کریں گے۔

☆ مذکورہ حدیث سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اگر کوئی شخص دوسروں کو ایذا نہیں پہنچاتا تو وہ مسلمان ہے چاہے نماز پڑھے یا نہ پڑھے، روزہ رکھے یا نہ رکھے۔ اسی طرح دیگر فرائض ادا کرے یا نہ کرے کیوں کہ ان میں سے کسی چیز کا تذکرہ نہیں ہے تو اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ یہاں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ مسلمان میں یہ سلامتی کا وصف پایا جانا چاہیے۔ ایک چیز کی اہمیت کی وجہ سے اس کا تذکرہ ہوا ہے اس سے یہ لازم نہیں آئے گا کہ دوسرے احکام اور ارکان اسلام کی کوئی حیثیت ہی نہیں اور مسلمان ان کی ادائیگی کا مکلف ہی نہیں، اس کا یہاں کوئی ذکر نہیں ہے۔

☆ حدیث پاک میں "من لسانه" فرمایا "من قوله" نہیں فرمایا؟ وہ اس لیے کہ لسان سے ایذاء پہنچانا بغیر تلفظ اور تکلم کے بھی ہوتا ہے جیسے کہ آدمی اپنی زبان نکال کر منہ چڑاتا ہے اس سے بھی ایذاء پہنچتی ہے تو لسان کا لفظ اس لیے فرمایا تا کہ اس میں تلفظ اور قول بھی شامل ہو جائے اور "اخراج اللسان من الفم" کی صورت بھی اس میں داخل ہو۔

لسان کو ید پر کیوں مقدم فرمایا؟ اس لیے کہ لسان سے جس کو تکلیف پہنچائی جاتی ہے وہ عام بھی ہے اور تام بھی ہے اس لیے کہ ہاتھ سے تو صرف اُسی کو تکلیف پہنچائی جاتی ہے جو آپ کے سامنے ہو جبکہ زبان سے اس آدمی کو بھی آپ تکلیف پہنچا سکتے ہیں جو وہاں موجود نہ ہو یا فوت ہو چکا ہو چونکہ زبان کا شر عام بھی ہے اور تام بھی ہے اس لیے کسی شاعر نے کہا:

جراحات السنان لها التیام ولا یلتام ماجرح اللسان

(یعنی زبان سے جو زخم لگایا جائے وہ کبھی مندمل نہیں ہوتا بلکہ ہرا رہتا ہے جبکہ ہاتھ کا زخم کچھ عرصے بعد درست ہو جاتا ہے۔)

والمهاجر من هجر مانهى الله عنه

اگر یہاں الف لام عہد کا لیں تو "مہاجر" سے مہاجر کامل مراد ہوگا اور اگر الف لام جنس کا لیں تو مطلب یہ ہوگا کہ ہجرت وہی معتبر ہے جس میں گناہ نہ ہو اور مہاجر کہلانے کا مستحق وہی شخص ہے جو گناہ چھوڑ دے۔ اس لیے کہ وطن کو چھوڑنا بذاتِ خود کوئی مطلوب شئی نہیں ہے۔ ایک وطن سے دوسرے وطن کی طرف ہجرت کرنا تو اسی لیے ہوتا ہے کہ سابق وطن کے اندر رہ کر اللہ کے احکام پر عمل کرنا مشکل ہو گیا تھا اس لیے اس کو چھوڑ کر دوسرے وطن کی طرف ہجرت کی جاتی ہے تو معلوم ہوا کہ ہجرت کا اصل مقصد گناہوں کو ترک کرنا ہی ہے۔

ہجرت کا حکم

ہجرت کی ایک قسم ظاہری ہے اور ایک باطنی۔ ہجرت ظاہری کا حکم یہ ہے کہ اگر آدمی کسی دار الکفر میں رہتا ہے اور وہ آزادی سے احکام اسلام پر عمل نہیں کر سکتا تو اس کے لیے ہجرت کرنا فرض ہے اور اگر وہاں احکام اسلام کو ادا کرنے میں کوئی دخل اندازی نہیں کی جاتی تو اس کے لیے ہجرت فرض تو نہیں ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ وہ دار الاسلام ہجرت کر کے چلا جائے۔ اس لیے کہ مسلمانوں کا ایک جگہ پر جتنا زیادہ اجتماع ہوگا اتنا ہی وہ اسلام اور اہل اسلام کے حق میں زیادہ مفید ہوگا۔ ہجرت باطنی سے مراد

گناہوں کو ترک کر کے احکام اسلام پر عمل پیرا ہونا ہے۔ ہجرت کی دوسری قسم جو ہجرت باطنی ہے اس کو ہجرت حقیقیہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ جو ہجرت من دار الکفر الیٰ دار الاسلام ہو رہی ہے یہ بذاتِ خود کوئی مقصود نہیں یہ اس لیے ہے تاکہ مسلمان گناہوں سے اور احکامِ اسلام کے ترک کرنے سے بچا رہے تو بہر حال یہ ہجرت باطنی ہر مسلمان پر لازم اور ضروری ہے۔

قال ابو عبداللّٰہ و قال ابو معاویة حدثنا داؤد عن عامر قال سمعت عبداللّٰہ عن النّبی صلی اللہ علیہ وسلم

اس تعلیق کا مقصد یہ ہے کہ پہلے جو روایت عبداللہ بن ابی السفر اور اسماعیل کے طریق سے ذکر کی گئی ہے اس میں شعبی کا ذکر تھا لیکن وہاں شعبی کا نام نہیں بتایا تھا۔ یہاں بتادیا کہ اس کا نام عامر ہے۔ پھر وہاں حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے شعبی لفظ "عن" سے روایت کر رہے ہیں اور جو روایت لفظ "عن" سے ہو اس میں اتصال اور انقطاع دونوں کا احتمال ہوتا ہے یہاں اس تعلیق میں "قال سمعت عبداللّٰہ بن عمروؓ" فرما کر سماع کی تصریح کر دی۔ گویا اس تعلیق سے دو فائدے حاصل ہوئے ایک تو راوی امام شعبی کا نام معلوم ہو گیا اور دوسرا سماع کی تصریح ہو گئی۔ نیز یہ کہ پہلی روایت معنعن تھی جس میں سماع و عدم سماع دونوں کا احتمال تھا اس تعلیق سے احتمال عدم سماع ختم ہو گیا۔

وقال عبدالاعلیٰ: عن داؤد عن عامر عن عبداللّٰہ عن النّبی صلی اللہ علیہ وسلّم

یہ دوسری تعلیق ہے اس کو یہاں لانے کا مقصد یہ ہے کہ یہاں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو مطلق عبداللہ کے ساتھ ذکر کیا ہے اور طبقہ محدثین میں جب مطلق عبداللہ کو ذکر کیا جاتا ہے تو اس سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مراد ہوتے ہیں اس لیے شبہ ہو سکتا تھا کہ شاید یہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری سند ہے جس میں عبداللہ بن عمروؓ کی بجائے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نقل کر رہے ہیں۔ یہ تعلیق لا کر اس پر تنبیہ فرما دی کہ پہلے ہم تصریح کر چکے ہیں کہ یہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ہیں۔ باب کی اصل روایت میں عبداللہ بن عمروؓ کی تصریح آئی ہے تو آپ کو سمجھ لینا چاہیے کہ یہاں جو مطلق عبداللہ آیا ہے اس سے وہی عبداللہ بن عمروؓ مراد ہیں نہ کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔

باب اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ (بہترین اسلام کون سا ہے؟)

ماقبل سے ربط و مقصد ترجمۃ الباب

پہلے باب سے ایک شبہ ہو رہا تھا کہ "المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده" سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی آدمی دوسروں کو ایذاء پہنچاتا ہو تو وہ مسلمان اور مؤمن نہیں رہتا تو اس سے خوارج اور معتزلہ کی تائید ہوتی ہے۔ وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ ارتکاب کبیرہ سے آدمی مؤمن نہیں رہتا' آپ بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ اس اشکال کو دور کرنے کے لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "اَیُّ الاسلام افضل" کا ترجمہ قائم کیا ہے۔ وہ بتانا چاہتے ہیں کہ اسلام کے درجات ہیں۔ اگر آدمی اپنے شر سے دوسروں کو نقصان پہنچاتا ہے تو وہ ادنیٰ درجے کے اسلام کا حامل ہوگا۔ اسلام سے خارج نہیں ہوگا تو اس باب کا اصل مقصد شبہ کا دور کرنا تھا اور اس کے ضمن میں مرجئہ کی تردید بھی ہو رہی ہے۔

← حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ الْقُرَشِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رضی الله عنه قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الإِسْلَامِ أَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ

ترجمہ۔ ہم سے سعید بن یحییٰ بن سعید الاموی القرشی نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے کہا، ان سے ابو بردہ بن عبداللہ بن ابی بردہ نے اپنے باپ سے روایت کی، وہ ابوموسیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ صحابہؓ نے (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کونسا اسلام عمدہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اس آدمی کا اسلام) جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

مختصر حالات ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

یہ مشہور صحابی ہیں۔ ان کا نام عبداللہ بن قیس تھا۔ ہجرت من مکہ الی المدینہ سے قبل مشرف باسلام ہوئے۔ اللہ نے آپ کو حسنِ صوت سے متصف فرمایا تھا' خدا نے انہیں ایک ایسی فضیلت عطا فرمائی تھی جو کسی اور صحابی کو عطا نہیں ہوئی۔ وہ یہ کہ انہیں تین ہجرتوں کی سعادت حاصل ہوئی۔ پہلی ہجرت یمن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف' دوسری ہجرت مکہ مکرمہ سے حبشہ کی طرف اور تیسری ہجرت حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں زبید' عدن اور ساحلِ یمن کا گورنر مقرر کیا تھا۔ پھر حضرت عمر بن خطابؓ نے انہیں کوفہ اور بصرہ کا عامل مقرر کیا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے تین سو ساٹھ روایات مروی ہیں۔

آپ کا شمار علماء صحابہ میں ہوتا ہے' صحیح قول کے مطابق حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی وفات ۴۴ ہجری میں ہوئی۔

تشریح حدیث

مؤمن کی امتیازی شان ہے کہ تمام لوگ اپنی جان و مال کے بارے میں اس کی طرف سے مامون ہوں اور مطمئن ہوں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس وصف خاص کی اہمیت کے پیش نظر کئی طریقوں سے اس حدیث کو بیان فرمایا ہے۔

ایُّ الاسلام افضل

یہاں تقدیر عبارت ہے "اَیُّ ذَوِی الاسلام افضل" اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "من سلم المسلمون من لسانه ویده" تو اس صورت میں سوال و جواب میں مطابقت ہوگئی۔ بعض کے نزدیک تقدیر عبارت یوں ہے "ای خصال الاسلام افضل" تو اس صورت میں سوال و جواب میں مطابقت نہیں رہتی۔ لہٰذا پہلی تقدیر عبارت ہی اولیٰ ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب تو منعقد کی ہے ایمان کی لیکن اس میں انہوں نے ایمان' اسلام' دین' تینوں کو ذکر کیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ لغوی مفہوم تو ان تینوں کا مختلف ہے لیکن ان تینوں کے اندر تلازم ہے اس لیے ان کو جمع فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ ایمان وہی معتبر ہے جو اسلام کے ساتھ ہو۔ اسی طرح دین کا معنی طریقہ کے ہیں اور طریقہ وہی معتبر ہے جو ایمان و اسلام کے ساتھ ہو۔

باب اِطْعَامُ الطَّعَامِ مِنَ الاِسْلَامِ (کھانا کھلانا بھی اسلام (کے احکام میں) داخل ہے)

ای باب فی بیان ان اطعام الطعام شعبة من شعب الاسلام

مقصد ترجمۃ الباب و ماقبل سے ربط

گزشتہ باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اُس سے گزشتہ ترجمہ پر اشکال ہورہا تھا کہ اگر کوئی آدمی دوسروں کو ایذاء پہنچانے والا ہے تو وہ مسلمان ہی نہیں ہے تو اس اشکال کو رفع کیا تھا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ اسلام کے درجات ہیں۔ اگر کوئی مسلمان دوسروں کو نقصان نہیں پہنچا رہا اس میں کمال ایمان پایا جائے گا اور اگر کوئی مسلمان دوسروں کو ایذاء پہنچاتا ہے تو اس کا اسلام و ایمان ناقص ہوگا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ترجمہ اس لیے قائم کیا ہے تاکہ وہ بتلائیں کہ ایک درجہ تو اسلام کا یہ ہے کہ آدمی دوسرے کو ضرر نہ پہنچائے اور اس سے بڑا درجہ یہ ہے کہ وہ دوسروں کو ایذاء سے بچانے کے ساتھ ساتھ ان کو نفع بھی پہنچائے اور اس کے مقابلہ میں یہ اعلیٰ درجہ ہے جس کو مواسات کہتے ہیں۔

← حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضی الله عنهما أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم أَيُّ الإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ

ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، ان سے لیث نے یزید کے واسطے سے بیان کیا، یزید نے ابوالخیر سے سنا انہوں نے عبداللہ بن عمرو سے سنا کہ ایک شخص نے حضور صلی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ کونسا اسلام بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ تم کھانا کھلاؤ، اور جانے انجانے سب آدمیوں کو سلام کرو۔

تشریح حدیث

حدیث میں جس رجل کا ذکر ہے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے نام کے بارے لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ ابوذر تھے اور ابن حبان میں ہے اس کا نام ہانی بن زید ہے۔

"ایُّ الاسلام خیر" میں تقدیر عبارت ہے۔ "ایُّ خصال الاسلام خیر" کیونکہ آگے خصلتوں کا ہی ذکر ہے۔ مذکورہ عبارت میں "تطعم" اور "تقرأ" "ان تطعم اور ان تقرأ" کے معنی میں ہیں اور بتاویل مصدر ہیں۔

کھانا کھلانے میں کوئی قید نہیں خواہ دوست ہو، رشتہ دار، قریب ہو، بعید ہو، تعلق دار ہو یا نہ ہو۔ جب آپ دیکھیں کہ اسے ضرورت ہے تو اسے آپ کھانا کھلائیں خواہ اُس وقت اعلیٰ کھانا میسر ہو یا ادنیٰ، اطعام طعام میں صرف کھانا کھلانا ہی نہیں بلکہ اس میں ٹھنڈا گرم بھی شامل ہے۔ حاصل یہ کہ جو چیز بھی آسانی سے میسر ہو اس سے مہمان کا اکرام کریں۔ خواہ مخواہ تکلفات میں نہ پڑیں۔

☆ جب مسلمان کسی مسلمان سے ملے تو "السلام علیکم" یا "سلامٌ علیکم" کہے۔ دوسرا جواب میں "وعلیکم السلام" کہے۔ جاننے والے کو بھی سلام کریں، اجنبی کو بھی سلام کریں۔ البتہ اس سے بعض لوگ مستثنیٰ ہیں جیسے کفار، فاسق و فاجر آدمی جو جہراً و علانیہ معصیت کرتا ہو، جو آدمی پیشاب، غسل اور وضو کر رہا ہو۔ اسی طرح وہ آدمی جو تلاوت، دُعا، ذکر اور درس و تدریس میں مشغول ہو۔ ان سب کو سلام نہ کیا جائے۔ البتہ اگر کوئی حاکم ظالم ہو، اس کو اگر سلام نہ کیا جائے تو اس سے تکلیف و ایذاء پہنچنے کا ڈر ہو تو اسے سلام کرنے کی اجازت دی گئی ہے خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔ سلام میں پہل کرنے کا حکم حدیث پاک میں ہے۔ ابتدا بالسلام مسنون ہے اور ردّ سلام واجب ہے لیکن یہ مسنون عمل واجب سے افضل ہے۔

ایک قسم کے سوالات کے جواب میں مختلف جوابات وارد ہونے کی وجوہ

حدیث الباب میں سوال تھا "ایُّ الاسلام خیر" تو اسکا جواب دیا گیا "تطعم الطعام وتقرء السلام علٰی من عرفت ومن لم تعرف"
اشکال یہ ہوتا ہے کہ احادیث میں سوال ایک جیسا ہوتا ہے لیکن جواب میں مختلف امور ذکر کیے جاتے ہیں۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا "ایُّ العمل افضل" تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا: "ایمان باللّٰہ ورسولہ' قیل: ثمّ ماذا؟ قال الجهاد فی سبیل اللّٰہ' قیل: ثم ماذا قال حج مبرور"
اسی طرح ایک اور حدیث پاک میں سوال ہے "ایُّ العمل احب الی اللّٰہ" تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اَلصَّلٰوۃ علٰی وقتها' قال ثم ایٌّ ؟ قال برّالوالدین' قال ثم ایُّ؟ قال الجهاد فی سبیل اللّٰہ"
علماء کرام نے اس کے بہت سارے جواب دیئے ہیں' میں صرف ایک جواب نقل کر رہا ہوں۔ در حقیقت سائلین کے مختلف حالات کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف جواب دیئے ہیں۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ سائل نماز پڑھتا ہے' جہاد بھی کرتا ہے' ایمان بھی لے آیا ہے لیکن وہ تھوڑا سا بخیل ہے اور اس میں کبر کا شائبہ محسوس ہوتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تطعم الطعام وتقرء السلام علٰی من عرفت ومن لم تعرف" اطعام طعام سے بخل کی نفی ہوتی ہے اور "تقرء السلام ...... الخ" سے کبر کی نفی ہوتی ہے۔
ایک سائل کو دیکھا کہ وہ نماز اور والدین کی فرمانبرداری میں کوتاہی کرتا ہے تو وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "الصّلٰوۃ علٰی وقتها اور برالوالدین" اور پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ سائل ایک ہے اور بوقت جواب مجمع میں سامنے کئی آدمی ہیں۔ کسی میں ایک کوتاہی ہے اور کسی میں دوسری کوتاہی تو سائل کی رعایت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی اور دوسرے حاضرین کی بھی۔ بہرحال یہ جواب کا اختلاف "لاختلاف حال السائلین" ہوا ہے۔

بَاب مِنَ الإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

یہ بھی ایمان ہی کی بات ہے کہ جو بات اپنے لیے پسند کرو، وہی اپنے بھائی کے لیے پسند کرو

ماقبل سے ربط: گزشتہ باب میں مواسات اور غمخواری کا بیان تھا اور اب اس باب میں مساوات کا ذکر ہے کہ آدمی جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اسی کو دوسروں کے لیے بھی پسند کرے۔

مقصد ترجمۃ الباب

اس باب سے مرجئہ کا رد کرنا مقصود ہے جو ایمان کے بعد عمل کو ضروری نہیں سمجھتے۔ یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ مسلمان کے ساتھ مساوات کرنا ایمان کا حصہ ہے۔ لہٰذا مساوات کا عمل بہت بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم وَعَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

ترجمہ۔ مسدد نے ہم سے بیان کیا، ان سے یحیٰی نے، وہ شعبہ سے روایت کرتے ہیں، شعبہ قتادہ سے، وہ حضرت انس؄

سے روایت بیان کرتے ہیں (اور ایک اورواسطہ سے) یحییٰ بن سعید نے حسین المعلم سے روایت بیان کی، انہوں نے قتادہ سے سنا، قتادہ نے حضرت انسؓ سے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی وہ بات پسند نہ کرے جو اپنے لیے کرتا ہے۔

مختصر حالات حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

یہ مشہور صحابی ہیں اور انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خادم خاص ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس سال تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو جمرہ ان کی کنیت رکھی تھی کیونکہ یہ جمرہ نامی سبزی کو بہت پسند کرتے تھے' اُن کی والدہ اُم سلیمؓ نے ان کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دُعا کی درخواست کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے مال' اولاد اور درازیٔ عمر اور عمر میں برکت کے لیے دُعا کی۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر سو سال سے زیادہ ہوئی۔ کثرتِ اولاد بھی تھی اور مال میں برکت کا یہ اثر تھا کہ ان کا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیا کرتا تھا۔ آپؓ سے ایک ہزار دو سو چھیاسی احادیث مروی ہیں۔ ۹۳ھ بصرہ میں آپؓ کا انتقال ہوا۔

تشریح حدیث

یہاں دو سندیں ذکر ہوئیں۔ پہلی سند کے بعد دوسری سند اس لیے ذکر کی کہ پہلی سند میں شعبہ عن قتادہ ہے اور دوسری سند میں "عن حسین المعلم حدثنا قتادہ" ہے۔ حاصل یہ ہے کہ شعبہ نے عن کو استعمال کیا جس میں انقطاع اور اتصال دونوں کا احتمال ہے اور حسین المعلم نے تحدیث کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ اس لیے مصنفؒ نے دونوں کو الگ الگ ذکر فرمایا۔

حدیث الباب امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پانچ منتخب احادیث میں شامل ہے اور امام ابوداؤد کی چار منتخب احادیث میں شامل ہے۔

اگر انسان اس حدیث پر عمل کرلے تو اس دنیا میں جتنے فسادات ہیں سب کے سب ختم ہو جائیں۔ اس لیے کہ جب کوئی شخص کسی کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا چاہتا ہے تو اگر وہ ساتھ ساتھ یہ سوچ لے کہ اگر میں اس کی جگہ ہوتا تو کیا اس چیز کو پسند کرلیتا جو میں اس کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں' بس اسی سوچ سے فساد ختم ہوسکتا ہے۔

"لایؤمن احدکم" کا یہ معنی نہیں کہ وہ بالکل مؤمن ہی نہیں بلکہ یہ بتلانا مقصود ہے کہ یہ مؤمن کی شان نہیں ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ نفی کمال کے لیے ہے لیکن حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ حدیث کا زور اور تاثیر اس بات سے کمزور ہو جاتی ہے کہ "لا" نفی کمال کے لیے ہے۔ مقصد یہ ہے کہ مؤمن سے یہ بات سرزد ہونی ہی نہیں چاہیے کیونکہ مؤمن کی شان سے یہ بات بعید ہے کہ وہ ایسا کرے اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ کامل مؤمن نہیں ہوتا بلکہ صاف کہہ دیا کہ وہ مؤمن نہیں ہوتا چاہے اس کا نام مسلمانوں میں شمار ہوتا ہو اور چاہے کوئی مفتی اس کے اوپر کفر کا فتویٰ نہ لگائے لیکن حقیقتِ ایمان جو اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہے وہ نہیں ہے۔

☆ اشکال ہوتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان شرابی ہو، سارق ہو تو کیا اس وقت وہ مؤمن نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اپنے دوسرے بھائی کے لیے شرابی یا سارق ہونے کو پسند نہ کرے۔ یہ تو قطعاً درست نہیں ہے۔ اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ نسائی شریف میں اس روایت کے الفاظ اس طرح ہیں "لایؤمن احدکم حتّٰی یحبَّ لاخیہ مایحبُّ لِنفسہٖ من الخیر" اس من الخیر کے الفاظ سے اشکال ختم ہوجائے گا۔

☆ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دُعا ہے "رَبِّ اغْفِرْ لِی وَھَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا ینبغی لاحدٍ مِّن بعدی" اشکال ہوتا ہے کہ یہ دُعا اس حدیث کے منافی معلوم ہوتی ہے تو اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دُعا بیان جواز کے لیے ہے۔

باب حُبُّ الرَّسُولِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الإِیمَانِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ایمان کا جزو ہے

ماقبل سے ربط اور مقصود ترجمہ

گزشتہ باب میں مساوات کو بیان کیا کہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند کرو جس کو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو اور اب اس کے بعد مساوات سے اگلا درجہ بیان کر رہے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنی ذات سے بھی زیادہ محبت ہونی چاہیے۔ اس باب سے بھی مرجئہ کی تردید کرنا مقصود ہے۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْیَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِی ھُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ فَوَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی أَکُونَ أَحَبَّ إِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا ان سے شعیب نے، ان سے ابوالزناد نے اعرج کے واسطے سے روایت کی، اعرج حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن (کامل) نہیں ہوسکتا، جب تک میں اسے اس کے باپ اور اس کی اولاد سے (بھی) زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔

← حَدَّثَنَا یَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاھِیمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَیَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیزِ بْنِ صُھَیْبٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ح وَحَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی أَکُونَ أَحَبَّ إِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِینَ

ترجمہ۔ یعقوب بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا، ان سے ابن علیہ نے عبدالعزیز بن صہیب کے واسطے سے روایت کی۔ وہ حضرت انسؓ سے اور حضرت انسؓ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں (ایک دوسرے واسطے سے) آدم بن ابی ایاس نے ہم سے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، وہ قتادہ سے روایت کرتے ہیں۔ قتادہ حضرت انسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن (کامل) نہیں ہوسکتا جب تک اس کو میری محبت اپنے ماں باپ، اپنے بچوں، اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔

تشریح حدیث

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں پہلی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی نقل کی ہے اور اس میں "والّذی نفسی

بیدہٖ لا یؤمن احدکم حتّٰی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ" کے الفاظ بیان ہوئے ہیں۔

دوسری روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔اس دوسری روایت کی دوسندیں بیان کی ہیں۔پہلی سند عبدالعزیز بن صہیب عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے ہے اور دوسری سند عن قتادہ عن انسؓ کے طریق سے ہے اور یہاں تحویل ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کے جوالفاظ نقل کیے ہیں وہ قتادہ کی سند سے نقل کیے ہیں۔عبدالعزیز بن صہیب کی سند کے الفاظ نقل نہیں کیے۔

قتادہ کی سند والے کلمات اس طرح ہیں "لا یؤمن احدکم حتّٰی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والنّاس اجمعین"

عبدالعزیز بن صہیب کی سند والے کلمات اس طرح ہیں "لایؤمن احدکم حتّٰی اکون احب الیہ من اھلہٖ ومالہٖ" چونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی تائید ہے اور قتادہ کی روایت کے الفاظ بالکل وہی ہیں جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ ہیں۔اس میں صرف "والنّاس اجمعین" کا اضافہ ہے اس لیے قتادہ عن انس والی سند کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد پر بہر صورت مسلمان یقین کرتا ہے۔پھر قسم کا صیغہ "والّذی نفسی بیدہٖ" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیوں استعمال فرمایا؟ اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ بات چونکہ اہم ہے اور اہم بات کو تاکید سے ذکر کیا جاتا ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مؤکد طریقے پر ذکر کرنے کے لیے قسم کا صیغہ استعمال فرمایا۔

محبت کے معنی اور اس کی اقسام

یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جس محبت کا ذکر ہے اس سے کون سی محبت مراد ہے؟ پہلے محبت کا معنی اور اقسامِ محبت سمجھنا ضروری ہے۔پھر اس کا جائزہ لیں گے کہ یہاں کون سی محبت مراد ہے۔

امام راغب فرماتے ہیں کہ محبت "ارادۃ ماتراہ او تظنہٗ خیراً" کو کہتے ہیں یعنی جس چیز کو آپ خیر سمجھتے یا خیر گمان کرتے ہیں اس کا آپ ارادہ کریں' یہ محبت ہے اس کی کئی اقسام ہیں۔

۱۔ایک محبت طبعی ہے جیسے اولاد ماں باپ اور اپنی ذات سے محبت' یہ غیر اختیاری محبت ہے۔

۲۔محبت احسانی' کوئی آدمی ہم پر احسان کرتا ہے' ہمارے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہے تو ہمیں اس سے محبت ہو جاتی ہے' یہ محبت اختیاری ہے۔۳۔محبت جمالی' اس محبت کا سبب جمال ہوتا ہے' یہ محبت بھی اختیاری ہے۔

۴۔محبت کمالی' کسی کے کمال کی وجہ سے اس سے محبت ہو' یہ محبت بھی اختیاری ہے۔

۵۔محبت عقلی' اس میں آدمی نفع و نقصان کو دیکھتا ہے اور پھر وہ فائدہ ہونے کی صورت میں محبت کرتا ہے۔خلاصہ یہ کہ محبت کی پانچ قسمیں ہیں۔حُب طبعی' حُب احسانی' حُب کمالی' حُب جمالی اور حُب عقلی۔اب ہم یہاں دیکھتے ہیں کہ یہاں کون سی محبت مراد ہے؟

قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس باب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جس محبت کا ذکر ہے وہ حب عقلی ہے یعنی یہ سوچا جائے کہ اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھیں گے تو اس میں ہمارا دنیاوی واُخروی نفع ہے۔اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نہیں کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

سے محبت نہیں رکھیں گے تو ہمارا دنیاوی و اُخروی نقصان ہے۔ یہ سوچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی جائے' یہ محبت عقلی ہے۔

یہاں لوگوں کو ایک غلط فہمی ہوتی ہے اور وہ غلط فہمی یہ ہوتی ہے کہ شاید قاضی بیضاویؒ اور علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ حب عقلی حاصل کر کے اسی پر اکتفاء کر لیا جائے۔ یہ بات صحیح نہیں ہے ان کا منشاء یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ یہ سوچ کر محبت کی جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اللہ کی محبت ہے' یہ سوچ کر آپ کی محبت اور آپ کی پیروی پر آمادہ کرنے والی اور برانگیختہ کرنے والی ہے اور اس سے ہمارا نفع ہوگا' نقصان نہیں ہوگا۔ پھر اس میں حُب احسانی کو بھی شامل کیا جائے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں۔ پھر حُب کمالی کو بھی شامل کیا جائے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جو کمالات عطا فرمائے ہیں وہ مخلوق میں سے کسی کو بھی عطا نہیں فرمائے۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال کا خیال کر کے حُب جمالی کو بھی شامل کیا جائے۔ تو جب آپ اس حُب عقلی کے ساتھ حُبِ احسانی' حُب کمالی اور حُب جمالی کو جمع کریں گے تو پھر یہ محبت عقلی اتنی ترقی کرے گی کہ محبت طبعی بھی اس کے سامنے ہیچ ہو جائے گی۔ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس محبت کا نام ''حُب ایمانی'' رکھا ہے۔ بعض حضرات اس کو حُب عشقی کہتے ہیں۔

☆ بعض اوقات شبہ ہوتا ہے کہ اولاد اور بیوی کی محبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زائد معلوم ہوتی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے مواقع بہت کم پیش آتے ہیں جبکہ اولاد وغیرہ کی محبت کے مواقع بہت پیش آتے ہیں۔ چنانچہ اگر دونوں محبتوں میں تصادم ہو جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت راجح ہوگی۔ مثلاً کسی کا بیٹا یا بیوی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (نعوذ باللہ) برا بھلا کہے تو وہ شخص ہرگز برداشت نہیں کرے گا' روکنے سے بھی نہ رُکے تو وہ ان کا گلا دبانے اور قتل کرنے کے لیے تیار ہو جائے گا۔

☆ حدیث الباب میں والد کو ولد سے پہلے ذکر فرمایا ہے حالانکہ عموماً آدمی کو بہ نسبت اپنے باپ کے' بیٹے سے زیادہ محبت ہوتی ہے اور یہاں مقصود بھی سب سے زیادہ شی کو بیان کرنا ہے۔ لہٰذا پہلے ولد کا ذکر ہونا چاہیے تھا تو اس کا جواب دیا جاتا ہے کہ بوجہ احترام والد کا ذکر پہلے کیا۔

☆ حدیث الباب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو جب والد اور ولد سے مقدم رکھا گیا ہے تو اپنے نفس سے محبت کے تقدم اور عدم تقدم کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ علماء نے اس کا ایک جواب تو یہ دیا ہے کہ بعض روایات میں من نفسہ کا لفظ موجود ہے اور دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ حدیث الباب کی دوسری روایت میں ''والنّاس اجمعین'' کا جملہ موجود ہے۔ لہٰذا اس کے عموم میں نفسِ رجل بھی داخل ہے۔

باب حَلاوَةِ الإِيمَانِ (ایمان کی حلاوت)

ماقبل سے ربط اور مقصد ترجمۃ الباب

سابقہ باب میں یہ بتایا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ایمان کا جز ہے۔ اب اس باب سے یہ بتایا جا رہا ہے کہ

اس محبت میں حلاوت اور شیرینی کس چیز سے پیدا ہوگی۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ اس باب سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ "حلاوت" ایمان کے ثمرات میں سے ہے۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس ترجمۃ الباب سے مرجئہ کے اس خیال کی تردید کی ہے کہ طاعات مفید نہیں اور معاصی مضر نہیں۔ چنانچہ اس باب سے یہ ثابت کردیا کہ اعمال کے ذریعے ایمان میں حلاوت اور شیرینی پیدا ہوتی ہے اور اگلے باب میں "و آیة النفاق بغض الانصار" والی حدیث سے یہ بتادیا کہ معاصی مضر ہیں۔

تشریح ترجمۃ الباب

شارحین کرام فرماتے ہیں کہ حلاوت سے مراد حلاوتِ قلبیہ ہے یعنی قلبی حلاوت کا حاصل ہونا۔ اگر ہم احکام خداوندی کی اسی طرح پابندی کریں جیسے کہ ہمیں حکم گیا ہے تو یقیناً ہمیں حلاوتِ ایمان حاصل ہوگی۔ اس حلاوت کی صورت یہ ہے کہ نیکی میں لذت آئے اور دین کے کاموں میں مشقت برداشت کرنی آسان ہوجائے اور دین کو دُنیا کے سامان پر ترجیح دے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حلاوت سے حلاوتِ معنوی اور حلاوت باطنی مراد ہے۔ حضرات صوفیائے کرام اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ فرماتے ہیں کہ اس حلاوت سے حلاوتِ حسیہ اور ظاہر یہ مراد ہے۔

⬅ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ أَنْ يَكُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا ، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن مثنیٰ نے کہا ان سے عبدالوہاب الثقفی نے بیان کیا ان سے ایوب نے ابوقلابہ کے واسطہ سے روایت کی، ابوقلابہ نے حضرت انسؓ سے نقل کیا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس کسی میں یہ تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کی مٹھاس پائے گا۔ وہ یہ ہیں کہ اس کو اللہ اور اس کا رسول ان کے سوا ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں اور جس سے محبت کرے اللہ ہی کے لیے کرے اور (تیسرے یہ کہ) دوبارہ کفر اختیار کرنے کو ایسا ہی برا سمجھے جیسا آگ میں ڈالے جانے کو۔

تشریح حدیث

تقدیر عبارت ہے "ثلاث خصال" یا "خصال ثلاث" یعنی تین چیزیں ایسی ہیں جس شخص میں ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت پالے گا۔ یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کے لیے حلاوت ثابت کی ہے۔ مؤمن مسلمان کی ایمان کی طرف جو رغبت ہوتی ہے اس کو میٹھی چیز سے تشبیہ دی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ جس طرح شہد کی حلاوت کا ادراک وہی کرسکتا ہے جو تندرست ہو۔ اسی طرح حلاوت کا ادراک بھی وہی کرسکتا ہے جو تندرست ہو شہد کی حلاوت محسوس کرنے کے لیے جسمانی صحت کا ہونا ضروری ہے اور ایمانی حلاوت محسوس کرنے کے لیے روحانی صحت کا ہونا شرط ہے۔ اگر کسی پر صفراء کا غلبہ ہو تو اس کو شہد کڑوا لگتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی میں روحانی صفراء پیدا ہوگیا ہو تو اس کو ایمان کی حلاوت محسوس نہیں ہوگی۔ اس کو شرعی احکام کی تعمیل میں تنگی محسوس ہوگی۔

تین خصلتوں کے حصول سے حلاوت کا ادراک ہوتا ہے

پہلی خصلت کا ذکر حدیث الباب کی اس عبارت میں ہے: "ان یکون اللّٰہ ورسولہ اَحبَّ الیہ مِمّا سواھما" انسان کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کے ماسوا سے زیادہ ہو جائے یعنی دُنیا و مافیہا سے زیادہ محبت اللہ اور اس کے رسول سے ہو جائے۔

اشکال ہوتا ہے کہ "ماسواھما" میں "ھما" ضمیر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف عائد ہے۔ یہاں اللہ اور رسول دونوں کی ضمیروں کو ایک ساتھ جمع کر دیا گیا ہے۔ اس پر اشکال یہ ہے کہ امام مسلمؒ امام ابوداؤدؒ اور امام نسائیؒ نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے خطبہ دیا اور کہا "من یطع اللّٰہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصھما فقد غویٰ" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بئس الخطیب انت، قل: ومن یعص اللّٰہ ورسولہ" اس روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کی ضمیر کو ایک ساتھ ذکر نہ کرنا چاہیے حالانکہ متعدد مقامات پر دونوں کو ایک ضمیر میں جمع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ حدیث الباب میں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے "من یطع اللّٰہ ورسولہٗ فقد اطاع اللّٰہ ومن یعصھما فانہ لایَضُر الانفسہ"

جواب نمبر۱: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث کی بناء پر بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ ممانعت والی روایت اجازت والی روایت پر مقدم ہے۔ اس لیے کہ ممانعت کی روایت قولی ہے اور دوسری روایت فعلی اور قول کو فعل پر ترجیح ہوتی ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ روایت مانع ہے اور دوسری روایات مجیز ہیں۔ لہٰذا ممانعت کی روایات راجح ہوتی ہیں۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس خطبہ دینے والے آدمی پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لیے نکیر فرمائی تھی کہ اس نے خطبہ میں "ومن یعصھما" کہہ کر اختصار کیا تھا۔ حالانکہ خطبے میں تفصیل مطلوب ہوتی ہے کیونکہ اس کا مقصد وعظ اور زجر ہوتا ہے اور اس میں تفصیل مطلوب ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں کہیں جمع فی الضمیر کیا ہے وہ مقام تعلیم ہے اور تعلیم میں اختصار مفید ہوتا ہے۔

جواب نمبر۲: ایک جواب یہ دیا جاتا ہے کہ جمع فی الضمیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جائز ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے کیوں کہ آپ سے تسویہ بین اللہ والرسول کا امکان نہیں ہے بخلاف دوسروں کے کہ اس کے بارے میں یہ خطرہ ہے کہ کہیں ان کے دل میں دونوں کو ایک ضمیر میں جمع کر دینے سے تسویہ کا خیال نہ گزر جائے۔

جواب نمبر۳: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اصل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے نکیر فرمائی تھی کہ خطبہ دینے والے شخص نے بے موقع وقف کر دیا تھا۔ یعنی اس نے "ومن یطع اللّٰہ ورسولہٗ فقد رشد ومن یعصھما" کہہ کر وقف کر دیا جس کے یہ معنی بن گئے کہ اطاعت اور نافرمانی کرنے والے دونوں راشد ہیں۔

وان یحب المرأ لایحبہ الاّ لِلّٰہ

دوسری خصلت کا ذکر ہے کہ آدمی اگر کسی سے محبت کرے تو محض اللہ کے لیے محبت کرے۔ یعنی مال، حسن و جمال یا کسی اور غرض سے محبت نہ ہو بلکہ کسی دینی سبب کی وجہ سے ہو۔ مثلاً کسی ولی سے اس کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے محبت کرنا یا کسی عالم سے اس

کے علم دین کی وجہ سے محبت کرنا، یہ حب للہ ہے۔ یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "حقیقۃ الحب فی اللہ ان لایزید بالبر ولا ینقص بالجفاء" یعنی حب فی اللہ یہ ہے کہ نہ تو حسنِ سلوک سے اس میں اضافہ ہو اور نہ بے وفائی سے اس میں کمی آئے۔

وان یکرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ ان یقذف فی النّار

اس عبارت میں تیسری خصلت بیان فرمائی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب اللہ اور رسول کی محبت غالب آ گئی اور اللہ والوں کی محبت خلوص کے ساتھ ہوگی تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آدمی کو کفر سے نفرت ہو جائے گی۔ اس لیے وہ کفر کی طرف لوٹنے کو اس قدر ناپسند اور ناگوار سمجھے گا۔ جیسا کہ آگ میں پھینکے جانے کو ناگوار سمجھتا ہے۔

حدیث باب میں "عود فی الکفر" کا ذکر ہے۔ یہ جملہ اس زمانے کے اعتبار سے کہا گیا ہے جب لوگ کفر چھوڑ کر اسلام کی طرف آ رہے تھے اس لیے ان کے لیے کہا گیا کہ پھر "عود الی الکفر" ان کے لیے اتنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہونا چاہیے جیسا کہ آگ میں ڈال دیا جانا ناپسندیدہ ہوتا ہے لیکن ہمارے اعتبار سے "یعود" کا لفظ صادق نہیں آئے گا۔ اس لیے کہ ہم تو پہلے کفر میں تھے ہی نہیں بلکہ شروع ہی سے مسلمان چلے آ رہے ہیں۔ اس صورت میں "عود" کو صیرورت کے معنی میں لیا جائے گا اور مطلب یہ ہوگا کہ "ان یصیر فی الکفر کمایکرہ ان یقذف فی النّار" یعنی کافر بننے اور ہونے کو آدمی اس طرح ناپسند کرے جس طرح آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

باب عَلَامَةُ الإِيمَانِ حُبُّ الأَنْصَارِ (انصار کی محبت ایمان کی علامت ہے)

ای هذا باب فیه علامة الایمان حُب الانصار

ماقبل سے ربط ومقصد ترجمۃ الباب

گزشتہ ابواب میں بیان ہوا کہ آدمی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت ہو کہ اپنی ذات اور جان کے ساتھ بھی اتنی محبت نہ ہو۔ یہ محبت من باب الایثار ہے۔ اب اس باب میں اس سے بھی آگے ایک درجہ اور بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلقین کے ساتھ بھی اس کی محبت ہو۔ آدمی کو جب کسی سے محبت ہوتی ہے تو اس کے متعلقین سے بھی اس کو محبت ہوتی ہے۔ یہاں متعلقین سے مراد حضرات انصار ہیں جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت ونصرت کے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ لہٰذا ایمان کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنی محبت سے اتنا بڑھایا جائے کہ جو آپ کے انصار ہیں ان کی محبت بھی اس کے دل میں راسخ ہو جائے۔

اس باب سے مقصود آپ کے خواص اور اہل فضائل کی محبت کو علامتِ ایمان قرار دینا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے مرجئہ کا رد بھی ہو رہا ہے

☆ انصار یا تو ناصر کی جمع ہے جیسے "اصحاب" صاحب کی جمع ہے یا نصیر کی جمع ہے جیسے "شریف" اشراف کی جمع ہے۔

انصار قبیلہ اوس وخزرج کا لقب ہے۔ پھر ان کی اولاد حُلفاء اور موالی پر بھی بالتبع بولا جانے لگا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

جب مدینہ منورہ سے ہجرت کر کے تشریف لائے تو ان قبائل نے اپنی جان و مال سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و مدد کی۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو یہ لقب عطا فرمایا۔☆ انصار کے ساتھ محبت کا ذکر فرمایا ہے اور مہاجرینؓ کے ساتھ محبت کا ذکر نہیں فرمایا' کیا مہاجرین کے ساتھ محبت کرنا ایمان کا جز نہیں ہے؟ دراصل مہاجرین کا معاملہ بالکل ظاہر تھا کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے۔ انہوں نے اسلام کی سربلندی کے لیے ہجرت کی تھی' اہل و عیال' وطن اور جائیدادوں کو انہوں نے چھوڑا اور اسلام کی خاطر دربدر ہوئے۔ لہٰذا ان کے ساتھ محبت کا معاملہ بالکل واضح تھا اور جب انصار کی محبت کو ایمان کی علامت قرار دیا گیا تو مہاجرین کی محبت تو بطریق اولیٰ ایمان کی علامت ہوگی۔

ضروری وضاحت

انصارؓ کی محبت کو علامت ایمان قرار دیا ہے اور اسی طرح ان کی عداوت علامتِ نفاق ہے اور اگر کسی اور وجہ سے انصار کے ساتھ اختلاف پیش آ جائے تو وہ علامت نفاق نہیں ہوگی۔ دیکھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جب جنگ جمل میں حضرت طلحہ' حضرت زبیر رضی اللہ عنہم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مقابلہ ہوا یا جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مقابلہ ہوا تو اس وقت انصار کی اکثریت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی۔ یہاں یہ ہرگز نہیں کہا جائے گا کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ' حضرت زبیرؓ' حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں نفاق کی علامت پائی جاتی ہے اس لیے کہ ان حضرات کے دلوں میں بغض نہیں تھا بلکہ صرف رائے کا اختلاف تھا جیسے بعض اوقات بھائی بھائی میں بلکہ باپ بیٹے میں رائے کا اختلاف ہوتا ہے لیکن بغض نہیں ہوتا۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ آيَةُ الإِيمَانِ حُبُّ الأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الأَنْصَارِ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے انہیں عبداللہ ابن جبر نے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے انسؓ بن مالک سے سنا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے کینہ رکھنا نفاق کی علامت ہے۔

باب (بلا ترجمہ) (انصار کی وجہ تسمیہ)

ماقبل سے ربط و مقصد ترجمۃ الباب

باب بلا ترجمہ کی وہی دو توجیہیں کی جائیں گی جو پیچھے گزر چکی ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ماقبل میں امام صاحب نے یہ بتایا تھا کہ انصار کی محبت ایمان کی علامت ہے اور اب اس باب میں حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کر کے اس بات کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ حضرات انصار کو انصار لقب دینے کا ابتدائی سبب کیا ہوا؟

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث الباب سے معلوم ہو گیا کہ اس کا سبب' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ حق

پر نصرت کی بیعت کرنا ہے۔ اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرجئہ اور خوارج پر رد فرمایا ہے۔ خوارج پر تو "ان شاء عفی عنه" سے رد فرمایا کہ گنہگار شخص کافر نہیں ہوتا بلکہ معافی ہو سکتی ہے اور مرجئہ پر "ان شاء عاقبه" سے رد فرمایا کہ اعمال نہ کرنے کی صورت میں عذاب دیا جا سکتا ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ عَائِذُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا ، وَهُوَ أَحَدُ النُّقَبَاءِ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لاَ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا ، وَلاَ تَسْرِقُوا ، وَلاَ تَزْنُوا ، وَلاَ تَقْتُلُوا أَوْلاَدَكُمْ ، وَلاَ تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ ، وَلاَ تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ ، فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللَّهُ ، فَهُوَ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ ، وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، ان سے شعیب نے، وہ زہری سے نقل کرتے ہیں، انہیں ابوادریس عائذ اللہ بن عبداللہ نے خبر دی کہ عبادہ بن صامتؓ جو بدر کی لڑائی میں شریک تھے اور لیلۃ العقبہ کے نقیبوں میں سے تھے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت جب آپ کے گرد صحابہؓ کی ایک جماعت موجود تھی، یہ فرمایا کہ مجھ سے بیعت کرو اس بات کی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے۔ چوری نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اپنی نسل کشی نہ کرو گے اور نہ عمداً کوئی بہتان باندھو گے اور کسی اچھی بات میں (اللہ کی) سرکشی نہ کرو گے۔ جو کوئی تم میں (اس عہد کو) پورا کرے گا تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے اور جو کوئی ان (بری باتوں) میں سے کسی میں مبتلا ہو جائے اور اسے دنیا میں سزا دے دی گئی تو یہ سزا اس کے (گناہوں) لیے کفارہ ہو جائے گی اور جو کوئی ان میں سے کسی بات میں مبتلا ہو گیا اور اللہ نے اس (گناہ) کو چھپا لیا تو وہ (معاملہ) اللہ کے سپرد ہے۔ اگر چاہے معاف کر دے اور اگر چاہے سزا دے دے (عبادہ کہتے ہیں کہ) پھر ہم سب نے ان (سب باتوں) پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کر لی۔

مختصر حالات حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ

یہ مشہور انصاری صحابی ہیں۔ بیعت عقبہ اور بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک رہے۔ بدر، احد، خندق اور دیگر تمام غزوات میں شریک رہے۔ یہ انصار کے بارہ نقیبوں میں سے ایک تھے۔ اہل صفہ کو قرآن کریم بھی سکھایا کرتے تھے۔ جب شام کا علاقہ فتح ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو حضرت معاذ اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہما کو وہاں بھیجا تا کہ یہ حضرات لوگوں کو دین کی تعلیم دیں۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فلسطین کے سب سے پہلے قاضی بنے۔

حضرت عبادہؓ سے ایک سو اکیاسی احادیث مروی ہیں۔ ۳۴ھ میں بہتر (۷۲) سال کی عمر پا کر بیت المقدس یا رملہ میں وفات پائی۔

تشریح حدیث

وكان شهد بدرًا

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت بیان کرنے کیلئے یہ جملہ ذکر کیا گیا چونکہ غزوہ بدر میں شریک ہونیوالوں کی بڑی فضیلت ہے۔

وهو احد النقباء ليلة العقبة

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ لیلۃ العقبہ میں انصار کے سرداروں میں سے ایک سردار تھے۔

حضرات انصار رضی اللہ عنہم کی اسلام لانے کی ابتداء

ابتدائے اسلام میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ حج کے زمانے میں عرفات و منیٰ جا کر سرداران قبائل اور عوام الناس کو دعوتِ دین دیتے تھے۔ ۱۱ نبوی میں جب حج کا موسم آیا تو خزرج کے چند آدمی مکہ مکرمہ آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعوتِ اسلام دی اور قرآن پاک سنایا۔ وہ لوگ کہنے لگے واللہ یہ وہی نبی ہیں جن کا ذکر یہود کرتے تھے۔ دیکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ اس سعادت میں یہود ہم سے سبقت کر جائیں۔ چنانچہ یہ سب لوگ اس مجلس سے اُٹھنے سے پہلے اسلام لے آئے۔ یہ کل چھ افراد تھے۔ اس سے اگلے سال جو نبوت کا بارہواں سال تھا تو بارہ اشخاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی غرض سے حاضر ہوئے اور رات کے وقت منیٰ میں عقبہ کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ انصار کی پہلی بیعت تھی اور اس کو "بیعت عقبہ" اولیٰ کہتے ہیں۔ یہ حضرات جب مدینہ منورہ واپس جانے لگے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا تا کہ وہ ان کو قرآن اور دین سکھائیں۔ جب اس سے اگلا سال آیا جو نبوت کا تیرہواں سال تھا تو انصار میں سے کم وبیش ستر افراد مکہ مکرمہ حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس موقع پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہوں نے اس موقع پر ایک خطبہ دیا اور فرمایا "محمد تمہارے پاس جانا چاہتے ہیں اگر تم ان کی پوری طرح حفاظت کر سکتے ہو تو لے جاؤ ورنہ ان کو یہاں رہنے دو ان کے اقرباء ان کی حفاظت کریں گے۔" ان سے انصار نے حفاظت وحمایت کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد انصار نے بیعت کی، یہ بیعت "عقبہ ثانیہ" کہلاتی ہے۔ جب سب بیعت کر چکے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل میں سے بارہ نقیب منتخب فرمائے تھے۔ اسی طرح میں بھی جبرئیل علیہ السلام کے اشارہ سے تم میں سے بارہ نقیب منتخب کرتا ہوں اور ان بارہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم اپنی قوم کے ذمہ دار یعنی مسئول ہو تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ ان بارہ نقیبوں میں سے تھے۔

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال وحوله عصابة من اصحابه

یہاں ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سے پہلے قال محذوف ہے اور یہ قال "ان عبادة بن الصامت" کے لیے خبر ہے جبکہ "و كان شهد بدراً وهو احد النقباء ليلة العقبة" جملہ معترضہ ہے۔ گویا عبارت یوں ہوگی: "ان عبادة بن الصامت" "(وكان شهد بدراً وهو احد النقباء ليلة العقبة) قال: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ......" محدثین کرام کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جہاں "قال" مکرر آ جائے وہاں ایک کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ البتہ اس کا تلفظ لازماً کیا جاتا ہے۔

"عصابة" اس کا اطلاق دس سے چالیس تک ہوتا ہے اور کبھی مجازاً چالیس سے زیادہ پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ نسائی شریف میں اس جگہ "عصابة" کی بجائے "رهط" کا لفظ بھی آیا ہے اور "رهط" کا اطلاق تین سے لے کر دس تک ہوتا ہے۔

بایعونی علی ان لاتشرکوا......

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر مختلف طریقوں سے بیعت ہوئی۔مثلاً بیعت علی الاسلام' بیعت علی الموت یعنی بیعت علی الجہاد' بیعت برائے پابندی صلوٰۃ وزکوٰۃ' اس بات پر بیعت لینا کہ کلمہ حق ادا کریں گے اور کتمان حق نہیں کریں گے۔ بیعت درحقیقت ایک وعدہ اور معاہدہ ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول یا وہ شخص جو اللہ کے رسول کا متبع ہو۔اس کی مکمل اتباع کی جائے گی۔خلاصہ یہ کہ جتنی بیعتیں ہیں۔ان سب میں اللہ کے حکم پر عمل کرنے کا وعدہ ہوتا ہے اور یہ معاہدہ ہوتا ہے کہ ہم اللہ کے احکام کی پابندی کریں گے۔اسی لیے قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے:"اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ" یہ بیعت جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو رہی ہے چونکہ اللہ کے احکام کو پورا کرنے کے لیے ہو رہی ہے تو گویا یہ بیعت اللہ سے ہے۔صوفیائے کرام کے ہاں جو بیعت رائج ہے اسے بیعت برائے پابندیٔ شریعت کہتے ہیں اس میں شریعت کی پابندی اور توبہ کے عام الفاظ استعمال ہوتے ہیں لیکن موقع محل کی مناسبت سے بعض اوقات خاص باتوں کا ذکر بھی آجاتا ہے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے بوقت بیعت عہد لیا کہ وہ نوحہ نہ کریں گی چونکہ نوحہ کرنا عورتوں کی عام عادت ہوتی ہے۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے نصیحت للمسلمین کا وعدہ لیا چونکہ ان میں اس کی خاص صلاحیت محسوس فرمائی۔اس بیعت کو بیعت سلوک' بیعت اِحسانی یا بیعت پابندیٔ شریعت کہتے ہیں۔اس کا مقصد اتباع شرع میں کمال کے ذریعے ولایت خاصہ اور وصول الی اللہ تک پہنچنا ہے۔یہی ذریعہ ہے نسبت مع اللہ کے حصول کا' جو لوگ اس بیعت سلوک' بیعت احسان اور بیعت پابندیٔ شریعت کا انکار کرتے ہیں وہ جاہل ہیں۔

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا"بایعونی"تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا"بایعناک یا رسول اللّٰہ"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تو آپ سے بیعت کر چکے ہیں چونکہ بیعت علی الاسلام ہو چکی تھی اور وہاں جہاد کا موقع نہیں تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا"بایعونی"اور اُن سے بیعت لی۔اس لیے اس بیعت کو بیعت سلوک' بیعت احسان کہا جائے گا۔ایک بیعت برائے تبرک ہوتی ہے جیسے چھوٹے بچوں کی بیعت یا کسی بھی بڑے بزرگ سے برکت کے ارادہ سے بیعت کر لی جائے۔اسی طرح کسی اللہ والے کے ہاتھ پر صرف توبہ کی غرض سے بیعت میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

مذکورہ بیعت کا واقعہ کب ہوا؟

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں یہ بیعت ہجرت سے قبل لیلۃ العقبہ میں واقع ہوئی۔

حضرت ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ یہ بیعت لیلۃ العقبہ شکل کی کوئی اور بیعت ہے جو فتح مکہ کے بعد واقع ہوئی ہے۔ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف طریقوں سے دلائل سے ثابت کیا ہے۔

حافظ بدرالدین عینیؒ نے عمدۃ القاری میں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی دلائل کے ساتھ تردید فرمائی ہے اور یہ دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اس بیعت سے مراد لیلۃ العقبہ والی بیعت مراد ہے۔

ولا تأتوا ببهتان تفترونه بين ايديكم وارجلكم

اورتم ایسا بہتان مت تراشو جس کو اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان گھڑتے ہو۔ بہتان وہ جھوٹ کہلاتا ہے جو سامع کو مبہوت کردے۔
علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے "لاتأتوا ببهتان من قِبَل انفسكم "ایدی اورارجل یہ ذات سے کنایہ ہیں کیونکہ افعال کا صدوران ہی افعال سے ہوتا ہے۔ ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ "مابين الا يدی والارجل "سے مراد قلب ہے یعنی اپنے دلوں سے گھڑ کر کسی پر بہتان نہ لگاؤ۔ امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "بين ايديكم وارجلكم "کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں پر آمنے سامنے بہتان نہ لگاؤ۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ دراصل یہ بیعت نساء کے بارے میں بیان ہوا تھا۔ ہوتا یہ تھا کہ عورت زنا کر کے بچہ لاتی اور اسے کسی دوسرے کی طرف منسوب کردیتی تھی تو اس سے روکا گیا ہے اور چونکہ زنا اس کے ہاتھ پاؤں کے درمیان ہوتا تھا اس لیے "بين ايديكم وارجلكم" سے تعبیر کیا گیا لیکن جب اس کو مردوں کے لیے استعمال کیا گیا تو اس کی تاویل کی ضرورت پیش آئی۔

ومن اصاب من ذٰلک شيئًا فعوقب فی الدنيا فهو كفّارة له

جو آدمی ان گناہوں میں سے کسی کا ارتکاب کرے گا پھر اس کو دُنیا میں سزا دے دی جائے تو وہ اس کے لیے کفارہ ہوگی۔
اشکال: یہاں سے معلوم ہو رہا ہے کہ اگر کسی کو شرک کی وجہ سے قتل کردیا جائے تو یہ قتل مشرک کے لیے نجات دہندہ ہوگا حالانکہ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ
جواب: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عام مخصوص البعض ہے اور "ومن اصاب من ذٰلک شيئًا فعوقب فِي الدنيا فهو كفّارة له" میں ذلک سے مراد ماسوی شرک ہے۔ شرک کی نہ تو معافی ہے اور نہ ہی اس کا کوئی کفارہ ہے۔ اس کی تخصیص اسی آیت "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ" سے ہوئی ہے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ "ذٰلک" کا اشارہ شرک کے ماسوی بقیہ چیزوں کی طرف ہے کیونکہ خطاب مسلمانوں کو ہے۔ اس کی تائید مسلم شریف کی ایک روایت سے ہوتی ہے۔

حدود کفارات ہیں یا صرف زواجر؟

یہ مسئلہ مختلف فیہا ہے۔ ا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بعض محدثین کرام کی رائے یہ ہے کہ حدود کفارات ہیں۔ ۲۔ حضرت سعید ابن مسیب اور بعض احناف کی رائے یہ ہے کہ حدود کفارات نہیں بلکہ زواجر ہیں۔ علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں، علامہ زینؒ نے بحر الرائق میں اور علامہ علاؤ الدین نے دُرمختار میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ جبکہ متاخرین احناف میں اختلاف کا تذکرہ نہیں ملتا۔

دلائل فریق اوّل

ا۔ قرآن مجید میں ہے: "فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ" اس آیت کریمہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ دو ماہ کے روزے بطور توبہ کے مقرر کیے گئے ہیں۔ ۲۔ دوسری دلیل حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث الباب ہے۔

دلائل فریق ثانی

ا۔قرآن مجید میں ہے:

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا

اس آیت کریمہ میں ڈاکوؤں کی سزا مختلف حالات کے پیش نظر متعین کی گئی ہے۔ان سزاؤں کے بیان کرنے کے بعد ارشاد ہے: "ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ" اگر حدود کفارات ہیں تو پھر "وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ" کی وعید کیوں آئی ہے۔معلوم ہوا حد جاری ہونے کے بعد بھی ان کا گناہ معاف نہیں ہوا۔اسی لیے فرمایا: "إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا" یعنی اگر توبہ کرلیں تو آخرت کا گناہ معاف ہو جائے گا۔

۲۔بعض حضرات نے آیت سرقہ سے استدلال کیا ہے: "وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللّٰهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ" اس آیت کریمہ میں لفظ "نکال" ہے اور نکال ایسی سزا کو کہتے ہیں جو عبرت کے لیے دی جاتی ہے اور جس سے زجر مقصود ہوتا ہے۔معلوم ہوا کہ حدود میں اصل زجر ہے اور اس کے بعد توبہ کا ذکر ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ سزا کے بعد توبہ کی ضرورت باقی رہتی ہے۔

۳۔اسی طرح حد قذف کے سلسلہ میں آیت ہے: "وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا"

حد قذف میں جب اسّی کوڑے لگائے جاچکے ہیں اگر حدود کفارات ہیں تو پھر "إِلَّا الذين تَابُوا" کا استثناء کس لیے ہے۔

۴۔فریق ثانی حضرت ابواُمیہ مخزومی کی روایت سے استدلال کرتے ہیں جس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک شخص کو لایا گیا جو چوری کا اعتراف کر رہا تھا لیکن اس سے کسی قسم کا سامان برآمد نہیں ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے چوری نہیں کی ہوگی اس نے پھر اقرار کیا۔اسی طرح تین مرتبہ اعتراف کرنے کے بعد آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا۔اس کے بعد اس شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا تو آپ نے اُسے فرمایا: "قُلْ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ" اس سے معلوم ہوا کہ سزا کے بعد بھی توبہ کی ضرورت باقی رہتی ہے۔

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث الباب کا جواب

علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ ودیگر حضرات کی احادیث کو اس پر حمل کیا جائے گا کہ اس شخص نے عقوبت اور سزا کے ساتھ ساتھ توبہ کرلی ہوگی۔اس لیے کہ ظاہر یہی ہے اور اس کی توبہ کفارہ ہو جائے گی۔یہ مسلمان سے بعید ہے کہ وہ پٹ رہا ہو اس کی جان جانے والی ہو اور وہ اپنے گناہ سے توبہ نہ کرے۔

ومن اصاب من ذلک شیئًا ثم ستره اللّٰه فهو الی اللّٰه ان شاء عفا عنه و ان شاء عاقبهٗ

امام مازنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے معتزلہ اور خوارج دونوں کی تردید ہو رہی ہے کیونکہ یہ دونوں فریق کہتے ہیں کہ مرتکب کبیرہ ایمان سے خارج ہے حالانکہ یہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مرتکب کبیرہ کے متعلق عفو کی اُمید باندھے ہوئے ہیں اور اس کو مشیتِ ایزدی میں داخل فرمارہے ہیں۔ نیز اس سے مرجئہ کی بھی تردید ہوگئی جو کہتے ہیں کہ معاصی ایمان کے ہوتے ہوئے مضر نہیں جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں فرمارہے ہیں۔ ''و ان شاء عاقبهٗ''

باب مِنَ الدِّینِ الْفِرَارُ مِنَ الْفِتَنِ (فتنوں سے بھاگنا (بھی) دین (ہی) میں داخل ہے)

ای هٰذا باب فی بیان انه من الدین الفرار من الفتن

ماقبل سے ربط اور مقصد ترجمۃ الباب

پہلے ان امور کو ذکر کیا جن کو حاصل کرنا چاہیے۔ اب یہاں سے ان امور کو ذکر فرمارہے ہیں جن سے بچنا چاہیے۔

اسی طرح ماقبل میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ حضرات انصار نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر بیعت کی تھی اور انہیں چند چیزوں کو چھوڑنے کا حکم کیا گیا تھا۔ اب یہ بتارہے ہیں کہ صرف انہی امور پر اکتفاء نہیں بلکہ بوقت ضرورت وطن کو چھوڑنا بھی دین میں داخل ہے۔

گزشتہ کئی ابواب میں مرجئہ کی تردید ہو چکی جو یہ کہتے ہیں کہ ایمان کے ہوتے ہوئے معصیت مضر نہیں۔ اب یہ ترجمہ قائم کر کے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ اگر معصیت کا اثر نہ ہوتا تو فتنوں سے بھاگنے کی ضرورت نہ پڑتی حالانکہ حدیث پاک میں بصراحت مذکور ہے کہ فتنوں سے بھاگ کر ایسی جگہ چلا جانا بہتر ہے جہاں فتنے اثر انداز نہ ہوسکیں۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِکٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِی صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِیهِ عَنْ أَبِی سَعِیدِ الْخُدْرِیِّ أَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم یُوشِکُ أَنْ یَکُونَ خَیْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ یَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ، یَفِرُّ بِدِینِهٖ مِنَ الْفِتَنِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، انہوں نے مالک سے نقل کیا، انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے، انہوں نے اپنے باپ (عبداللہ) سے، وہ ابوسعید خدریؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ وہ وقت قریب ہے جب مسلمان کا (سب سے) عمدہ مال (اس کی) بکریاں ہوں گی۔ جن کے پیچھے (انہیں ہنکاتا ہوا) وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور برساتی وادیوں میں اپنے دین کو بچانے کے لیے بھاگتا پھرے گا۔

حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات

یہ مشہور صحابی ہیں جن کی کنیت ابوسعید ہے اور ان کا نام سعد بن مالک رضی اللہ عنہ ہے۔ ان کے اجداد میں ''خدرہ'' نامی ایک شخص تھا جس کی طرف ان کی نسبت ہے۔ ان کا شمار فقہاء وفضلاء صحابہ میں ہوتا تھا۔ تقریباً بارہ غزوات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے گیارہ سو ستر احادیث مروی ہیں۔ ۶۴ھ یا ۷۴ھ میں وفات پاکر جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

تشریح حدیث

اس حدیث پاک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی ہے کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ شہر میں رہنا دُشوار ہو جائے گا اور اپنے دین کی حفاظت کی خاطر لوگ شہر سے بھاگ کر جنگلات اور پہاڑوں کو مسکن بنالیں گے۔ اگرچہ دین کے عمومی منافع و فوائد کے لحاظ سے اسلام میں اجتماعی زندگی زیادہ پسندیدہ ہے اور اسوۂ انبیاء بھی یہی ہے کہ معاشرہ میں رہ کر اپنی اور معاشرہ کی اصلاح پر توجہ دی جائے مگر قرب قیامت میں جب طرح طرح کے فتنے کھڑے ہو جائیں اور شہروں میں زندگی گزارنے والوں کو دین پر قائم رہنا دُشوار ہو جائے اور دین وایمان خطرے میں پڑ جائے تو ایسے مجبور کن حالات میں شارع اسلام کی طرف سے اجازت ہے کہ شہروں کو چھوڑ کر وادیوں میں سر چھپا کر معمولی زندگی گزار کر دین وایمان کی حفاظت کی جائے۔

ان یکون خیر مال المسلم غنمٌ

یہاں "خیر مال المسلم" منصوب ہے جو یکون کی خبر واقع ہے اور "غنم" اسم ہے اس لیے مرفوع ہے۔ دوسرے نسخے میں اس کے برعکس ہے یعنی "خیر" اسم ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور "غنمًا" منصوب ہے۔

"شعف" "شعفة" کی جمع ہے اس کے معنی پہاڑ کی چوٹی کے ہیں۔ "مواقع القطر" یعنی وہ مقامات جہاں بارش زیادہ ہوتی ہے جیسے وادیاں، صحراء اور جنگلات وغیرہ۔

بکری کی تخصیص کیوں؟

بکری ایک ایسا جانور ہے جو "سهل الانقياد" ہے اس کے اندر مسکنت ہوتی ہے۔ خفیف المحمل ہوتی ہے اس کو اُٹھا کر انسان پہاڑی پر جا کر خلوت نشینی اختیار کر سکتا ہے۔ پھر بکری میں خصوصی بات یہ ہے کہ وہ "كثيرة المنفعة" اور "قليل المؤنة" ہے اس کے لیے اگر گھاس وغیرہ کا انتظام نہ بھی ہو سکے تو اِدھر اُدھر گھوم کر گزارہ کر لیتی ہے۔ اس کا دودھ غذا اور مشروب دونوں کا کام دیتا ہے اور اس کے بال لباس کے کام دیتے ہیں۔

يفر بدينه من الفتن

"بدينه" میں "باء" سببیہ ہے اور "من الفتن" میں "من" ابتدائیہ ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ وہ شخص دین کو بچانے کی خاطر بھاگتا پھرے گا۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ترجمۃ الباب پر استدلال کرنا درست نہیں ہے کیونکہ حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ فرار دین میں شامل ہے۔

علماء نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ اشکال اس وقت ہوتا جبکہ ترجمہ "من الدين الفرار من الفتن" میں "من" تبعیضیہ یا جنسیہ مانا جائے اور اگر "من" کو ابتدائیہ مانا جائے تو پھر روایت اور ترجمہ میں مطابقت ہو جائے گی۔ اس لیے کہ اس صورت میں اس کے معنی ہوں گے "الفرار من الفتن منشؤه الدين" اور حدیث میں بھی یہی مذکور ہے۔ "يفر بدينه من الفتن اى بسبب دينه"

فتنہ سے کیا مراد ہے؟

فتن سے مراد عرفِ شرع میں یہ ہے کہ دینی امور کی مخالفت عام ہو جائے اور دین کی حفاظت مشکل ہو جائے تو کمزوروں کو اجازت ہے کہ وہ حفاظتِ دین کی خاطر وہاں سے چلے جائیں۔

باب قَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَا أَعْلَمُکُمْ بِاللّٰہِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کی تفصیل کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جانتا ہوں

وَأَنَّ الْمَعْرِفَةَ فِعْلُ الْقَلْبِ لِقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی (وَلٰکِنْ یُؤَاخِذُکُمْ بِمَا کَسَبَتْ قُلُوْبُکُمْ)

اور اس بات کا ثبوت کہ وہ پہچان دل کا فعل ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''لیکن (اللہ) گرفت کرے گا اس پر جو تمہارے دلوں کا کیا دھرا ہوگا''۔

مقصد ترجمۃ الباب اور ترجمۃ الباب کی کتاب الایمان سے مطابقت

یہاں دو ترجمے ہیں ایک ہے ''انا اعلمکم باللّٰہ'' اور دوسرا ہے ''ان المعرفة فعل القلب'' آیت قرآنی دوسرے ترجمہ کی دلیل ہے۔

پہلے ترجمہ میں اسم تفضیل کا صیغہ لایا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ علم کے مختلف درجات ہیں اور علم باللہ کو ایمان کہتے ہیں۔ جب علم کے مختلف درجات ہیں تو معلوم ہوا کہ ایمان کے بھی مختلف درجات ہیں اور ایمان کے مختلف درجات اس وجہ سے ہوں گے کہ اعمال کی وجہ سے فرق آئے گا جس کے اعمال زیادہ ہوں گے اس کا ایمان زیادہ ہوگا۔ جس کے اعمال کم ہوں گے اس کا ایمان کم ہوگا۔ لہٰذا اس سے مرجئہ کا رد ہو گیا کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اعمال کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں جبکہ یہاں سے معلوم ہو رہا ہے کہ اعمال کی کمی بیشی سے ایمان کے اندر کمی بیشی ہوتی ہے۔ دوسرے ترجمہ میں ہے ''وان المعرفة فعل القلب'' اس سے کرامیہ کا رد کر رہے ہیں کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ زبان سے ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' کہہ دینا کافی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' زبان سے کہہ دینا کافی نہیں ہے کیونکہ ایمان معرفت کا نام ہے اور معرفت فعل قلب ہے۔ لہٰذا ایمان کے لیے قلب کی تصدیق ضروری ہوگی۔

علم اور معرفت میں لفظی و معنوی فرق

مذکورہ ترجمۃ الباب میں علم اور معرفت کا ذکر ہے۔ اگرچہ دونوں میں لفظاً اور معناً فرق ہے لیکن ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے ہیں۔

دونوں میں لفظی فرق تو یہ ہے کہ علم کے دو مفعول ہوتے ہیں ''علمتُ زیدًا فاضلًا'' اور معرفت کا ایک مفعول ہوتا ہے ''عرفت زیدًا''

ان دونوں میں معنوی فرق یہ ہے کہ معرفت اس کو کہتے ہیں کہ قوتِ حافظہ میں کوئی صفت یا کوئی صورت موجود ہے۔ جب وہی ذی صفت اور ذی صورت سامنے آتا ہے تو وہ صورت، ذی صورت پر منطبق ہو جاتی ہے۔ اس انطباق کو ''معرفت'' کہتے ہیں۔ اہل کتاب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کا کتب سماویہ کے ذریعے علم تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہوں نے ان صفات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر منطبق پایا۔ لہٰذا ان کو آپ کی معرفت

حاصل تھی۔ ''کما قال اللّٰہ تعالٰی یعرفونہٗ کما یعرفون ابناء ھم''
علم کا تعلق ثبوت الصفۃ للذات سے ہوتا ہے۔لہٰذا وہ بمنزلۃ التصدیق ہے۔ ''علمتُ زیدًا فاضلاً'' زید کا علم پہلے تھا۔ اب فاضل کی صفت کا زید کے لیے ثبوت معلوم ہوا ہے۔ یہاں علم میں صفت کا ثبوت ذات کے لیے ہوا ہے اور یہی تصدیق میں ہوتا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا أَمَرَهُمْ أَمَرَهُمْ مِنَ الْأَعْمَالِ بِمَا يُطِيقُونَ قَالُوا إِنَّا لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَغْضَبُ حَتَّى يُعْرَفَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ يَقُولُ إِنَّ أَتْقَاكُمْ وَأَعْلَمَكُمْ بِاللّٰهِ أَنَا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ انہیں عبدہ نے خبر دی، وہ ہشام سے نقل کرتے ہیں۔ ہشام حضرت عائشہؓ سے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو کسی کام کا حکم دیتے تو وہ ایسا ہی کام ہوتا جس کے کرنے کی لوگوں میں طاقت ہوتی (اس پر) صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم لوگ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے نہیں ہیں۔ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو معصوم ہیں) مگر ہم سے گناہ سرزد ہوتے ہیں، اس لیے ہمیں اپنے سے زیادہ عبادت کرنے کا حکم فرمایئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو اللہ نے اگلی پچھلی سبلغزشیں معاف فرمادیں۔ (یہ سن کر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہوئے حتیٰ کہ خفگی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک سے ظاہر ہونے لگی۔ پھر فرمایا کہ بیشک میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور تم سب سے زیادہ اسے جانتا ہوں۔

تشریح حدیث

اس باب کے عنوان میں بھی امام بخاریؒ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ایمان کا تعلق دل سے ہے اور دل کا یہ فعل ہر جگہ یکساں نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب کی ایمانی کیفیت تمام صحابہؓ اور ساری مخلوقات سے بڑھ کر تھی۔
حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت میں میانہ روی ہی خدا کو پسند ہے ایسی عبادت جو طاقت سے زیادہ ہو۔ (اسلام نے فرض ہی نہیں کی ہے اس کی فرض کی ہوئی عبادتیں انسان کو ایک متوازن اور خوشگوار زندگی بخشتی ہیں۔ جن کی بدولت ایک طرف آدمی عبدیت کے جذبے سے سرشار رہے اور دوسری طرف خدا کی اس دنیا کو بنانے اور سنوارنے کیلئے اپنی صلاحتیں ٹھیک ٹھیک خرچ کرسکے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان معرفت رب کا نام ہے اور معرفت کا تعلق دل سے ہے اس لئے ایمان محض زبانی اقرار کو نہیں کہا جاسکتا۔

کیا انبیاء علیہم السلام سے ذنوب وعصیان کا صدور ہوتا ہے؟

حدیث الباب سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام سے ذنوب وعصیان کا صدور ہوتا ہے لیکن اس پر اجماع ہے کہ انبیاء علیہم السلام نبوت سے قبل اور بعد کفر سے معصوم ہوتے ہیں ان سے کفر ہو ہی نہیں سکتا اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ انبیاء کرام سے بعد از نبوت عمداً گناہ نہیں ہوسکتا۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ ان سے سہواً صغائر ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ اشاعرہ کے نزدیک انبیاء کرام سے صغائر سہواً تو کیا بلکہ عمداً بھی صادر ہوسکتے ہیں۔ قبل از نبوت بھی اور بعد از نبوت بھی جبکہ ماتریدیہ نے اس کا مطلق

انکار کیا ہے؟ چنانچہ حافظ عراقی، تقی الدین سبکی اور قاضی عیاضؒ وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

حدیث الباب میں جو ذنب کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے تو اس کا کیا مطلب ہوگا؟ اس کا ایک یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہاں اُمت کے ذنوب مراد ہیں۔ دوسرا جواب قاضی عیاضؒ نے دیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک ہے معصیت، ایک ہے خطاء اور ایک ذنب۔ ان میں معصیت شدید ہے جس کا مطلب ہے نافرمانی۔ اس سے کم درجہ خطاء کا ہے جس کے معنی غلطی کے ہیں اور اس سے کم درجہ ذنب کا ہے جس کے معنی عیب کے ہیں۔ معصیت اور خطاء سے انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں اور ذنب جس چیز کو کہتے ہیں وہ ایک معمولی چیز ہے جو معصیت اور خطاء کے برابر نہیں ہے۔

ماتقدم اور ماتأخر سے کیا مراد ہے؟

اس میں متعدد اقوال ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ ماتقدم سے مراد قبل از نبوت ہے اور ماتأخر سے مراد بعد از نبوت ہے۔

۲۔ قبل از ہجرت اور بعد از ہجرت مراد ہے۔ ۳۔ قبل فتح مکہ اور بعد فتح مکہ مراد ہے۔

یہاں ایک اشکال یہ ہوتا ہے کہ ماتقدم کی مغفرت تو سمجھ میں آتی ہے لیکن ماتأخر کی مغفرت کیسے ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مغفرت کے لیے گناہ کا ہونا ضروری نہیں ہے کیونکہ مغفرت کے معنی ہیں ڈھانپنا اور پردہ ڈالنا ماتقدم کی مغفرت تو ظاہر ہے اور ماتأخر کی مغفرت کا یہ مطلب ہوگا کہ آپ کے درمیان اور ذنوب کے درمیان پردہ ڈال دیا جائے گا تاکہ آپ سے کوئی ذنب صادر ہی نہ ہو۔

بابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ مِنَ الإِيمَانِ

جو آدمی کفر کی طرف واپسی کو آگ میں گرنے کے مترادف سمجھے تو یہ بھی ایمان کی علامت ہے

ماقبل سے ربط و مقصود ترجمہ

اس ترجمۃ الباب میں من الایمان میں من سببیہ ہے یعنی ایمان کی وجہ سے کفر میں عود کرنے کی کراہیت پیدا ہو جائے، ایسی کراہیت جیسے کہ آگ میں ڈالے جانے سے ہوتی ہے۔

اس سے پہلے باب میں بیان ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادت فی العبادت کی اجازت طلب کی تھی کیونکہ انہیں حلاوت ایمان حاصل ہو چکی تھی۔ اب حدیث الباب میں بھی حلاوت اور اسباب حلاوت کا بیان ہے۔

اس باب کا مقصد بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی عادت ہے کہ اضداد کو بیان کرتے ہیں، اسی عادت کی بناء پر یہاں اس باب کو ذکر کیا ہے کہ جس کے اندر جتنا ایمان قوی ہوتا ہے اتنا ہی اس کی ضد سے اس کو نفرت ہوتی ہے۔ گویا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بتایا ہے کہ طاعات، ایمان میں اضافہ کرتی ہیں تو کفر سے

نفرت بھی ایمان میں اضافے کا سبب ہے۔'' نیز اس باب سے مرجئہ کی تردید کرنا بھی مقصود ہے۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الإِيمَانِ مَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا ، وَمَنْ أَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ ، وَمَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ ، كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ

ترجمہ۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، وہ قتادہ سے روایت کرتے ہیں، وہ حضرت انسؓ سے اور حضرت انسؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کے مزے کو پائے گا۔ ایک وہ شخص جسے اللہ اور اس کا رسول ساری کائنات سے زیادہ عزیز ہوں۔ اور ایک وہ آدمی جو کسی بندے سے محض اللہ ہی کے لیے محبت کرے۔ اور ایک وہ آدمی جسے اللہ نے کفر سے نجات دی ہو، پھر دوبارہ کفر اختیار کرنے کو ایسا برا سمجھے جیسا آگ میں گر جانے کو۔

تشریح حدیث

ظاہر ہے کہ جس شخص کے دل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور اسلام کی محبت اتنی رچ بس جائے تو پھر وہ کفر کو کسی حالت میں برداشت نہیں کر سکتا۔ لیکن اس محبت کا اظہار محض اقرار سے نہیں ہوتا بلکہ اطاعت احکام اور مجاہدہ نفس سے ہوتا ہے اور ایسا ہی آدمی درحقیقت اسلام کی راہ میں مصیبتیں جھیل کر خوش وخرم رہ سکتا ہے۔

حدیث الباب "باب حلاوۃ الایمان" میں گزر چکی ہے لیکن دونوں میں سند اور متن کے لحاظ سے فرق ہے اس لیے اس کو دوبارہ لائے ہیں

باب تَفَاضُلِ أَهْلِ الإِيمَانِ فِي الأَعْمَالِ (ایمان والوں کا عمل میں ایک دوسرے سے بڑھ جانا)

مقصود ترجمۃ الباب

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس ترجمۃ الباب سے بھی مرجئہ کی تردید فرما رہے ہیں اور یہ بتا رہے ہیں کہ مرجئہ کا یہ دعویٰ کہ ایمان کے لیے اعمال کی ضرورت نہیں' غلط ہے بلکہ اعمال سے فائدہ پہنچتا ہے' اعمال کی وجہ سے اہل ایمان کے درجات میں تفاضل ہوگا۔ حتیٰ کہ جس کے اعمال زیادہ ہوں گے وہ جنت میں پہلے پہنچے گا۔

نیز مرجئہ کا دعویٰ ہے کہ اعمال کا کوئی اثر ہی نہیں ہوتا۔ طاعت سے کوئی فائدہ ہے نہ معصیت سے کچھ نقصان' تو اگر ایسا تھا تو پھر یہ لوگ معاصی کی وجہ سے دوزخ میں کیوں ڈالے گئے؟ جیسا کہ حدیث الباب میں ذکر ہے۔

مرجئہ کی طرح خوارج ومعتزلہ کا بھی حدیث الباب سے رد ہو رہا ہے چونکہ مرتکب کبائر ہونے کے باوجود ان کو دوزخ سے نکالا جائے گا حالانکہ مرتکب کبیرہ خوارج ومعتزلہ کے ہاں مخلد فی النار ہوتا ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ ، وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ ، ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى أَخْرِجُوا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ

مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ فَيُخْرَجُونَ مِنْهَا قَدِ اسْوَدُّوا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرِ الْحَيَا أَوِ الْحَيَاةِ ، شَكَّ مَالِكٌ فَيَنْبُتُونَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي جَانِبِ السَّيْلِ ، أَلَمْ تَرَ أَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً قَالَ وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرٌو الْحَيَاةِ وَقَالَ خَرْدَلٍ مِنْ خَيْرٍ

ترجمہ۔ ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ان سے مالک نے عمرو بن یحییٰ المازنی سے، وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں اور وہ ابوسعید خدریؓ سے، اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اہل جنت، جنت میں، اہل دوزخ، دوزخ میں (جب) داخل ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر (بھی) ایمان ہے۔ اس کو (دوزخ سے) نکال لو۔ تب (ایسے لوگ) دوزخ سے نکال لیے جائیں گے، وہ جل کر کوئلے کی طرح سیاہ ہو گئے ہوں گے، پھر وہ زندگی کی نہر میں ڈالے جائیں گے یا بارش کے پانی میں (یہاں راوی کو شک ہو گیا ہے کہ اوپر کے راوی نے کونسا لفظ استعمال کیا) اس وقت وہ دانے کی طرح اگ آئیں گے یعنی تر و تازہ اور شاداب ہو جائیں گے جس طرح ندی کے کنارے درخت اُگ آتے ہیں، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ دانہ زردی مائل پیچ در پیچ نکلتا ہے۔ وہیب نے کہا ہم سے عمرو نے (حیا کی بجائے) حیاۃ اور (خردل من ایمان کی بجائے خردل من خیر (کا لفظ) بیان کیا۔

تشریح حدیث

جس کسی کے دل میں ایمان کم سے کم ہوگا اس کی بھی نجات ہوگی۔ مگر اعمال بد کی سزا بھگتنے کے بعد یہ اللہ کا فضل ہے کہ ایسے لوگ دوزخ میں جانے کے بعد ایمان کی بدولت سزا کی میعاد پوری کرنے سے پہلے ہی نکال لیے جائیں گے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان پر نجات کا مدار تو ہے مگر اللہ کے یہاں اصل مراتب اعمال ہی پر ملیں گے۔ جس قدر اعمال عمدہ اور نیک ہوں گے اسی قدر اس کی پوچھ ہوگی۔

اشکال اول

پہلی روایت ترجمۃ الباب سے مطابقت نہیں رکھتی چونکہ اس میں "تفاضل فی الایمان" کا ذکر ہے جس کو "مثقال حبة من خردل من ایمان" سے تعبیر کیا ہے اور اس میں تفاضل فی الاعمال کا ذکر نہیں ہے؟

جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب کے ذریعہ یہ بتایا ہے کہ "من خردل من ایمان" میں ایمان سے مراد اعمال ہیں۔ ان پر ایمان کا اطلاق اس لیے کیا گیا ہے کہ ان سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے اور ایمان سے اعمال مراد ہونے کا قرینہ اسی روایت کا دوسرا لفظ ہے جس میں "من خردل من ایمان" کے بجائے "من خردل من خیر" واقع ہوا ہے اور خیر عمل کو کہتے ہیں۔

اشکال ثانی

کتاب الایمان کا سب سے پہلا ترجمہ ہے۔

"باب قول النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم بُنی الاسلام علیٰ خمسٍ وھو قولٌ و فعل و یزید وینقص" جب اس باب میں ایمان کی کمی زیادتی کا مسئلہ بیان ہو چکا تو اب دوبارہ اسی مسئلہ کو کیوں بیان کیا گیا؟ اس سے تو تکرار ہو گیا؟

جواب

اس کا ایک جواب یہ دیا جاتا ہے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں "یزید وینقص" کو تبعاً ذکر کیا ہے اور یہاں مستقلاً۔ وہاں "بُنی الاسلام علیٰ خمسٍ" کا ذکر مقصود ہے جبکہ یہاں زیادت ونقصان کو بیان کرنا مقصود ہے۔
اس کا دوسرا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ وہاں زیادت ونقصان کا تعلق اسلام سے ہے اور یہاں ایمان سے۔ لہٰذا تکرار نہیں۔

اشکال ثالث

ایک ترجمۃ الباب آ رہا ہے۔ "باب زیادۃ الایمان و نقصانہ" تو اس میں بھی تکرار نظر آتا ہے؟

جواب

یہاں اعمال میں اہل ایمان کے تفاوت کو بیان کرنا مقصود ہے جبکہ وہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے خود ایمان یعنی نفس تصدیق کے اندر کمی زیادتی بیان کی ہے۔ دوسرا یہ جواب بھی دیا جاتا ہے کہ چونکہ ایمان میں کمی زیادتی کا مسئلہ مختلف فیہا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی عادت ہے کہ جس مسئلہ میں اختلاف ہو اور اختلاف بھی شدید ہو، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا رُجحان کسی ایک طرف ہو اور دوسری طرف کے لوگ خوب دلائل پیش کر رہے ہوں تو پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مدعا کے اثبات میں مختلف طرز اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ زیادت نقصان وایمان کے مختلف فیہ مسئلہ میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے زیادت ونقصان کے حق میں ہے اس لیے اس کے اثبات کے لیے مختلف ابواب ذکر کیے ہیں۔

قال وھیب: حدثنا عمرو "الحیاۃ" وقال "خردل من خیر"

مؤلفؒ نے وہیب کی تعلیقی روایت نقل کر کے دو باتوں پر تنبیہ کی ہے۔
(۱) وہیب نے یہی روایت عمرو بن یحییٰ سے نقل کی ہے جسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی نقل کرتے ہیں لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تو شک کے ساتھ نقل کرتے ہیں اور وہیب بغیر شک کے "الحیاۃ" کا کلمہ نقل کرتے ہیں۔
(۲) اس بات پر تنبیہ کی ہے کہ وہیب کی روایت میں "من خیر" ہے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں "من ایمان" ہے۔ مؤلفؒ نے ایمان کی شرح خیر سے کی ہے جب کہ پیچھے اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ، وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ، وَمِنْهَا مَا دُونَ ذٰلِكَ، وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الدِّينَ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے ابراہیم بن سعد نے، وہ صالحؒ سے نقل کرتے ہیں، وہ ابن شہاب

سے، وہ ابوامامہ بن سہل ابن حنیف سے، وہ حضرت ابوسعید خدری سے، وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں سورہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جارہے ہیں اور وہ کُرتے پہنے ہوئے ہیں، کسی کا کُرتہ سینے تک ہے اور کسی کا اس سے نیچا ہے (پھر) میرے سامنے عمر بن الخطابؓ لائے گئے ان (کے بدن) پر (جو) قمیص ہے اسے گھسیٹ رہے ہیں (یعنی زمین تک نیچی ہے) صحابہؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ! آپ نے اسکی کیا تعبیر لی؟ آپ نے فرمایا کہ (اس کا مطلب) دین ہے۔

تشریح حدیث

"بینا" دراصل "بین" ہی ہے۔ آخر میں الف اور کبھی ما بڑھا کر بینا اور بینما پڑھتے ہیں۔

حدیث کے آخر میں جو لفظ "دین" ہے اس سے مراد اعمال ہیں۔ اسی معنی کے پیش نظر یہ روایت ترجمۃ الباب کے مطابق ہوتی ہے کہ قمیص کی تعبیر دین ہے اور دین سے مراد اعمال ہیں تو قمیصوں میں لوگوں کو مختلف المراتب دیکھنا ان کے اعمال میں مختلف المراتب ہونے کی دلیل ہے۔

شبہ اور ازالۂ شبہ

اگر کوئی یہ اشکال کرے کہ اس حدیث پاک سے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقام اور مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ معلوم ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تین قسم کے آدمیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ یہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود حصر نہیں ہے بلکہ بطور مثال یا کسی اور مصلحت کی بناء پر آپ نے صرف تین ہی آدمیوں کا ذکر فرمایا، ظاہر ہے مسلمان صرف تین قسم کے تو نہیں تھے۔ ایک جواب یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی افضلیت پر اہل السنۃ والجماعت کا اجماع ہے جو دلیل قطعی ہے۔ لہٰذا خبر واحد پر دلیل قطعی کو ترجیح ہوگی۔ ایک جواب یہ بھی دیا جاسکتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فضیلت کلی حاصل ہے۔ اگر کسی کو فضائل جزئیہ میں امتیاز حاصل ہوجائے تو یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے منافی نہیں۔

بَابُ الْحَيَاءِ مِنَ الْإِيمَانِ (حیا ایمان کا جز ہے)

ای باب فی بیان ان الحیاء شعبة من الایمان

ماقبل سے ربط اور مقصود بالترجمہ

اس سے پہلے باب میں "تفاضل اهل الایمان فی الاعمال" کا بیان تھا۔ اب اس باب سے اس چیز کو بیان کیا جارہا ہے جس سے ایمان کے اندر زیادتی پیدا ہوتی ہے اور وہ حیاء ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اعمالِ جوارح تو ایمان کا جز ہیں ہی سہی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اب اس باب سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حیاء جو کہ فعل قلب ہے یہ بھی ایمان کا جز ہے اور جب یہ ایمان کا جز ہے تو ثابت ہوجائے گا کہ ایمان مرکب ہے اور جب وہ مرکب ہے تو وہ قابل للزیادۃ والنقصان بھی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں "من" کو تبعیضیہ قرار دے رہے ہیں اور ہم جو ایمان کو مرکب نہیں مانتے، کہتے ہیں کہ یہاں من ابتدائیہ ہے، حیاء ایمان سے ناشی ہوتی ہے اور ایمان کا ثمرہ ہے۔ لہٰذا اس کو ایمان کا جزء کہنا ٹھیک نہیں۔ بہرحال دونوں

صورتوں میں مرجئہ کی تردید ہورہی ہے۔ حیاء کا ذکر اگرچہ ماقبل میں حدیث "الحیاء شعبة من الایمان" کے ذیل میں ہو چکا ہے لیکن وہاں حیاء کا ذکر ضمناً آیا تھا۔ اس کی اہمیت کی وجہ سے اس باب میں حیاء کو مستقلاً بیان فرمارہے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ

ترجمہ۔ عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں مالک بن انسؓ نے ابن شہاب سے خبر دی، وہ سالم بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں، وہ اپنے باپ (عبداللہ بن عمرؓ) سے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری شخص کی طرف (سے) گزرے (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا) کہ وہ انصاری اپنے بھائی کو حیا کے بارہ میں کچھ سمجھا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو، کیونکہ حیاء ایمان ہی کا ایک حصہ ہے۔

تشریح حدیث

وہ نصیحت یہ تھی کہ بہت زائد حیاء نہیں کرنی چاہیے کہ اس سے نقصان ہوتا ہے یعنی ترک حیاء کی نصیحت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ارشاد فرمایا کہ شرم کا مادہ دراصل حیاء ہی سے پیدا ہوتا ہے اس لیے اس کو شرم ترک کرنے کی تلقین مت کرو کیونکہ انسان کی فطری شرم اسے بہت سے بے حیائی کے کاموں سے روک دیتی ہے اور اس کے طفیل آدمی کئی گناہوں سے بچ جاتا ہے لیکن حیاء سے مراد یہاں وہ بے جا شرم نہیں جس کی وجہ سے آدمی کی جرأت مفقود اور قوتِ عمل ہی مجروح ہو جائے۔

باب فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ

اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تفسیر کہ "اگر وہ (کافر) توبہ کرلیں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو"

مقصود ترجمہ

اس باب سے بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حسب سابق مرجئہ پر رد فرمارہے ہیں کہ جس طرح توبہ کے بغیر کافروں کا ایمان معتبر نہیں اسی طرح نماز اور زکوٰۃ کے بغیر بھی کافروں کا ایمان معتبر نہیں۔

ترجمۃ الباب کی حدیثِ باب سے مناسبت

ترجمۃ الباب والی آیت اور روایت باب میں مناسبت یہ ہے کہ آیت میں توبہ کا ذکر ہے اور توبہ سے مراد توبہ عن الشرک والکفر ہے جس کو روایت میں شہادت توحید و رسالت سے تعبیر کیا ہے۔ نیز ترجمۃ الباب والی روایت میں "فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ" فرمایا ہے اور تخلیۃ السبیل سے وہی مراد ہے جس کو حدیث پاک میں "عَصِمُوا مِنِّي دِمَائَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ" سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی شرک و کفر سے توبہ کرلینے اور توحید و رسالت کی شہادت دینے، نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے پر انسان کے جان و مال محفوظ ہو جاتے ہیں اور اس کا راستہ کھول دیا جاتا ہے یعنی اس سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ الْمُسْنَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو رَوْحٍ الْحَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا ان سے ابوروح حرمی بن عمارہ نے، ان سے شعبہ نے، وہ واقد بن محمد سے نقل کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں میں نے اپنے باپ سے، وہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے (اللہ کی طرف سے) یہ حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں اس وقت تک کہ وہ اس بات کا اقرار کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز ادا کرنے لگیں اور زکوٰۃ دیں۔ جس وقت وہ یہ کرنے لگیں تو مجھ سے اپنے جان و مال کو محفوظ کرلیں گے سوائے اسلام کے حق کے اور (باقی رہا ان کے دل کا حال تو) ان کا حساب (کتاب) اللہ کے ذمے ہے۔

تشریح حدیث

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر "اُمِرْتُ" کہیں تو مطلب ہوگا کہ اللہ رب العزت نے حکم فرمایا' اگر کوئی صحابی "اُمِرْنَا" کہیں تو مطلب ہوگا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اگر تابعین میں سے کوئی "اُمِرْنَا بِكَذَا" کہے تو اس امر سے صحابی مراد ہونا یقینی نہیں ہے بلکہ محتمل ہے

اشکال اور اس کا جواب

مذکورہ حدیث پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ یہ حدیث کیسے صحیح ہوسکتی ہے؟ کیونکہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین زکوٰۃ سے قتال کرنے کا فیصلہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو روکا اور اس سلسلہ میں ان سے مناظرہ کیا۔ اگر یہ روایت موجود تھی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کیوں مناظرہ کرنے دیا؟ یہ روایت کیوں نہیں بیان کی؟

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ ہوسکتا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ مناظرے کے وقت موجود نہ ہوں' اگر موجود ہوں تو وہ روایت مستحضر نہ رہی ہو اور ممکن ہے بعد میں یہ روایت حضرات شیخین سے ذکر کی ہو۔

کیا ذمی اور معاہد سے قتال کیا جائے گا؟

اگر کوئی ذمی جزیہ ادا کرے اس سے قتال نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح جس سے معاہدہ ہو جائے اس سے بھی قتال نہیں کیا جاتا جبکہ حدیث الباب کا تقاضا یہ ہے کہ ہر شخص سے قتال کیا جائے' سوائے اس شخص کے جو توحید و رسالت کا قائل ہو وہ نماز پڑھے اور زکوٰۃ ادا کرے۔ علماء کرام نے اس کے بہت سے جوابات دیئے ہیں۔ ان میں سے صرف دو نقل کیے جا رہے ہیں:

۱۔ ہوسکتا ہے یہ حدیث ابتداء کی ہو' جزیہ اور معاہدہ کا حکم بعد میں آیا ہو۔

۲۔ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاس" میں قتال سے مراد عام ہے۔ خواہ قتال واقعۃً ہو یا قتال کا قائم مقام ہو یعنی جزیہ وغیرہ۔

زندیق اور اس کا حکم

حدیث الباب سے اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ زندیق کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ بعض نے زندیق کی یہ تعریف کی ہے ''اَلْمُبْطِنُ لِلْکُفْرِ اَلْمُظْهِرُ لِلْاِسْلَامِ'' بعض نے کہا کہ زندیق اس کو کہتے ہیں ''جس کا کوئی دین نہ ہو۔''

زندیق کی توبہ قبول ہونے یا نہ ہونے میں متعدد اقوال ہیں:

۱۔ اس کی توبہ مطلقاً مقبول ہے۔ یہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح قول ہے۔

۲۔ اس کی توبہ اور اس کا رجوع الی الاسلام معتبر نہیں۔ البتہ اس کا رجوع اگر سچا ہو تو عنداللہ اس کے لیے نفع بخش ہوگا۔ یہ مالکیہ کا قول ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ان دونوں اقوال کے مطابق ایک ایک قول منقول ہے۔

۳۔ زندیق اگر داعیوں میں سے ہو تو اسکی توبہ مقبول نہیں۔ البتہ عوام کی توبہ مقبول ہوگی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول یہی بھی ہے

تارک صلوٰۃ کا حکم

اگر کوئی آدمی اس وجہ سے نماز ترک کر دیتا ہے کہ وہ اس کی فرضیت کا قائل ہی نہیں تو وہ بالاتفاق کافر ہے اور اگر کوئی مسلمان سستی اور کاہلی کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتا تو اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ اس میں علماء کے چار قول ہیں:

۱۔...... امام احمد بن حنبل، عبداللہ ابن مبارک، اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہم اور بہت سے حضرات کہتے ہیں کہ یہ شخص مرتد ہو گیا جس کی وجہ سے اسے قتل کیا جائے گا۔

۲...... امام شافعیؒ، امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ یہ شخص مرتد تو نہیں ہوا لیکن اس نے جس جرم کا ارتکاب کیا ہے اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو قتل کیا جائے۔

۳...... امام اعظم ابوحنیفہؒ ابن شہاب زہریؒ امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کو قتل تو نہیں کیا جائے گا البتہ اسے قید میں رکھ کر اسے سخت سزا دی جائے گی۔

۴...... علامہ ابومحمد ابن حزم ظاہری فرماتے ہیں کہ نماز نہ پڑھنا ایک امر منکر ہے اور امر منکر کے بارے میں حدیث پاک میں ہے ''مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْ بِيَدِهٖ'' لہٰذا منکر کے مرتکب کو تادیبی سزا دی جائے اور حدیث پاک میں ہے کہ تادیبی کوڑے دس ہیں۔ لہٰذا جب وہ نماز نہیں پڑھے گا تو اُسے دس کوڑے مارے جائیں گے۔ پھر اگر نماز پڑھ لے تو بہتر اور اگر پھر نہیں پڑھتا تو یہ ایک نیا منکر پایا گیا۔ لہٰذا پھر دس کوڑے مارے جائیں گے۔ اسی طرح ہر نماز سے پہلے اسے نماز پڑھنے کے لیے کہا جائے گا اور جب نہیں پڑھے گا تو ہر نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے دس دس کوڑے مارے جاتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ یا تو نماز پڑھنا شروع کر دے یا مر جائے۔

دلائل امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن ارشادات سے استدلال کرتے ہیں جن میں ترکِ صلوٰۃ پر

براءتِ ذمہ اور کفر کا اطلاق کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے: (۱) "ان بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلوٰۃ" (۲) "ان العهد الذی بیننا وبینهم الصلوٰۃ، فمن ترکها فقد کفر"

۳۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "اوصانی خلیلی صلی اللہ علیه وسلّم ان لاتشرک باللہ شیئًا وان قُطِعْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُکْ صَلٰوۃً مَکْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فمن ترکها مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرِبُ الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ کُلِّ شَرٍّ" جو حضرات تارک صلوٰۃ کے کافر نہ ہونے کے قائل ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ترک صلوٰۃ معصیت ہے کفر نہیں ہے اور جن احادیث میں کفر کا اطلاق کیا گیا ہے ان کا مطلب ہے کہ تارک صلوٰۃ کا فعل کافروں کے فعل کے مشابہ ہے۔

دلائل امام مالک وامام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ تارک صلوٰۃ کافر نہیں ہوگا۔ البتہ ترک صلوٰۃ کی وجہ سے اس کو حداً قتل کیا جائے گا۔ ان کا استدلال ایک تو اس آیت قرآنی سے ہے "فَاقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَ جَدْ تُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْ لَهُمْ کُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَهُمْ" اس آیت میں تخلیہ سبیل کے لیے توبہ عن الشرک والکفر، اقامتِ صلوٰۃ اور ایتاءِ زکوٰۃ کو لازم قرار دیا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی نماز نہیں پڑھے گا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔

اسی طرح حدیث الباب سے بھی ان کا استدلال ہے کیونکہ حدیث الباب میں عصمت دماء واموال کیلئے شہادتِ توحید ورسالت، اقامتِ صلوٰۃ اور ایتاءِ زکوٰۃ کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی نماز قائم نہ کرے تو وہ محفوظ الدم والمال نہیں ہوگا یعنی اس کو قتل کر دیا جائیگا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل میں سے آیت قرآنی کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ آیت قرآنی سے واقعی یہی معلوم ہوتا ہے کہ تارکِ صلوٰۃ کو قتل کیا جائے گا کیونکہ آیت میں "اُقْتُلُوا" کا لفظ ہے لیکن یہاں قتل سے مراد قتال ہے۔ اس کا قرینہ یہ ہے کہ تارکِ زکوٰۃ کے قتل کا کوئی قائل نہیں۔ ہاں البتہ اگر تارکِ زکوٰۃ بہت سی جماعت ہو تو امام کو قتال کا حکم ہے اور یہ مسئلہ اجماعی ہے اور تارکِ زکوٰۃ پر عدم قتل کا اجماع ثابت ہو گیا۔ اب اگر آیت میں لفظ "قتل" کو اپنے ہی معنی میں لیا جائے تو تارکِ زکوٰۃ کو قتل کرنا ہوگا حالانکہ سب اس پر متفق ہیں کہ اس کے قتل کا حکم نہیں ہے۔ لہٰذا لامحالہ ماننا پڑے گا کہ آیت میں بھی قتال مراد ہے۔

اسی طرح حدیث الباب سے استدلال کرنا بھی ضعیف ہے اس لیے کہ حدیث میں بھی قتال کا ذکر ہے۔ علامہ دقیق العید جو بہت بڑے شافعی عالم ہیں انہوں نے بھی اس حدیث کے استدلال کو ضعیف قرار دیا ہے۔

استدلالِ احناف

احناف تارکِ صلوٰۃ کے عدم قتل پر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں جو بخاری شریف کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ "اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَیْنَ بِالْعَیْنِ" میں موجود ہے جس کا مفہوم ہے کہ تین ہی صورتوں میں کسی کی جان لینا جائز ہے۔ ۱۔ قاتل کو قصاصاً قتل کیا جائے گا۔ ۲۔ جو محصن ہو کر زنا کرے تو اسے رجم کیا جائے گا۔

۳۔ اگر کوئی مسلم دین سے پھر جائے تو اسے ارتداداً قتل کیا جائے گا۔

اِلَّا بحق الاسلام

حق الاسلام سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی توحید ورسالت کی شہادت دیتا ہے‘ نماز قائم کرتا ہے‘ زکوٰۃ دیتا ہے تو وہ آدمی محفوظ الدم ہو جائے گا۔ الا یہ کہ اسلام ہی اس کے قتل کا حکم دے۔ مثلاً اگر کوئی عمداً کسی مسلم کو قتل کردے تو باوجود اسلام کے قاتل کو قتل کیا جائے گا۔

وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰه

یعنی ہم تو ظاہر کے مکلف ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی ظاہر میں مسلمان ہے تو اس کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ کریں گے اور اگر مسلمان نہیں تو مسلمانوں جیسا معاملہ نہیں کریں گے خواہ وہ باطن میں کیسا ہی ہو کیونکہ ہم باطن کے مکلف نہیں ہیں‘ باطن اللہ کے حوالے ہے۔

باب مَنْ قَالَ إِنَّ الإِيمَانَ هُوَ الْعَمَلُ (بعض نے کہا ہے کہ ایمان عمل (کا نام) ہے)

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى (وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ) وَقَالَ عِدَّةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ *عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ) عَنْ قَوْلِ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَقَالَ (لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ)

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”اور یہ جنت ہے اپنے عمل کے عوض تم جس کے مالک ہوئے ہو“۔ اور یہ ارباب علم، ارشاد باری (فَوَرَبِّكَ) (اس آیت کی تفسیر) کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہاں عمل سے مراد ”لا الٰہ الا اللّٰہ “کہنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”عمل کرنے والوں کو اسی جیسا عمل کرنا چاہیے“۔

عمل سے کیا مراد ہے؟

اس میں متعدد اقوال ہیں: قولِ اوّل: لامع الدراری میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور فیض الباری میں حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے عمل قلب مراد ہے۔

قولِ ثانی: علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اعمالِ جوارح مراد ہیں۔

قولِ ثالث: علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شارحین کرام کی رائے یہ ہے کہ اس سے سارے اعمال قلب وجوارح مراد ہیں۔

مقصودِ ترجمہ

یہ باب اس شخص کے مسلک کے بیان میں ہے جو یہ کہتا ہے کہ ایمان تو عمل ہی ہے۔

حضرتِ اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس ترجمۃ الباب سے سلف نے ایک اشکال کو دور کیا ہے۔ اشکال یہ ہوتا تھا کہ سلف سے منقول ہے کہ ”الایمان قول و فعل“ جبکہ یہ درست نہیں اس لیے کہ ایمان تو تصدیق قلبی کا نام ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمۃ الباب سے مذکورہ اشکال کے جواب کی طرف اشارہ کیا ہے کہ سلفِ صالح تو یہ کہتے ہیں کہ ایمان عمل کا نام ہے اس کے وہ عمل قلبی یعنی تصدیق باطنی مراد لیتے ہیں۔ لہٰذا سلف کا قول درست ہے۔

حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ ایمان محض علم اور معرفت کا نام نہیں

بلکہ ایمان عمل قلب کا نام ہے یعنی دل سے تسلیم کرنا اور دل سے ماننا ہی ایمان ہے۔

عام شارحین کرام کی رائے یہ ہے کہ یہاں عمل عام ہے چاہے عملِ جوارح ہو یا عمل قلب ہو۔ گویا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اس ترجمہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ عملِ ایمان میں داخل ہے خواہ کوئی بھی عمل ہو۔

نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو کہتے ہیں "الایمان قول بلاعمل" یعنی وہ ایمان کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ ایمان قول لسان کا نام ہے قول قلب کا نام نہیں وہ عمل کو ایمان سے خارج مانتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں ترجمۃ الباب کی تائید میں تین آیاتِ قرآنیہ لائے ہیں:

(۱) ...... وَتِلْکَ الجنۃُ الَّتِیْ اُوْرِثْتُمُوْھَا بِمَاکُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

اس آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ یہ جنت جو تمہیں دی گئی ہے یہ عمل کی وجہ سے دی گئی ہے اور سب کو معلوم ہے کہ جنت ایمان کی بدولت ملتی ہے اور جب جنت ایمان کی بدولت ملتی ہے اور یہاں عمل کی بدولت کہا گیا تو معلوم ہوا کہ عمل سے مراد ایمان ہے اس لیے اگر ایمان نہ ہو اور اعمال بہت سے ہوں تو جنت نہیں ملتی لیکن اگر ایمان ہو اور عمل ایک بھی نہ ہو تو جنت ملتی ہے خواہ ابتداء ملے یا سزا بھگتنے کے بعد ملے۔ بہرحال جنت کا مدار ایمان پر ہے۔

۲۔ "وقال عدۃ من اھل العلم فی قولہٖ تعالٰی ...... "فَوَرَبِّکَ لَنَسْئَلَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ" عن قول لَا اِلٰہ اِلاَّ اللّٰہ" کئی اہل علم نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس ارشاد "عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ" کی تفسیر "عن قول لا الٰہ اِلاَّ اللّٰہ" سے کی ہے چونکہ یہاں ماقبل میں کفار کا ذکر چلا آ رہا تھا اس لیے اس کی یہی تفسیر کی گئی ہے تو گویا یہاں عمل کا اطلاق ایمان پر کیا گیا ہے۔

۳۔ "وقال: لِمِثْلِ ھٰذا فَلْیَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ" یہاں "مثل ھذا" سے مراد "اَلْفَوْزُ الْعَظِیْم" ہے جس کا ماقبل میں ذکر ہے اور "فوز عظیم" جنت ہے۔ لہٰذا مطلب یہ ہوا کہ جنت کے لیے عمل کرو۔ ظاہر ہے کہ جنت کے لیے جو عمل اصل قرار پاتا ہے وہ ایمان کا عمل ہے۔ لہٰذا "فَلْیَعْمَلِ الْعَامِلُوْن" کے معنی ہوں گے۔ "فَلْیُؤْمِنِ الْمُؤْمِنُوْنَ" اور یہاں عمل کا اطلاق ایمان پر ہوگا۔ یہی بات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بتانا چاہتے ہیں۔

← حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ وَمُوسَی بْنُ اِسْمَاعِیلَ قَالاَ حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِھَابٍ عَنْ سَعِیدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم سُئِلَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ فَقَالَ اِیمَانٌ بِاللّٰہِ وَرَسُولِہِ قِیلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِھَادُ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ قِیلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُورٌ

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن یونس نے اور موسیٰ بن اسمٰعیل دونوں نے کہا، ان سے ابراہیم بن سعد نے کہا، ان سے ابن شہاب نے، وہ سعید بن المسیبؒ سے نقل کرتے ہیں۔ وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کونسا عمل سب سے بہتر ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، اس کے بعد کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، کہا گیا، پھر کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حج مبرور۔

تشریح حدیث

مذکورہ حدیث پاک میں دوسرے نمبر پر جہاد کو ذکر کیا گیا ہے اور اس کے بعد حج کو حالانکہ ترتیب اس کے برعکس ہونی چاہیے تھی کیونکہ جہاد فرض کفایہ ہے اور حج رکن اسلام اور فرضِ عین ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ ابتداء کا قصہ ہے چونکہ جہاد کی فرضیت پہلے ہوئی اور حج کی بعد میں ہوئی اس لیے جہاد کا ذکر مقدم کیا۔

حج مبرور کسے کہتے ہیں؟

۱۔ بعض کے نزدیک حج مبرور، حج مقبول کو کہتے ہیں۔
۲۔ عند البعض "المبرور الّذی لا یُخالِطه اثم" ۳۔ عند البعض "المبرور الّذی لا ریاء فیه"

باب إذَا لَمْ يَكُنِ الإِسْلَامُ عَلَى الْحَقِيقَةِ (اگر کوئی حقیقۃً اسلام پر نہ ہو)

وَكَانَ عَلَى الاِسْتِسْلَامِ أَوِ الْخَوْفِ مِنَ الْقَتْلِ

اور ظاہری اطاعت گزار ہو۔ یا جان کے خوف سے (اسلام کا نام لیتا ہو)

لِقَوْلِهِ تَعَالَى (قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا) فَإِذَا كَانَ عَلَى الْحَقِيقَةِ فَهُوَ عَلَى قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ (إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الإِسْلَامُ) (وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ)

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے، تم کہہ دو کہ نہیں تم ایمان نہیں لائے ہاں یوں کہو کہ مسلمان ہو گئے" تو اگر کوئی شخص فی الواقع (اسلام لایا ہو) تو اللہ کے نزدیک وہ (مومن) ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اللہ کے نزدیک (اصل) دین اسلام ہی ہے" آخر آیت تک۔

مقصود ترجمہ

اس ترجمۃ الباب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد زیادتِ ایمان کو ثابت کرنے کے علاوہ ایک اعتراض کو دفع کرنا ہے۔ وہ اعتراض یہ ہے کہ آپ تو کہتے ہیں کہ اسلام اور ایمان متحد ہیں جبکہ قرآن میں "قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا" اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور اسلام متحد نہیں ہیں۔

اس اعتراض کو دفع کرنے کے لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس ترجمہ سے اشارہ کر رہے ہیں کہ اسلام دو قسم کا ہوتا ہے۔

۱۔ حقیقی و باطنی۔ یہی عند اللہ معتبر ہے چونکہ اسے صدق دل سے قبول کیا جاتا ہے۔

۲۔ صوری و ظاہری: یہ عند اللہ معتبر نہیں ہوتا چونکہ یہ مال کے طمع یا قتل کے خوف کی وجہ سے ظاہری طور پر آدمی کلمہ پڑھ لیتا ہے اور مسلمان کہلانے لگتا ہے۔ ایمان اور اسلام کی حقیقت شرعیہ اس میں موجود نہیں ہوتی۔

اس ترجمۃ الباب میں بطور دلیل کے دو آیاتِ کریمہ ذکر کی گئی ہیں۔ پہلی آیت میں صوری و ظاہری اسلام کا ذکر ہے جبکہ

دوسری آیت میں حقیقی و باطنی اسلام کا ذکر ہے۔ بہر حال امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا جو یہ قول ہے کہ اسلام اور ایمان متحد ہیں۔ اس قول میں اور قالت الاعراب والی آیت میں کوئی تعارض نہیں چونکہ ایمان ایک قلبی شئی ہے اس کا اظہار کیا جاتا ہے اور اس اظہار کا نام اسلام ہے تو ایک کا تعلق قلب سے ہے اور ایک کا تعلق ظاہر سے۔

یہاں آیت میں اس ایمان کی نفی ہے جو دل سے نہ ہو صرف ظاہر سے ہو اور اگر دل سے ایمان ہو تو وہی ایمان بھی ہے دین بھی۔ لہٰذا آیت کریمہ اور قول بخاری میں کوئی تعارض نہ ہوا۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ سَعْدٍ رضى الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَعْطَى رَهْطًا وَسَعْدٌ جَالِسٌ ، فَتَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رَجُلاً هُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ أَوْ مُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِيلاً ، ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُ لِمَقَالَتِي فَقُلْتُ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ أَوْ مُسْلِمًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُ لِمَقَالَتِي وَعَادَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ قَالَ يَا سَعْدُ ، إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ ، خَشْيَةَ أَنْ يَكُبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ وَرَوَاهُ يُونُسُ وَصَالِحٌ وَمَعْمَرٌ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہمیں شعیب نے زہری سے خبر دی، انہیں عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے باپ سعد سے (سن کر) یہ خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند لوگوں کو کچھ عطا فرمایا اور سعد بھی وہاں بیٹھے تھے (یہ کہتے ہیں کہ) آپ نے ان میں سے ایک شخص کو نظر انداز کر دیا جو مجھے ان سب سے پسند تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس وجہ سے فلاں آدمی کو چھوڑ دیا۔ اللہ کی قسم! میں تو اسے مومن سمجھتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن یا مسلمان؟ کچھ دیر میں خاموش رہا۔ اس کے بعد اس شخص کے متعلق جو مجھے معلومات تھیں انہوں نے مجھے مجبور کیا اور میں نے دوبارہ وہی بات عرض کی۔ کہ اللہ کی قسم! میں تو اسے مومن سمجھتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا کہ مومن یا مسلم؟ میں پھر کچھ دیر چپ رہا اور پھر جو کچھ مجھے اس شخص کے بارے میں معلوم تھا اس نے تقاضا کیا۔ میں نے پھر وہی بات عرض کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر اپنا جملہ دُہرایا۔ اس کے بعد کہا کہ اے سعد! اس کے باوجود کہ ایک شخص مجھے زیادہ عزیز ہے اور میں دوسرے کو اس خوف کی وجہ سے (مال) دیتا ہوں کہ (وہ اپنے افلاس یا کچے پن کی وجہ سے اسلام سے پھر جائے اور) اللہ اسے آگ میں اوندھا نہ ڈال دے۔ اس حدیث کو یونس، صالح، معمر اور زہری کے بھتیجے (محمد بن عبداللہ) نے زہری سے روایت کیا۔

مختصر حالات حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

یہ عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے مشہور صحابی ہیں۔ فاتح ایران اور عراق کے گورنر رہے۔ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس مجلس شوریٰ کے چھ آدمیوں میں سے ایک تھے جن پر خلافت کی ذمہ داری ڈالی گئی تھی۔ چار یا چھ آدمیوں کے بعد سترہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ اللہ کے راستہ میں سب سے پہلے تیر پھینکنے والے اور خون بہانے والے آپ ہی تھے۔ ''فارس الاسلام'' کے لقب سے معروف ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بدر واُحد اور خندق کے علاوہ بھی تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ مستجاب الدعوات تھے۔ آپؓ سے دوسو ستر احادیث مروی ہیں۔ ۵۵ ہجری میں آپ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

تشریح حدیث

فو اللہ اِنی لَاَراہ مُؤمنًا' فقال او مُسلمًا

اوتنویع کے لیے ہے' اس لیے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے قول "انّی لاراہ مؤمنًا" پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "او مسلمًا" مطلب یہ ہے کہ وہ مؤمن ہوگا یا مسلم ہوگا۔ گویا آپ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ایمان ایک باطنی چیز ہے اور اس کا محل قلب ہے جس کی کسی انسان کو خبر نہیں ہوسکتی تو ایسی چیز پر اس طرح قسم کھا کر یقین کے ساتھ کس طرح حکم لگاتے ہو؟ ممکن ہے فقط مسلم ہو' مؤمن نہ ہو اس لیے اگر یقین کے ساتھ حکم لگانا ہے تو مسلم ہونے کا لگاؤ مؤمن کا نہیں اور کہو "انی لاراہ مسلمًا"

یہ شخص جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیا تھا اور کچھ نہیں دیا تھا اس کا نام "جُعَیل بن سُراقہ ضمری" ہے۔

بہرحال تیسری مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ "بعض مرتبہ میں ایسے شخص کو مال نہیں دیتا جو مجھے محبوب ہو بلکہ اس کے غیر کو دیتا ہوں۔" مطلب یہ ہے کہ یہ نہ سمجھو کہ میں جس کو دیتا ہوں وہ مجھے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوتا ہے اور جس کو چھوڑتا ہوں وہ محبوب نہیں ہوتا بلکہ کبھی اس کا اُلٹ ہوتا ہے' کسی کو دینے میں مصلحت ہوتی ہے' وہ یہ کہ اگر اس کو نہ دیا گیا تو اسلام کے قریب نہیں آئے گا جس کی وجہ سے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اس لیے اسے جہنم سے بچانے کے واسطے اس کو دیتا ہوں تا کہ اسلام سے تعلق پیدا ہو جائے اور رفتہ رفتہ وہ مسلمان ہو جائے۔

کیا اس حدیث حضرت جعیلؓ سے ایمان کی نفی ہوتی ہے؟

بعض نے "او مُسلمًا" سے یہ استنباط کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے ایمان کی نفی کردی ہے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ایسی کوئی بات نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ایمان کی نفی کی ہو بلکہ ایمان کا قطعی حکم لگانے سے نہی ہے اور یہ تاکید ہے کہ اسلام کا لفظ اولیٰ ہے۔

باب اِفْشَاءُ السَّلَامِ مِنَ الإِسْلَامِ (سلام کارواج اسلام میں داخل ہے)

وَقَالَ عَمَّارٌ ثَلَاثٌ مَنْ جَمَعَهُنَّ فَقَدْ جَمَعَ الإِيمَانَ الإِنْصَافُ مِنْ نَفْسِكَ، وَبَذْلُ السَّلَامِ لِلْعَالَمِ، وَالإِنْفَاقُ مِنَ الإِقْتَارِ

اور حضرت عمارؓ نے فرمایا کہ تین باتیں جس میں اکٹھی ہو جائیں اس نے (گویا پورے) پورے ایمان کو جمع کرلیا، اپنے نفس سے انصاف، سب لوگوں کو سلام کرنا اور تنگ دستی میں (اپنی ضرورت کے باوجود اللہ کی راہ میں) خرچ کرنا۔

مقصد ترجمۃ الباب

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب سے یہ بتلانا چاہتے ہیں افشاء سلام کا عمل مسنون ہے فرض یا واجب نہیں۔ یہ بھی اسلام میں داخل ہے اور اسلام کا جز ہے جبکہ مرجئہ کا یہ کہنا کہ اعمال کو ایمان واسلام سے کوئی تعلق نہیں' یہ غلط ہے۔ پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایمان واسلام چونکہ متحد یا متلازم ہیں اس لیے جب اعمال کو اسلام کا جز قرار دیا جائے گا تو ظاہر ہے ایمان کے لیے بھی جز ہوگا۔

مختصر حالات حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

مشہور صحابی ہیں' ابتداء اسلام میں ہی مسلمان ہو چکے تھے اس لیے کفار کی طرف سے انہیں بہت اذیتیں پہنچیں اور یہ صبر وشکر کے ساتھ سب کچھ برداشت کرتے رہے۔ ایک موقع پر اس خاندان کو تکلیف پہنچائی جا رہی تھی کہ وہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صبراً یا آل یاسر فان موعدکم الجنّة"

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے بے شمار فضائل ہیں جو ذخیرہ احادیث میں موجود ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان الجنّة لتشتاق الٰی ثلاثة: علی و عمار و سلمان"

مسند احمد میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "من ابغض عمارًا ابغضهُ اللّٰه ومن عادیٰ عمارًا عاداه اللّٰه"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق جنگ صفین کے موقع پر ۳۷ھ میں آپ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ ترانوے سال آپ کی عمر ہوئی۔ تقریباً باسٹھ احادیث آپؓ سے مروی ہیں۔

قال عمار: ثلاث من جمعهن فقد جمع الایمان

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کو جو شخص جمع کرے گا وہ ایمان کو جمع کرنے والا ہے یعنی یہ تین صفات جس کے اندر ہوں گی وہ کامل الایمان ہوگا۔

الانصاف من نفسک

اس جملہ میں "من" بمعنی "فی" ہو سکتا ہے جیسے قرآن مجید میں ہے "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ" اس صورت میں "نفسک" مفعول بہ کے درجہ میں آئے گا اور اس جملے کا مطلب ہوگا کہ اپنی ذات کے بارے میں تمہیں انصاف سے کام لینا چاہیے۔ بسا اوقات آدمی دوسروں کے بارے میں تو انصاف سے کام لیتا ہے لیکن جب اپنا معاملہ ہو تو انصاف سے کام نہیں لیتا۔ لہٰذا یہاں کہا جا رہا ہے کہ تمہیں اپنی ذات کے بارے میں انصاف سے کام لینا چاہیے۔

نیز اس جملہ میں "من" کو ابتدائیہ بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں یہاں "نفسک" فاعل کے معنی میں ہوگا۔ یعنی انصاف ایسا ہو کہ تمہارا دل اس انصاف پر تم کو آمادہ کرنے والا ہو۔ بعض اوقات آدمی بدنامی اور شہرت خراب

ہونے کے ڈر سے انصاف کرتا ہے۔ یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ بدنامی اور شہرت خراب ہونے کا اندیشہ انصاف کا باعث نہیں ہونا چاہیے بلکہ تمہارا نفس تمہیں انصاف پر آمادہ کرنے والا ہونا چاہیے۔

وبذل السلام للعالم

سلام کو پوری دنیا کے لیے خرچ کرنا' مطلب یہ کہ بلاتفریق سلام کرنا چاہیے خواہ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا' غنی ہو یا فقیر' اپنا ہو یا غیر سب کو سلام کرے۔ ابتداء بالسلام کو شریعت نے ردِ سلام سے افضل قرار دیا ہے حالانکہ ابتداء بالسلام سنت ہے اور ردِ سلام واجب ہے اور قاعدہ ہے کہ فرض واجب سے اور واجب سنت سے افضل ہوتا ہے لیکن یہاں ابتداء بالسلام (جو سنت ہے) ردّ سلام (جو واجب ہے) سے افضل ہے۔ ردّ سلام واجب اس لیے ہے کہ سلام کا جواب نہ دینے سے سلام کرنے والے کی دل شکنی ہوتی ہے اور جواب نہ دینے والے کے تکبر کا اظہار ہوتا ہے جبکہ تکبر اور دل شکنی دونوں ناجائز ہیں۔

والانفاق من الاقتار

تنگی اور فقر کے باوجود خرچ کرنا۔ اقتار کے معنی افتقار کے ہوتے ہیں یعنی تنگی اور فقر۔ پھر ''من'' یہاں یا تو ''فی'' کے معنی میں ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جب قحط سالی ہو' لوگ فقر میں مبتلا ہوں اس صورت میں انفاق سے کام لینا چاہیے۔

دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ ''عند'' کے معنی میں ہو تو اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جب آدمی فقر میں مبتلا ہو تو اس وقت بھی اس کو انفاق سے کام لینا چاہیے اس حالت میں خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ رزق میں برکت عطا فرمائیں گے۔

حدیث الباب بعینہ "باب اطعام الطعام من الاسلام" کے تحت گزر چکی ہے۔ وہاں امام بخاریؒ کے استاذ عمرو بن خالد تمیمیؒ ہیں اور یہاں قتیبہ بن سعیدؒ ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تکثیر طرق کی غرض سے اپنے دونوں استاذوں کی روایت کو الگ الگ ذکر کیا ہے۔

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَيُّ الإِسْلاَمِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ ، وَتَقْرَأُ السَّلاَمَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، ان سے لیث نے، وہ یزید بن ابی حبیب سے نقل کرتے ہیں۔ وہ ابوالخیر سے، وہ عبد اللہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ کونسا (پہلو) اسلام (کا) بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا (یہ کہ) کھانا کھلاؤ اور ہر واقف اور ناواقف شخص کو سلام کرو۔

تشریح حدیث

اسلام زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے آپ نے اس حدیث میں جو جواب مرحمت فرمایا وہ اسلامی زندگی کے ایک خاص گوشے کو نمایاں کرتا ہے۔ یعنی یہ بھی اسلام کا ایک بہترین پہلو ہے کہ وہ بھوکوں کو کھانا کھلانے اور ہر شخص کو سلام کرنے کا حکم دیتا ہے تاکہ معاشرے میں کوئی نادار شخص بھوکا نہ رہے اور ایک عقیدے کے مطابق زندگی بسر کرنے والے ایک دوسرے سے ناواقف اور اجنبی بن کر نہ رہیں ان میں کوئی اور واسطہ نہ ہو تو کم از کم دعاؤں بھرے سلام کا ایک واسطہ ضرور رہو۔

بَاب كُفْرَانِ الْعَشِيرِ وَكُفْرٍ دُوْنَ كُفْرٍ

خاوند کی ناشکری کا بیان اور ایک کفر کا (مراتب میں) دوسرے کفر سے کم ہونے کا بیان۔

فِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

اور اس (بارہ) میں حضرت ابوسعید خدری کی (ایک) روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔

کفر کے لغوی معنی

کفر کے لغوی معنی چھپانے کے ہیں، کہا جاتا ہے "كفر يكفر كفراً يستر"

رات کو کافر کہتے ہیں "لانه يستر بظلمته كل شيء"۔ سمندر کو کافر کہتے ہیں "لستره مافيه"

کھیتی باڑی کرنے والے کو کافر کہتے ہیں "لستره البذر في الارض"

"كفر يكفر كفراً وكفورًا وكفرانًا": کفر کرنا، یہ ایمان کی ضد ہے۔ کافر چونکہ اللہ جل شانہ کی نعمت کو چھپاتا ہے اور اس کا انکار کرتا ہے اس کی ربوبیت جو اس کا خاص وصف ہے اس کو مستور کرتا ہے اور غیر کی طرف اس کی نسبت کرتا ہے۔ گویا کہتا ہے کہ ربوبیت، اللہ تعالیٰ کا وصف خاص نہیں، دوسرا بھی اس میں شریک ہے۔

کفر کے اطلاقات

کفر کے شریعت میں دو اطلاق ہیں۔ اس کا ایک اطلاق تو کفر حقیقی، کفر اصلی اور کفر باللہ پر ہوتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ آدمی ان چیزوں کا دیدہ ودانستہ انکار کرے جن کا ایمان میں ہونا ضروری ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا انکار کرے۔ ملائکہ یا یوم آخرت کا انکار کرے، اس کا دوسرا اطلاق اس سے نیچے کے درجہ کے کفر پر یعنی معاصی اور نافرمانیوں پر ہوتا ہے۔ یہ کفر فرعی غیر اصلی ہے۔ پہلے کفر کی وجہ سے آدمی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور دوسری قسم کے ارتکاب سے دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا اور یہی وہ کفر ہے جس کا احادیث میں معاصی پر اطلاق کیا گیا ہے۔ مثلاً حدیث میں ہے: "بين الرجل وبين الشرك والكفر ترك الصلوٰة" خلاصہ یہ کہ کفر میں ایک اعلیٰ درجہ ہوتا ہے جو دائرہ اسلام سے خارج کرنے والا ہوتا ہے اور دوسرے درجات نیچے ہوتے ہیں جو اسلام سے خارج کرنے والے نہیں ہیں۔

یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "كفران العشير وكفر دون كفر" فرمایا ہے وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ "كفران العشير" بھی درحقیقت "كفر دون كفر" میں داخل ہے کیونکہ بیوی جب شوہر کی ناشکری کرتی ہے تو وہ بھی شوہر کی مہربانیوں اور انعامات کو چھپانے کی مرتکب ہوتی ہے۔ لہٰذا اس میں بھی ستر موجود ہے اور کفر ستر ہی کو کہتے ہیں۔

کفر اور کفران میں باعتبار استعمال کے فرق ہے

"کفر" کا اطلاق کفر باللہ پر ہوتا ہے اور اس کے نیچے درجات اور مراتب ہوتے ہیں۔ ان پر کفر دون کفر کا اطلاق ہوتا ہے۔

''کفران'' کا اطلاق کفر باللہ پر نہیں ہوتا بلکہ کفر دون کفر پر ہوتا ہے۔

''کفر دون کفر'' میں جو دون ہے اس کے دو معنی آتے ہیں، کبھی ''غیر'' کے معنی میں اور کبھی ''ادنیٰ من شیءٍ'' یعنی اقرب کے معنی میں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے دون کو اقرب کے معنی میں راجح قرار دیا ہے جبکہ علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے غیر کے معنی میں راجح قرار دیا ہے۔ گویا حافظؒ کے نزدیک یہاں پر کفر کے مختلف مراتب بیان کرنا مقصود ہے اور حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کفر کے انواع متغایرہ کی نشاندہی مقصود ہے۔

''کفر دون کفر'' کس کا قول ہے؟

عندالحافظؒ حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جبکہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ شاید حافظؒ اس پر مطلع نہیں ہو سکے۔ اس لیے انہوں نے حضرت عطاءؒ کی طرف نسبت کر دی ہے لیکن علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر سے واضح ہوتا ہے کہ ''کفر دون کفر'' کا مأخذ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے بعینہ الفاظ ان سے منقول نہیں۔ البتہ یہ الفاظ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کے ہی ہیں جو انہوں نے حضرت ابن عباسؓ کے قول سے اخذ کیے ہیں۔

مقصد ترجمۃ الباب

اس ترجمۃ الباب سے کفر کے مختلف درجات بیان کیے جا رہے ہیں کہ ایک سب سے اعلیٰ درجہ ہے اور اس کے نیچے بہت سے درجات ہیں جن کو ''کفر دون کفر'' کہا جاتا ہے اور ان کے ارتکاب سے کوئی ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ پھر جب کفر کے مختلف درجات ہیں تو اس کی ضد یعنی ایمان کے بھی مختلف درجات ہوں گے۔ اس لیے کہ یہ قاعدہ ہے کہ جب ایک چیز کے مختلف درجات ہوتے ہیں تو اس کی ضد کے بھی مختلف درجات ہوتے ہیں۔ لہٰذا اگر کفر اصلی آئے گا تو ایمان اصلی (یعنی ایمان باللہ والملائکۃ والکتب والرسل) جاتا رہے گا اور اگر ایمان اصلی آئے گا تو کفر اصلی جاتا رہے گا۔ اسی طرح اگر ''کفر دون کفر'' آئے گا تو جو خصلت کفر کی آئے گی اس کے مقابل میں ایمان کی جو خصلت ہو گی وہ فوت ہو جائے گی۔

گویا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اب تک ایمان اور اسلام کے مختلف مراتب کو ثابت کرتے چلے آ رہے تھے اور مراتب مختلفہ کے اثبات سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود یہ ہے کہ ایمان مرکب ہے اور قابل للزیادۃ والنقصان ہے۔ اب یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایمان کی ضد کفر کو پیش کر رہے ہیں کہ جب کفر میں مختلف مراتب ہیں تو ایمان کے اندر بھی مختلف مراتب ہوں گے۔

فيه عن ابی سعیدؓ عن النّبی صلی الله علیه و آله وسلم

یہاں حضرت ابو سعید خدریؓ کی جس حدیث کی طرف اشارہ ہے اس سے مراد وہ روایت ہے جو کتاب الحیض میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کی ہے۔

"یا معشر النساء تصدقن فانی اُریتکن اکثر من اھل النّار فقلن ولم یا رسول اللہ قال تکثرن اللعن وتکفرن العشیر"

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم أُرِيتُ النَّارَ فَإِذَا أَكْثَرُ أَهْلِهَا النِّسَاءُ يَكْفُرْنَ قِيلَ أَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ ، وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ

ترجمہ۔ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا وہ مالک سے نقل کرتے ہیں۔وہ زید بن اسلم سے،وہ عطاء بن یسار سے وہ ابن عباس سے۔وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مجھے دوزخ دکھلائی گئی ہے تو اس میں میں نے زیادہ تر عورتوں کو پایا (کیونکہ) وہ کفر کرتی ہیں۔آپ سے پوچھا گیا کہ کیا وہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں، آپ نے فرمایا (نہیں) شوہر کے ساتھ کفر کرتی ہیں۔اور (اس کا) احسان نہیں مانتیں (ان کی عادت یہ ہے کہ) اگر تم مدت تک کسی عورت پر احسان کرتے رہو (اور) پھر تمہاری طرف سے کوئی (ناگوار) بات پیش آجائے تو (یہی) کہے گی، میں نے تو تمہاری طرف سے کبھی کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔

تشریح حدیث

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم مجھے دکھائی گئی ہے۔یہ جہنم دکھانے کا واقعہ معراج کا ہے یا خواب کا ہے یا کسوف کا۔ظاہر یہ ہے کہ کسوف کا واقعہ ہے اس لیے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صلوٰۃ کسوف کے سلسلہ میں بھی اس روایت کو ذکر کیا ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہنم میں زیادہ عورتیں ہوں گی لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے **"بدء الخلق"** میں نقل کیا ہے **"لکل واحد منھم زوجتان"** ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی۔

اس تعارض کے جواب میں حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ **"لکل واحد منھم زوجتان"** سے مراد **"زوجتان من الحور العین"** ہیں۔لہٰذا حورعین سے یہ لازم نہیں آتا کہ جنت میں دنیوی عورتوں کی کثرت ہوگی۔اس تعارض کا دوسرا یہ جواب دیا گیا ہے کہ حدیث پاک میں جو **"فاذا اکثر اھلھا النساء"** وغیرہ کے الفاظ آتے ہیں یہ اس وقت کے مشاہدہ کے مطابق ہے کہ اس وقت تک عورتوں کی تعداد ہی زیادہ تھی۔اس حدیث میں تمام عورتوں کے بارے میں ذکر نہیں کیا گیا اور نہ ہی تمام زمانوں کے لحاظ سے کہا گیا ہے۔لہٰذا کوئی تعارض نہیں۔تیسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ **"اکثر اھل النّار"** ہونا ابتداء ہوگا' سزا بھگتنے کے بعد جنت میں جائیں گی' اس طرح وہ اکثر اہل الجنۃ ہوجائیں گی۔

شوہر کے حقوق

عورت کے ذمے شوہر کے حقوق میں سے اس کی اطاعت کرنا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اگر غیر اللہ کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم کرتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے' شوہر کی اطاعت کرنا بڑی عبادت ہے اور اس کو ناراض کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔" حدیث پاک میں ہے کہ شوہر جب تک ناراض رہے گا خدا کے فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہیں گے۔ایک

حدیث پاک میں ہے کہ تین قسم کے آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی اور ان تین میں ایک وہ عورت ہے جس کا شوہر ناراض ہو کسی نے سوال کیا یا رسول اللہ! سب سے اچھی عورت کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ عورت سب سے اچھی ہے کہ جب اس کا شوہر اس کی طرف دیکھے تو خوش کر دے جب شوہر کچھ کہے تو کہا مانے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس عورت کی موت ایسی حالت میں آئے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ عورت جنتی ہے۔

مسئلہ اختصار فی الحدیث

حدیث باب ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الکسوف میں مفصلاً ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ اختصارِ حدیث کے جواز کے قائل ہیں۔

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ حدیث کا اختصار کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں علماء کے چار مذاہب ہیں۔

۱۔ مطلقاً جائز نہیں کیونکہ یہ روایت بالمعنی کے قبیل سے ہے جن حضرات نے روایت بالمعنی کو ممنوع قرار دیا ہے۔ انہوں نے اختصار فی الحدیث کو بھی ممنوع قرار دیا ہے۔

۲۔ مطلقاً جائز ہے خواہ اسے روایت بالمعنی قرار دیں یا نہ دیں۔ البتہ یہ اطلاق اس بات کے ساتھ مقید ہے کہ محذوف حصہ کا مذکور حصہ کے ساتھ ایسا تعلق نہ ہو جس سے حذف کی وجہ سے معنی میں خلل پڑتا ہو۔ جیسے مستثنیٰ منہ کو ذکر کر دیا جائے اور استثناء کو حذف کر دیا جائے۔ اگر اس طرح کا خلل پیدا ہو تو بالاتفاق اختصار جائز نہیں۔

۳۔ اگر وہ روایت ایک دفعہ مکمل روایت کر دی گئی ہو خواہ اختصار کرنے والے راوی نے مکمل روایت کی ہو یا کسی اور نے، پھر تو اس حدیث میں اختصار جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔

۴۔ اگر حدیث کے ماقبل اور مابعد کے درمیان ایسا تعلق ہو کہ اختصار کر دینے کی صورت میں معنی درست نہ رہے تو اختصار کرنا جائز نہیں ورنہ عالم شخص کے لیے (جو مدارج کلام سے واقف ہو) اختصار کرنا جائز ہے۔ یہ آخری چوتھا قول جمہور کا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ مطلقاً جواز کے قائل ہیں لیکن امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اس قول کی نسبت وہم ہے بلکہ وہ بھی جمہور کے مسلک کے مطابق عالم عارف شخص کے لیے جواز کے قائل ہیں۔

بَابُ الْمَعَاصِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ (گناہ جاہلیت کی بات ہے)

وَلَا يُكَفَّرُ صَاحِبُهَا بِارْتِكَابِهَا إِلَّا بِالشِّرْكِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى (إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا) فَسَمَّاهُمُ الْمُؤْمِنِينَ

اور گنہگار کو شرک کے سوا کسی حالت میں بھی کافر نہ گردانا جائے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ابوذر غفاریؓ سے) فرمایا کہ تو ایسا آدمی ہے جس میں جاہلیت (کا کچھ اثر) باقی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ شرک

کو نہیں بخشے دے گا (دوسری جگہ قرآن میں ہے) اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کرادو تو (یہاں) اللہ تعالیٰ نے (ان لڑنے والوں کو) مسلمان ہی کہہ کر پکارا۔

مقصود ترجمۃ الباب

اس ترجمۃ الباب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جس چیز کو ہم نے گزشتہ ترجمہ میں "**کفر دون کفر**" سے تعبیر کیا ہے یعنی جو کفر حقیقی سے نیچے کا درجہ ہے' یہ سب معاصی ہیں اور امورِ جاہلیت میں سے ہیں لیکن "**لایکفر صابھا بارتکابھا الا بالشرک**" کوئی آدمی ان کے ارتکاب سے کافر نہیں ہوگا۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس باب میں دو ترجمے ہیں:

۱۔ ...... **المعاصی من امر الجاھلیة**۔ زمانہ جاہلیت سے مراد فترت کا زمانہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے کچھ بعد اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کا زمانہ ہے۔

۲...... **ولا یکفر صابھا بارتکابھا الا بالشرک**۔ اس دوسرے ترجمہ سے مرجئہ اور خوارج کے مسلک کی تردید کرنا ہے۔ مرجئہ کے مسلک کی تردید تو اس طرح ہوگی کہ اگر معاصی نقصان دہ نہیں تو پھر جہنم میں جانے کا کیا مطلب؟

خوارج کی تردید اس طرح ہوگی کہ خوارج مرتکب کبیرہ کو کافر کہتے ہیں جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں یہ ثابت فرما رہے ہیں کہ تکفیر' صرف شرک کی صورت میں ہوگی' گناہ کبیرہ سے نہیں۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے "**ان اللّٰہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذٰلک لمن یّشاء**"

لقول النّبی صلی اللہ علیہ وسلّم انک امرؤ فیک جاھلیة

یہ فرمان نبوی' ترجمہ اولیٰ سے متعلق ہے۔

قول اللّٰہ تعالیٰ ان اللّٰہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذٰلک لمن یّشاء

یہ فرمان الٰہی دوسرے ترجمہ کی دلیل ہے۔

حدیث الباب میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے اُنکے کمال ایمان میں کسی کو بھی شک کرنے کی گنجائش نہیں۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تجدید ایمان کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی ان کو کسی نے ضعیف الایمان قرار دیا۔ حالانکہ معصیت کا ارتکاب ہوا تھا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ خوارج اور معتزلہ کا ارتکاب معصیت کی وجہ سے مرتکب کو خارج از ایمان قرار دینا کسی طرح درست نہیں۔

شبہ اور ازالہ شبہ

جس طرح مشرک کی بخشش نہیں ہوگی اسی طرح کافر کی بھی نہیں ہوگی تو پھر مذکورہ آیت کریمہ میں "**لایغفر ان یشرک بہ**" کے ساتھ "**لایغفر ان یکفر**" کیوں نہیں فرمایا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کے اس مقام پر تو شرک کے غیر مغفور ہونے کا ذکر ہے اور کفر کے غیر مغفور ہونے کا بیان قرآن مجید کے دوسرے مقامات پر ہے۔ ایک ہی آیت سے تمام مسائل کا ثابت ہونا ضروری نہیں۔

وان طائفتان من المومنین .... فسما هم المومنین

ابو محمد اصیلی نے اپنے نسخہ میں مذکورہ آیت کو مستقل ترجمہ کی حیثیت دی ہے۔ اگر اس کو مستقل ترجمہ مان لیا جائے تو یہ ترجمہ سابقہ ترجمہ کا تکملہ ہوگا لیکن ہمارے نسخوں میں مذکورہ آیت "**باب المعاصی من امر الجاهلية**" کے تحت درج کی گئی ہے۔

بہر حال مصنفؒ نے اولاً یہ بیان فرمایا تھا کہ معاصی کے ارتکاب سے آدمی کافر نہیں ہوگا۔ ہاں البتہ شرک کے ارتکاب سے کافر ہوگا۔ اب اسی کو مزید مدلل فرما رہے ہیں کہ دیکھو اللہ پاک نے فرمایا: "**وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینهما**" اگر مؤمنین کی دو جماعتوں میں جنگ وجدال ہو جائے تو ان میں صلح کرادو۔ دو جماعتیں جو ایک دوسرے پر تلوار چلا رہی ہیں۔ ان کو اللہ پاک مؤمن کہہ رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مؤمن معاصی کی وجہ سے کافر نہیں ہوتا' اسی کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "**فسماهم المؤمنین**" اللہ تعالیٰ نے ان کو یعنی دو لڑنے والی جماعتوں کو مؤمن کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا جو آدمی معصیت کا ارتکاب کرتا ہے اور اس کے دل میں تصدیق اور زبان پر اقرار ہو تو ایسے شخص کو علی الاطلاق مؤمن کہہ سکتے ہیں یہی احناف اور متکلمین کی رائے ہے۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَيُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ ذَهَبْتُ لِأَنْصُرَ هٰذَا الرَّجُلَ ، فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرَةَ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيدُ قُلْتُ أَنْصُرُ هٰذَا الرَّجُلَ قَالَ ارْجِعْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ قَالَ إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ

ترجمہ۔ عبدالرحمٰن بن مبارک نے ہم سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں ان سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب اور یونس نے حسن سے روایت نقل کی، حسن احنف بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ (جنگ میں) میں اس مرد (حضرت علیؓ) کی مدد کرنے کو چلا تو مجھے ابوبکرہ مل گئے، کہنے لگے، کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا (اس شخص (علیؓ) کی مدد کروں گا (اس پر) انہوں نے کہا کہ لوٹ جاؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر (آپس میں) بھڑ جائیں تو بس مرنے اور مارنے والا دونوں دوزخی ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ تو قاتل ہے (ٹھیک ہے) مگر مقتول کا کیا قصور؟ آپ نے جواب دیا کیونکہ وہ مقتول بھی اپنے (مسلمان) قاتل کو قتل کرنے کا خواہش مند تھا۔

مختصر حالات حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ

ان کا نام نفیع بن الحارث رضی اللہ عنہ ہے۔ غزوۂ طائف کے موقع پر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ اہل طائف میں سے جو غلام ہمارے پاس آ جائے وہ آزاد ہے۔ چنانچہ یہ ایک چرخی کے ذریعے طائف کے قلعہ سے اُتر آئے تھے۔ چرخی کو عربی میں "بکرہ" کہتے ہیں اس لیے بکرہ کی کنیت سے مشہور ہو گئے۔ حضرت ابوبکرہؓ بھی دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح ہمہ وقت دین کے لیے فکرمند رہے تھے۔ ۵۱ھ یا ۵۲ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

تشریح حدیث

فقال: این ترید؟ قلت: انصر ھذا الرجل

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے (احنف بن قیس نے) کہا کہ اس شخص کی مدد کے ارادہ سے نکلا ہوں۔ ہذا الرجل سے مراد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ جنگ جمل کا واقعہ ہے۔ یہ لڑائی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مابین ہوئی تھی۔

قال: ارجع فانی سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یقول: اذا التقی المسلمان بسیفیھما الخ

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واپس لوٹ جاؤ کیونکہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب دو مسلمان آپس میں تلوار سونت کر کھڑے ہو جاتے ہیں تو قاتل و مقتول دونوں کا ٹھکانہ جہنم ہوتا ہے۔

حدیث الباب سے معتزلہ اور خوارج کی تردید ہو رہی ہے۔ وہ اس طرح کہ دو مسلمان جو آپس میں قتل و قتال کر رہے ہیں گویا وہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مسلمان فرما رہے ہیں۔

نیز حدیث باب سے مرجئہ کی تردید بھی ہو رہی ہے جو معصیت کو مضر نہیں سمجھتے چونکہ حدیث میں نار کی وعید مذکور ہے۔

مسلمانوں میں اختلاف ہو جائے تو کسی فریق کا ساتھ دینا چاہیے یا نہیں؟

اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ایک بڑی جماعت (جن میں حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبداللہ ابن عمر، حضرت محمد ابن مسلمہ، حضرت ابوبکرہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل ہیں) کی رائے یہ ہے کہ مطلقاً الگ رہا جائے۔ مدافعت بھی کی جائے یا نہ کی جائے؟

مذکورہ حضرات میں بعض کہتے ہیں کہ مدافعانہ جواب دیا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ مدافعت بھی نہ کی جائے۔ اسی طرح ان میں سے ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ اپنے گھروں میں بیٹھے رہنا چاہیے جبکہ دوسری جماعت کی رائے یہ ہے کہ اس علاقہ کو خیرباد کہہ کر کسی اور جگہ منتقل ہو جانا چاہیے۔ لیکن جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین کی رائے یہ ہے کہ اگر حق و باطل میں امتیاز نہ ہو تو اس وقت تو یہی صورت اختیار کی جائے کہ کسی کا ساتھ نہ دیا جائے اور اگر حق و باطل میں امتیاز ہو سکے تو اہل حق کے ساتھ مل کر باطل سے قتال کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "فقاتلوا التی تبغی حتّٰی تَفِیْءَ اِلٰی اَمْرِ اللّٰہ"

جہاں تک ان احادیث کا تعلق ہے جن میں قتال سے منع کیا گیا ہے وہ حق و باطل کے عدم امتیاز پر محمول ہیں۔

اشکال اور اس کا جواب

حضرت ابوبکرہؓ نے حضرت احنف بن قیسؒ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنا کر کیوں روکا؟ کیونکہ حدیث الباب میں

مذکورہ وعید کا مصداق وہ لوگ ہیں جو نفسانی خواہشات کے لیے قتال کرتے ہیں اور دنیوی مفاد کے لیے لڑتے مرتے ہیں جبکہ یہاں ایک طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور دوسری طرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تھے۔ ان سب کی نیت اسلام کی فلاح کی تھی' کوئی ذاتی غرض یا دنیوی فائدہ پیش نظر نہیں تھا۔

اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کو اس لیے سنائی تھی کہ وہ اس حدیث کے ظاہری الفاظ سے مرعوب ہو جائیں اور اس جنگ میں شرکت کا ارادہ ترک کر دیں کیونکہ ایسے موقع پر حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکمل طور پر علیحدہ رہنے کے قائل تھے۔ ان کا مسلک پیچھے بیان ہو چکا ہے۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ جن لوگوں میں یہ قتال ہو رہا ہے وہ سب اس حدیث کے مصداق ہیں بلکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو اس جنگ میں شریک ہونے سے روکا جائے تاکہ اس جنگ کی آگ زیادہ نہ پھیلے اور نقصان کم سے کم ہو۔

مشاجراتِ صحابہؓ

اس سلسلہ میں اہل السنت والجماعت کا مؤقف یہ ہے کہ ان واقعات کو بطور طعن و تشنیع کے بیان نہ کیا جائے۔ ان حضرات کے بارے میں حسن ظن رکھا جائے۔ ان سے جو قتال صادر ہوا ہے اس کے بارے میں تاویل کرنی چاہیے کہ انہوں نے گناہ کے قصد سے یا کسی دنیوی غرض سے قتال نہیں کیا بلکہ سب کے نزدیک دین کی صلاح و فلاح ہی پیش نظر تھی' ہر فریق اپنے آپ کو حق پر سمجھتا تھا اور اپنے فریق مخالف کو باطل پر خیال کرتا تھا کیونکہ اجتہاد کے بعد ان سے یہ خطاء ہوئی تھی جس پر گناہ نہیں بلکہ ایک اجر ہے۔

فالقاتل والمقتول فی النّار

قاتل اور مقتول جہنم میں جائیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ سزا دینا چاہے تو یہ سزا دے سکتے ہیں۔ ان دونوں کا اصل بدلہ یہی ہے یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمانا چاہیں تو معاف فرما دیں۔

فقلت یا رسول اللّٰہ' ھٰذا القاتل فما بال المقتول؟ قال انّه کان حریصًا علٰی قتل صاحبه

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) قاتل کا جہنم میں جانا تو سمجھ میں آتا ہے' مقتول کو جہنم میں کیوں ڈالا جائے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اپنے مقابل ساتھی کو قتل کرنے کا پورا عزم کیے ہوئے تھا تو اس سے معلوم ہوا کہ جیسے معصیت کا ارتکاب موجب مواخذہ ہے ایسے ہی معصیت کا پختہ عزم موجب مواخذہ ہے۔

معصیت کے عزم پر مواخذہ ہوگا یا نہیں؟

قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر معصیت کا ارادہ دل میں پختہ ہو جائے تو اس پر مواخذہ ہوگا۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقہاء' محدثین اور اکثر اہل علم کا بھی وہی مسلک ہے جو قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

یہ سب حضرات کہتے ہیں کہ قرآنی آیت "اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَھُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ

فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ......" سے ہمارے مسلک کی تائید ہوتی ہے۔

امام مازری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت سے فقہاء اور محدثین کا مسلک یہ ہے کہ جب تک فعل صادر نہ ہو صرف عزم یا خیال کی وجہ سے مواخذہ نہیں ہوگا۔ یہ حضرات دیگر کئی احادیث کے علاوہ اپنی تائید میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں "ان اللہ تجاوز لی عن اُمّتی ماوسوست بہ صدورھا مالم تعمل اوتتکلم"

مراتب قصد

بعض علماء نے قصد کے پانچ مراتب بیان کیے ہیں۔ ۱۔ ہاجس۔ ۲۔ خاطر۔ ۳۔ حدیث النفس۔ ۴۔ ھم۔ ۵۔ عزم

ہاجس: یہ قصد کا پہلا درجہ ہے کہ ایک چیز دل میں آتی ہے اور فوراً چلی جاتی ہے۔

خاطر: یہ قصد کا دوسرا درجہ ہے کہ ایک بات دل میں آئی ٹھہری لیکن دل نے کوئی فیصلہ نہیں دیا کہ آیا فعل کیا جائے یا نہ کیا جائے۔

حدیث النفس: یہ قصد کا تیسرا درجہ ہے کہ دل میں بات آئی، ٹھہری اور دل میں فعل اور ترکِ فعل کے درمیان تردد رہا، کسی طرف جھکاؤ نہیں ہوا۔

ھَم: یہ چوتھا درجہ ہے جس میں فعل یا ترکِ فعل کی طرف جھکاؤ تو ہو جاتا ہے البتہ اس میں پختگی نہیں ہوتی۔

عزم: یہ آخری درجہ ہے کہ اس میں صرف جھکاؤ ہی نہیں بلکہ پختگی آجاتی ہے۔ ان علماء کے نزدیک ان میں سے ابتدائی چار معاف ہیں۔ البتہ آخری جو ہے وہ قابلِ مواخذہ ہے۔

← حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ وَاصِلٍ الْاَحْدَبِ عَنِ الْمَعْرُوْرِ قَالَ لَقِیْتُ اَبَا ذَرٍّ بِالرَّبَذَۃِ، وَعَلَیْہِ حُلَّۃٌ، وَعَلٰی غُلَامِہٖ حُلَّۃٌ، فَسَاَلْتُہٗ عَنْ ذٰلِکَ، فَقَالَ اِنِّیْ سَابَبْتُ رَجُلًا، فَعَیَّرْتُہٗ بِاُمِّہٖ، فَقَالَ لِیَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَا اَبَا ذَرٍّ اَعَیَّرْتَہٗ بِاُمِّہٖ اِنَّکَ امْرُؤٌ فِیْکَ جَاھِلِیَّۃٌ، اِخْوَانُکُمْ خَوَلُکُمْ، جَعَلَھُمُ اللّٰہُ تَحْتَ اَیْدِیْکُمْ، فَمَنْ کَانَ اَخُوْہُ تَحْتَ یَدِہٖ فَلْیُطْعِمْہُ مِمَّا یَاْکُلُ، وَلْیُلْبِسْہُ مِمَّا یَلْبَسُ، وَلَا تُکَلِّفُوْھُمْ مَا یَغْلِبُھُمْ، فَاِنْ کَلَّفْتُمُوْھُمْ فَاَعِیْنُوْھُمْ

ترجمہ۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے واصل الاحدب نے، انہوں نے معرور سے نقل کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں زبدہ کے مقام پر ابوذرؓ سے ملا، ان کے بدن پر جیسا جوڑا تھا ویسا ہی ان کے غلام کے جسم پر بھی تھا۔ میں نے اس (حیرت انگیز بات) کا سبب دریافت کیا تو کہنے لگے کہ میں نے ایک شخص (غلام) کو برا بھلا کہا، پھر میں نے اسے ماں کی غیرت دلائی (یعنی ماں کی گالی دی) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (یہ حال معلوم کر کے) مجھ سے فرمایا کہ اے ابوذر! تو نے اسے ماں (کے نام) سے غیرت دلائی بے شک تجھ میں (ابھی کچھ) جاہلیت (کا اثر) باقی ہے۔ تمہارے ماتحت (لوگ) تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے (اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے) انہیں تمہارے قبضہ میں دے رکھا ہے تو جس کے ماتحت اس کا بھائی ہو تو اس کو (بھی) وہی کھلاوے جو آپ کھاوے اور وہی پہناوے جو آپ پہنے اور ان کو اتنے کام کی تکلیف نہ دو کہ ان پر بار ہو جائے اور ان پر اگر کوئی ایسا سخت کام ڈالو تو تم (خود بھی) ان کی مدد کرو۔

مختصر حالات حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

یہ مشہور صحابی ہیں۔ ان کے والد کے نام میں شدید اختلاف ہے۔ اصح قول کے مطابق ان کا نام جندب بن جنادہ ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ چوتھے نمبر پر لائے تھے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اپنے علاقہ کی طرف لوٹ گئے اور وہیں دعوت کا کام کرتے رہے۔ بعد میں ہجرت مدینہ کی، ہجرت میں تاخیر کی وجہ سے بدر، احد اور خندق میں شریک نہ ہو سکے۔ آپؓ زہد و پارسائی، علم و عمل میں بڑے اونچے مقام پر فائز تھے، علی الاعلان حق کا اظہار فرماتے تھے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں وہ کبھی کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کرتے تھے، مال جمع کرنے کو مطلقاً پسند نہیں کرتے تھے۔ آپؓ کے بے شمار فضائل ہیں۔ آپؓ سے مروی احادیث کی تعداد (۲۸۱) دوسو اکیاسی ہیں۔ ۳۲ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

تشریح حدیث

علیه حُلّة وعلٰی غلامه حُلّة

ایک حلہ اُن پر تھا اور ایک ان کے غلام پر تھا، ازار اور رداء جب وہ ایک جنس کے ہوں تو اسے حلہ کہتے ہیں۔

فسألته عن ذٰلک

یعنی میں نے اس کا سبب معلوم کیا کہ آپ نے اپنے غلام کے ساتھ مساوات فی اللباس کیوں اختیار کی؟

فقال: انی سابیت رجلا

فرمایا کہ ایک شخص سے میں نے گالم گلوچ کی تھی۔ ''سابیت'' باب مفاعلہ سے ہے جس میں مشارکت کی خاصیت ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس نے مجھے کچھ کہا تھا اور میں نے بھی اسے کچھ کہا۔ اس کہنے سننے میں میں نے اس کی ماں کا ذکر کر دیا۔

فعیّرتُهٗ بامهٖ

چنانچہ میں نے اسے اس کی ماں کے ساتھ عار دلائی اور اسے اس کی ماں کے حبشیہ ہونے کا طعنہ دیا۔ ایک روایت میں ہے ''یا ابن السوداء'' کہا تھا یعنی اے کالی عورت کے بیٹے۔

فقال لی النّبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم: یا اباذر اعیرته بامهٖ. انک امرؤفیک جاهلیة

مجھ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر! تم نے اس کو اس کی ماں کے حبشیہ ہونے کی عار دلائی ہے؟ تم تو ایسے آدمی ہو جس میں جاہلیت ہے۔

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوذرؓ نے "یا ابن السوداء" کہہ کر طعنہ دیا تھا۔ بہرحال حدیث الباب میں "انک امرؤ فیک جاهلية" سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال ہے کہ معاصی امور جاہلیت میں سے ہیں۔ جاہلیت یہ "کفر دون کفر" ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اندر اس خصلت کے موجود ہونے کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایمان سے خارج نہیں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ ارتکاب کبیرہ سے انسان ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔

اخوانکم خولکم

"خَوَل" خدام کو کہتے ہیں۔ یہ واحد کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے اور جمع کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس صورت میں اس کا واحد خائل ہوگا اور اس لفظ کا اطلاق مذکر، مؤنث دونوں پر ہوتا ہے۔ یہ کلمہ یا تو "تخویل" سے ماخوذ ہے جس کے معنی تملیک کے ہیں۔ گویا "خَوَل" کے معنی مملوک کے ہوئے یا تخول سے ماخوذ ہے جس کے معنی اطلاع کرنے کے ہیں۔ گویا خدام کو "خَوَل" اس لیے کہتے ہیں کہ وہ درست طور پر کام کرتے ہیں۔ مذکورہ جملہ کی ترکیب میں یہ بھی احتمال ہے کہ "اخوانکم" خبر مقدم ہو اور "خولکم" مبتدا مؤخر ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ دونوں لفظ خبر ہوں اور ہر ایک کا مبتداء محذوف ہو۔ اس صورت میں تقدیر ہوگی۔ "هم اخوانکم هم خولکم" علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں غلام کو جو کھلانے اور پہنانے کا حکم ہے، یہ استحباب پر محمول ہے۔ ایجاب نہیں اور اسی پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

باب ظُلْمٌ دُونَ ظُلْمٍ (ایک ظلم دوسرے ظلم سے کم (بھی) ہوتا ہے)

ماقبل سے مناسبت اور مقصود ترجمہ:۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے گزشتہ ایک باب میں "کفر دون کفر" کا ذکر کیا تھا اور بتایا تھا کہ کفر کے اندر مراتب اور درجات مختلف ہوتے ہیں تو اس کی ضد ایمان کے اندر بھی درجات اور مراتب مختلف ہوں گے اور جب ایمان کے مراتب اور درجات مختلف ہوں گے تو اس کو مرکب کہا جائے گا اور زائد و ناقص بھی قرار دیا جائے گا۔ اسی طرح یہاں "ظلم دون ظلم" میں یہی بات بتا رہے ہیں کہ ظلم کے اندر بھی مراتب اور درجات مختلف ہیں اور ظلم کا سب سے بڑا درجہ کفر و شرک ہے۔ ایمان چونکہ اس کی ضد ہے اس لیے ایمان کے اندر مراتب و درجات مختلف ہوں گے۔ لہٰذا ایمان کا مرکب ہونا اور "یزید و ینقص" ہونا ثابت ہو جائے گا۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتِ (الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ) قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ)

ترجمہ۔ ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے (اور دوسری سند یہ ہے کہ) ہم سے بشر نے بیان کیا، ان سے محمد نے، وہ شعبہ سے روایت کرتے ہیں، وہ سلیمان سے، وہ ابراہیم سے، وہ علقمہ سے، وہ عبداللہ (ابن مسعود) سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری کہ "جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم (گناہ) سے الگ رکھا" تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم میں سے کون ہے جس نے گناہ نہ کیا ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی "بے شک شرک بہت بڑا ظلم (گناہ) ہے"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات

یہ مشہور صحابی ہیں۔ آپ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے۔ سابقین اولین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ غزوۂ بدر سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ دونوں ہجرتیں آپ نے کیں۔ علماء صحابہ میں سے تھے۔ صحابہ و تابعین میں سے ایک جم غفیر نے آپ سے علم حاصل کیا۔

آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام لائے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ صحابیہ تھیں۔ وہ "اُم عبد" سے مشہور تھیں۔ اِسی نسبت سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو ابن اُم عبد کہا جاتا تھا۔ یہ دونوں ماں بیٹے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصی تعلق رکھتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو کوفہ بھیجا اور اہل کوفہ کو لکھا "**بعثتُ الیکم عمارًا امیرًا و عبداللہ ابن مسعودؓ معلمًا وزیرًا وھما من النجباء من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ومن اھل بدر فاقتدوا بھما وقد آثرتکم بعبد اللہ علٰی نفسی**"

آپ سے کل آٹھ سو اڑتالیس (۸۴۸) حدیثیں مروی ہیں۔ ۳۲ھ یا ۳۳ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔

تشریح حدیث

قال: لما نزلت "الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلمٍ" قال اصحاب رسول اللہ اَیُّنالم یظلم؟

مطلب یہ ہے کہ آیت کے ظاہری معنی کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گھبراہٹ ہوئی کہ آیت میں امن اور ہدایت صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کو نہ ملائیں اور ہم میں کون ایسا ہے جس سے کسی قسم کا ظلم سرزد نہ ہوا ہو؟ لہٰذا اس آیت کے مطابق ہم امن اور ہدایت سے محروم رہیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ظلم کو عام سمجھا کہ یہاں ظلم کا ہر فرد مراد ہوگا اور یہ ناممکن ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کوئی شخص ظلم کے ہر فرد سے بچ جائے تو اس پر "**ان الشرک لظلم عظیمٌ**" نازل ہوئی تو پتہ چلا کہ شرک ہی ظلم عظیم ہے اور اس کا مرتکب کافر ہے اور جو ظلم معاصی کا ہے اس کی وجہ سے کسی کو کافر نہیں کہا جائے گا۔

حدیث الباب کی ترجمۃ الباب سے مطابقت

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرامؓ نے معاصی کو ظلم سمجھا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر و شرک کو ظلم قرار دیا۔ معلوم ہوا کہ بعض ظلم کفر ہیں اور بعض کفر نہیں۔ اس سے مراتب کا فرق سمجھ میں آتا ہے اور "**ظلم دون ظلم**" ثابت ہو جاتا ہے۔

باب عَلَامَةِ الْمُنَافِقِ (منافق کی علامتیں)

مقصود ترجمہ:۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس ترجمہ سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ معاصی سے ایمان میں کمی آتی ہے جیسے

طاعات سے ایمان بڑھتا ہے۔ بعض شراح فرماتے ہیں کہ ممکن ہے اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود مرجئہ کی تردید ہو۔ مرجئہ کہتے ہیں گناہ کرنا نقصان دہ نہیں جبکہ یہاں بعض گناہوں کو علامت نفاق قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا گناہوں کا نقصان دہ نہ ہونا غلط ہے اگر گناہ نقصان دہ نہ ہوتے تو اس پر نفاق کا حکم نہ لگتا۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ أَبُو سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

ترجمہ۔ ہم سے سلیمان ابوالربیع نے بیان کیا، ان سے اسمٰعیل بن جعفر نے، ان سے نافع بن ابی عامر ابوسہیل نے اپنے باپ سے، وہ حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت کرتے ہیں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ منافق کی علامتیں تین ہیں۔ جب بولے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے اس کی خلاف ورزی کرے اور جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔

تشریح حدیث

یہاں لفظ "اٰیۃ" مفرد ہے اور مبتداء ہے جبکہ ثلاث خبر ہے جس میں تعدد ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ مبتداء اور خبر کا مفرد وجمع میں مطابق ہونا ضروری ہے جبکہ یہاں مطابقت نہیں ہے تو اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ یہاں "اٰیۃ" سے مراد جنس ہے۔ لہٰذا "ثلاث" کا حمل "اٰیۃ" پر درست ہے۔

حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا ، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ تَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ

ترجمہ۔ ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے وہ اعمش سے وہ عبداللہ بن مرہ سے نقل کرتے ہیں، وہ مسروق سے وہ عبداللہ بن عمروؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چار عادتیں جس کسی میں ہوں تو وہ پورا منافق ہے۔ اور جس کسی میں ان چاروں میں سے ایک عادت ہو تو وہ (بھی) نفاق ہی ہے۔ جب تک اسے چھوڑ نہ دے (وہ یہ ہیں) جب امین بنایا جائے تو (امانت میں) خیانت کرے اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب (کسی سے) عہد کرے تو اسے دھوکا دے اور جب (کسی سے) لڑے تو گالیوں پر اتر آئے۔ اس حدیث کو شعبہ نے (بھی) سفیان کے ساتھ اعمش سے روایت کیا ہے۔

تشریح حدیث

باب کی پہلی روایت میں نفاق کی تین علامتیں ذکر کی گئی ہیں جبکہ حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ والی مذکورہ روایت میں چار خصلتیں ذکر کی گئی ہیں۔ گویا تین اور چار کے مابین تعارض ہے۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے تین کا علم دیا گیا تھا پھر چار کا علم دیا گیا۔ دوسرا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ مسلم شریف میں حضرت ابوہریرۃؓ کی حدیث کے ایک طرق میں "من علامات المنافق" کے الفاظ آئے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تین یا چار

میں انحصار مقصود نہیں بلکہ موقع محل کی مناسبت سے جہاں آپ نے تین علامتوں کے بیان کرنے کی ضرورت سمجھی، تین علامتیں بیان کردیں اور جہاں چار خصلتوں کی ضرورت سمجھی وہاں چار خصلتیں بیان فرمادیں۔

نفاق سے کیا مراد ہے؟

۱۔امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر محققین وعلماء کرام کی رائے میں اس کے معنی یہ ہیں کہ جوشخص حدیث میں مذکور خصلتوں سے متصف ہوگا وہ منافقین کے مشابہ ہوگا۔ اس سے کفاروالا نفاق مرادنہیں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "کان منافقًا خالصًا" کا مطلب "کان شدید الشبه بالمنافقین" ہوگا۔

۲۔امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "معنی ھٰذا عند اھل العلم نفاق العمل و انّما کان نفاق التکذیب علٰی عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم" یعنی یہاں نفاق سے نفاقِ عملی مراد ہے نہ کہ نفاقِ اعتقادی۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی جواب کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔

باب قِیَامُ لَیْلَةِ الْقَدْرِ مِنَ الإِیمَان

شب قدر کی بیداری (اور عبادت گزاری) ایمان (ہی کا تقاضا) ہے

ماقبل سے ربط

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امورِ ایمان کو بیان فرمارہے تھے کہ "باب افشاء السلام من الاسلام" کے بعد کفر اور مراتب کفر کو بیان کرنا شروع کردیا کیونکہ کفر ایمان کی ضد ہے اور "بضدھا تتبین الاشیاء" چند ابواب کفر سے متعلق ذکر کرکے اب دوبارہ امورِ ایمان کی طرف لوٹ رہے ہیں۔

نیز وہ فرماتے ہیں کہ "باب افشاء السلام من الاسلام" اور "باب قیام لیلة القدر من الاسلام" میں اس اعتبار سے مناسبت ہے کہ "باب افشاء السلام من الاسلام" میں افشاءِ سلام کو امورِ ایمان میں سے قرار دیا گیا ہے اور لیلۃ القدر میں بھی سلام کا افشاء ہوتا ہے۔ ملائکہ مؤمنین کو سلام کرتے ہیں۔ چنانچہ سورۃ قدر میں ہے "سلامٌ ھی حتّٰی مطلع الفجر"

← حَدَّثَنَا أَبُو الْیَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم مَنْ یَقُمْ لَیْلَةَ الْقَدْرِ إِیمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہیں شعیب نے خبر دی، ان سے ابوالزناد نے اعرج کے واسطے سے بیان کیا، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جوشخص شب قدر ایمان کے ساتھ محض ثواب آخرت کے لیے ذکر وعبادت میں گزارے اس کے گذشتہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

تشریح حدیث............لیلۃ القدر کی وجہ تسمیہ

"قدر" اگر تقدیر سے ہے تو اس رات کو "لیلۃ القدر" سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہوگی کہ اس رات میں ملائکہ کو اس سال

سے متعلق تقدیرات کا علم دے دیا جاتا ہے۔ موت وحیات' عروج وزوال وغیرہ یہ سب باتیں اس رات میں فرشتوں کو بتلا دی جاتی ہیں اس لیے اس کو لیلۃ القدر کہتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ اس رات کا نام ''شب قدر'' اس لیے رکھا گیا ہے کہ جو شخص اس رات میں طاعات بجالاتا ہے وہ قدرومنزلت والا بن جاتا ہے۔

ایماناً و احتساباً کا مطلب

ایمان سے مراد تو معنی متعارف ہے یعنی وہ نفسہ مؤمن ہو' اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یقین ہو اور اس کے وعدوں پر اعتماد ہو۔ احتساب کا مطلب یہ ہے کہ جو طاعت کی جائے اس میں مقصود اللہ تعالیٰ کی رضاء اور اس کا ثواب ہو۔

کیا شرط اور جزا میں مختلف صیغے لائے جاسکتے ہیں؟

''من یقیم لیلۃ القدر ایماناً واحتساباً غفرلہٗ ماتقدم من ذنبہٖ'' میں شرط کی جگہ ''یَقُمْ'' مضارع کا صیغہ ہے اور جزاء میں ''غفرلہٗ'' ماضی کا صیغہ ہے اور یہ نحوی مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ شرط مضارع کا صیغہ ہو اور جزا ماضی کا صیغہ ہو۔

فرّا رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی اجازت دی ہے جبکہ جمہور نحویوں نے اس کی ضرورۃً اجازت دی ہے عام حالت میں نہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث الباب میں راویوں کی طرف سے تصرف ہوا ہے کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو روایات اس سلسلہ میں مشہور ہیں ان سب میں شرط وجزاء دونوں میں مضارع کے صیغے ہیں۔ چنانچہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاذ محمد بن علی بن میمون رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ابوالیمان رحمۃ اللہ علیہ کی اسی سند سے روایت نقل کی ہے اس میں شرط وجزاء میں کوئی تغایر نہیں بلکہ دونوں جگہ مضارع کے صیغے ہیں اور ''من یقم لیلۃ القدر یغفرلہٗ'' کے الفاظ مروی ہیں۔ معلوم ہوا کہ حدیث کا مخرج ایک ہی ہے۔ راوی کے تصرف کی وجہ سے تبدیلی ہوئی ہے۔

ماتقدم من ذنبہٖ سے صغائر مراد ہیں یا کبائر؟

اس میں اختلاف ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے فقہاء کہتے ہیں کہ اس سے صرف صغائر مراد ہیں۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قول کو اہلسنت کی طرف منسوب کیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ کبائر کی معافی کے لیے اصل ضابطہ توبہ ہے۔ اگرچہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور فضل وکرم سے معاف فرمادیں مگر ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ صغائر وکبائر سب معاف ہوجائیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں اصل تو صغائر ہی مراد ہیں لیکن ہوسکتا ہے کسی کے صغائر نہ ہوں یا بہت کم ہوں تو ممکن ہے کہ کبائر میں تخفیف ہوجائے۔

بابُ الْجِهَادُ مِنَ الإِيمَانِ (جہاد (بھی) ایمان کا جزو ہے)

ماقبل سے ربط

اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد تو ظاہر ہے کہ وہ امور ایمان کا تذکرہ کررہے ہیں' جہاد بھی ایمان کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے اس لیے اس باب کی مناسبت مذکورہ ابواب کے ساتھ بالکل واضح ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گزشتہ باب تھا "باب قیام لیلة القدر من الایمان" اور اب "الجهاد من الایمان" کا ترجمہ منعقد کر کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آدمی کو لیلۃ القدر کے حاصل کرنے میں مجاہدہ کرنا چاہیے جیسے مجاہد فی سبیل اللہ مجاہدہ کرتا ہے۔ نیز اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ ضروری نہیں کہ مجاہدے سے لیلۃ القدر حاصل بھی ہو جیسے مسلمان جہاد میں اس لیے شریک ہوتا ہے کہ اسے شہادت حاصل ہو لیکن بعض اوقات تو اسے شہادت حاصل ہوتی ہے اور بعض اوقات حاصل نہیں ہوتی۔ بہر حال قیام لیلۃ القدر اور جہاد میں اس طرح مناسبت ہے کہ دونوں میں مقصود کی جستجو ہوتی ہے، کبھی مقصود حاصل ہوتا ہے اور کبھی نہیں۔

پھر اس طرح بھی مناسبت ہے کہ لیلۃ القدر میں "قیام" کرنے والا بہر حال اجر کا مستحق ہوتا ہے اور اگر لیلۃ القدر حاصل ہو جائے تو اجر میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مجاہد بھی بہر صورت اجر کا مستحق ہوتا ہے اور اگر شہادت مل جائے تو زیادہ اجر ملتا ہے۔

حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ انْتَدَبَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا إِيمَانٌ بِي وَتَصْدِيقٌ بِرُسُلِي أَنْ أُرْجِعَهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ، أَوْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَلَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ، وَلَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ

ترجمہ۔ ہم سے حرمی بن حفص نے بیان کیا، ان سے عبدالواحد نے، ان سے ابوزرعہ بن عمر بن جریر نے، وہ کہتے ہیں، میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) نکلے، اللہ اس کا ضامن ہو گیا (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیونکہ) اس کو میری ذات پر یقین اور میرے پیغمبروں کی تصدیق نے (اس سرفروشی کے لیے گھر سے) نکالا ہے (میں اس بات کا ضامن ہوں) کہ یا تو اس کو واپس کردوں، ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ یا (شہید ہونے کے بعد) جنت میں داخل کردوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) اور اگر میں اپنی امت پر (اس کام کو) دشوار نہ سمجھتا تو لشکر کا ساتھ نہ چھوڑتا اور میری خواہش ہے کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں۔

تشریح حدیث

یعنی اللہ نے اس شخص کی کفالت کر لی ہے جو اس کے راستہ میں نکل گیا کہ اس کو اجر کے ساتھ لوٹائے یا غنیمت کے ساتھ لوٹائے یا اسے جنت میں داخل کرے۔ مذکورہ جملے کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص محض اللہ کی رضا کے لیے ایمان اور تصدیق بالرسل کے ساتھ میدان جہاد میں جائے گا تو یا تو شہید ہو جائیگا اور جنت میں جائے گا ورنہ زندہ واپس آئے گا۔ اس صورت میں یا تو اجر کے ساتھ ہوگا یا غنیمت ساتھ ہوگی۔ اس پر اشکال ہوتا ہے کہ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اگر مجاہد زندہ واپس آئے گا تو اس کے پاس دونوں میں سے صرف ایک چیز ہوگی یا اجر ملے گا یا غنیمت ملے گی۔ دونوں چیزیں نہیں ملیں گی حالانکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مجاہد صرف اجر کے ساتھ آتا ہے، غنیمت نہیں ہوتی اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ غنیمت کے ساتھ آتا ہے اور اس کے ساتھ اجر بھی ہوتا ہے کیونکہ

مجاہد فی سبیل اللہ کو بہر صورت اجر ملتا ہے خواہ غنیمت ملے یا نہ ملے۔

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جواب دیا ہے کہ یہاں ''او'' مانعۃ الخلو کے لیے ہے یعنی دونوں میں ایک ضرور ہوگا اور دونوں جمع بھی ہوسکتے ہیں۔ حافظ ابن عبدالبرؒ اور علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ ''او'' بمعنی واؤ ہے۔ اسی کو حافظ تور بشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ترجیح دی ہے۔ اس کا قرینہ یہ ہے کہ مسلم شریف کے ایک طریق میں واؤ کے ساتھ یعنی ''اجر و غنیمة'' وارد ہے۔ اسی طرح نسائی اور ابوداؤد میں بھی واؤ کے ساتھ ''من اجر و غنیمة'' کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس جواب پر یہ اشکال کیا ہے کہ اسکا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ جو بھی مجاہد زندہ واپس آئے گا وہ اجر و غنیمت دونوں ساتھ لائے گا۔ حالانکہ بعض اوقات مجاہد بلا غنیمت کے آتا ہے۔ حافظ رحمۃ اللہ علیہ کے اس اشکال کا یہ جواب ہوسکتا ہے کہ دونوں ساتھ لانے کا مطلب یہ ہے کہ فی الجملہ دونوں کے ساتھ آئے گا یعنی کبھی تو دونوں کیساتھ آئیگا اور کبھی صرف اجر کیساتھ آئیگا۔

ولو لا ان اشق علیٰ اُمتی ماقعدت خلف سریة

امت کیلئے مشقت کی وجوہ

اُمت کے لیے مشقت کی کئی وجوہ ہوسکتی ہیں۔

۱...... ایک مشقت تو یہی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگر جہاد میں تشریف لے جاتے تو مدینہ منورہ میں انتظامی امور اور معاملات میں تعطل پیدا ہوگا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف فرما نہیں ہوں گے تو پیچھے جو واقعات پیش آئیں گے ان کا فیصلہ اور تصفیہ کیسے ہوگا؟ یقیناً اس سے لوگوں کو مشکل اور پریشانی ہوگی۔

۲...... دوسری وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہر جہاد میں تشریف لے جاتے تو اس کا مطلب ہوتا کہ امیر کی جہاد میں شرکت لازم ہے۔ لہٰذا بعد میں جو خلفاء آنے والے تھے ان کے لیے دُشواری ہوتی کہ ان کو جہاد میں خود نکلنا پڑتا۔ ظاہر ہے کہ اس میں بڑا حرج تھا۔

۳...... تیسری وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد میں تشریف لے جاتے تھے تو اہل ایمان میں سے کوئی بھی مدینہ منورہ میں رہنے پر تیار نہیں ہوتا تھا۔ ہر ایک کی یہی خواہش ہوتی تھی کہ وہ جہاد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہو۔ پھر جب ہر شخص جانا چاہتا تو سب کے لیے سواری کا بندوبست نہ ہوسکتا۔ ان مشکلات کی وجہ سے جب وہ نہ جاسکتے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے تو ان کی بے چینی اور بے قراری کی کوئی حد نہیں رہتی۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لو لا ان اشق علیٰ اُمتی ماقعدت خلف سریة''

سریہ اور غزوہ میں فرق

سریہ لشکر کے اس دستے کو کہتے ہیں جس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود شرکت نہ فرمائی ہو۔ سریہ میں زیادہ سے

زیادہ۔ چار سو افراد ہوتے تھے۔ سریہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ سری سے ماخوذ ہے جس کے معنی "نفیس وعمدہ شئ" کے ہوتے ہیں چونکہ سریہ میں بھی لشکر میں سے منتخب افراد کو چن کر بھیجا جاتا ہے اس لیے اس کو سریہ کہتے ہیں۔

غزوہ اس لشکر کو کہتے ہیں جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنفس نفیس شرکت کی ہو۔

باب تَطَوُّعُ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنَ الإِيمَانِ

رمضان (کی راتوں) میں نفل عبادت ایمان ہی کا جزو ہے

وضاحت ترجمۃ الباب

بعض کے نزدیک تطوع قیام رمضان سے مراد نماز تراویح ہے۔ چنانچہ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث الباب میں صرف نماز تراویح کی فضیلت بیان ہوئی ہے جو رمضان المبارک کی راتوں کا مخصوص عمل ہے نماز تہجد اور دیگر نوافل جو رمضان المبارک کے ساتھ خاص نہیں وہ اس سے مراد نہیں۔

لیکن حافظ ابن حجرؒ اور علامہ نووی کی رائے یہ ہے کہ رمضان المبارک میں ادا کیے ہوئے تمام نوافل اس میں داخل ہیں اور قیام رمضان کی فضیلت سب کو حاصل ہے۔

مقصد ترجمۃ الباب

اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ دو باتوں کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ قیام رمضان سنت ہے واجب نہیں۔ دوسرا یہ کہ جس طرح عباداتِ مفروضہ ایمان میں داخل ہیں اسی طرح عباداتِ مندوبہ بھی داخل ہیں۔

نیز اس سے معتزلہ کی ایک جماعت کی تردید کرنا بھی مقصود ہے جو کہتے ہیں کہ فرائض تو ایمان میں داخل ہیں نوافل وغیرہ داخل نہیں۔

کیا نوافل کو جماعت سے ادا کیا جا سکتا ہے؟

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرض پر قیاس کر کے نوافل کی جماعت کو بلا کراہت جائز لکھا ہے جبکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے نوافل کی جماعت کو مکروہ لکھا ہے ان کا استدلال یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ اور تابعین سے نوافل کی جماعت کا ثبوت نہیں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عادت مبارکہ نوافل اور سنن گھروں میں ادا کرنے کی تھی مسجد میں وہ صرف فرض پڑھتے تھے۔ چنانچہ اسی سے علماء نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ فرض کی ادائیگی مسجد میں افضل ہے خواہ منفرد ہی ہو اس کے برعکس نوافل وسنن کی ادائیگی گھروں میں افضل ہے اور بہ نسبت مسجد کے گھروں میں پڑھنے کا ثواب پچیس گنا زیادہ ہے۔ "کمافی المصنف ابن ابی شیبۃ باسناد قوی"

← حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ

صلی الله علیه وسلم قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

ترجمہ۔ ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا، ان سے مالک نے ابن شہاب سے نقل کیا، انہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رمضان کی راتیں ایمان اور حصول ثواب کی نیت کے ساتھ ذکر وعبادت میں گزارے اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

باب صَوْمُ رَمَضَانَ احْتِسَابًا مِنَ الْإِيمَانِ

نیت خالص کے ساتھ رمضان کے روزے رکھنا ایمان کا جزو ہیں

احتساب کا معنی

احتساب کی قید ہر عبادت میں معتبر ہے۔ احتساب کے معنی اللہ تعالیٰ سے ثواب کی تمنا ہے اور صوم رمضان میں خاص طور پر اس قید کا اظہار الفاظ روایت کے پیش نظر ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے احتسابا فرما کر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ اشیاء ایمان میں اس وقت معتبر ہوں گی جب کہ مع الاحتساب ہوں۔

قیامِ رمضان کو صومِ رمضان پر مقدم کرنے کی وجہ

۱...... "قیام رمضان" رات میں ہوتا ہے اور "صیام" دن میں ہوتا ہے چونکہ "قیام رمضان" صیام رمضان سے زمانا مقدم ہے اس لیے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر میں بھی اس کو مقدم فرما دیا۔ ۲...... قیام رمضان، روزے کی تمہید ہے کیونکہ قیام رمضان کا ایک جزء تراویح ہے اور اس میں تہجد، ذکر، نوافل اور دعا وغیرہ بھی داخل ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب کوئی یہ "قیام" کرے گا تو سحری کا وقت آجائے گا۔ اس طرح یہ قیام روزے کی تمہید بن جائے گا۔ تمہید چونکہ پہلے ہوا کرتی ہے اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قیام رمضان کو پہلے اور روزے کو بعد میں ذکر کیا۔ اس باب کے تحت جو حدیث بیان ہوئی ہے اس میں رمضان کے روزوں پر گزشتہ گناہوں کی مغفرت کا وعدہ ہے اور اس سے پہلے قیام رمضان پر بھی ایسا وعدہ ہوا اور اسی طرح دیگر بہت سے اعمال پر گزشتہ گناہوں کی مغفرت کا وعدہ احادیث میں ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ جب صوم رمضان سے گزشتہ گناہوں کی مغفرت ہوگئی تو پھر قیامِ رمضان اور دیگر اعمال سے کون سے گناہوں کی مغفرت ہوگی۔ علامہ نووی اور علامہ عینی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب اس سے پہلے گناہ، توبہ سے یا کسی عمل سے دھل چکے تو دوسرے اعمال سے بجائے مغفرت ذنوب کے اس کے لیے نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے درجات بلند ہوں گے۔

← حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

ترجمہ۔ ہم سے ابن سلام نے بیان کیا، انہیں محمد بن فضیل نے خبر دی ان سے یحییٰ بن سعید نے ابوسلمہ کے واسطے سے بیان کیا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے، جو شخص رمضان کے روزے ایمان اور خالص نیت کے ساتھ رکھے، اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

بابُ الدِّینُ یُسرٌ (دین آسان ہے)

ماقبل سے ربط اور مقصود ترجمہ

گزشتہ باب میں "صوم رمضان" کا ذکر ہے اور صوم رمضان میں یسر کے معنی موجود ہیں کیونکہ مسافر اور مریض کو صوم رمضان کو مؤخر کرنے کی اجازت ہوتی ہے برخلاف نماز کے۔ اسی طرح شیخ فانی کے حق میں تو صوم بالکل ہی ساقط ہو جاتا ہے اور اس کی بجائے اس پر فدیہ لازم ہو جاتا ہے برخلاف نماز کے کہ وہ معاف نہیں ہوتی۔ پھر صوم بارہ مہینوں میں سے صرف ایک مہینہ ہے جب کہ نماز روزانہ رات دن میں پانچ وقت پڑھنی ہوتی ہے' یہ بھی یسر ہے۔ صوم کے اس یسر کی طرف متوجہ کرنے کے لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں "الدین یسرٌ" کا باب قائم فرمایا ہے۔

بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ معتزلہ اور خوارج پر رد فرما رہے ہیں اس لیے کہ انہوں نے دین کو اتنا سخت بنا دیا ہے کہ اگر ایک وقت کی نماز چھوٹ گئی تو کافر ہو گیا' ذرا سی لغزش ہوئی تو کافر بن گیا۔ یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دین اتنا سخت نہیں جتنا اس کو بنا رکھا ہے بلکہ دین آسان ہے۔

قال النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم احب الدین الی اللّٰہ الحنیفیۃ السَّمْحَۃ

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ دین وہ ہے جو سیدھا اور آسان ہو۔ مطلب یہ کہ اللہ کے نزدیک دین کے تمام اعمال واحکام محبوب ہیں۔ البتہ ان میں جو آسان ہوں وہ زیادہ محبوب ہیں۔

یا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمام ادیان محبوب ہیں لیکن ان میں سے وہ دین زیادہ محبوب ہے جو حنفیت اور سہولت کے اوصاف سے متصف ہے۔ "حنیفیۃ" سے مراد ملت ابراہیمیہ حنیفیہ ہے اور "السمحۃ" کا معنی ہے آسان۔

تعلیقاتِ بخاری

مذکورہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جن کو امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں تعلیقاً درج کیا ہے۔

اس طرح کی احادیث دو قسم کی ہیں۔ بعض تو وہ احادیث ہیں جن کو صرف تعلیقاً ہی لائے ہیں اور اسے اپنی صحیح میں کہیں موصولاً درج نہیں کیا اور بعض وہ احادیث ہیں جن کو امام بخاریؒ نے ایک جگہ اگر تعلیقاً ذکر کیا ہے تو دوسری جگہ موصولاً ذکر کیا ہے۔

یہ دوسری قسم کی احادیث' بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط کے موافق ہیں اور ان کو تعلیقاً لانے کی غرض یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بار بار ایک ہی صورت سے کسی حدیث کو لانے سے احتراز کرتے ہیں اور جو حدیثیں صرف تعلیقاً لاتے ہیں اور اپنی صحیح میں کسی اور مقام پر ان کو ذکر نہیں کرتے وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط کے مطابق نہیں ہوتیں۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْغِفَارِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ مَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ ، فَسَدِّدُوا

وَقَارِبُوا وَأَبْشِرُوا ، وَاسْتَعِينُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ

ترجمہ۔ ہم سے عبدالسلام بن مطہر نے بیان کیا، انہیں عمر بن علی نے، انہیں معن بن محمد الغفاری نے خبر دی، وہ سعید بن ابی سعید المقبری سے نقل کرتے ہیں۔ وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ دین بہت آسان ہے اور جو شخص دین میں سختی (اختیار) کرے گا تو دین اس پر غالب آجائے گا (اس لیے) اپنے عمل میں استقامت اختیار کرو اور (جہاں تک ہو سکے) میانہ روی برتو، خوش ہو جاؤ، (کہ اس طرز عمل پر اللہ کے یہاں اجر ملے گا) اور صبح، دوپہر، شام اور کسی قدر رات میں (عبادت سے) مدد حاصل کرو۔

تشریح حدیث:۔ الدین میں الف لام عہد کا ہے اس سے مراد دین اسلام ہے اور "یسرٌ" مصدر ہے اور اس کا حمل "الدین" پر ہو رہا ہے۔ لہٰذا یا تو یہ حمل مبالغہ پر محمول ہے جیسے "زید عدلٌ" میں مبالغہ ہے۔ اس صورت میں مطلب ہوگا کہ دین سراسر آسان ہی آسان ہے یا "یسرٌ" "ذو یسرٌ" کے معنی میں ہوگا۔ اس صورت میں مطلب ہوگا کہ دین اسلام آسانی والا ہے۔

دین کے آسان ہونے کا ایک مطلب یہ ہے کہ آدمی دین کے مقتضیات پر عمل کرے اور دنیا کے کاموں کی حرص اور بڑی لمبی اُمیدیں نہ باندھے جن کی وجہ سے دین پر عمل میں بھی دُشواریاں آتی ہیں۔ دین کے آسان ہونے کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ وہ خدا کی رضا جوئی کا نام ہے جس سے ایک مسلمان اعلیٰ مقامات ودرجات تک پہنچ سکتا ہے دین پر عمل کرنا اگر خالصاً خدا کی رضاء کے لیے ہو تو اس کی وجہ سے طاعت وعبادت میں حلاوت حاصل ہوتی ہے اور اس حلاوت کی وجہ سے دین پر عمل کرنا بڑا آسان ہو جاتا ہے۔

ولن یشاد الدین احد الاّ غلبه

یعنی دین میں اگر کوئی شدت اختیار کرے گا تو دین اسے مغلوب کر دے گا۔ دین میں شدت اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عذر کی حالت میں جو رخصت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دی ہے ان کو اختیار کرنا مثلاً شریعت مطہرہ کا حکم ہے کہ عذر کی حالت میں تیمم کر لو اور اسی طرح مریض کو حکم ہے کہ اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں تو بیٹھ کر نماز پڑھے لیکن اگر کوئی شخص اس رخصت پر عمل نہیں کرتا تو ظاہر ہے اس کی بیماری بڑھ سکتی ہے اور یہی اس کے غالب ہونے کے معنی ہیں کہ اس سختی سے تم کو پریشانی ہوگی۔

فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا

ٹھیک ٹھیک دین کا راستہ اختیار کرو اور آپس میں ایک دوسرے سے مل کر رہو اور آپس میں اختلاف نہ کرو۔

وَاَبْشِرُوْا اور ایک دوسرے کو خوشخبری سناؤ۔

واستعینوا بالغُدوة والرَّوحة وشیء من الدُّلجه

اور صبح وشام اور آخر شب کے اوقات سے اپنی طاعت وعبادت اور دوسرے کاموں میں مدد حاصل کرو۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (یہ جملے اگر انسان مضبوطی سے پکڑے تو ولی بن سکتا ہے)

مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تیس سال کے تجربہ کے بعد معلوم ہوا کہ جو چیز اتنی مشکل معلوم ہوتی تھی وہ بڑی آسانی سے حاصل ہوسکتی ہے۔ پھر یہ حدیث سنائی "واستعینوا بالغدوۃ والرّوحۃ وشیءٌ من الدُّلجہ" فرمایا جو چاہے اس کا تجربہ کرلے پھر دیکھے کیا کیفیت ہوتی ہے۔

باب الصَّلاۃُ مِنَ الإِیمَانِ (نماز ایمان کا جزو ہے)

وَقَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی (وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیعَ إِیمَانَکُمْ) یَعْنِی صَلاتَکُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تمہارے ایمان کو ضائع کرنے والا نہیں، یعنی تمہاری وہ نمازیں جو تم نے بیت المقدس کی طرف منہ کرکے پڑھی ہیں۔

ماقبل سے ربط و مقصود ترجمۃ الباب

پہلے باب میں بتلایا تھا کہ دین آسان ہے اب یہاں دین کے ستون کا ذکر فرمایا جو دین واسلام کی ترقی کا سب سے بڑا سبب ہونے کے باوجود نہایت سہل اور آسان ہے۔ نیز گزشتہ باب میں استعانت بالاوقات کا ذکر آیا ہے کہ ان اوقات ثلثہ سے عبادت میں مدد حاصل کرو اور ان تینوں اوقات میں سب سے افضل بدنی عبادت جو کی جاتی ہے وہ پانچوں نمازیں ہیں۔

شارحین کرام فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد ایمان کی ترکیب اور اعمال کا' جزء ایمان ہونا ثابت کرنا ہے کیونکہ محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہاں آیت کریمہ "وما کان اللہ لیضیع ایمانکم" میں ایمان سے مراد نماز ہے اور شان نزول بھی اسی پر دلالت کرتا ہے اور نماز پر ایمان کا اطلاق! اطلاق الکل علی الجزء ہے۔ لہٰذا جزیت ثابت ہوگئی اور ہم جو اعمال کو ایمان کا جزء نہیں مانتے' کہتے ہیں کہ "الصلوٰۃ من الایمان" میں من تبعیضیہ نہیں بلکہ من ابتدائیہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ نماز' ایمان کے متعلقات اور ثمرات میں سے ہے جہاں تک آیت قرآنی میں "ایمان" کا اطلاق نماز پر ہے تو اس کے بارے میں کہا جائے گا کہ یہ اطلاق الکل علی الجزء کی قبیل سے نہیں بلکہ اطلاق الاصل علی الفرع کی قبیل سے ہے۔

نیز اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مرجئہ کی تردید بھی کررہے ہیں جو اعمال کی اہمیت کے یکسر منکر ہیں۔

آیت کریمہ کا شان نزول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کعبہ شریف کو قبلہ قرار دینے سے پہلے جبکہ قبلہ بیت المقدس تھا۔ کچھ حضرات وفات پاچکے تھے جب کعبہ کو قبلہ قرار دیا گیا تو اُن حضرات کے متعلقین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ توفی اخواننا وھم یصلون الی الکعبۃ الاُولٰی وقد صرفک اللہ تعالٰی اِلٰی قبلۃ ابراھیم علیہ السلام فکیف باخواننا فی ذٰلک؟" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے بہت سارے بھائی قبلہ اولیٰ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے' اب آپ کو اللہ تعالیٰ نے قبلہ ابراہیمی کی طرف رُخ کرنے کا حکم دیا ہے' ہمارے ان بھائیوں کی نمازوں کا کیا حکم

ہے؟ آیا ان کی نمازوں کے ثواب میں کوئی کمی تو واقع نہ ہوگی؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جب تم نے بیت المقدس کی طرف نماز محض اطاعتِ حکم خداوندی کے سبب پڑھی تو تمہاری نمازوں کے اجر وثواب میں کسی طرح کا نقصان واقع نہ ہوگا۔

یعنی صلوٰتکم عندالبیت

بعض شارحین فرماتے ہیں کہ یہاں عندالبیت غلط ہے صحیح الی غیرالبیت ہے کسی کاتب سے غلطی ہوگئی ہے اور اس نے عندالبیت لکھ دیا ہے کیونکہ قرآن وحدیث میں جہاں بھی بیت کا لفظ استعمال ہوتا ہے اس سے مراد کعبہ شریف ہوتا ہے اس لیے یہاں لفظ غیرالبیت ہونا درست ہے لیکن حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ سارے نسخوں میں لفظ بیت ہی ہے۔ لہٰذا سب نسخوں میں کاتب کی غلطی نہیں ہوسکتی۔ وہ فرماتے ہیں یہاں یہ توجیہ کی جائے کہ عندالبیت سے مراد وہ نمازیں ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مکہ مکرمہ میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی تھیں۔ وہ اس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیت اللہ کے پاس اس طرح کھڑے ہوتے تھے کہ بیت اللہ بھی آپ کے سامنے ہوتا اور بیت المقدس بھی یعنی کعبہ کے جنوب میں کھڑے ہوتے تھے لیکن ہجرت کے بعد مدینہ منورہ تشریف لائے تو اب صرف بیت المقدس کی طرف رُخ کرتے تھے۔

تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق فرمایا کہ آپ نے جو نمازیں تحویل قبلہ سے قبل بیت اللہ کی دیواروں کے نیچے کھڑے ہو کر بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے پڑھی ہیں ہم تمہاری وہ نمازیں ضائع نہیں کریں گے بلکہ قبول فرمائیں گے اور جب عندالبیت والی نمازوں کو ہم نے قبول کرلیا تو جو نمازیں عندالبیت نہیں پڑھی گئیں بلکہ مدینہ منورہ رہ کر پڑھی گئیں تو وہ بطریق اولیٰ مقبول ہوں گی۔ حافظ رحمۃ اللہ علیہ کی اس توجیہ سے عندالبیت کا جملہ درست ہوگا۔

← حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ أَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِينَةَ نَزَلَ عَلَى أَجْدَادِهِ أَوْ قَالَ أَخْوَالِهِ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَأَنَّهُ صَلَّى قِبَلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا، أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَكَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ تَكُونَ قِبْلَتُهُ قِبَلَ الْبَيْتِ، وَأَنَّهُ صَلَّى أَوَّلَ صَلَاةٍ صَلَّاهَا صَلَاةَ الْعَصْرِ، وَصَلَّى مَعَهُ قَوْمٌ، فَخَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ صَلَّى مَعَهُ، فَمَرَّ عَلَى أَهْلِ مَسْجِدٍ، وَهُمْ رَاكِعُونَ فَقَالَ أَشْهَدُ بِاللَّهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قِبَلَ مَكَّةَ، فَدَارُوا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ، وَكَانَتِ الْيَهُودُ قَدْ أَعْجَبَهُمْ إِذْ كَانَ يُصَلِّي قِبَلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، وَأَهْلُ الْكِتَابِ، فَلَمَّا وَلَّى وَجْهَهُ قِبَلَ الْبَيْتِ أَنْكَرُوا ذَلِكَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ فِي حَدِيثِهِ هَذَا أَنَّهُ مَاتَ عَلَى الْقِبْلَةِ قَبْلَ أَنْ تُحَوَّلَ رِجَالٌ وَقُتِلُوا، فَلَمْ نَدْرِ مَا نَقُولُ فِيهِمْ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى (وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ)

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا۔ انہیں زہیر نے خبر دی، انہیں اسحاق نے حضرت براء بن عازبؓ سے خبر دی کہ رسول اللہ جب مدینہ تشریف لائے تو پہلے اپنی ننھیال میں اترے جو انصار تھے اور وہاں آپ نے ۱۶ یا ۱۷ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبلہ بیت اللہ کی طرف ہو (جب بیت اللہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوگیا) سب سے پہلی نماز جو آپ نے بیت اللہ کی طرف پڑھی، عصر کی تھی۔ آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی پڑھی، پھر آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والوں میں سے ایک آدمی نکلا اور اس کا گزر مسجد (بنی حارثہ) کی طرف سے ہوا تو وہ رکوع

میں تھے۔ تو وہ بولا کہ میں اللہ کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ مکہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے تو (یہ سن کر) وہ لوگ اسی حالت میں بیت اللہ کی طرف گھوم گئے۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے، یہود اور عیسائی خوش ہوتے تھے۔ مگر جب بیت اللہ کی طرف منہ پھیر لیا تو انہیں یہ امر ناگوار ہوا۔ زہیر ایک راوی کہتے ہیں کہ ہم سے ابواسحٰق نے براء سے یہ حدیث بھی نقل کی ہے کہ قبلہ کی تبدیلی سے پہلے کچھ مسلمان انتقال کر چکے تھے تو ہمیں یہ معلوم نہ ہوسکا کہ انکی نمازوں کے بارے میں کیا کہیں، تب اللہ نے یہ آیت نازل کی۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ اِيْمَانَكُمْ

تشریح حدیث

نزل علی احداده اوقال اخواله من الانصار یہاں او شک کے لیے ہے اور یہ شک ابواسحاق کو ہوا ہے۔

یہاں اجداد و اخوال سے براہِ راست حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ننھیال یا ممہیال والے مراد نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ بنت وہب قرشیہ تھیں بلکہ یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کے ننھیال والے مراد ہیں کیونکہ ان کے والد ہاشم نے مدینہ منورہ میں بنی عدی بن نجار میں شادی کی تھی۔

تحویل قبلہ کے متعلق اقوال

ایک قول یہ ہے کہ تحویل قبلہ دو مرتبہ ہوئی اور نسخ بھی دو مرتبہ ہوا یعنی شروع میں جب نماز فرض ہوئی تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیت اللہ کو ہی قبلہ مقرر کیا گیا لیکن بعد میں وہ قبلہ کعبہ سے بیت المقدس کی طرف منتقل کر دیا گیا اور بیت المقدس کی طرف منتقل کرنے کے بعد سولہ سترہ مہینے تک نماز پڑھی گئی اور پھر بیت اللہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم آیا تو گویا نسخ دو مرتبہ ہوا اور تحویل بھی دو مرتبہ ہوئی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ تحویل قبلہ کا نسخ دو مرتبہ نہیں ہوا بلکہ جب سے نماز فرض ہوئی اس وقت سے ہی قبلہ بیت المقدس کو بنایا گیا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبعی خواہش یہ تھی کہ قبلہ بیت اللہ ہی ہو۔ مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز اس طرح پڑھا کرتے تھے کہ آپ رُکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان شمال کی طرف رُخ کر کے کھڑے ہوتے۔ اس طرح بیت اللہ اور بیت المقدس دونوں کا استقبال ہوتا تھا جس سے حکم شرعی کی تعمیل بھی ہو جاتی تھی اور بیت اللہ کی طرف رُخ کرنے کی طبعی خواہش بھی پوری ہو جاتی۔ مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد یہ صورت ممکن نہ رہی اس لیے مدینہ منورہ میں آپ نے حکم شرعی کی تعمیل فرمائی کہ بیت المقدس کی طرف رُخ فرماتے رہے لیکن دل میں یہ خواہش برقرار رہی کہ قبلہ اگر بیت اللہ کی طرف ہو جائے تو اچھا ہے اس لیے آپ وحی کے انتظار میں بار بار آسمان کی طرف نظر اُٹھاتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی "قد نریٰ تقلُّبَ وجھک فِی السماء فلنوِلّینّک قبلة ترضٰها" چنانچہ قبلہ بدل دیا گیا اور قبلہ بیت اللہ ہو گیا۔ اس قول کے مطابق نسخ ایک مرتبہ ہوا۔

تیسرا قول یہ ہے کہ جب نماز فرض کی گئی تو اس وقت آپ کے لیے منجانب اللہ کوئی خاص قبلہ مقرر نہیں کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے بیت اللہ کو قبلہ بنایا اور نماز میں اس طرح کھڑے ہوتے تھے کہ بیت اللہ کا استقبال بھی ہو اور

بیت المقدس (جو اہل کتاب یعنی یہودیوں کا قبلہ بھی تھا) کا استقبال بھی ہو۔ پھر آپ کو حکم ملا کہ بیت المقدس کی طرف رُخ کریں اور پھر سولہ' سترہ ماہ کے بعد اس حکم کو منسوخ کر دیا گیا اور کعبہ شریف کو قبلہ بنا دیا گیا تو اس تیسرے قول کے مطابق بھی نسخ ایک مرتبہ ہوا۔ بہت سے علماء نے آخری دو اقوال میں سے کسی ایک کو ترجیح دی ہے کیونکہ پہلے قول میں دو مرتبہ نسخ لازم آتا ہے اور یہ کوئی پسندیدہ بات نہیں اس لیے وہ کہتے ہیں کہ ایسا قول اختیار کیا جائے جس میں نسخ ایک مرتبہ ہو۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ' ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے محدثین کا رُجحان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔

استقبال بیت المقدس کی مدت

اس سلسلہ میں متعدد روایات ہیں۔ ان میں سے سولہ مہینوں' سترہ مہینوں' سولہ یا سترہ مہینوں والی روایات صحیح اور باقی سب ضعیف ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ تینوں روایات میں تطبیق دی ہے وہ اس طرح کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ربیع الاوّل کو مدینہ منورہ ہجرت فرما کر پہنچے۔ پھر دوسرے سال صحیح قول کے مطابق نصف رجب کو تحویل قبلہ ہوا۔ بارہ ربیع الاوّل سے پندرہ رجب تک بعض نے تو اس طرح شمار کیا کہ انہوں نے ربیع الاوّل اور رجب کے دنوں کو ایک ماہ شمار کیا تو وہ سولہ مہینے بن گئے اور بعض نے ربیع الاوّل اور رجب کو مستقل مہینے شمار کیا تو وہ سترہ مہینے بن گئے۔ لہٰذا کوئی تعارض نہ رہا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت المقدس کا استقبال حکمِ قرآنی کی بنیاد پر کیا تھا یا اپنے اجتہاد کی بنیاد پر؟

حضرات شوافع کے دونوں ہی قول ہیں۔ اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد اور اپنی رائے سے ایسا کیا تھا' آپ کا مقصود یہود کی تالیف قلب تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال تھا کہ یہودی ہمارے دین کی طرف مائل ہو جائیں گے لیکن یہودی بڑے سخت مزاج تھے وہ مائل نہ ہوئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اندازہ ہو گیا کہ وہ اب اسلام کی طرف مائل نہ ہوں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل چاہنے لگا کہ وہ اپنے آبائی قبلہ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کو چونکہ باقی رکھا گیا تھا اس لیے آپ نے اپنے ارادہ سے بیت المقدس کو نہیں چھوڑا بلکہ اللہ کے حکم کا انتظار کرتے رہے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کا قبلہ منسوخ کر دیا اور کعبہ کو قبلہ بنا دیا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ قرآن سے سنت کا نسخ ہو سکتا ہے۔

وانّه صلی اوّل صلوٰة صلّاها صلاة العصر

اس میں اختلاف ہے کہ تحویل قبلہ کہاں ہوا اور کب ہوا۔ بعض نے کہا کہ مسجد نبوی میں ہوا جبکہ بعض کہتے ہیں کہ مسجد بنو سلمہ یعنی مسجد ذو قبلتین میں ہوا۔ پھر اس میں بھی دو قول ہیں کہ تحویل نماز ظہر میں ہوئی یا نماز عصر میں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں بہترین تطبیق دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بنو سلمہ میں نماز ظہر کی دو رکعتیں پڑھا چکے تھے کہ تحویل کا حکم آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہی پھر گئے اور بقیہ دو رکعتیں بیت اللہ کی طرف رُخ کر کے پڑھائیں۔ حاصل یہ کہ

تحویل کا واقعہ تو مسجد بنو سلمہ (ذو قبلتین) میں ہوا اور نماز ظہر میں ہوا اور چونکہ تحویل کے بعد مکمل نماز مسجد نبویؐ میں عصر کی نماز پڑھائی۔ اس لیے بعض نے مسجد بنو سلمہ اور ظہر کا ذکر کر دیا اور بعض نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور نماز عصر کا ذکر کر دیا۔ لہٰذا کوئی تعارض نہ رہا۔

دوسری مسجد والوں کو تحویل کی خبر دینے والا کون تھا؟

بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ عباد بن بشر تھے جبکہ بعض کا خیال ہے کہ عباد بن نہیک تھے۔

باب حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ (آدمی کے اسلام کی خوبی)

ماقبل سے ربط اور مقصود ترجمہ:۔ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلا باب ہے "الصلوٰۃ من الایمان" اور اس باب میں "حُسنِ اسلامِ المرأ" کا بیان ہے اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ نماز سے ہی اسلام کے اندر حسن آئے گا اس لیے دونوں ابواب میں ربط پایا جاتا ہے۔ اس ترجمۃ الباب کا مقصد حسب سابق ایمان میں کمی بیشی کا اثبات ہے اور ساتھ ساتھ مرجۂ معتزلہ اور خوارج کا رد کرنا مقصود ہے۔

جہاں تک ایمان میں کمی بیشی کا تعلق ہے وہ اسی طرح سمجھئے کہ ایک ہے اسلام اور دوسرا ہے اس کا حسن۔ اسلام کے معنی اطاعت کے ہیں۔ اگر ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن میں بھی اطاعت ہو تو اسلام میں ایک درجہ حسن کا آ گیا۔ اگر اس کے ساتھ مزید انشراح حاصل ہو جائے تو حسن میں مزید اضافہ ہو گا اور اگر طاعات و اعمال صالحہ کے ذریعے ایمان میں مزید نورانیت اور جلا پیدا ہو تو اس کا حسن اور بڑھے گا۔ غرضیکہ اسلام حسن کو قبول کرتا ہے اور حسن کے مختلف درجات ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں کمی بیشی ہوتی ہے ایمان اور اسلام ایک چیز ہیں۔ لہٰذا جب اسلام میں تفاوت ثابت ہو گیا تو ایمان میں بھی تفاوت ہو گا۔

قَالَ مَالِكٌ أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ إِذَا أَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ يُكَفِّرُ اللهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَفَهَا، وَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْقِصَاصُ، الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ، وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَتَجَاوَزَ اللهُ عَنْهَا

ترجمہ۔ امام مالکؒ کہتے ہیں، مجھے زید بن اسلم نے خبر دی، انہیں عطاء ابن یسار نے، ان کو حضرت ابو سعید خدریؓ نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب (ایک) بندہ مسلمان ہو جائے اور اس کا اسلام عمدہ ہو (یقین و خلوص کے ساتھ ہو) تو اللہ اس کے ہر گناہ کو جو اس نے (اسلام لانے) سے پہلے کیا ہو گا، معاف فرما دیتا ہے اور اب اس کے بعد بدلہ شروع ہو جاتا ہے (یعنی) ایک نیکی کے عوض دس گنے سے لے کر سات سو گنے تک (ثواب) اور ایک برائی کا اسی برائی کے مطابق (بدلہ دیا جاتا ہے) مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس برائی سے بھی درگذر کرے (اور اسے بھی معاف فرما دے)۔

اذا اسلم العبد فحسن اسلامه يكفر الله عنه كل سيئة كان زلفها

حدیث پاک کے مذکورہ ٹکڑے کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کا ایک جملہ حذف کر دیا ہے۔ وہ جملہ یہ ہے "و کتب له کل حسنة کان زلفها" یعنی مسلمان ہو جانے کی صورت میں زمانہ کفر کے اعمال حسنہ بھی لکھ لیے جاتے ہیں چونکہ آخرت میں ان

پر اجروثواب مرتب ہوگا جو جملہ بخاری شریف میں یہاں حذف کیا گیا ہے۔ دار قطنی نے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں اس کا تذکرہ کیا ہے اور اس کی تائید ایک دوسری روایت سے بھی ہوتی ہے جو حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مسلم شریف میں مروی ہے۔

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتابت حسنہ سے متعلق حصہ کو اس لیے حذف کر دیا ہے کہ وہ خلاف قواعد ہے۔ یعنی اسلام کے بعد سیئات کی معافی واضح بات ہے۔ چونکہ نصوص میں وضاحت موجود ہے لیکن مسلمان ہو جانے کی صورت میں کفر کے زمانہ کے اعمال صالحہ پر اجروثواب کا مرتب ہونا یہ خلاف قواعد ہے۔

لیکن بہت سارے محققین فرماتے ہیں کہ یہ کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ خلاف قاعدہ تب ہوتا کہ کفر کے زمانے میں صادر ہونے والے اچھے اعمال لکھ لیے جاتے حالانکہ حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کفر کے زمانے میں کچھ اچھے اعمال کر لیے تھے اور پھر مسلمان ہوگیا تو اب اس کے گزشتہ اعمال گن لیے جائیں گے اور لکھ لیے جائیں گے۔ لہٰذا یہ خلاف قاعدہ نہیں۔

حالتِ کفر میں اعمال صالحہ کرنا اور پھر اسلام لانے کے بعد ان پر اجروثواب کا مرتب ہونا

اس میں علماء کی دو جماعتوں کا اختلاف ہے۔ ایک جماعت کہتی ہے کہ اجروثواب ملے گا جبکہ دوسری جماعت کہتی ہے کہ اجروثواب نہیں ملے گا

قائلین اجروثواب کے دلائل

۱...... پہلی دلیل حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث الباب ہے۔

۲...... دوسری دلیل حضرت حکیم ابن حزام رضی اللہ عنہ کی روایت ہے "**یا رسول اللّٰہ ارأیت اشیاء کنت اتحنث بھا فی الجاھلیة من صدقة او عتاقة ومن صلة رحمٍ فھل فیھا من اجرٍ؟ فقال النّبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم اسلمتَ علٰی ماسلف من خیر**" اور مسلم شریف کی روایت میں ہے "**اسلمتَ علٰی ما اسلفتَ من خیر**" یعنی ماضی میں تم سے جو اعمالِ خیر ہوئے ہیں تم اُن کے ساتھ مسلمان ہوئے ہو یعنی وہ اعمال رائیگاں نہیں ہوئے۔

۳۔ تیسری دلیل مسلم شریف کی ایک حدیث ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "**یا رَسول اللّٰہ ابنُ جُدعان کان فی الجاھلیة یصل الرحم ویُطعم المسکین فھل ذاک نافعة؟ قال رسول اللّٰہ صَلی اللّٰہ علیه وسلّم لاینفعهٗ انه لم یقل یومًا: ربّ اغفرلی خطیئتی یوم الدین**" حضرات محدثین کرام اس کا مطلب یہ بیان فرماتے ہیں کہ چونکہ وہ بعث بعد الموت پر ایمان نہیں رکھتا تھا اس لیے وہ کافر ہے، کفر کی حالت میں مر جانے سے اس کے لیے یہ اعمال اس کے لیے مفید نہیں ہوں گے۔ معلوم ہوا اگر وہ "**ربّ اغفرلی خطیئتی یوم الدین**" کہہ دیتا یعنی آخرت پر وہ ایمان رکھتا تو اس کے اعمالِ حسنہ اس کے حق میں لکھے جاتے اور اُن کا ثواب اُسے ملتا جو حضرات اجروثواب کے قائل نہیں وہ مذکورہ دلائل کی مختلف تاویلات کرتے ہیں۔

زمانہ کفر کے معاصی وجرائم پر اسلام لانے کے بعد مؤاخذہ ہوگا؟

اس میں دو مذاہب ہیں۔ ایک مذہب ہے جمہور علماء کا جس میں آئمہ ثلاثہ یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ

علیہ اور امام شافعیؒ بھی داخل ہیں۔ ان کی رائے یہ ہے کہ اگر کافر سچے دل سے مسلمان ہو جائے تو جس طرح کفر زائل ہو جائے گا اسی طرح کفر کے ساتھ معاصی بھی زائل ہو جائیں گے۔ دوسرا مذہب ہے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا اور دیگر چند حضرات کا ان کی رائے میں تفصیل ہے۔ اگر اسلام لانے کے بعد اس نے جس طرح کفر سے توبہ کی ہے۔ اسی طرح جرائم سے بھی توبہ کر لی تو سابقہ جرائم و معاصی معاف ہو جائیں گے اور اگر وہ اسلام لانے کے بعد جرائم و معاصی میں مشغول ہے تو پھر جرائم و معاصی معاف نہ ہوں گے۔

دلائل جمہور

۱۔ قرآن حکیم میں ہے "قُلْ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ" اس آیت سے معلوم ہوا کفر سے باز آ کر اگر کوئی اسلام قبول کر لے تو اس کے سابقہ تمام جرائم و معاصی معاف ہو جاتے ہیں۔

۲۔ دوسری دلیل حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**اما علمت یا عمرو ان الاسلام یھدم ما کان قبلہ**" اس روایت میں مطلقاً ماقبل کے تمام معاصی کے ختم ہونے کا ذکر ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ اور ان کے متبعین کی دلیل

ان حضرات نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے جو صحیحین میں ہے "**قال قال رجلٌ یا رسول اللّٰہ انؤاخذ بما عملنا فی الجاھلیۃ؟ قال من احسن فی الاسلام لم یؤاخذ بما عمل فِی الجاھلیۃ ومن اساء اُخذ بالاوّل والاٰخر**" اس حدیث کی روشنی میں وہ حضرات فرماتے ہیں کہ جو شخص زمانہ اسلام میں اساءت اختیار کرے گا اس سے زمانہ کفر کے جرائم و معاصی کا بھی مواخذہ ہوگا۔

جمہور کی جانب سے مذکورہ دلیل کا جواب

جمہور کہتے ہیں کہ یہ حدیث محتمل ہے اور ایک محتمل روایت کی وجہ سے دوسری روایات کو مقید کرنا درست نہیں۔

اس میں پہلا احتمال وہ ہے جو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ "احسان فی الاسلام" کے معنی یہ ہیں کہ اسلام کا زمانہ پا کر مسلمان ہو جائے اور "**اساءت فی الاسلام**" کے معنی یہ ہیں کہ زمانہ اسلام کو پا کر اسلام کو قبول نہ کرے۔

دوسرا احتمال ابو حاتم بن حبان، قرطبی اور نووی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ "احسان فی الاسلام" یہ ہے کہ صدق دل سے اسلام میں داخل ہو اور "**اساءت فی الاسلام**" یہ ہے کہ ظاہر میں مسلمان ہو اور باطن میں منافق ہو۔

تیسرا احتمال طبری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ "**احسان فی الاسلام**" تو یہ ہے کہ مسلمان ہو جانے کے بعد اسلام پر باقی رہے اور "**اساءت فی الاسلام**" یہ ہے کہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد مرتد ہو جائے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے یہ حدیث 'کتاب استتابۃ المرتدین' میں بیان فرمائی ہے۔

و کان بعد ذٰلک القصاص : الحسنۃ بعشر امثالھا الٰی سبعمائۃ ضعف

حدیث کے مذکورہ جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ اضافہ سات سو گنا تک ہوتا ہے جبکہ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ

سات سو گنا سے زیادہ بھی اضافہ ہو سکتا ہے۔

حدیث باب کے پیش نظر بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ اضافہ سات سو گنا تک ہی ہوتا ہے اس سے زیادہ نہیں جبکہ جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ ایک نیکی میں اضافہ کے لیے سات سو گنا کی حد لازمی نہیں اس سے زیادہ اضافہ بھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ فضل صدقہ کے باب میں صحیحین کی روایت ہے، جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حلال کمائی سے اگر ایک کھجور بھی صدقہ کی جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے داہنے ہاتھ میں قبول فرماتے ہیں اور وہ ان کی ہتھیلی میں بڑھتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ پہاڑ سے بھی بڑھ جاتی ہے اللہ تعالیٰ اسے پال کر بڑا کرتے ہیں جس طرح تم لوگ اپنے بچھڑے کو پال کر بڑا کرتے ہو۔ اسی طرح ابن ابی عاصم النبیلؒ نے "کتاب العلم" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے "ان اللّٰہ تعالیٰ یعطی بالحسنة الفی الف حسنة" یعنی اللہ تعالیٰ ایک نیکی کے بدلہ میں بیس لاکھ نیکیاں عطا فرماتے ہیں اور بھی اسی طرح کی متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلاَمَهُ ، فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ ، وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِمِثْلِهَا

ترجمہ۔ ہم سے اسحٰق بن منصور نے بیان کیا' ان سے عبدالرزاق نے انہیں معمر نے ہمام سے خبر دی' وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جب اپنے اسلام کو عمدہ بنا لے (یعنی نفاق اور ریا سے پاک کر لے) تو ہر نیک کام جو وہ کرتا ہے اس کے عوض دس سے لے کر سات سو گنا تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر برا کام جو کرتا ہے وہ اتنا ہی لکھا جاتا ہے۔

باب أَحَبُّ الدِّينِ إِلَى اللَّهِ أَدْوَمُهُ

اللہ کو دین (کا) وہ (عمل) سب سے زیادہ پسند ہے جس کو پابندی سے کیا جائے

ماقبل سے ربط و مقصود ترجمة الباب

ماقبل سے ربط بیان کرتے ہوئے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ماقبل میں اسلام کے لیے حسن یعنی اوامر کو بجالانے اور نواہی سے بچنے کا بیان تھا اور اب اس میں مداومت کو بیان کرنا مطلوب ہے کیونکہ بندہ جب مداومت کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں اضافہ ہوگا اور اسلام کا حسن دائمی ہوگا۔

• حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس ترجمہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود یہ ہے کہ ایمان کا اطلاق عمل پر درست ہے کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں جو ترجمہ قائم کیا ہے وہ ہے "احب الدین الی اللّٰہ ادومہٗ" یہاں دین عمل کے معنی میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک محبوب عمل وہ ہے جس پر مداومت کی جائے۔ اس سے معلوم ہوا اعمال دین میں داخل ہیں اور مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایمان' اسلام اور دین کا اطلاق ایک ہی حقیقت پر ہوتا ہے تو جب اعمال کا دین میں سے ہونا ثابت ہو گیا تو اسلام و ایمان میں داخل ہونا بھی ثابت ہو گیا۔

ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ترجمۃ الباب سے مقصود مرجئہ کی تردید ہے کہ تم کہتے ہو کہ اعمال کا ایمان اور دین سے کوئی تعلق نہیں جب کہ یہاں عمل کو دین کہا گیا اور اس پر مداومت کی ترغیب دی گئی ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَأَةٌ قَالَ مَنْ هَذِهِ قَالَتْ فُلَانَةُ تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا قَالَ مَهْ، عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُونَ، فَوَاللَّهِ لَا يَمَلُّ اللَّهُ حَتَّى تَمَلُّوا وَكَانَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيْهِ مَا دَامَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ

ہم سے محمد بن المثنیٰ نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے ہشام کے واسطے سے نقل کیا۔ وہ کہتے ہیں، مجھے میرے باپ (عروہ) نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ایک دن) ان کے پاس آئے، اس وقت ایک عورت میرے پاس بیٹھی تھی۔ آپ نے دریافت کیا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا فلاں عورت، اور اس کی نماز (کے اشتیاق اور پابندی) کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا ٹھہر جاؤ (سن لو کہ) تم پر اتنا ہی عمل واجب ہے جتنے عمل کی تمہارے اندر سکت ہے۔ اللہ کی قسم! (ثواب دینے سے) اللہ نہیں اکتاتا۔ مگر تم (عمل کرتے کرتے) اکتا جاؤ گے اور اللہ کو دین (کا) وہی (عمل) زیادہ پسند ہے جس کی ہمیشہ پابندی کی جا سکے۔

تشریح حدیث

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جو عورت بیٹھی تھی وہ قبیلہ بنی اسد سے تعلق رکھتی تھی جس کا نام حولاء بنت تویت تھا۔ بعض روایات میں اس کا نام حولہ بنت طولیٰ آیا ہے۔

یہی روایت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں "مرّت بها وعندها رسول الله صلى الله عليه وسلّم" یعنی وہ عورت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قریب سے گزری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف فرما تھے۔ اس مسلم والی روایت اور بخاری کی حدیث الباب میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے اس تعارض کو دور کرنے کے لیے بعض نے تو کہہ دیا کہ متعدد قصے ہیں، بعض نے کہا وہ ایک خاتون نہیں تھی بلکہ دو الگ الگ خواتین تھیں لیکن علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نہ تو قصے متعدد ہیں اور نہ ہی خواتین الگ الگ ہیں بلکہ یہ روایت بالمعنی ہے۔

اصل روایت محمد بن نصر نے "قیام اللیل" میں محمد بن اسحاق عن ہشام کے طریق سے نقل کی ہے جس میں ہے "مرّت برسول الله صلى الله عليه وسلّم الحولاء بنت تُويت" یعنی حولاء بنت تویت رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزریں۔

تطبیق بین الروایات کی صورت یہ ہے کہ یہ حولاء بنت تویت رضی اللہ عنہا پہلے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھیں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو وہ اُٹھ کر چل پڑیں، جاتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزریں۔ اس تطبیق سے بخاری، مسلم اور محمد بن نصر کے نقل کردہ الفاظ کا مفہوم درست ہو جاتا ہے۔

قال: من هذا؟ قالت فلانة ...... تذكر من صلاتها

"فلانہ" کا لفظ چونکہ علم مؤنث سے کنایۃ ہے اس لیے غیر منصرف ہے۔

"تذکر" مضارع معروف سے واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے اور اس کی ضمیر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف راجع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس کی نماز کی کیفیت کو ذکر کرنے لگیں کیونکہ وہ عورت نمازیں زیادہ پڑھتی تھی حتیٰ کہ اس کی شناخت نماز کے ذریعے ہوتی تھی۔

بعض نسخوں میں "یذکر" کا لفظ موجود ہے اس صورت میں اس کا مطلب ہوگا کہ یہ خاتون ایسی تھیں کہ اس کی نمازوں کا بڑا چرچا تھا' لوگ اس کی نمازوں کا بہت ذکر کرتے تھے۔

قال: مه علیکم تطیقون

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بس کرو' جس اعمال پر مداومت کی طاقت ہو ان ہی کو لازم پکڑو

"مه" اسم فعل ہے جو "اکفف" کے معنیٰ میں ہے یہ لفظ کسی بات پر زجر کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

بَاب زِيَادَةِ الْإِيمَانِ وَنُقْصَانِهِ (ایمان میں کمی اور زیادتی)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى (وَزِدْنَاهُمْ هُدًى) (وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا) وَقَالَ (الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ) فَإِذَا تَرَكَ شَيْئًا مِنَ الْكَمَالِ فَهُوَ نَاقِصٌ

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول (کی تفسیر) کا بیان "اور ہم نے انہیں ہدایت مزید دیدی" اور دوسری آیت "اور اہل ایمان کا ایمان بڑھ جائے" پھر یہ بھی فرمایا "آج کے دن میں نے تمھارا دین مکمل کردیا"۔ کیونکہ جب کمال میں سے کچھ باقی رہ جائے تو اسی کو کمی کہتے ہیں۔

مقصد ترجمۃ الباب

اس باب سے زیادت ایمان اور نقصان کو صراحت کے ساتھ بیان کرنا مقصود ہے' یہ مضمون مختلف ابواب کے تحت پیچھے گزر چکا ہے۔ اب دوبارہ اسے کیوں بیان فرمارہے ہیں؟ بعض شارحین حضرات فرماتے ہیں کہ پہلے ایمان کی زیادتی اور نقصان کو باعتبار اجزاء ایمانیہ کے ثابت کیا تھا اور یہاں باعتبار کیفیت کے ثابت کرنا مقصود ہے۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے جو کمی زیادتی بیان کی تھی وہ باعتبار اعمال کے تھی یعنی اعمال' اجزاء کثیرہ پر مشتمل ہیں۔ لہٰذا جو پورے اعمال کرے گا وہ زیادت کو حاصل کرے گا اور جو ان میں کمی کرے گا اس کے یہاں نقصان ہوگا اور اب اس باب سے "مؤمَن بہ" کی کمی زیادتی کو بیان کرنا مقصود ہے۔

وقول اللّٰہ تعالیٰ وزدنا ھم ھُدًی ...... فاذا ترک شیء من الکمال فھو ناقص

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب کی تائید میں یہاں تین آیات ذکر کی ہیں۔ پہلی دونوں آیات کتاب الایمان کی ابتداء میں گزر چکی ہیں لیکن یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں آیات کو بطور تمہید ذکر کیا ہے۔ اصل میں امام صاحب تیسری آیت "الیوم اکملتُ لکم دینکم" سے اپنا مدعا یعنی ایمان کی زیادتی و نقصان کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اس آیت میں اسی

زیادتی کو کمال سے تعبیر کیا ہے کیونکہ کمال کا مقابل نقص ہے اس لیے اگر کوئی کمال کو چھوڑ دے گا تو نقص پیدا ہو جائے گا۔ امام بخاریؒ کے ارشاد "فاذا ترک شیئًا من الکمال فھو ناقص" کا یہی مطلب ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کمال سے مراد زیادتی ہے۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ شَعِيرَةٍ مِنْ خَيْرٍ ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ بُرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِنْ إِيمَانٍ مَكَانَ مِنْ خَيْرٍ

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ہشام نے ان سے قتادہ نے حضرت انسؓ کے واسطے سے نقل کیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا اور اس کے دل میں جو برابر نیکی (ایمان) ہے تو وہ دوزخ سے نکلے گا اور دوزخ سے وہ شخص (بھی) نکلے گا جس نے کلمہ پڑھا اور اس کے دل میں گیہوں کے برابر ایمان ہے اور دوزخ سے وہ (بھی) نکلے گا جس نے کلمہ پڑھا اور اس کے دل میں ایک ذرہ کے برابر ایمان ہے۔
بخاری کہتے ہیں کہ ابان نے بروایت قتادہ بواسطہ حضرت انسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیر کی جگہ ایمان کا لفظ نقل کیا ہے۔

تشریح حدیث

اس حدیث میں خیر کے جو مختلف درجات: شعیرۃ، برۃ اور ذرۃ سے تعبیر کیے گئے ہیں ان سے عمل کے مختلف درجات مراد ہیں یا تصدیق کے؟ اس میں اختلاف ہے۔
بعض کی رائے یہ ہے کہ اس سے عمل کے مختلف درجات بیان کیے گئے ہیں جبکہ بعض دوسرے حضرات کی رائے یہ ہے کہ ممکن ہے اس سے تصدیق کے مختلف درجات مراد ہوں۔
"ذرہ" کے مختلف معنی بیان کیے گئے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اشیاء موزونہ میں سے سب سے کمتر شیء کو کہتے ہیں۔
دوسرا قول یہ ہے کہ "ذرہ" وہ غبار کہلاتا ہے جو شعاع میں نظر آتا ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ چھوٹی سی چیونٹی کو کہتے ہیں۔
چوتھا قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ تم مٹی میں ہاتھ ڈال کر اپنے ہاتھ کو جھاڑ دو تو ہاتھوں سے جو جھڑے گا وہ ذرہ ہوگا

قال ابو عبداللہ: قال ابان: حدثنا قتادہؓ، حدثنا انسؓ عن النبیؐ من ایمان مکان من خیر.

اس تعلیق کے ذکر کرنے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دو بنیادی مقاصد ہیں۔
ایک مقصد تو یہ ہے کہ حضرت انسؓ کی یہ حدیث جو ہشام کے طریق سے مروی ہے۔ اس میں قتادہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عنعنہ کے ساتھ روایت کرتے ہیں اور قتادہ مدلس ہیں۔ ان کا عنعنہ مقبول نہیں جب تک کہ تحدیث کی صراحت نہ ملے۔
یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابان کا جو طریق نقل کیا ہے اس میں قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے تحدیث کی صراحت کی ہے۔ لہٰذا حضرت انسؓ کی یہ حدیث معتبر ہے اسی مقصد کے لیے دوسرے طریق سے اس کی متابعت ذکر کی ہے۔
دوسرا مقصد یہ ہے کہ ہشام کے طریق میں "من خیر" ہے اور ابان کے طریق میں "من ایمان" ہے۔ مؤلفؒ نے یہ بتا

دیا کہ ہشام کی روایت میں خیر سے مراد ایمان ہے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ سَمِعَ جَعْفَرَ بْنَ عَوْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ أَخْبَرَنَا قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْيَهُودِ قَالَ لَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، آيَةٌ فِي كِتَابِكُمْ تَقْرَءُونَهَا لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ نَزَلَتْ لَاتَّخَذْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا قَالَ أَيُّ آيَةٍ قَالَ (الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِينًا) قَالَ عُمَرُ قَدْ عَرَفْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ

ہم سے حسن بن صباح نے بیان کیا، انہوں نے جعفر بن عون سے سنا، وہ ابو العمیس سے بیان کرتے ہیں، انہیں قیس بن مسلم نے طارق بن شہاب کے واسطے سے خبر دی، وہ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے ان سے کہا کہ اے امیر المومنین! تمہاری کتاب (قرآن) میں ایک آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو، اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس (کے نزول کے) دن کو یوم عید بنا لیتے۔ آپ نے پوچھا وہ کونسی آیت ہے؟ اس نے جواب دیا (یہ آیت کہ) ''آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام پسند کیا'' حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم اس دن اور اس مقام کو خوب جانتے ہیں۔ جب یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی (اس وقت) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفات میں جمعہ کے دن کھڑے ہوئے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات

آپ کی کنیت ابو حفص ہے۔ ان کا نام عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ عدوی ہے۔ آپ فقہاء صحابہ میں سے ہیں اور ثانی الخلفاء الراشدین' عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ خلفاء میں سے سب سے پہلے آپ کو ہی امیر المومنین کے لقب سے پکارا گیا' آپ چالیس افراد کے بعد مشرف باسلام ہوئے۔ آپ کے اسلام لانے سے اسلام اور اہل اسلام کو تقویت ملی۔ بشمول غزوہ بدر تمام غزوات میں شریک رہے۔ آپ کے عہد خلافت میں مثالی نظام عدل قائم ہوا' آپ کے دور میں کئی ممالک فتح ہوئے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''كان اسلام عمرؓ فتحًا و كانت هجرته نصراً و كانت امارته رحمة''

آپ رضی اللہ عنہ کے بے شمار مناقب وفضائل ہیں۔ آپ سے تقریباً پانچ سو انتالیس احادیث مروی ہیں۔ ماہ ذی الحجہ ۲۳ھ میں آپ شہید ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

کیا مذکورہ حدیث میں حضرت عمرؓ کا جواب' سوال سے مطابقت رکھتا ہے؟

بظاہر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب' سائل کے سوال سے مطابقت نہیں رکھتا لیکن حقیقت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب' سائل کے سوال سے مطابقت رکھتا ہے چونکہ حدیث الباب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جو جواب ہے وہ مختصر ہے جبکہ اسحاق عن قبیصہ کے طریق سے جو روایت منقول ہے اس میں تفصیلی جواب موجود ہے' وہ اس طرح ہے ''قد علمت اليوم الذى انزلت فيه والمكان الذى انزلت فيه يوم جمعة ويوم عرفه و كلاهما بحمدالله لنا عيد'' اسی طرح ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں ''وهما لنا عيدان''

بَاب الزَّكَاةُ مِنَ الإِسْلاَمِ (زکوۃ دینا اسلام (کے ارکان میں) سے ہے)

وَقَوْلُهُ (وَمَا أُمِرُوا إِلاَّ لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلاَةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ)

اور (زکوۃ کے لیے) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "انہیں (اہل کتاب کو) صرف یہ حکم دیا گیا تھا کہ کج روی سے بچتے ہوئے دین کو خالص اللہ کے لیے بنا کر اس کی عبادت کریں، نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں اور یہی سیدھی راہ ہے"۔

ماقبل سے ربط اور مقصود ترجمہ

گزشتہ باب میں بتایا گیا تھا کہ اعمال سے ایمان میں زیادتی ہوتی ہے اور ترکِ اعمال سے نقصان لازم آتا ہے۔ اب اس باب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ زکوۃ کی ادائیگی اسلام کا جزء ہے۔ لہٰذا جب زکوۃ کی ادائیگی ہوگی تو اسلام کامل ہوگا اور ادائیگی نہیں ہوگی تو ناقص ہوگا۔ نیز اس باب سے بھی امام بخاریؒ مرجئہ پر ردّ فرما رہے ہیں۔

← حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ، ثَائِرُ الرَّأْسِ ، يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهِ ، وَلاَ يُفْقَهُ مَا يَقُولُ حَتَّى دَنَا ، فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الإِسْلاَمِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لاَ ، إِلاَّ أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَصِيَامُ رَمَضَانَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ قَالَ لاَ ، إِلاَّ أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم الزَّكَاةَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لاَ ، إِلاَّ أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ وَاللَّهِ لاَ أَزِيدُ عَلَى هَذَا وَلاَ أَنْقُصُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ

ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا اس نے مالک بن انس سے، انہوں نے اپنے چچا ابو سہیل بن مالک سے، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے طلحہ بن عبید اللہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ ایک پراگندہ بال نجدی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کی آواز کی گنگناہٹ تو ہم سنتے تھے مگر اس کی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ جب وہ قریب آ گیا تو (معلوم ہوا کہ) وہ اسلام کے بارے کچھ آپ سے دریافت کر رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دن اور رات (کے سب اوقات) میں پانچ نمازیں (فرض) ہیں۔ اس پر اس نے کہا، کیا اس کے علاوہ بھی (اور نمازیں) مجھ پر (فرض) ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں، لیکن اگر تم نفل پڑھنا چاہو (تو پڑھ سکتے ہو) اور رمضان کے روزے فرض ہیں۔ اس نے کہا، ان کے علاوہ بھی (اور روزے) مجھ پر فرض ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں کہ نفل روزے رکھنا چاہو (تو رکھ سکتے ہو) طلحہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (پھر) اس سے زکوۃ (کے فرض ہونے) کو بیان کیا (تو) اس نے کہا کیا اس کے علاوہ (کوئی صدقہ) مجھ پر فرض ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں مگر جو (خیرات) تم اپنی طرف سے کرنا چاہو۔ طلحہؓ کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص یہ کہتے ہوئے واپس چلا گیا، اللہ کی قسم! نہ اس پر (کوئی چیز) گھٹاؤں گا اور نہ بڑھاؤں گا (یہ سنکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ شخص (اپنی بات میں) سچا رہا تو کامیاب ہے۔

تشریح

حدیث باب میں جس رجل کا ذکر آیا ہے اسکے بارے میں ابن عبدالبر، ابن بطال اور قاضی عیاض رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ وہ ضمام بن ثعلبہ ہیں "نجد" بلند زمین کو کہتے ہیں۔ یہاں نجد سے مراد حجاز اور عراق کے مابین کا بلند حصہ ہے۔ "ثائر الرأس" (الجھے ہوئے بالوں والا) ثائر کا لفظ مرفوع بھی ہوسکتا ہے اور منصوب بھی، رجل کی صفت بنائیں تو مرفوع پڑھا جائے گا اور اگر رجل سے حال بنائیں تو منصوب پڑھا جائے گا۔ علماء نے لکھا ہے کہ وہ شخص چونکہ متعلم اور سائل بن کر آیا تھا اس لیے گویا وہ یہ تعلیم دے گیا کہ طالب دین کو بناؤ سنگھار نہیں کرنا چاہیے بلکہ وہ صرف ایک ہی دھن میں مگن ہو یعنی حصول علم میں۔

اس روایت میں "نسمع اور نفقه" جمع متکلم معروف کے صیغے ہیں۔ اس صورت میں "دوی صوته" نسمع کا اور "مایقول" نفقه کا مفعول ہوگا۔ دوسری روایت میں ان دونوں کو "یُسمع اور یُفقه" واحد مذکر مضارع مجہول لکھا گیا ہے۔ اس صورت میں "دوی صوته"...... "یُسمع" کا اور "مایقول"...... "یُفقه" کا نائب فاعل ہوگا۔ ان دونوں روایتوں میں جمع متکلم کی روایت اشہر ہے۔ دوی کہتے ہیں صوتِ خفی کو یعنی اُس آواز کو جو سنائی تو دے لیکن سمجھ نہ آئے اور عرف عام میں شہد کی مکھیوں سے تشبیہ دیتے ہیں جس کی تفسیر عموماً بھنبھناہٹ سے کی جاتی ہے۔ دراصل وہ دیہاتی آدمی تھا، اپنے قبیلہ کی طرف سے نمائندہ بن کر آیا تھا۔ بظاہر اس شخص کو چند مخصوص سوالات پوچھنے کے لیے بھیجا گیا تھا جن کو وہ رٹتا ہوا آرہا تھا تاکہ کوئی سوال بھول نہ جائے۔

فقال هل علّی غیرها؟ قال لا اِلّا ان تطوع

حدیث کے اس جملے کی وجہ سے شوافع اعتراض کرتے ہیں کہ احناف کے نزدیک وتر واجب ہیں جبکہ حدیث کے اس جملے سے معلوم ہورہا ہے کہ صرف پانچ نمازیں فرض ہیں۔ لہٰذا احناف وتر کو واجب نہ کہیں۔ احناف اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ وتر مستقل فریضہ نہیں بلکہ نماز عشاء کے تابع ہے۔ عشاء کا وقت ہی اس کا وقت ہے اور اگر وتر نماز عشاء سے پہلے پڑھ لیے جائیں تو قبول ہی نہ ہوں گے۔ احناف دوسرا جواب یہ دیتے ہیں کہ ممکن ہے یہ حدیث وجوبِ وتر سے پہلے کی ہو۔

نفل عبادت کو شروع کرنے کے بعد اس کا مکمل کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اور اگر نفل عبادت فاسد کر دی جائے تو قضاء لازم ہوگی یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ نفل عبادت کے شروع کرنے کے بعد اس کو بلا عذر عمداً توڑنا جائز نہیں۔ اگر کوئی شخص عمداً توڑے گا تو اس کے ذمہ قضاء لازم ہوگی۔ البتہ نفل عبادت کو بوجہ مجبوری توڑنے کی اجازت ہے اور اس کی قضاء بھی نہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عذر اور بلا عذر دونوں صورتوں میں توڑنے کی اجازت نہیں۔ اگر کوئی توڑے گا تو قضاء لازم آئے گا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمدؒ کے نزدیک نفل عبادت کو شروع کرنے کے بعد اس کا اتمام لازم نہیں، اسے توڑنا جائز ہے اور توڑنے کے بعد قضاء لازم نہیں۔

دلائل شوافع

۱۔ سنن نسائی میں ہے "ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کان احیانا ینوی صوم التطوع ثم یفطر"
۲۔ بخاری شریف میں ہے حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ توڑنے کا حکم فرمایا تھا جبکہ وہ جمعہ کے دن روزہ شروع کر چکی تھیں۔ معلوم ہوا کہ نفل عبادت شروع کرنے سے اس کا اتمام لازم نہیں ہوتا۔

دلائل شوافع کے جوابات

۱۔ مذکورہ دونوں احادیث میں قضاء کرنے کی نفی نہیں بلکہ سکوت ہے۔ لہٰذا ان احادیث کو اس بات کی دلیل کے طور پر پیش کرنا کہ قضاء لازم نہیں ہوگی یہ درست نہیں۔
۲۔ مذکورہ پہلی روایت میں اس بات کی تصریح نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھ کر توڑ دیتے تھے بلکہ "کان احیانًا ینوی صوم التطوع ثمّ یفطر" کے ظاہری الفاظ کے پیش نظر اس معنی کا قوی امکان ہے کہ آپ روزہ رکھنے کا ارادہ فرماتے تھے لیکن پھر شروع ہی نہیں فرماتے تھے۔
۳۔ ان روایات میں اگر تسلیم بھی کرلیں کہ آپ روزہ توڑ دیتے تھے اور حضرت جویریہ کو روزہ توڑنے کا حکم دیا تھا تو اس سے یہ لازم تو نہیں آتا کہ یہ عمل بلا عذر ہوتا ہو۔ عین ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ توڑ دینا کسی عذر کی بناء پر ہو اور حضرت جویریہؓ کو روزہ توڑنے کا حکم دینا بھی کسی عذر کی وجہ سے ہو۔ اس لیے مذکورہ احادیث سے استدلال درست نہیں۔

دلائل حنفیہ

۱۔ قرآن حکیم میں ہے "ولا تبطلوا اعمالکم" اس کا مطلب یہ ہے کہ جو عمل تم نے شروع کیا ہے اس کو باطل مت کرو۔ لہٰذا اگر کوئی نفل شروع کرے گا تو اس کے باطل کرنے کی ممانعت ہے اور اس کا پورا کرنا واجب ہے۔ اگر باطل کرے گا تو ترک وجوب کی وجہ سے اس کی قضاء لازم ہوگی۔
۲۔ علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے نفل عبادت کو شروع کرنے کے بعد اس کی حیثیت بیان فرمائی ہے کہ وہ نذر کی طرح ہے۔ گویا نذر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک نذر قولی، ایک نذر فعلی۔ وہ فرماتے ہیں جس طرح قولی نذر کی وجہ سے نفلی عبادت لازم ہو جاتی ہے اسی طرح اگر کسی نے عملاً اور فعلاً کسی نفل عبادت کو شروع کر دیا تو اس عبادت کا اتمام واجب ہوگا اور افساد کی صورت میں قضاء لازم ہوگی۔
۳۔ حنفیہ کے مسلک کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ تمام آئمہ کا اجماع ہے کہ نفلی حج اور نفلی عمرہ شروع کرنے کے بعد ان کا اتمام لازم ہو جاتا ہے اور افساد کی صورت میں قضاء لازم ہوتی ہے۔ لہٰذا نماز اور روزہ کے شروع کرنے کے بعد بھی اتمام واجب ہوگا اور افساد کی صورت میں قضاء لازم قرار دی جائے گی۔
۴۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی وغیرہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے: "ان عائشہ وحفصہ زوجی

النبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم واصبحتا صائمتین متطوعتین فاُهدی لهما طعام فافطرتا علیه فدخل علیهما رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلّم قالت عائشه فقالت حفصه ...... یا رسول اللّٰہ انّی اصبحت انا و عائشه صائمتین متطوعتین فاهدی الینا طعام فافطرنا علیه فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلّم اقضیا مکانه یومًا آخر" اسی طرح کی اور بھی کئی احادیث ہیں جن میں ہے کہ نفلی روزہ توڑنے کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ قضاء کا حکم فرمایا۔

وجوہ ترجیح مذہب حنفیہ

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین وجوہ سے ہمارے مسلک کو ترجیح حاصل ہے۔ پہلی بات اجماع صحابہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہماری مستدل روایات مثبت ہیں جب کہ اُن کی مستدل روایات منفی ہیں۔ مثبت کو منفی پر ترجیح حاصل ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ یہ عبادت کا معاملہ ہے اور اس میں قضاء کرنے میں ہی احتیاط ہے۔

لفظِ رمضان کے ساتھ لفظ شہر کا استعمال

مالکیہ اور بعض دیگر کی رائے یہ ہے کہ "رمضان" کے لفظ کو لفظ "شہر" کے ساتھ لکھنا اور پڑھنا چاہیے یعنی "شهر رمضان" ہی لکھنا اور پڑھنا چاہیے صرف "رمضان" استعمال کرنا جائز نہیں جبکہ جمہور محققین اور اکثر احناف کی رائے یہ ہے کہ لفظ رمضان کو شہر کے بغیر استعمال کرنا بلا کراہت جائز ہے۔

ذکر له رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلّم

اس حدیث میں پیچھے صوم وصلوٰۃ میں قال کا کلمہ استعمال کیا اور یہاں زکوٰۃ کے لیے ذکر کا کلمہ استعمال کیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ راوی کو صوم وصلوٰۃ میں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ یاد تھے لیکن یہاں یاد نہیں رہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سے کلمات ارشاد فرمائے تھے اس لیے اس کو ذکر سے تعبیر کیا۔ حضرات محدثین کمال احتیاط کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔

اشکال اور اس کا جواب

روایت باب میں حج کا ذکر نہیں ہے جبکہ وہ بالاتفاق ارکانِ اسلام میں سے ہے۔ اس کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں۔

۱...... حدیث الباب کے اس طریق میں اختصار ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا بھی ذکر فرمایا تھا۔ دوسرے طریق سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ ۲...... حج ابھی فرض نہیں ہوا تھا اس لیے اس کو ذکر نہیں فرمایا۔

لاازید علٰی هٰذا ولا انقص

اس کا مطلب ہے "لا ازید علٰی قول النّبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم" چونکہ وہ آدمی اپنی قوم کا نمائندہ بن کر آیا تھا اس لیے اس نے احکام سن کر کہا "لا ازید علٰی هٰذا ولا انقص" اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے آپ کے احکام سنے ہیں۔ بعینہ اسی طرح جا کر اپنی قوم کو بتاؤں گا، میں اس کے اندر کوئی کمی بیشی نہیں کروں گا۔

باب اتّباعُ الْجَنَائِزِ مِنَ الإِيمَانِ (جنازے کیساتھ جانا ایمان ہی کی ایک شاخ) ہے)

اس سے پہلے "باب الزکوٰۃ من الاسلام" کا ذکر تھا۔ اس کے بعد اب اتباع الجنائز کو ذکر کر کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس بات کی طرف غالباً اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ جس طرح زکوٰۃ سے فقراء مسلمین کے حقوق کی ادائیگی ہوتی ہے۔ اسی طرح اتباع الجنائز سے بھی حق مسلم ادا ہوتا ہے۔ اس باب سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ جو اعمال، فرائض میں سے ہیں وہ تو ایمان کا شعبہ ہیں ہی لیکن جو اعمال فرائض وواجبات میں سے نہیں ہیں وہ بھی ایمان کا شعبہ ہیں۔ نیز اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مرجئہ پر بھی رد فرمانا چاہتے ہیں۔ وہ اس طرح کے جنازہ کے ساتھ جانا ایک عمل ہے پھر شرکت کرنے والوں کی شرکت کے فرق سے ثواب میں بھی فرق بتلایا گیا ہے جس سے اعمال کے تفاوت سے ایمان میں کمی بیشی ثابت ہوگئی۔

جنازہ کے پیچھے چلنا افضل ہے یا آگے؟

اس میں متعدد اقوال ہیں:

۱...... سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں اختیار ہے۔ کسی ایک صورت کو دوسری پر فضیلت نہیں۔

۲...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیدل شخص آگے چلے گا اور سوار پیچھے۔

۳...... امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مطلقاً آگے چلنا ہی افضل ہے۔

۴...... امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مطلقاً پیچھے چلنا ہی افضل ہے۔

دلائل فقہاء

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اثر سے ہے۔ وہ فرماتے ہیں "انّما انت مشيّع ان شئت امامها، وان شئت خلفها، وان شئت عن يمينها وان شئت عن يسارها" (مصنف عبدالرزاق)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلّم قال الراكب يسير خلف الجنازه والماشي خلفها وامامها وعن يمينها وعن يسارها قريبًا منها" (سنن ابی داؤد)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے "رأيت النبی صلی اللہ علیہ وسلّم و ابابكر وعمر يمشون امام الجنازه ......" (سنن نسائی، ترمذی، ابن ماجہ)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت سے ہے۔ "الجنازة متبوعة ولا تتبع وليس منامن تقدمها" (ترمذی) اسی طرح حضرت طاؤس سے مروی ہے "مامشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فی جنازة حتّٰی مات الّا خلف الجنازه، وبه نأخذ"

دلائل کے جواب

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اثر میں ہر طرف چلنے کا اختیار دیا گیا ہے وہ بیان جواز کے لیے ہے جس کے سب قائل ہیں اس سے افضلیت ثابت نہیں ہوتی۔ یہی حالت حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مستدل روایت جو ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس کے بارے میں کلام کیا گیا ہے کیونکہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کہ یہ حدیث مرفوع نہیں بلکہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً مروی ہے اور یہی اصح ہے اور شوافع عموماً مراسیل کو حجت نہیں مانتے۔ اسی طرح اس حدیث میں یہ تاویل بھی ہوسکتی ہے کہ کسی عذر کی بناء پر ایسا کیا ہو۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِيِّ الْمَنْجُوفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا ، وَكَانَ مَعَهُ حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهَا ، وَيَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا ، فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ الْأَجْرِ بِقِيرَاطَيْنِ ، كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ تَابَعَهُ عُثْمَانُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَهُ

ہم سے احمد بن عبد اللہ بن علی المنجوفی نے بیان کیا، ان سے روح (ابن عبادہ) نے بیان کیا، ان سے عوف نے حسن (بصری) سے اور محمد (بن سیرین) سے روایت کی۔ وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کے جنازے کے ہمراہ ایمان (کی تازگی) اور محض ثواب کی خاطر جائے اور جب تک (اس کی) نماز پڑھی جائے اور (لوگ) اس کے دفن سے فارغ ہوں، وہ جنازے کے ساتھ رہے تو دو قیراط ثواب کے ساتھ لوٹتا ہے۔ ہر قیراط اُحد پہاڑ کے برابر، اور جو شخص صرف (اس کی) نماز جنازہ پڑھ کر دفن کرنے سے پہلے واپس ہوجائے تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر آتا ہے۔ اس حدیث میں (روح کی) متابعت عثمان موذن نے کی کہ (یعنی انہوں نے بھی اپنی سند سے یہ حدیث بیان کی ہے) وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عوف نے محمد بن سیرین کے واسطے سے نقل کیا، وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی روایت کے مطابق۔

تشریح حدیث

"قیراط" اصل میں "قِرّاط" تھا اس لیے اس کی جمع قراریط آتی ہے جیسے دینار کی اصل دنّار ہے اور اس کی جمع دنانیر آتی ہے۔

قیراط اکثر ممالک میں ایک دینار کا بیسواں حصہ کہلاتا ہے اور بعض میں چوبیسواں حصہ لیکن یہاں یہ مخصوص مقدار مراد نہیں اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کل قیراط مثل احد" آپ کا یہ فرمان تمثیلی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ مؤمنین کی طاعات قولیہ اور فعلیہ پر جو ثواب عطا فرمائیں گے وہ بہت ہی زیادہ ہوگا۔

بَاب خَوْفِ الْمُؤْمِنِ مِنْ أَنْ يَحْبَطَ عَمَلُهُ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ.

(اس بات کی تفصیل کہ) مومن کو ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں اس کا (کوئی) عمل اکارت نہ چلا جائے اور اسے معلوم بھی نہ ہو

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ مَا عَرَضْتُ قَوْلِي عَلَى عَمَلِي إِلَّا خَشِيتُ أَنْ أَكُونَ مُكَذَّبًا وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَدْرَكْتُ ثَلَاثِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم كُلُّهُمْ يَخَافُ النِّفَاقَ عَلَى نَفْسِهِ ، مَا مِنْهُمْ أَحَدٌ يَقُولُ إِنَّهُ عَلَى إِيمَانِ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَيُذْكَرُ عَنِ الْحَسَنِ مَا خَافَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ ، وَلَا أَمِنَهُ إِلَّا مُنَافِقٌ وَمَا يُحْذَرُ مِنَ الإِصْرَارِ عَلَى النِّفَاقِ وَالْعِصْيَانِ مِنْ غَيْرِ تَوْبَةٍ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ)

ابراہیم تیمی کہتے ہیں کہ جب میں اپنے قول وفعل کا موازنہ کرتا ہوں تو مجھے ڈر ہوتا ہے کہ لوگ مجھے جھوٹا نہ کہہ دیں، اور ابن ابی ملیکہ کا ارشاد ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیس صحابہؓ سے ملاقات کی، ان سب کو اپنے بارے میں نفاق کا اندیشہ تھا، ان میں سے کوئی یہ نہیں کہتا تھا کہ میرا ایمان جبریلؑ اور میکائیلؑ کا سا ایمان ہے۔ حسن بصری سے منقول ہے کہ نفاق سے مومن ہی ڈرتا ہے اور جو منافق ہوتا ہے اس کو نفاق کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا اور جس بات سے (مومنوں کو) ڈرایا جاتا ہے وہ باہمی قتال (جدال) اور گناہوں پر اصرار کرنا اور پھر توبہ نہ کرنا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اور وہ اپنے کیے ہوئے (گناہوں) پر واقفیت کے بعد جمے نہیں رہے۔

یہ باب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے خاص طور پر مرجئہ پر رد کرنے کے لیے منعقد کیا ہے، وہ لوگ کہتے ہیں کہ مؤمن کے لیے کوئی گناہ نقصان دہ نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایات وآثار سے ثابت فرما رہے ہیں کہ معصیت نقصان دہ ہے۔

ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دو جز ذکر کیے ہیں ایک ہے "**خوف المؤمن ان يحبط عمله**" اور دوسرا جز ہے "**وما يحذر من الاصرار على التقاتل والعصيان من غير توبة**" پہلے جز سے تو یہ بتایا کہ مؤمن کو ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہیے اور مرجئہ کا یہ خیال ہے کہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ محمّد رسول اللّٰه" کہنے سے آدمی معصوم ہو گیا حالانکہ یہ غلط ہے۔ دوسرے جز سے یہ بتلایا کہ معاصی پر بلا توبہ اصرار کرنا مضر ہے جبکہ مرجئہ کہتے ہیں کہ ایمان کے ہوتے ہوئے گناہ نقصان دہ نہیں جو کہ سراسر غلط ہے۔

وقال ابراهيم تیمیؒ ......

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابراہیم تیمیؒ کے قول سے ترجمہ کے پہلے جز کی تائید کر رہے ہیں۔ اس قول میں "مُكَذِّبًا" کو بصیغہ اسم فاعل اور بصیغہ اسم مفعول دونوں طرح نقل کیا گیا ہے۔ اگر اسم فاعل کا صیغہ لیا جائے تو مطلب ہوگا کہ جب بھی میں اپنے قول وفعل کا موازنہ کرتا ہوں تو مجھے ڈر ہوتا ہے کہ میں خود اپنے عمل سے اپنے قول کی تکذیب کرنے والا نہ بن جاؤں اور اگر "مُكَذَّبًا" اسم مفعول کا صیغہ لیا جائے تو مطلب ہوگا کہ میں ڈرتا ہوں اللہ سے یا لوگوں سے کہ وہ میری تکذیب نہ کریں کیونکہ جب عمل قول کے مخالف ہوگا تو عمل دیکھ کر لوگ جھوٹا کہیں گے۔

وقال ابن ابی مُلیکه......

ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے بھی ترجمہ کے پہلے جزء کی تائید ہو رہی ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مل چکا ہوں سب کے سب اپنے بارے میں نفاق سے خائف تھے۔ ان میں سے کوئی بھی نہیں کہتا تھا

کہ اس کا ایمان جبرائیل علیہ السلام ومیکائیل علیہ السلام کے ایمان کے مثل ہے۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس جملہ کو نقل کرنے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر تعریض ہے کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے "ایمانی کا یمانی جبرائیل" لیکن یہ بات بخاری شریف کے معروف شارحین نووی، کرمانی، عینی، ابن حجر، قسطلانی رحمہم اللہ نے ذکر نہیں کی۔ لہٰذا یہ کہنا کہ اس سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر تعریض مقصود ہے، درست معلوم نہیں ہوتا۔ اگر مان بھی لیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اس سے رد کر رہے ہیں تو ہم جواب دیں گے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقولہ کا مطلب ہی نہیں سمجھا کیونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے "ایمانی کا یمانی جبرائیل ولا اقول ایمانی مثل ایمان جبرائیل" اور قاعدہ ہے کہ کاف سے تشبیہ ذات کے اندر دی جاتی ہے اور مثل کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے۔ صفات کے اندر تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ذات ایمان میں تو اپنے ایمان کو جبرائیل سے تشبیہ دے رہے ہیں اور صفات میں برابری کی نفی کر رہے ہیں۔ لہٰذا ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف نہ ہوگا۔

ویُذکر عن الحسن ......

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ نفاق سے مؤمن ہی ڈرتا ہے اور منافق تو ہمہ وقت مطمئن رہتا ہے۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے بھی ترجمہ کے جزاوّل کی تائید کرنا مقصود ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو صیغہ تمریض سے نقل کرنے کی کیا وجہ ہے؟

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سند میں جعفر بن سلیمان چونکہ کمزور راوی ہیں اس لیے صیغہ جزم استعمال نہیں کیا بلکہ صیغہ تمریض استعمال فرمایا ہے۔ حافظ صاحب اس کا دوسرا جواب یہ بھی دیتے ہیں کہ جب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت بلفظہ نہ لائے ہوں بالمعنی لائے ہوں یا اختصار کے ساتھ لائے ہوں تو وہاں بھی صیغہ تمریض لاتے ہیں۔

وما یحذر من الاصرار علی التقاتل والعصیان من غیر توبۃ لِقول اللّٰہ تعالٰی ولم یُصرّوا علٰی مافعلوا وھم یعلمون

اور ان چیزوں کا بیان جن سے مؤمن کو اجتناب کرنا چاہیے۔ مثلاً باہمی جنگ وجدال اور گناہوں پر توبہ کے بغیر اصرار کرنا حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے کہ (مؤمن کی شان یہ ہے کہ) وہ لوگ جان بوجھ کر گناہوں پر اصرار نہیں کرتے۔

یہ ترجمۃ الباب کا دوسرا جز ہے اور اس ترجمہ کے اثبات کے لیے آیت نقل فرمائی ہے۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا وَائِلٍ عَنِ الْمُرْجِئَةِ ، فَقَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ

ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، وہ زبید سے نقل کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں میں نے ابو وائل سے فرقہ مرجیہ کے (عقیدہ کے) بارے میں دریافت کیا تو کہنے لگے کہ مجھ سے عبد اللہ (ابن مسعودؓ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے، مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کو قتل کرنا کفر۔

زبید کہتے ہیں کہ میں نے ابووائل سے مرجئہ کے بارے میں پوچھا' یعنی یہ پوچھا کہ مرجئہ کا جو یہ خیال ہے کہ ''ایمان کے ہوتے ہوئے معاصی اور ترک عمل نقصان دہ نہیں'' صحیح ہے یا نہیں؟ بجائے اس کے کہ ابووائل اپنی طرف سے جواب دیتے' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث نقل کر دی جو بیک وقت دعویٰ بھی ہے اور دلیل بھی یعنی مرجئہ کا مذہب باطل ہے اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ''سباب'' کو فسق اور ''قتال'' کو کفر قرار دے رہے ہیں۔

کیا اس حدیث سے خوارج کی تائید ہوتی ہے؟

اس حدیث کے ظاہر سے خوارج نے استدلال کر کے کہا ہے کہ گناہ کبیرہ یعنی قتال مسلم کے ارتکاب پر حدیث میں کفر کا اطلاق کیا گیا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے آدمی ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور کفر میں داخل ہو جاتا ہے۔

ہم خوارج کو الزامی جواب یہ دیتے ہیں کہ اگر گناہ کبیرہ کا ارتکاب موجب تکفیر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حدیث میں ''سباب المسلم فسوق'' کیوں فرمایا؟ حالانکہ سب مسلم بھی تو گناہ کبیرہ ہے اس کو کفر کیوں نہیں کہا۔

ہم اس کا تحقیقی جواب یہ دیتے ہیں کہ ''قتاله كفر'' یہ اپنے ظاہر پر محمول نہیں ہے۔ لہٰذا اس میں تاویل کی جائے گی۔ اس کی سب سے بہتر تاویل یہ ہے کہ اس سے کفر اصلی مراد نہیں بلکہ کفر عملی مراد ہے۔

← أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ يُخْبِرُ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَتَلَاحَى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ إِنِّي خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ، وَإِنَّهُ تَلَاحَى فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمُ الْتَمِسُوهَا فِي السَّبْعِ وَالتِّسْعِ وَالْخَمْسِ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن جعفر نے حمید کے واسطے سے بیان، وہ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عبادہ بن صامتؓ نے بتلایا کہ (ایک بار) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب قدر (کے متعلق) بتانے کے لیے باہر تشریف لائے، اتنے میں (آپ نے دیکھا) کہ دو مسلمان آپس میں تکرار کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں اس لیے نکلا تھا کہ تمہیں شب قدر (کے متعلق) بتلاؤں۔ لیکن یہ اور یہ باہم لڑے اس لیے (اس کی خبر اٹھالی گئی اور شاید تمہارے لیے بہتر ہو) اب اسے (رمضان کی) ستائیسویں، انتیسویں اور پچیسویں (رات) میں تلاش کرو۔

تشریح حدیث

حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ القدر کو متعین طور پر بتانے کے لیے تشریف لا رہے تھے کہ دیکھا کہ دو شخص زور زور سے بول رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں لیلۃ القدر کی تعیین کے بارے میں بتانے کے لیے نکلا تھا کہ فلاں فلاں جھگڑ رہے تھے۔ چنانچہ لیلۃ القدر کی تعیین اُٹھالی گئی۔

اب روافض کا کہنا ہے کہ لیلۃ القدر کی ذات اُٹھالی گئی۔ اب لیلۃ القدر کا کوئی وجود نہیں لیکن روافض کی یہ بات بالکل غلط ہے۔ اگر لیلۃ القدر کی ذات اُٹھالی گئی ہوتی تو پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''عسى ان يكون خيراً لكم'' کیوں فرمایا؟ اور پھر یہ ارشاد کیوں

فرمایا"التمسوھا فی السبع والتسع والخمس"یعنی پچیسویں شب' ستائیسویں شب اور انتیسویں شب میں اس کو تلاش کرو۔
اس دوسری حدیث کا تعلق ترجمہ کے پہلے جز سے ہے اور پہلی حدیث کا تعلق ترجمہ کے دوسرے جز سے ہے۔

باب سُؤَالِ جِبْرِيلَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم عَنِ الإِيمَانِ وَالإِسْلاَمِ وَالإِحْسَانِ وَعِلْمِ السَّاعَةِ

جبریل علیہ السلام کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایمان واسلام' احسان اور علم القیامۃ کے بارے میں سوال کرنا

وَبَيَانِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لَهُ ثُمَّ قَالَ جَاءَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ فَجَعَلَ ذٰلِكَ كُلَّهُ دِينًا ، وَمَا بَيَّنَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِوَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ مِنَ الإِيمَانِ ، وَقَوْلِهِ تَعَالَى (وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلاَمِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ)

اور (اسکے جواب میں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔ (پھر اسی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) جبریل تمہیں (یعنی صحابہ کو) تمہارا دین سکھلانے کیلئے آئے تھے تو (گویا) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام باتوں کو دین ہی قرار دیا اور جو باتیں ایمان کی آپ نے عبدالقیس کے وفد سے بیان فرمائیں، اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ"جو کوئی اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین اختیار کرے تو وہ ہرگز قبول نہ ہوگا" (اس باب کا منشا یہ ہے کہ"اسلام"اور"دین" کے الفاظ مترادف ہیں اور اسلام سے مراد دین اور دین سے اسلام مراد ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ کہ اسلام اور ایمان کبھی ایک دوسرے کے ہم معنی ہوتے ہیں۔

وبیان النبی صلی اللہ علیہ وسلّم لہ

اس کا عطف سوال پر ہے۔"لہٗ"کی ضمیر کس کی طرف لوٹ رہی ہے؟

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ ضمیر ایمان' اسلام' احسان اور علم کے مجموعہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔

علامہ عینی کے نزدیک حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اس صورت میں اس کا مطلب واضح اور صاف ہوگا کہ یہ باب حضرت جبرائیل علیہ السلام کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان' اسلام' احسان اور قیامت کے بارے میں سوال کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سامنے بیان کرنے کے بارے میں ہے۔

ومابیّن النّبی صلی اللہ علیہ وسلّم لوفد عبدالقیس من الایمان

اس میں واؤ مصاحبت کے لیے ہے اور"مع"کے معنی میں ہے اور من الایمان کا مطلب ہے"من تفصیل الایمان"

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَارِزًا يَوْمًا لِلنَّاسِ ، فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ مَا الإِيمَانُ قَالَ الإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلاَئِكَتِهِ وَبِلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ ، وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ قَالَ مَا الإِسْلاَمُ قَالَ الإِسْلاَمُ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ وَلاَ تُشْرِكَ بِهِ ، وَتُقِيمَ الصَّلاَةَ ، وَتُؤَدِّيَ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ

، وَتَصُومَ رَمَضَانَ قَالَ مَا الإِحْسَانُ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ ، وَسَأُخْبِرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتِ الأَمَةُ رَبَّهَا ، وَإِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الإِبِلِ الْبُهْمُ فِي الْبُنْيَانِ ، فِي خَمْسٍ لاَ يَعْلَمُهُنَّ إِلاَّ اللّٰهُ ثُمَّ تَلاَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم (إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ) الآيَةَ ثُمَّ أَدْبَرَ فَقَالَ رُدُّوهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِينَهُمْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ جَعَلَ ذَلِكَ كُلَّهُ مِنَ الإِيمَانِ

ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نے، انہیں ابوحیان التیمی نے ابوزرعہ سے خبر دی، وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں تشریف رکھتے تھے کہ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ ایمان کسے کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (جواب میں) ارشاد فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر اس کے فرشتوں پر اور (آخرت میں) اللہ سے ملنے پر اور اللہ کے رسولوں پر اور (دوبارہ) جی اٹھنے پر یقین رکھو (اسکے بعد) اس نے پوچھا، اسلام کسے کہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تم (خالص) اللہ کی عبادت کرو، اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ کو ادا کرو جو فرض ہے اور رمضان کے روزے رکھو (پھر) اس نے پوچھا کہ احسان کسے کہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو جیسے کہ اسے تم دیکھ رہے ہو اور اگر یہ (تصور) نہ ہو سکے کہ اسے دیکھ رہے ہو تو پھر (یہ سمجھو کہ) وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ (پھر) اس نے پوچھا، قیامت کب آئیگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (اسکے بارے) جواب دینے والا، پوچھنے والے سے زیادہ کچھ نہیں جانتا اور (البتہ) تمہیں میں قیامت کی علامتیں بتلا دوں گا (وہ یہ ہیں) جب لونڈی اپنے آقا کو جنے گی اور جب سیاہ اونٹوں کے چرواہے مکانات کی تعمیر میں باہم ایک دوسرے سے بازی لے جائیں (ان علامتوں کے علاوہ قیامت کا علم) ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (یہ آیت) تلاوت فرمائی "ان اللہ عندہ علم الساعۃ" اسکے بعد وہ شخص لوٹنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسے واپس لاؤ (صحابہؓ نے اسے لوٹا نا چاہا) وہاں انہوں نے کسی کو بھی نہ پایا، تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جبریلؑ تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھلانے آئے تھے، ابوعبداللہ بخاریؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام باتوں کو ایمان ہی کا جزو قرار دیا۔

تشریح حدیث جبرائیلؑ

یہ حدیث بہت ہی عظیم الشان ہے اس میں اصول کی بہت سی انواع اور بہت سے اہم فوائد بیان ہوئے ہیں۔ چنانچہ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "یہ حدیث اس قابل ہے کہ اس کو "ام السنۃ" کا لقب دیا جائے کیونکہ پوری سنت کا اجمالی علم اس میں سمو دیا گیا ہے۔ محی السنہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دونوں کتب "شرح السنۃ اور مصابیح" کا آغاز اسی حدیث سے کیا ہے۔ گویا جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کا افتتاح سورۃ فاتحہ سے کیا ہے اور فاتحہ میں پورے قرآن مجید کا اجمال موجود ہے اسی طرح حدیث جبرائیل علیہ السلام کو ذکر کر کے کتاب اللہ کی اتباع کی گئی ہے کیونکہ اس میں پوری سنت کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔

حدیث پاک میں رجل سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں جو انسانی شکل میں آئے تھے۔ ایک اور روایت سے

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی یہ آمد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری عمر میں ہوئی تھی۔ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع سے پہلے پیش آیا۔

فقال: ماالایمان ؟ قال: الایمان ان تؤمن باللہ ......

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "ماالایمان" کے جواب میں "الایمان لن تؤمن باللہ ...... الخ" فرمایا چونکہ "ما" کے ذریعے کسی چیز کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے اس لیے بظاہر "ماالایمان" کے جواب میں اتنا کہہ دینا ہی کافی تھا کہ "الایمان ھو التصدیق" لیکن چونکہ وہاں موجود مجمع اہل عرب کا تھا اور وہ جانتے تھے کہ "الایمان" کے معنی تصدیق کے ہیں اس لیے سائل کا مقصد صرف اتنا نہیں ہوسکتا تھا بلکہ سائل کا منشاء یہ تھا کہ ایمان کا تعلق کن چیزوں سے ہوتا ہے؟ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں وہ چیزیں بیان فرمائی ہیں جن سے تصدیق متعلق ہوتی ہے۔ اس روایت میں کہیں بھی "ماالایمان" کے جواب میں اعمال کا ذکر نہیں ہے اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ اعمال حقیقت ایمان سے خارج ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "ماالایمان" کے جواب میں جو ارشاد فرمایا ہے اس میں "بلقائہ" کا کلمہ بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مؤمن آدمی رؤیت باری تعالیٰ کی تصدیق بھی کرے اور اس بات کا اعتقاد رکھے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے بہت بندوں کو دیدار الٰہی ہوگا۔

مسئلہ رؤیت باری تعالیٰ

اہل حق اس پر متفق ہیں کہ دنیا میں رؤیت باری تعالیٰ واقع نہیں ہوگی۔ البتہ آخرت میں اللہ کے مخصوص بندوں کو رؤیت حاصل ہوگی جبکہ معتزلہ اور خوارج اس کے منکر ہیں۔

اہل حق یعنی اہل السنۃ والجماعت کا استدلال آیت کریمہ "وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ" سے ہے۔ ان کا دوسرا استدلال اس آیت کریمہ سے ہے "فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحًا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدًا" معتزلہ خوارج آیت کریمہ "لاتدرکہ الابصار ......" سے استدلال کرتے ہیں۔ ہم اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں ادراک کی نفی کی گئی ہے اور ادراک صرف رؤیت کو نہیں بلکہ علیٰ سبیل الاحاطہ رؤیت کو کہتے ہیں اس لیے آیت کا مطلب یہ ہے کہ رؤیت باری تعالیٰ بلکہ علیٰ سبیل الاحاطہ کسی کے اختیار میں نہیں۔ آیت میں مطلق رؤیت کی نفی نہیں۔

قال ماالاسلام؟ قال الاسلام ان تعبداللہ ولا تشرک بہ

حضرت حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ان تعبد اللہ ...... ان توحد اللہ" کے معنی میں ہے۔ مگر چونکہ یہ معنی "ان تعبد اللہ" سے سمجھ میں نہیں آتے اس لیے آگے "ولا تشرک بہ" کہنا پڑا۔ اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس جگہ "ان تشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ" آیا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس حدیث میں "عبادت" سے نطق بالشہادتین مراد ہے۔

(قال ما الاحسان؟)

یہاں احسان بمعنی اخلاص ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کی تعریف یوں فرمائی ہے کہ انسان اس قدر اخلاص سے عبادت کرے کہ گویا اللہ تعالیٰ عابد کو دیکھ رہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ انتہائی توجہ سے عبادت کرے اور اگر مشاہدہ حق کی اتنی صلاحیت پیدا نہ ہو تو پھر اس امر کا استحضار کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر حال سے مطلع ہے اور اس کے عمل کو دیکھ رہا ہے۔

اذا ولدت الامة ربها

اس جملے کے کئی مطلب بیان کیے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اولاد اپنی ماں سے ایسا برتاؤ کرے گی جیسے کنیزوں اور باندیوں سے کیا جاتا ہے اور دوسرا یہ مطلب بیان کیا گیا ہے کہ اُم ولد اتنی کثرت سے ایک دوسرے کے ہاں فروخت ہوگی کہ چکر لگاتے لگاتے اُسی کے گھر پہنچ جائے گی جہاں سے وہ اُم ولد بن کر نکلی تھی اور یہ سب جہالت کی وجہ سے ہوگا۔

ما المسؤول عنها باعلم من السائل فی خمسٍ لایعلمهن الّا اللّٰه ثم تلا النّبی صلی اللّٰه علیه وسلّم ان اللّٰه عنده علم الساعة ...... الآیة

حدیث الباب کی مذکورہ عبارت سے جمہور محققین اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ کی تصدیق ہوتی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب یا علم محیط جمیع "ما کان وما یکون" کے قائل نہیں۔

بہت سے بریلوی حضرات اس بات کے قائل رہے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم محیط جمیع ما کان وما یکون حاصل تھا۔ پھر بریلوی حضرات کے اس سلسلہ میں مختلف مذاہب ہیں کہ کب عطا کیا گیا۔

بعض کہتے ہیں کہ علم جمیع ما کان وما یکون آپ کو اس وقت عطا کیا گیا تھا جب آپ رحم مادر میں تھے۔

بعض کہتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تھے اس وقت علم جمیع ما کان وما یکون عطا کیا گیا تھا۔

مولانا احمد رضا خان بریلوی نے یہ مؤقف اختیار کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر حیات میں علم ما کان وما یکون عطا ہوا تھا۔

بریلوی حضرات درج ذیل قرآنی آیات سے استدلال کرتے ہیں۔

۱۔ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ

۲۔ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِیْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَیْءٍ ۳۔ مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتَابِ مِنْ شَیْءٍ

لیکن ان حضرات کا ان آیات سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کلی علم غیب کا دعویٰ بالکل باطل اور مردود ہے کیونکہ یہ تینوں آیات مکی ہیں۔ اگر ان مکی آیات سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ذرہ ذرہ کا علم ثابت ہوا اور ان کی وجہ سے آپ عالم الغیب ہوں تو اس کے بعد پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نہیں نازل ہونی چاہیے تھی کیونکہ کل غیب تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان آیات سے عطا ہو ہی چکا تھا حالانکہ اس کے بعد قرآن حکیم باقاعدہ نازل ہوتا رہا۔

ہم قرآن حکیم کی ان آیات سے استدلال کرتے ہیں جن میں ہے کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اس صفت میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ ان میں سے چند آیات یہ ہیں:

۱۔ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ۔ ۲۔ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ

۳۔ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ ۴۔ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

متعدد احادیث ہماری دلیلیں ہیں جن میں سے ایک حدیث الباب ہے۔

اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لیے دیکھیں: "ازالۃ الرّیب عن عقیدہ علم الغیب"

(مصنف امام اہلسنت محقق عصر مولانا سرفراز خان صاحب صفدر نور اللہ مرقدہ)

قال ابو عبداللّٰہ جعل ذالک کلہ من الایمان

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایمان، اسلام، احسان اور علم الساعۃ کے متعلق سوال کیے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کے جواب دیئے اور قیامت کی علامات واشراط بتائیں اور پھر فرمایا "ھذا جبرائیل جاء یعلم النّاس دینھم" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو دین قرار دیا۔ نیز دین اور اسلام ایک ہیں کیونکہ ارشاد ہے "ان الدین عند اللّٰہ الاسلام ...... ومن یبتغ غیر الاسلام دینًا" اسی طرح اسلام اور ایمان بھی ایک ہیں کیونکہ حدیث جبرائیل میں جن چیزوں کو اسلام کی تفصیل قرار دیا گیا ہے بعینہ ان ہی امور کو حدیث وفد عبدالقیس میں ایمان کی شرح بتایا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ سب ایمان میں داخل ہیں۔

باب (بلاترجمہ)

یہ باب بلاترجمہ ہے۔ باب بلاترجمہ کی بہت سی توجیہات کی جاتی ہیں جنہیں پیچھے بیان کیا جاچکا ہے۔

← حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ أَنَّ هِرَقْلَ قَالَ لَهُ سَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ، فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ، وَكَذٰلِكَ الإِيمَانُ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ، فَزَعَمْتَ أَنْ لَا، وَكَذٰلِكَ الإِيمَانُ حِينَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوبَ، لَا يَسْخَطُهُ أَحَدٌ

ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، ان سے ابراہیم بن سعد نے صالح سے بیان کیا، وہ ابن شہاب سے وہ عبیداللہ بن عبداللہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہیں عبداللہ بن عباس ؓ نے خبردی (اور) انہیں ابوسفیان بن حرب ؓ نے بتایا کہ جب ان سے ہرقل (شاہ روم) نے کہا کہ میں نے تم سے پوچھا کہ وہ لوگ (رسول کے پیرو) کم ہو رہے ہیں، یا زیادہ؟ تو تم نے کہا وہ بڑھ رہے ہیں اور یہ ہی حالت ایمان کی ہوتی ہے جب تک وہ مکمل نہ ہو، اور میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا ان میں سے کوئی اس دین کو قبول کر کے پھر اسے برا سمجھ کر ترک بھی کر دیتا ہے؟ تم نے کہا کہ نہیں اور یہ

ہی کیفیت ایمان کی ہوتی ہے کہ جب اس کی فرحت دلوں میں سما جاتی ہیں پھر اسے کوئی ناگوار نہیں سمجھتا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں حدیث ہرقل کا ایک ٹکڑا بیان کیا ہے جس میں ہرقل نے دین اور اسلام کو ایک کر دیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ دین اور اسلام کا ایک ہونا صرف شریعت محمدیہ میں نہیں بلکہ پہلی شریعتوں میں بھی دین و اسلام کو ایک سمجھا جاتا تھا۔

حدیث ہرقل کے اس ٹکڑے میں ہے کہ ''ہرقل نے ان سے (ابوسفیانؓ سے) کہا کہ میں نے تم سے پوچھا کہ وہ لوگ (حضور کے پیروکار) کم ہو رہے ہیں یا زیادہ؟ تم نے کہا کہ وہ بڑھ رہے ہیں یہی حالت ایمان کی ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ مکمل ہو جائے اور میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا ان میں سے کوئی اس دین کو قبول کر کے پھر اس سے ناراض ہو کر اُسے ترک بھی کر دیتا ہے؟ تم نے کہا نہیں اور یہی کیفیت ایمان کی ہوتی ہے جب اس کی بشاشت دلوں میں اُتر جاتی ہے تو پھر اس سے کوئی ناخوش نہیں ہو سکتا۔''

یہ حدیث ہرقل کا ایک ٹکڑا ہے، کسی طویل حدیث میں سے ایک ٹکڑے پر اکتفا کرنا ''اختصار فی الحدیث'' کہلاتا ہے۔ اختصار فی الحدیث کے حکم میں اختلاف ہے جس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

حدیث میں اختصار کس کی طرف سے ہے؟

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ اور قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بظاہر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے نہیں بلکہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ہے لیکن علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ درست نہیں بلکہ یہ ''اختصار'' امام بخاریؒ کی طرف سے ہے۔

اشکال اور اس کا جواب

ہرقل مؤمن نہیں تھا اس کے قول سے استدلال کیسے درست ہو سکتا ہے؟ علماء نے اس کے متعدد جوابات دیئے ہیں ان میں سے ایک جواب یہ دیا ہے کہ ہرقل علماء اہل کتاب میں سے ہے اور جو کچھ اس نے سوالات کیے اور جوابات پر تبصرے کیے ان کا تعلق سابق کتب سماویہ میں بیان کردہ نشانیوں سے ہے اس لیے ہرقل کی رائے کو بطور تائید پیش کیا گیا۔

بَاب فَضْلِ مَنِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ

اس شخص کی فضیلت جو دین کو (غلطیوں اور گناہوں سے) صاف سُتھرا رکھے

اس باب سے پہلے ایک باب گزرا ہے ''باب خوف المؤمن من ان یحبط عمله وهو لا یشعر'' اُس باب میں مؤمن کو عمل کے ضائع ہونے سے ڈرایا گیا ہے۔ اب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب میں ایسا طریقہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس کے اختیار کرنے سے آدمی کے اعمال ضائع ہونے سے بچ جائیں۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ اپنے دین کو پاک وصاف کرنا اور مشتبہات سے بچتے رہنا جو آدمی اپنے دین کو پاک وصاف رکھے گا اور مشتبہات سے بچے گا تو اس کے اعمال بھی ضائع نہ

ہوں گے اور وہ کفر سے بھی بچ جائے گا۔ استبراء دین سے مراد تقویٰ ہے کہ مؤمن اپنے دین کے لیے پاکیزگی حاصل کرے تو مقصد یہ ہوا کہ تقویٰ اور پرہیزگاری اجزائے ایمانیہ میں سے ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ ، فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى ، يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى ، أَلَا إِنَّ حِمَى اللّٰهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، ان سے زکریا نے عامر کے واسطے سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نعمان بن بشیر سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان شبہ کی چیزیں ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے، تو جو شخص ان مشتبہ کی چیزوں سے بچے تو گویا اس نے اپنے دین اور آبرو کو سلامت رکھا۔ اور جو ان شبہات (کی دلدل) میں پھنس گیا، وہ اس چرواہے کی طرح ہے جو (اپنے جانوروں کو) محفوظ چراگاہ کے آس پاس چراتا ہے، ممکن ہے کہ وہ اپنے دھن کو اس چراگاہ میں جا گھسائے۔ اچھی طرح سن لو کہ ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے۔ یاد رکھو کہ اللہ کی زمین میں اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں اور سن لو کہ جسم کے اندر ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جب وہ سنور جاتا ہے تو سارا جسم سنور جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے سن لو کہ یہ (گوشت کا ٹکڑا) دل ہے۔

تشریح حدیث

حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حلال و حرام اپنے واضح دلائل کی وجہ سے اپنی ذات اور وصف ہر اعتبار سے ظاہر ہے۔

لفظ "مشتبہات" کی تحقیق۔ اس میں پانچ روایات ہیں:

۱۔ "مُشْتَبِهَات" افتعال سے اسم فاعل جمع مؤنث کا صیغہ

۲۔ "مُتَشَبِّهَات" تفعّل سے اسم فاعل جمع مؤنث کا صیغہ ۳۔ "مُشَبَّهَات" تفعیل سے اسم مفعول جمع مؤنث کا صیغہ

۴۔ "مُشَبِّهَات" تفعیل سے اسم فاعل جمع مؤنث کا صیغہ ۵۔ "مُشْبِهَات" افعال سے اسم فاعل جمع مؤنث کا صیغہ

مشتبہات سے کیا مراد ہے؟ اس میں متعدد اقوال ہیں جن میں سے دو یہ ہیں:

۱......علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ایسے امور ہیں جو کچھ لوگوں پر تو مشتبہ رہتے ہیں اور کچھ پر نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ یہ امور فی ذاتہا مشتبہ ہیں اور اصول شریعت میں ان کا کوئی بیان نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا بیان فرما دیا ہے اور دلیل بھی قائم فرما دی ہے لیکن بیان کبھی تو واضح ہوتا ہے اور تمام لوگ اسے جان لیتے ہیں اور کبھی خفی ہوتا ہے۔ خاص خاص علماء ہی اسے جان سکتے ہیں جو اصول فقہ میں مہارت رکھنے والے اور نصوص کے معانی کا صحیح ادراک کرنے والے ہوں۔ علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس قسم کا اشتباہ اگر پیش آ جائے تو اس آدمی کو شک دور

ہونے تک توقف کرنا چاہیے اور بغیر انشراح کے اقدام نہیں کرنا چاہیے کیونکہ بغیر احتیاط کے اگر اقدام کرلیا جائے تو ممکن ہے کہ وہ کسی حرام میں پھنس جائے یہی ''حمی'' سے بچنے کا مطلب ہے جس کی اس حدیث میں مثال دی گئی ہے۔

۲......امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ''مشتبہات'' سے وہ امور مراد ہیں جن میں حلال وحرام متعارض ہوں حتیٰ کہ اگر اجتہاد کر کے کسی دلیل کی بنیاد پر جانب حلت کو ترجیح دے دے تب بھی وہ امر مشتبہ رہے گا۔ اس صورت میں تقویٰ یہ ہے کہ اس امر کا ارتکاب بالکل ہی نہ کیا جائے۔ حاصل یہ کہ جتنی چیزیں اشتباہ کی ہیں ان سب سے بچنا اور احتیاط کرنی چاہیے۔ البتہ یہ اجتناب کبھی تو واجب ہوگا اور کبھی مستحب: اس کی تفصیل یہ ہے کہ اشتباہ یا تو کسی عامی کو ہوگا یا مجتہد کو۔ عامی کو پیش آنے کی صورت میں اس کی وجہ یا تو یہ ہوگی کہ وہ حکم کو جاننے والا نہیں ہے اور نہ ہی کسی مجتہد و مفتی سے اس نے سوال کیا۔ اس صورت میں اجتناب واجب ہے یا اس کی وجہ یہ ہے کہ مجتہدین اور مفتیان کرام کا اختلاف ہوگیا۔ ایسی صورت میں اجتناب واحتیاط کرنا مستحب ہے۔

الا وان فی الجسد مضغة ...... الا وهی القلب

''مضغہ'' گوشت کے ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ ''قلب'' دل کو کہتے ہیں۔ کبھی عقل پر بھی قلب کا اطلاق کردیا جاتا ہے۔ چنانچہ فراء نحوی نے ارشاد باری تعالیٰ ''اِنَّ فی ذٰلک لذکریٰ لمن کان له قلب'' میں قلب کی تفسیر عقل سے کی ہے۔

محل عقل ''قلب'' ہے یا ''دماغ'' ہے؟

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک محل عقل ''قلب'' ہے جبکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اطباء کے نزدیک محل عقل ''دماغ'' ہے۔ ظاہر قرآن سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی تائید ہوتی ہے۔ قرآن میں ہے ''**فتکون لهم قلوبٌ یعقلون بها**'' جبکہ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے ہم نوا اطباء اس سے استدلال کرتے ہیں کہ دیکھئے دماغ خراب ہوجانے سے عقل فاسد ہوجاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ محل عقل دماغ ہے۔ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث باب سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ محل عقل قلب ہے جبکہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے کسی بھی جانب استدلال درست نہیں۔

باب أَدَاءُ الْخُمُسِ مِنَ الإِيمَانِ (خمس کا ادا کرنا (بھی) ایمان میں داخل ہے)

''خُمس'' سے مال غنیمت کا پانچواں حصہ مراد ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مال غنیمت میں سے خمس ادا کرنا بھی ایمان کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے۔ امام صاحب نے کتاب الایمان میں اب تک جس قدر ایمان کے شعبے بیان فرمائے ہیں یہ ان سب میں آخری شعبہ ہے۔

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ كُنْتُ أَقْعُدُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ، يُجْلِسُنِي عَلَى سَرِيرِهِ فَقَالَ أَقِمْ عِنْدِي حَتَّى أَجْعَلَ لَكَ سَهْمًا مِنْ مَالِي، فَأَقَمْتُ مَعَهُ شَهْرَيْنِ، ثُمَّ قَالَ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَنِ الْقَوْمُ أَوْ مَنِ الْوَفْدُ قَالُوا رَبِيعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا لَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلَّا فِي شَهْرِ الْحَرَامِ، وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ، فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ،

نُخْبِرْ بِهِ مَنْ وَرَاءَ نَا ، وَنَدْخُلْ بِهِ الْجَنَّةَ وَسَأَلُوهُ عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ ، وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ ، أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَحْدَهُ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَحْدَهُ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ ، وَصِيَامُ رَمَضَانَ ، وَأَنْ تُعْطُوا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ وَقَالَ احْفَظُوهُنَّ وَأَخْبِرُوا بِهِنَّ مَنْ وَرَاءَ كُمْ

ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا، انہیں شعبہ نے ابو جمرہ سے خبر دی، وہ کہتے ہیں، میں ابن عباس کے پاس بیٹھا کرتا تھا تو وہ مجھے اپنے تخت پر بٹھا لیتے تھے (ایک بار) انہوں نے مجھ سے فرمایا (یہیں) میرے پاس ٹھہرو تا کہ میں تمہارے لیے اپنے مال سے کچھ حصہ نکال دوں، تب میں ان کے ساتھ دو ماہ رہا، پھر (ایک دن) انہوں نے مجھ سے کہا کہ جب (قبیلہ) عبدالقیس کا وفد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ان سے دریافت کیا کہ کس قبیلے کے لوگ ہیں؟ (یا پوچھا) کہ کون سا وفد ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہم ربیعہ کے لوگ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مرحبا! ان لوگوں کو یا اس وفد کو، یہ نہ رسوا ہوئے نہ شرمندہ ہوئے۔ اس کے بعد انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ماہ حرام کے سوا کسی اور وقت حاضر نہیں ہو سکتے (کیونکہ) ہمارے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کفار مضر کا یہ قبیلہ رہتا ہے، لہذا ہمیں کوئی ایسی قطعی بات بتلا دیجیے جس کی ہم اپنے پیچھے رہ جانے والوں کو (بھی) خبر کر دیں اور جس کی وجہ سے ہم جنت میں جا سکیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انہوں نے پینے کی چیزوں کی بابت پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں چار باتوں کا حکم دیا اور چار باتوں سے منع کیا ان کو اللہ واحد پر ایمان (لانے کا) حکم دیا (اور) پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ ایک اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اس کے بارے میں) زیادہ جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی ذات عبادت واطاعت کے لائق نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، اور یہ کہ مال غنیمت میں پانچواں حصہ ادا کرو اور چار چیزوں سے انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا، ختنم، دُبا، نقیر اور مزفت (کے استعمال) سے اور فرمایا کہ ان باتوں کو محفوظ کر لو اور اپنے پیچھے رہ جانے والوں کو (جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے انہیں) انکی خبر دے دو۔

مختصر حالات ابو جمرہؒ

یہ ابو جمرہؒ نصر بن عمران بن عصام ضبعی، بصری ہیں۔ انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت حدیث کی ہے۔ ان سے ایوب سختیانی، معمر، شعبہ، حماد بن سلمہ، حماد بن زید رحمہم اللہ نے روایتیں لی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ابو جمرہ سے عقیدت تھی۔ اس عقیدت کی بناء پر ان کو ساتھ بٹھاتے تھے۔ دراصل حضرت ابن عباسؓ حضرت علیؓ کی جانب سے بصرہ کے گورنر تھے۔ بصرہ کے اطراف میں فارسی بولی جاتی تھی۔ ابن عباسؓ کو فارسی نہیں آتی تھی اس لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ان سے ترجمانی کا کام لیتے تھے اور ان کا وظیفہ مقرر کر رکھا تھا۔

تشریح حدیث......وفد عبدالقیس

بہت سارے محدثین ومؤرخین کی رائے یہ ہے کہ یہ وفد ۹ ھ میں آیا تھا جو تقریباً چودہ افراد پر مشتمل تھا۔ بعض کے

نزدیک اس وفد کی آمد ۸ھ میں ہوئی۔ یہ لوگ بحرین اور اطراف عراق کے رہنے والے تھے۔

جب یہ وفد آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "من القوم او من الوفد" یہ قوم کون سی ہے یا پوچھا اس وفد کا تعلق کہاں سے ہے؟ یہاں جو شک ہے وہ راویوں میں سے کسی کو ہے۔ ممکن ہے ابو جمرہ کو ہو اور یہ بھی ممکن ہے بلکہ غالب گمان ہے کہ یہ شک امام شعبہ کو ہوا ہوگا۔ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شک ابن عباسؓ کا قرار دیا ہے لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عینیؒ نے اس کی تردید کی ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مرحبًا باالقوم او باالوفد غیر خزایا ولا ندامی" اس قوم کے لیے یا فرمایا اس وفد کے لیے مرحبا اور خوش آمدید جو نہ ذلیل و رسوا ہوا اور نہ ہی شرمندہ۔ لفظ "مرحبا" کسی آنے والے کے آنے پر اظہار مسرت کے لیے کہا جاتا ہے "غیر خذایا ولا ندامی" یہ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ خذایا "خزیان" کی جمع ہے جو "خِزیٌ" سے مشتق ہے۔ اس کے معنی ذلت و رسوائی کے ہیں۔ امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں قیاساً "نادمین" کہنا چاہیے تھا جو نادم کی جمع ہے اور ندامۃ سے مشتق ہے جبکہ ندامی "ندمان" کی جمع ہے اور ندمان کہتے ہیں شراب اور لہو و لعب کے ساتھی کو۔ بہر حال یہاں ندامی لانے کی وجہ خزایا کے ساتھ لفظی مشاکلت ہے۔ اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ قبیلہ عبدالقیس کو نہ تو کسی رسوائی کا سامنا ہوا اور نہ ہی شرمندگی اُٹھانی پڑی کیونکہ یہ قبیلہ خود اپنے شوق اور رغبت سے مسلمان ہوا ہے اُن کے ساتھ اہل اسلام کی کوئی لڑائی نہیں ہوئی اگر کوئی لڑائی ہوتی تو پکڑ کر لائے جاتے تو رسوائی ہوتی اور اگر مسلمانوں کو قتل کیا ہوتا تو ندامت و شرمندگی ہوتی۔

امرهم باربع ونهاهم باربع

مامور بہ چار چیزوں کی بجائے پانچ چیزیں کیوں ذکر کی گئی ہیں؟ اس کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں جن میں سے ایک جواب یہ ہے: ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ قاضی عیاضؒ اور امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں امور اربعہ کا مصداق شہادتین، اقامت صلوٰۃ، ایتاء زکوٰۃ اور صوم رمضان ہیں مگر چونکہ یہ لوگ کفار کے پڑوس میں رہتے تھے اور وہاں جنگ کے امکان تھے اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبعاً اور ضمناً اداء خمس کا مسئلہ بھی بیان کر دیا۔

حج کا ذکر کیوں نہیں؟

اگرچہ حدیث باب میں حج کا ذکر نہیں ہے لیکن بعض دوسری روایات میں حج کا ذکر بھی ہے۔ البتہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ان روایات کو شاذ کہا ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حج کے عدم ذکر کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت تک حج فرض ہی نہیں ہوا تھا۔

الحَنتَم، الدُّبَّا، النَقِيرُ، المُزَفَّت

حنتم: اصح قول کے مطابق سبز رنگ کے مٹکے کو کہتے ہیں اس لیے اس کی تفسیر "الجزءۃ الخضراء" سے کی گئی ہے۔

"دُبَّا": کدو کے اندر سے گودا نکال کر اس کے خول کو شراب کے برتن کے طور پر استعمال کرتے تھے اور اس میں نبیذ اور شراب بناتے تھے۔ نقیر: کھجور کی جڑ کو کھود کر برتن بنایا جاتا تھا۔ بعض لوگ مطلقاً لکڑی یا درختوں کی جڑ کو کھود کر برتن بناتے تھے ان سب کو نقیر کہتے تھے۔ مزفت: ایسا برتن جس پر زفت مل دیا گیا ہو۔ "زفت" تارکول کے مشابہ ایک چیز ہوتی تھی جو ایک

خاص درخت سے نکلتی تھی۔ بعض روایات میں ''المزفت'' کی بجائے ''المقیر'' بھی آیا ہے یعنی وہ برتن جس پر قیر مل دیا گیا ہو۔ ''قیر'' بھی تارکول کے مشابہ ایک کالی چیز ہوتی تھی۔ مذکورہ تمام برتنوں میں چونکہ نبیذ تیار ہوتی تھی ان میں سکر بہت جلد آ جاتا تھا۔ اس لیے حرمت مسکرات کے تحت ان برتنوں میں نبیذ بنانے سے ابتداء اسلام میں روک دیا گیا تھا۔ اس کے بعد ہر برتن میں نبیذ بنانے کی اجازت مل گئی۔ بشرطیکہ اس میں اتنی دیر نہ رکھی جائے کہ سکر آ جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ اَنَّ الْاَعْمَالَ بِالنِّيَّةِ وَالْحِسْبَةِ وَلِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوٰى

اس بات کا بیان کہ (شریعت میں) اعمال کا دارومدار نیت اور اخلاص پر ہے

فَدَخَلَ فِيهِ الْإِيمَانُ وَالْوُضُوءُ وَالصَّلَاةُ وَالزَّكَاةُ وَالْحَجُّ وَالصَّوْمُ وَالْأَحْكَامُ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى (قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهِ) عَلٰى نِيَّتِهِ نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلٰى اَهْلِهِ يَحْتَسِبُهَا صَدَقَةٌ وَقَالَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ

اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی وہ نیت کرے (تو اس اصول کے لحاظ سے) اعمال میں ایمان، ''وضو، نماز، زکوٰۃ، حج، روزے اور احکام (شرعیہ بھی) داخل ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کہہ دیجیے کہ ہر شخص اپنے طریقے پر یعنی اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا ہے'' (چنانچہ) کوئی اگر ثواب کی نیت سے اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے تو وہ صدقہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ (مکہ فتح ہونے کے بعد اب ہجرت تو باقی نہیں) ہاں جہاد اور نیت باقی ہے۔

ماقبل سے ربط و مقصود ترجمۃ الباب

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس باب کی ماقبل کے باب سے مناسبت یہ ہے کہ ماقبل کے باب میں اُن اعمال کا ذکر ہے جو دخولِ جنت کا سبب ہیں۔ اب اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ کوئی عمل اس وقت عمل کہلانے کے قابل ہوگا جب اس میں نیت اور اخلاص ہو ورنہ وہ نہ تو عمل کہلانے کے قابل ہوگا اور نہ ہی اس پر دخول جنت مرتب ہو سکتا ہے۔

نیز اس ترجمۃ الباب سے مرجئہ کی تردید کرنا بھی مقصود ہے۔ اگرچہ تبعاً خوارج اور معتزلہ پر بھی رد ہو رہا ہے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کی اس باب سے یہ غرض بیان کرنا ہے کہ ثواب اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ اس ترجمۃ الباب کے تین اجزاء ہیں:

۱۔ ان الاعمال باالنیۃ ۔۲۔ والحسبۃ ۔۳۔ لکل امریءٍ مانویٰ

فدخل فیه الایمان والوضوء' والصلوٰۃ' والزکوٰۃ' و الحج والصوم والاحکام

یہاں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مزید وضاحت فرما رہے ہیں کہ ''اعمال اپنے عموم کی وجہ سے ایمان' وضو' نماز' زکوٰۃ' حج' روزہ اور سارے اَحکام کو شامل ہے۔ لہٰذا ان سب میں نیت ثواب ہونی چاہیے۔

وقال اللّٰہ تعالیٰ: ''قُلْ کُلٌّ یَّعمل علیٰ شاکلته'' علیٰ نیّته

اللہ کا ارشاد ہے ''کہہ دیجئے کہ ہر شخص اپنے طریقہ پر یعنی اپنی نیت پر عمل کرتا ہے اس کا تعلق ترجمہ کے جزء اول سے ہے۔

ونفقة الرجل علی اهله یَحتَسِبُهَا صدقةٌ

آدمی کا اپنے اہل وعیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرنا صدقہ ہے اس کا تعلق ترجمہ کے دوسرے جزء ''والحسبة'' سے ہے۔

وقال: ولکن جهاد ونية

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اب ہجرت باقی نہیں رہی) جہاد اور نیت باقی ہے۔اس کا تعلق ترجمہ کے تیسرے جز سے ہے۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ ، وَلِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوَى ، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا ، أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا انہیں مالک نے یحییٰ بن سعید سے خبر دی، انہوں نے محمد بن ابراہیم سے سنا، انہوں نے علقمہ بن وقاص سے، انہوں نے حضرت عمرؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی ہو۔تو جس نے اللہ اور اس کے رسول کی خاطر ہجرت کی، تو وہ اللہ اور اس کے رسول ہی کے لیے شمار ہوگی اور جس نے حصول دنیا کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کی غرض سے ہجرت کی تو وہ اسی مد میں (شمار) ہوگی جس کے لیے اس نے ہجرت اختیار کی۔

← حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ يَحْتَسِبُهَا فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ

ترجمہ۔ ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، انہیں عدی بن ثابت نے خبر دی، انہوں نے عبداللہ بن یزید سے سُنا، انہوں نے ابو مسعودؓ سے روایت کی، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جب آدمی اپنے اہل و عیال پر ثواب کی خاطر روپیہ خرچ کرے (تو) وہ اس کے لیے صدقہ ہے، (یعنی صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا)

تشریح حدیث

اس حدیث کے عنوان میں امام بخاری نے یہ بات ملحوظ رکھی ہے کہ آدمی کے جملہ افعال اس کے ارادے کے تابع ہوتے ہیں۔ یہ حدیث بالکل ابتدا میں بھی گزر چکی ہے تقریباً سات جگہ امام بخاری اس روایت کو لائے ہیں اور اس سے یا تو یہ ثابت کیا ہے کہ اعمال کی صحت نیت پر موقوف ہے یا یہ بتلایا ہے کہ ثواب کا دارومدار نیت پر ہے۔اس جگہ یہی بتلایا گیا ہے کہ ثواب صرف نیت پر موقوف ہے جیسے اپنے بال بچوں پر آدمی روپیہ پیسہ محض اسلئے خرچ کرے کہ ان کی پرورش میرا دینی فریضہ ہے اور حکم خدوندی ہے تو یہ خرچ کرنا بھی صدقے ہی میں شمار ہوگا اور اس پر صدقے کا ثواب ملے گا۔احناف کے نزدیک نیت کی شرعی حیثیت میں ایک تھوڑا سا باریک فرق ہے وہ یہ کہ جو افعال عبادت ہیں اور عبادت بھی وہ جو مقصود اصلی ہیں ان میں نیت ضروری ہے یعنی نیت کے بغیر نہ وہ افعال صحیح ہوں گے اور نہ ان پر ثواب ملے گا جیسے نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، جہاد اور جو افعال مقصود اصل نہیں بلکہ کسی عبادت کیلئے محض ایک ذریعہ ہیں ان میں نیت ضروری نہیں جیسے نماز کیلئے وضو اس میں نیت شرط نہیں۔امام بخاریؒ نے اس عنوان کے تحت حسب ذیل دو حدیثیں اور ذکر کی ہیں۔

حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فَمِ امْرَاَتِكَ

ترجمہ۔ ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا' انہیں شعیب نے زہری سے خبر دی' ان سے عامر بن سعد نے سعد بن ابی وقاص کے واسطے سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو جو کچھ محض رضا الٰہی کی خاطر خرچ کرے تجھے اس پر اجر (ضرور) دیا جائے گا' یہاں تک کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں دو گے اس کا بھی ثواب ملے گا۔

تشریح حدیث:۔ حدیث پاک میں ہے کہ بے شک جو کچھ بھی اللہ کی رضامندی سے خرچ کرو گے اس پر تمہیں اجر ملے گا۔ یہاں تک کہ اس پر بھی تمہیں اجر ملے گا کہ تم اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالو۔ اکثر روایات میں "فی امرأتک" ہے جبکہ بعض روایات میں "فی فم امرأتک" ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "فی امرأتک" کی روایت زیادہ بہتر ہے۔ اس لیے کہ فم کا لفظ وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں یہ بغیر اضافت کے ہو لیکن جہاں اضافت کے ساتھ استعمال ہو وہاں "فی" کا استعمال ہی اولیٰ ہوتا ہے۔

حدیث باب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث کا حصہ ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے حتیٰ کہ وہ سمجھنے لگے کہ اجل قریب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہدایت طلب کی کہ میں اپنے مال کے بارے میں کیا طریقہ اختیار کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دی کہ ابھی تمہاری زندگی باقی ہے۔ اسی ضمن میں یہ ہدایت بھی دی کہ نیت اچھی کر لو گے تو جو کچھ خرچ کرو گے اس میں صدقہ کا ثواب ملے گا۔

باب قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ دین اللہ اور اسکے رسول اور قائدین اسلام اور عام مسلمانوں کیلئے نصیحت (کا نام) ہے

لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ وَقَوْلِهِ تَعَالٰى (اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ)

اور اللہ کا قول کہ جب وہ اللہ اور اس کے رسول کیلئے نصیحت کریں' یعنی دین کا خلاصہ اور حاصل اخلاص خیر خواہی ہے

گزشتہ باب میں نیت اور اخلاص کا ذکر تھا اور اس باب میں ہے "الدین النصیحۃ" نصح کے معنی خلوص کے ہیں۔ نصیحت میں خلوص ہو گا تو وہ نصیحت معتبر ہو گی اور اگر اخلاص نہ ہو گا تو وہ حقیقتاً نصیحت ہی نہ ہو گی بلکہ وہ دھوکہ بازی ہے۔

یہ کتاب الایمان کا آخری باب ہے اس سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ ہم نے کتاب الایمان میں باطل قوتوں پر جو رد کیا ہے یہ نصیحت اور خیر خواہی کی وجہ سے کیا ہے۔ لہٰذا جو ہماری اس کتاب الایمان سے استدلال کرے گا اس کا مقصد بھی خیر خواہی ہونا چاہیے۔

بعض محدثین فرماتے ہیں کہ اس ترجمۃ الباب کا مقصد مراتب الایمان بتانا ہے کہ ان میں فرق ہوتا ہے اس لیے کہ یہاں "الدین النصیحۃ" فرمایا گیا ہے "النصیحۃ" کا حمل "الدین" پر ہو رہا ہے۔ گویا کہ دین اور نصیحت ایک ہی ہیں۔ پھر چونکہ نصیحت میں مراتب ظاہر ہیں کہ ایک نصیحت "للہ" ہوتی ہے۔ ایک "لرسولہ" ایک "لائمۃ المسلمین" اور ایک "لعامتھم" ہوتی ہے۔ نیز ان نصیحتوں کی کیفیات میں بھی کمی بیشی ہوتی ہے۔ لہٰذا جب نصیحت میں مراتب کا تفاوت ثابت ہوا تو دین میں بھی ہو گا۔ دین اور ایمان چونکہ ایک ہی ہیں اس لیے ایمان کے اندر مراتب اور زیادت و نقصان کا ثبوت بھی ہو جائے گا۔

النصيحة لِلّٰه

اللہ کے لیے نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وہدایات کے مطابق ایمان لانا' شرک اوراس کی تمام انواع سے اجتناب کرنا' اطاعت وفرمانبرداری کو اختیار کرنا اور اخلاص کے ساتھ تمام اوامر کو بجالانا نواہی سے مکمل اجتناب کرنا' انعامات واحسانات خداوندی کا اعتراف کرنا اور ان پر شکر بجالانا اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ساتھ موالات ومحبت کا تعلق رکھنا اور نافرمانوں سے معادات کا معاملہ کرنا۔

النصيحة لرسول

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ لے کر آئے ہیں اس میں آپ کی مکمل تصدیق کی جائے۔ آپؐ نے جس چیز کی دعوت دی اس کو قبول کیا جائے۔ آپؐ نے جو شرائع واحکام بتائے اور دین کی تشریح فرمائی اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر بجالائے جائیں اور نواہی سے اجتناب کیا جائے۔ آپؐ کے حق کو تمام مخلوقات کے حق پر مقدم کیا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ دعوت کو اختیار کیا جائے۔

النصيحة لائمة المسلمين

آئمۃ المسلمین سے مراد مسلمانوں کے امراء وخلفاء ہیں۔ ان کے ساتھ نصیحت وخیر خواہی کے تعلق کا مطلب یہ ہے کہ ''معروف'' میں ان کی اطاعت کی جائے۔ ان کے ساتھ کفار کے مقابلہ میں جہاد کیا جائے۔ ان کی جھوٹی تعریفیں کر کے ان کو دھوکہ میں نہ ڈالا جائے اور ان کی اصلاح وہدایت کے لیے دُعا کی جائے۔

النصيحة لعامة المسلمين

عامۃ المسلمین کے ساتھ نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ ان کو دین کی تعلیم دینا' دینی دنیوی مصالح کی طرف ان کی راہنمائی کرنا' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا' ان کے ساتھ شفقت ومہربانی کا معاملہ کرنا' بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر رحم کرنا۔

اذا نصحوا اللّٰہ ورسوله

جب وہ خدا اور رسولِ خدا کے ساتھ خلوص وخیر خواہی کا معاملہ کریں (تو ان کی لغزشوں پر مواخذہ نہ ہوگا) اس آیت کریمہ سے ترجمۃ الباب کی تائید کی گئی ہے۔

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے اسمٰعیل کے واسطے سے بیان کیا، ان سے قیس بن ابی حازم نے جریر بن عبداللہ کے واسطے سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر بیعت کی۔

(یعنی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر نماز کی پابندی' زکوٰۃ کی ادائیگی اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر بیعت کی ہے)

اس روایت میں شہادتین اور صوم وحج کا ذکر نہیں، اسی روایت کے دوسرے طریق میں ان چیزوں کا ذکر موجود ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ يَوْمَ مَاتَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ عَلَيْكُمْ بِاتِّقَاءِ اللّٰهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَالْوَقَارِ وَالسَّكِينَةِ حَتَّى يَأْتِيَكُمْ أَمِيرٌ، فَإِنَّمَا يَأْتِيكُمُ الْآنَ، ثُمَّ قَالَ اسْتَعْفُوا لِأَمِيرِكُمْ، فَإِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ الْعَفْوَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قُلْتُ أُبَايِعُكَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَشَرَطَ عَلَيَّ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ فَبَايَعْتُهُ عَلَى هَذَا، وَرَبِّ هَذَا الْمَسْجِدِ إِنِّي لَنَاصِحٌ لَكُمْ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَنَزَلَ

ترجمہ۔ ہم سے ابونعمان نے بیان کیا، ان سے ابوعوانہ نے زیاد بن علاقہ کے واسطے سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ جس دن مغیرہ بن شعبہ کا انتقال ہوا، اس روز میں نے جریر بن عبداللہ سے سنا، کھڑے ہو کر انہوں نے (اول) اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور (لوگوں سے) کہا تمہیں صرف اللہ وحدہ لاشریک سے ڈرنا چاہیے، اور وقار اور سکون اختیار کرو جب تک کہ کوئی امیر تمہارے پاس آئے کیونکہ وہ (امیر) ابھی تمہارے پاس آنے والا ہے، پھر کہا کہ اپنے (مرحوم) امیر کے لیے اللہ سے مغفرت مانگو، کیونکہ وہ بھی درگزر کرنے کو پسند کرتا تھا۔ پھر کہا اب اس (حمد وصلوٰۃ) کے بعد (سن لو کہ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ میں اسلام پر آپ کی بیعت کرتا ہوں تو آپ نے مجھ سے اسلام (پر قائم رہنے) کی اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کی شرط لی۔ تو میں نے اسی پر آپکی بیعت کی۔ اور قسم ہے اس مسجد کے رب کی! کہ یقیناً میں تمہارے لیے خیر خواہ ہوں۔ پھر استغفار کیا اور (منبر پر سے) اتر گئے۔

تشریح حدیث

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ حضرت معاویہؓ کی طرف سے کوفہ کے گورنر تھے۔ ان کی وفات ۵۰ھ میں ہوئی۔ وفات کے وقت انہوں نے عارضی طور پر اپنے بیٹے عروہ کو نائب بنا دیا تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو عارضی نائب مقرر فرمایا تھا اس لیے انہوں نے خطبہ دیا جس کا تذکرہ حدیث میں ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہر کتاب کے آخر میں خاتمہ پر دلالت کرنے والا کوئی لفظ لاتے ہیں جس میں اس کتاب کے اختتام کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ یہاں بھی "استغفر ونزل" کے کلمات اختتام کتاب پر دال ہیں کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ اختتام پر استغفار فرماتے تھے۔ چنانچہ جب نماز سے سلام پھیرتے تو تین مرتبہ "استغفر اللہ" فرمایا کرتے تھے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تلقین کی تھی کہ نماز کے آخر میں سلام سے پہلے یہ دعا پڑھا کریں: "اللّٰھم انی ظلمت نفسی ظلماً کثیراً ولا یغفر الذنوب الا انت" مذکورہ نصوص میں استغفار وتوبہ کا ورد آخر میں ہو رہا ہے۔ معلوم ہوا استغفار خاتمہ کی دلیل ہے۔
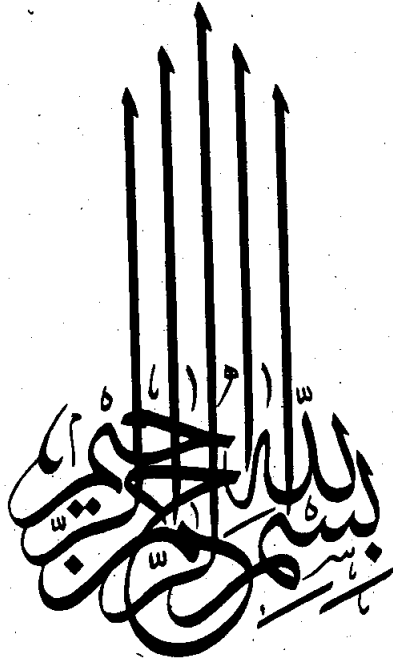
كِتَابُ الْعِلْمِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب العلم

ایمان ہی اصل بنیادی چیز ہے جس کی وجہ سے اسے سب سے پہلے ذکر فرمایا۔ چونکہ ایمان کا مبدأ وحی ہے اس لیے وحی کا باب ایمان سے بھی پہلے منعقد فرمادیا۔ ایمان کے بعد سب سے اہم درجہ صلوٰۃ کا ہے۔ لہٰذا اسی کو ذکر کرنا چاہیے تھا لیکن ان تمام کا محتاج الیہ علم ہے اس لیے اب علم کو بیان فرماتے ہیں۔ یہاں علم سے مراد علم دین ہے جس کی تعلیم کے لیے جبرائیل علیہ السلام آئے تھے اور اسی علم دین کی تعلیم ہی ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

باب فضل العلم

اس ترجمۃ الباب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود فضیلت اہل علم یعنی فضیلت علماء بیان کرنا ہے۔

وقول اللہ عزوجل "یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِینَ آمَنُوا مِنکُمْ وَالَّذِینَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِیرٌ وقولہ ربّ زدنی علمًا"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" کہ اللہ تعالیٰ تم میں سے اہل علم واہل ایمان کے درجے بلند کرے گا اور جو کچھ تم کرتے ہیں اللہ (سب) جانتا ہے"۔ اور (اسی علم کی فضیلت میں) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" (اے پیغمبر کہو کہ) اے میرے رب! میرا علم زیادہ کر"۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمان الٰہی کو بطور تبرک واستشہاد کے پیش فرمایا ہے۔ پہلی آیت کریمہ سے اہل علم کا بلند درجہ اور ان کی فضیلت معلوم ہو رہی ہے۔ دوسری آیت سے فضیلت علم معلوم ہو رہی ہے جبکہ عند البعض دوسری آیت سے بھی اہل علم کی فضیلت ثابت ہو رہی ہے۔ یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب تو باندھا ہے مگر کوئی روایت ذکر نہیں فرمائی صرف دو آیات ذکر فرما کر باب کو ختم کر دیا۔ شارحین کرام ایسے موقع پر توجیہات فرمایا کرتے ہیں۔

۱۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے لکھنے کا ارادہ تو تھا مگر کوئی روایت شرط کے مطابق نہیں ملی۔

۲۔ یہاں جگہ خالی چھوڑ دی تھی تاکہ جب کوئی روایت شرط کے مطابق ملے گی تو لکھ دیا جائے گا لیکن جب امام صاحب کا انتقال ہوگیا تو شاگردوں نے وہ جگہ یہ سوچ کر ختم کر دی کہ اب تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نہیں رہے اب کون لکھے گا۔

۳۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جہاں باب باندھ کر روایت ذکر نہیں فرماتے یہ تشحیذ اذھان کے لیے ایسا کرتے ہیں کیونکہ یا تو اس سے متصل پہلے روایت گزری ہوتی ہے یا آگے آنے والی ہوتی

ہے۔ چنانچہ یہاں پر یہی باب، روایت سمیت دوبارہ آگے آ رہا ہے۔
۴۔ بعض شارحین فرماتے ہیں کہ یہاں صرف استدلال مقصود ہے اور قرآنی آیات سے بڑا استدلال اور کونسی چیز ہوگی۔ اس لیے یہاں صرف قرآنی استدلال پر قناعت کر لی۔

اشکال اور اس کا جواب

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ''باب فضل العلم'' قائم کیا اور چند ابواب کے بعد پھر یہی باب لکھا۔ یہ تکرار کیوں ہے؟
علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بخاری کے زیادہ صحیح نسخوں میں یہاں ''باب فضل العلم'' کا عنوان موجود نہیں ہے بلکہ صرف ''کتاب العلم'' اور اس کے بعد ''قول اللہ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا (الآية)'' ہے اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو پھر تکرار نہ ہوگا اور یہاں سے علماء کی فضیلت بتلانا مقصود ہوگی اور آئندہ باب میں فضیلت علم بیان کرنا مقصود ہوگی اور اگر یہاں ''باب فضل العلم'' کا نسخہ صحیح مان لیا جائے تو یہاں فضیلت علماء بیان کرنا مقصود ہوگی اور اس کے بعد آگے جہاں ''باب فضل العلم'' ہے وہاں فضیلت علم بیان کرنا مقصود ہوگی۔

بَاب مَنْ سُئِلَ عِلْمًا وَهُوَ مُشْتَغِلٌ فِي حَدِيثِهِ

فَأَتَمَّ الْحَدِيثَ ثُمَّ أَجَابَ السَّائِلَ

کسی شخص سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور وہ کسی بات میں مشغول ہو تو اپنی بات پوری کرے پھر جواب دے

ماقبل سے مناسبت و مقصود ترجمہ

گزشتہ باب میں فضیلت علماء کا بیان تھا، اب اس باب میں اُس عالم کا حال بیان ہو رہا ہے جس سے کوئی مشکل مسئلہ پوچھا گیا۔ ظاہر ہے مشکل مسائل ان علماء وفضلاء اور عالمین بالعمل سے ہی پوچھے جاسکتے ہیں جو آیت ''يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ'' کے مصداق ہوں۔
اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ مسئلہ بیان کرنا چاہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی بات میں مشغول ہو اور اس سے کوئی سوال کر لیا جائے تو وہ مشغول آدمی اپنی بات پوری کر کے پھر سائل کو جواب دے تو یہ جائز ہے۔
بعض حضرات ترجمۃ الباب کی غرض یہ بیان کرتے ہیں کہ اس باب سے معلم کا ادب بتلایا جا رہا ہے کہ اگر کوئی اس سے سوال کرے تو وہ پہلے اپنی جاری شدہ بات پوری کرے پھر جواب دے۔ بعض نے اس کی غرض یہ بتلائی ہے کہ اگر کوئی شخص بات کر رہا ہو تو اس سے اُس وقت تک کوئی سوال نہ کیا جائے جب تک وہ اپنی بات سے فارغ نہ ہو جائے۔

⬅ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ ح وَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِي مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ فَمَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُحَدِّثُ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ سَمِعَ مَا قَالَ، فَكَرِهَ مَا قَالَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ لَمْ يَسْمَعْ، حَتَّى إِذَا قَضَى حَدِيثَهُ قَالَ أَيْنَ أُرَاهُ السَّائِلُ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ هَا أَنَا يَا رَسُولَ

اللّٰهِ قَالَ فَإِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قَالَ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا قَالَ إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا" ان سے فلیح نے (اور دوسری سند سے) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، ان سے محمد بن فلیح نے، ان سے ان کے باپ (فلیح) نے، ان سے ہلال بن علی نے عطاء بن یسار کے واسطے سے بیان کیا، انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے (کچھ) بیان فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی (شخص) آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھنے لگا کہ قیامت کب آئے گی مگر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں فرمائی اور) آپ باتیں کرتے رہے، کسی نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی بات سن لی مگر اس کی بات (درمیان گفتگو میں) ناگوار معلوم ہوئی اور کسی نے کہا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا ہی نہیں، یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا (سلسلہ) بیان پورا فرمالیا (تو) پوچھا، وہ قیامت کے بارے میں پوچھنے والا کہاں ہے؟ وہ شخص بولا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں (یہاں) موجود ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب امانت ضائع ہو جائے تو قیامت کا منتظر رہ، اس نے پوچھا امانت کس طرح ضائع ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب نااہل کو حکومت کی باگ ڈور سونپ دی جائے تو (اس کے بعد) قیامت کا انتظار کر۔

تشریح حدیث

ایک اعرابی جو آداب سے واقف نہ تھا آتے ہی اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات شروع کر دیئے۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئے بلکہ اپنی گفتگو میں مصروف رہے تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا ہے لیکن ناگواری کی وجہ سے جواب نہیں دیا اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سننے کی نفی کی اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ہی نہیں کیونکہ آپ تو ایسے لوگوں کو جلدی جواب دیا کرتے تھے اگر سن لیا ہوتا تو یہ ضرور فرماتے کہ ذرا ٹھہر جاؤ۔

قال این اُراہ السائل

یہاں لفظ "اُراہ" راوی نے اپنی طرف سے بڑھادیا ہے کیوں کہ اس کو اپنے اُستاد کے الفاظ یاد نہیں رہے تھے یہ تو راوی کو یقین تھا کہ استاد نے "این" فرمایا تھا مگر اس کے بعد "این الذین یسال عن الساعة" فرمایا یا کچھ اور فرمایا تھا اسی شک کی بنیاد پر لفظ "اُراہ" بڑھادیا۔

اذا وُسِّد الامر الٰی غیر اهله

مطلب یہ کہ جب امارت نااہل کے ہاتھوں آجائے تو قیامت کا انتظار کرو اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ نااہلیت لاعلمی سے پیدا ہوتی ہے اور دنیا کا نظام علم پر موقوف ہے۔ اگر نااہلوں کے پاس انتظام چلا جائے تو سب نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

حدیث الباب کی کتاب العلم سے مناسبت

حدیث الباب اور ترجمۃ الباب کے درمیان مناسبت تو بالکل واضح ہے اور حدیث پاک کے الفاظ "اذا وُسِّد الامر الٰی غیر اهله فانتظر الساعة" کے الفاظ سے اس کی کتاب العلم کے ساتھ مناسبت واضح ہوگئی کہ اگر معاملہ غیر اہل علم کے سپرد کیا جائے گا تو یہ قرب قیامت کی نشانی ہوگی۔

باب مَنْ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْعِلْمِ (جو شخص علم کی باتیں بلند آواز سے بیان کرے)

مقصد ترجمۃ الباب

بعض محدثین کرام فرماتے ہیں کہ چونکہ قرآن مجید میں آتا ہے "وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ط اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ" یہاں پر حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو آہستہ بولنے کی نصیحت کی اور چیخ کر بولنے کو حمار کا خاصہ بتایا تو اس سے ابہام ہوتا تھا کہ علم کے لیے آواز کا بلند کرنا تو کہیں اس میں داخل نہیں اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب باندھ کر تنبیہ فرمادی کہ علم اس سے مستثنیٰ ہے اس کے اندر آواز کو بلند کیا جا سکتا ہے۔

بعض کی رائے یہ ہے کہ چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چیخ کر نہیں بولتے تھے اور یہاں حدیث میں ہے: "فنادیٰ باعلیٰ صوته" تو یہ باب باندھ کر گویا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بتادیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ چیخ کر نہیں بولتے تھے مگر تعلیم کے وقت زور سے ارشاد فرماتے تھے تاکہ سب لوگوں تک آواز پہنچ جائے تو اس باب سے بوقت ضرورت بلند آواز کی اجازت دی گئی۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس باب سے اساتذہ کرام کو تدریس کا ادب سکھانا مقصود ہے کہ معلم کو چاہیے کہ علمی بات کو نہایت ڈٹ کر اور خوب مؤثر انداز میں بیان کریں۔

← حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ عَارِمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِي سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا ، فَأَدْرَكَنَا وَقَدْ أَرْهَقَتْنَا الصَّلاةُ وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ ، فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلَى أَرْجُلِنَا ، فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاثًا

ترجمہ۔ ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، ان سے ابوعوانہ نے بشر کے واسطے سے بیان کیا، انہوں یوسف بن ماھک سے روایت کی انہوں نے عبداللہ بن عمروؓ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے پیچھے رہ گئے۔ پھر (آگے بڑھ کر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو پالیا اور اس وقت نماز کا وقت قریب ہونے کی وجہ سے (ہم عجلت کے ساتھ) وضو کر رہے تھے تو ہم (پاؤں پر پانی ڈالنے کی بجائے) ہاتھ سے پاؤں پر پانی پھیرنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پکار کر فرمایا ایڑیوں کے لیے آگ (کے عذاب) سے خرابی ہے دو مرتبہ یا تین مرتبہ (فرمایا)۔

تشریح حدیث الباب

نماز کا وقت تنگ ہونے کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پاؤں پر فراغت کے ساتھ پانی ڈالنے کی بجائے ہاتھ سے ان پر پانی پھیرنے لگے۔ اس وقت چونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ذرا فاصلہ پر تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار کر فرمایا کہ ایڑھیاں خشک رہ جائیں گی تو وضو پورا نہ ہوگا جس کے سبب عذاب ہوگا۔

حدیث پاک میں جس نماز کا ذکر ہے وہ نماز عصر تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ سمجھ کر کہ نماز کا وقت تنگ ہوا جا رہا ہے

جلد جلد وضو کیا اور اسی عجلت میں بعض صحابہ کرامؓ سے پیر دھونے کی پوری رعایت نہ ہوسکی بعض کی ایڑیاں خشک رہ گئیں جن کو دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ فرمائی اور بلند آواز سے ناقص وضو والوں کا انجام بتایا۔

فجعلنا نمسح علیٰ ارجلنا

یہاں حقیقی مسح مراد نہیں بلکہ غسل ہی مراد ہے جیسا کہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اور اسی طرح حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "نمسح علیٰ ارجلنا" میں مسح کنایہ ہے عجلت وجلد بازی سے کہ عجلت میں پانی بہادیا' کہیں پہنچا' کہیں نہیں پہنچا اور ظاہر ہے کہ پانی کی تو قلت ہی تھی چونکہ سفر تھا۔ "مسح" سے یہ مراد نہیں ہے کہ انہوں نے مسح عرفی کیا تھا۔

اور یہ بات بھی درست نہیں کہ پہلے پیروں کا مسح جائز تھا پھر منسوخ ہوگیا جب کہ طحاوی سے بظاہر مفہوم ہوتا ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں "مسح" سے غسل مراد ہونے کا ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ اگر پہلے پیروں پر مسح کرنا ہی فرض ہوتا اور غسل فرض نہ ہوتا تو "ویل للاعقاب" فرما کر وعید کا ذکر کیوں فرماتے' بغیر وعید کے صرف یہ ارشاد فرمادیتے کہ آئندہ غسل کیا کرو۔

ویلٌ للاعقاب من النّار

محدث ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "اگر مسح سے بھی اداء فرض ہوسکتا تو وعید بالنار نہ ہوتی۔ اس سے ان کا اشارہ شیعہ فرقہ کے مذہب کی جانب ہے جو کہتے ہیں کہ قرآنی آیت "فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُ وْسِكُمْ" سے وجوب مسح ہی ثابت ہے۔" اس کے علاوہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کی صفت متواترہ احادیث سے منقول ہے جس سے پاؤں کا دھونا ہی ثابت ہے۔ کسی صحابی سے اس کے خلاف ثابت نہیں۔ بجز حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے' ان سے بھی رجوع ثابت ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے فرمایا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع واتفاق پاؤں دھونے پر ہوچکا ہے۔

"ویل" عذاب وہلاکت اور خسران وبربادی کے معنی میں آتا ہے۔

"اعقاب" عقب کی جمع ہے۔ ایڑی کو کہتے ہیں۔ یہاں "اصحاب الاعقاب" مراد ہیں چونکہ آدمی اپنی ایڑی پر ہی کھڑا ہوتا ہے تو جب کسی کے پاؤں جہنم میں ہوں گے تو وہ خود بھی جہنم میں ہوگا۔

باب قَوْلِ الْمُحَدِّثِ حَدَّثَنَا اَوْ اَخْبَرَنَا وَاَنْبَأَنَا

محدث کے اس قول کی تائید میں کہ ہم سے حدیث بیان کی

وَقَالَ لَنَا الْحُمَيْدِيُّ كَانَ عِنْدَ ابْنِ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا وَأَخْبَرَنَا وَأَنْبَأَنَا وَسَمِعْتُ وَاحِدًا وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ وَقَالَ شَقِيْقٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَلِمَةً

وَقَالَ حُذَيْفَةُ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَدِيثَيْنِ وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِيمَا يَرْوِى عَنْ رَبِّهِ وَقَالَ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ

اس ترجمۃ الباب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود یہ بیان کرنا ہے کہ جب کوئی محدث حدیث بیان کرتا ہے تو بعض اوقات حدثنا بعض مرتبہ اخبرنا بعض مرتبہ انبانا اور بعض مرتبہ ''سمعت فلانا یقول'' کہتا ہے یہ تمام الفاظ مشترک ہیں، ان کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ لہٰذا جب کسی نے اپنے استاذ سے کوئی حدیث سنی تو وہ حدثنا کا لفظ بھی استعمال کرسکتا ہے اور اخبرنا، انبأنا، سمعت فلاناً یقول اور عن بھی کہہ سکتا ہے۔

تحمل حدیث کی قسمیں

تحمل حدیث کی آٹھ قسمیں ہیں:

۱۔ السماع من لفظ الشیخ

اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ شیخ اپنی سند سے روایات سناتا ہے اور شاگرد سنتا ہے۔ کبھی تو شیخ زبانی سناتا ہے اور کبھی کتاب میں دیکھ کر۔ اسی طرح شاگرد کبھی صرف سنتا ہے اور کبھی سننے کے ساتھ لکھ بھی لیتا ہے۔

۲۔ القراءۃ علی الشیخ

شیخ کے سامنے اس کی مرویات پڑھی جائیں اور شیخ سنے، پھر یہ پڑھنا حفظاً ہو یا کتاب سے ہو، اسی طرح شیخ کا سننا حفظاً ہو یا کتاب ہاتھ میں لے کر ہو۔ ''قراءت علی الشیخ'' کو اکثر محدثین ''عرض'' بھی کہتے ہیں۔

اس نوع تحمل کی صحت کے بارے میں جمہور کا اتفاق ہے۔

قرأت علی الشیخ کا مرتبہ

اس میں تین قول ہیں: (۱) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، شعبہ، یحییٰ القطان رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ''قراءت علی الشیخ'' کا درجہ ''سماع من الشیخ'' سے بڑھ کر ہے۔

۲۔ امام مالک، سفیان ثوری، امام بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ اور اکثر علماء حجاز و کوفہ کے نزدیک دونوں برابر ہیں۔

۳۔ جمہور علماء کے نزدیک ''قراءت علی الشیخ'' کا درجہ ''سماع'' سے ادنیٰ اور کمتر ہے۔

۳۔ الاجازہ

یعنی شیخ کسی کو روایت کرنے کی اجازت دے خواہ یہ اجازت لفظاً ہو یا کتاباً مثلاً شیخ کسی سے کہے یا لکھ کر دے ''اجزت لک ان تروی عنی صحیح البخاری''

۴۔ مناولة

مناولہ کے معنی اعطاء کے ہیں۔مناولہ کی صورت یہ ہوتی ہے کہ شیخ' طالب علم کو اپنی مرویات دیتا ہے خواہ تملیکًا بالبیع والهبه ہو یا اجارہ یا اعارہ کے طور پر ہو۔اس کی کئی صورتیں معروف ہیں: ایک مناولہ مقرونہ بالاجازۃ اور ایک مجردہ عن الاجازۃ

مقرونہ بالاجازۃ کی صورت یہ ہے کہ شیخ اپنی مرویات پر مشتمل کتاب اپنے شاگرد کو دے اور وہ کتاب یا تو اصل ہو یا اصل سے نقل شدہ ہو اور تصحیح شدہ ہو اور دینے کی صورت یہ ہو کہ یا تو بطور تملیک دے دے' بالبیع یا بالهبه یا بطور اجارۃ یا اعارہ دے دے' کتاب دے کر یوں کہے "اجزت لک روایته عنی"مناولہ کی دوسری صورت ہے "مجردہ عن الاجازۃ"یعنی شیخ اپنے شاگرد کو کتاب دیتا ہے لیکن باقاعدہ روایت کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

مناولہ کا حکم اور اس کا مرتبہ

امام مالک' زہری' مجاہد' علقمہ رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ سے منقول ہے کہ مناولہ مقرونہ بالاجازۃ اور السماع دونوں برابر ہیں لیکن امام ابوحنیفہ' امام شافعی' امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ فرماتے ہیں کہ مناولہ مقرونہ بالاجازۃ کا درجہ سماع سے کمتر ہے۔

البتہ مناولہ مجردہ عن الاجازۃ کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا اس صورت میں روایت کرنا جائز بھی ہے یا نہیں۔خطیب بغدادی نے بعض سے جواز نقل کیا ہے جبکہ بعض حضرات روایت کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔

۵۔ المکاتبه

مکاتبہ کی صورت یہ ہوتی ہے کہ شیخ اپنی مرویات کا کچھ حصہ خود لکھ کر یا اپنے کسی معتمد علیہ کاتب سے لکھوا کر اپنے شاگرد کو بھیج دیتا ہے۔اس کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ کتابت اجازت کے ساتھ مقرون ہو کہ شروع یا آخر میں "اجزت لک"بھی لکھ دے۔دوسری صورت یہ ہے کہ صرف مکتوب ہو ساتھ اجازت نہ ہو۔پہلی صورت میں روایت کرنا صحیح ہے اور اس کا درجہ "مناوله مقرونه بالاجازة" کے برابر ہے جبکہ دوسری صورت کے جائز ہونے میں اختلاف ہے لیکن راجح یہ ہے کہ اس صورت میں بھی روایت کرنا درست ہے۔

۶۔ الاعلام

یعنی شیخ' طالب علم کو بتا دے کہ یہ جز یا یہ کتاب میری روایت کردہ ہے۔اعلام میں روایت کرنے کا حکم یا اس کی اجازت مذکور نہیں ہوتی۔اعلام کی بنیاد پر روایت حدیث درست ہے یا نہیں؟ بہت سے محدثین اس بات کے قائل ہیں کہ مطلق اعلام سے روایت کرنا جائز ہے البتہ اصح قول یہ ہے کہ روایت کرنا درست نہیں۔

۷۔ الوصیّة

اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ شیخ موت کے وقت یا سفر کے وقت اپنی روایت کردہ کتاب کی وصیت کسی شخص کے لیے کر دیتا ہے۔اصح قول کے مطابق اس نوع تحمل کے ساتھ روایت کرنا درست نہیں۔

۸۔ الوجادہ

وجادہ یہ ہے کہ کسی شخص کو کسی شیخ کی کتاب مل جائے اور اس شیخ سے اس راوی کو انواع اجازات میں سے کسی بھی طرح کی اجازت حاصل نہ ہو۔ وجادہ کی بنیاد پر روایت کرنا متقدمین و متاخرین کا معمول رہا ہے۔ البتہ اس کو منقطع کا درجہ دیا جاتا ہے۔

طرق اداء حدیث

حدیث اگر "سماع من الشیخ" کے طریقہ سے حاصل ہوئی ہو تو اس کی ادائیگی کے لیے "سمعتُ، حدثنی، حدثنا، اخبرنی، اخبرنا، انبأنی، انبأنا قال لی فلان، قال لنا فلان، ذکرنی فلان، ذکر لنا فلان" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام کلمات کے اطلاق کے صحیح ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔ البتہ یہ اطلاق متقدمین کے ہاں ہے جبکہ متاخرین نے بعد میں ان الفاظ کو مخصوص کر دیا ہے۔ چنانچہ ان کے ہاں سماع کے ذریعے حاصل ہونے والی روایات کو "سمعتُ، حدثنی، حدثنا" سے ادا کریں گے اور قراءت علی الشیخ کے ذریعے حاصل کردہ روایات کی ادائیگی اخبرنی اور اخبرنا سے ہوگی جبکہ انبأنی اور انبأنا کا اطلاق "اجازت" کے لیے ہوگا اور قال لی فلان، قال لنا فلان، ذکر لی فلان، ذکر لنا فلان کے الفاظ ان روایات کے لیے مخصوص ہیں جو روایات مذاکرہ میں حاصل ہوئی ہوں۔

قراءت علی الشیخ کے الفاظِ ادا

اس کی اداء کی کئی صورتیں ہیں، ایک صورت یہ ہے کہ "قرأت علی فلان یا قری علی فلان" کہا جائے۔ یہ صورت سب سے اعلیٰ ہے اس میں کوئی اشکال نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ یوں کہا جائے "حدثنا فلان قراء ۃ علیه" یا "اخبرنا قراء ۃ علیه" تیسری صورت یہ ہے کہ اس قسم کے لیے بھی "سماع من الشیخ" والے الفاظ "حدثنا اور اخبرنا" بغیر کسی قید کے استعمال کیے جائیں۔ البتہ اس میں اختلاف ہے۔

اجازت کے طریقہ سے حاصل کردہ روایات کا طریق اداء

ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ، امام مالکؒ اور اہل مدینہ سے منقول ہے کہ حدثنا اور اخبرنا کو اجازت کے لیے علی الاطلاق استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن جمہور کے نزدیک الفاظ سماع یا قراءت کو مقیداً استعمال کرنا چاہیے۔ مثلاً یوں کہنا چاہیے: "حدثنا اجازۃ یا اخبرنا اجازۃ"

مناولہ کے طریقہ سے حاصل کردہ روایات کا طریق اداء

اس طریقہ میں بھی الفاظ سماع کو بعض حضرات نے مطلقاً بغیر کسی قید کے استعمال کیا ہے جبکہ اس میں بھی بہتر یہ ہے کہ تقیید کے ساتھ ذکر کیا جائے۔ مثلاً یوں کہا جائے "حدثنا مناولةً یا اخبرنا مناولةً" اسی طرح صرف ناولنی کہنا بھی درست ہے۔

کتابت، اعلام، وصیت اور وجادہ کے طریقوں سے حاصل کردہ روایات کا طریق ادا

مکاتبۃً حاصل کردہ روایات کے ادا کے لیے یا تو کتابت کی تصریح کر کے کہا جائے "کتب الیّ فلان" یا الفاظ سماع یا قراء

ت کو مقید کر کے استعمال کیا جائے۔ "حدثنا کتابةً یا اخبرنا کتابةً" اسی طرح اعلام کے طریقہ سے حاصل کردہ روایات کو ادا کرنے کے لیے کہا جائے گا۔ "اعلمنی شیخی بکذا"

وصیت کی صورت میں یا تو "اوصٰی الیّ فلان بکذا" کہے گا یا "حدثنی فلان وصیةً" کہا جائے گا۔

وجادہ کی صورت میں راوی "وجدت بخط فلان یا قرأت بخط فلان" کہہ کر روایت مع سند نقل کرے گا۔

وقال لنا الحمیدی......

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاذ حمیدی رحمۃ اللہ سے اپنے استاذ الاستاذ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب نقل کر رہے ہیں کہ ان کے نزدیک یہ سارے الفاظ برابر تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمۃ الباب کی تائید میں یہاں چند تعلیقات کو ذکر فرمایا ہے۔ ان میں کہیں "حدثنا" ہے کہیں "اخبرنا" ہے کہیں "سمعت" ہے کہیں "عن" ہے اور جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے نقل کرتے ہیں وہاں "یروی عن ربه" کہا ہے۔ ان سب سے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ان میں کوئی فرق نہیں۔

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لاَ يَسْقُطُ وَرَقُهَا ، وَإِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ ، فَحَدِّثُونِي مَا هِيَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَوَادِي قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ ، فَاسْتَحْيَيْتُ ثُمَّ قَالُوا حَدِّثْنَا مَا هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے اسمٰعیل بن جعفر نے عبد اللہ بن دینار کے واسطے سے بیان کیا انہوں نے حضرت (عبد اللہ) ابن عمرؓ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، درختوں میں سے ایک ایسا درخت ہے جس کے پتے (خزاں میں) نہیں جھڑتے اور وہ مومن کی طرح ہے تو مجھے بتاؤ کہ وہ (درخت) کیا ہے؟ (اسے سن کر) لوگ جنگلی درختوں (کے دھیان) میں پڑ گئے۔ عبد اللہ (ابن عمرؓ) کہتے ہیں کہ میرے جی میں آیا کہ وہ کھجور کا پیڑ ہے لیکن مجھے شرم آئی (کہ بڑوں کے سامنے کچھ کہوں) پھر صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ہی فرمایئے وہ کونسا درخت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ کھجور (کا پیڑ) ہے۔

یہ روایت بخاری شریف میں کئی مقامات پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لے آئے ہیں اور اس سے کئی مسائل ثابت کیے ہیں۔

کھجور کے درخت اور مسلمان کے درمیان وجوہِ تشبیہ کیا ہیں؟

اس میں متعدد اقوال ہیں

۱...... حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ وجہ شبہ عدم مضرت ہے کہ جس طرح کھجور کے تمام اجزاء محض نافع اور غیر مضر ہوتے ہیں اسی طرح ایک مسلمان کی شان ہے کہ اس سے بجز سلامت روی و نفع رسانی کے کوئی بات ضرر رسانی وایذاء کی صادر نہیں ہو سکتی۔

۲...... جس طرح انسان کا سر کاٹ دیا جائے تو وہ مردہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کھجور کا تنا اوپر سے کاٹ دیا جائے تو وہ مردہ ہو جاتا ہے اور پھل وغیرہ نہیں دیتا۔

۳......استقامت میں تشبیہ ہے کہ جس طرح مسلمان قد وقامت کے ساتھ اخلاق وعاداتِ فاضلہ اور دوسرے اعمالِ زندگی میں مستقیم ہوتا ہے اسی طرح کھجور کا درخت بھی مستقیم الاحوال ہوتا ہے۔ اس کے پھل کچے پکے ہر طرح کارآمد ونافع ہیں۔ اس کے پتے اور تنا بھی نفع بخش ہوتا ہے' دوا وغذا دونوں میں مفید ہے۔

۴......جس طرح مؤمن کے قلب میں ایمان مضبوطی سے جڑ پکڑے ہوئے ہے اسی طرح کھجور کی جڑیں گہری اور مضبوط ہوتی ہیں۔

۵......علامہ حافظ عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''کھجور سدا بہار درخت ہے اس کا پھل نہایت شیریں' خوش رنگ وخوش ذائقہ ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک سچا مسلمان بھی ہر لحاظ سے دیکھنے اور برتنے کے بعد نہایت پسندیدہ ومحبوب ہوتا ہے۔''

مذکورہ وجوہ مشابہت سے معلوم ہوا کہ ایک سچے مسلمان کی شان بہت بلند ہے وہ کھجور کے درخت کی طرح سدا بہار' مستقیم الاحوال' سب کو نفع پہنچانے والا اور اپنے ظاہر وباطن میں پُرکشش اور ممتاز ہوتا ہے۔

ظاہر ہے اسے یہ سب اوصاف نبی الانبیاء کی پیروی واقتداء کے باعث حاصل ہوتے ہیں۔ مذکورہ درخت سے تشبیہ دے کر مؤمن کے اچھے اخلاق وکردار کی نشاندہی کی گئی ہے' برائیوں سے بچنے کی تلقین ہوئی ہے۔

ترجمۃ الباب اور حدیث الباب میں مطابقت

حدیث الباب کے تمام طُرق جب جمع کریں گے تو اس کی ترجمۃ الباب سے مناسبت ثابت ہو جائے گی کیونکہ یہاں ''فحدثونی ماھی'' ہے۔ ''کتاب التفسیر'' میں ''اخبرونی ماھی'' ہے اور اسماعیلی کے ایک طریق میں ہے ''انبؤنی'' اسی طرح یہاں ''حدثنا ماھی'' ہے جبکہ اسی کتاب العلم کے ایک طریق میں ''اخبرنا بھا'' کے الفاظ آئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ان سب میں معانی کے اعتبار سے اتحاد ہے کوئی فرق نہیں۔

باب طَرْحِ الإِمَامِ الْمَسْأَلَةَ عَلَى أَصْحَابِهِ لِيَخْتَبِرَ مَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ

ایک مقتدی کا اپنے رفقاء کی علمی آزمائش کیلئے کوئی سوال کرنا

امام کا اپنے اصحاب اور تلامذہ کے سامنے سوال پیش کرنا تاکہ ان کے پاس جو علم ہے اس کا امتحان لے۔

ماقبل سے ربط ومقصودِ ترجمہ

پہلے ابواب میں اشارہ ہوا کہ دین کی باتیں بیان کرنے میں سند کا لحاظ کرنا اور اس کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ بے سند باتیں کہنا اور وہ بھی دین کے بارے میں مذموم ہیں۔ اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جس طرح دین کی باتیں بیان کرتے وقت پورے تیقظ وبیداری کو کام میں لانا چاہیے اسی طرح مستفیدین وطلباء کو بھی بیدار رکھنے کی کوشش کی جائے جس کی صورت یہ ہے کہ ان سے گاہے گاہے سوالات کیے جائیں۔

دوم یہ کہ ابوداؤد شریف میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے ایک روایت مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے اغلوطات یعنی مغالطہ میں ڈالنے والی باتوں سے منع کیا اس لیے کہ ان سے ذہن تشویش میں پڑتے ہیں تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بتلانا چاہا کہ حدیث معاویہ کا مقصد امتحان سے روکنا نہیں ہے کیونکہ اس سے مقصد علمی ترقی اور ذہن کی تشحیذ ہے۔ البتہ اگر کسی ممتحن کا مقصد دوسرے کو ذلیل و پریشان کرنا ہی ہو تو اس کا سوال اور امتحان بھی مذموم ہوگا۔

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لا يَسْقُطُ وَرَقُهَا ، وَإِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ ، حَدِّثُونِي مَا هِيَ قَالَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَوَادِي قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ ، ثُمَّ قَالُوا حَدِّثْنَا مَا هِيَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ

ترجمہ۔ ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے عبداللہ بن دینار نے حضرت (عبداللہ) ابن عمرؓ کے واسطے سے روایت کی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے (ایک بار) ارشاد فرمایا کہ درختوں میں ایک ایسا درخت ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے اور وہ مسلمان کی طرح ہے، مجھے بتلاؤ کہ وہ کونسا درخت ہے؟ عبداللہ کہتے ہیں کہ لوگ جنگلی درختوں (کے خیال) میں پڑ گئے، ان کا بیان ہے کہ میرے جی میں آیا کہ وہ کھجور (کا پیڑ) ہے مگر مجھے (عرض کرتے ہوئے) شرم آئی، پھر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ہی) بتلا دیجئے کہ وہ کونسا درخت ہے؟ آپ نے فرمایا وہ کھجور ہے۔ اس باب کے تحت وہی نخلہ والی روایت ہے۔ جس پر بحث ہو چکی ہے۔

باب الْقِرَاءَةُ وَالْعَرْضُ عَلَى الْمُحَدِّثِ

حدیث پڑھنے اور محدث کے سامنے (حدیث) پیش کرنے کا بیان

وَرَأَى الْحَسَنُ وَالثَّوْرِيُّ وَمَالِكٌ الْقِرَاءَةَ جَائِزَةً ، وَاحْتَجَّ بَعْضُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ عَلَى الْعَالِمِ بِحَدِيثِ ضِمَامِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ نُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهٰذِهِ قِرَاءَةٌ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَخْبَرَ ضِمَامٌ قَوْمَهُ بِذٰلِكَ فَأَجَازُوهُ وَاحْتَجَّ مَالِكٌ بِالصَّكِّ يُقْرَأُ عَلَى الْقَوْمِ فَيَقُولُونَ أَشْهَدَنَا فُلَانٌ وَيُقْرَأُ ذٰلِكَ قِرَاءَةً عَلَيْهِمْ ، وَيُقْرَأُ عَلَى الْمُقْرِءِ فَيَقُولُ الْقَارِءُ أَقْرَأَنِي فُلَانٌ

حسن (بصریؒ) اور سفیان (ثوریؒ) اور (امام) مالکؒ کے نزدیک قراۃ جائز ہے بعض محدثین نے عالم کے سامنے قراۃ (کافی ہونے) پر ضمام بن ثعلبہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا، کیا اللہ نے آپ کو (یہ) حکم دیا ہے کہ ہم نماز پڑھیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہاں، تو یہ (گویا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پڑھنا ہے اور ضمام نے اس بات کی اپنی قوم کو اطلاع دی اور ان کی قوم نے (ان کی) اس خبر کو کافی سمجھا اور امام مالکؒ نے قرأت کے جواز پر دستاویز سے استدلال کیا ہے، جو لوگوں کے سامنے پڑھی جاتی ہے تو لوگ کہتے ہیں ہمیں فلاں شخص نے (اس دستاویز پر) گواہ بنایا اور قرآن جب استاد کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو پڑھنے والا کہتا ہے کہ مجھے فلاں نے پڑھایا۔

تشریح ترجمۃ الباب

پہلے باب میں طلبہ کی علمی آزمائش و امتحان کا ذکر تھا اور اب اس باب سے طلبہ کا حق بتلایا جا رہا ہے کہ وہ بھی اساتذہ سے

استفسار کر سکتے ہیں۔ جو حضرات قراءت علی المحدث اور عرض علی المحدث کے جواز کے قائل نہیں مثلاً ابو عاصم النبیلؒ عبد الرحمٰن بن سلامؒ وکیع بن الجراح رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ تو اس باب سے امام بخاری اُن پر رد کر رہے ہیں۔

محدثین کرام کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ قراءت علی المحدث (یعنی شاگرد استاذ کو احادیث سنائے اور عرض علی المحدث (یعنی استاذ کی مرویات کا مجموعہ استاذ کی خدمت میں پیش کرے) پھر شاگرد استاذ سے اجازتِ حدیث لے لے تو یہ جائز نہیں۔

جمہور محدثین کرام جن میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ سب جائز ہے اور سب کا درجہ مساوی ہے۔ ''کما سبق ذٰلک تفصیلاً''

ترجمۃ الباب کی تائید میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے ضمام بن ثعلبہ والی روایت پیش کی ہے کہ حضرت ضمام رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ''کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو نمازوں کی ادائیگی کے بارے میں حکم فرمایا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔'' پس یہی قرأت علی الاستاذ ہے اور حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے یہی روایت اپنی قوم سے جا کر بیان کی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پھر امام مالکؒ کا استدلال بھی بطور تائید کے پیش کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب بائع، مشتری، یا دائن، مدیون کی ایک دستاویز لکھی جاتی ہے اس میں متعاقدین کے معاملہ کی تفصیل لکھ کر گواہوں کے نام لکھ دیئے جاتے ہیں۔ یہ دستاویز جب لکھی جاتی ہیں اور مکمل ہو جاتی ہیں تو متعاقدین اور گواہوں کو یہ تحریر سنا دی جاتی ہے۔ متعاقدین اور گواہ اپنی زبان سے کچھ نہیں سناتے، اگر کبھی عدالت میں ان کی ضرورت پیش آئے تو وہ کہتے ہیں کہ جی واقعی فلاں نے ہمیں گواہ بنایا تھا۔ لہٰذا ہم فلاں کے بارے میں گواہی دیتے ہیں جب شرعی عدالت ان کی گواہی معتبر سمجھتی ہے تو قراءت علی الاستاذ بھی معتبر ہوگی۔

نیز حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ امام مالکؒ نے قراءت حدیث کو قراءت قرآن پر بھی قیاس کیا ہے کہ ایک شخص استاذ کو قرآن کریم پڑھ کر سناتا ہے اور پھر کہا کرتا ہے کہ فلاں استاذ نے مجھے قرآن مجید پڑھایا ہے حالانکہ استاذ نے صرف سنا تھا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے علوم الحدیث میں مطرف سے نقل کیا ہے کہ میں سترہ سال امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا، میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ وہ تلامذہ کو مؤطا پڑھ کر سناتے ہوں بلکہ تلامذہ ہی پڑھ کر سناتے تھے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں پر سخت نکیر کرتے تھے جو روایت حدیث کے سلسلہ میں سماع من الشیخ کے سوا ہر طریقہ کو غیر معتبر کہتے تھے۔ فرماتے تھے کہ حدیث میں دوسرے طریقے کیونکر غیر معتبر ہو سکتے ہیں جبکہ وہ قرآن مجید میں معتبر مانے گئے ہیں۔

حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ شرف امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث مؤطا کی قراءت فرمائی تھی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا سماع کیا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے تعامل سے بھی سمجھا گیا کہ وہ عرض وقراءت کو بعض وجوہ سے راجح سمجھتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک قول اسی طرح کا ہے اور دوسرے قول سے دونوں طریقوں کی مساوات معلوم ہوتی ہے۔ کچھ حضرات نے یہ تطبیق دی ہے کہ اگر استاذ حدیث اپنی یاد سے زبانی احادیث سنا رہا ہے تو تحدیث راجح ہے اور اگر کتاب سامنے ہے تو عرض وقراءت کی صورتیں راجح ہیں۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْوَاسِطِیُّ عَنْ عَوْفٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ لَا بَأْسَ بِالْقِرَاءَةِ

عَلَى الْعَالِمِ وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرَبْرِيُّ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ إِذَا قُرِءَ عَلَى الْمُحَدِّثِ فَلاَ بَأْسَ أَنْ يَقُولَ حَدَّثَنِي قَالَ وَسَمِعْتُ أَبَا عَاصِمٍ يَقُولُ عَنْ مَالِكٍ وَسُفْيَانَ الْقِرَاءَةُ عَلَى الْعَالِمِ وَقِرَاءَتُهُ سَوَاءٌ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا ان سے محمد بن الحسن الواسطی نے عوف کے واسطے سے بیان کیا۔ وہ حسن بصریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ عالم کے سامنے پڑھنے میں کچھ حرج نہیں۔ اور ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے سفیان کے واسطے سے بیان کیا ، وہ کہتے ہیں کہ جب محدث کے سامنے پڑھا ہو تو حدثنی کہنے میں کچھ حرج نہیں، بخاری کہتے ہیں میں نے ابو عاصم سے سنا وہ مالک اور سفیان سے نقل کرتے تھے کہ عالم کو پڑھ کر سنانا اور عالم کا (خود) پڑھنا (دونوں) برابر ہیں۔

تشریح حدیث

حدیث کی روایت کے دو طریقے رائج ہیں' ایک یہ کہ استاد پڑھے اور شاگرد سنے' دوسرا یہ کہ شاگرد پڑھے اور استاد سنے۔ امام بخاری نے دونوں طریقوں کی طرف اشارہ کر دیا بعض محدثین کے نزدیک پہلا طریقہ بہتر ہے بعض کے نزدیک دوسرا۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ هُوَ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي الْمَسْجِدِ ، دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ فَأَنَاخَهُ فِي الْمَسْجِدِ ، ثُمَّ عَقَلَهُ ، ثُمَّ قَالَ لَهُمْ أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ وَالنَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مُتَّكِءٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَقُلْنَا هَذَا الرَّجُلُ الأَبْيَضُ الْمُتَّكِءُ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم قَدْ أَجَبْتُكَ فَقَالَ الرَّجُلُ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِنِّي سَائِلُكَ فَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي الْمَسْأَلَةِ فَلاَ تَجِدْ عَلَيَّ فِي نَفْسِكَ فَقَالَ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ فَقَالَ أَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ ، آللَّهُ أَرْسَلَكَ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ فَقَالَ اللَّهُمَّ نَعَمْ قَالَ أَنْشُدُكَ بِاللَّهِ ، آللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ نُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قَالَ اللَّهُمَّ نَعَمْ قَالَ أَنْشُدُكَ بِاللَّهِ ، آللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ نَصُومَ هَذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ قَالَ اللَّهُمَّ نَعَمْ قَالَ أَنْشُدُكَ بِاللَّهِ ، آللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ هَذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلَى فُقَرَائِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اللَّهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ آمَنْتُ بِمَا جِءْتَ بِهِ ، وَأَنَا رَسُولُ مَنْ وَرَائِي مِنْ قَوْمِي ، وَأَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ أَخُو بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ رَوَاهُ مُوسَى وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِهَذَا

ترجمہ۔ ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، ان سے لیث نے سعید مقبری کے واسطے سے نقل کیا، وہ شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے انس بن مالک سے سنا، وہ کہتے تھے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص اونٹ پر سوار (ہو کر) آیا اور اسے مسجد (کے احاطے) میں بٹھلا دیا۔ پھر اسے (رسی سے) باندھ دیا۔ اس کے بعد پوچھنے لگا تم میں سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں؟ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے درمیان تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ اس پر ہم نے کہا یہ صاحب سفید رنگ جو تکیہ لگائے ہوئے ہیں۔ تو اس شخص نے کہا اے عبد المطلب کے بیٹے! نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (ہاں کہو) میں جواب دوں گا۔ اس پر اس نے کہا کہ میں آپ سے کچھ پوچھنے والا ہوں اور اپنے سوالات میں ذرا شدت سے کام لوں گا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے اوپر کچھ ناراض نہ ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا پوچھو جو تمہاری سمجھ میں آئے، وہ بولا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے رب کی اور آپ سے پہلے لوگوں کے رب کی قسم دیتا ہوں (سچ بتایئے) کیا اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام لوگوں کی طرف اپنا پیغام پہنچانے کے لیے بھیجا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ جانتا ہے، کہ ہاں (یہی بات ہے) پھر اس نے کہا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (بتایئے) کیا اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ ہاں (یہی بات ہے) پھر وہ بولا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (بتلایئے) کیا اللہ نے سال میں اس (رمضان کے) مہینے کے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ جانتا ہے کہ ہاں (یہی بات ہے) پھر وہ بولا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حکم دیا ہے کہ ہمارے مالداروں سے صدقہ لے کر ہمارے غربا کو تقسیم کر دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ جانتا ہے کہ ہاں (یہی بات ہے)۔ اس پر اس شخص نے کہا کہ جو کچھ (اللہ کی طرف سے احکام) آپ لے کر آئے ہیں میں ان پر ایمان لایا اور میں اپنی قوم کا جو پیچھے رہ گئی ہے ایلچی ہوں۔ میں ضمام ہوں ثعلبہ کا لڑکا بنی سعد بن بکر کے بھائیوں میں سے ہوں (یعنی ان کی قوم سے ہوں)۔ اس حدیث کو موسیٰ اور علی بن عبد الحمید نے بیان کیا ہے، انہوں نے ثابت سے، ثابت نے انس سے اور حضرت انسؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

تشریح حدیث

حدیث الباب میں جس رجل کا ذکر ہے اس کا نام ضمام بن ثعلبہ ہے۔ واقدی کہتے ہیں کہ اس کی آمد ۵ھ میں ہوئی۔ قرطبی کا ایک قول ۶ھ کا ہے۔ علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے بعض حضرات سے نقل کیا ہے کہ اس کی آمد ۷ھ میں ہوئی جبکہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ اس کی آمد ۹ ہجری میں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی حاضری حالتِ اسلام میں ہوئی یا حالتِ کفر میں؟

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام حاکمؒ کی رائے یہ ہے کہ وہ پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو ترجیح دی ہے جبکہ بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ جب بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے تو اس وقت مسلمان نہیں تھے آپ کی تعلیمات سے جب آگاہی ہوئی تو پھر مسلمان ہوئے۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رائے کو ترجیح دی ہے۔

⬅ حدثنا موسى ابن اسمعيل قال ثنا سليمان بن المغيرة قال ثنا ثابت عن انس قال نهينا في القران ان نسال النبي صلى الله عليه وسلم وكان يعجبنا ان يجي الرجل من اهل البادية فيسا له ونحن نسمع فجآء رجل من اهل البادية فقال اتانا رسولك فاخبرنا انك تزعم ان الله عزوجل ارسلك قال صدق قال فمن خلق السمآء قال الله عزوجل قا فمن خلق الارض والجبال قال الله عزوجل قال فمن جعل فيها المنافع قال الله عزوجل قال فبالذى خلق السمآء وخلق الارض ونصب الجبال وجعل فيها المنافع الله ارسلك قال نعم قال زعم رسولك ان علينا خمس صلوات وزكوة في اموالنا قال صدق قال بالذى ارسلك الله امرك بهذا قال نعم قال وزعم رسولك انا علينا صوم شهر في سنتنا قال صدق قال فبالذى ارسلك الله امرك بهذا قال نعم قال وزعم رسولك ان علينا حج البيت من استطاع اليه سبيلا

قال صدق، قال فبالذی ارسلک اللہ امرک بھذا قال نعم قال فوالذی بعثک بالحق لآ ا زید علیھن شیئا ولا انقص فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان صدق لیدخلن الجنة

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا ان سے سلیمان بن المغیرہ نے ان سے ثابت نے حضرت انسؓ کے واسطے سے روایت نقل کی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم کو قرآن میں اس کی ممانعت کر دی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (باربار) سوال کریں اور ہماری یہ خواہش رہتی تھی کہ کوئی جنگل کا رہنے والا (بدو) آکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرے اور ہم (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواب) سنیں، تو (ایک دن) ایک بادیہ نشین آیا اور اس نے (آکر) کہا کہ ہمارے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قاصد پہنچا تھا اور اس نے ہمیں بتلایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اس بات کے) مدعی ہیں کہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ بزرگ وبرتر نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا۔ اس شخص نے پوچھا، اچھا آسمان کس نے پیدا کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے، وہ بولا اچھا زمین اور پہاڑ کس نے بنائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ نے، اس نے کہا اچھا پہاڑوں میں (اتنے) منافع کس نے رکھے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اللہ نے (اس کے بعد) وہ کہنے لگا، تو اس ذات کی قسم جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا، پہاڑوں کو قائم کیا اور ان میں نفع کی چیزیں رکھیں، کیا اللہ نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بھیجا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہاں (تب) اس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد نے ہمیں بتایا کہ ہم پر پانچ نمازیں، اور اپنے مال کی زکوٰۃ نکالنا فرض ہے، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اس نے سچ کہا (پھر) وہ بولا اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا ہے کیا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حکم دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں پھر وہ بولا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قاصد نے ہمیں بتایا کہ سال بھر میں ایک ماہ کے روزے ہم پر فرض ہیں، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اس نے سچ کہا۔ (پھر) وہ بولا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد نے ہمیں بتایا کہ ہمارے اوپر حج فرض ہے بشرطیکہ ہم میں بیت اللہ تک پہنچنے کی سکت ہو، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اس نے سچ کہا (اس کے بعد) کہنے لگا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بھیجا ہے کیا اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا حکم دیا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہاں (تب) وہ کہنے لگا اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میں ان (احکامات) پر نہ کچھ زیادہ کروں گا نہ کم۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر یہ سچا ہے تو یقیناً جنت میں جائے گا۔

فاناخه فی المسجد

اس نے اپنا اونٹ مسجد میں بٹھا دیا۔ اس سے مالکیہ نے استدلال کیا ہے کہ جن جانوروں کے گوشت حلال ہیں ان کے بول و براز نجس نہیں لیکن اس سے مالکیہ کا استدلال اس لیے درست نہیں کہ روایت میں بظاہر تسامح ہوا ہے۔ بٹھلایا تو مسجد کے باہر والے حصہ میں ہوگا مگر چونکہ وہ حصہ مسجد سے متصل تھا اس لیے فی المسجد کہہ دیا۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہاں سے استدلال اوّل تو اس لیے درست نہیں کہ صرف احتمال ہے اس کا کہ وہ اونٹ پیشاب وغیرہ کر دیتا لیکن کر دینا

ثابت نہیں۔ دوسرا یہ کہ ابونعیم کی روایت میں اس طرح ہے کہ وہ بدوی مسجد کے پاس پہنچا تو اونٹ کو بٹھا دیا اس کو باندھا پھر خود مسجد میں داخل ہوا تو معلوم ہوا کہ اونٹ کے ساتھ مسجد میں داخل نہیں ہوا اور اس سے بھی صریح حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ہے جو مسند احمد وحاکم میں ہے کہ اس نے اپنا اونٹ مسجد کے دروازے پر بٹھا دیا اور باندھا پھر مسجد میں داخل ہوا۔

امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے مذہب میں ماکول اللحم جانوروں کے بول و براز نجس ہیں جبکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پاک ہیں۔

بَاب مَا يُذْكَرُ فِي الْمُنَاوَلَةِ وَكِتَابِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْعِلْمِ إِلَى الْبُلْدَانِ

مناولہ کا بیان اور اہل علم کا علمی باتیں لکھ کر (دوسرے) شہروں کی طرف بھیجنا

وَقَالَ أَنَسٌ نَسَخَ عُثْمَانُ الْمَصَاحِفَ فَبَعَثَ بِهَا إِلَى الآفَاقِ. وَرَأَى عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمَالِكٌ ذَلِكَ جَائِزًا وَاحْتَجَّ بَعْضُ أَهْلِ الْحِجَازِ فِي الْمُنَاوَلَةِ بِحَدِيثِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم حَيْثُ كَتَبَ لأَمِيرِ السَّرِيَّةِ كِتَابًا وَقَالَ لاَ تَقْرَأْهُ حَتَّى تَبْلُغَ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ الْمَكَانَ قَرَأَهُ عَلَى النَّاسِ، وَأَخْبَرَهُمْ بِأَمْرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

اور حضرت انس ؓ نے فرمایا کہ حضرت عثمان ؓ نے مصاحف (یعنی قرآن) لکھوا دیے اور انہیں چاروں طرف بھیج دیا اور عبداللہ بن عمر، یحییٰ بن سعید اور امام مالک کے نزدیک یہ (کتابت) جائز ہے اور بعض اہل حجاز نے مناولہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں آپ نے امیر لشکر کے لیے خط لکھا پھر (قاصد سے) فرمایا کہ جب تک تم فلاں فلاں مقام پر نہ پہنچ جاؤ اس خط کو نہ پڑھنا، پھر جب وہ اس جگہ پہنچ گئے تو اس خط کو لوگوں کے سامنے پڑھا اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم تھا، وہ انہیں بتلایا۔

گزشتہ باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قراءت علی المحدث اور عرض علی المحدث کی صورتیں بیان فرمائی تھیں۔ اب اس باب میں ان کی مثل دو مزید صورتیں بیان فرما رہے ہیں۔ ان میں ایک صورت ہے مناولہ کی اور دوسری صورت ہے مکاتبہ کی' مناولہ' مکاتبہ کی تعریفات وغیرہ پیچھے گزر چکی ہیں۔

وقال انس نسخ عثمان المصاحف......

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مناولہ ومکاتبہ کے جواز کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مصاحف بھیجنے کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ تعلیق کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المناقب اور فضائل القرآن میں اجمالاً وتفصیلاً ذکر کیا ہے۔ اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے جو آرمینیہ اور آذربائیجان کے علاقوں میں جہاد میں شریک تھے یہ دیکھا کہ لوگ قرآن کریم کی تلاوت میں اختلاف کر رہے ہیں اور اس سے شدید فتنے کا اندیشہ ہے۔

وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور اپنا اندیشہ ان کے سامنے ظاہر کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے معاملہ کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ان کا نسخہ منگوایا اور کہا کہ ہم نقل کر کے واپس کر دیں گے۔ اس کے

بعد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت سعید بن وقاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نسخ مصاحف کا حکم دیا اور فرمایا کہ جہاں باقی تینوں حضرات کا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اختلاف ہو جائے وہاں قریش کی بات کو ترجیح ہوگی کیونکہ قرآن مجید قریش کی زبان پر اُترا ہے۔ نقل مصاحف کا کام مکمل ہونے کے بعد حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نسخہ ان کو لوٹا دیا گیا اور جو نسخے نقل کرائے تھے وہ نسخے اطراف سلطنت کی طرف روانہ کر دیئے گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کتنے نسخے تیار کرائے تھے؟ بعض کہتے ہیں چار اور بعض کہتے ہیں کہ پانچ۔ ابن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حاتم بجستانیؒ سے نقل کیا ہے کہ کل سات نسخے تیار کرائے تھے۔ ایک مکہ مکرمہ بھیجا گیا، ایک شام، ایک یمن، ایک بحرین، ایک بصرہ، ایک کوفہ بھیجا گیا جبکہ ایک نسخہ انہوں نے اپنے پاس مدینہ منورہ میں رکھا۔ معلوم ہوا کہ جو طریقہ قرآن کے بارے میں معتبر ہے وہ حدیث کے بارے میں بھی معتبر ہونا چاہیے۔

ورأى عبدالله بن عمر، ويحيٰى بن سعيد، ومالك ذٰلك جائز

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب عمری مدنی مراد ہیں۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل ہیں لیکن ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلے میں بھی عبداللہ بن عمر عمری سمجھتا رہا، پھر تحقیق سے معلوم ہوا کہ عمری کے علاوہ کوئی اور ہیں۔ لہٰذا یہ عبداللہ بن عمر بن خطابؓ بھی ہو سکتے ہیں اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی ہو سکتے ہیں۔

واحتج بعض اهل الحجاز في المناولة بحديث النبي صلى الله عليه وسلم حيث كتب لا مير السرية......

اس سے بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مناولہ و مکاتبہ کو ثابت فرما رہے ہیں۔ اس سریہ کا واقعہ یہ ہوا کہ سن ۲ ہجری میں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سریہ کا امیر بنا کر بھیجا اور ان کو خط لکھ دیا اور فرمایا کہ جب تم مدینہ سے دو منزل دور ہو جاؤ تو اس خط کو کھول کر اپنی جماعت کو سنانا۔ اس خط میں تحریر تھا کہ تم لوگ بطن نخلہ چلے جاؤ اور قریش کی خبر کی تحقیق کر کے لاؤ۔ اس خط کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ سے باہر کھولنے کا حکم اس لیے دیا کہ کہیں منافقین اس کی خبر قریش کو نہ کر دیں اور اگر قریش کو خبر ہوگئی تو وہ لڑائی کی تیاری شروع کر دیں گے۔ الغرض حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے وہ خط جا کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سنایا تو ان لوگوں نے اس کو مانا، اس سے معلوم ہوا کہ مناولہ و مکاتبہ صحیح اور معتبر ہے۔

← حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بَعَثَ بِكِتَابِهِ رَجُلاً، وَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ، فَدَفَعَهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى، فَلَمَّا قَرَأَهُ مَزَّقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ

ترجمہ۔ اسمٰعیل بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا ان سے ابراہیم بن سعد نے صالح کے واسطے سے روایت کی۔ انہوں نے

ابن شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعودؓ سے نقل کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو اپنا ایک خط دے کر بھیجا اور اسے یہ حکم دیا کہ اسے حاکم بحرین کے پاس لے جائے۔ بحرین کے حاکم نے وہ خط کسریٰ (شاہ ایران) کے پاس بھیج دیا، تو جس وقت اس نے وہ خط پڑھا تو اسے چاک کر ڈالا (راوی کہتے ہیں) اور میرا خیال ہے کہ ابن مسیب نے (اس کے بعد مجھ سے) کہا کہ (اس واقعہ کو سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل ایران کے لیے بددعا کی کہ وہ (بھی چاک شدہ خط کی طرح) ٹکڑے ٹکڑے ہو کر (فضا میں) منتشر ہو جائیں۔

تشریح حدیث

جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے بعد قیصر کے پاس خط ارسال کیا تھا اسی طرح دیگر بادشاہوں کو بھی خطوط لکھے تھے۔ ایک خط کسریٰ کے پاس بھی ارسال فرمایا تھا۔ بعض تو فوراً مسلمان ہوئے اور بعض نے خط کا انتہائی احترام کیا جیسے ہرقل۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط مبارک کو چاندی کی نلکی میں بند کر کے ہاتھی دانت کے ڈبہ میں رکھا اور پھر اپنے خزانہ میں محفوظ کر دیا۔ اس کے بالمقابل کسریٰ نے خط مبارک کے ساتھ سخت بے ادبی کی اور اس کو پھاڑ ڈالا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپ نے بددُعا فرمائی اور فرمایا کہ اللہ اس کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے، بہت جلد کسریٰ کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا۔ اسی طرح پھر یکے بعد دیگرے اس ملک کے چودہ بادشاہ قتل ہوئے اور پھر عہد فاروقی میں یہ ملک فتح ہو کر اسلامی سلطنت میں شامل ہوا۔

حدیث پاک میں جس رجل کا ذکر ہے اس کا نام حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ یہ سابقین اولین میں سے تھے اور بدری صحابی تھے۔ عظیم بحرین سے مراد منذر بن ساویٰ ہے۔ کسریٰ سے مراد پرویز بن ہرمز بن نوشیروان ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث اور اس سے اگلی حدیث کو ذکر کر کے مکاتیب کے معتبر ہونے کی دلیل پیش کی ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَتَبَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم كِتَابًا أَوْ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُونَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُومًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ مَنْ قَالَ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ قَالَ أَنَسٌ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالحسن محمد بن مقاتل نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ نے، انہیں شعبہ نے قتادہ سے خبر دی، وہ حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (کسی بادشاہ کے نام دعوت اسلام دینے کے لیے) ایک خط لکھا یا لکھنے کا ارادہ کیا تو آپ سے کہا گیا کہ وہ بغیر مہر کا خط نہیں پڑھتے (یعنی بے مہر کے خط کو مستند نہیں سمجھتے۔) تب آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں ''محمد رسول اللہ'' کندہ تھا اور گویا میں (آج بھی) آپ کے ہاتھ میں اس کی سفیدی دیکھ رہا ہوں (شعبہ راوی حدیث کہتے ہیں کہ) میں نے قتادہ سے پوچھا کہ یہ کس نے کہا (کہ) اس پر ''محمد رسول اللہ'' کندہ تھا؟ انہوں نے جواب دیا انسؓ نے۔

بَاب مَنْ قَعَدَ حَيْثُ يَنْتَهِي بِهِ الْمَجْلِسُ (وہ شخص جو مجلس کے آخر میں بیٹھ جائے)

وَمَنْ رَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا اور وہ شخص جو درمیان میں جہاں جگہ دیکھے، بیٹھ جائے

ماقبل سے مناسبت ومقصود ترجمہ

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (کتاب العلم) میں اب تک جتنے ابواب بھی ذکر کیے گئے ہیں ان سب کا تعلق عالم سے ہے۔ لہٰذا اب مصنف رحمۃ اللہ علیہ متعلم کے ابواب شروع فرما رہے ہیں۔ دیکھئے آواز عالم بلند کرتا ہے' امتحان کے طور پر مسائل عالم پوچھتا ہے' وہی حدثنا' اخبرنا کہتا ہے' اسی کے سامنے تلمیذ پڑھتا ہے' وہی علی وجہ المناولۃ اپنی روایات دیتا ہے اور وہی کسی کے لیے اپنی روایات لکھتا ہے اور اب اس باب میں ادب الطالب بیان کر دیا کہ وہ جب مجلسِ درس میں آئے تو جہاں مجلس ختم ہو رہی ہو وہاں بیٹھ جائے اور اگر بیچ میں کہیں کشادگی اور گنجائش ہو تو وہاں بیٹھ جانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں طالب علم کے لیے اُستاذ کی مجلس میں حاضر ہونے کے دو ادب بتلائے ہیں۔ ایک یہ کہ اگر استاذ کی مجلس میں مجمع زیادہ ہو تو جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے اور اگر استاذ کے قریب بیٹھنے کی خواہش ہو تو پہلے آیا کرے۔ دوسرا ادب یہ بتلایا جا رہا ہے کہ اگر پہلے سے بیٹھنے والے اس طرح بیٹھے ہوں کہ اگلی صف میں یا درمیان میں جگہ خالی ہو تو بعد میں آنے والے پھاند کر آگے جا سکتے ہیں۔ اگرچہ گردنیں پھلانگنے سے منع کیا گیا ہے مگر یہ اس لیے جائز ہے کہ پہلے سے بیٹھنے والوں نے خود ہی آگے جگہ چھوڑی ہے۔

← حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ ، إِذْ أَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ ، فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَذَهَبَ وَاحِدٌ ، قَالَ فَوَقَفَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ ، وَأَمَّا الثَّالِثُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا ، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللَّهِ ، فَآوَاهُ اللَّهُ ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا ، فَاسْتَحْيَا اللَّهُ مِنْهُ ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ ، فَأَعْرَضَ اللَّهُ عَنْهُ

ترجمہ۔ ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا، ان سے مالک نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ کے واسطے سے ذکر کیا کہ ابو مرہ مولیٰ عقیل بن ابی طالب نے انہیں ابو واقد اللیثی سے خبر دی کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ اور لوگ آپ کے پاس (بیٹھے) تھے کہ تین آدمی آئے (ان میں سے) دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پہنچ گئے اور ایک چلا گیا (راوی کہتے ہیں) پھر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو گئے، اس کے بعد ان میں سے ایک نے (جب) مجلس میں (ایک جگہ کچھ) گنجائش دیکھی تو وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا اہل مجلس کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا جو تھا وہ لوٹ گیا تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اپنی گفتگو سے) فارغ ہوئے تو (صحابہ سے) فرمایا کہ کیا تمہیں تین آدمیوں کے بارہ میں نہ بتاؤں تو (سنو) ان میں سے ایک نے اللہ سے پناہ ڈھونڈی، اللہ نے اسے پناہ دی اور دوسرے کو شرم آئی تو اللہ بھی اس سے شرمایا اور تیسرے شخص نے منہ موڑا تو اللہ نے (بھی) اس سے منہ موڑ لیا۔

مختصر حالات ابی واقد اللیثی رضی اللہ عنہ

یہ مشہور صحابہ میں سے ہیں۔ ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ حارث بن مالک رضی اللہ عنہ' حارث بن عوف رضی

اللہ عنہ' عوف بن الحارث رضی اللہ عنہ کے تین اقوال ملتے ہیں۔ اپنی کنیت ''ابو واقد'' سے مشہور ہیں۔ امام بخاری' ابن حبان رحمہما اللہ تعالیٰ ان کو اصحاب بدر میں شمار کرتے ہیں جبکہ بعض دیگر حضرات کہتے ہیں کہ یہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔ ان سے کل چوبیس روایات مروی ہیں۔ ۶۸ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ صحیح قول کے مطابق ان کی عمر ۸۵ سال تھی۔

تشریح حدیث

حدیث پاک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مجلس مبارک کا ذکر ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ تین شخص وہاں آئے ان میں سے دو تو مجلس کی طرف آ گئے پھر ان دو میں سے ایک تو حلقہ مجلس میں پہنچ گیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہو کر ارشادات سے مستفید ہوا اور اس کا دوسرا ساتھی لوگوں کے پیچھے ایک کنارے پر بیٹھا اور مستفید ہوا۔ تیسرے آدمی نے اس مبارک مجلس کی کوئی اہمیت ہی نہ سمجھی اور منہ موڑ کر وہاں سے چلا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اختتام مجلس پر ارشاد فرمایا: ''اما احدھم فاویٰ الی اللہ فاواہ اللہ'' یعنی ان میں سے ایک اللہ کی طرف مائل ہوا تو اللہ نے اس کو جگہ دی یعنی اسے ثواب عطا فرمایا۔ ''واما الاٰخر فاستحییٰ' فاستحییٰ اللہ منہ'' اور دوسرے نے شرم کی تو اللہ نے بھی اس کے ساتھ شرم کا معاملہ کیا۔ اس جملے کے مطلب میں علماء کے دو قول ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اول نے آ کر آگے مجلس میں جگہ دیکھی اور آگے بڑھ کر بیٹھ گیا مگر اس کے دوسرے ساتھی کو شرم آئی اور وہ وہیں پیچھے ہی بیٹھ گیا تو اللہ نے اس کو دینی محفل کا ثواب بھی عطا فرمایا اور حیاء کا ثواب بھی عطا کیا۔ اس مطلب کی صورت میں یہ دوسرا' ثواب میں اول سے بڑھ گیا۔

دوسرا مطلب اس جملے کا یہ ہے کہ اس دوسرے آدمی کا جی تو یہی چاہ رہا تھا کہ وہ بھی چلا جائے جس طرح تیسرا چلا گیا تھا مگر اس کو شرم آئی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرمائیں گے اس لیے شرم کی وجہ سے وہ وہیں بیٹھ گیا تو اس پر اللہ کو بھی شرم آئی کہ چلو شرما کر ہی میرا بندہ دینی مجلس میں بیٹھ تو گیا۔ لہٰذا میں اس کو بھی ثواب عطا کروں۔ اس مطلب کی صورت میں یہ دوسرا آدمی ثواب میں گھٹ جائے گا اس لیے کہ پہلا آدمی بخوشی بیٹھا تھا اور یہ دوسرا آدمی شرم کے مارے بیٹھا۔

آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''واما الثالث فاعرض ...... فاعرض اللہ عنہ'' یعنی تیسرے شخص نے مجلس میں بیٹھنے سے اعراض کیا تو اللہ نے بھی اس سے اعراض کیا یعنی اسے ثواب سے محروم کر دیا۔

باب قَوْلِ النَّبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم رُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَی مِنْ سَامِعٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ بسا اوقات وہ شخص جسے (حدیث) پہنچائی جائے (براہ راست) سننے والے سے زیادہ (حدیث کو) یاد رکھتا ہے

حافظ قطب الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس باب کا مقصد اس بات پر تنبیہ ہے کہ اگر حدیث پڑھانے والا غیر عارف اور غیر محقق ہو لیکن جو کچھ وہ بیان کر رہا ہو وہ محفوظ ہو تو اس کی حدیث بھی لی جا سکتی ہے۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس باب سے اس بات کا رد کرنا مقصود ہے جو مشہور ہے کہ شاگرد استاذ سے علم

میں کمتر ہی ہوتا ہے۔ بعض محدثین فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب سے تبلیغ و تعلیم کی اہمیت بتانا چاہتے ہیں کہ جو کچھ تمہیں علم حاصل ہوا ہے اسے دوسروں تک پہنچا دو۔ اس کا خیال مت کرو کہ اس سے براہِ راست سننے والے کو کتنا فائدہ پہنچے گا' کتنا نہیں پہنچے گا کیونکہ بسا اوقات وہ علمی باتیں واسطہ در واسطہ ایسے لوگوں تک بھی پہنچ جاتی ہیں جو تم سے بھی زیادہ ان سے فائدہ حاصل کریں گے اور ان کو محفوظ کرلیں گے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بسا اوقات شاگرد استاذ سے یا مرید اپنے شیخ سے بڑھ جاتا ہے۔

حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ اس ترجمہ و حدیث الباب سے یہ امر بھی ثابت ہوا کہ ممکن ہے کہ اُمت میں ایسے لوگ بھی آئیں جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفظ و نگہداشت میں صحابہ کرام سے بھی بڑھ جائیں کیونکہ مخاطب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور بعد میں آنے والے تابعین اور تبع تابعین وغیرہ ہیں۔ مگر یہ ایک جزوی فضیلت ہوگی' فضیلت کلی صحابہ کرام کے لیے ہی مخصوص رہے گی۔

⬅ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ ذَكَرَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَعَدَ عَلَى بَعِيرِهِ ، وَأَمْسَكَ إِنْسَانٌ بِخِطَامِهِ أَوْ بِزِمَامِهِ قَالَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ سِوَى اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلَى قَالَ فَأَيُّ شَهْرٍ هٰذَا فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ فَقَالَ أَلَيْسَ بِذِي الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلَى قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا ، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا ، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ ، فَإِنَّ الشَّاهِدَ عَسَى أَنْ يُبَلِّغَ مَنْ هُوَ أَوْعَى لَهُ مِنْهُ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے بشر نے، ان سے ابن عون نے ابن سیرین کے واسطے سے بیان کیا، انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے نقل کیا، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی۔ وہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ کرنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اونٹ پر بیٹھے تھے اور ایک شخص نے اس کی نکیل تھام رکھی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ کونسا دن ہے؟ ہم خاموش رہے حتیٰ کہ ہم یہ سمجھے کہ آج کے دن کا آپ کوئی دوسرا نام اس کے نام کے علاوہ تجویز فرمائیں گے۔ (پھر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کیا آج قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا بے شک۔ (اس کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے؟ ہم (اس پر بھی) خاموش رہے اور یہ (ہی) سمجھے کہ اس ماہ کا (بھی) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے نام کے علاوہ کوئی دوسرا نام تجویز فرمائیں گے (پھر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ذوالحجہ کا مہینہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا۔ بے شک (تب) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو یقیناً تمہاری جانیں اور تمہارے مال اور تمہاری آبرو تمہارے درمیان (ہمیشہ کے لیے) اسی طرح حرام ہیں جس طرح آج کے دن کی حرمت تمہارے اس مہینے اور اس شہر میں جو شخص حاضر ہے اسے چاہیے کہ غائب کو یہ (بات اس لیے پہنچا دے کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ جو شخص یہاں موجود ہے وہ ایسے شخص کو یہ خبر پہنچائے جو اسے زیادہ (حدیث) کا محفوظ رکھنے والا ہو۔

تشریح حدیث

انسان سے مراد حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔ عند البعض عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ ہیں لیکن ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خود راوی حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

خطام اور زمام کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اونٹ کی ناک میں حلقہ ڈالا جاتا ہے۔ اس حلقہ میں دونوں طرف سے جو رسی باندھی جاتی ہے اس کو خطام یا زمام کہتے ہیں یعنی دونوں مترادف ہیں جبکہ بعض اصحاب لغت کی تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ زمام اس باریک رسی کو کہتے ہیں جو ناک میں ڈالی جاتی ہے اور خطام مہار کو کہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کون سا دن ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش ہو گئے۔ وجہ یہ ہوئی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذہن میں آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دن' جگہ اور وقت معلوم ہی ہے پھر بھی دریافت کر رہے ہیں تو ضرور کوئی خاص بات دریافت کرنا چاہتے ہیں اس لیے خاموش رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کی سوالی نوعیت اس لیے اختیار کی' تاکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد والے ارشاد کی غیر معمولی اہمیت کو سمجھ لیں اور ان کو اچھی طرح شوق و انتظار ہو جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرمانا چاہتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان مقدس و مبارک اشہر حرام کو تو تم جانتے ہی ہو' اب اس بات کو بھی خوب ذہن نشین کر لو کہ مسلمان کی جان' مال' عزت و آبرو کی حفاظت و احترام ہر وقت اور ہر مقام میں نہایت ضروری ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مسلمان کے لیے باہمی خون ریزی حرام ہے۔ ایک مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان کی جان و مال و آبرو کا احترام ضروری ہے۔ حج کے مہینوں میں اہل عرب لڑائی کو برا سمجھتے تھے خصوصاً ماہ ذی الحجہ اور حج کے مخصوص ایام کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور مثال کے اسی کو بیان فرمایا۔

بابُ العِلْمُ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ (علم (کا درجہ) قول و عمل سے پہلے ہے)

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی (فَاعْلَمْ أَنَّهُ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ) فَبَدَأَ بِالْعِلْمِ ، وَأَنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَرَّثُوا الْعِلْمَ مَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ بِهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ (إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ) وَقَالَ (وَمَا يَعْقِلُهَا إِلاَّ الْعَالِمُونَ) (وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ) وَقَالَ (هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لاَ يَعْلَمُونَ) وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ ، وَإِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ وَقَالَ أَبُو ذَرٍّ لَوْ وَضَعْتُمُ الصَّمْصَامَةَ عَلَى هَذِهِ وَأَشَارَ إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ ظَنَنْتُ أَنِّي أُنْفِذُ كَلِمَةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَبْلَ أَنْ تُجِيزُوا عَلَيَّ لَأَنْفَذْتُهَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (كُونُوا رَبَّانِيِّينَ) حُكَمَاءَ فُقَهَاءَ وَيُقَالُ الرَّبَّانِيُّ الَّذِي يُرَبِّي النَّاسَ بِصِغَارِ الْعِلْمِ قَبْلَ كِبَارِهِ

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "فاعلم انہ لا آلہ الا اللہ" (آپ جان لیجئے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے) تو (گویا) اللہ تعالیٰ نے علم سے (ابتدا فرمائی) اور (حدیث میں ہے) کہ علما انبیا کے وارث ہیں (اور) پیغمبروں نے علم (ہی) کا ترکہ چھوڑا ہے (پھر) جس نے علم حاصل کیا، اس نے (دولت کی) بہت بڑی مقدار حاصل کر لی اور جو شخص کسی راستے پر حصول علم کے لیے چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو عالم ہیں اور (دوسری جگہ) فرمایا ہے اور اسکو عالموں کے سوا کوئی نہیں سمجھتا۔ اور ان لوگوں (کافروں نے) کہا اگر ہم سنتے یا عقل رکھتے،

جہنمی نہ ہوتے اور (ایک اور جگہ) فرمایا، کیا اہل علم اور جاہل برابر ہیں؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے ساتھ اللہ بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عنایت فرما دیتا ہے اور علم تو سیکھنے ہی سے آتا ہے اور حضرت ابوذر کا ارشاد ہے کہ اگر تم اس پر تلوار رکھ دو اور اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا اور مجھے گمان ہوا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو ایک کلمہ سنا ہے، گردن کٹنے سے پہلے بیان کرسکوں گا تو یقیناً میں اس کو بیان کردوں گا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ حاضر کو چاہیے کہ (میری بات) غائب کو پہنچا دے اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ آیت ''کونوا ربانیین'' سے مراد حکما فقہاء علماء ہیں، اور ربانی اس شخص کو کہا جاتا ہے جو بڑے مسائل سے پہلے چھوٹے مسائل سمجھا کر لوگوں کی (علمی) تربیت کرے۔ (تاکہ) انہیں ناگواری نہ ہو۔

ترجمۃ الباب کا مقصد

علامہ عینی اور علامہ کرمانی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

پہلے کسی چیز کا علم حاصل کیا جاتا ہے پھر اس کے بعد ہی اس پر عمل ہوتا ہے۔ لہٰذا بتلایا کہ علم، قول وعمل پر بالذات مقدم ہے اور باعتبار شرف بھی مقدم ہے کیونکہ علم عمل قلب ہے جو اشرف اعضاء بدن ہے اور عمل وقول کا تعلق جوارح سے ہے جو بہ نسبت قلب کے مفضول ہے۔ حاصل یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب سے تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں اور اہمیت علم بیان فرما رہے ہیں اور یہ بتلا رہے ہیں کہ اعمال چاہے کتنے ہی اہم ہوں لیکن علم سب پر مقدم ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں ایسے علوم پر وعید آئی ہے جس پر عمل نہ کیا جائے اور بہ نسبت جاہل کے عالم کو عمل نہ کرنے پر دُگنی سزا ملے گی تو اس سے یہ وہم ہوتا تھا کہ علم نہ سیکھنا ہی افضل ہے تو اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ وہم دفع فرما رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ علم سیکھنے کے بڑے فضائل ہیں ضرور حاصل کیا جائے۔ آگے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ترجمۃ الباب کی تائید کے لیے آیات قرآنی اور احادیث پیش فرما رہے ہیں۔

لِقول اللّٰه عزوجل فاعلم انّه لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه' فبداء بالعلم

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''آپ جان لیجئے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں'' تو گویا اللہ تعالیٰ نے علم سے ابتداء فرمائی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کریمہ سے اس پر استدلال کیا ہے کہ علم کا درجہ قول وعمل سے پہلے ہے اور یہ استدلال پوری آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ پوری آیت اس طرح ہے: ''فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ'' اس آیت میں پہلے علم کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد عمل یعنی استغفار کا۔ گویا استغفار قلب سے ہو یا زبان سے اسی وقت ہوگا جب علم صحیح ہو۔ اگر علم صحیح نہیں تو عمل بھی درست نہیں ہوگا۔

وان العلماء هم ورثة الانبياء ورّثو العلم من اخذه اخذ بحظٍ وافرٍ ومن سلك طريقًا يطلب به علمًا سهّل اللّٰه له طريقًا اِلَى الجنّة

یعنی علماء انبیاء کے وارث ہیں اور پیغمبروں نے علم ہی کا ترکہ چھوڑا ہے۔ پھر جس نے علم حاصل کیا اس نے دولت کی بہت

بڑی مقدار حاصل کرلی اور جو شخص کسی راستہ پر حصولِ علم کے لیے چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان کردیتا ہے۔

مذکورہ حدیث سے بھی فضیلت علم ثابت ہورہی ہے چونکہ علماء کرام علم ہی کی وجہ سے انبیاء کے وارث بنے ہیں۔

انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء ...... وقال وما یعقلها الّا العالمون

''اللہ سے اس کے علماء بندے ہی ڈرتے ہیں'' ''اور اس کو عالموں کے سوا کوئی نہیں سمجھتا'' مذکورہ آیات سے بھی فضیلت علم وعلماء ثابت ہورہی ہے اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ علم کو اس وجہ سے نہ چھوڑا جائے کہ عمل نہ ہوگا بلکہ حصول علم کے بعد جب خشیت پیدا ہوگی تو یہ فائدہ دے گی۔

وقالوا: لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر

یہاں پر نسمع سے تعلم مراد ہے کہ وہ لوگ علم نہ ہونے پر تمنا کریں گے کہ کاش! ہم بھی عالم ہوتے تو جہنمیوں سے نہ ہوتے۔ اس آیت سے بھی علم کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے۔

وقال: ھل یستوی الّذین یعلمون والّذین لایعلمون

فرمایا: کیا اہل علم اور غیر اہل علم برابر ہوسکتے ہیں۔ اس آیت مبارک میں عالم اور غیر عالم میں فرق کیا ہے؟ حالانکہ عمل سب کرتے ہیں اس کے باوجود عالم اور غیر عالم میں تفریق کی گئی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ علم کو تقدم حاصل ہے۔

وقال النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم من یرد اللّٰہ بہ خیرًا یفقہ فی الدین

حدیث کا مطلب واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو علم دین اور فہم دین عطا فرماتے ہیں۔ چونکہ علم پہلے آتا ہے اور عمل کا نمبر بعد میں آتا ہے اس لیے فضیلت علم اور تقدم علم ثابت ہوگیا۔

انما العلم بالتعلیم

مطلب یہ ہے کہ علم، تعلم سے حاصل ہوگا' مطالعہ سے حاصل نہ ہوگا۔ یہ بالکل دھوکہ ہے کہ صرف کتب اور شروحات دیکھ کر استاذ سے پڑھے بغیر علم حاصل ہوسکتا ہے۔

وقال ابوذر لو وضعتم ...... لانفذتها

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اگر تم اس پر تلوار رکھ دو اور اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا اور مجھے اُمید ہو کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ایک کلمہ سنا ہے' گردن کٹنے سے پہلے بیان کرسکوں گا تو یقیناً میں اس کو بیان کردوں گا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے علم کی فضیلت اور اہمیت کی طرف اشارہ ہے۔

وقول النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم لیبلغ الشاھد الغائب ...... وقال ابن عباسؓ کونوا ربّانیّین حکماء' علماء' فقھاء

اس فرمان نبویؐ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر سے بھی علم کی فضیلت واہمیت کی طرف اشارہ ہے۔

يقال الربّانىُّ الذى يُربى النّاس بصغار العلم قبل كباره

ربانی وہ شخص ہے جو لوگوں کی "کبارِ علم" سے پہلے "صغارِ علم" کے ذریعے تربیت کرے۔

ربانی کا مفہوم

ربانی کی نسبت رب کی طرف ہے۔ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے ربانی وہ شخص ہوتا ہے جو علم وعمل دونوں میں اپنے رب کے اوامر کا قصد کرے۔ بعض نے کہا ربانی تربیت سے ماخوذ ہے جو اپنے تلامذہ ومستفیدین کی علمی اور روحانی تربیت کرے۔

ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کسی عالم کو ربانی جب ہی کہا جائے گا کہ وہ عالم باعمل ہو اور معلم بھی ہو۔

کتاب الفقیہ والمتفقہ للخطیب میں ہے کہ جب کوئی شخص عالم، عامل اور متعلم ہوتا ہے تو اس کو ربانی کہتے ہیں اور جس میں ان تینوں میں سے ایک خصلت بھی کم ہوگی اس کو ربانی نہ کہا جائے گا۔

حکماء، فقہاء، علماء کون ہیں؟

بعض نے کہا کہ "فقه فی الدین" یعنی دین کی سمجھ بوجھ ہی حکمت ہے۔

بعض نے کہا کہ "حكمة معرفة الاشياء علىٰ ماهى عليه" ہے یعنی پوری طرح چیزوں کے حقائق کی معرفت کو حکمت کہتے ہیں۔ اسی لیے کہا گیا ہے حکیم وہ ہے جس پر احکام شرعیہ کی حکمتیں منکشف ہوں۔

فقہ سے مراد احکام شریعت کا علم ہے ان کی ادلہ تفصیلیہ کے ساتھ یعنی مسائل کی واقفیت کے ساتھ ان کی وجوہ ودلائل کا بھی عالم ہو۔ علم سے مراد علم تفسیر، حدیث وفقہ ہے۔

مذکورہ باب کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی مرفوع حدیث اپنی شرط کے مطابق ذکر نہیں کی۔ اس سلسلہ میں جوابات کتاب العلم کے پہلے باب کے تحت گزر چکے ہیں۔

باب مَا كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَتَخَوَّلُهُمْ بِالْمَوْعِظَةِ وَالْعِلْمِ كَيْ لَا يَنْفِرُوا

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کی رعایت کرتے ہوئے نصیحت فرماتے اور تعلیم دیتے

ماقبل سے ربط

ماقبل کے باب میں حصول علم کی بہت اہمیت بیان کی گئی ہے تو اس سے وہم ہونے لگا کہ پھر تو ہمہ وقت ہی حصول علم میں

لگا رہنا چاہیے۔ اب اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ فرما رہے ہیں کہ واقعی علم تو ضرور حاصل کرنا چاہیے مگر ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ اُکتاہٹ نہ ہو اور حصولِ علم موجب نفرت نہ ہو۔

مقصد ترجمۃ الباب

اس ترجمۃ الباب سے مقصود یہ ہے کہ وعظ و نصیحت اور تعلیم و تبلیغ میں سامعین کے نشاط و ملال کا لحاظ رکھنا چاہیے جب طبیعت میں نشاط ہو تو تعلیم اور وعظ و نصیحت ہونی چاہیے ورنہ نہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ علم ہی سے نفرت ہو جائے اور وعظ و نصیحت ہی سے طبیعت اُچاٹ ہو جائے۔

ترجمۃ الباب میں "یتخولھم بالموعظة والعلم" ہے جبکہ حدیث الباب میں علم کا ذکر نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث میں اگرچہ صرف "موعظة" کا ذکر ہے لیکن چونکہ وعظ بھی ایک قسم کا علم ہے۔ لہٰذا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "تخول بالموعظة" سے "تخول بالعلم" کو مستنبط فرماتے ہوئے "والعلم" کا اضافہ کر دیا۔

اسی طرح امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب کے آخر میں "کی لاینفروا" کا اضافہ فرمایا۔ یہ اگرچہ باب کی دوسری حدیث سے صراحتاً ثابت ہے لیکن اس کا ایک فائدہ یہ حاصل ہوا کہ باب کی پہلی حدیث میں "سامة" کی تفسیر معلوم ہو گئی کہ اس سے مراد نفرت ہے۔ اصل میں "سامة" اُکتانے کو کہا جاتا ہے اور اُکتانے ہی پر نفرت مرتب ہوتی ہے اس لیے اس کی تفسیر نفرت سے کر دی گئی۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ، كَرَاهَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، انہیں سفیان نے اعمش سے خبر دی، وہ ابو وائل سے روایت کرتے ہیں، وہ ابن مسعود سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نصیحت فرمانے کے لیے کچھ دن مقرر کر دیے تھے۔ ہمارے پریشان ہو جانے کے خیال سے (ہر روز وعظ نہ فرماتے)

تشریح حدیث

اسلام دین فطرت ہے اس لیے اس دین کے لیے ایسے اصول وضع کیے گئے ہیں جو انسانی فطرت پر بوجھ نہیں ہو سکتے۔ ان میں خاص طور پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اُصول مقرر فرما دیا کہ دین کے کسی مسئلہ میں وہ پہلو اختیار نہ کیا جائے جس سے لوگ کسی تنگی میں مبتلا ہو جائیں۔ مقصد یہ ہے کہ علم دین کی سب چیزوں سے زیادہ ضرورت، زیادہ اہمیت اور زیادہ فضیلت ہونے کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تمام اوقات کو تعلیم دین میں مشغول نہیں فرماتے تھے بلکہ ان کی دنیوی ضروریات و حوائج طبعیہ کی رعایت فرماتے۔

"یتخولنا" تخول سے مشتق ہے جس کے معنی اطلاع کرنے اور نگہداشت کرنے کے ہیں۔ "کراھة السامة علینا" یہ مفعول لہ ہے یعنی ہمارے اوپر اُکتاہٹ طاری ہو جانے کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند کرتے تھے اس لیے ہماری طبیعتوں کی رعایت فرماتے تھے۔ "علینا ...... الطارئة" محذوف کے ساتھ متعلق ہے جو "السامة" کی صفت ہو گا یعنی "کراھة السامة الطارئة علینا"

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا ، وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے شعبہ نے، ان سے ابوالتیاح نے حضرت انسؓ سے نقل کیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، آسانی کرو اور سختی نہ کرو اور خوش کرو اور نفرت نہ دلاؤ۔

تشریح حدیث

دین کی باتیں پہنچانے میں خوش خبری اور بشارتیں سنانے کا پہلو زیادہ مقدم اور نمایاں ہونا چاہیے اور ایسی باتوں سے اجتناب کیا جائے جس سے کسی دینی معاملہ میں ہمت و حوصلہ پست ہو یا دین کی کسی بات سے نفرت پیدا ہو جائے۔

اس حدیث پاک کا یہ مقصد نہیں کہ صرف بشارتیں ہی سنائی جائیں اور انذار و تخویف کو بالکل ہی نظرانداز کر دیا جائے بلکہ بقول حضرت شاہ صاحب درمیانی راہ اختیار کی جائے۔

باب مَنْ جَعَلَ لِأَهْلِ الْعِلْمِ أَيَّامًا مَعْلُومَةً

کوئی شخص طالبین علم کی تعلیم کیلئے کچھ دن مقرر کردے (تو یہ جائز ہے)

یہ باب سابقہ باب کا تکملہ ہے کیونکہ اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ ملال و اکتاہٹ نہ ہو۔ نیز اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس بات کا جواز ثابت فرما رہے ہیں کہ اگر کوئی شخص وعظ و تبلیغ کے لیے کوئی خاص دن مقرر کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ جائز ہے۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِي كُلِّ خَمِيسٍ ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَوَدِدْتُ أَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ قَالَ أَمَا إِنَّهُ يَمْنَعُنِي مِنْ ذٰلِكَ أَنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُمِلَّكُمْ ، وَإِنِّي أَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَتَخَوَّلُنَا بِهَا ، مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا

ترجمہ۔ ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، ان سے جریر نے منصور کے واسطے سے نقل کیا، وہ ابووائل سے روایت کرتے ہیں کہ (عبداللہ) ابن مسعود ہر جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ سنایا کرتے تھے، ایک آدمی نے ان سے کہا کہ اے ابووائل! میں چاہتا ہوں کہ تم ہمیں ہر روز وعظ سنایا کرو، انہوں نے فرمایا تو سن لو کہ مجھے اس امر سے کوئی چیز اگر مانع ہے تو یہ کہ میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ کہیں تم تنگ نہ ہو جاؤ اور میں وعظ میں تمہاری فرصت و فرحت کا وقت تلاش کیا کرتا ہوں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس خیال سے کہ ہم کبیدہ خاطر نہ ہو جائیں، وعظ کے لیے ہمارے اوقات فرصت کے متلاشی رہتے تھے۔

تشریح حدیث

اسلام دین فطرت ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اور ہر انسان کے لئے آیا ہے اس لئے یہ دین اپنے اندر ایسے اصول رکھتا ہے جو انسانی فطرت کیلئے ناگوار نہیں قرآن و حدیث میں تہدید و تنبیہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کا بیان ہے اس لئے خاص

طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اصول مقرر فرمادیا کہ دین کے کسی مسئلہ میں وہ پہلو نہ اختیار کرو جس سے لوگ کسی تنگی میں مبتلا ہو جائیں یا انہیں اس طرح پند و نصیحت نہ کرو جس سے انہیں خدا کی مغفرت و رحمت کی بجائے اس طرز تبلیغ ہی سے نفرت پیدا ہو جائے اسلام کا یہ حکیمانہ اور نفسیاتی اصول ہی اس کی حقانیت و سچائی کا روشن ثبوت ہیں۔

یہاں ایک اشکال ہوتا ہے کہ یہ حدیث تو موقوف ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے استدلال کیسے کرلیا یہ تو ان کی شرط کے خلاف ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے چونکہ وعظ و نصیحت والا طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے استنباط کیا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث مثل مرفوع حدیث کے ہے اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال کیا ہے۔

بَاب مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ

اللہ تعالیٰ جس شخص کیساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عنایت فرمادیتا ہے

مقصود ترجمۃ الباب

۱......اس باب سے فضیلت علم بیان کرنا مقصود ہے۔ خاص طور پر فقہ کی اہمیت اور اس کے حاصل کرنے پر شوق دلانا ہے۔

۲......حدیث الباب میں الفاظ ہیں "انّما انا قاسمٌ و اللّٰہ یعطی" تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تنبیہ فرما رہے ہیں کہ عطاء فرمانا تو اللہ کا کام ہی ہے تم اپنی کوشش جاری رکھو اور اس کو حاصل کرنے کے لیے دعا کرتے رہو۔ لہٰذا انسان صرف اپنی محنت پر اعتماد نہ کرے بلکہ اللہ سے مانگتا بھی رہے۔

← حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ خَطِيبًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي ، وَلَنْ تَزَالَ هَذِهِ الْأُمَّةُ قَائِمَةً عَلَى أَمْرِ اللَّهِ لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ

ترجمہ۔ ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، ان سے ابن وہب نے یونس کے واسطے نقل کیا، وہ ابن شہاب سے نقل کرتے ہیں ان سے حمید بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے معاویہؓ سے سنا، وہ خطبہ کے دوران میں فرما رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اسے دین کی سمجھ عنایت فرما دیتے ہیں اور میں تو محض تقسیم کرنے والا ہوں، دینے والا تو اللہ ہی ہے اور یہ امت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گی، جو شخص ان کی مخالفت کرے گا انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آ جائے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت کے تعلق کے ساتھ کاتب وحی ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا "اللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الکتاب و الحساب

وقه العذاب" ایک اور ارشاد نبوی ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں "اللّٰھم اجعله هادیًا مهدیًا و اهد به" حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شام کے گورنر بنے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں اسی عہدے پر برقرار رکھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "مارأیت احدًا بعد عثمان اقضٰی بحق صاحب هٰذالباب یعنی معاویہؓ"۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایک سوتیس احادیث مروی ہیں۔

تشریح حدیث

مذکورہ حدیث میں علم وفقہ کو بہت زیادہ اہمیت وفضیلت دی گئی ہے اور اس کو گویا خیر عظیم فرمایا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر حاصل ہونے کے اور بھی بہت ذرائع ہیں۔ پس یہاں خیراً میں تنوین کو تعظیم کے لیے سمجھنا زیادہ بہتر ہے۔ حدیث میں دوسری بات یہ ارشاد فرمائی گئی ہے کہ حق تعالیٰ علوم شریعت عطاء فرماتے ہیں اور ان کو تقسیم میں کرتا ہوں۔ ظاہر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام علوم وکمالات کے جامع تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہی تمام امورِ خیر اور علوم کمالات کی تقسیم عمل میں آئی۔

پھر تیسرے جملہ میں یہ ارشاد فرمایا کہ جو علوم نبوت میں تم کو دے کر جاؤں گا وہ اس اُمت میں قیامت قائم ہونے تک باقی رہیں گے جس کی صورت یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت حقہ ہمیشہ باقی رہے گی جو حق کی آواز بلند کرے گی اور اس جماعت کو راہِ حق سے ہٹانے کی کوئی بڑی سے بڑی مخالفت بھی کامیاب نہ ہوگی۔ یعنی جب تک مسلمان دنیا میں باقی رہیں گے یہ جماعت بھی باقی رہے گی جو حق وصداقت کا علم بلند رکھے گی، وہ کونسی جماعت ہوگی؟ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وهو اهل العلم"

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ اہل السنۃ کی جماعت ہوگی۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مجاہدین کی جماعت مراد ہے۔

بابُ الْفَهْمِ فِي الْعِلْمِ (علم کی باتیں دریافت کرنے میں سمجھداری سے کام لینا)

گزشتہ باب میں تھا عطاء فرمانے والی ذات صرف اللہ کی ہے۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ اگرچہ سب کچھ اللہ سے عطاء ہوتا ہے لیکن صرف اس پر اعتماد کر کے نہ بیٹھو بلکہ اپنی کوشش اور فہم سے کام لینا بھی ضروری ہے۔ تو گویا یہ باب گزشتہ باب کا تتمہ اور تکملہ ہے۔

بعض شارحین فرماتے ہیں کہ اس باب سے فہم علم کی ترغیب بیان کرنی مقصود ہے اور اس بات پر ترغیب دینا ہے کہ طالب علم کو مطالعہ کرنا چاہیے تا کہ فہم علم حاصل ہو۔

◀ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلَمْ أَسْمَعْهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا ، قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَأُتِيَ بِجُمَّارٍ فَقَالَ إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً مَثَلُهَا كَمَثَلِ الْمُسْلِمِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ هِيَ النَّخْلَةُ ، فَإِذَا أَنَا أَصْغَرُ الْقَوْمِ فَسَكَتُّ ، قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم هِيَ النَّخْلَةُ

ترجمہ۔ ہم سے علی (ابن مدینی) نے بیان کیا، ان سے سفیان نے ان سے ابن ابی نجیح نے مجاہد کے واسطے سے نقل کیا، وہ

کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمر کے ساتھ مدینے تک رہا، میں نے (اس) ایک حدیث کے سوا ان سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی اور حدیث نہیں سنی، وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ کے پاس کھجور کا ایک گابھ لایا گیا (اسے دیکھ کر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ درختوں میں ایک ایسا درخت ہے اس کی مثال مسلمان کی طرح ہے (ابن مسعود کہتے ہیں کہ یہ سن کر) میں نے ارادہ کیا کہ عرض کروں کہ وہ (درخت) کھجور کا ہے مگر چونکہ میں سب سے چھوٹا تھا اس لیے خاموش رہا (پھر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کھجور (کا درخت) ہے۔

تشریح حدیث

اس حدیث کی تشریح پیچھے گزر چکی ہے۔ یہاں مزید چند ایک باتیں قابل ذکر ہیں۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ تک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا رفیق سفر رہا اور اس طویل سفر میں ان سے صرف ایک حدیث سنی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ زیادہ حدیثیں بیان کرنے سے اجتناب کرتے تھے۔ یہی طریقہ ان کے والد معظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی تھا اس کی وجہ غایتِ تقویٰ اور احتیاط تھی کہ حدیث رسول بیان کرنے میں کہیں کوئی کمی زیادتی نہ ہو جائے تاہم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو مکثرین میں شمار کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خود تو حتی الوسع بیانِ حدیث سے بچنا چاہتے تھے مگر لوگ ان سے بکثرت سوال کرتے تھے تو جواب میں مجبوراً احادیث بیان کرتے تھے۔

حدیث میں ''جُمّار'' کا لفظ ہے جمار اور جامور کھجور کے درخت کے گودے کو کہتے ہیں جو چربی کی طرح سفید ہوتا ہے۔ شاید اس لیے اس کو ''شحم النخل'' کہتے ہیں۔

بَاب الاِغْتِبَاطِ فِی الْعِلْمِ وَالْحِکْمَةِ (علم وحکمت میں رشک کرنا)

وَقَالَ عُمَرُ تَفَقَّهُوا قَبْلَ أَنْ تُسَوَّدُوا وقال ابو عبدالله وبعد ان تسودوا وقد تعلم اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم بعد کبر سنهم

حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے کہ قائد بننے سے پہلے فقیہ بنو۔ (یعنی دین کا علم حاصل کرو) اور ابو عبداللہ (امام بخاری) کہتے ہیں کہ قائد بنائے جانے کے بعد بھی علم حاصل کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے بڑھاپے میں بھی دین سیکھا۔

مقصد ترجمۃ الباب

اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ علم وحکمت قابل رشک چیزیں ہیں۔ لہٰذا ان میں غبطہ کرنا جائز ہے۔

ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے علم وحکمت دونوں کا ذکر کیا ہے جبکہ حدیث الباب میں صرف حکمت کا ذکر ہے۔ یہ دونوں اگر مترادف ہوں تو پھر عطف تفسیری ہے اور یہ بتانا مقصود ہے کہ حدیث میں حکمت سے مراد علم ہے۔ اگر دونوں کے درمیان فرق کیا جائے تو یہ عطف الخاص علی العام کی قبیل سے ہوگا اور اس سے یہ اشارہ مقصود ہوگا کہ حکمت کا حصول علم کے حصول پر موقوف ہے۔

معانی حکمت

علم کے معانی وحقیقت سے آپ بخوبی واقف ہیں۔ حکمت کا درجہ اس سے اوپر ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے

''بحر محیط'' میں حکمت کے چوبیس معانی بیان کیے ہیں۔ پھر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک تحقیقی بات یہ ہے کہ حکمت علوم نبوت اور وحی کے علاوہ ہے جس کا تعلق اعلیٰ درجہ کی فہم وفراست وقوتِ تمیز یہ سے ہے جس طرح ضرب الامثال کے طور پر بولے ہوئے کلمات نہایت مفید ہوتے ہیں اور عموماً غلط نہیں ہوتے۔ اسی طرح خدا کے جن زاہد ومتقی ومقرب بندوں کے دلوں میں حکمت ودیعت کی جاتی ہے ان کے کلمات بھی لوگوں کے لیے نہایت نافع ہوتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اثر کی ترجمۃ الباب سے مطابقت

ابن المنیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس اثر میں سیادت (سرداری) کو ثمراتِ علم میں سے قرار دیا گیا ہے اور طالب علم سے کہا گیا ہے کہ وہ درجۂ سیادت تک پہنچنے سے پہلے زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرے تا کہ استحقاقِ سیادت ثابت ہو جو سبب اغتباط ہو۔

← حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَلَى غَيْرِ مَا حَدَّثَنَاهُ الزُّهْرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْحِكْمَةَ، فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا

ترجمہ۔ ہم سے حمیدی نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے اسمٰعیل بن ابی خالد نے دوسرے لفظوں میں بیان کیا، ان لفظوں کے علاوہ جو زہری نے ہم سے بیان کئے۔ وہ کہتے ہیں میں نے قیس بن ابی حازم سے سنا، انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے سُنا، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حسد صرف دو باتوں میں جائز ہے، ایک تو اس شخص کے بارے میں جسے اللہ نے دولت دی ہو اور وہ اس دولت کو راہِ حق میں خرچ کرنے پر قدرت بھی رکھتا ہو۔ اور ایک اس شخص کے بارے میں جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت (کی دولت) سے نوازا ہو اور وہ اس کے ذریعہ سے فیصلے کرتا ہو اور (لوگوں کو) اس حکمت کی تعلیم دیتا ہو۔

تشریح حدیث

ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''اغتباط'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے جبکہ حدیث میں ''حسد'' کا لفظ ہے تو گویا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں یہ بتادیا کہ حدیث میں ''حسد'' کے حقیقی معنی مراد نہیں بلکہ ''غبطہ'' کے معنی میں ہے۔

''اثنتین'' کی وجہ تخصیص کیا ہے؟ حالانکہ رشک دوسری صفات پر بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں صفات کی اہمیت کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مبالغۃً اغتباط کو ان دونوں میں محصور فرمایا ہے۔ حقیقتاً نہیں دوسری صفات بھی قابل غبطہ ہوسکتی ہیں لیکن ان دونوں کے مقابلہ میں وہ گویا کالعدم ہیں۔

حسد، رشک اور غبطہ میں فرق

کسی دوسرے کی صلاحیت، شخصیت یا خوشحالی سے رنجیدہ ہو کر یہ خواہش کرنا کہ اس کی یہ نعمت یا کیفیت ختم ہو جائے، اس کا نام حسد ہے لیکن کبھی کبھی حسد سے مراد یہ ہوتا ہے کہ آدمی دوسرے کو دیکھ کر صرف یہ چاہے کہ کاش! میں بھی ایسا ہوتا مجھے بھی

ایسی نعمت مل جاتی۔ اس کو رشک کہتے ہیں۔ کسی دوسرے آدمی کو بہتر حال میں دیکھ کر اس کی ریس کرنا یعنی وہ اس جیسا بننے کا حریص ہو اس کو غبطہ کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک رشک اور غبطہ ایک چیز ہے۔ لہٰذا وہ کہتے ہیں کہ جس طرح غبطہ محمود ہے اور جائز ہے اسی طرح رشک بھی جائز ہے۔ البتہ حسد کا جواز کسی صورت نہیں۔

باب مَا ذُكِرَ فِي ذَهَابِ مُوسَىٰ صلى الله عليه وسلم فِي الْبَحْرِ إِلَى الْخَضِرِ

حضرت موسیٰ کے حضرت خضر کے پاس دریا میں جانے کا ذکر

وَقَوْلِهِ تَعَالَى (هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (جو حضرت موسیٰ کا قول ہے) "کیا میں تمہارے ساتھ چلوں اس شرط پر کہ تم مجھے (اپنے علم سے کچھ) سکھاؤ"۔

مقصد ترجمۃ الباب

۱...... مقصد ترجمہ بظاہر طلب علم کی اہمیت و ضرورت اور سفر و حضر ہر صورت میں اس کا اظہار ہے۔

۲...... ابوداؤد کی روایت ہے کہ "لا یرکب البحر الا حاجّ او معتمر او غاز فی سبیل اللّٰہ" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے حاجی، معتمر اور غازی کے سمندر کا سفر کرنا جائز نہیں تو یہ باب باندھ کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس پر رد کر رہے ہیں کہ حصول علم کے لیے بھی سمندر کا سفر جائز ہے۔ اس باب کی تائید میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کی یہ آیت پیش کی ہے "هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ" اس آیت سے یہ اشارہ بھی ہے کہ یہ سفر صرف حصول علم کے لیے تھا ملاقات وغیرہ کے لیے نہیں۔

ترجمۃ الباب سے متعلق اشکال اور جوابات

قرآن پاک کی آیت ہے "فَانْطَلَقَا. حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ ...... الخ" اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام ایک ساتھ سمندر میں سوار ہوئے کشتی میں لیکن یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو باب باندھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سمندر میں سے ہو کر حضرت خضر علیہ السلام کے پاس گئے اور ان سے ملاقات کی تو اس کی مختلف توجیہات کی گئی ہیں۔

۱...... اِلٰی بمعنی مع کے ہے اس توجیہ سے معنی قرآنی آیت کے مطابق ہو جائے گا۔

۲...... حضرت موسیٰ علیہ السلام سفر کے شروع میں سمندر کے کنارے پر تھے اور فی البحر اس لیے کہا کہ بعض سفر بحر میں ہوا اس لیے تسمیۃ الجزء باسم الکل کے طور پر تمام سفر کو بحری سفر کہا گیا ہے۔

۳...... فی البحر اور الی الخضر کے درمیان حرف عطف کا محذوف ہے۔ یعنی عبارت یوں ہے: "ذهاب موسٰى فى البحر والى الخضر" تو اس اعتبار سے بھی معنی درست ہو جائے گا۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ تَمَارَى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِي صَاحِبِ مُوسَى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ خَضِرٌ فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ ، فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّي تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي هَذَا فِي صَاحِبِ

مُوسَى الَّذِي سَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ ، هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم يَذْكُرُ شَأْنَهُ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم يَقُولُ بَيْنَمَا مُوسَى فِي مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ ، جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ مُوسَى لاَ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى مُوسَى بَلَى ، عَبْدُنَا خَضِرٌ ، فَسَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَيْهِ ، فَجَعَلَ اللَّهُ لَهُ الْحُوتَ آيَةً ، وَقِيلَ لَهُ إِذَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَارْجِعْ ، فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ ، وَكَانَ يَتَّبِعُ أَثَرَ الْحُوتِ فِي الْبَحْرِ ، فَقَالَ لِمُوسَى فَتَاهُ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ ، وَمَا أَنْسَانِيهِ إِلاَّ الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ قَالَ ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي ، فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا ، فَوَجَدَا خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا الَّذِي قَصَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن عزیز زہری نے بیان کیا، ان سے یعقوب بن ابراہیم نے ان سے ان کے باپ (ابراہیم) نے، انہوں نے صالح سے سنا، انہوں نے ابن شہاب سے، وہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے حضرت ابن عباسؓ کے واسطے سے خبر دی کہ وہ اور حر بن قیس بن حصن الفزاری حضرت موسیٰ کے ساتھی کے بارے میں بحث کی، حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ خضرؑ تھے، پھر ان کے پاس سے ابی بن کعب گزرے تو عبداللہ ابن عباسؓ نے انہیں بلایا اور کہا کہ میں اور میرے یہ رفیق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس ساتھی کے بارے میں بحث کر رہے ہیں جن سے انہوں نے ملاقات کی سبیل چاہی تھی، کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے بارے میں کچھ ذکر سنا ہے، انہوں نے کہا ہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، ایک دن حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں موجود تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے حضرت موسیٰ سے پوچھا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں کوئی آپ سے بڑھ کر عالم ہے موسیٰ نے فرمایا نہیں اس پر اللہ نے حضرت موسیٰ کے پاس وحی بھیجی کہ ہاں ہمارا بندہ خضر ہے (جس کا علم تم سے زیادہ ہے) تب حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ خضر سے ملنے کی کیا صورت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ایک مچھلی کو ان کی ملاقات کی علامت قرار دیا اور ان سے کہا گیا کہ جب تم اس مچھلی کو گم کر دو تو (واپس) لوٹ جاؤ، تب خضر سے تمہاری ملاقات ہوگی، تب موسیٰ علیہ السلام (چلے اور) دریا میں مچھلی کی علامت تلاش کرتے رہے۔ اس وقت ان کے ساتھی نے کہا، جب ہم پتھر کے پاس تھے کیا آپ نے دیکھا تھا۔ میں اس وقت مچھلی کو بتانا بھول گیا اور شیطان ہی نے مجھے اس کا ذکر بھلا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا، اس مقام کی تو ہمیں تلاش تھی، تب وہ اپنے نشانات قدم پر (پچھلے پاؤں) باتیں کرتے ہوئے لوٹے (وہاں) انہوں نے خضر علیہ السلام کو پایا۔ پھر ان کا وہی قصہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں بیان کیا ہے۔

تشریح حدیث

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کئی مقامات پر ذکر کیا ہے۔ مختصر واقعہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ خطبہ ارشاد فرمایا جس کا لوگوں پر بڑا اثر ہوا۔ اس کے بعد کسی نے آپ علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپ سے بھی زیادہ عالم کوئی اس وقت ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ علیہ السلام کے جواب میں ذرا انانیت تھی۔ اگرچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے زمانے کے اعتبار سے اعلم الناس تھے لیکن اللہ کو یہ انانیت پسند نہ آئی اور اللہ نے وحی کی 'اے موسیٰ' ہمارا ایک بندہ خضر ہے وہ بعض علوم میں آپ سے اعلم ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے

حضرت خضر علیہ السلام کا راستہ معلوم کیا۔ بڑی عمر ہونے کے باوجود اور رسالت و نبوت کا منصب ہونے کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے پاس چلے گئے۔ اس واقعہ کی مزید تفصیل سورۃ کہف میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔

حُر بن قیس رضی اللہ عنہ

یہ حضرت حُر بن قیس بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک سے لوٹے اس وقت بنی فزارہ کا وفد آیا تھا جس میں حُر بن قیس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقربین اور ان خصوصی حضرات میں سے تھے جن سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشورہ لیا کرتے تھے۔

اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ

یہ مشہور صحابی سید القراء حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔ انصار کی شاخ خزرج سے ان کا تعلق ہے۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں آپ شریک تھے۔ بدر سمیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرے غزوات میں شریک رہے۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ایک اہم فضیلت یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قرآن سنایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارا نام لے کر قرآن سنانے کا حکم دیا ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان حضرات میں سے تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں قرآن کریم کو جمع فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے تقریباً ایک سو چونسٹھ (۱۶۴) حدیثیں مروی ہیں۔

حضرت خضر علیہ السلام

''خضر'' خاء کے فتحہ اور ضاد کے کسرہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے اور خاء کے کسرہ اور ضاد کے سکون کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے۔ ''خضر'' آپ کا لقب ہے نام نہیں۔ آپ کو اس لقب سے پکارنے کی وجہ یہ ہے کہ جب آپ کسی صاف وسفید جگہ پر بیٹھتے اور پھر اُٹھ کر وہاں سے جاتے تو اس جگہ پر سبزہ اُگا ہوتا تھا۔ آپ کے نام میں بڑا اختلاف ہے۔ بعض نے آپ کا نام ''بلیا'' بتایا ہے جبکہ بعض الیاس، بعض الیسع، بعض عامر اور بعض خضرون بتاتے ہیں۔ اکثر حضرات کا قول ہے کہ وہ نبی تھے اور موسیٰ علیہ السلام سے قبل بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہو چکے تھے اور بعض حضرات ان کو اولیاء اللہ میں شمار کرتے ہیں اور حضرت خضر علیہ السلام کو جو نبی مانتے ہیں ان کی اکثریت کہتی ہے کہ وہ صرف نبی تھے رسول نہیں تھے جبکہ ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ وہ رسول بھی تھے۔

حضرت خضر علیہ السلام اب زندہ ہیں یا نہیں؟ صوفیائے کرام کہتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام ابھی تک حیات ہیں اور بعض حضرات سے ان کی ملاقات بھی ہوئی ہے جبکہ بعض کا خیال ہے کہ وہ حیات نہیں ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ عہد نبوی میں تو حیات تھے اب نہیں ہیں۔ واللہ اعلم

بَاب قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ ''اللہ! اسے قرآن کا علم عطا فرما''

ماقبل سے مناسبت اور مقصود ترجمہ:۔ گزشتہ باب کی روایت سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا حضرت حُر بن

قیس رضی اللہ عنہ پر غلبہ ہونا معلوم ہوا تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ باب باندھ کر اس غلبہ کی علت کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کی برکت سے ہوا۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس باب کا مقصد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا کی۔ اس کے سبب کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ وہ سبب یا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضو کا پانی رکھا یا اُن کا حسنِ ادب ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنے برابر کھڑا کیا لیکن وہ پیچھے ہو کر کھڑے ہوئے۔ (ان دونوں اسباب کا ذکر آگے حدیث کی تشریح میں آرہا ہے۔)

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِي رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ

ترجمہ۔ ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' ان سے عبدالوارث نے، ان سے خالد نے عکرمہ کے واسطے سے بیان کیا۔ وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے (سینے سے) لپٹا لیا اور فرمایا کہ "اے اللہ! اسے علم کتاب (قرآن) عطا فرما"۔

تشریح حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سینہ سے لگا کر فرمایا' اے اللہ! اس کو کتاب کا علم عطا فرمادے۔" یہ سینہ سے لگانا بظاہر اسی طرح ہے جس طرح حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینہ سے لگا کر افاضہ علوم کیا تھا۔ فرق اتنا ہے کہ وہاں خوب دبانے اور بھینچنے کا بھی ذکر ہے اور یہاں نہیں۔ سینہ سے لگانے کا اگرچہ یہاں ذکر نہیں مگر علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ دوسری روایت میں اس کی تصریح موجود ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ پر جو یہ مخصوص شفقت فرمائی اور خاص دُعا دی اس کا سبب کیا تھا؟ احادیث میں دو واقعے ملتے ہیں۔

ایک واقعہ تو یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کی ضرورت سے تشریف لے گئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے استنجا کے لیے پانی بھر کر رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے تو پوچھا کہ پانی کس نے رکھا ہے؟ معلوم ہوا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے۔ آپ خوش ہوئے اور دُعا دی۔

دوسرا واقعہ مسند احمد میں مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو تہجد میں اپنے برابر کھڑا کر لیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر برابر کھڑا کیا وہ پھر پیچھے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں جب تمہیں آگے کرتا ہوں تو تم پیچھے کیوں ہٹ جاتے ہو؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ "او ینبغی لاحد ان یصلی حذاء ک وانت رسول اللہ" کیا کسی شخص کے لیے یہ مناسب ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کھڑا ہو کر نماز پڑھے؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم و فہم کی زیادتی کی دُعا دی۔

بَاب مَتَى يَصِحُّ سَمَاعُ الصَّغِيرِ (بچے کا (حدیث) سننا کس عمر میں صحیح ہے؟)

مقصود ترجمہ:۔ اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بظاہر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ چھوٹی عمر کے صحابہ کے سماع میں عمر کی تحدید نہیں ہونی چاہیے بلکہ اس کے عقل وفہم کو مدار بنانا چاہیے۔ اگر سماع یعنی تحمل روایت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کو اچھی طرح سمجھ کر ادا کے وقت تک یاد رکھتا ہے تو اس کی روایت ضرور قبول ہونی چاہیے جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت مذکورہ کو قبول کر کے اس سے سُترہ کے بہت سے مسائل اخذ کیے گئے ہیں۔

سنِ تحمل روایت میں اختلاف ہے

اداءِ روایت کے وقت بلوغ کا ہونا شرط ہے اس پر سب کا اتفاق ہے۔ البتہ تحمل روایت میں اختلاف ہے۔
بعض حضرات' خاص طور پر اہل کوفہ تو اس بات کے قائل ہیں کہ بیس سال سے پہلے سماع وتحمل حدیث معتبر نہیں ہونا چاہیے۔
امام یحیٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سنِ تحمل حدیث پندرہ سال ہے۔
امام یزید بن ہارونؒ فرماتے ہیں کہ تیرہ سال کی تحدید ہے۔ بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سنِ تحمل پانچ سال ہے۔
جبکہ محدثین کی ایک جماعت کہتی ہے کہ سات سال کے بچے کا تحمل قبول ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ امر بالصلوٰۃ سات سال کی عمر میں فرمایا۔
لیکن تحقیقی بات یہ ہے کہ اس معاملہ میں عقل وفہم کو مدار بنانا چاہیے۔ اگر وہ بچہ خطاب وجواب کی سمجھ رکھتا ہے تو وہ صحیح السماع ہے۔ اگرچہ وہ پانچ سال سے بھی کم عمر کا ہوگا۔ اگر مذکورہ خوبیاں اس میں نہیں تو اس کا سماع قابل قبول نہ ہوگا۔ خواہ وہ پچاس سال کا بھی کیوں نہ ہو۔

← حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى حِمَارٍ أَتَانٍ ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الاِحْتِلَامَ ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّي بِمِنًى إِلَى غَيْرِ جِدَارٍ ، فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ وَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ ، فَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ ، فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ

ترجمہ۔ ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا، ان سے مالک نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے، وہ عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ) گدھی پر سوار ہو کر چلا۔ اس زمانے میں بلوغ کے قریب تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ میں نماز پڑھ رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دیوار (کی آڑ) نہ تھی تو میں بعض صفوں کے سامنے سے گزرا اور گدھی کو چھوڑ دیا، وہ چرنے لگی (مگر کسی نے مجھے اس بات پر ٹوکا نہیں) اور میں صف میں شامل ہوگیا۔

تشریح حدیث

علیٰ حمارٍ اتانٍ

''حمار'' کا اطلاق جنس پر ہوتا ہے خواہ مذکر ہو یا مؤنث ہو۔ ''اتانٍ'' کا اطلاق انثی الحمار پر ہوتا ہے۔
''حمارٍ اتانٍ'' دونوں مجرور ہیں۔ ''اتان'' یا تو ''حمار'' سے بدل ہے یا اس کی صفت ہے۔

وانا یومئذ قد ناهزت الاحتلام

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کتنی عمر تھی؟ اس میں اختلاف ہے۔
اس میں کل چھ اقوال ہیں: دس سال، بارہ سال، تیرہ سال، چودہ سال، پندرہ سال اور سولہ سال۔ حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سولہ سال اور بارہ سال والی روایات سنداً ثابت نہیں۔ باقی اقوال میں تطبیق ہو سکتی ہے۔
خلاصہ یہ ہے کہ اکثر اہل سیر اور محققین کے نزدیک ابن عباس رضی اللہ عنہ کی عمر وفات نبوی کے وقت تیرہ سال تھی۔

ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یصلی بمنیٰ الیٰ غیر جدار

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں غیر کو نعت کے لیے لیا ہے۔ اس صورت میں اس کا منعوت یعنی موصوف مقدر ہوگا۔ عبارت یوں ہوگی "اِلٰی شیء غیر جدار" جس کا مطلب یہ ہوگا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت منٰی میں دیوار کے علاوہ کسی دوسری چیز کو سترہ بنا کر نماز پڑھ رہے تھے جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں غیر کو بمعنی نفی کے لیا ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز اس طرح پڑھ رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دیوار وغیرہ کوئی چیز نہ تھی۔ لہٰذا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو مطلب لیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ سامنے سترہ تھا جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے مطلب سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سترہ نہیں تھا۔

سُترہ کے سلسلہ میں مذاہب اربعہ

شوافع کہتے ہیں کہ نمازی کے قدم سے تین ہاتھ کے اندر گزرنا حرام ہے خواہ سترہ ہو یا نہ ہو اس سے زیادہ فاصلے سے گزر سکتا ہے۔
حنابلہ کہتے ہیں کہ اگر نمازی نے سترہ قائم کیا ہے تو اس کے اندر سے گزرنا حرام ہے۔ خواہ وہ نمازی سے کتنے ہی فاصلے پر ہو اور اگر سترہ قائم نہیں کیا تو نمازی کے قدم سے تین ہاتھ کے اندر نہ گزرے۔
مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ نمازی سترہ بنائے تو اس کے اندر سے گزرنا حرام ہے ورنہ صرف رکوع وسجود کی جگہ سے گزرنا حرام ہے آگے سے نہیں۔ حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر بڑی مسجد یا جنگل وغیرہ میں نماز پڑھ رہا ہے تو اس کے قدم کی جگہ سے لے کر سجدہ کی جگہ تک کے اندر سے گزرنا حرام ہے۔ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے تین گز یا تین صفوں کے بقدر اندر سے گزرنے کو بھی ممنوع لکھا ہے اور اگر چھوٹی مسجد ہے تو موضع قدمین سے دیوار قبلہ تک گزرنا حرام ہے۔

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ قَالَ عَقَلْتُ مِنَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَجَّةً مَجَّهَا فِي وَجْهِي وَأَنَا ابْنُ خَمْسِ سِنِينَ مِنْ دَلْوٍ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا ان سے ابومسہر نے، ان سے محمد بن حرب نے، ان سے زبیدی نے زہری کے واسطے سے بیان کیا وہ محمود بن ربیع سے نقل کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ مجھے یاد ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ڈول سے منہ میں پانی لے کر میرے چہرے پر کلی فرمائی اور اس وقت میں پانچ سال کا تھا۔

بَابُ الْخُرُوجِ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ (علم کی تلاش میں نکلنا)

وَرَحَلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ فِي حَدِيثٍ وَاحِدٍ

جابر بن عبداللہ نے ایک حدیث کی خاطر عبداللہ بن انیس کے پاس جانے کیلئے ایک ماہ کی مسافت طے کی ہے۔

مقصد امام بخاری رحمہ اللہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے علم کی فضیلت‘ اہمیت وضرورت ثابت کرنے کے بعد اس باب سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ علم‘ اپنے ملک‘ شہر یا قریب کے شہروں میں حاصل نہ ہو سکے تو اس کے لیے دوسرے ممالک کا سفر بھی اختیار کرنا چاہیے۔ دیکھئے صحابہ کرام اعلم الناس تھے چونکہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل کیا تھا اس کے باوجود بھی وہ طلب علم کے لیے لمبے لمبے سفر کیا کرتے تھے۔

اس ترجمۃ الباب کی تائید کے لیے انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے حدیث سنی تو ان کو شوق ہوا کہ موصوف کے پاس ملک شام جا کر ان سے بالمشافہ وہ حدیث سنیں۔ ایک اونٹ خریدا‘ سفر کی تیاری کر کے روانہ ہو گئے۔ ایک ماہ کی مسافت طے کر کے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے مکان کا پتہ پوچھ کر وہاں پہنچے۔ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے باہر تشریف لا کر معانقہ کیا۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کرنے کی درخواست کی۔ انہوں نے حدیث بیان کی اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ واپس ہوئے۔ میزبان صحابی رسول کے اصرار کے باوجود بھی وہاں قیام نہیں کیا اور واپس آ گئے۔ حدیث الباب کی تشریح پیچھے گزر چکی ہے۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ خَالِدُ بْنُ خَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ تَمَارَى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِي صَاحِبِ مُوسَى ، فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ ، فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّي تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي هَذَا فِي صَاحِبِ مُوسَى الَّذِي سَأَلَ السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ ، هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَذْكُرُ شَأْنَهُ فَقَالَ أُبَيٌّ نَعَمْ ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَذْكُرُ شَأْنَهُ يَقُولُ بَيْنَمَا مُوسَى فِي مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ ، إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَتَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ مُوسَى لَا فَأَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى مُوسَى بَلَى ، عَبْدُنَا خَضِرٌ ، فَسَأَلَ السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ ، فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ الْحُوتَ آيَةً ، وَقِيلَ لَهُ إِذَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَارْجِعْ ، فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ ، فَكَانَ مُوسَى صلى الله عليه وسلم يَتْبَعُ أَثَرَ الْحُوتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ فَتَى مُوسَى لِمُوسَى أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ ، وَمَا أَنْسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ قَالَ مُوسَى ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا ، فَوَجَدَا خَضِرًا ، فَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَّ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ

ترجمہ۔ ہم سے ابو القاسم خالد بن خلی قاضی حمص نے بیان کیا، ان سے محمد بن حرب نے‘ ان سے اوزاعی نے‘ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں زہری نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے خبر دی۔ وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اور حر بن قیس حسن الفزاری، حضرت موسیٰ کے ساتھی کے بارے میں جھگڑے (اس دوران میں) ان کے قریب سے ابی بن کعب

گزرے تو ابن عباسؓ نے انہیں بلالیا اور کہا کہ میں اور میرے (یہ) ساتھی حضرت موسیٰ کے ساتھی کے بارے میں بحث کررہے ہیں جس سے ملنے کی حضرت موسیٰ نے (اللہ سے) سبیل چاہی تھی، کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ ان کا ذکر فرماتے ہوئے سنا ہے؟ حضرت ابی نے کہا کہ ہاں۔ میں نے رسول اللہ کو ان کا حال بیان فرماتے ہوئے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے تھے کہ ایک بار حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں (بیٹھے) تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ سے بھی بڑھ کر کوئی عالم ہے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ نہیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر وحی نازل کی کہ ہاں! ہمارا بندہ خضر (علم میں تم سے بڑھ کر) ہے تو حضرت موسیٰ نے ان سے ملنے کی سبیل دریافت کی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے (ان سے ملاقات کے لیے) مچھلی کو علامت قرار دیا اور ان سے کہہ دیا تھا کہ جب مچھلی کو نہ پاؤ تو لوٹ جاؤ، تب تم خضر سے ملاقات کرلو گے۔ حضرت موسیٰ دریا میں مچھلی کے نشان کا انتظار کرتے رہے تب ان کے خادم نے ان سے کہا کیا آپ نے دیکھا تھا جب ہم پتھر کے پاس تھے؟ میں (وہاں) مچھلی بھول گیا اور مجھے شیطان ہی نے غافل کردیا۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ ہم اسی (مقام) کے تو متلاشی تھے تب وہ اپنے (قدموں کے) نشان پر باتیں کرتے ہوئے واپس لوٹے (وہاں) خضر کو انہوں نے پایا پھر (اس کے بعد) ان کا قصہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے۔

بَاب فَضْلِ مَنْ عَلِمَ وَعَلَّمَ (پڑھنے اور پڑھانے والے کی فضیلت)

ماقبل سے ربط و مقصود ترجمۃ الباب: گزشتہ باب میں تھا کہ حصولِ علم کے لیے دوسرے ممالک کے اسفار اختیار کیے جائیں۔ جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اعلم الناس ہونے کے باوجود حصولِ علم کے لیے لمبے لمبے سفر کیا کرتے تھے۔ اب اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ علم سیکھنے کے ساتھ ساتھ علم سکھانے کی اہمیت و فضیلت بیان فرمارہے ہیں۔ لہٰذا علم دین کو پوری تحقیق و محنت کے ساتھ دینی مراکز سے حاصل کرکے اس کو پوری دنیا میں پہنچانے کی سعی کرنا بھی ہمارا دینی فریضہ ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيرِ أَصَابَ أَرْضًا، فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ، فَأَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ، وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ، فَنَفَعَ اللَّهُ بِهَا النَّاسَ، فَشَرِبُوا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا، وَأَصَابَتْ مِنْهَا طَائِفَةً أُخْرَى، إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً، وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً، فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقِهَ فِي دِينِ اللَّهِ وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ، فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا، وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللَّهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ إِسْحَاقُ وَكَانَ مِنْهَا طَائِفَةٌ قَيَّلَتِ الْمَاءَ قَاعٌ يَعْلُوهُ الْمَاءُ، وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِي مِنَ الْأَرْضِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا ان سے حماد بن اسامہ نے برید ابن عبداللہ کے واسطے سے نقل کیا، وہ ابو بردہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ حضرت ابو موسیٰ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے جس علم و ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے اس کی مثال زبردست بارش کی سی ہے جو زمین پر (خوب) برسے۔ بعض زمین جو صاف ہوتی ہے وہ پانی کو پی لیتی ہے اور بہت سبزہ اور گھاس اگاتی ہے اور بعض زمین جو سخت ہوتی ہے وہ پانی کو روک لیتی ہے اس سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ اس سے سیراب ہوتے ہیں اور سیراب کرتے ہیں اور کچھ زمین کے بعض خطوں پر پانی پڑا۔ وہ بالکل چٹیل

میدان ہی تھے، نہ پانی کو روکتے ہیں اور نہ سبزہ اگاتے ہیں تو یہ مثال ہے اس شخص کی جو دین میں سمجھ پیدا کرے اور نفع دیا اس کو اس چیز نے جس کے ساتھ میں مبعوث کیا گیا ہوں جس نے علم دین سیکھا اور سکھایا اور اس شخص کی مثال جس نے سر نہیں اٹھایا (یعنی توجہ نہیں کی) جو ہدایت دے کر میں بھیجا گیا ہوں اسے قبول نہیں کیا اور بخاری کہتے ہیں کہ ابن اسحٰق نے ابواسامہ کی روایت سے "قبلت الماء" کا لفظ نقل کیا ہے۔ قاع اس حصہ زمین کو کہتے ہیں، جس پر پانی چڑھ جائے (مگر ٹھہرے نہیں) اور صفصف ہموار زمین کو کہتے ہیں۔

تشریح حدیث

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جو علم و حکمت عطا فرمایا اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی اچھی مثال سے واضح فرمایا اور اس مثال کے ذریعے عالم اور غیر عالم کے فرق کو سمجھایا۔

فرمایا جو علم و حکمت میں لے کر آیا ہوں اس کی مثال کثیر بارش کی سی ہے۔ جب بارش برستی ہے تو تین طرح کی زمینوں پر پڑتی ہے۔ ایک زمین تو وہ ہے جو کھیتی باڑی کی صلاحیت رکھتی ہے۔ پانی خوب پیتی ہے اور اس پانی سے اس میں نہایت اچھی پیداوار ہوتی ہے۔ دوسری وہ زمین ہے جو نشیبی ہے پانی کو چوستی نہیں۔ البتہ پانی کو جمع کر لیتی ہے۔ اس پانی سے اس زمین میں اگرچہ زرخیزی پیدا نہیں ہوتی مگر اس جمع شدہ پانی کو آدمی، جانور اور چرند پرند پیتے ہیں اور کھیتی بھی اس سے سیراب کرتے ہیں۔

تیسری وہ زمین ہے جو سنگلاخ ہوتی ہے، بارش سے نہ اس میں کھیتی باڑی ہوتی ہے اور نہ پانی اس میں ٹھہرتا ہے کہ لوگ اور جانور اس سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ اسی طرح لوگوں کی بھی تین حالتیں ہوتی ہیں بعض وہ لوگ ہیں جنہوں نے احادیث کو سنا اور اس سے مسائل استخراج کیے جیسے مجتہدین کرام۔ دوسرا اہل علم کا وہ طبقہ ہے جو مسائل استخراج کرنے کی قوت نہیں رکھتا مگر احادیث کو محفوظ کر لیتا ہے تاکہ مجتہدین کرام اس سے مسائل استخراج کریں۔ جیسے محدثین کرام اور تیسرا وہ طبقہ ہے جنہوں نے نہ تو علم نبوی کو جذب کیا اور نہ محفوظ کیا بلکہ علوم نبوی کی طرف توجہ ہی نہ دی جیسے امراء، جہلاء، پہلی دونوں جماعتیں بہتر ہیں اور ان میں پہلی جماعت کو دوسری جماعت پر فضیلت حاصل ہے جبکہ تیسری جماعت جس نے علوم نبوی کی طرف توجہ ہی نہیں دی وہ بدترین جماعت ہے۔ یہاں مثال کو ممثل لہ کے ساتھ بالکل مطابقت ہے کہ زمین کی بھی تین قسمیں ہیں اور لوگوں کی بھی تین قسمیں ہیں۔ مطابقت کی صورت اس طرح ہوگی:

۱۔ "من فقه فی دین الله" بمقابلہ "اجادب امسکت الماء فنفع الله بها النّاس"

۲۔ "من نفعه بما بعثنی الله به فعلم و علم" بمقابلہ "ارض نقیة قبلت الماء فانبت الکلأ و العشب"

۳۔ "من لم یرفع بذلک رأسًا و لم یقبل هدی الله" بمقابلہ "قیعان لاتمسک ماء و لا تنبت کلاء"

"نقیة": وہ زمین جو شور نہ ہو بلکہ طیبہ ہو یعنی زرخیز ہو۔

"کلاء و العشب": "کلاء" مطلقاً گھاس کو کہتے ہیں خواہ تر گھاس ہو یا خشک۔ "عشب" تر گھاس کو ہی کہتے ہیں۔

"اجادب": یہ جدب کی جمع ہے ایسی زمین کو کہتے ہیں جو ٹھوس اور سخت ہو۔

"قیعان": یہ "قاع" کی جمع ہے یعنی وہ سخت چٹیل زمین جس پر کچھ نہ اُگتا ہو۔

قال ابو عبدالله : قال اسحاق: وكان منها طائفة قيلت الماء

یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام اسحاق بن راہویہ نے "قبلت" کی جگہ "قَیَّلت" روایت کیا ہے۔

قاع يعلوه الماء والصفصف المستوى من الارض

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ خوش قسمت ہیں کہ جس طرح حافظ الحدیث ہیں اسی طرح حافظ قرآن بھی ہیں۔ آپ کی عادت ہے کہ جب کوئی لفظ حدیث میں ہو اور وہی لفظ قرآن میں بھی آیا ہو تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر کرتے ہیں اور جدید لغت کے معنی اور مفہوم سمجھا دیتے ہیں۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ جیسے مجھے قرآن پاک حفظ ہے تو دوسرے پڑھنے والے بھی حافظ ہوں گے۔ اس لیے صرف اس لفظ کو ذکر کرتے ہیں جس کی تفسیر کرنا مقصود ہوتی ہے۔

چنانچہ حدیث الباب میں "قیعان" کا لفظ آیا ہے اور اس کا واحد "قاع" ہے اور قرآن پاک میں آتا ہے "ويذرها قاعًا صفصفًا" اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اولاً "قاع" کی تفسیر "يعلوه الماء" سے فرمائی ہے کہ جس پر پانی نہ رُکتا ہو بلکہ گزر جاتا ہو۔ چونکہ لفظ "صفصف" بھی آیت میں مذکور ہے اس لیے اس کی تفسیر بھی فرما دی کہ "المستوى من الارض" یعنی ہموار زمین۔

باب رَفْعِ الْعِلْمِ وَظُهُورِ الْجَهْلِ (علم کا زوال اور جہل کی اشاعت)

وَقَالَ رَبِيعَةُ لا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ عِنْدَهُ شَيْءٌ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يُضَيِّعَ نَفْسَهُ

اور ربیعہ کا قول ہے کہ جسکے پاس کچھ علم ہو اسے یہ جائز نہیں کہ (دوسرے کام میں لگ کر علم چھوڑ دے اور) اپنے آپکو ضائع کر دے

یہ باب پہلے باب کا تکملہ ہے۔ پہلے باب میں فضیلت علم و تعلم کا بیان تھا۔ اب اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد علم سیکھنے کی ترغیب دینا ہے اور یہ بتانا ہے کہ تعلیم نہایت ضروری ہے اس لیے کہ علم اسی وقت اٹھے گا جب علماء چلے جائیں گے، جہالت چھا جائے گی اور قیامت قائم ہو جائے گی۔

وقال ربيعة لاينبغي لِاَحَدٍ عنده شيءٌ من العلم ان يُضَيِّعَ نفسهٗ

امام ربیعۃ الرائیؒ فرماتے ہیں کہ کسی ایسے شخص کیلئے جسکے پاس علم کا کچھ بھی حصہ ہے یہ درست نہیں کہ وہ اپنے آپکو ضائع کر دے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام ربیعہؒ کے قول کو ترجمۃ الباب کی تائید میں پیش کیا ہے۔

اضاعت نفس کے بارے میں علماء کے چند اقوال ہیں جن میں سے دو یہ ہیں۔

۱......اہل علم یعنی علماء و عالمات تعلیم و تدریس جاری رکھیں، ختم نہ کریں کیونکہ درس و تدریس ختم کرنے سے علم ضائع ہو جائے گا اور اضاعت علم میں ہی اضاعتِ نفس ہے۔

۲......اہل علم اپنے علم پر عمل کریں جو عالم اپنے علم پر عمل نہیں کرتا گویا وہ اپنے علم کو ضائع کرنے والا ہے اور سالہا سال میں حاصل ہونے والے علم کو ضائع کر دینا خود اپنے آپ کو ضائع کر دینا ہے۔

حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ ، وَيَثْبُتَ الْجَهْلُ ، وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ ، وَيَظْهَرَ الزِّنَا

ترجمہ۔ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا، ان سے عبدالوارث نے ابوالتیاح کے واسطے سے نقل کیا۔وہ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ علم اٹھ جائے گا اور جہل (اس کی جگہ) قائم ہو جائے گا اور (علانیہ) شراب پی جائے گی اور زنا پھیل جائے گا۔

تشریح حدیث

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمۃ الباب کے تحت دو حدیثیں ذکر کی ہیں جن میں علم کا زوال، علم کا اُٹھ جانا یا کم ہو جانا بیان کیا گیا ہے۔اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی ذکر کیا ہے کہ جہالت اور بے دینی کا دور دورہ ہوگا۔اگرچہ دونوں احادیث میں زوالِ علم اور کثرتِ جہل کے علاوہ دوسری چیزیں بھی بیان ہوئی ہیں مگر چونکہ سب سے بڑی برائی بلکہ برائیوں کی جڑ دین سے لاعلمی ہے اس لیے اس کی زیادہ اہمیت کے سبب صرف اسی کا عنوان قائم فرمایا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لَا يُحَدِّثُكُمْ أَحَدٌ بَعْدِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم يَقُولُ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَقِلَّ الْعِلْمُ ، وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ ، وَيَظْهَرَ الزِّنَا ، وَتَكْثُرَ النِّسَاءُ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ ، حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ

ترجمہ۔ہم سے مسدد نے بیان کیا۔ان سے یحییٰ نے شعبہ سے نقل کیا۔وہ قتادہ سے اور قتادہ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جو میرے بعد تم سے کوئی نہیں بیان کرے گا۔میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ علم کم ہو جائیگا جہل پھیل جائے گا، زنا بکثرت ہوگا۔عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔اور مرد کم ہو جائیں گے حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا نگراں صرف ایک مرد ہوگا۔

قال لاحدثنکم حدینا یعدثکم احد بعدی

اس جملے کا یہ مطلب نہیں کہ میں ہی اس حدیث کو تم سے بیان کروں گا اور کسی کو یہ حدیث معلوم نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم سے میرے بعد یہاں بصرہ میں کوئی "سمعتُ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم" کہہ کر یہ حدیث بیان نہیں کرے گا کیونکہ اس وقت وہاں بصرہ میں چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رہ گئے تھے اور ان چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اس حدیث کا راوی کوئی نہ تھا۔

تُكْثُرُ النساءُ ويَقِلُّ الرجال

اس کا مطلب یہ ہے کہ آخر زمانہ میں لڑائیاں ہوں گی۔مرد قتل ہوں گے اور عورتیں رہ جائیں گی۔یہاں تک کہ ایک آدمی کے ذمہ بہت سی عورتیں آجائیں گی اور اکیلا آدمی بہت ساری عورتوں کی کفالت کرے گا۔

باب فَضْلِ الْعِلْمِ (علم کی فضیلت)

باب فضل العلم پہلے بیان ہو چکا ہے۔لہٰذا یہ تکرار ہوا۔بعض شارحین فرماتے ہیں کہ اصل باب یہی ہے جو باب فضل العلم کتاب

العلم کے شروع میں آچکا ہے وہ کاتب کی غلطی سے وہاں لکھا گیا ہے اس لیے وہاں روایت بیان نہیں ہوئی اور یہاں روایت موجود ہے لہٰذا تکرار نہیں۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہاں فضیلت علماء تھی اور یہاں فضیلت علم ہے لہٰذا تکرار نہیں۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہاں فضیلت کلیہ تھی اور یہاں فضیلت جزئیہ بیان کرنا مقصود ہے اور ان دونوں میں فرق ہے۔

← حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ، فَشَرِبْتُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِي أَظْفَارِي، ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ

ترجمہ۔ ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، ان سے لیث نے، ان سے عقیل نے ابن شہاب کے واسطے سے نقل کیا، وہ حمزہ بن عبداللہ بن عمر سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں سو رہا تھا (اسی حالت میں) مجھے دودھ کا ایک پیالہ دیا گیا۔ میں نے (خوب اچھی طرح) پی لیا۔ حتی کہ میں نے دیکھا کہ تازگی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے۔ پھر میں نے اپنا پس ماندہ عمر بن الخطاب کو دے دیا۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ آپ نے فرمایا علم۔

باب الْفُتْيَا وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى الدَّابَّةِ وَغَيْرِهَا (جانور وغیرہ پر سوار ہو کر فتویٰ دینا)

مقصد ترجمۃ الباب

۱...... بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تنبیہ فرما رہے ہیں کہ اگر کوئی عالم راستہ میں چلا جا رہا ہو یا سواری پر سوار ہو یا سواری کی طرح کسی اونچی مسند پر بیٹھا ہو تو لوگوں کو اس سے مسئلہ پوچھنا جائز ہے۔

۲...... بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مفتی کو تنبیہ فرما رہے ہیں کہ اگر اس سے کوئی اس حال میں مسئلہ پوچھے کہ وہ سواری پر سوار ہو کر کہیں جا رہا ہو تو مسئلہ بتا دینا چاہیے۔ ۳...... حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو داؤد کی ایک روایت میں سواری کے جانور کو منبر بنانے سے منع فرمایا ہے یعنی یا تو سواری چل رہی ہو تو باتیں کی جائیں یا سواری سے اُتر کر باتیں کی جائیں۔ سواری کے جانور کو کھڑا کر کے اس پر باتیں نہ کی جائیں کیونکہ اس سے جانور کو ایذاء ہوتی ہے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب باندھ کر اس صورت کو مستثنیٰ قرار دیا ہے کہ اگر کوئی مسئلہ پوچھے تو مسئلہ بتا دو اس میں کوئی حرج نہیں۔

← حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَفَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى لِلنَّاسِ يَسْأَلُونَهُ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ فَقَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ لَمْ أَشْعُرْ، فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ

ترجمہ۔ ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا ان سے مالک نے ابن شہاب کے واسطے سے بیان کیا۔ وہ عیسیٰ بن طلحہ بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں وہ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے نقل کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے مسائل دریافت کرنے کی وجہ سے منیٰ میں ٹھہر گئے تو ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے نادانستگی میں ذبح کرنے سے

پہلے سر منڈالیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اب) ذبح کرلے اور کچھ حرج نہیں ہوا۔ پھر دوسرا آدمی آیا، اس نے کہا کہ میں نے نادانستگی میں رمی سے پہلے قربانی کرلی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اب) رمی کرلے (اور پہلے کردینے سے) کچھ حرج نہیں ہوا۔ ابن عمرو کہتے ہیں (اس دن) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جس چیز کا بھی سوال ہوا۔ جو کسی نے مقدم ومؤخر کرلی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی فرمایا کہ (اب) کرلے، اور کچھ حرج نہیں۔

تشریح حدیث

اس روایت میں "وقوف علی الدابة" کا کہیں ذکر نہیں اس لیے بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ اس ترجمہ کے دو جز ہیں۔ ایک "وقوف علی الدابة" دوسرا "او غیرھا" تو اس روایت میں دوسرا جز "او غیرھا" ثابت فرمارہے ہیں اور جزء اوّل کو قیاساً ثابت فرمایا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دراصل یہاں روایت مختصر ذکر فرمائی ہے۔ یہی حدیث صفحہ ۲۳۴ پر موجود ہے وہاں "وقف علی ناقة" پورا جملہ موجود ہے۔

افعل ولا حرج

ہونے دو کوئی حرج نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو کچھ بھول سے ہوگیا وہ درست ہوگیا اب اس کا فکر مت کرو تو اس کا مقصد نفی گناہ ہے، نفی جزا (نفی دم) نہیں۔ ۱۰ ذی الحجہ کے دن چار کام کیے جاتے ہیں۔ رمی، قربانی، حلق یا قصر اور طواف زیارت مذکورہ چاروں مناسک کی ادائیگی کی ترتیب بھی یہی ہے البتہ اس میں اختلاف ہے کہ یہ ترتیب واجب ہے یا سنت؟

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قارن اور متمتع کے لیے پہلی تین چیزوں کو بالترتیب ادا کرنا واجب ہے۔ طواف میں ترتیب واجب نہیں چاہے اس کو مقدم کرے، مؤخر کرے یا درمیان میں کرے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مفرد کے لیے ذبح اور باقی تین چیزوں کے درمیان ترتیب ضروری نہیں کیونکہ اس پر قربانی واجب نہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر حلق کو رمی پر مقدم کیا تو اس پر دم ہے لیکن اگر حلق کو نحر پر یا نحر کو رمی پر مقدم کیا تو اس پر کچھ واجب نہیں۔ گویا ان کے نزدیک رمی اور حلق کے درمیان ترتیب واجب ہے اور باقی چیزوں میں ترتیب مسنون ہے واجب نہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان چاروں امور میں ترتیب مسنون ہے۔ اگر ترتیب کے خلاف امور انجام پاجائیں تو ان کے نزدیک کچھ واجب نہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر مذکورہ امور کے درمیان ترتیب عمداً توڑی گئی ہو تو ایک روایت کے مطابق دم ہے اور ایک روایت کے مطابق دم نہیں اور اگر نسیاناً ترتیب کے خلاف کام ہوگیا تو کچھ واجب نہیں۔

صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کا مسلک بھی یہ ہے کہ ان امور میں ترتیب واجب نہیں۔ گویا جمہور کے نزدیک کسی نہ کسی درجہ میں ترتیب ساقط ہوجاتی ہے جبکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وجوب ترتیب کے قائل ہیں۔

جمہور کی دلیل ایک تو حدیث الباب ہے اور دوسری دلیل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی اگلے باب کی حدیث الباب ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فتوے سے ہے جو ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے

نقل کیا ہے "من قدّم شیئًا من حجّہٖ فلیھرق لذلک دمًا"

جہاں تک "افعل ولا حرج" والی حدیث کا تعلق ہے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ "حرج" کو "اثم" کے معنی میں لیتے ہیں۔ گویا گناہ کی نفی کی گئی ہے نہ کہ کفارہ یعنی دم کی۔

بابُ مَنْ أَجَابَ الْفُتْيَا بِإِشَارَةِ الْيَدِ وَالرَّأْسِ (ہاتھ یا سر کے اشارے سے فتویٰ کا جواب دینا)

اس ترجمۃ الباب کی ایک غرض یہ ہے کہ کسی بات کو اچھی طرح سمجھانے اور ذہن نشین کرانے کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ ایک بات کو تین مرتبہ ارشاد فرماتے تھے اور اشارہ بالید والرأس اس کے خلاف ہے۔ لہٰذا یہاں سے اس کا جواز ثابت فرما رہے ہیں۔ دوسری غرض یہ ہے کہ چونکہ فتویٰ اور قضاء میں فرق ہے۔ لہٰذا اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہاتھ اور سر کے اشارے سے نفیاً و اثباتاً فتویٰ دینا تو جائز ہے مگر قضاء میں جائز نہیں۔

⬅ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم سُئِلَ فِي حَجَّتِهِ فَقَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ ، فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ قَالَ وَلَا حَرَجَ قَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ وَلَا حَرَجَ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا ان سے وہیب نے، ان سے ایوب نے عکرمہ کے واسطے سے نقل کیا وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کے (آخری) حج میں کسی نے پوچھا کہ میں نے رمی کرنے (یعنی کنکر پھینکنے) سے پہلے ذبح کر لیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کیا (اور) فرمایا کچھ حرج نہیں کسی نے کہا کہ میں نے ذبح سے پہلے حلق کرا لیا (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) ہاتھ سے اشارہ فرما دیا کہ کچھ حرج نہیں۔

⬅ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ سَالِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ يُقْبَضُ الْعِلْمُ ، وَيَظْهَرُ الْجَهْلُ وَالْفِتَنُ ، وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْهَرْجُ فَقَالَ هَكَذَا بِيَدِهِ ، فَحَرَّفَهَا ، كَأَنَّهُ يُرِيدُ الْقَتْلَ

ترجمہ۔ ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، انہیں حنظلہ نے سالم سے خبر دی، انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ (ایک وقت ایسا آئے گا کہ جب) علم اٹھا لیا جائے گا، جہالت اور فتنے پھیل جائیں گے اور ہرج بڑھ جائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! ہرج کیا چیز ہے آپ نے اپنے ہاتھ کو حرکت دے کر فرمایا کہ اس طرح، گویا آپ نے اس سے قتل مراد لیا۔

⬅ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ أَتَيْتُ عَائِشَةَ وَهِيَ تُصَلِّي فَقُلْتُ مَا شَأْنُ النَّاسِ فَأَشَارَتْ إِلَى السَّمَاءِ ، فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ ، فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللَّهِ قُلْتُ آيَةٌ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا ، أَيْ نَعَمْ ، فَقُمْتُ حَتَّى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ ، فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلَى رَأْسِي الْمَاءَ ، فَحَمِدَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَأَثْنَى عَلَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَكُنْ أُرِيتُهُ إِلَّا رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ ، فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي قُبُورِكُمْ ، مِثْلَ أَوْ قَرِيبًا لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ ، يُقَالُ مَا عِلْمُكَ بِهَذَا الرَّجُلِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوقِنُ لَا أَدْرِي بِأَيِّهِمَا قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى ، فَأَجَبْنَا وَاتَّبَعْنَا ، هُوَ مُحَمَّدٌ ثَلَاثًا ، فَيُقَالُ نَمْ صَالِحًا ، قَدْ عَلِمْنَا إِنْ كُنْتَ لَمُوقِنًا بِهِ ، وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ

أَسْمَاءُ فَيَقُولُ لاَ أَدْرِي ، سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا، ان سے وہیب نے ان سے ہشام نے فاطمہ کے واسطے سے نقل کیا وہ اسماء سے روایت کرتی ہیں کہ میں عائشہؓ کی پاس آئی۔ وہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نے کہا کہ لوگوں کا کیا حال ہے؟ (یعنی لوگ کیوں پریشان ہیں) تو انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا (یعنی سورج کو گہن لگا ہے) اتنے میں لوگ (نماز کے لیے) کھڑے ہو گئے۔ عائشہ نے کہا اللہ پاک ہے۔ میں نے کہا (کیا یہ گہن) کوئی (خاص) نشانی ہے؟ انہوں نے سر سے اشارہ کیا یعنی ہاں پھر میں بھی (نماز کے لیے) کھڑی ہوگئی (نماز طویل تھی) حتیٰ کہ مجھے غش آنے لگا۔ تو میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی پھر (نماز کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور اس کی صفت بیان فرمائی پھر فرمایا جو چیز مجھے پہلے دکھلائی نہیں گئی تھی آج وہ سب اس جگہ میں نے دیکھ لی، یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ کو بھی دیکھ لیا اور مجھے یہ وحی کی گئی کہ تم اپنی قبروں میں آزمائے جاؤ گے۔ مثل یا قرب کا کونسا لفظ حضرت اسماء نے فرمایا، میں نہیں جانتی، حضرت فاطمہ کہتی ہیں (یعنی) فتنہ دجال کی طرح (آزمائے جاؤ گے) کہا جائے گا (قبر کے اندر) کہ تم اس آدمی کے بارے میں کیا جانتے ہو؟ تو جو صاحب ایمان یا صاحب یقین ہوگا، کونسا لفظ فرمایا حضرت اسماء نے، مجھے یاد نہیں، وہ کہے گا، وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں جو ہمارے پاس اللہ کی ہدایت اور دلیلیں لے کر آئے تو ہم نے اس کو قبول کرلیا اور اس کی پیروی کی، وہ محمد ہیں تین بار (اس طرح کہے گا) پھر (اس سے) کہہ دیا جائے گا کہ آرام سے سورہ بیشک ہم نے جان لیا کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یقین رکھتا تھا اور بہرحال منافق یا شکی آدمی۔ میں نہیں جانتی کہ ان میں سے کونسا لفظ حضرت اسماء نے کہا تو وہ (منافق یا شکی آدمی) کہے گا کہ جو لوگوں کو کہتے سنا میں نے (بھی) وہی کہہ دیا۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے مختصر حالات

یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا ہیں۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں۔ تقریباً سترہ آدمیوں کے بعد مشرف باسلام ہوئیں۔ ہجرت کے موقع پر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ان کے بطن میں تھے۔ ان کو ذات النطاقین بھی کہا جاتا ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سفر ہجرت کے موقع پر انہوں نے اپنے کمر کے پٹکے کے دو ٹکڑے کیے تھے اور اس کے ایک ٹکڑے سے زادِ راہ کو باندھنے کا کام لیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا تھا "بدلکِ اللہ بنطاقکِ ھذا النطاقین فی الجنّة" حضرت اسماء رضی اللہ عنہا عزم و ہمت کا پیکر تھیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے کل چھپن احادیث مروی ہیں۔

قالت اتیت عائشۃؓ وھی تصلی

حضرت اسماء کہتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی وہ نماز پڑھ رہی تھیں۔

یہ صلاۃ الکسوف تھی۔ ۹ھ میں حضرت ابراہیم کی وفات کے دن سورج گرہن ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد تشریف لائے، نماز کا وقت نہیں تھا لیکن صلوۃ الکسوف کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت جمع ہوگئی تھی۔ اس موقع پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنی بہن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں داخل ہوئیں۔ حضرت

عائشہؓ اس وقت نماز پڑھ رہی تھیں اور اپنے حجرے ہی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کر رہی تھیں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھا رہے تھے۔

اشکال اور اس کا جواب

یہ حدیث موقوف ہے چونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فعل اس میں مروی ہے تو یہ حدیث گویا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط کے مطابق نہ ہوئی۔ اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ ایک روایت میں ارشاد نبوی ہے "انی اراکم من خلفی" تو یہاں نماز میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس فعل کو دیکھ لیا تھا تو تقریر ثابت ہوگئی اور جس فعل پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر ثابت ہو جائے وہ معتبر اور قابل استدلال ہوتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بعد میں سارا واقعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں گوش گزار کیا ہو۔ اس صورت میں بھی پھر کوئی اشکال نہیں رہتا۔

رؤیت جنت و جہنم

علماء نے اس سلسلہ میں متعدد احتمال بیان فرمائے ہیں:

۱...... ممکن ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت و جہنم کی حقیقی رؤیت حاصل ہوئی ہو۔ اس طرح کہ حق تعالیٰ نے درمیان کے سارے پردے ہٹا دیئے ہوں۔ ۲...... جنت و دوزخ کا دیکھنا بطور علم و وحی ہوا ہو جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے بارے میں زیادہ تفصیلی اطلاعات حاصل ہوئی ہوں جو پہلے نہ ہوں۔

۳...... علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جنت و دوزخ کی صورتیں مسجد نبوی کی دیوار پر متمثل ہو کر سامنے آئی ہوں جس طرح آئینہ کے اندر چیزوں کی صورتیں متمثل ہوا کرتی ہیں اس کی تائید بخاری شریف کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صلوٰۃ کسوف کے بارے میں مروی ہے "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت و نار کو اس دیوار کے قبلہ میں ممثل دیکھا ہے اور مسلم شریف میں ہے کہ میرے لیے جنت و دوزخ مصور کی گئی جن کو میں نے اس دیوار میں دیکھا۔" کیا جنت و دوزخ کا اس وقت وجود ہے؟ اس روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ جنت و دوزخ اس وقت موجود ہیں۔ اہل السنۃ والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ جنت و دوزخ پیدا شدہ ہیں جبکہ معتزلہ اور قدریہ فرقہ میں سے بعض لوگوں نے اس سے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابھی جنت اور جہنم کو پیدا نہیں کیا، قیامت کے دن ان کو پیدا کریں گے لیکن یہ مسلک بالکل باطل ہے اور قرآن و حدیث کی بے شمار نصوص کے خلاف ہے۔

مسئلہ عذاب قبر

اہل السنۃ والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد اہل ایمان کو قبر میں لذت و سرور اور نعمتیں ملیں گی اور کفار و منافقین اور گنہگاروں کو عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ پھر قبر کا اطلاق اس حسی گڑھے پر بھی ہوتا ہے جس میں میت کے جسد عنصری کو دفن کیا

جاتا ہے۔ چنانچہ آیت کریمہ "ولا تقم علیٰ قبرہ" میں اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔
اسی طرح اس کا اطلاق مرنے کے بعد برزخی مقام پر بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر کسی کو حسی گڑھے میں دفن نہ کیا جائے تو اس کے لیے بھی راحت وعذاب ثابت ہے۔ اس کے مقابلے میں خوارج اور بعض معتزلہ عذاب قبر کا مطلقاً انکار کرتے ہیں۔

مثل او قریب لا ادری ایّ ذٰلک وقالت اسماء

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی شاگردہ حضرت فاطمہ رحمہا اللہ تعالیٰ کہتی ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ میری استانی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے "مثل فتنۃ الدجال" کہا تھا یا "قریب من فتنۃ الدجال" کہا۔

مسیح الدجال

"دجال" کو مسیح کہنے کی وجہ یا تو یہ ہے کہ وہ "ممسوح العین" ہوگا یا اس لیے کہ وہ مسح ارض کرے گا یعنی اِدھر سے اُدھر بھاگتا اور منتقل ہوتا پھرے گا یا اس لیے کہ وہ "ممسوح عن کل خیر وبرکۃ" ہوگا۔ یعنی اس سے ہر خیر وبرکت صاف کردی گئی ہوگی۔
اس کو "دجال" اس لیے کہا جائے گا کہ یہ سب سے بڑا "ملمع ساز" اور دروغ گو ہوگا کیونکہ یہ دجل سے نکلا ہے جس کے معنی ملمع سازی اور دروغ گوئی کے ہیں۔

یقال ما علمک بھٰذا الرجل

اس میں اختلاف ہے کہ اس اشارے کا مشارالیہ کون ہے؟ بعض شارحین حضرات کہتے ہیں کہ "ھٰذا الرجل" سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وہ فرشتہ "ما علمک بمحمد" کہے گا جب کہ بعض روایات میں لفظ "محمّد" کی تصریح بھی موجود ہے تو اس صورت میں "ھٰذا الرجل" راوی کی اپنی تعبیر ہوئی۔
بعض کی رائے یہ ہے کہ فرشتہ "ماعلمک بھٰذا الرجل" کے کلمات سے ہی سوال کرے گا۔ عالم برزخ میں چونکہ ہر شئی سامنے ہوتی ہے درمیان میں کوئی حائل نہیں ہوتا۔ تمام پردے دور کردیئے جائیں گے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضۂ اقدس میں نظر آئیں گے جیسا کہ چاند اپنے مستقر میں ہوتا ہے لیکن پوری دنیا میں لوگ اسے دیکھ سکتے ہیں۔
بعض کی رائے یہ ہے کہ قبر میں شبیہ مبارک دکھا کر یہ سوال کیا جائے گا۔

کیا قبر کا سوال اس اُمت سے مختص ہے یا دیگر اُمتوں سے بھی ہوگا؟

بعض کی رائے یہ ہے کہ قبر کا سوال اس اُمت کے ساتھ خاص ہے۔ کچھ احادیث سے بھی اسی رائے کی تائید ہوتی ہے جبکہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سوال اس اُمت کے ساتھ مختص نہیں بلکہ پچھلی اُمت سے بھی یہ سوال ہوگا۔
پھر اس میں اختلاف ہے کہ آیا یہ سوال ہر مؤمن وکافر سے ہوتا ہے یا صرف ان لوگوں سے جو اسلام کے دعویدار ہیں خواہ وہ حق پر ہوں یا باطل پر ہوں۔ چنانچہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آثار وروایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر میں سوال کی

آزمائش صرف مؤمن کے لیے ہوگی یا اس منافق کے لیے جس کا شمار اہل قبلہ سے ہوتا رہا ہے جہاں تک کافر کا تعلق ہے اس سے قبر کا سوال نہیں کیا جائے گا لیکن ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سوال ہر شخص سے ہوگا خواہ مؤمن ہو یا کافر۔

اسی طرح بعض حضرات کہتے ہیں کہ قبر کا سوال بچوں سے بھی ہوگا جبکہ بعض لوگ اس کی نفی کرتے ہیں۔

باب تَحْرِيضِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبیلہ عبدالقیس کے وفد کو اس پر آمادہ کرنا

أَنْ يَحْفَظُوا الإِيمَانَ وَالْعِلْمَ وَيُخْبِرُوا مَنْ وَرَاءَ هُمْ وَقَالَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ، فَعَلِّمُوهُمْ

کہ وہ ایمان اور علم کی باتیں یاد رکھیں اور اپنے پیچھے رہ جانے والوں کو (ان باتوں کی) خبر کردیں اور مالک بن الحویرث نے فرمایا کہ ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (خطاب کرکے) فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر انہیں (دین کا) علم سکھاؤ۔

مقصود ترجمۃ الباب

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث الباب کے کلمات ہیں "احفظوہ واخبروہ" ان کلمات میں وفد عبدالقیس کی تخصیص تھی مگر مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو ترجمۃ الباب میں لاکر یہ بتلا دیا کہ ان کا حکم عام ہے کہ جو کچھ تم سیکھو اسے یاد کرو اور پھر اس کی تبلیغ کرو۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اس باب کی غرض یہ ہے کہ اگر کوئی پورا عالم نہ ہو اور وہ تبلیغ کرے تو جائز ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کو فرمایا تھا کہ "احفظوہ واخبروہ من ورائکم" وہ لوگ تمام دینی باتوں سے واقف نہ تھے یعنی عالم نہ تھے۔

وقال مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ قال لنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارجعوا الیٰ اھلیکم فعلموھم

حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی یہ تعلیق ان کی ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے۔ اس حدیث کو بخاری کے کئی مقامات پر نقل کیا گیا ہے۔ یہاں اس تعلیق کو لانے کا مقصد ترجمۃ الباب کا اثبات ہے۔

حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں۔ آپ بصرہ میں رہائش پذیر تھے۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے کچھ ہم عمر جوان ساتھیوں کے ساتھ حاضر ہوئے تھے اور انیس دن قیام کیا۔ علوم نبوت سے فیض یاب ہوئے۔ رخصت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تاکید فرمائی کہ اپنے اہل وعیال میں پہنچ کر ان کو بھی دین کی تعلیم دیں۔ ان سے پندرہ احادیث مروی ہیں۔ ۷۴ھ میں وفات پائی۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ كُنْتُ أُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ أَتَوُا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ مَنِ الْوَفْدُ أَوْ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوا رَبِيعَةُ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلاَ نَدَامَى قَالُوا إِنَّا نَأْتِيكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيدَةٍ، وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ، وَلاَ

نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلَّا فِي شَهْرٍ حَرَامٍ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نُخْبِرْ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا ، نَدْخُلْ بِهِ الْجَنَّةَ فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ ، وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ أَمَرَهُمْ بِالإِيمَانِ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَحْدَهُ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَا الإِيمَانُ بِاللَّهِ وَحْدَهُ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ ، وَتُعْطُوا الْخُمُسَ مِنَ الْمَغْنَمِ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ شُعْبَةُ رُبَّمَا قَالَ النَّقِيرِ ، وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ قَالَ احْفَظُوهُ وَأَخْبِرُوهُ مَنْ وَرَاءَكُمْ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، ان سے غندر نے، ان سے شعبہ نے ابو جمرہ کے واسطے سے بیان کیا کہ میں ابن عباس اور لوگوں کے درمیانی ترجمانی کے فرائض انجام دیتا تھا تو (ایک مرتبہ) ابن عباس نے کہا کہ قبیلہ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کون قاصد ہے؟ یا (یہ پوچھا کہ) کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ربیعہ (کے لوگ ہیں)۔ آپ نے فرمایا کہ مبارک ہو قوم کو (آنا) یا مبارک ہو اس وفد کو (جو کبھی) نہ رسوا ہو نہ شرمندہ ہو (اس کے بعد) انہوں نے عرض کیا کہ ہم ایک دور دراز گوشہ سے آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر کا یہ قبیلہ (پڑتا) ہے (اس کے خوف کی وجہ سے) ہم حرمت والے مہینوں کے علاوہ اور ایام میں حاضر نہیں ہوسکتے اس لیے ہمیں کوئی ایسی (قطعی بات بتلا دیجیے کہ جس کی ہم اپنے پیچھے رہ جانے والے لوگوں کو خبر دے دیں (اور) اس کی وجہ سے ہم جنت میں داخل ہوسکیں، تو آپ نے انہیں چار باتوں کا حکم دیا اور چار سے روک دیا۔ اور انہیں حکم دیا کہ اللہ واحد پر ایمان لائیں (اس کے بعد) فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ ایک اللہ پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا (ایک اللہ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ) اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور یہ کہ تم مال غنیمت سے پانچواں حصہ ادا کرو۔ اور چار چیزوں سے منع فرمایا دبا حنتم اور مزفت کے استعمال سے منع فرمایا اور (چوتھی چیز کے بارے میں) شعبہ کہتے ہیں کہ ابو جمرہ بسا اوقات نقیر کہتے تھے اور بسا اوقات مقیر۔ (اس کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان (باتوں کو) یاد رکھو اور اپنے پیچھے (رہ جانے) والوں کو ان کی اطلاع پہنچادو۔

قال شعبة : ربّما قال النقير وربّما قال المقير

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے استاذ ابو جمرہ کبھی کبھی تو صرف تین ہی چیزیں "حنتم' دُبّاء اور مزفت" کا ذکر کرتے تھے اور گاہے گاہے چار چیزیں بیان کرتے تھے یعنی پہلے تین لفظ تو ہمیشہ استعمال کرتے تھے اور کبھی چوتھا لفظ نقیر بھی ذکر کیا کرتے تھے۔

آگے شعبہ فرماتے ہیں کہ "ربّما قال المقير" اس کا مطلب یہ نہیں کہ نقیر کی جگہ کبھی کبھی "مقیر" کہہ دیا کرتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے گاہے گاہے "مُزفت" کے بدلے "مقیر" فرمایا کرتے تھے یعنی کبھی "مزفت" فرمادیا اور کبھی "مقیر" کیونکہ یہ دونوں ہم معنی ہیں۔

باب الرِّحْلَةِ فِي الْمَسْأَلَةِ النَّازِلَةِ وَتَعْلِيمِ أَهْلِهِ

جب کوئی مسئلہ درپیش ہو تو اس کے لیے سفر کرنا (کیسا ہے)

ماقبل سے ربط و مقصود ترجمہ:۔ شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابواب سابقہ میں مطلقاً طلب علم کے لیے سفر کرنا ثابت ہے۔ اب اس باب سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ اگر وقتی طور پر کوئی مسئلہ پیش آجائے اور وہاں مسئلہ بتانے والا کوئی نہ ہو تو اس مسئلہ کے پوچھنے

کے لیے سفر کرنا ضروری ہے جیسے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے صرف ایک مسئلہ کی تحقیق کے لیے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک کا سفر کیا۔

تشریح حدیث

حدیث الباب سے بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ رضاعت میں ایک عورت کی شہادت معتبر ہے کیا یہ درست ہے؟ اس باب میں اختلاف ہے کہ اگر مرضعہ شہادت دے تو صرف اس کی تنہا شہادت معتبر ہے یا نہیں؟

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرضعہ کی تنہا شہادت معتبر ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رضاعت کے اثبات کے لیے دو عورتوں کی شہادت معتبر ہے کسی مرد کا ہونا ضروری نہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رضاعت کے سلسلہ میں کم از کم چار عورتوں کی گواہی ضروری ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رضاعت کے اثبات کے لیے بھی نصاب شہادت ضروری ہے یعنی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں۔ اس کے بغیر رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ یہاں صرف ایک مرضعہ کی شہادت ہے اور اس بناء پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ وہ اپنی بیوی کو چھوڑ دے۔ احناف اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہیں۔ "وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ" جمہور حدیث الباب کا یہ جواب دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم قضاءً نہیں تھا بلکہ احتیاطاً تھا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مدعیہ عورت کو شہادت کے لیے نہیں بلوایا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر زوج کو مرضعہ کی خبر پر یقین ہو جائے تو وہ اس کی خبر پر یقین کر کے اس پر دیانۃً احتیاطاً عمل بھی کر سکتا ہے کہ اس سے جدائی اختیار کر لے۔ لیکن اگر معاملہ قاضی کی عدالت میں چلا جائے تو پھر اس کے لیے جائز نہیں کہ صرف اس کی شہادت پر فیصلہ کر دے۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِأَبِي إِهَابِ بْنِ عَزِيزٍ، فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِي تَزَوَّجَ بِهَا فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ مَا أَعْلَمُ أَنَّكِ أَرْضَعْتِنِي وَلَا أَخْبَرْتِنِي فَرَكِبَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْمَدِينَةِ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ، وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا انہیں عبداللہ نے خبر دی، انہیں عمر بن سعید بن ابی حسین نے خبر دی، ان سے عبد اللہ بن ابی ملیکہ نے عقبہ بن الحارث کے واسطے نقل کیا کہ عقبہ نے ابواہاب بن عزیز کی لڑکی سے نکاح کیا، تو ان کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میں نے عقبہ کو اور جس سے اس کا نکاح ہوا ہے اس کو دودھ پلایا ہے۔ (یہ سن کر) عقبہ نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ تو نے مجھے دودھ پلایا ہے (اور نہ تو نے مجھے بتلایا) تب سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ اور آپ سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کس طرح (تم اس لڑکی سے تعلق رکھو گے) حالانکہ (اس کے متعلق یہ) یہ کہا گیا۔ تب عقبہ نے اس لڑکی کو چھوڑ دیا اور اس نے دوسرا خاوند کر لیا۔

باب التَّنَاوُبِ فِي الْعِلْمِ (حصول)علم کے لیے باری مقرر کرنا)

''تناوب'' کے معنی نوبت بہ نوبت یعنی باری باری کام کرنے کے ہیں۔لہٰذا تناوب فی العلم کا مطلب ہوا علم حاصل کرنے کے لیے باری مقرر کرنا۔حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس باب کا مقصد یہ ہے کہ ضروری مصروفیات کی وجہ سے اگر علم حاصل کرنے کی فرصت نہ ہو تو ''تناوب'' کے طریقہ سے علم حاصل کرنا چاہیے۔مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شیخ یا عالم کی خدمت میں خود نہ رہ سکے تو کسی معتمد کے ذریعے اس سے علم حاصل کرے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ ، وَهْيَ مِنْ عَوَالِي الْمَدِينَةِ ، وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا ، فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ بِخَبَرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ وَغَيْرِهِ ، وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ ، فَنَزَلَ صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْبَتِهِ ، فَضَرَبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيدًا فَقَالَ أَثَمَّ هُوَ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ عَظِيمٌ. قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِي فَقُلْتُ طَلَّقَكُنَّ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ لَا أَدْرِي ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ قَالَ لَا فَقُلْتُ اللَّهُ أَكْبَرُ

ترجمہ۔ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا انہیں شعیب نے زہری سے خبر دی (ایک دوسری سند سے) امام بخاری کہتے ہیں، ابن وہب کو یونس نے ابن شہاب سے خبر دی وہ عبیداللہ بن عبداللہ بن ابی ثور سے روایت کرتے ہیں، وہ عبداللہ بن عباسؓ سے، وہ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں، کہ میں اور میرا ایک انصاری پڑوسی دونوں عوالی مدینہ کے ایک گاؤں بنی امیہ بن یزید میں رہتے تھے اور ہم دونوں باری باری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ایک دن وہ آتا،ایک دن میں آتا۔جس دن میں آتا تو اس دن کی وحی کی اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس) کی دیگر باتوں کی اس کو اطلاع دیتا تھا۔اور جب وہ آتا تو وہ بھی اس طرح کرتا تو ایک دن وہ میرا انصاری رفیق اپنی باری کے روز حاضر خدمت ہوا (جب واپس آیا) تو میرا دروازہ بہت زور سے کھٹکھٹایا اور (میرے بارے میں) پوچھا کہ کیا وہ یہاں ہے؟ میں گھبرا کر اس کے پاس آیا۔وہ کہنے لگا کہ ایک بڑا معاملہ پیش آ گیا۔(یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی) پھر میں حفصہؓ کے پاس گیا وہ رو رہی تھیں۔میں نے پوچھا کیا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق دی ہے؟ وہ کہنے لگی۔میں نہیں جانتی۔پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔میں نے کھڑے کھڑے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دی ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا نہیں۔تب میں نے (تعجب سے) کہا ''اللہ اکبر''!

تشریح حدیث

جار سے کون مراد ہیں؟ اس سے انصاری صحابی حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔یہ علامہ قطب الدین ابن

القسطلانی" کا قول ہے جبکہ علامہ برماوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت اوس بن خولی بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

☆بنی اُمیہ بن زید مدینہ منورہ سے ملحق ایک بستی یا محلہ تھا۔ وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا تھا اور وہیں رہنے لگے تھے۔

☆عوالی مدینہ سے مراد حافظ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ طیبہ کے شرقی جانب کے قریبی دیہات بتلائے ہیں۔ عوالی کی ابتداء دو میل سے اور انتہاء آٹھ میل پر ہو جاتی ہے۔

☆حادثہ عظیمہ سے مراد یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے چونکہ اس انصاری صحابی کو یہی خبر ملی تھی۔ یہ واقعہ حادثہ عظیمہ اس لیے تھا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے عموماً اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے خصوصاً رنج کا سبب تھا چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تھیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اللہ اکبر کہنے کی وجہ شاید یہ تھی کہ ان کو معلوم ہوا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے علیحدگی اختیار کر لی ہے لیکن جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نفی فرما دی تو جواب سن کر فرط مسرت و خوشی میں اللہ اکبر کہا۔

بَاب الْغَضَبِ فِي الْمَوْعِظَةِ وَالتَّعْلِيمِ إِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ

جب کوئی ناگوار بات دیکھے تو وعظ کرنے اور تعلیم دینے میں ناراض ہو سکتا ہے

مقصد ترجمۃ الباب:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف حاکم بنا کر بھیجا تو ان کو حکم فرمایا: "يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا" اور اسی طرح چند دیگر واقعات سے سمجھ میں آتا ہے کہ غصہ نہیں کرنا چاہیے تو اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ تعلیم اور وعظ و نصیحت کے وقت غصہ کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس لیے اگر استاذ، شاگردوں سے کوئی ناگوار بات دیکھے یا سنے تو ان کو تنبیہ کرے اور ڈانٹ دے۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَا أَكَادُ أُدْرِكُ الصَّلَاةَ مِمَّا يُطَوِّلُ بِنَا فُلَانٌ، فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْ يَوْمِئِذٍ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ مُنَفِّرُونَ، فَمَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ، فَإِنَّ فِيهِمُ الْمَرِيضَ وَالضَّعِيفَ وَذَا الْحَاجَةِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا انہیں سفیان نے ابو خالد سے خبر دی۔ وہ قیس بن ابی حازم سے بیان کرتے ہیں، وہ ابو مسعود انصاری سے روایت کرتے ہیں کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں (آکر) عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! فلاں شخص لمبی نماز پڑھاتا ہے۔ اس لیے میں (جماعت کی) نماز میں شریک نہیں ہو سکتا (ابو مسعود کہتے ہیں کہ) اس دن سے زیادہ میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوران نصیحت میں غضبناک نہیں دیکھا، آپ نے فرمایا اے لوگو! تم (ایسی شدت اختیار کر کے لوگوں کو دین سے) نفرت دلاتے ہو (سن لو) جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو مختصر پڑھائے کیونکہ ان میں بیمار، کمزور اور ضرورت مند (سب ہی قسم کے لوگ) ہوتے ہیں۔

تشریح حدیث

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے جماعت کی نماز ملنی مشکل ہوگئی ہے کیوں کہ فلاں صاحب ہمیں لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔

''رجل'' کے بارے میں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا نام حزم بن ابی بن کعب ہے۔ ''فلاں'' کے تحت بین السطور لکھا ہے ''هو قيل معاذؓ وقيل ابى'' یہ دونوں احتمال یہاں تو صحیح ہیں کیونکہ یہاں نماز کی تعیین نہیں کہ کون سی نماز کا ذکر ہے اور جن احادیث میں نماز کی تعیین ہے وہاں دونوں احتمال صحیح نہیں ہوں گے بلکہ ایک ہی متعین ہوگا جہاں مغرب وعشاء کی نماز میں اطالت کا ذکر ہے وہاں فلاں سے مراد حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ہیں اور جہاں اطالتِ صلوٰۃ فی الفجر کا ذکر ہو وہاں فلاں کے مصداق حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں اور جہاں کسی خاص نماز کی تعیین نہ ہو وہاں فلاں سے مراد دونوں ہو سکتے ہیں۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ الْمَدِينِيُّ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم سَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ وِكَاءَهَا أَوْ قَالَ وِعَاءَهَا وَعِفَاصَهَا، ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً، ثُمَّ اسْتَمْتِعْ بِهَا، فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ قَالَ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوْ قَالَ احْمَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ وَمَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا، تَرِدُ الْمَاءَ، وَتَرْعَى الشَّجَرَ، فَذَرْهَا حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا ان سے ابو عامر العقدی نے۔ وہ سلیمان بن بلال المدینی سے، وہ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے، وہ یزید سے جو منبعث کے آزاد کردہ تھے، وہ زید بن خالد الجہنی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لقطہ کے بارے میں دریافت کیا، آپ نے فرمایا، اس کی بندش پہچان لے یا فرمایا کہ اس کا برتن اور تھیلی (پہچان لے) پھر ایک سال تک اس کی شناخت (کا اعلان) کراؤ۔ پھر (اس کا مالک نہ ملے تو) اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اگر اس کا مالک آجائے تو اسے سونپ دے اس نے پوچھا کہ اچھا گمشدہ اونٹ (کے بارے) میں کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غصہ آگیا، کہ رخسار مبارک سرخ ہوگئے یا راوی نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ (یہ سن کر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تجھے اونٹ سے کیا واسطہ؟ اس کے ساتھ اس کی مشک ہے اور اس کے (پاؤں کے) سُم ہیں۔ وہ خود پانی پر پہنچے گا اور درخت پر چرے گا لہٰذا اسے چھوڑ دے، یہاں تک کہ اس کا مالک مل جائے اس نے کہا کہ اچھا گم شدہ بکری کے بارے میں کیا حکم ہے آپ نے فرمایا وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی ورنہ بھیڑیے کی (غذا) ہے۔

تشریح حدیث

''رجلٌ'' سے کون مراد ہے؟ بعض نے رجل کا مصداق حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو قرار دیا ہے۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہ خود راوی یعنی حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سائل حضرت سوید الجہنی رضی اللہ عنہ ہیں۔

☆ لقطہ بمعنی اسم مفعول کے ہے جیسے لقمہ اس کا معنی ہوتا ہے اُٹھائی ہوئی چیز۔ اگر کسی کو کوئی گم شدہ چیز پڑی ہوئی ملے جس کا مالک موجود نہ ہو اس کو لقطہ کہتے ہیں۔ اسی طرح کوئی جانور آوارہ پھرتا ہوا ملے تو وہ ضالہ کہلائے گا۔

☆ سب سے پہلے سائل نے لقطہ کا حکم پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی تھیلی برتن وغیرہ ملے تو اس کی ہیئت کو اپنے ذہن میں رکھو۔ پھر اس چیز کے متعلق لوگوں کو بتاتے رہو اور علامات پوچھ کر اصل مالک کا پتہ لگاؤ مل جائے تو اسے دے دو۔ سائل نے دوسرا بے محل سوال کر دیا کہ اگر اونٹ چلتا پھرتا کہیں ملے تو کیا وہ بھی لقطہ ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بے محل بات پر غصہ آ گیا کہ اونٹ جیسی چیز کو جو عرب میں عام طور سے آزاد پھرا کرتے تھے لقطہ بنا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں اونٹ کی فکر کیوں ہوگئی؟ اس کے ساتھ تو قدرت نے سب ضرورت کا سامان لگا دیا ہے پانی کی مشک اس کے ساتھ ہے۔ (کہتے ہیں کہ اونٹ کے پیٹ میں ایک مشک ہوتی ہے جس کو وہ پانی سے بھر لیتا ہے اور جب اس کو پانی نہیں ملتا تو اس مشک میں سے تھوڑا تھوڑا نکال کر پیتا رہتا ہے اور سات روز تک اس کو نئے پانی کی ضرورت پیش نہیں آتی۔)

اور اسی طرح وہ خود درختوں سے پتے وغیرہ کھاتا رہتا ہے اور کوئی چھوٹا موٹا جانور بھی نہیں کہ درندے وغیرہ اس پر حملہ کریں بخلاف بھیڑ بکری کے وہ لقطہ شمار ہوتی ہیں اس لیے تم یا تمہارا کوئی دینی بھائی (یعنی اس کا مالک) اس کو اپنی حفاظت میں نہ لے گا تو وہ بھوک پیاس سے مرجائے گی یا بھیڑیا وغیرہ کی خوراک بنے گی۔ لہٰذا اگر ضالہ بھیڑ بکری ملے تو اسے اپنی حفاظت میں لے لینا چاہیے۔

لقطہ کی تشہیر میں مذاہب

آئمہ اربعہ اور جمہور علماء کے نزدیک مدت تشہیر ایک سال ہے۔ البتہ امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ نے حنفیہ کی ایک روایت نقل کی ہے جس کے تحت قلیل و کثیر میں فرق کیا گیا ہے۔ چنانچہ اگر لقطہ دس درہم سے کم ہو تو چند دنوں تک اور اگر دس یا اس سے زیادہ ہو تو ایک سال تشہیر کی جائے۔ علامہ شمس الائمہ سرخسیؒ نے فرمایا کہ حنفیہ کے نزدیک تشہیر کی کوئی مدت مقرر نہیں خواہ لقطہ مال قلیل ہو یا مال کثیر۔ اس وقت تک تشہیر ضروری ہے جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ اب مالک ڈھونڈنے نہیں آئے گا۔ صاحب ہدایہ نے اسی روایت کی تصحیح کی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ پھر شافعیہ کے نزدیک اصح ترین مذہب یہ ہے کہ شئی حقیر اور شئی خطیر میں فرق ہے۔ حقیر شئی کی ایک سال تک تشہیر ضروری نہیں بلکہ اتنے دنوں تک تشہیر کی جائے کہ ڈھونڈنے والا عام طور پر اس سے اعراض کر کے بیٹھ جائے البتہ قیمتی شئی ہو تو مکمل ایک سال تک تشہیر ضروری ہے۔

احناف اپنے دلائل میں مسلم شریف کی حدیث پیش کرتے ہیں۔ "قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عَرِّفْهَا" اس میں تشہیر کے زمانہ کی کوئی قید نہیں جبکہ جمہور حدیث الباب سے استدلال کرتے ہیں۔

حکم استعمال لقطہ

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صاحبین اور جمہور فقہاء و محدثین کے نزدیک ملتقط اگر فقیر ہو تو تعریف و تشہیر کے بعد لقطہ استعمال کر سکتا ہے اور اگر ملتقط غنی ہو یا ہاشمی ہو تو اس کے لیے استعمال جائز نہیں بلکہ صدقہ کرے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک، امام احمد رحمہم اللہ اور علماء حجاز کے نزدیک ملتقط خواہ امیر ہو، فقیر ہو، ہاشمی ہو یا غیر ہاشمی ہو لقطہ کو استعمال کر سکتا ہے۔ احناف کی مستدل روایات ا۔ "عن ابی هریرةؓ انّ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم قال ان لم یأت صاحب اللقطه فلیتصدق به" (رواہ دار قطنی)

۲۔ "عن ابن عباسؓ ان النّبی صلی اللّٰه علیه وسلّم قال لیتصدق بها الغنی و لا ینتفع بها" (رواہ احمد) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مال دار آدمی اسے استعمال میں نہ لائے بلکہ صدقہ کرے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر آئمہ درج ذیل احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔

ا۔ "عن ابی بن کعب ان النّبی صلی اللّٰه عیله وسلّم قال فاستمع بها" یہ حضرات کہتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مال دار تھے انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے استمتاع کا حکم دیا۔

۲۔ "ان علیًا وجد دینارًا فقال النّبی صلی اللّٰه علیه وسلّم هو رزق اللّٰه فاکل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم وعلیؓ و فاطمةؓ" (رواہ ابوداؤد) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہاشمی لقطہ استعمال کر سکتا ہے۔

احناف مذکورہ دونوں احادیث میں سے پہلی حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مقروض تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو استمتاع کا حکم دیا۔ دوسرا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پہلے فقیر تھے بعد میں غنی ہوئے تھے۔ لہٰذا حدیث میں زمانہ فقر کا واقعہ ہے۔

دوسری دلیل کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ یہ حدیث سنداً ضعیف اور متناً مضطرب ہے۔

لقطہ اگر ختم ہو جائے اور مالک نکل آئے تو ضمان ہوگا یا نہیں؟

جمہور علماء فرماتے ہیں کہ اگر سال بھر تعریف لقطہ کے بعد اگر عینِ لقطہ باقی ہو اور مالک نکل آئے تو لوٹانا واجب ہے اور اگر وہ استعمال ہو کر ختم ہو گیا ہو تو ضمان واجب ہے جبکہ شوافع داؤد ظاہری اور امام بخاری رحمہم اللہ کے نزدیک لقطہ باقی ہو تو واپس کرنا ضروری ہے لیکن اگر ختم ہو چکا ہو تو اس کا ضمان واجب نہیں۔

داؤد ظاہری رحمۃ اللہ علیہ بعض شوافع اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال حدیث باب کے ایک طریق میں "فان جاء صاحبها والافشانک بها" کے الفاظ سے ہے۔

جمہور علماء کا استدلال حدیث باب میں "فان جاء ربّها فادها الیه" کے مطلق الفاظ سے ہے۔

قال فضالة الابل؟ فغضب حتّٰی احمرّت و جنتاه......

سائل نے دوسرا بے محل سوال کر دیا کہ اگر اونٹ چلتا پھرتا کہیں ملے تو کیا وہ بھی لقطہ ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بے محل بات پر غصہ آ گیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک سرخ ہو گئے۔

ضالۃ الابل کو لے لینا درست ہے یا نہیں؟

حدیث الباب سے معلوم ہو رہا ہے کہ درست نہیں۔ فرس اور بقر بھی اسی کے حکم میں ہیں۔ چنانچہ مالکیہ' شوافع' حنابلہ کے نزدیک ان کو لینے کے بجائے چھوڑ دینا ہی افضل ہے۔

جبکہ حنفیہ کے نزدیک دوسری چیزوں کی طرح ابل و بقر وغیرہ کو لے لینا درست ہے۔ جہاں تک حدیث باب میں جو ''نہی'' وارد ہے اس کے متعلق حنفیہ کہتے ہیں کہ یہ حکم اس وقت کا تھا جب خیانت عام نہیں ہوئی تھی۔ اس زمانے میں اگر اونٹ وغیرہ کو چھوڑ دیا جاتا تو اس کا مالک اسے پالیتا تھا جبکہ زمانے میں تغیر آنے کے بعد اب حکم بھی بدل گیا۔ اب خیانت عام ہوگئی ہے۔ لہٰذا اونٹ وغیرہ کو لے لینا افضل ہوگا تاکہ اس کے مالک کو پہنچا دیا جائے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا، فَلَمَّا أُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ، ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ قَالَ رَجُلٌ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، ان سے ابو اسامہ نے برید کے واسطے سے بیان کیا وہ ابو بردہ سے اور وہ ابو موسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ ایسی باتیں دریافت کی گئیں جو آپ کو ناگوار ہوئیں اور جب (اس قسم کے سوالات کی) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت زیادتی کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غصہ آگیا اور پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا (اچھا اب) مجھ سے جو چاہو پوچھو، تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور اس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا باپ سالم شیبہ کا آزاد کردہ غلام ہے۔ آخر حضرت عمرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کا حال دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم (ان باتوں کے دریافت کرنے سے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناگوار ہوں) اللہ سے توبہ کرتے ہیں۔

باب مَنْ بَرَكَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ عِنْدَ الإِمَامِ أَوِ الْمُحَدِّثِ

امام یا محدث کے سامنے دوزانو بیٹھنا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ علم کی ضرورت' فضیلت و اہمیت بیان کرنے کے بعد اس کو حاصل کرنے کے آداب بتانا چاہتے ہیں کہ متعلم و متعلمہ جس سے کوئی علمی بات حاصل کرے۔ خواہ وہ امام ہو' محدث ہو یا استاذ' تحصیل علم کے وقت اس کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھے جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھے چونکہ یہ حالت نہایت تواضع پر دال ہے اور یہ حالت استاذ کے دل کو متاثر بھی کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم شدید غصہ میں تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی حالت کو اختیار کیا۔

عام شارحین نے یہاں ''بروک'' سے دوزانو ہو کر بیٹھنا مراد لیا ہے۔ لیکن حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں ''بروک'' کا ظاہری مطلب یہ بنتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو پہلے سے مجلس میں موجود تھے وہ گھٹنوں کے بل کھڑے ہوگئے چونکہ یہ ہیئت ادب کیخلاف محسوس ہوتی ہے اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسکے جواز کو ثابت کیا ہے کہ کسی گھبراہٹ کے موقع پر ایسا کرنا درست ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ ، فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ مَنْ أَبِي فَقَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي فَبَرَكَ عُمَرُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا ، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا ، وَبِمُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم نَبِيًّا ، فَسَكَتَ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہیں شعیب نے زہری سے خبر دی، انہیں انس بن مالک نے بتلایا کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے تو عبداللہ بن حذافہ کھڑے ہوگئے اور پوچھنے لگے کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حذافہ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بار بار فرمایا کہ مجھ سے پوچھو، تو حضرت عمرؓ نے دوزانو ہوکر عرض کیا کہ ہم اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ (اور یہ جملہ) تین بار دوہرایا۔ پھر یہ بات سن کر رسول اللہ خاموش ہوگئے۔

تشریح حدیث

حدیث الباب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض ایسی چیزیں پوچھی گئیں جو ناپسندیدہ تھیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو نہایت دانش مند تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب و غصہ کو سمجھ گئے اور فوراً دوزانو ہوکر بیٹھ گئے اور "رضیتُ باللّٰہ ربًّا وبالاسلام دینًا وبمحمّد نبیًّا" پڑھنے لگے۔ یہ جتلانے کے لیے کہ ہمارے ایک ساتھی نے جو یہ سوال کیا ہے وہ آپ پر اعتراض کے واسطے نہیں بلکہ غلطی ہوگئی۔

بَابُ مَنْ أَعَادَ الْحَدِيثَ ثَلَاثًا لِيُفْهَمَ عَنْهُ

کوئی شخص سمجھانے کیلئے (ایک) بات کو تین مرتبہ دوہرائے

فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثًا

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "الاوقول الزور" اس کو تین بار دوہراتے رہے اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو پہنچا دیا؟ (یہ جملہ) تین بار دوہرایا۔

ترجمۃ الباب کا مقصد

حدیث الباب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ مذکور ہے کہ "اذا تکلم بکلمۃ تکلم ثلاثًا" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بات کرتے تو تین مرتبہ کرتے تو اس سے معلوم ہو رہا تھا کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر بات تین دفعہ دہراتے تھے حالانکہ ہر بات کو تین دفعہ دہرانا ناممکن ہے۔ تو یہ باب باندھ کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر بات نہیں دُہراتے تھے بلکہ جو بات اہم ہوتی تھی یا جس بات کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کرنا ہوتی تھی تو تین بار ارشاد فرماتے تھے تاکہ بات خوب سمجھ لی جائے تو معلوم ہوا کہ "اذا تکلّم بکلمۃ تکلّم ثلاثًا" یہ عام نہیں بلکہ مواقع ضرورت کیساتھ خاص ہے۔

فقال "الا وقول الزور" فمازال یکررھا

یہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ایک حصہ ہے۔ یہاں سوال ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ قائم فرمایا ہے۔ "باب من اعاد الحدیث ثلاثًا" جبکہ استدلال میں ذکر کیا ہے "الا و قول الزور فما زال یکررھا" کہ آپ نے اس قول کا تکرار فرمایا۔ اس سے ترجمۃ الباب تو ثابت نہیں ہوا۔ اس کا ایک جواب یہ دیا ہے کہ یہاں جو "فما زال یکررھا" مذکور ہے "ثلاث" کا مفہوم اس کے اندر داخل ہے۔ لہٰذا مدعا ثابت ہو جائے گا۔

دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "فما زال یکررھا" سے دراصل استدلال نہیں کیا بلکہ اس ٹکڑے کو ذکر کر کے اس حدیث کے پہلے جملے کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں "الا انبئکم باکبر الکبائر ثلاثًا" اس صورت میں ترجمۃ الباب کا اثبات صراحۃً ہو جائے گا۔

وقال ابن عمرؓ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھل بلغتُ ؟ ثلاثًا

یہ تعلیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع کا ایک ٹکڑا ہے اور یہ تعلیق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مدعا پر مکمل منطبق ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهٗ كَانَ اِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ ، وَاِذَا اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا

ترجمہ۔ ہم سے عبدہ نے بیان کیا' ان سے عبدالصمد نے' ان سے عبداللہ بن مثنیٰ نے' ان سے ثمامہ بن عبداللہ بن انس نے حضرت انس سے بیان کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ کوئی کلمہ ارشاد فرماتے تو اسے تین بار لوٹاتے۔ حتیٰ کہ خوب سمجھ لیا جاتا اور جب کچھ لوگوں کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے اور انہیں سلام کرتے تو تین بار سلام کرتے۔

تشریح حدیث

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تین مرتبہ سلام کرنا استیذان کے موقع پر ہوتا تھا یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے پاس تشریف لے جاتے تو پہلی دفعہ سلام کرتے' اجازت نہیں ملتی تو دوسری دفعہ اور اسی طرح تیسری دفعہ سلام کرتے تھے۔ اس کی تائید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوتی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "اذا استاذن احدکم ثلاثًا' فلم یؤذن له' فلیرجع"

امام اسماعیلی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی ذکر کیا ہے کہ یہ سلام' سلامِ استیذان ہے۔ اسی کو علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے۔

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین سلام میں سے ایک سلام استیذان کے لیے ہوتا تھا' دوسرا سلام ملاقات کا اور تیسرا سلام سلامِ تودیع یعنی رخصتی کا سلام۔ لیکن حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان سلاموں کو استیذان' ملاقات اور تودیع پر محمول کرنا۔ اگرچہ معنی کے اعتبار سے درست ہے لیکن باب کے مناسب نہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں ہر موقع پر تین سلام مراد نہیں بلکہ جب مجمع کثیر ہوتا تھا اور لوگ پھیلے ہوئے

ہوتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کو سلام پہنچانے کے لیے تین بار سلام کرتے تھے۔ایک سامنے، دوسرا داہنی طرف اور تیسرا بائیں طرف کیونکہ آپ کے سلام کے لیے سب ہی مشتاق رہتے تھے۔حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب آپ بڑے مجمع میں شرکت فرماتے تو ایک سلام تو داخل ہوتے ہی کرتے۔دوسرا وسطِ مجلس میں پہنچ کر اور تیسرا سلام آخر مجلس میں پہنچ کر فرماتے تھے۔

واذا تكلم بكلمة اعادها ثلاثًا

یہاں کلمہ سے نحوی کلمہ مراد نہیں بلکہ بات چیت اور گفتگو مراد ہے۔اس سے اگلی حدیث میں "حتّٰى تفهم عنه" کی قید بھی موجود ہے۔اس کے پیش نظر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر جگہ تکرار کی عادت نہیں تھی بلکہ یہ تکرار وہاں ہوتا تھا جہاں افہام کی ضرورت پیش آئے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ کسی اہم بات کو سمجھانے اور دلنشین کرانے کے لیے اس کو تین بار ارشاد فرماتے تھے۔یہی طریقہ اُمت کے لیے بھی مسنون ہوا کہ عالم، مفتی یا استاذ کوئی اہم بات دین وعلم کی دوسروں کو بتائے یا سمجھائے تو اس کو تین بار دُہرائے یا عنوان بدل کر سمجھائے تاکہ کم فہم یا غبی اچھی طرح سمجھ لے۔

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تَخَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِي سَفَرٍ سَافَرْنَاهُ فَأَدْرَكَنَا وَقَدْ أَرْهَقْنَا الصَّلَاةَ صَلَاةَ الْعَصْرِ وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ ، فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلَى أَرْجُلِنَا ، فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ . مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا

ترجمہ۔ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے ابوعوانہ نے ابی بشر کے واسطے سے بیان کیا، وہ یوسف بن ماہک سے بیان کرتے ہیں۔وہ عبداللہ بن عمرو سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیچھے رہ گئے۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے قریب پہنچے تو عصر کی نماز کا وقت آ گیا تھا اور ہم وضو کر رہے تھے تو ہم اپنے پیروں پر پانی کا ہاتھ پھیرنے لگے تو آپ نے بلند آواز سے فرمایا کہ آگ کے عذاب سے ان ایڑیوں کی خرابی ہے۔یہ دو مرتبہ فرمایا یا تین مرتبہ۔

بَاب تَعْلِيمِ الرَّجُلِ أَمَتَهُ وَأَهْلَهُ (مرد کا اپنی باندی اور گھر والوں کو تعلیم دینا)

ماقبل سے مناسبت ومقصود ترجمہ

پہلے باب میں تعلیم عام کا ذکر تھا۔اب یہاں اس باب میں تعلیم خاص کا ذکر ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات قائم کر کے تنبیہ فرمائی ہے کہ آقا کے ذمے ہے کہ وہ باندیوں کو تعلیم دے چونکہ ظاہر حدیث سے باندی کی تخصیص معلوم ہوتی تھی اس لیے امام صاحب نے ترجمۃ الباب میں امتہ کے ساتھ واھلہ کا لفظ بڑھا کر اشارہ فرمادیا کہ یہ کوئی باندی کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ آدمی اپنی بیوی کو بھی تعلیم دے اس لیے کہ جب باندی کی تعلیم پر اجر ملے گا تو اہل یعنی بیوی کو تعلیم دینے پر بدر جہا اولیٰ اجر ملے گا۔

← أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ قَالَ عَامِرٌ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ، وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ صلى الله عليه

وسلم وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ ، وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ (يَطَؤُهَا) فَأَدَّبَهَا ، فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا ، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا ، فَلَهُ أَجْرَانِ ثُمَّ قَالَ عَامِرٌ أَعْطَيْنَاكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ ، قَدْ كَانَ يُرْكَبُ فِيمَا دُونَهَا إِلَى الْمَدِينَةِ

ترجمہ:۔ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، انہیں محاربی نے خبر دی، وہ صالح بن حیان سے بیان کرتے ہیں، ان سے عامر الشعبی نے بیان کیا' ان سے ابو بردہ نے اپنے باپ کے واسطے سے روایت نقل کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن کیلئے دو اجر ہیں۔ ایک وہ جو اہل کتاب ہو اور اپنے نبی اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور (دوسرے) وہ مملوک غلام جو اپنے آقا اور اللہ (دونوں) کا حق ادا کرے اور (تیسرے وہ) آدمی جس کے پاس کوئی لونڈی ہو جس سے شب باشی کرتا ہے اور اسے تربیت دے تو اچھی تربیت دے، تعلیم دے تو عمدہ تعلیم دے، پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کرے تو اسکے لیے دو اجر ہیں۔ پھر عامر نے کہا کہ ہم نے یہ حدیث تمہیں کسی عوض کے بغیر دی ہے (ورنہ) اس سے کم حدیث کیلئے مدینہ تک کا سفر کیا جاتا تھا۔

تشریح حدیث

تین اشخاص کیساتھ دُہرے اجر کی تخصیص کا کیا سبب ہے؟

بعض کی رائے یہ ہے کہ چونکہ انہوں نے دو دو عمل کیے ہیں اس لیے ان کے لیے دُہرا اجر ہے مگر اس میں اشکال ہے کہ پھر ان کی کیا خصوصیت رہی؟ جو بھی دو کام کرے گا اس کو دو اجر ملیں گے۔

بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ ان تینوں کو ہر کام پر دُہرا اجر ملے گا۔ پھر اس پر بھی اشکال ہوتا ہے کہ ان تینوں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا کہ اب جو بھی کام اس کے بعد کریں اس پر دُہرا اجر ملے۔ ہمارے مشائخ کی رائے یہ ہے کہ ہر وہ کام جس میں تزاحم و تقابل ہو۔ اس میں دُہرا اجر ہے۔ ایسے اعمال میں دُہرے اجر کا ملنا خلافِ عقل نہیں ہے۔ یہاں بھی اگر آپ غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ ان تین اشخاص میں سے ہر ایک کے ساتھ تزاحم و تقابل والا معاملہ ہے جو عمل میں رُکاوٹ اور مانع بنتا ہے۔

رجل من اهل الكتاب ' آمن بنبيه و آمن بمحمّد صلى الله عليه وسلّم

اہل کتاب سے کون مراد ہے؟

اہل الکتاب سے عام طور پر یہود و نصاریٰ مراد ہوتے ہیں لیکن ابو عبد الملک بونی' علامہ تور بشتی رحمہم اللہ وغیرہ کہتے ہیں کہ یہاں اہل الکتاب سے عیسائی مراد ہیں۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر دو دلیلیں پیش کی ہیں۔

ا۔ اسی روایت کے دوسرے طریق میں "واذا آمن بعيسىٰ ثمّ آمن بي" کے الفاظ آئے ہیں۔

۲۔ یہودیت' عیسائیت کی وجہ سے منسوخ ہوگئی۔ لہٰذا دین منسوخ پر ایمان لانا مفید نہیں ہوسکتا۔

علامہ کرمانی' حافظ ابن حجر' ملا علی قاری رحمہم اللہ کی رائے یہ ہے کہ اہل کتاب عام ہیں۔ یہود و نصاریٰ دونوں مراد ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا رُجحان بھی اسی طرف ہے کیونکہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی اسی حدیث کو انہوں نے کتاب الجہاد

میں تخریج کیا ہے۔ اس پر ترجمہ قائم فرمایا ہے۔ "باب فضل من اسلم من اهل الکتابین" ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ جب کتاب وسنت میں "اہل کتاب" بولا جاتا ہے تو یہی دونوں مراد ہوتے ہیں۔

پھر اس بات میں اختلاف ہے کہ اس "اہل کتاب" سے صرف وہی لوگ مراد ہیں کہ جنہوں نے تحریف وتبدیلی نہیں کی یا تمام مراد ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ علامہ عینیؒ اور ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب عام ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ آیت کریمہ "اُولٰٓئِکَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَیْنِ" جو اس حدیث کے ہم معنی ہے۔ تحریف وتبدیل کے بعد نازل ہوئی ہے جبکہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس کے قائل ہیں کہ اہل کتاب سے صرف وہی لوگ مراد ہیں جنہوں نے تحریف وتبدیلی نہیں کی۔ واللہ اعلم

دُگنے اجر کا یہ حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ مختص ہے یا عام ہے؟

بعض کے نزدیک یہ حکم قیامت تک کے لیے ہے لیکن علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ خاص ہے لیکن صحیح قول پہلا ہے کہ یہ حکم عام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ مختص نہیں ہے۔

ثم قال عامر: اعطینا کھابغیر شیئ قد کان یرکب فیما دونھا الی المدینه

پھر عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے تمہیں یہ روایت مفت میں دے دی جبکہ اس سے بھی کم روایت کے حصول کے لیے مدینہ منورہ تک کا سفر کیا جاتا تھا۔ اس میں خطاب بظاہر صالح کو ہے۔ چنانچہ اسی ظاہر پر علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے جزم کیا ہے اور مخاطب شعبی کے شاگرد صالح کو قرار دیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک خراسانی شخص سے خطاب ہے جس کے سوال کے جواب میں امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث سنائی تھی اور اس کی وضاحت کتاب الانبیاء میں موجود ہے۔

باب عِظَةِ الإِمَامِ النِّسَاءَ وَتَعْلِيمِهِنَّ (امام کا عورتوں کو نصیحت کرنا، اور تعلیم دینا)

ماقبل سے ربط ومقصود ترجمۃ الباب

گزشتہ باب میں ان عورتوں کا ذکر تھا جن سے پردہ اور محرمیت نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ باب قائم کر کے بتلا رہے ہیں کہ جو عورتیں غیر محارم ہیں ان کے لیے بھی حکم ہے کہ ان کو بھی تعلیم دی جائے اور وعظ ونصیحت کی جائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی عورتوں کو تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورتوں کے ساتھ خلوت اور ان کے ساتھ اجتماع چونکہ ممنوع ہے اس لیے اس باب کو قائم فرما کر وضاحت فرمادی کہ یہ ممانعت اس صورت میں ہے جبکہ فتنہ کا اندیشہ ہو۔ اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو ان کو وعظ ونصیحت کی جاسکتی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے تو یہ بتایا تھا کہ آدمی کو خود اپنی بیوی اور باندی کی تعلیم کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اب ترقی کر کے فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین یا اس کے نائب کو چاہیے کہ عام عورتوں کے لیے وعظ و نصیحت اور ان کی تعلیم کا انتظام اور اہتمام کرے۔ خلاصہ یہ کہ پہلا ترجمہ خاص ہے جو بیوی اور باندی سے متعلق ہے اور یہ ترجمہ

عام ہے جو عام عورتوں سے متعلق ہے۔ پہلے ترجمہ کا تعلق ازواج اور آقاؤں سے ہے اس ترجمہ کا تعلق امام سے ہے۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَوْ قَالَ عَطَاءٌ أَشْهَدُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ وَمَعَهُ بِلَالٌ ، فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ ، وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ ، فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ ، وَبِلَالٌ يَأْخُذُ فِي طَرَفِ ثَوْبِهِ وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَطَاءٍ وَقَالَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

ترجمہ۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے ایوب کے واسطے سے بیان کیا، انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے سنا، انہوں نے ابن عباس سے سنا کر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں یا عطاء نے کہا کہ میں ابن عباس کو گواہ بناتا ہوں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (ایک مرتبہ عید کے موقع پر لوگوں کی صفوں میں) نکلے اور آپ کے ساتھ بلال تھے تو آپ کو خیال ہوا کہ عورتوں کو (خطبہ اچھی طرح) نہیں سنائی دیا تو آپ نے انہیں نصیحت فرمائی اور صدقے کا حکم دیا تو (یہ وعظ سن کر) کوئی عورت بالی (اور کوئی عورت) انگوٹھی ڈالنے لگی۔ اور بلالؓ اپنے کپڑے کے دامن میں (یہ چیزیں) لینے لگے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں یا عطاء کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ پر گواہی دیتا ہوں۔ حاصل یہ کہ لفظ "اشہد" کے بارے میں تردد ہے کہ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے یا حضرت عطاء کا۔ اس سلسلہ میں شعبہ کے تلامذہ میں اختلاف ہے۔ سلیمان بن حرب تو تردد نقل کرتے ہیں جیسا کہ حدیث الباب میں ہے۔

ابو داؤد طیالسی یہی روایت "شعبہ عن ایوب" کے طریق سے نقل کرتے ہیں اور وہ جزماً اس کو عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا قول قرار دیتے ہیں جبکہ شعبہ کے تلامذہ میں سے محمد بن جعفر غندر نے اس کو بغیر تردد کے جزماً دونوں کے قول کے طور پر نقل کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت باب کے آخر میں اسماعیل بن علیہ کی تعلیق لا کر غالباً اپنا رجحان ظاہر فرما دیا ہے کہ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسی ایک کو ترجیح دینے کی بجائے یوں کہا جائے کہ یہ قول دونوں سے ثابت ہے۔

حضرت عطاء رحمہ اللہ کے مختصر حالات

یہ ابو محمد عطاء بن ابی رباح مکی قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت اُم سلمہ' حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہن' حضرت ابو ہریرہ' حضرت ابن عباس' حضرت عبد اللہ بن زبیر' حضرت ابن عمر' حضرت جابر' حضرت معاویہ' حضرت ابو سعید خدری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور بھی کئی جلیل القدر صحابہ سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں امام مجاہدؒ' ابو الزبیر' عمرو بن دینارؒ' زہری' قتادہ' عمرو بن شعیب' ایوب سختیانی اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ وغیرہ بہت سے حضرات ہیں۔ ابن سعدؒ ' حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں "وکان ثقة فقیها عالمًا کثیر الحدیث" امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ما رأیت فیمن لقیت افضل من عطاء بن ابی رباح" حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ۱۱۴ھ یا ۱۱۵ھ میں ہوا۔

فجعلت المرأة تلقی القرط و الخاتم و بلال یأخذ فی طرف ثوبه

عورتیں بالی اور انگوٹھی ڈالنے لگیں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کے ایک کنارے میں ان کو لے رہے تھے۔

کیا عورت کیلئے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں تصرف کرنا جائز ہے؟

اس میں اختلاف ہے۔ جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ عورت کو اپنے مال میں تصرف کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت کو صرف ثلث مال کی حد تک تصرف کی اجازت ہے اس سے زائد میں اجازت نہیں ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق جبکہ ان کی دوسری روایت جمہور کے مطابق ہے۔

امام مالکؒ کا استدلال سنن نسائی، سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت سے ہے "**لایجوز لامرأة امر فی مالها اذا ملک زوجها عِصمتَها**" یعنی عورت کو خود اپنے مال میں اختیار نہیں رہتا۔ جب اس کا شوہر اس کی عصمت کا مالک بن جاتا ہے۔ دوسرے طریق میں ہے "**لاتجوز لامرأة عطیة الا باذن زوجها**" البتہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ثلث مال میں تصرف کا اختیار ہونے پر کوئی صریح دلیل موجود نہیں۔

دلائل جمہور

۱۔ ارشاد باری ہے "فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ" اس آیت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان کے اوپر کوئی پابندی نہیں اور یہ کہ تصرف میں آزاد ہیں۔

۲۔ حدیث باب میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صدقہ کا حکم دیا۔ انہوں نے صدقہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ قبول کیا۔ آپ نے کسی عورت سے بھی شوہر کی اجازت کے بارے میں دریافت نہیں کیا۔

۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے "**یا معشر النساء تصدقن**" دیکھئے۔ یہاں بھی صدقہ کا حکم مطلق ہے، کسی قسم کی اجازت کا ذکر نہیں۔ باقی جہاں تک امام مالکؒ رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل کا تعلق ہے، محدثین نے ان کی سند پر کلام کیا ہے اور اگر بالفرض ان کی سند قابل احتجاج ہو بھی تب بھی وہ جمہور کی صحیح احادیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

وقال اسماعیل عن ایوب عن عطاء و قال ابن عباس: اشهد علی النبی صلی اللہ علیه وسلّم

اس تعلیق کو ذکر کر کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اسماعیل بن علیہ کے اس طریق میں جزم کے ساتھ "اشهد" کے اس جملہ کی نسبت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف کی گئی ہے۔

باب الْحِرْصِ عَلَى الْحَدِيثِ (حدیث کی رغبت کا بیان)

مقصود ترجمہ:۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب سے خاص طور پر علم حدیث کی اہمیت اور فضیلت بیان کر کے یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ علوم دینیہ میں علم حدیث سب سے افضل ہے اور بہت مہتم بالشان ہے۔

حدیث کا لغوی، عرفی اور اصطلاحی معنی

حدیث لغت میں ''جدید'' کو کہتے ہیں۔ عرف میں یہ لفظ ''کلام'' پر بولا جاتا ہے اور اصطلاحی معنی سے آپ واقف ہی ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْ لَا يَسْأَلَنِي عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ، لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ، أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ

ترجمہ۔ ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا ان سے سلیمان نے عمرو بن ابی عمرو کے واسطے سے بیان کیا، وہ سعید بن ابی سعید المقبری کے واسطے سے بیان کرتے ہیں، وہ ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں، کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے سب سے زیادہ کس کو حصہ ملے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوہریرہؓ! مجھے خیال تھا کہ تم سے پہلے کوئی اس کے بارہ میں مجھ سے دریافت نہیں کرے گا۔ کیونکہ میں نے حدیث کے متعلق تمہاری حرص دیکھ لی تھی۔ قیامت میں سب سے زیادہ فیضیاب میری شفاعت سے وہ شخص ہوگا جو سچے دل سے یا سچے جی سے ''لا الٰہ الا اللہ'' کہے گا۔

تشریح حدیث

قال قیل یارسول اللہ پر سوال ہوتا ہے کہ خود حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سوال کرنے والے تھے انہوں نے مبہم کیوں رکھا اور قیل سے تعبیر کیا؟ اس کا ایک یہ جواب دیا جاتا ہے کہ جہاں اپنی تعریف ہو وہاں ایک طرح سے حیاء سی آ جاتی ہے اس لیے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے غائب سے تعبیر کیا مگر جب آگے کوئی چارہ نہ ملا تو مجبوراً اپنا نام ظاہر کر دیا۔

دوسرا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ اصل میں یہ ''قلتُ'' تھا کسی راوی یا کاتب کے تصرف سے ''قیل'' ہو گیا۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ یہی حدیث دوسری جلد ص ۹۷۲ پر موجود ہے اور وہاں قیل کی بجائے قلت کا کلمہ موجود ہے۔ اسی طرح سنن نسائی کبریٰ میں بھی قلت ہے اور ابونعیم کی روایت میں ہے ''ان ابا ھریرۃؓ قال یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم ......''

شفاعت کے سلسلہ میں اختلاف

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن بہت سے لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ یہی اہل السنۃ والجماعۃ کا مذہب ہے جبکہ خوارج اور بعض معتزلہ شفاعت کا انکار کرتے ہیں۔

خوارج، معتزلہ قرآن کی آیات ''فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ'' اور ''مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ'' سے استدلال کرتے ہیں۔ لیکن ان کا اوّل تو آیات سے استدلال کرنا اس لیے درست نہیں کہ ان میں کفار کی شفاعت کی نفی ہے جبکہ اہل السنۃ مذنبین اور گنہگاروں کی شفاعت کے قائل ہیں اور پھر احادیث شفاعت صریح ہونے کے ساتھ ساتھ متواتر ہیں۔

اقسامِ شفاعت

ا......سب سے پہلی شفاعت ''شفاعتِ عظمیٰ'' ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو قیامت کی ہولناکیوں سے خلاصی

اورحساب کتاب کے شروع کرنے کے لیے فرمائیں گے۔

۲......دوسری شفاعت آپ کی کچھ لوگوں کو بلا حساب وکتاب جنت میں داخل کرانے کے لیے ہوگی۔

۳......تیسری شفاعت ان لوگوں کے حق میں ہوگی جو اپنے اعمال کے سبب مستحق نار ہو چکے ہوں گے۔ شفاعت کے بعد ان کو بغیر عذاب کے جنت میں داخل کیا جائے گا۔

۴......چوتھی شفاعت ان گنہگاروں کے حق میں ہوگی جو جہنم میں داخل ہو چکے ہوں گے اور شفاعت کے بعد ان کو وہاں سے نکالا جائیگا۔

۵......پانچویں شفاعت اہل جنت کی جنت میں زیادتِ درجات کے لیے ہوگی۔ اس کا معتزلہ انکار نہیں کرتے۔

ان میں پہلی اور دوسری شفاعت صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مختص ہے۔

باب كَيْفَ يُقْبَضُ الْعِلْمُ (علم کس طرح اٹھالیا جائے گا؟)

وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ انْظُرْ مَا كَانَ مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم فَاكْتُبْهُ، فَإِنِّي خِفْتُ دُرُوسَ الْعِلْمِ وَذَهَابَ الْعُلَمَاءِ، وَلاَ تَقْبَلْ إِلَّا حَدِيثَ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم، وَلْتُفْشُوا الْعِلْمَ، وَلْتَجْلِسُوا حَتَّى يُعَلَّمَ مَنْ لاَ يَعْلَمُ، فَإِنَّ الْعِلْمَ لاَ يَهْلِكُ حَتَّى يَكُونَ سِرًّا

اور عمر بن عبد العزیز نے ابوبکر بن حزم کو لکھا تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جتنی حدیثیں بھی ہوں ان پر نظر کرو اور انہیں لکھ لو کیونکہ مجھے علم کے مٹنے اور علما کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کی حدیث قبول نہ کرو۔ اور لوگوں کو چاہیے کہ علم پھیلائیں اور (ایک جگہ جم کر) بیٹھیں تا کہ جاہل بھی جان لے اور علم چھپانے ہی سے ضائع ہوتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کیف سے تیس (۳۰) باب شروع فرمائے ہیں۔ بیس ۲۰ جلد اوّل میں اور دس ۱۰ جلد ثانی میں اور یہ ان میں سے دوسرا باب ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جہاں کیف سے باب شروع ہوتا ہے وہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض کیفیت کا اثبات نہیں ہوتا بلکہ جہاں مسئلہ میں اختلاف یا احادیث میں اختلاف ہوتا ہے تو وہاں امام تنبیہ کرنے کے لیے کیف سے باب باندھتے ہیں۔

مقصود ترجمۃ الباب

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد تعلیم وتذکیر کے اہتمام پر تنبیہ ہے۔ گویا یہ بتانا مقصود ہے کہ لوگوں کو علماء سے علم حاصل کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اس لیے علم کا اُٹھ جانا قیامت کے قائم ہونے کا سبب ہے اور قیامت قائم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے وقت اور جب ضلال عام ہو جائے گا۔ لہٰذا ضلال کا سبب اختیار کرنے سے بچنا ضروری ہے۔

روایت سے بتادیا کہ علماء اُٹھ جائیں گے اور رفتہ رفتہ ان کے ساتھ ان کا علم بھی اُٹھ جائے گا۔ درحقیقت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ علم حاصل کرنا چاہیے اور علماء کو تعلیم وتبلیغ کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ جب علم کے اُٹھ جانے کا سبب علماء کا اُٹھ جانا ہے تو اب لوگوں کو چاہیے کہ علماء کے اُٹھنے سے پہلے ان کے علوم کو حاصل کرلیں اور علماء کو چاہیے کہ اپنے علوم دوسروں تک پہنچادیں۔

وکتب عمر بن عبدالعزیز اِلی ابی بکر بن حزم: انظر ما کان من حدیث رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فاکتبہ فانّی خفت دروس العلم وذھاب العلماء

دیکھو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حدیثیں تم کو ملیں ان کو لکھ لو کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں دین کا علم مٹ جائے اور علماء چل بسیں۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب کی تائید میں خلیفہ عادل حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب پیش کیا ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کا یہ اثر یہاں تو معلق ذکر کیا ہے اور آگے اس کی سند ذکر فرمائی ہے۔اس طرح اسے موصول کر دیا ہے۔

تدوین حدیث کی ابتداء

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس سے تدوینِ حدیث کی ابتداء معلوم ہوتی ہے یعنی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور سے تدوین شروع ہوئی۔ درحقیقت کتابت حدیث کا آغاز تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے ہی شروع ہو چکا تھا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس سلسلہ میں مستقل نوشتے تیار کیے تھے۔البتہ باقاعدہ اس سلسلہ میں سرکاری اہتمام حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

ایک شبہ اور ازالۂ شبہ

بعض لوگوں نے یہاں یہ سمجھ لیا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اثر لا کر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ابوبکر بن حزم رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے مدون حدیث ہیں لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف یہ نسبت کرنا صحیح نہیں ہے۔ انہوں نے یہاں مدون اوّل کے مسئلہ سے تعرض ہی نہیں کیا۔حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلے مدون ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اوّل من دوّن العلم ابن الشھاب" بہرحال ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ علی الاطلاق مدون اوّل ہیں جبکہ اسی زمانے میں تدوین کرنے والوں میں ابوبکر بن حزمؒ بھی ہیں۔

ولا تقبل الا حدیث النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم والتفشوُ العلم لِتَجلسوا حتّٰی یُعَلَّم من لایعلم فان العلم لایھلک حتّٰی یکون سرًّا

سوائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے اور کوئی چیز قبول نہ کرو اور علم کو پھیلاؤ اور تعلیم کے لیے بیٹھو تا آنکہ جو نہیں جانتا اسکو سکھایا جائے کیونکہ علم اس وقت تک ضائع نہیں ہوگا۔ جب تک اس کو خفیہ نہ رکھا جائے۔ مذکورہ عبارت حضرت عمر بن عبدالعزیز کے اثر کا جز ہے یا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا کلام ہے؟ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ عبارت بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا قول ہے۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے آگے جو سند ذکر کی ہے اس میں تصریح ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا قول "ذھاب العلماء" تک ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ قول کا مقصد

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں لی جائیں گی باقی آثار صحابہ نہیں لیے جائیں گے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ مقام استدلال میں صرف مرفوع احادیث لی جائیں گی۔ جہاں تک آثار صحابہ و تابعین کا تعلق ہے سوان کو مقام استشہاد میں لیا جائے گا نہ کہ بطور استدلال کے۔ یہی توجیہ زیادہ بہتر ہے۔ دوسری توجیہات کی بہ نسبت کیونکہ خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سینکڑوں آثار صحابہ و تابعین نقل کر دیئے ہیں۔

← حَدَّثَنَا الْعَلاَءُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ بِذَلِكَ ، يَعْنِي حَدِيثَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى قَوْلِهِ ذَهَابَ الْعُلَمَاءِ

ہم سے علاء بن عبدالجبار نے بیان کیا ان سے عبدالعزیز ابن مسلم نے عبداللہ بن دینار کے واسطے سے اس کو بیان کیا۔ یعنی عمر بن عبدالعزیز کی حدیث **ذهاب العلماء** تک۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے مختصر حالات

یہ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن اُمیہ ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ۶۱ھ یا ۶۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ ماجدہ کا نام بعض نے اُم عاصم حفصہ بنت عاصم بن عمر بن الخطاب بتایا ہے اور بعض حضرات نے لیلیٰ بنت عاصم بن عمر بن الخطاب۔ ابھی بچے ہی تھے کہ قرآن یاد کر لیا۔ ایک مرتبہ اسی بچپن میں رو پڑے۔ والدہ نے پوچھا تو بتایا کہ مجھے موت یاد آ گئی تھی اس لیے رو پڑا۔ جب ان کے والد فوت ہو گئے تو عبدالملک بن مروان نے انہیں اپنی اولاد کی طرح رکھا اور پھر اپنی بیٹی فاطمہ بنت عبدالملک کا نکاح ان کے ساتھ کر دیا۔ سلیمان کی موت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مقرر ہوئے۔ اس طرح ایک مرتبہ پھر خلافت راشدہ قائم ہو گئی۔ آپ کی مدتِ خلافت تقریباً اڑھائی سال تھی۔ ۱۰۱ھ یا ۱۰۲ھ میں خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات ہوئی۔

← حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ لاَ يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا ، يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا ، اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالاً فَسُئِلُوا ، فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا قَالَ الْفِرَبْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ قَالَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ نَحْوَهُ

ترجمہ۔ ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، ان سے مالک نے ہشام بن عروہ سے ان کے باپ کے واسطے سے نقل کیا۔ انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے نقل کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اس کو بندوں سے چھین لے لیکن اللہ تعالیٰ علما کو موت دے کر علم اٹھائے گا حتیٰ کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا لوگ جاہلوں کو سردار بنا لیں گے، ان سے سوالات کیے جائیں گے اور وہ علم کے بغیر جواب دیں گے تو خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

تشریح حدیث .... رفع علم کی کیا صورت ہوگی؟

رفع علم کی جو صورت حدیث الباب میں بیان ہوئی ہے وہ تو واضح ہے کہ علماء کو اُٹھا لیا جائے گا اور ان کے اُٹھائے جانے کے ساتھ ساتھ علم اُٹھتا جائے گا جبکہ بعض دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم لوگوں کے سینہ سے ہی اُٹھا لیا جائے گا یعنی

لوگ سب کچھ بھول جائیں گے اور اسی طرح آدھی رات کو قرآن مجید صحیح وسالم رکھا جائے گا' صبح کو لوگ دیکھیں گے تو قرآن کے سادے کاغذرہ جائیں گے۔ان دونوں قسم کی احادیث کے درمیان تعارض کو دور کرنے کے لیے یا تو ترجیح کا طریقہ اختیار کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ صحیحین کی روایت راجح ہے اور دیگر کتب کی روایات مرجوح۔ یا یوں کہا جائے گا کہ دونوں صورتیں ہوں گی پہلے علماء کو اُٹھایا جائے گا اور ان کے ساتھ ساتھ علم اُٹھتا جائے گا اور پھر قرب قیامت میں یکدم لوگوں کے سینوں سے بھی علم کو محو کر دیا جائے گا۔

قال الفربری حدثنا عباس قال حدثنا قتيبة حدثنا جرير عن هشام نحوهٗ

اس عبارت سے فربری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ حدیث مجھے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ عباسؒ سے بھی ملی ہے۔عباس رحمۃ اللہ علیہ سے مراد عباس بن الفضل بن زکریا ہروی بصری ہیں۔

باب هَلْ يُجْعَلُ لِلنِّسَاءِ يَوْمٌ عَلَى حِدَةٍ فِي الْعِلْمِ

کیا عورتوں کی تعلیم کے لیے کوئی خاص دن مقرر کرنا (مناسب ہے)؟

عورتیں احکامات میں عموماً مردوں کے تابع ہوتی ہیں۔خصوصاً عورتوں کے احکامات بہت کم وارد ہوئے ہیں۔اس سے شبہ ہوتا تھا کہ پھر تو ان کو تعلیم بھی تبعاً ہو خصوصی نہ ہو تو اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعلیم کے لیے خصوصی انتظام فرمایا۔جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کے لیے تعیین یوم ثابت ہے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''ھل'' کے ساتھ ترجمہ کیوں منعقد فرمایا؟ کیونکہ "ھل' تو تردد پر دلالت کرتا ہے حالانکہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تو اب تردد کیسا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں واقعہ خاص کا ذکر ہے کیونکہ یہ واقعہ جزئیہ ہے اس سے کلی واقعات پر استدلال کرنے میں تردد تھا کیونکہ خواتین کے بار بار اجتماع سے فتنہ فساد کا ڈر تھا تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ "ھل'' بڑھا کر متنبہ فرمادیا کہ ذرا سوچ سمجھ کر عورتوں کو اجازت دینا۔

← حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَتِ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ ، فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيهِ ، فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ ، فَكَانَ فِيمَا قَالَ لَهُنَّ مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِنْ وَلَدِهَا إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاثْنَيْنِ فَقَالَ وَاثْنَيْنِ

ترجمہ۔ہم سے آدم نے بیان کیا ان سے شعبہ نے،ان سے ابن الاصبہانی نے،انہوں نے ابو صالح ذکوان سے سنا۔وہ حضرت ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ عورتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا (کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مستفید ہونے میں) مرد ہم سے بڑھ گئے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی طرف سے ہمارے لیے (بھی) کوئی دن مقرر فرمادیں۔تو آپ نے ان سے ایک دن کا وعدہ کرلیا،اس دن عورتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملے اور انہیں نصیحت فرمائی اور انہیں (مناسب) احکام دیے۔جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا اس میں یہ بھی تھا کہ جو کوئی عورت تم میں سے (اپنے) تین لڑکے بھیج دے گی تو وہ اس کے لیے دوزخ کی آڑ بن جائیں گے۔اس پر ایک عورت نے کہا اگر دو (لڑکے بھیج دے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں اور دو (کا بھی یہ حکم ہے)۔

تشریح حدیث

"امرأة" سے کون سی عورت مراد ہے؟ روایات میں مختلف نام آئے ہیں:۔ ا۔حضرت اُم سلیمؓ۔۲۔اُم مبشر انصاریہؓ ۳۔حضرت عائشہ صدیقہؓ۔۴۔اُم ہانیؓ۔۵۔اُم ایمنؓ۔ "واثنین" میں واوٴ عطف کے لیے ہے اور یہ عطف تلقینی ہے۔ گویا اُس عورت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین کی کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) "ثلاثة" کے ساتھ "واثنین" بھی فرمادیجئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "واثنین" جامع ترمذی کی بعض روایات میں ایک کا بھی ذکر وارد ہے۔گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ تین کا ذکر کیا' پھر دو کا' پھر ایک کا۔اس میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ مفہوم عدد حدیث میں معتبر نہیں ایک عدد کے ذکر کرنے سے دوسرے عدد کی نفی لازم نہیں آتی۔بہت ممکن ہے کہ پہلے تو یہ بشارت دی گئی ہو کہ تین بچوں کے مرجانے پر صبر کرنا حجاب من النار کا سبب ہے۔پھر اللہ نے مزید انعام فرمایا' ایک عدد کم کردیا' دو کو کافی قرار دے دیا' پھر مزید انعام فرمایا اور ایک کو ہی کافی قرار دے دیا۔خلاصہ یہ ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تین کو ذکر کیا' عورت کے کہنے پر آپ پر وحی ہوئی۔آپ کو دو کے متعلق علم ہوا اور پھر کسی وقت ایک کے متعلق علم ہو گیا تو جس وقت وحی کے ذریعے جو علم ہوا آپ نے وہ بتادیا۔لہٰذا اس میں کوئی تعارض نہیں۔دوزخ کی آگ سے حجاب بننے کے لیے دو شرطیں ضروری ہیں۔

ایک شرط ہے "لم یبلغوا الحنث" حنث کے زمانے کو نہ پہنچے ہوں۔حنث سے مراد بلوغ ہے۔دوسری شرط ہے "احتساب" یعنی اپنے صبر پر ثواب کی اُمید رکھے اور راضی بالقضاء ہو۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِهٰذَا وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ

ترجمہ۔ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، ان سے غندر نے، ان سے شعبہ نے عبدالرحمٰن بن الاصبہانی کے واسطے سے بیان کیا، وہ ذکوان سے وہ ابوسعید سے، ابوسعید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی روایت کرتے ہیں۔اور (دوسری سند میں) عبدالرحمٰن بن الاصبہانی سے روایت ہے کہ میں نے ابو حازم سے سنا وہ ابو ہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ایسے تین (لڑکے) جو ابھی بلوغ کو نہ پہنچے ہوں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث الباب کو مذکورہ دو طرق سے لاکر دو اہم فائدوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ایک یہ کہ پہلی حدیث میں "ابن الاصبہانی" مبہم تھا۔اس دوسرے طریق میں "ابن الاصبہانی" کے نام کی تصریح آ گئی ہے کہ وہ عبدالرحمٰن ہیں۔

دوسرا فائدہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت میں "لم یبلغوا الحنث" کی قید کا ہے جو پہلی روایت میں نہیں ہے۔

بَابُ مَنْ سَمِعَ شَيْئًا فَرَاجَعَ حَتَّى يَعْرِفَهُ

ایک شخص کوئی بات سنے اور نہ سمجھے تو دوبارہ دریافت کرلے تا کہ (اچھی طرح) سمجھ لے

مقصد ترجمۃ الباب:۔قرآن مجید میں ہے "لاتسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم" اس آیت سے سوال

کرنے کی علی العموم ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ یہ باب باندھ کر مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ یہ حکم عام نہیں ہے بلکہ اگر سوال وضاحت طلب کرنے کے لیے ہو تو ممنوع نہیں ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اگر طالب علم، استاذ کی کوئی بات نہ سمجھ سکے یا وہ سمجھ تو گیا لیکن اس پر اسے کوئی اشکال پیش آیا ہے تو اس بات کو سمجھنے اور اپنے اشکال کو رفع کرنے کی غرض سے استاذ سے دوبارہ پوچھ سکتا ہے تاکہ وہ اشکال میں پھنسا نہ رہے۔

← حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم كَانَتْ لَا تَسْمَعُ شَيْئًا لَا تَعْرِفُهُ إِلَّا رَاجَعَتْ فِيهِ حَتَّى تَعْرِفَهُ، وَأَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَنْ حُوسِبَ عُذِّبَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ أَوَلَيْسَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى (فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا) قَالَتْ فَقَالَ إِنَّمَا ذَلِكَ الْعَرْضُ، وَلَكِنْ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ يَهْلِكْ ا

ترجمہ۔ ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا انہیں نافع بن عمر نے خبر دی ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلیہ محترمہ حضرت عائشہؓ جب کوئی بات سنتیں جس کو سمجھ نہ پاتیں، تو دوبارہ اس کو معلوم کرتیں تاکہ سمجھ لیں۔ چنانچہ (ایک مرتبہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے حساب لیا گیا اسے عذاب دیا جائے گا تو حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ (یہ سن کر) میں نے کہا کہ کیا اللہ نے نہیں فرمایا کہ عنقریب اس سے آسان حساب لیا جائے گا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ صرف (اللہ کے دربار میں) پیشی ہے۔ لیکن جس کے حساب میں یہ جانچ کی گئی (سمجھو) وہ ہلاک ہو گیا۔

تشریح حدیث

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ اگر کوئی سوال سمجھ میں نہ آتا تو وہ ضرور دوبارہ پوچھتی تھیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "من حُوسب عذّب" تو اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ "اولیس یقول اللہ عزّوجل فسوف یُحاسب حسابًا یسیرًا" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ذٰلک العرض" یعنی حساب یسیر سے مراد محض نامہ اعمال کا پیش ہونا ہے کہ بغیر پوچھے معاف کر دیا جائے کہ جا، ہم نے تجھے معاف کیا اور "من حُوسب" سے مراد "من نوقش" ہے کہ اگر اس نے باقاعدہ جانچ پڑتال سے حساب لینا شروع کر دیا تو پھر چھٹکارا مشکل ہوگا۔

بابُ لِيُبَلِّغِ الْعِلْمَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ (جو لوگ موجود ہیں وہ غائب شخص کو علم پہنچائیں)

قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم یہ حضرت ابن عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

مقصد ترجمۃ الباب:۔ حضرت شیخ الحدیث فرماتے ہیں چونکہ حدیث پاک میں ہے "بلّغوا عنّی ولو آیۃ" تو اس سے تبلیغ آیت قرآنی کی تخصیص معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب قائم کر کے اشارہ فرمادیا کہ تبلیغ آیتِ قرآنیہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مقصودِ تبلیغ علم ہے۔ خواہ وہ آیت کریمہ ہو یا حدیث پاک ہو۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ

يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ ، سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي ، وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ ، حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ ، حَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللَّهُ ، وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ ، فَلَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا ، وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً ، فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِيهَا فَقُولُوا إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذِنَ لِرَسُولِهِ ، وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ ، ثُمَّ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ ، وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ مَا قَالَ عَمْرٌو قَالَ أَنَا أَعْلَمُ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ ، لَا يُعِيذُ عَاصِيًا ، وَلَا فَارًّا بِدَمٍ ، وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، ان سے لیث نے، ان سے سعید بن ابی سعید نے، وہ ابوشریح سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عمرو بن سعید (والی مدینہ) سے جب وہ مکہ (ابن زبیرؓ سے لڑنے کے لیے) لشکر بھیج رہے تھے، کہا کہ اے امیر! مجھے اجازت ہو تو میں وہ بات آپ سے بیان کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے روز ارشاد فرمائی تھی اس (حدیث) کو میرے دونوں کانوں نے سنا ہے اور میرے دل نے اسے یاد رکھا ہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے تو میری آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں۔ آپ نے (اول) اللہ کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر فرمایا کہ مکہ کو اللہ نے حرام کیا ہے آدمیوں نے حرام نہیں کیا تو (سن لو) کہ کسی شخص کے لیے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، یہ جائز نہیں کہ مکہ میں خونریزی کرے یا اس کا کوئی پیڑ کاٹے، پھر اگر کوئی اللہ کے رسول (کے لڑنے) کی وجہ سے اس کا جواز چاہے تو اس سے کہہ دو کہ اللہ نے اپنے رسول کے لیے اجازت دی تھی، تمہارے لیے نہیں دی اور مجھے بھی دن کے کچھ لمحوں کے لیے اجازت ملی، آج اس کی حرمت لوٹ آئی جیسی کل تھی اور حاضر غائب کو (یہ بات) پہنچا دے۔ (یہ حدیث سننے کے بعد راوی حدیث) ابوشریح سے پوچھا گیا کہ (آپ کی بات سن کر) عمرو نے کیا جواب دیا؟ انہوں نے کہا یہ کہ (ابوشریح) میں تم سے زیادہ جانتا ہوں، حرم (مکہ) کسی خطا کار کو یا خون کر کے اور فتنہ پھیلا کر بھاگ آنے والے کو پناہ نہیں دیتا۔

تشریح حدیث

عمرو بن سعید یزید بن معاویہ کی جانب سے مدینہ منورہ کا حاکم تھا جس طرح امام حسینؓ نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا تھا اسی طرح حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی یزید کی بیعت سے انکار کر دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ میں قیام پذیر تھے تو یہ عمرو بن سعید جو مدینہ کا حاکم تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے خلاف ایک لشکر بھیج رہا تھا تو اس وقت حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ صحابی رسول نے اس کو نصیحت فرمائی تھی۔ حدیث الباب میں اس کا تفصیلاً ذکر ہے۔ پھر ابوشریح رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ تمہیں عمرو بن سعید نے کیا جواب دیا تو ابوشریح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اس نے جواب دیا کہ یہ بات میں تم سے بہتر جانتا ہوں (اس لیے کہ میں بھی تو تابعی ہوں) یہ حرم کسی نافرمان کو پناہ نہیں دیتا اور نہ کسی خون بہا کر بھاگ کر آنے والے کو اور نہ ہی کسی فساد برپا کرنے والے کو پناہ دیتا ہے۔ (حالانکہ عبداللہ بن زبیرؓ نے مذکورہ تینوں کاموں میں سے کوئی کام نہیں کیا تھا)۔

کیا حرم مکہ میں پناہ لینے والے مجرم سے قصاص لیا جاسکتا ہے؟

اگر اس مجرم نے کسی کا ہاتھ' ناک وغیرہ کاٹ دیا اور حرم مکہ میں پناہ گزین ہوگیا تو اس کا قصاص حرم میں لیا جاسکتا ہے اس پر سب کا اتفاق ہے۔ اسی طرح کسی نے حدود حرم میں کسی کو قتل کردیا تو اس سے بھی حرم ہی میں قصاص لیا جاسکتا ہے اس بارے میں بھی سب کا اتفاق ہے۔ البتہ اگر قتل کا ارتکاب حرم سے باہر کیا اور پھر اس نے حرم میں پناہ لے لی ہے تو اس کے بارے میں اختلاف ہے۔
شافعیہ' مالکیہ کہتے ہیں کہ ایسے شخص سے بھی حدود حرم میں قصاص لیا جائے گا جبکہ حنفیہ' حنابلہ کہتے ہیں کہ اس سے حدودِ حرم میں قصاص نہیں لیا جائے گا اور اس کا کھانا پینا بند کردیا جائے گا۔ یہاں تک کہ مجبور ہوکر وہ خود حرم سے باہر آجائے پھر اس سے قصاص لیا جائے گا۔ شافعیہ' مالکیہ' اس بات سے استدلال کرتے ہیں کہ زانی کو کوڑے لگانے' چور کا ہاتھ کاٹنے اور اسی طرح قتل کرنے والے سے قصاص لینے کا حکم ہے۔ ان امور میں کسی مکان کی تخصیص نہیں ہے۔ اسی طرح ان کا استدلال "**الحرم لایعیذ عاصیًا ولا فارًا بدم ولا فارًا بخربۃ**" سے بھی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن خطل کے قتل کا حکم دیا تھا جبکہ وہ غلاف کعبہ سے چمٹا ہوا تھا۔ حنفیہ' حنابلہ کا استدلال آیتِ قرآنی "**ومن دخله کان اٰمنًا**" سے ہے۔ اسی طرح ان کا استدلال حدیث الباب سے بھی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "**ھٰذا بلد حرمه اللّٰہ یوم خلق السمٰوٰت والارض**" سے بھی حنفیہ' حنابلہ استدلال کرتے ہیں

اہل مکہ سے جنگ وقتال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

علامہ ماوردی شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اہل مکہ پر چڑھائی نہ کی جائے' ان کے ساتھ قتال جائز نہیں' اگر وہ بغاوت بھی کر بیٹھیں اور بغیر قتال کے ان کو راہِ راست پر لانا ممکن ہو تو قتال درست نہیں۔ اگر بغیر قتال کے وہ بغاوت سے باز نہ آئیں تو جمہور علماء کہتے ہیں کہ ان سے قتال کیا جائے گا کیونکہ باغیوں سے قتال حقوق اللہ میں سے ہے جس کو تلف کرنا درست نہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول جمہور کے مطابق ہے۔
جمہور علماء جو قتال کے جواز کے قائل ہیں وہ حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں تاویل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہاں قتال کے حرام ہونے سے مراد مخصوص کیفیتِ قتال ہے۔ مثلاً منجنیق وغیرہ نصب کرکے قتال نہ کیا جائے جس کی ایذاء رسانی عام ہوتی ہے جبکہ حرمتِ قتال کے قائلین کہتے ہیں کہ حدیث مطلق ہے اس میں کسی قسم کی تخصیص نہیں۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ ذُكِرَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ وَكَانَ مُحَمَّدٌ يَقُولُ صَدَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ ذَلِكَ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ مَرَّتَيْنِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا، ان سے حماد نے ایوب کے واسطے سے بیان کیا، وہ محمد سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) ابوبکرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا کہ آپ نے (یوں) فرمایا تمہارے خون اور تمہارے مال محمد کہتے ہیں کہ میرے خیال میں آپ نے اعراضکم کا لفظ بھی فرمایا (یعنی) اور تمہاری آبروئیں تم پر حرام ہیں

جس طرح تمہارے آج کے دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں۔ سن لو، یہ خبر حاضر غائب کو پہنچا دے اور محمد کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا۔ پھر دو بار فرمایا کہ کیا میں نے (اللہ کا یہ حکم) تمہیں نہیں پہنچا دیا۔

محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے قول کی توجیہات

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کس چیز کی تصدیق کر رہے ہیں؟ یہ سوال خاص طور پر اس لیے پیدا ہوتا ہے کہ یہاں "لِیُبَلِّغْ" امر کا صیغہ ہے اور تصدیق یا تکذیب خبر کی ہوتی ہے۔ امر، نہی وغیرہ (جو از قبیل انشاء ہیں) کی تصدیق یا تکذیب نہیں ہوتی۔ نیز یہ کہ "کان ذلک" میں "ذلک" کا اشارہ کس چیز کی طرف ہے؟

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ میں کئی احتمالات ذکر کیے ہیں۔ ان میں سے دو نقل کیے جا رہے ہیں۔

ا۔ ممکن ہے کہ روایت امر کے صیغہ کے ساتھ نہ ہو بلکہ "لیبلّغ" کے شروع میں لام مفتوحہ ہو۔ گویا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خبر دے رہے ہیں "لَیبلغ الشاهد منكم الغائب" تم میں سے جو حاضر ہے وہ غائب کو پہنچائے گا۔

محمد بن سیرینؒ اس خبر کی تصدیق کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ خبر دی ہے درست خبر دی ہے۔ "کان ذلک" واقعی تبلیغ ہوئی ہے۔ ۲۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہاں "لِیبلّغ" امر کا صیغہ ہی ہے لیکن یہ بمعنی الخبر ہے۔ گویا آپ فرما رہے ہیں "سيقع التبليغ بعد" امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اسی خبر کی تصدیق اور اس کے وقوع کی خبر دے رہے ہیں۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ عین ممکن ہے کہ "ذلک" کا اشارہ اس "تبلیغ" کی طرف ہو جو "لِیبلغ" کے ضمن میں سمجھ آ رہا ہے۔ اب "کان ذلک" کا مطلب ہو جائے گا "وقع ذلک التبليغ المامور به من الشاهد الى الغائب"

باب إِثْمِ مَنْ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ باندھنے والے کا گناہ

ماقبل سے مناسبت و مقصود ترجمۃ الباب

گزشتہ ابواب میں حرص فی الحدیث کی فضیلت، تعلیم و تعلم کی فضیلت اور قرآن و احادیث کی تبلیغ کی اہمیت و اشاعت کا بیان تھا۔

اب یہاں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ یہ سارے فضائل اپنی جگہ پر مسلم ہیں۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کرنے میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر کذب ہو جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی غلط بات منسوب کر کے پیش کرنا نہایت نقصان دہ ہے کیونکہ من گھڑت حدیث پیش کرنیوالے کیلئے جہنم کا عذاب مقرر ہے۔

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْصُورٌ قَالَ سَمِعْتُ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا، انہیں شعبہ نے خبر دی، انہیں منصور نے، انہوں نے ربعی بن حراش سے سنا

کہ میں نے حضرت علیؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھ پر جھوٹ مت بولو۔ کیونکہ جو مجھ پر جھوٹ باندھے وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات

یہ امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب بن ہاشم بن عبد مناف ہاشمی مکی مدنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "ابو تراب" کی کنیت سے پکارا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے شوہر اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے والد تھے۔ بہت سے اہل علم کے نزدیک سب سے پہلے اسلام لانے والے آپ ہی تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے جہاں نسبی شرافت اور نبوی قرابت سے نوازا تھا وہیں وہ علم وعرفان اور شجاعت و بسالت میں بھی بے مثال تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے۔ البتہ غزوہ تبوک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینہ منورہ میں اپنے نائب کے طور پر چھوڑا تھا اس لیے اس میں عملاً شریک نہیں ہوسکے۔

حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کے ہاتھ پر اُمت نے بیعت کی اور آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بنی ہاشم کے پہلے خلیفہ تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تقریباً پانچ سو چھیاسی حدیثیں مروی ہیں۔ رمضان المبارک ۴۰ھ میں ایک شقی القلب شخص عبدالرحمٰن بن ملجم نے آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا اور اس واقعہ میں آپ شہید ہوگئے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلّم لا تکذبوا علیّ فانّہ من کذب علیّ فلیلج النار

کچھ جاہل صوفیاء کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "کذب علی النّبی" سے منع فرمایا ہے۔ "کذب للنبی" سے نہیں۔ لہٰذا اگر کوئی دین کی تائید کے لیے من گھڑت احادیث وضع کرلے تو یہ جائز ہے۔

اسی طرح کرامیہ کا بھی یہی کہنا ہے کہ قرآن وسنت میں جو کچھ وارد ہوا ہے اس کو ثابت کرنے کے لیے اگر ترغیب وترہیب کے باب میں کوئی جھوٹ بول کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کردے تو جائز ہے کیونکہ یہ "کذب لہٗ" ہے "کذب علیہ" نہیں ہے۔ لیکن ان کی یہ دلیل درست نہیں اس لیے کہ "کذب علی النبی" اور "کذب للنبی" میں کوئی فرق ہے ہی نہیں کیونکہ "کذب" خلاف واقعہ بات کو کہتے ہیں پھر اگر کوئی شخص کسی کی طرف کوئی بات منسوب کرے اور منسوب الیہ نے وہ بات نہ کہی ہو چاہے اس کی تائید میں ہو یا تردید میں تو وہاں "کذب علیہ" ہی بولا جاتا ہے۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ إِنِّي لَا أَسْمَعُكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَمَا يُحَدِّثُ فُلَانٌ وَفُلَانٌ قَالَ أَمَا إِنِّي لَمْ أُفَارِقْهُ وَلَكِنْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے جامع ابن شداد نے، وہ عامر بن عبداللہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں۔ وہ اپنے باپ عبداللہ بن زبیر سے کہ انہوں نے اپنے باپ حضرت زبیرؓ سے عرض کیا کہ میں نے کبھی آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث نہیں سنیں۔ جیسا کہ فلاں اور فلاں بیان کرتے ہیں، زبیر نے جواب دیا کہ سن لو

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (کبھی) جدا نہیں ہوا لیکن میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے۔ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے (اسی لیے میں حدیث رسول بیان نہیں کرتا)۔

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات

یہ مشہور صحابی امیر المؤمنین عبداللہ بن الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب پیدا ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کو لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور چبا کر اس کھجور سے تحنیک کی۔ چنانچہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں سب سے پہلے جو چیز پہنچی وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب مبارک تھا۔

جب یہ سات سال کی عمر کو پہنچے تو اپنے والد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے اشارہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر بیعت کے لیے حاضر ہوئے۔ آپ ان کو آتے ہوئے دیکھ کر مسکرائے اور پھر بیعت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جہاں نسبی شرافت عطا فرمائی تھی وہیں ذاتی قابلیت وصلاحیت سے بھی نوازا تھا' زبردست بہادر تھے۔ دس سال کی عمر میں اپنے والد کے ساتھ یرموک کی لڑائی میں شریک ہوئے اور گھڑ سواری کی۔ واقعہ جمل کے موقع پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہو کر شریک ہوئے اور اس بے جگری سے لڑے کہ چالیس زخم آئے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ عبادت کا بھی خاص ذوق رکھتے تھے۔ حضرت عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے "ما رأیت مصلیًا قط احسن صلاۃ من عبداللہ بن زبیر" آپ رضی اللہ عنہ سے تقریباً تینتیس احادیث مروی ہیں۔ ۷۳ھ میں شہید ہوئے۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات

یہ حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے ہیں۔ چوتھے یا پانچویں نمبر پر اسلام لائے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لیے سب سے پہلے تلوار نکالنے والے یہی تھے۔ اس وقت ان کی عمر بارہ سال تھی۔ آپ کا شمار عشرہ مبشرہ صحابہ میں ہوتا ہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی جانثاری کو دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "فداک ابی و امی"۔

اسی طرح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ان چھ اصحاب شوریٰ میں سے تھے جن میں سے کسی ایک کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے لیے منتخب فرمایا تھا اور یہ فرمایا کہ یہ وہ حضرات ہیں جن سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخر وقت تک راضی رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حبشہ کی طرف دونوں ہجرتیں کیں لیکن وہاں زیادہ عرصہ نہیں ٹھہرے پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے تقریباً اڑتالیس (۴۸) احادیث مروی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ ۳۶ھ میں شہید ہوئے۔

← حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ أَنَسٌ إِنَّهُ لَيَمْنَعُنِي أَنْ أُحَدِّثَكُمْ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

ترجمہ۔ ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، ان سے عبدالوارث نے عبدالعزیز کے واسطے سے نقل کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مجھے بہت سی حدیثیں بیان کرنے سے یہ بات روکتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ

پر عمداً جھوٹ باندھے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم يَقُولُ مَنْ يَقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

ترجمہ۔ ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے سلمہ بن الاکوع کے واسطے سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص میری نسبت وہ بات بیان کرے جو میں نے نہیں کہی، تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات

یہ مشہور صحابی حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت سلمہؓ بیعت الرضوان میں شریک تھے۔ اس روز انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر تین مرتبہ بیعت علی الموت کی' بہت ہی بہادر اور نڈر تھے' تیر اندازی میں بہت مہارت رکھتے تھے۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے تقریباً...... ستر حدیثیں مروی ہیں۔ آپ کا انتقال ۶۴ھ یا ۷۴ھ میں ہوا۔

واضح رہے کہ مذکورہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے پہلی ثلاثی حدیث ہے۔ مقدمہ میں یہ بحث گزر چکی ہے کہ بخاری کی کل بائیس ثلاثی روایات ہیں جن میں سے بیس روایات حنفی مشائخ سے مروی ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اکثر روایات ثلاثی ہیں جبکہ ان میں ثنائی روایات بھی بکثرت ہیں بلکہ بعض وحدانیات بھی ہیں۔

حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي ، وَمَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِي صُورَتِي ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ نے بیان کیا، ان سے ابوعوانہ نے ابی حصین کے واسطے سے نقل کیا، وہ ابوصالح سے روایت کرتے ہیں وہ ابوہریرہؓ سے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ (اپنی اولاد کا) میرے نام کے اوپر نام رکھو۔ مگر میری کنیت اختیار نہ کرو، اور جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا تو بلاشبہ اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا اور جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے، وہ دوزخ میں اپنا ٹھکانا تلاش کرے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت اور نام مبارک ہم رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

اس مسئلہ میں مختلف مذاہب ہیں۔ ۱۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اہل ظاہر کا کہنا ہے کہ کسی بھی شخص کے لیے "ابوالقاسم" کنیت رکھنا درست نہیں خواہ اس کا نام محمد یا احمد ہو یا نہ ہو۔ ان حضرات کا استدلال حدیث باب کے ظاہر سے ہے۔

۲۔ امام مالک اور جمہور علماء فرماتے ہیں کہ "ابوالقاسم" کنیت رکھنا مطلقاً جائز ہے خواہ کسی کا نام محمد یا احمد ہو یا نہ ہو۔ گویا یہ حضرات حدیث نہی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے ساتھ مختص قرار دیتے ہیں اور آپ کے وصال کے بعد اس کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔

ان حضرات کا کہنا ہے کہ اُس زمانہ سے لے کر آج تک لوگ ابوالقاسم کنیت رکھتے چلے آرہے ہیں' کسی نے نکیر نہیں کی۔

ان حضرات کی دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے "**قال علی: قلت: یا رسول اللّٰہ ان ولد لی من بعدک ولد اسمیہ باسمک واکنیہ بکنیتک قال نعم**"

۳۔ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ نہی تو منسوخ نہیں ہے البتہ یہ نہی تنزیہ وادب کے لیے ہے نہ کہ تحریم کے لیے۔

۴۔بعض سلف کہتے ہیں کہ ابوالقاسم کی کنیت اس شخص کے لیے ممنوع ہے جس کا نام محمد یا احمد ہو اور جس کا نام محمد یا احمد نہ ہو اس کے لیے اس کنیت رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

۵۔ پانچواں مذہب یہ ہے کہ ابوالقاسم کی کنیت مطلقاً ممنوع ہے خواہ اس کا نام محمد یا احمد ہو یا نہ ہو اور اسی طرح کسی کا نام "قاسم" رکھنا بھی ممنوع ہے تاکہ اس کا باپ ابوالقاسم نہ پکارا جائے۔

۶۔ چھٹا مذہب یہ ہے کہ "محمد" نام رکھنا ہی مطلقاً ممنوع ہے۔اسی طرح "ابوالقاسم" کنیت رکھنا بھی مطلقاً ممنوع ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ امام مالکؒ اور جمہور کے مذہب کو راجح قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مطلقاً ابوالقاسم کی کنیت رکھنا جائز ہے۔تمام لوگوں کا اس پر اتفاق ہے۔ نیز اس کنیت کو اختیار کرنے والے بڑے بڑے آئمہ اور اہل حل وعقد ہیں اور ایسے لوگ ہیں جو مہماتِ دین میں مقتدیٰ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ومن رآنی فی المنام فقد رآنی (دیدارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

کیا حالتِ بے داری میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ممکن ہے؟ حضرات صحابہ وتابعین میں سے کسی سے یہ منقول نہیں کہ انہوں نے شدت تعلق کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھا ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رؤیت فی الیقظہ کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت نہیں ہے البتہ رؤیت منامی تواتر سے ثابت ہے۔قاضی ابوبکر بن الطیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "**من رانی فی المنام فقد رآنی**" میں "**فقد رآنی**" کا مطلب ہے کہ اس نے حق کو دیکھا' اس کا خواب صحیح ہے' اضغاث واحلام سے نہیں ہے اور نہ شیطانی اثر کے تحت ہے۔

بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے والا آپ کی منقول صورت وصفت پر نہیں دیکھتا۔مثلاً سفید داڑھی کے ساتھ دیکھتا ہے یا جسم کے دوسرے رنگ میں دیکھا تو اس سلسلہ میں قاضی عیاضؒ اور ابوبکر ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صفت معلومہ پر دیکھا تو حقیقت تک رسائی ہوئی ورنہ مثال کو دیکھا اور اس کو رؤیائے تاویلی کہیں گے کیونکہ بعض خوابوں کی تعبیر کھلی اور واضح ہوتی ہے اور بعض خواب تاویل کے محتاج ہوتے ہیں۔

اگر اچھی شکل میں دیکھا ہے تو دیکھنے والے کے دین کی خوبی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دین کا آئینہ ہیں اور اگر کسی ناپسندیدہ صورت میں دیکھا تو دیکھنے والے کے نقص کی علامت ہے۔

بعض دیگر محققین کہتے ہیں کہ حدیث الباب اپنے ظاہری معنی پر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس نے خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اس نے حقیقت میں آپ ہی کا ادراک کیا جو کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی صفاتِ معلومہ کے خلاف دیکھتا ہے اپنے تخیلات کی غلطی کے سبب سے دیکھتا ہے۔عام طور پر عادۃً ایسا ہوتا ہی ہے کہ بیداری کے تخیلات خواب میں نظر آیا کرتے ہیں۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "فقد رآنی" کا مطلب یہ ہے کہ حقیقت میں میری مثال دیکھی کیونکہ خواب میں مثال ہی دیکھی جاتی ہے اور "فان الشیطان لایتمثل بی" اس پر دلالت کرتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی اسی کے قریب قریب ہے۔

اگر کسی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو کہ آپ کسی چیز کی خبر دے رہے ہیں یا کسی چیز سے منع فرمارہے ہیں یا کسی چیز کا حکم دے رہے ہیں تو آیا ایسے ارشادات منامیہ شرعی حجت ہیں یا نہیں؟ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ خواب میں آپ کے ارشادات شرعی حجت نہیں ہیں اور اسی طرح خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے والا صحابی نہیں ہوگا۔

جھوٹی حدیث بیان کرنے والے کا حکم

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے جان بوجھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات منسوب کی۔ اس کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ اس کی تکفیر نہیں کریں گے۔ بجز اس کے کہ وہ حلال سمجھ کر ایسا کرے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایک حدیث میں بھی عمداً جھوٹ بولے تو وہ فاسق ہے اور اس کی تمام روایات کو رد کیا جائے گا۔ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کی کوئی روایت کبھی بھی قبول نہ ہوگی نہ اس کی توبہ قبول ہوگی بلکہ وہ ہمیشہ کے لیے قطعی طور پر مجروح ہوگیا۔ جیسا کہ علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے جن میں امام احمد، ابوبکر حمیدی اور ابوبکر صیرفی شافعی شامل ہیں۔

باب كِتَابَةِ الْعِلْمِ (علم کا قلمبند کرنا)

اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتلا رہے ہیں کہ کتابت علم جائز ہے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد روایات سے ثابت فرمایا ہے۔

کتابتِ علم کے بارے میں علمائے سلف کے تین مذاہب ہیں

۱۔ کتابت علم بالکل منع ہے حتیٰ کہ جو کچھ لکھا ہوا ہے اس کو بھی مٹا دیا جائے۔ اس مذہب والے حضرات کہتے ہیں کہ اگرچہ کتابت علم کے جواز کی روایات کثرت سے ہیں اور کتابت سے منع کی روایات بھی ہیں۔ جب منع اور جواز میں تعارض ہوا کرتا ہے تو منع کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ۲۔ اولاً کتابتِ علم کی اجازت ہے اور جب یاد ہو جائے تو مٹا دیا جائے۔

۳۔ کتابت بالکل جائز ہے اور بعد میں مٹانے کی ضرورت بھی نہیں یہ متفق علیہ مذہب ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ هَلْ عِنْدَكُمْ كِتَابٌ قَالَ لَا، إِلَّا كِتَابُ اللهِ، أَوْ فَهْمٌ أُعْطِيَهُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ، أَوْ مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ قُلْتُ فَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ الْعَقْلُ، وَفَكَاكُ الْأَسِيرِ، وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ

ترجمہ۔ ہم سے ابن سلام نے بیان کیا، انہیں وکیع نے سفیان سے خبر دی، انہوں نے مطرف سے سنا، انہوں نے شعبی سے، انہوں نے ابوحجیفہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کوئی (اور بھی) کتاب ہے؟

انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔مگر اللہ کی کتاب ہے یا فہم ہے جو وہ ایک مسلمان کو عطا کرتا ہے، یا پھر جو کچھ اس صحیفے میں ہے۔ میں نے پوچھا۔اس صحیفے میں کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا، دیت اور اسیروں کی رہائی کا بیان اور یہ حکم کہ مسلمان، کافر کے عوض قتل نہ کیا جائے

تشریح حدیث

یہی روایت بخاری ج ۲ میں موجود ہے وہاں اس طرح کے کلمات ہیں "قلتُ لِعلیؓ هل عندکم کتاب من وحی غیر القرآن" ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے سوال کا مقصد یہ تھا کہ آپ کے پاس اس قرآن پاک کے علاوہ قرآن کا کوئی اور حصہ ہے۔اس سوال کا منشاء یہ تھا کہ اُس زمانے سے ہی روافض نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے معاونین نے چالبازی کی کیونکہ قرآن مجید کے اصل چالیس پارے تھے، جن دس پاروں میں اہل بیت کے فضائل تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متعلق بہت سارے مضامین تھے وہ دس پارے ان حضرات نے قرآن مجید میں درج نہیں کرائے تو ان باتوں کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا لوگوں کا خیال درست ہے کہ آپ کے پاس وحی الٰہی کا ایک خاص حصہ موجود ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں کا خیال درست نہیں بلکہ کتاب تو صرف کتاب اللہ ہے۔

او فهم اعطيته رجل مسلم

اس سے استنباط واجتہاد مراد ہے۔

او ما فی هٰذه الصحيفة

اس صحیفہ سے مراد وہ صحیفہ ہے جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی تلوار کے نیام میں رکھتے تھے۔اس صحیفہ میں وہ احکام لکھے ہوئے تھے جن کا تذکرہ حدیث پاک میں آگے ہو رہا ہے۔

قال قلتُ وما فی هٰذه الصحيفة

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس صحیفہ میں کیا ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "العقل" دیت یعنی احکام دیت "وفکاک الاسیر" اور قیدی چھڑانا یعنی قیدیوں کے چھڑانے کے احکام "ولا یقتل مسلم بکافر" اور یہ کہ کسی مسلمان کو کسی کافر کے بدلہ میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

کیا مسلمان کو کافر کے بدلہ میں قصاصاً قتل کیا جا سکتا ہے؟

یہ مسئلہ اختلافی ہے۔آئمہ ثلاثہ کا مسلک یہ ہے کہ مسلمان کو کافر کے بدلہ میں قصاصاً قتل نہیں کیا جائے گا۔

احناف کہتے ہیں کہ حربی کافر کے بدلہ میں تو مسلمان کو قتل نہ کیا جائے گا۔البتہ ذمی کافر کے بدلہ میں مسلمان کو قتل کیا جائے گا چونکہ روایات میں ذمی کافروں کے بارے میں آتا ہے "اموالهم کاموالنا ودمائهم کدمائنا"

آئمہ ثلاثہ حدیث الباب سے استدلال کرتے ہیں۔

احناف حدیث الباب کا ایک جواب یہ دیتے ہیں کہ اس حدیث میں کافر سے مراد حربی کافر ہے۔ اس کی دلیل ابوداؤد شریف کی یہ حدیث ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الا لایقتل مؤمن بکافر ولا ذوعهد في عهده" اس حدیث سے استدلال اس طرح کیا گیا ہے کہ اس میں "ولا ذوعهد في عهده" مؤمن پر معطوف ہے۔ اب مطلب یہ ہوا کہ "ولایقتل مؤمن ولا ذوعهد في عهده بکافر" یعنی کسی مؤمن کو اور کسی ذوعہد یعنی ذمی کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا اور ذوعہد یعنی ذمی کو جس کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا وہ کافر حربی ہے کیونکہ اس کو کافر ذمی کے بدلے میں قتل کیا جاتا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ کا حکم ایک ہوتا ہے۔ جب ذمی کو کافر ذمی کے بدلے میں قتل کیا جائے گا اور کافی حربی کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا تو "مسلم" کا بھی یہی حکم ہوگا کہ اسے ذمی کے بدلے میں تو قتل کیا جائے گا۔ البتہ حربی کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا۔ احناف حدیث الباب کا دوسرا جواب یہ دیتے ہیں کہ اس حدیث شریف کا تعلق زمانہ جاہلیت سے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر جاہلیت کے زمانہ میں حالتِ کفر میں کسی نے کسی کافر کو قتل کر دیا اور اس کے بعد قاتل مسلمان ہو گیا تو اب قاتل کو اس مقتول فی الجاہلیۃ کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

احناف ایک تو اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہیں "يٰأَيُّهَا الَّذين آمنوا كُتِبَ عليكم القِصاصُ في القتلٰى" اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر اس قاتل سے قصاص لیا جائے گا جس نے عمداً قتل کیا ہو۔ البتہ کوئی تخصیص کی دلیل ہو تو تخصیص ہوگی ورنہ نہیں خواہ مقتول غلام ہو یا ذمی ہو مذکر ہو یا مؤنث کیونکہ "قتلٰی" کا لفظ سب کو شامل ہے۔

اس مسئلہ میں مذہب احناف کی تائید میں بعض روایات بھی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے جسے امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں نقل کیا ہے "بلغنا عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم انه قتل مسلمًا بمعاهد وقال انا احق من وفی بذمته" یعنی ہم تک یہ بات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ذمی کے بدلے ایک مسلمان کو قتل کیا اور فرمایا میں ذمہ کا حق ادا کرنے کا سب سے زیادہ حق دار ہوں۔ اس روایت کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں بھی نقل کیا ہے۔

← حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوا رَجُلاً مِنْ بَنِي لَيْثٍ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ بِقَتِيلٍ مِنْهُمْ قَتَلُوهُ ، فَأُخْبِرَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ ، فَخَطَبَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ أَوِ الْفِيلَ شَكَّ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَالْمُؤْمِنِينَ ، أَلاَ وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي ، وَلاَ تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي أَلاَ وَإِنَّهَا حَلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ ، أَلاَ وَإِنَّهَا سَاعَتِي هٰذِهِ حَرَامٌ ، لاَ يُخْتَلٰى شَوْكُهَا ، وَلاَ يُعْضَدُ شَجَرُهَا ، وَلاَ تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا إِلاَّ لِمُنْشِدٍ ، فَمَنْ قُتِلَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُعْقَلَ ، وَإِمَّا أَنْ يُقَادَ أَهْلُ الْقَتِيلِ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ اكْتُبُوا لِأَبِي فُلاَنٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلاَّ الإِذْخِرَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلاَّ الإِذْخِرَ ، إِلاَّ الإِذْخِرَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ يُقَالُ يُقَادُ بِالْقَافِ فَقِيلَ لِأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ أَيُّ شَيْءٍ كَتَبَ لَهُ قَالَ كَتَبَ لَهُ هٰذِهِ الْخُطْبَةَ

ترجمہ۔ ہم سے ابونعیم الفضل ابن دکین نے بیان کیا، ان سے شیبان نے یحییٰ کے واسطے سے نقل کیا، وہ ابوسلمہ سے وہ ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ خزاعہ (کے کسی شخص) نے بنولیث کے کسی آدمی کو اپنے مقتول کے عوض مار دیا تھا۔ یہ فتح

مکہ والے سال کی بات ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر دی گئی، آپ نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ نے مکہ سے قتل یا فیل کو روک لیا، امام بخاری کہتے ہیں اس لفظ کو شک کے ساتھ سمجھو، ایسا ہی ابونعیم وغیرہ نے القتل اور الفیل کہا، ان کے علاوہ دوسرے لوگ الفیل کہتے ہیں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) کہ ان پر اپنے رسول اور مسلمانوں کو غالب کر دیا اور سمجھ لو کہ وہ (مکہ) کسی کے لیے حلال نہیں ہوا، مجھ سے پہلے اور نہ (آئندہ) کبھی ہوگا، اور میرے لیے بھی صرف دن کے تھوڑے سے حصہ کے لیے حلال کر دیا گیا تھا۔ سن لو کہ وہ اس وقت حرام ہے نہ اس کا کوئی کانٹا توڑا جائے نہ اس کے درخت کاٹے جائیں اور اس کی گری پڑی چیز بھی وہی اٹھائے جس کا منشا یہ ہو کہ وہ اس شے کا تعارف کرا دے گا، تو اگر کوئی شخص مارا جائے تو (اس کے عزیزوں کو) اس کو اختیار ہے دو باتوں کا، یا دیت لے یا قصاص۔ اتنے میں ایک یمنی آدمی آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! (یہ مسائل) میرے لئے لکھوا دیجیے، تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوفلاں کے لیے (یہ مسائل) لکھ دو، تو ایک قریشی شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ! اذخر کے سوا، کیونکہ اسے ہم گھروں میں بوتے ہیں اور اپنی قبروں میں ڈالتے ہیں (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (ہاں) مگر اذخر مگر اذخر۔

تشریح حدیث

قبیلہ خزاعہ نے فتح مکہ کے سال بنولیث کے ایک شخص کو اپنے مقتول کے بدلے قتل کر دیا۔ ان دونوں قبیلوں کی آپس میں جنگ چلی آ رہی تھی۔ فتح مکہ میں یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاہد تھے۔ انہوں نے اپنے آدمی کا قصاص لے لیا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ قبیلہ خزاعہ کے جس شخص نے قتل کیا تھا اس کا نام خراش بن اُمیہ خزاعی تھا اور جس کو قتل کیا اس کا نام ابن الاثوع الہذلی ہے، جاہلیت میں ابن الاثوع نے قبیلہ خزاعہ کے احمر نامی شخص کو قتل کیا تھا۔

قال محمّد واجعلوه علی الشک کذا

محمد کا مصداق خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ "القتل او الفیل" اس کو شک کے ساتھ رہنے دینا اس میں اصلاح نہ کرنا کیونکہ میرے استاذ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح شک کے ساتھ بیان کیا تھا۔ اگرچہ صحیح الفیل ہے کیونکہ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ باقی اساتذہ الفیل ہی بیان کرتے ہیں۔

محدثین کرام کا اصول ہے کہ اگر کتاب میں غلطی خود اس لکھنے والے کی طرف سے ہو تو اس میں اصلاح کرنا جائز نہیں لیکن جب تحقیقی طور پر معلوم ہو جائے کہ یہ غلط ہے تو پھر حدیث پڑھنے والا کیا کرے؟ اس میں دو قول ہیں ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ جب غلطی پر پہنچے تو یوں پڑھے "الصحیح کذا وفی الکتاب کذا" تا کہ کہیں "مَنْ کذب علیّ متعمدًا" کا مصداق نہ بن جائے اور دوسری جماعت کی رائے یہ ہے کہ حدیث پڑھنے والا پڑھتا چلا جائے گا اور جب غلط پڑھ لے تو اس کے فوراً بعد "والصحیح کذا" پڑھے۔

ولا تلتقط ساقطتها الا لمنشد

اور اس کی (حرم کی) گری ہوئی چیز نہ اُٹھائی جائے۔ مگر "مُعرِّف" کے لیے اجازت ہے۔

لقطۂ حرم اور عام لقطہ میں کوئی فرق ہے؟

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرق ہے۔ انکے نزدیک عام لقطہ کا اُٹھانا واجب یا مستحب ہے اسکے بعد مخصوص مدت تک اس کی تشہیر ہوگی۔ اگر تشہیر کے بعد مالک نہ آئے تو اس کو ملتقط اپنے استعمال میں لاسکتا ہے خواہ ملتقط غنی ہو یا فقیر ہو جبکہ لقطہ حرم کے بارے میں فرماتے اسکا اُٹھانا صرف حفاظت کی غرض سے ہی ہے تملک کی نیت سے بالکل جائز نہیں پھر اس کی ہمیشہ ہی تشہیر کی جائیگی۔

جبکہ جمہور آئمہ: امام ابوحنیفہ، امام مالک رحمہم اللہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قول یہ ہے کہ عام لقطہ اور لقطہ حرم میں کوئی فرق نہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال حدیث الباب سے ہے۔

جمہور کا استدلال اُن احادیث سے ہے جن میں عام لقطہ اور لقطہ حرم میں تفریق نہیں کی گئی جہاں تک حدیث الباب کا تعلق ہے اس کے بارے میں علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "الا لمنشد" کا مطلب "الا لمن عرفها عامًا" ہے۔

علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحیح مسلم میں جو "نهى عن لقطة الحجاج" آیا ہے اس کے بارے میں ابن وھب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اسی جگہ چھوڑ دیا جائے حتیٰ کہ اس کا مالک آجائے اور اسے لے لے لیکن ہمارے زمانے میں اس پر عمل ممکن نہیں کیونکہ بیت اللہ کے اِردگرد بہت زیادہ چوریاں ہوتی ہیں۔ چہ جائیکہ مالک موجود نہ ہو تو لقطہ بالکل محفوظ نہیں ہوگا۔

اما ان يعقل واما ان يقاد اهل القتيل

یا تو مقتول کے ورثاء کو دیت دی جائے گی یا مقتول کا قصاص لیا جائے گا۔

یہاں حدیث الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ قتل عمد کا موجب دیت اور قصاص میں سے کوئی ایک ہے۔ ان میں سے کسی ایک کے اختیار کا حق ولی مقتول کو ہوگا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔

جبکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ولی مقتول کو قصاص لینے کا حق حاصل ہے قصاص نہ لے تو معاف کردے جہاں تک دیت کے ایجاب کا تعلق ہے سو یہ قاتل کی رضامندی پر موقوف ہے۔

دلائل احناف

۱۔ "كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى" ۲۔ "وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ"

۳۔ "وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ" اس آیت میں بالاتفاق قصاص مراد ہے۔ ۴۔ "وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ"

ان تمام آیات کا تقاضا یہ ہے کہ قتل عمد کا موجب صرف قصاص ہی ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ آیات کریمہ کے علاوہ کئی روایات بھی حنفیہ کی دلیل ہیں۔ مثلاً نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت مرفوعاً مروی ہے جس کا مفہوم ہے "جو شخص اندھی لڑائی میں مارا جائے یا ان کے درمیان سنگ باری ہو یا کوڑوں، ڈنڈوں کی جنگ ہو تو اس کی دیت قتلِ

خطاء کی دیت ہے اور جسے عمداً قتل کیا جائے تو اس میں ہاتھ سے قصاص لیا جائے گا۔ پھر جو قاتل اور قصاص کے درمیان حائل ہوگا اس پر اللہ تعالیٰ کی، تمام فرشتوں کی اور لوگوں کی لعنت ہوگی۔ اس سے نہ نفل قبول کیا جائے گا نہ فرض۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل حدیث الباب ہے۔ اس حدیث نے صاف طور پر بتادیا کہ ولی مقتول کو دو چیزوں میں اختیار ہے کہ جس چیز کو چاہے اختیار کرے یا دیت لے یا قصاص لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس سے استدلال تام نہیں۔ اس لیے کہ اس روایت کے الفاظ میں اختلاف ہے۔ حافظ ابوالقاسم سہیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں سات، آٹھ قسم کے الفاظ وارد ہیں اور بعض الفاظ سے حنفیہ، مالکیہ کی تائید ہوتی ہے۔

فقال رجلٌ من قريش الا الا ذخر يا رسول الله فانا نجعله في بيوتنا وقبورنا

قریش کے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ''اذخر'' کا استثناء فرمادیجئے کیونکہ اسے ہم گھروں میں اور قبروں میں استعمال کرتے ہیں۔ یہ قریشی شخص حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔

کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو احکام میں اجتہاد کا اختیار تھا یا نہیں؟

اس میں اختلاف ہے۔ ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار نہ تھا۔ ان کا استدلال ''وما ينطق عن الهوىٰ'' اور اس جیسی دیگر آیات قرآنیہ سے ہے۔

اس کے برعکس دوسری جماعت کی رائے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار تھا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جس طرح وحی کے ذریعے معلوم شدہ احکام پر عمل جائز ہے اسی طرح رائے اور اجتہاد سے جو احکام مستنبط ہوں گے ان پر بھی عمل جائز ہے۔

یہی حنفیہ میں سے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ امام مالک، امام شافعیؒ اور اکثر محدثین کا یہی مذہب ہے۔

یہ حضرات حدیث الباب پیش کرتے ہیں کہ دیکھو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کہنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذخر کا استثناء فرمادیا تھا تو معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار تھا، ان حضرات کی ایک دلیل ''لولا ان اشق على اُمّتي لامرتهم بالسواك'' والی روایت بھی ہے۔

اکثر حنفیہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بھی معاملہ میں سب سے پہلے وحی کا مکلف بنایا گیا ہے۔ اگر انتظار کے بعد وحی نازل نہ ہو تو یہ اجتہاد کرنے کی اجازت کی دلیل ہے۔ کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد اور اُمت کے اجتہاد میں فرق ہے؟

جی ہاں بالکل فرق ہے۔ عام اُمت کے اجتہاد میں خطاء کا احتمال ہوتا ہے اور مجتہد اس خطاء پر برقرار بھی رہتا ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد میں اکثر علماء کے نزدیک خطاء کا احتمال ہی نہیں کیونکہ ہمیں احکام میں آپ کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر آپ کے اجتہاد میں خطاء کا احتمال ہوگا تو ہمیں خطاء کی اتباع کا حکم دینا لازم آئے گا جو درست نہیں۔

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ أَخْبَرَنِي وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ عَنْ أَخِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ مَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَلَا أَكْتُبُ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے عمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے وہب بن منبہ نے اپنے بھائی کے واسطے سے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں عبداللہ بن عمرو کے علاوہ مجھ سے زیادہ کوئی حدیث بیان کرنے والا نہیں، وہ لکھ لیا کرتے تھے، میں لکھتا نہیں تھا، دوسری سند سے معمر نے وہب بن منبہ کی متابعت کی۔ وہ ہمام سے روایت کرتے ہیں وہ ابو ہریرہؓ سے۔

تشریح حدیث

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنتے تھے وہ لکھ لیتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو ملامت کی کہ تم سب کچھ لکھ لیتے ہو حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں غصہ بھی فرماتے ہیں اور خوش بھی ہوتے ہیں۔ اس پر حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس منہ سے حالت رضاء و غضب میں سوائے حق کے اور کوئی بات نہیں نکلتی۔ تم سب لکھ لیا کرو تو یہاں کتابت حدیث بامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوگئی۔

یہاں ایک اور بحث بھی ہے وہ یہ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ سوائے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے مجھ سے زیادہ اور کوئی احادیث کثرت سے بیان کرنے والا نہیں حالانکہ حقیقت اس کے خلاف ہے کیونکہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایات کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر بتلائی ہے جبکہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ روایات بعض کے مطابق پانچ سو اور بعض کے مطابق سات سو ہیں تو پھر کس طرح ابن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایات زیادہ ہوئیں۔

بعض علماء اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ لکھنا اور چیز ہے اور اس کی روایات کا آگے چل پڑنا اور بات ہے۔ درحقیقت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کثرت سے مدینہ منورہ میں قیام کرتے تھے اور لوگ کثرت سے مدینہ منورہ ہی تحصیل علم کے لیے سفر کر کے آتے تھے اور حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ طائف میں قیام پذیر تھے اور لوگ وہاں کثرت سے نہیں جاتے تھے۔ لہٰذا ان سے اخذ روایات کثرت سے نہیں ہوا۔

دوسرا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ چونکہ کتب سماویہ کے عالم تھے وہ کبھی کبھی اسرائیلیات بھی بیان کر دیا کرتے تھے۔ اس خلط ملط کی وجہ سے عام آدمی ان سے روایات کثرت سے نہیں لیتے تھے۔ بخلاف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ وہ صرف احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بیان کرتے تھے اس لیے لوگ کثرت سے ان سے روایات لیتے تھے۔

تابعه معمر ' عن همّام ' عن ابی هریرة رضی الله عنه

معمر بن راشد رحمۃ اللہ علیہ نے ہمام عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے میں وہب بن منبہ کی متابعت کی ہے۔

اس متابعت کو ذکر کرنے کا مقصد غالباً یہ ہے کہ چونکہ وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ باوجود ثقہ ہونے کے ان پر بعض علماء نے کلام کیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ اسرائیلیات بھی بہت روایت کرتے تھے۔ اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ متابعت ذکر کر کے بتا دیا کہ وھب کی یہ روایت قوی ہے۔ اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا اشْتَدَّ بِالنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَجَعُهُ قَالَ ائْتُونِي بِكِتَابٍ أَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ قَالَ عُمَرُ إِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَنَا كِتَابُ اللَّهِ حَسْبُنَا فَاخْتَلَفُوا وَكَثُرَ اللَّغَطُ قَالَ قُومُوا عَنِّي ، وَلَا يَنْبَغِي عِنْدِي التَّنَازُعُ فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَبَيْنَ كِتَابِهِ

ترجمہ۔ ہم سے یحیٰ بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ابن وہب نے، انہیں یونس نے ابن شہاب سے خبر دی، وہ عبیداللہ بن عبداللہ سے وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض میں شدت ہوگئی تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس سامان کتابت لاؤ تاکہ تمہارے لیے ایک نوشتہ لکھ دوں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہوسکو۔ اس پر حضرت عمرؓ نے (لوگوں سے) کہا کہ اس وقت رسول اللہ پر تکلیف کا غلبہ ہے اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب موجود ہے جو ہمیں (ہدایت کے لیے) کافی ہے۔ اس پر لوگوں کی رائے مختلف ہوگئی اور بول چال زیادہ ہونے لگی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ کھڑے ہو۔ (اس وقت) میرے پاس جھگڑنا ٹھیک نہیں، تو ابن عباس یہ کہتے ہوئے نکل آئے کہ بیشک مصیبت بڑی سخت مصیبت ہے (وہ چیز جو) ہمارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور آپ کی (مطلوبہ) تحریر کے درمیان حائل ہوگئی۔

تشریح حدیث............حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیا لکھنا چاہتے تھے؟

اس کی تو کہیں تصریح نہیں ہے۔ ہاں البتہ سیاق روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خلافت کے متعلق لکھتے کہ فلاں کو خلیفہ بنایا جائے پھر فلاں فلاں کو تاکہ لوگ اختلاف نہ کریں۔ امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سارے اہل علم نے اسی کو ترجیح دی ہے جس کی تائید مسلم شریف کی حدیث سے ہوتی ہے۔ "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت کے موقع پر مجھ سے فرمایا کہ اپنے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اپنے بھائی کو بلاؤ تاکہ میں تحریر لکھواؤں کیونکہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرتا ہوا کہے گا کہ میں خلافت کا زیادہ حق دار ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ اور اہل ایمان ابوبکر کے سوا کسی پر راضی نہیں ہوں گے۔" یہ واقعہ جمعرات کا ہے اور اس کے بعد سوموار کی صبح کو آپ کا انتقال ہوا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض بھی مذکورہ جملہ سے ثابت ہورہی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوصال میں لکھنے کے لیے قلم دوات طلب فرمائی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ لکھتے وہ سب حدیث ہی ہوتا۔ لہٰذا کتابت حدیث ثابت ہوگئی۔

قال عمر ان النببی صلی اللہ علیہ وسلّم غلبہ الوجع وعندنا کتاب اللہ حسبنا

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھنے کے لیے قلم دوات طلب فرمائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو منع فرمایا اور کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہے ہمارے لیے کتاب اللہ ہی کافی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منع کیوں کیا؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دونوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر اور مشیر تھے۔ اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہی مناسب سمجھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تکلیف نہ دی جائے۔

ایک موقع پر جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے مبارک لے کر لوگوں کو جنت کی

بشارت دینے چلے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے راستہ میں ان کے سینہ پر اس زور سے ہاتھ مارا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سرین کے بل گر پڑے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ شکایت لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ پیچھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے اور عرض کی کہ حضور ایسا نہ فرمایئے اس لیے کہ لوگ صرف کلمہ پڑھ کر اس پر اعتماد کر کے بیٹھ جائیں گے عمل نہ کریں گے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درست ہے۔ اے ابوہریرہ! لوگوں میں اعلان نہ کرو تو اس موقع پر بھی ایک وزیر و مشیر ہونے کی حیثیت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا۔

دوسرا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ اس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت تکلیف تھی اور زیادہ تکلیف کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پانی کے ڈول ڈالے جا رہے تھے اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منع کیا کیونکہ لکھنے اور لکھوانے سے اور زیادہ تکلیف ہوتی۔

تیسرا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ یہ واقعہ جمعرات کا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال پیر کو ہوا۔ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لازماً کچھ لکھوانا ہوتا تو جمعہ، ہفتہ، اتوار کو لکھوا دیتے۔ کیونکہ اس دوران طبیعت مبارک ٹھیک ہو گئی تھی۔ چنانچہ اس دوران حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ بھی دیا اور اس خطبہ میں مہاجرین کے فضائل بیان فرمائے۔

چوتھا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ قلم، دوات لا کر دو کچھ لکھ دوں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور! آپ زبان مبارک سے ارشاد فرما دیں میں ان کو یاد کرلوں گا، لکھنے کی ضرورت نہیں۔ یہ روایت طبقات ابن سعد میں ہے۔ بقول روافض حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سامان کتابت لانے سے منع کر کے بے ادبی کی تھی تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے انکار کو بھی وہ بے ادبی کہیں؟

فخرج ابن عباسؓ

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا خروج حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نہیں تھا بلکہ مراد وہ جگہ ہے جہاں یہ حدیث بیان کر رہے تھے۔ حدیث بیان کرتے ہوئے جب یہاں تک پہنچے تو "ان الرزیة کل الرزیة" کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے کہ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سامان کتابت دے دیتے تو پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ترتیب لکھ دیتے تو پھر شاید واقعہ شہادت عثمان، جنگ صفین اور جنگ جمل پیش نہ آتی۔

بَابُ الْعِلْمِ وَالْعِظَةِ بِاللَّيْلِ (رات کو تعلیم دینا اور وعظ کرنا)

باب میں جو لفظ "علم" ہے اس میں سبق پڑھنا، پڑھانا، یاد کرنا، تکرار کرنا، مطالعہ اور تقریر سب داخل ہیں اور "عظة" کے معنی نصیحت کے ہیں

مقصود ترجمہ

ایک حدیث پاک میں ہے کہ عشاء کے بعد نوم سے قبل باتیں وغیرہ نہ کی جائیں تو اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تعلیم و تعلم اور وعظ و نصیحت کا استثناء فرما رہے ہیں کہ ان کی ممانعت نہیں ہے۔

← حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَعَمْرٍو وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ

الْفِتَنِ وَمَاذَا فُتِحَ مِنَ الْخَزَائِنِ أَيْقِظُوا صَوَاحِبَاتِ الْحُجَرِ، فَرُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْآخِرَةِ

ترجمہ۔ رات کو تعلیم دینا اور وعظ کرنا۔ صدقہ نے ہم سے بیان کیا انہیں ابن عیینہ نے معمر کے واسطے سے خبر دی، وہ زہری سے روایت کرتے ہیں، زہری ہند سے، وہ ام سلمہؓ سے (دوسری سند میں) عمرو اور یحیٰی بن سعید زہری سے، وہ ایکعورت سے، وہ ام سلمہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے اور فرمایا کہ سبحان اللہ! آج کی رات کس قدر فتنے نازل کیے گئے اور کتنے خزانے کھولے گئے۔ ان حجرہ والیوں کو جگاؤ، کیونکہ بہت سی عورتیں (جو) دنیا میں (باریک) کپڑا اوڑھنے والی ہیں وہ آخرت میں برہنہ ہوں گی۔

مختصر حالات حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا

یہ اُم المؤمنین اُم سلمہ ہند بنت ابی اُمیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم قرشیہ مخزومیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ حضرت اُم سلمہؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے سے پہلے اپنے چچازاد بھائی حضرت ابوسلمہؓ کے نکاح میں تھیں۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا فضل وکمال اور فراست ودانائی مسلّم تھی۔ غزوہ حدیبیہ کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہدی ذبح کرنے اور حلق کرالینے کا تین مرتبہ حکم دیا لیکن کسی نے نہ ہدی ذبح کی اور نہ حلق کرایا۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو جب خبر ہوئی تو مشورہ دیا۔ یارسول اللہ! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس صلح سے بہت ہی افسردہ ہیں آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیں۔ آپ اپنی ہدی ذبح کرلیں اور حلق کرالیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مشورہ پر عمل فرمایا۔ بس! آپ کا ذبح کرنا تھا کہ صحابہ نے فوراً اپنے اپنے جانوروں کو ذبح کرلیا اور حلق کرالیا۔ چنانچہ یہ عقدہ حضرت اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے مشورہ سے باآسانی حل ہوگیا۔ حضرت اُم سلمہؓ سے تقریباً تین سو اٹھتر حدیثیں مروی ہیں۔

تشریح حدیث

ماذا انزل الليلة من الفتن وماذا فتح من الخزائن؟

آج رات کیا کیا فتنے اُتارے گئے ہیں اور کیا کیا رحمت کے خزانے کھولے گئے ہیں؟ مطلب یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یا تو خواب میں دیکھا یا آپ کو بطور کشف معلوم ہوا کہ آپ کے بعد بہت سے فتنے واقع ہونے والے ہیں اور آپ کی اُمت کو خزائن حاصل ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشین گوئی کے مطابق آپ کے بعد اُمت میں کتنے فتنے پیدا ہوئے اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے لوگوں کو کتنے خزانے حاصل ہوئے اور انہوں نے کتنے ہی ممالک فتح کیے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کے بارے میں فرمایا کہ "ایقظوا صواحب الحجر" ان کمروں والیوں کو جگادو کیونکہ یہ وقت قبولیتِ دُعا کا ہے تاکہ وہ فتنوں سے بچنے کی دُعا کریں۔

فرب كاسيةٍ في الدنيا عاريةٌ في الآخرة

کاسیہ کا معنی ہے کپڑا پہننے والی بعض مرتبہ ثوب بول کر عمل وتعلق مراد لیا جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک یہاں بھی یہی مراد ہے۔

اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ بہت سی وہ عورتیں جو دنیا میں عمل کرنے میں خوب آگے آگے ہوتی ہیں۔ وہ آخرت میں اعمال سے ننگی ہوں گی کیونکہ وہ اپنی عادت کے مطابق چغل خوری، غیبت، گالم گلوچ اور جہالت کے بہت سارے کام کرتی ہیں۔
اور یہاں ثوب کے حقیقی معنی بھی مراد ہوسکتے ہیں کہ بہت سی عورتیں دُنیا میں جو لباس پہنتی ہیں وہ شرعاً معتبر نہیں ہوتا۔ مثلاً اتنا باریک یا تنگ لباس ہوتا ہے کہ جسم کے خدوخال نظر آتے ہیں تو ایسی عورتوں کو ننگی ہونے کی سزا آخرت میں ملے گی۔
اس حدیث کو ترجمۃ الباب سے اس طرح مناسبت ہے کہ "انزل اللیلۃ ...... الخ" تو علم میں داخل ہے اور "ایقظوا صواحب الحجر" العظۃ میں داخل ہے تو باب کے دونوں اجزاء سے مناسبت ثابت ہوگئی۔

بَابُ السَّمَرِ بِا لْعِلْمِ (یعنی رات کو علمی گفتگو اور علمی مباحثہ کرنا)

"سَمَرَ یَسْمُرُ سَمْرًا" رات کو قصہ گوئی کرنا۔
اصل میں "سمرہ" چاند کے رنگ کو کہتے ہیں کیونکہ عرب لوگ چاندنی راتوں میں بیٹھ کر گپ شپ لگاتے اور قصہ گوئی کرتے تھے۔
یہ باب اور سابق باب بظاہر ایک معلوم ہوتے ہیں کیونکہ سمر فی العلم بھی العظۃ فی اللیل میں داخل ہے اس لئے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ باب سابق سے "عظۃ باللیل بعد الاستیقاظ من النوم" کو ثابت کیا گیا ہے اور اس باب سے عظۃ قبل النوم کو ثابت کیا گیا ہے اور اشارہ فرمادیا کہ سمر بالعلم نہی میں داخل نہیں ہے۔

← حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْعِشَاءَ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ، فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ

ترجمہ۔ سعید بن عفیر نے ہم سے بیان کیا، ان سے لیث نے۔ ان سے عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر نے ابن شہاب کے واسطے سے بیان کیا وہ سالم اور ابوبکر بن ابی حثمہ سے بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ آخر عمر میں (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں عشا کی نماز پڑھائی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہوگئے۔ فرمایا تمہاری آج کی رات وہ ہے کہ اس رات سے سو برس کے آخر تک کوئی شخص جو زمین پر ہے وہ نہیں رہے گا۔
اس رات کے سو سال بعد ان لوگوں میں سے جو اس وقت روئے زمین پر موجود ہیں کوئی باقی نہیں رہے گا۔
حدیث شریف کا مفہوم واضح ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی ہے کہ اس وقت دنیا میں جتنے لوگ موجود ہیں آج سے سو سال پورے ہونے کے بعد کوئی باقی نہیں رہے گا۔

تشریح حدیث

ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس ارشاد مبارک سے آپ تنبیہ فرمانا چاہتے ہیں کہ آئندہ سو سال کے اندر اندر سب ختم ہو جائیں گے، تمہاری عمریں اُمم گزشتہ کی طرح طویل نہیں ہیں۔ لہٰذا اپنی ان قصیر عمروں کو کام میں لاؤ اور عبادت میں خوب

محنت سے کام لو۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس رات کو روئے زمین پر جتنے لوگ تھے ان کے بارے میں خبر دی ہے کہ وہ سو سال سے زیادہ نہیں رہیں گے۔ خواہ اس سے پہلے عمر اس کی کم ہو یا زیادہ ہو۔

حیات خضر علیہ السلام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ ارشاد گرامی سے تو حضرت خضر علیہ السلام کی حیات کا بھی انکار ہو رہا ہے حالانکہ صوفیائے کرام اور اکثر علماء کا مسلک یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام حیات ہیں تو اس کا ایک جواب تو یہ دیا جاتا ہے کہ ممکن ہے کہ مذکورہ ارشاد گرامی کے وقت حضرت خضر علیہ السلام زمین پر نہ ہوں بلکہ سمندر میں ہوں اور دوسرا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اپنی اُمت کے بارے میں تھا اور حضرت خضر علیہ السلام سابقہ اُمتوں میں سے تھے اور پھر وہ نظروں سے غائب رہتے ہیں اس لیے کوئی اشکال نہیں۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اس وقت آسمان پر تھے۔ لہٰذا وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے مستثنیٰ تھے۔ اسی طرح فرشتے اور جن بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان انسانوں کے لیے تھا۔

حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَكَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عِنْدَهَا فِي لَيْلَتِهَا، فَصَلَّى النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم الْعِشَاءَ، ثُمَّ جَاءَ إِلَى مَنْزِلِهِ، فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ، ثُمَّ قَالَ نَامَ الْغُلَيِّمُ أَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا، ثُمَّ قَامَ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَصَلَّى خَمْسَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ نَامَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ أَوْ خَطِيطَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ

ترجمہ۔ آدم نے ہم سے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے حکم نے، انہوں نے سعید بن جبیر سے سنا، وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں ایک رات میں نے اپنی خالہ میمونہ بنت الحارثؓ زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گزاری اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اس دن) ان کی رات میں ان ہی کے پاس تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عشا کی نماز مسجد میں پڑھی۔ پھر گھر میں تشریف لائے اور چار رکعت پڑھ کر سو گئے، پھر اٹھے اور فرمایا کہ چھوکرا سو رہا ہے یا اسی جیسا لفظ فرمایا، پھر آپ (نماز پڑھنے) کھڑے ہو گئے اور میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ نے مجھے دائیں جانب (کھڑا) کر لیا۔ تب آپ نے پانچ رکعت پڑھیں، پھر دو پڑھیں، پھر سو گئے حتیٰ کہ میں نے آپ کے خراٹے کی آواز سنی۔ پھر نماز کے لیے (باہر) تشریف لے آئے۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے مختصر حالات

یہ اُم المؤمنین حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا ہیں۔ پہلے ان کا نام "برّہ" تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بدل کر میمونہ رکھا۔
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں۔ ۷ھ میں جب عمرۃ القضاء کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تھے۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آپکی آخری زوجہ تھیں جن کے بعد آپ نے پھر کسی سے نکاح نہیں فرمایا۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے تقریباً چھیالیس احادیث مروی ہیں۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا انتقال اصح قول کے مطابق ۵۱ھ میں مقام صرف میں ہوا اور وہیں دفن ہوئیں۔

حدیث کی ترجمۃ الباب سے مناسبت

اس باب کی پہلی حدیث جس کی مناسبت "باب السمر فی العلم" سے واضح ہے۔ البتہ دوسری حدیث کی مناسبت واضح نہیں ہے۔ ابن المنیر کہتے ہیں کہ "نام الغلیم" کے جملہ سے ترجمہ ثابت ہورہا ہے۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل "فصلّی اربع رکعات" سے ترجمہ ثابت ہورہا ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال جس طرح سمر فی العلم میں داخل ہیں ایسے افعال بھی سمر فی العلم میں داخل ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ یہی حدیث بخاری ج ۲ میں موجود ہے اور وہاں یہ عبارت بھی ہے۔ "فتحدث مع اھلہ ساعۃ" تو اس جملہ سے واضح طور پر ترجمہ سے مناسبت ہوگئی۔

بَابُ حِفظِ العِلْمِ (علم کو محفوظ رکھنا)

مقصد ترجمۃ الباب

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد اسباب حفظ علم کو بیان کرنا ہے اور احادیث کے ذریعے بتادیا کہ حفظ علم اس وقت حاصل ہوگا جب اپنے آپ کو علم کے واسطے مکمل طور پر فارغ کرلے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ، وَلَوْلَا آيَتَانِ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَا حَدَّثْتُ حَدِيثًا، ثُمَّ يَتْلُو (إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ) إِلَى قَوْلِهِ (الرَّحِيمُ) إِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ، وَإِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الْعَمَلُ فِي أَمْوَالِهِمْ، وَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَلْزَمُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بِشِبَعِ بَطْنِهِ وَيَحْضُرُ مَا لَا يَحْضُرُونَ، وَيَحْفَظُ مَا لَا يَحْفَظُونَ

ترجمہ۔ عبدالعزیز بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا، ان سے مالک نے ابن شہاب کے واسطے سے نقل کیا، انہوں نے اعرج سے، انہوں نے ابوہریرہؓ سے نقل کیا وہ کہتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہؓ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں اور (میں کہتا ہوں) اگر قرآن میں دو آیتیں نہ ہوتیں۔ میں کوئی حدیث نہ بیان کرتا، پھر یہ آیت پڑھی (جس کا مطلب یہ ہے) کہ جو لوگ اللہ کی نازل کردہ دلیلوں اور ہدایتوں کو چھپاتے ہیں (آخر آیت) رحیم تک (حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ) ہمارے مہاجر بھائی تو بازار کی خرید و فروخت میں لگے رہتے اور انصار بھائی اپنی جائیدادوں میں مشغول رہتے اور ابوہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جی بھر کر رہتا اور (ان مجلسوں میں) حاضر رہتا جن (مجلسوں) میں دوسرے حاضر نہ ہوتے اور وہ (باتیں) محفوظ رکھتا جو دوسرے محفوظ نہ رکھ سکتے تھے۔

تشریح حدیث

کان یلزم رسول اللہؐ بشبع بطنہ علماء کرام نے اس جملے کے دو مطلب بیان کیے ہیں:

۱......ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیٹ بھرنے کے سوا کوئی فکر نہ تھی۔ ۲......میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لیے لازم پکڑا تھا کہ پیٹ بھر کر علم حاصل کرسکوں۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَبُو مُصْعَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، إِنِّي أَسْمَعُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنْسَاهُ قَالَ ابْسُطْ رِدَاءَكَ فَبَسَطْتُهُ قَالَ فَغَرَفَ بِيَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّهُ فَضَمَمْتُهُ فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا بَعْدَهُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ بِهَذَا أَوْ قَالَ غَرَفَ بِيَدِهِ فِيهِ

ترجمہ۔ ہم سے ابومصعب احمد بن ابی بکر نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابراہیم بن دینار نے ابن ابی ذئب کے واسطے سے بیان کیا۔ وہ سعید بن المقبری سے، وہ ابو ہریرہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ سے بہت باتیں سنتا ہوں مگر بھول جاتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ اپنی چادر پھیلا۔ میں نے اپنی چادر پھیلائی، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے دونوں ہاتھوں کی چلو بنائی اور (میری چادر میں ڈالدی) فرمایا کہ چادر کو لپیٹ لے۔ میں نے چادر کو (اپنے بدن پر) لپیٹ لیا پھر (اس کے بعد) میں کوئی چیز نہیں بھولا۔ ہم سے ابراہیم بن المنذر نے بیان کیا، ان سے ابن ابی فدیک نے اسی طرح بیان کیا کہ (یوں) فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے ایک چلو اس (چادر) میں ڈالدی۔

تشریح حدیث

مذکورہ حدیث کے مختلف طرق میں تعارض ہے۔ یہاں ہے "فما نسیت شیئًا بعد" اسی طرح سفیان بن عیینۃ عن الزہری کی روایت میں ہے "مانسیت شیئًا سمعته منه" اسی طرح مسلم شریف میں ہے "فما نسیت بعد ذلک الیوم شیئًا حدثنی به"

ان تمام روایات سے یہی عموم سمجھ میں آ رہا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پھر کوئی بات بعد میں نہیں بھولے لیکن شعیب عن الزہری کے طریق سے مروی روایت میں ہے "فما نسیت من مقالة رسول الله صلى الله عليه وسلّم تلک من شیءٍ" اس کا مطلب یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وقت کے مخصوص کلام میں سے کچھ نہیں بھولا۔ اس پورے کلام کو میں نے مکمل یاد کرلیا۔ ظاہر ہے کہ اس کے اندر عموم نہیں ہے۔ اس طرح ان مختلف طرق کے درمیان تعارض ہوجاتا ہے۔ اس کا جواب تطبیق کی صورت میں بھی دیا جاسکتا ہے اور ترجیح کی صورت میں بھی۔

ترجیح کی صورت میں عموم والی روایت کو راجح قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی کثرتِ محفوظات کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔ تطبیق کی صورت میں کہا جاسکتا ہے کہ یہ دو مختلف اور الگ الگ واقعات ہیں۔

حدثنا ابراهیم بن المنذر قال حدثنا ابن ابی فُدیک بهذا اوقال غرف بیدہٖ فیه

اس طریق کو ذکر کرنے کا مقصد متن کے الفاظ کی تبدیلی کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ وہ یہ کہ اس مقام پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث "احمد بن ابی بکر ابو مُصعب......الخ" کے طریق سے نقل کی ہے جس کے الفاظ ہیں "فغرف بیدیه" جبکہ یہی حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "ابراهیم بن المنذر عن ابن ابی فدیک عن ابن ابی ذئب ......" کے طریق سے بھی نقل کرتے ہیں لیکن اس میں الفاظ ہیں "غرف بیدہٖ فیه"

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وِعَاءَيْنِ ، فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ ، وَأَمَّا الآخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هَذَا الْبُلْعُومُ

ترجمہ۔ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا،ان سے ان کے بھائی (عبدالحمید) نے ابن ابی ذئب سے نقل کیا۔وہ سعید المقبری سے روایت کرتے ہیں۔وہ ابو ہریرۃؓ سے،وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (علم کے) دو ظرف یاد کر لیے ہیں۔ایک کو میں نے پھیلا دیا ہے اور دوسرا برتن اگر میں پھیلاؤں تو میرا یہ نرخرا کاٹ دیا جائے۔

تشریح حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برتن بھر علم یاد کیا۔پھر ان میں سے ایک کو تو میں نے پھیلا دیا (اس سے مراد علم حلال وحرام ہے) اور دوسرے کو اگر پھیلاؤں تو میری گردن کاٹ دی جائے۔

اس دوسرے علم کے مصداق میں محدثین کرام کا اختلاف ہے۔علمائے تصوف کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد علم الاسرار اور علم الباطن ہے۔چونکہ یہ علم عوام الناس کی سمجھ سے بالاتر ہوتا ہے اس لیے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان نہیں فرمایا کہ جب لوگوں کو سمجھ ہی نہیں آئے گا تو خواہ مخواہ لوگ لڑیں گے اور جھگڑیں گے۔

علماء محدثین کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد علم الفتن ہے۔چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس کی طرف کہیں کہیں اشارہ فرمایا ہے۔خود بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ "هلک أمتي علىٰ يدي غلمة من قريش" کہ میری اُمت قریش کے نوجوانوں کے ہاتھ ہلاک ہوگی اور فرمایا "لوشئت ان اقول بنی فلان و بنی فلان لفعلت" یعنی اگر میں چاہوں تو یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ وہ فلاں فلاں کی اولاد ہوگی۔تو بہر حال حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے لڑنے جھگڑنے کے خوف سے یہ دوسرا علم بیان نہیں کیا کیونکہ یہ علم لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ علم بیان نہ کرنا کتمانِ علم میں داخل نہیں ہے۔

بَابُ الْاِنْصَاتِ لِلْعُلَمَاءِ (عالموں کی بات خاموشی سے سننا)

مقصد ترجمۃ الباب

۱......ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب سے یہ ثابت فرما رہے ہیں کہ علماء کی بات توجہ وخاموشی سے سننا ضروری ہے کیونکہ حضرات علماء انبیاء کے وارث اور جانشین ہیں۔

۲......بعض شارحین فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس ترجمۃ الباب سے ادب بیان فرما رہے ہیں کہ طالب علم کو چاہیے کہ وہ استاذ کے سامنے ادب سے خاموش رہے۔

۳......بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب سے علم کو یاد رکھنے کا طریقہ بتا رہے ہیں کہ علم کس طرح حاصل ہوتا ہے اور کس طرح علمی مباحث یاد ہوتی ہیں تو اس کی صورت یہ ہے کہ جب استاذ پڑھائے' کچھ بیان کرے تو طالب علم پوری توجہ سے اس کی باتوں کو سنے تاکہ کوئی بات سننے سے رہ نہ جائے۔

۴...... حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس باب سے انصات للعلم کی اہمیت بتانا مقصود ہے کہ ذکر، تلبیہ اور تلاوت وغیرہ کے وقت بھی ان کو چھوڑ کر علمی باتیں سننا جائز ہے۔

حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ مُدْرِكٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ جَرِيرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ فَقَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

ترجمہ۔ ہم سے حجاج نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، انہیں علی بن مدرک نے ابوزرعہ سے خبر دی، وہ جریر سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ لوگوں کو خاموشی کے ساتھ بات سنواؤ، پھر فرمایا لوگو! میرے بعد پھر کافر مت بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔

تشریح حدیث .... قال له فی حجة الوداع

بعض شارحین کی رائے یہ ہے کہ یہاں پر "لہ" کا کلمہ غلط ہے کیونکہ یہ ضمیر راجع ہے۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی طرف اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے تقریباً ڈیڑھ دو ماہ قبل مسلمان ہوئے۔ لہٰذا وہ حجۃ الوداع میں موجود نہیں ہو سکے تو ضمیر ان کی طرف کیسے راجع ہوگی۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں بلکہ ضمیر کا مرجع حضرت جریر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ چنانچہ ابن حبانؒ نے لکھا ہے کہ وہ رمضان ۱۰ھ میں مسلمان ہوئے ہیں۔ صحیح بخاری میں باب حجۃ الوداع میں اسی حدیث کے دوسرے طریق میں ہے "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلّم قال فی حجة الوداع لجریرؓ......" لہٰذا راجح یہی ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع سے قبل مسلمان ہوئے ہیں۔

استنصت النّاس

لوگوں کو خاموش کرو۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود یہی ہے۔ آپ نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے فرمایا "استنصت النّاس" ای اطلب الانصات من النّاس"

انصات واستماع میں فرق ہے؟

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں رب کریم نے فرمایا ہے "واذا قرئ القرآن فاستمعوا لهٗ وانصتوا" اس میں استماع وانصات میں فرق کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ "انصات" مطلق سکوت کو کہتے ہیں۔ خواہ اس کے ساتھ کان لگا کر سننا پایا جائے یا نہ پایا جائے۔ مثلاً یہ کہ سکوت کے ساتھ کسی کی بات سنے لیکن وہ کسی دوسری چیز کی فکر میں ہو۔ اسی طرح "استماع" کبھی تو سکوت کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی نطق کے ساتھ اس طرح کہ بولنے والا سن بھی رہا ہوتا ہے۔

لیکن علماء لغت کے اقوال کی روشنی میں صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ انصات خاص ہے اور استماع عام ہے۔ استماع کے معنی مطلقاً کان لگانے کے ہیں چاہے سکوت ہو یا نہ ہو اور انصات ایسے سکوت کو کہتے ہیں جس میں استماع بھی ہو۔

فقال لاترجعوا بعدی کفاراً یضرب بعضکم رقاب بعض

اس عبارت سے معلوم ہو رہا ہے کہ مسلمان کو قتل کرنا کفر ہے اور یہی خوارج کی رائے ہے۔

مرجئہ نے اس جیسی حدیث کو ردّ کردیا ہے کیوں کہ ان کے نزدیک ایمان کے بعد پھر کوئی معصیت مضر نہیں۔
اہل السنۃ والجماعۃ اس کی مختلف توجیہات کرتے ہیں۔
۱...... اس کے معنی ہیں کہ کافروں کے مشابہ نہ ہو جاؤ یعنی یہ کافروں کا کام ہے کہ وہ مسلمانوں کو قتل کریں۔ لہٰذا تم ان کے افعال جیسے افعال نہ کرو۔ ۲...... "لاترجعوا بعدی کفارًا" کے معنی ہیں۔ ارتدوا یعنی مرتد نہ ہو جانا۔
۳...... یہاں کفر سے مراد کفر باللہ نہیں بلکہ کافر سے "متکفر بالسلاح" مراد ہے یعنی ہتھیار باندھ کر ایک دوسرے کے مقابل نہ آنا۔

باب مَا يُسْتَحَبُّ لِلْعَالِمِ إِذَا سُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَيَكِلُ الْعِلْمَ إِلَى اللَّهِ

جب کسی عالم سے یہ پوچھا جائے کہ لوگوں میں کون سب سے زیادہ علم رکھتا ہے تو مستحب یہ ہے کہ اللہ کے حوالے کردے (یعنی یہ کہہ دے کہ اللہ سب سے زیادہ علم رکھتا ہے)

اس ترجمۃ الباب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ جب کسی عالم سے پوچھا جائے کہ سب سے زیادہ جاننے والا کون ہے تو وہ "انا اعلم" نہ کہے بلکہ "اللّٰہ اعلم" کہے یا "فَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ" کہہ دے۔
بعض علماء نے اس باب کا مقصد یہ بیان کیا ہے کہ چونکہ علماء میں کبر زیادہ ہوتا ہے اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تنبیہ فرمارہے ہیں کہ کوئی عالم اپنے آپ کو بڑا علامہ نہ سمجھے چونکہ اللہ رب العزت نے اتنے بڑے نبی کے متعلق یہ پسند نہیں فرمایا کہ وہ اپنے آپ کو اعلم کہیں۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَى لَيْسَ بِمُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ ، إِنَّمَا هُوَ مُوسَى آخَرُ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ ، حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ قَامَ مُوسَى النَّبِيُّ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ ، فَسُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَقَالَ أَنَا أَعْلَمُ فَعَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ ، إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ ، فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ أَنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ يَا رَبِّ وَكَيْفَ بِهِ فَقِيلَ لَهُ احْمِلْ حُوتًا فِي مِكْتَلٍ فَإِذَا فَقَدْتَهُ فَهُوَ ثَمَّ ، فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقَ بِفَتَاهُ يُوشَعَ بْنِ نُونٍ ، وَحَمَلَا حُوتًا فِي مِكْتَلٍ ، حَتَّى كَانَا عِنْدَ الصَّخْرَةِ وَضَعَا رُءُوسَهُمَا وَنَامَا فَانْسَلَّ الْحُوتُ مِنَ الْمِكْتَلِ فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ، وَكَانَ لِمُوسَى وَفَتَاهُ عَجَبًا ، فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِهِمَا وَيَوْمِهِمَا فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا ، لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا ، وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى مَسًّا مِنَ النَّصَبِ حَتَّى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِي أُمِرَ بِهِ فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ ، قَالَ مُوسَى ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي ، فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا ، فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ إِذَا رَجُلٌ مُسَجًّى بِثَوْبٍ أَوْ قَالَ تَسَجَّى بِثَوْبِهِ فَسَلَّمَ مُوسَى فَقَالَ الْخَضِرُ وَأَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ فَقَالَ أَنَا مُوسَى فَقَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ، يَا مُوسَى إِنِّي عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ أَنْتَ ، وَأَنْتَ عَلَى عِلْمٍ عَلَّمَكَهُ لَا أَعْلَمُهُ قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا ، وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ، فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ لَيْسَ لَهُمَا سَفِينَةٌ ، فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ ، فَكَلَّمُوهُمْ أَنْ يَحْمِلُوهُمَا ، فَعُرِفَ الْخَضِرُ ، فَحَمَلُوهُمَا بِغَيْرِ نَوْلٍ ، فَجَاءَ عُصْفُورٌ فَوَقَعَ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ ، فَنَقَرَ نَقْرَةً أَوْ نَقْرَتَيْنِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ الْخَضِرُ يَا مُوسَى ، مَا نَقَصَ عِلْمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا كَنَقْرَةِ هَذَا الْعُصْفُورِ فِي الْبَحْرِ فَعَمَدَ الْخَضِرُ إِلَى لَوْحٍ مِنْ أَلْوَاحِ

السَّفِينَةِ فَنَزَعَهُ فَقَالَ مُوسَى قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ ، عَمَدْتَ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ فَكَانَتِ الْأُولَى مِنْ مُوسَى نِسْيَانًا فَانْطَلَقَا فَإِذَا غُلَامٌ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ مِنْ أَعْلَاهُ فَاقْتَلَعَ رَأْسَهُ بِيَدِهِ ـ فَقَالَ مُوسَى أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَهَذَا أَوْكَدُ فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا ، فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا ، فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ قَالَ الْخَضِرُ بِيَدِهِ فَأَقَامَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَرْحَمُ اللَّهُ مُوسَى ، لَوَدِدْنَا لَوْ صَبَرَ حَتَّى يُقَصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا قال محمد بن يوسف ثنا به علي بن خشرم قال ثنا سفيان بن عيينه بطوله

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد المسندی نے بیان کیا، ان سے سفیان نے ان سے عمرو نے، انہیں سعید بن جبیر نے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ سے کہا کہ نوف بکالی کا یہ خیال ہے کہ موسیٰ (جو خضر کے پاس گئے تھے وہ) بنی اسرائیل والے نہیں تھے۔ بلکہ دوسرے موسیٰ تھے (یہ سن کر) ابن عباسؓ بولے کہ اللہ کے دشمن نے جھوٹ کہا۔ ہم سے ابی بن کعبؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا کہ (ایک روز) موسیٰ نے کھڑے ہو کر بنی اسرائیل میں خطبہ دیا تو آپ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ صاحب علم کون ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں ہوں اس وجہ سے اللہ کا عتاب ان پر ہوا کہ انہوں نے علم کو اللہ کے حوالے کیوں نہ کر دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ دریاؤں کے سنگم پر ہے۔ وہ تجھ سے زیادہ عالم ہے۔ موسیٰ نے کہا اے پروردگار! میری ان سے کیسے ملاقات ہو؟ حکم ہوا کہ ایک مچھلی توشے میں رکھ لو، پھر جب تم اس مچھلی کو گم کر دو تو وہ بندہ تمہیں (وہیں) ملے گا، تب موسیٰ چلے اور ساتھ میں اپنے خادم یوشع بن نون کو لے لیا اور انہوں نے توشے میں مچھلی رکھ لی، جب (ایک) پتھر کے پاس پہنچے تو دونوں اپنے سر اس پر رکھ کر سو گئے۔ اور مچھلی توشہ دان سے نکل کر دریا میں اپنی راہ جا لگی، اور یہ بات موسیٰ اور ان کے ساتھی کے لیے تعجب انگیز تھی، پھر دونوں بقیہ رات اور دن میں چلتے رہے۔ جب صبح ہوئی موسیٰ نے خادم سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ۔ اس سفر میں ہم نے (کافی) تکلیف اٹھائی اور موسیٰ بالکل نہیں تھکے تھے مگر جب اس جگہ سے آگے نکل گئے جہاں تک انہیں جانے کا حکم ملا تھا، تب ان کے خادم نے کہا کیا آپ نے دیکھا تھا کہ جب ہم صخر کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کو (کہنا) بھول گیا (یہ سن کر) موسیٰ بولے کہ یہی وہ جگہ ہے جس کی ہمیں تلاش تھی تو وہ پچھلے پاؤں لوٹ گئے جب پتھر تک پہنچے تو دیکھا کہ ایک شخص کپڑا اوڑھے ہوئے (موجود) ہے۔ موسیٰ نے انہیں سلام کیا۔ خضر نے کہا کہ تمہاری زمین میں سلام کہاں۔ پھر موسیٰ نے کہا کہ میں موسیٰ ہوں، خضر بولے کہ بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں، پھر کہا کہ کیا میں تمہارے ساتھ چل سکتا ہوں تا کہ تم مجھے ہدایت کی وہ باتیں بتلاؤ جو خدا نے تمہیں سکھلائی ہیں خضر بولے کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے اے موسیٰ! مجھے اللہ نے ایسا علم دیا ہے جسے تم نہیں جانتے اور تم کو جو علم دیا ہے اسے میں نہیں جانتا۔ (اس پر) موسیٰ نے کہا کہ خدا نے چاہا تو مجھے صابر پاؤ گے اور میں کسی بات میں تمہاری خلاف ورزی نہیں کروں گا۔ پھر دونوں دریا کے کنارے کنارے پیدل چلے، ان کے پاس کوئی کشتی نہ تھی کہ ایک کشتی ان کے سامنے سے گزری تو کشتی والوں سے انہوں نے کہا کہ ہمیں بٹھا لو خضر کو انہوں نے پہچان لیا اور بے کرایہ سوار کر لیا اتنے میں ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی، پھر سمندر میں سے ایک یا دو چونچیں ماریں (اسے دیکھ کر) خضر بولے کہ اے موسیٰ!

میرے اور تمہارے علم نے اللہ کے علم میں سے اتنا ہی کم لیا ہوگا جتنا اس چڑیا نے سمندر (کے پانی) سے پھر خضر نے کشتی کے تختوں میں سے ایک تختہ نکال ڈالا' موسیٰ نے کہا کہ ان لوگوں نے تو ہمیں بلا کرایہ کے سوار کیا اور تم نے ان کی کشتی (کی لکڑی) اکھاڑ ڈالی تا کہ یہ ڈوب جاویں۔ خضر علیہ السلام بولے کہ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے؟ (اس پر) موسیٰ نے جوب دیا کہ بھول پر میری گرفت نہ کرو۔ موسیٰ نے بھول کر یہ پہلا اعتراض کیا تھا' پھر دونوں چلے (کشتی سے اتر کر) ایک لڑکا بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ خضر نے اوپر سے اس کا سر پکڑ کر ہاتھ سے الگ کر دیا' موسیٰ بول پڑے کہ تم نے ایک بے گناہ کو بغیر کسی جانی حق کے مار ڈالا' خضر بولے کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے' ابن عیینہ کہتے ہیں کہ اس کلام میں زیادہ تاکید ہے پہلے سے پھر دونوں چلتے رہے حتیٰ کہ ایک گاؤں والوں کے پاس آئے' ان سے کھانا لینا چاہا' انہوں نے کھانا کھلانے سے انکار کر دیا' انہوں نے وہیں دیکھا کہ دیوار اسی گاؤں میں گرنے کے قریب تھی' خضر نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے اسے سیدھا کر دیا' موسیٰ بول اٹھے کہ اگر تم چاہتے تو (گاؤں والوں سے) اس کام کی مزدوری لے سکتے تھے۔ خضر نے کہا کہ (بس) اب ہم تم میں جدائی کا وقت (آ) گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ موسیٰ پر رحم کرے' ہماری تمنا تھی کہ موسیٰ کچھ دیر اور صبر کرتے' تو مزید واقعات ان دونوں کے بیان کئے جاتے محمد بن یوسف کہتے ہیں کہ ہم سے علی بن خشرم نے یہ حدیث بیان کی' ان سے سفیان بن عیینہ نے پوری کی پوری بیان کی۔

تشریح حدیث

حدیث الباب پہلے مختصراً "باب ماذکر فی ذھاب موسیٰ فی البحر الی الخضر" میں گزر چکی ہے اور ضروری تشریح وہاں ہو چکی ہے۔ یہاں حدیث کے شروع میں نوف البکالی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہے۔ یہ کعب احبار کے سوتیلے بیٹے تھے' تابعی تھے۔ یہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ' ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں۔ یہ محمد بن مروان کے ساتھ جہاد میں نکلے اور وہیں شہادت پائی۔

دراصل نوف البکالی رحمۃ اللہ علیہ کو مغالطہ تھا کہ خضر علیہ السلام کی شاگردی اختیار کرنا یا ان سے کم علم ہونا حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کے لیے موزوں نہیں۔ اس لیے وہ کہتے تھے کہ وہ موسیٰ ابن میشا ہوں گے۔ حالانکہ واقعی بات یہ ہے کہ صاحب خضر' حضرت موسیٰ بن عمران ہی ہیں۔ اس لیے حدیث الباب میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نوف البکالی کے بارے میں کہا "کذب عدو اللہ" اس کلمہ کے کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ نوف البکالی "اعداء اللہ" میں داخل ہیں بلکہ علماء حق کی عادت ہے کہ جب وہ کوئی خلاف حق بات سنتے ہیں تو ان کی طبیعت میں حرکت پیدا ہوتی ہے اور ایسے موقع پر سخت کلمات کہہ جاتے ہیں ان کی حقیقت مراد نہیں ہوتی تو بہرحال یہ الفاظ نوف البکالی کے متعلق حالت غصہ میں کہے اور الفاظ غصہ کا تعلق حقیقت و واقعہ سے کم ہوتا ہے بلکہ مقصد زجر و تنبیہ ہوا کرتی ہے۔

بَاب مَنْ سَأَلَ وَهُوَ قَائِمٌ عَالِمًا جَالِسًا (کھڑے ہو کر کسی عالم سے سوال کرنا' جو بیٹھا ہوا ہو)

پہلے ایک باب گزرا ہے "بروک عند المحدث" تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ باب قائم کر کے اشارہ فرما رہے ہیں کہ "بروک عند المحدث" واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ لہٰذا اگر ضرورت پڑنے پر کوئی کھڑے کھڑے مسئلہ پوچھ لے تو کوئی حرج نہیں۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا الْقِتَالُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنَّ أَحَدَنَا يُقَاتِلُ غَضَبًا، وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً فَرَفَعَ إِلَيْهِ رَأْسَهُ قَالَ وَمَا رَفَعَ إِلَيْهِ رَأْسَهُ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ قَائِمًا فَقَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

ترجمہ۔ہم سے عثمان نے بیان کیا' ان سے جریر نے منصور کے واسطے سے بیان کیا' وہ ابووائل سے' وہ ابوموسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ کی خاطر لڑائی کی کیا صورت ہے' کیونکہ ہم میں سے کوئی غصہ کی وجہ سے اور کوئی غیرت کی وجہ سے جنگ کرتا ہے تو آپ نے اس کی طرف سر اٹھایا اور سر اسی لئے اٹھایا کہ پوچھنے والا کھڑا تھا' تو آپ نے فرمایا جو اللہ کے کلمے کو سربلند کرنے کیلئے لڑے وہ اللہ ہی کی راہ میں (لڑتا) ہے۔

تشریح حدیث

رجل سے کون مراد ہے؟ بعض نے کہا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہیں۔ بعض نے کہا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔ البتہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت لاحق بن ضمیرہ رضی اللہ عنہ ہو سکتے ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ حدیث الباب میں جو "کلمۃ اللّٰہ" کے الفاظ ہیں ان سے مراد "دعوت الی الاسلام" ہے کہ خدا کے دین کی دعوت سب دعوتوں سے اوپر ہو جائے یعنی جس طرح دنیا کے دوسرے لوگ اپنی دینی' دنیوی دعوتوں کو کامیاب و سربلند کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کے مقابلہ میں مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے دین حق کی دعوت کو زیادہ سے زیادہ کامیاب و سربلند کرنے کی سعی کریں۔

بَاب السُّؤَالِ وَالْفُتْيَا عِنْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ

رمی جمار (یعنی حج میں پتھر پھینکنے) کے وقت مسئلہ پوچھنا

مقصد ترجمۃ الباب:۔ بعض شارحین فرماتے ہیں کہ حدیث میں ہے "انما السعی والرمی والطواف لذکر اللّٰہ" تو اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ رمی کے وقت سوال نہ کیا جائے اور فتویٰ نہ پوچھا جائے۔ اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب سے تنبیہ فرما دی ہے کہ اس وقت میں سوال کرنا اور فتویٰ پوچھنا جائز ہے۔

ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس باب کا مقصد یہ ہے کہ کسی عالم سے کوئی علمی بات ایسے وقت دریافت کی جاسکتی ہے اور وہ جواب بھی دے سکتا ہے جبکہ وہ کسی طاعتِ خداوندی میں مشغول ہو کیونکہ وہ ایک طاعت کو چھوڑ کر دوسری طاعت میں مشغول ہو رہا ہے۔ حضرت اقدس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں یہ بھی فرمایا ہے کہ بشرطیکہ جس طاعت میں مشغول ہو وہ کلام کے منافی نہ ہو جیسے نماز۔

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی الله عليه وسلم عِنْدَ الْجَمْرَةِ وَهُوَ يُسْأَلُ ، فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلاَ حَرَجَ قَالَ آخَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ قَالَ انْحَرْ وَلاَ حَرَجَ فَمَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلاَ أُخِّرَ إِلاَّ قَالَ افْعَلْ وَلاَ حَرَجَ

ترجمہ۔ ہم سے ابونعیم نے بیان کیا' ان سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے زہری کے واسطے سے روایت کیا۔ انہوں نے عیسیٰ بن طلحہ سے' انہوں نے عبداللہ بن عمرو سے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رمی جمار کے وقت دیکھا آپ سے کچھ پوچھا جا رہا تھا' تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے رمی سے قبل قربانی کرلی؟ آپ نے فرمایا (اب) رمی کرلو' کچھ حرج نہیں ہوا' دوسرے نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے قربانی سے پہلے سر منڈالیا؟ آپ نے فرمایا اب قربانی کرلو کچھ حرج نہیں ہوا (اس وقت) آپ سے جس چیز کے بارے میں جو آگے پیچھے ہوگئی تھی آپ سے پوچھا' آپ نے یہی جواب دیا کہ (اب) کرلو' کچھ حرج نہیں ہوا۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى (وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلاَّ قَلِيلاً)

اللہ کا ارشاد ہے کہ تمہیں تھوڑا علم دیا گیا ہے

حضرت اقدس شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ مسئلہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں تھے (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرح آپ کو کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم نہیں تھا) کیونکہ "ما اُوتیتم" کے خطاب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ نہیں فرمایا کہ "قل ما اوتیتم" واضح رہے کہ اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب کا بہت بڑا حصہ عطاء کیا تھا لیکن کلی علم غیب کا مالک صرف اور صرف اللہ ہی ہے

← حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ سُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صلی الله عليه وسلم فِي خَرِبِ الْمَدِينَةِ ، وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيبٍ مَعَهُ ، فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِنَ الْيَهُودِ ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لاَ تَسْأَلُوهُ لاَ يَجِيءُ فِيهِ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَنَسْأَلَنَّهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ، مَا الرُّوحُ فَسَكَتَ فَقُلْتُ إِنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَقُمْتُ ، فَلَمَّا انْجَلَى عَنْهُ ، قَالَ (وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتُوا مِنَ الْعِلْمِ إِلاَّ قَلِيلاً) قَالَ الأَعْمَشُ هَكَذَا فِي قِرَاءَتِنَا

ترجمہ۔ ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا' ان سے عبدالوحد نے' ان سے اعمش سلیمان بن مہران نے ابراہیم کے واسطے سے بیان کیا' انہوں نے علقمہ سے' انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مدینہ کے کھنڈرات میں چل رہا تھا اور آپ کھجور کی چھڑی پر سہارا دے کر چل رہے تھے تو کچھ یہودیوں کا (ادھر سے) گزر ہوا' ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روح کے بارے میں کچھ پوچھو۔ ان میں سے کسی نے کہا مت پوچھو' ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی بات کہہ دیں جو تمہیں ناگوار ہو (مگر) ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم ضرور پوچھیں گے۔ پھر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! روح کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاموشی اختیار کی۔ میں نے (دل میں) کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی آ رہی ہے اس لئے میں

کھڑا ہو گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (وہ کیفیت) دور ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (قران کا یہ ٹکڑا جو اسوقت نازل ہوا تھا) ارشاد فرمایا۔ (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم سے یہ لوگ روح کے بارے میں پوچھ رہے ہیں کہہ دو کہ روح میرے رب کے حکم سے پیدا ہوئی ہے اور تمہیں علم کی بہت تھوڑی مقدار دی گئی ہے۔" اسلئے تم روح کی حقیقت نہیں سمجھ سکتے اعمش کہتے ہیں ہماری قرأت میں وما اوتوا ہے (وما اوتیتم نہیں)

تشریح حدیث.........روح سے کیا مراد ہے؟

حافظ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ روح کے متعلق ستر اقوال ہیں اور روح کے بارے میں حکماء علماء متقدمین میں بہت زیادہ اختلاف رہا ہے۔ پھر علماء میں سے اکثر کی رائے یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے روح کا علم صرف اپنے تک محدود رکھا ہے اور مخلوق کو نہیں بتایا۔ حتیٰ کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کے عالم نہیں تھے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب ومرتبہ بہت بلند وبرتر ہے۔ وہ حبیب اللہ ہیں اور ساری مخلوق کے سردار ہیں ان کو روح کا علم نہ دیا جانا کچھ مستبعد سا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے انعامات واکرامات کا اظہار فرماتے ہوئے "وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ط وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا" کے خطاب سے نوازا ہے۔

باب مَنْ تَرَکَ بَعْضَ الاِخْتِیَارِ مَخَافَةَ أَنْ یَقْصُرَ فَهْمُ بَعْضِ النَّاسِ عَنْهُ فَیَقَعُوا فِی أَشَدَّ مِنْهُ

کوئی شخص بعض جائز باتوں کو اس ڈر سے ترک کردے کہ کہیں لوگ اسکی وجہ سے زیادہ سخت (یعنی ناجائز باتوں میں مبتلا نہ ہو جائیں
یہ باب اس شخص کے بیان میں ہے جو اپنے بعض مستحب عمل کو یا قول کو اس وجہ سے چھوڑ دیتا ہے کہ بعض لوگوں کی فہم جو قاصر ہے اس عمل کو یا بات کو سمجھیں گے نہیں، پھر اس سے سخت بات میں پھنس جائیں گے۔

مقصود ترجمہ

اس باب سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ علماء واکابرین بعض مرتبہ پسندیدہ اشیاء کو اس وجہ سے ترک کردیتے ہیں کہ عوام کے اذھان وہاں تک نہ پہنچ سکیں گے اور کہیں وہ گمراہ کن عقیدہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

⬅ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰی عَنْ إِسْرَائِیلَ عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ قَالَ لِی ابْنُ الزُّبَیْرِ کَانَتْ عَائِشَةُ تُسِرُّ إِلَیْکَ کَثِیرًا فَمَا حَدَّثَتْکَ فِی الْکَعْبَةِ قُلْتُ قَالَتْ لِی قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَا عَائِشَةُ، لَوْلَا قَوْمُکِ حَدِیثٌ عَهْدُهُمْ قَالَ ابْنُ الزُّبَیْرِ بِکُفْرٍ لَنَقَضْتُ الْکَعْبَةَ فَجَعَلْتُ لَهَا بَابَیْنِ بَابٌ یَدْخُلُ النَّاسُ، وَبَابٌ یَخْرُجُونَ فَفَعَلَهُ ابْنُ الزُّبَیْرِ

ترجمہ۔ ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے اسرائیل کے واسطے سے نقل کیا۔ انہوں نے ابواسحٰق سے اسود کے واسطے سے بیان

کیا' وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن زبیرؓ نے بیان کیا کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ تم سے بہت باتیں چھپا کر کہتی تھیں۔ تو کیا تم سے کعبہ کے بارے میں بھی کچھ بیان کیا میں نے کہا (ہاں) مجھ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک مرتبہ) ارشاد فرمایا کہ اے عائشہؓ! اگر تیری قوم (دور جاہلیت کے ساتھ) قریب العہد نہ ہوتی (بلکہ پرانی ہوگئی ہوتی) ابن زبیرؓ نے کہا یعنی کفر کے ساتھ (قریب نہ ہوتی) تو میں کعبہ کو توڑ دیتا اور اس کے لئے دو دروازے بناتا' ایک دروازے سے لوگ داخل ہوتے اور ایک دروازے سے باہر نکلتے' تو (بعد میں) ابن زبیرؓ نے یہ کام کیا۔(۱)۔

تشریح حدیث

حضرت اسود بن یزید بن قیس نخعی کوفی رحمۃ اللہ علیہ یہ مشہور تابعی ہیں۔ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "ما بالعراق رجل اکرم علیّ من الاسود" یعنی عراق میں میرے نزدیک اسود سے زیادہ کوئی محترم نہیں۔ عمارہ بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اسود کی عبادت گزاری اور دنیا سے بے رغبتی کا یہ عالم تھا کہ گویا وہ تارک الدنیا راہبوں میں سے تھے' ان کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ رمضان میں دو راتوں میں اور غیر رمضان میں چھ راتوں میں ایک مکمل قرآن کریم پڑھنے کا معمول تھا جبکہ روزانہ سات سو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔" حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے چونکہ حضرت اسود زیادہ ذہین تھے' لائق شاگرد تھے اس لیے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا علمی اور دینی سلسلہ میں ان سے بہت باتیں کرتی تھیں۔ حتیٰ کہ ایک روز ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسود سے پوچھا کہ خالہ جان تم سے کثرت سے باتیں کرتی تھیں چپکے چپکے' کیا انہوں نے کعبہ کے متعلق بھی ارشاد فرمایا تھا؟ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسود سے کعبہ کے بارے میں یہ بات اس وقت پوچھی تھی جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ شریف کی تعمیر جدید کا ارادہ کیا تھا۔ حضرت اسود نے جواب دیا کہ مجھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کہا تھا "یا عائشة لولا ان قومک حدیث عهدهم" یعنی اگر تمہاری قوم کے لوگ نئے نئے اسلام میں نہ ہوتے اور یہ خوف نہ ہوتا کہ وہ کعبہ کو توڑنے سے اعراض کریں گے تو میں کعبہ کو توڑ کر از سر نو تعمیر کرتا اور اس کے دو دروازے بناتا' ایک داخل ہونے کا اور ایک نکلنے اور اس کی چوکھٹ زمین سے ملا دیتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ اس طرح پسند تھا مگر لوگوں کی نادانی کا لحاظ کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ترک کر دیا۔

قال ابن الزبیر بکفرٍ

اس عبارت کے دو مطلب ہوسکتے ہیں ایک تو یہ ہے کہ حضرت اسود نے "حدیث عهدهم" تک بیان کیا ہی تھا کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے صرف لفظ بکفرٍ فرما دیا۔ یہ باور کرانے کے لیے کہ میں بھی اس حدیث کو جانتا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ بکفرٍ سے آخر تک حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بقیہ روایت پڑھ دی۔

بیت اللہ کی تعمیر اوّل حضرت آدمؑ کے ذریعہ ہوئی

تعمیر کعبہ کی جگہ کی تعیین بذریعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بحکم الٰہی ہوئی تھی۔ یہ جگہ بہت نیچی تھی اس تعمیر میں فرشتے بھی شریک ہوئے تھے۔ فرشتوں نے بڑے بڑے پتھروں سے نیچی جگہ کو بھر دیا۔ پھر اس پر حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعے تعمیر کی تکمیل ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اس میں نمازیں پڑھیں اور اس کے گرد طواف کیا اور اسی طرح ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ طوفان نوح علیہ السلام کے وقت اس کو زمین سے اُٹھالیا۔

اس کے بعد پہلی جگہ بلکہ پہلی بنیادوں پر ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر فرمائی۔ قرآن مجید میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔

تیسری مرتبہ قریش نے تعمیر کی کیونکہ کسی عورت کے دھونی دینے سے غلاف کعبہ کو آگ لگ گئی تھی جس سے عمارت کو بھی نقصان پہنچا۔ پھر کئی سیلاب متواتر آئے جس سے عمارت مزید کمزور ہوگئی۔ اس کے بعد ایک بڑا سیلاب آیا جس سے دیواریں شق ہوگئیں۔ اب نئی تعمیر کے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔ اسی تعمیر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود اپنے ہاتھوں مبارک سے نصب کیا۔

چوتھی تعمیر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کی

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ میں تشریف فرما تھے۔ یزید بن معاویہ نے لشکر بھیجا تاکہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو زندہ یا مردہ گرفتار کیا جائے۔ اس لشکر نے مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی۔ جبل ابوقبیس پر منجنیق نصب کی اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب و رفقاء پر سنگباری شروع کی۔ اس وقت بہت سارے پتھر بیت اللہ شریف پر بھی گرے جن سے عمارت کو نقصان پہنچا۔ غلاف کعبہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا' عمارت میں جو لکڑی لگی ہوئی تھی اس نے آگ پکڑلی' پتھر بھی ٹوٹ پھوٹ گئے۔ غرض ان وجوہ کی وجہ سے کعبۃ اللہ کی تعمیر کرنی پڑی اور اس وقت حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حدیث الباب کی روشنی میں بناء ابراہیمی کے مطابق تعمیر کرائی۔ درمیانی دیوار نکال کر حطیم کو بیت اللہ میں داخل کیا اور دو دروازے بنادیئے اور مشرقی صدر دروازے کی دہلیز بھی نیچی کرادی۔

پانچویں مرتبہ تعمیر و ترمیم بیت اللہ حجاج ثقفی نے کرائی۔ اس نے خلیفہ وقت عبدالملک بن مروان کو خط لکھا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ میں زیادتی کردی ہے جو اس میں داخل نہیں ہے اور اس میں ایک نیا دروازہ بھی کھول دیا ہے' مجھے اجازت دی جائے کہ بیت اللہ کو پہلی حالت پر کردوں۔ خلیفہ نے جواب دیا کہ ہمیں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی کسی برائی میں ملوث ہونے کی ضرورت نہیں ہے جو کچھ بیت اللہ کا طول زیادہ کردیا ہے اس کو کم کرادو یعنی حطیم کی طرف جو حصہ بڑھایا ہے وہ اصل کے مطابق کرادو اور جو دروازہ مغرب کی طرف نیا کھولا ہے اس کو بند کرادو۔

خط ملتے ہی حجاج نے نہایت تیزی سے مذکورہ بالا ترامیم کرادیں اور مشرقی دروازے کی دہلیز کو بھی اونچا کرادیا۔

اس کے بعد خلیفہ عبدالملک کو معلوم ہوا کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا تھا وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی منشاء کے مطابق تھا اور حجاج نے مغالطہ دے کر مجھ سے ایسا حکم حاصل کیا تو خلیفہ بہت نادم ہوا اور حجاج کو لعنت ملامت کی۔

غرض اس وقت جو کچھ بناء کعبہ ہے وہ سب ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی ہے۔ سوائے ان ترمیمات کے جو حجاج نے کی ہیں۔

بَاب مَنْ خَصَّ بِالْعِلْمِ قَوْمًا دُونَ قَوْمٍ (علم کی باتیں کچھ لوگوں کو بتانا اور کچھ لوگوں کو نہ بتانا)

كَرَاهِيَةَ أَنْ لَا يَفْهَمُوا　اس خیال سے کہ ان کی سمجھ میں نہ آئیں گی۔

وَقَالَ عَلِيٌّ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُونَ ، أَتُحِبُّونَ أَنْ يُكَذَّبَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ

حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ لوگوں سے وہ باتیں کرو جنہیں وہ پہچانتے ہوں کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلا دیں؟ سابقہ باب اور اس باب میں لفظی فرق تو ہے لیکن مطلب کے اعتبار سے بظاہر کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔

البتہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دوسرے شارحین کے نزدیک سابقہ باب افعال کے متعلق ہے اور یہ باب اقوال کے متعلق ہے۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سابقہ باب افعال واقوال دونوں کو شامل ہے اور اس باب کی غرض یہ ہے کہ اگر استاذ کسی ذہین فطین شاگرد کو کوئی خاص وقتِ استفادہ کرنے کے لیے دے دے یا کچھ خاص لوگوں کو خاص وقت عنایت کردے تو یہ جائز ہے اور یہ تخصیص کتمان علم میں شامل نہیں۔

حدثنا به عبيدالله بن موسىٰ عن معروف عن ابی الطفيل عن علی رضی الله عنه بذالک

ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے معروف کے واسطے سے بیان کیا' انہوں نے ابو طفیل سے نقل کیا' انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مضمون حدیث (مذکورہ) بیان کیا۔

⟵ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَمُعَاذٌ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثَلَاثًا قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ إِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَفَلَا أُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوا قَالَ إِذًا يَتَّكِلُوا وَأَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَأَثُّمًا

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' ان سے معاذ بن ہشام نے' ان سے ان کے باپ نے قتادہ کے واسطے سے نقل کیا۔ وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضرت معاذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سواری پر سوار تھے آپ نے فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کیا' حاضر ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے (دوبارہ) فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے (سہ بارہ) فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تین بار ایسا ہوا (اس کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سچے دل سے اس بات کا اقرار کرے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' اللہ تعالیٰ اس پر (دوزخ کی) آگ حرام کر دیتا ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا اس بات سے لوگوں کو باخبر نہ کر دوں تا کہ وہ خوش ہوں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا (جب تم یہ خبر سناؤ گے) اسوقت لوگ اس پر بھروسہ کر بیٹھیں گے (اور عمل چھوڑ دیں گے) حضرت معاذ نے انتقال کے وقت یہ حدیث اس خیال سے بیان فرمادی کہ کہیں حدیث رسول چھپانے کا ان سے آخرت میں مواخذہ نہ ہو۔

تشریح حدیث

اس حدیث سے مرجئہ نے استدلال کیا ہے کہ ایمان کے بعد جنت میں جانے کے لیے کسی قول وفعل کی ضرورت نہیں، جہنم اس کیلئے حرام ہے۔ اہلسنت والجماعت نے اس حدیث کے متعدد معانی بیان کیے ہیں۔

ا۔ ایک معنی یہ بیان کیے گئے ہیں کہ یہ اگرچہ مطلق ہے کہ جو کوئی شخص توحید ورسالت کی شہادت دے گا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ تاہم یہ حکم حقیقت میں مقید "ما من احد یشهد ...... تائبا" کے ساتھ یعنی جو کوئی شخص توحید ورسالت کی شہادت کے ساتھ ساتھ توبہ کرتا ہوا اس دنیا سے رخصت ہوگا تو اس پر آگ حرام ہوگی۔

۲۔ ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ "حرمه الله علی النّار" سے مراد تحریم خلود ہے نہ کہ مطلق دخول۔

۳۔ ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ "تحریم علی النّار" سے مراد فی الجملہ تحریم ہے کیونکہ حدیث شفاعت سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کے مواضع سجود کو آگ نہیں چھوئے گی۔ اسی طرح زبان کو بھی، جس سے اس نے توحید کی شہادت دی۔

ممانعت کے باوجود حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ روایت لوگوں کے سامنے کیسے نقل کردی؟

اس کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں:

ا۔...... قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت کو تحریم پر محمول نہیں کیا بلکہ وہ یہ سمجھے کہ میرے اندر جو تبشیر کا عزم پیدا ہو گیا ہے اس کو توڑنا مقصود ہے۔

۲...... ہوسکتا ہے کہ ممانعت کا تعلق علی وجہ العموم ہو۔ مخصوص لوگوں کے سامنے بیان سے ممانعت نہ ہو۔

۳...... بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا کہ یہ نہی تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے اور ممانعت کی وجہ اعمال میں کوتاہی کا اندیشہ تھا اور کوتاہی عموماً ابتداء میں اس وقت ہوتی ہے جب آدمی اعمال کا نہ ہو بعد میں یہ خطرہ جاتا رہتا ہے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ جس علت کی وجہ سے منع کیا گیا تھا وہ علت باقی نہیں رہی۔ لہٰذا اگر یہ حدیث بیان نہ کی گئی تو کتمانِ علم کے گناہ کا خطرہ ہے۔

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ ذُكِرَ لِي أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیه وسلم قَالَ لِمُعَاذٍ مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قَالَ أَلَا أُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ لَا ، إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَّكِلُوا

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے بیان کیا ان سے معتمر نے بیان کیا انہوں نے اپنے باپ سے سنا، انہوں نے حضرت انسؓ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ سے فرمایا کہ جو شخص اللہ سے اس کیفیت کے ساتھ ملاقات کرے کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو وہ (یقیناً) جنت میں داخل ہوگا، معاذ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا اس بات کی لوگوں کو خوشخبری نہ سنادوں؟ آپ نے فرمایا نہیں مجھے خوف ہے کہ لوگ اس پر بھروسہ کر بیٹھیں گے۔

بابُ الْحَيَاءِ فِي الْعِلْمِ (حصول علم میں شرمانا)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا يَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ مُسْتَحْيٍ وَلَا مُسْتَكْبِرٌ وَقَالَتْ عَائِشَةُ نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ لَمْ يَمْنَعْهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ

مجاہد کہتے ہیں کہ متکبر اور شرمانے والا آدمی علم حاصل نہیں کرسکتا۔ حضرت عائشہؓ کا ارشاد ہے کہ انصار کی عورتیں اچھی عورتیں ہیں کہ شرم انہیں دین میں سمجھ پیدا کرنے سے نہیں روکتی۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سندھی، شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ کی رائے یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس ترجمۃ الباب سے حیاء فی العلم کی مذمت بیان کرنا چاہتے ہیں اور یہ بتانا چاہتے ہیں کہ علم میں حیاء نہیں کرنا چاہیے کیونکہ جو علم میں حیاء کرتا ہے وہ علم سے محروم ہو جاتا ہے۔ امام مجاہد کا اثر اور پھر اس کے بعد حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ اس حیاء کے مذموم ہونے پر دال ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ فَغَطَّتْ أُمُّ سَلَمَةَ تَعْنِي وَجْهَهَا وَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ قَالَ نَعَمْ تَرِبَتْ يَمِينُكِ فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، انہیں ابو معاویہ نے خبر دی، ان سے ہشام نے اپنے باپ کے واسطے سے بیان کیا، انہوں نے زینب بنت ام سلمہؓ کے واسطے سے نقل کیا، وہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت کرتی ہیں کہ ام سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ تعالیٰ حق بات بیان کرنے سے نہیں شرماتا (اس لئے میں پوچھتی ہوں کہ) احتلام سے عورت پر بھی غسل ضروری ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (ہاں) جب عورت پانی دیکھ لے (یعنی کپڑے وغیرہ پر پانی کا اثر معلوم ہو) تو (یہ سنکر) حضرت ام سلمہؓ نے پردہ کرلیا چہرہ چھپا لیا، (شرم کی وجہ سے) اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہاں! تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں، پھر کیوں اس کا بچہ اسکی صورت کے مشابہ ہوتا ہے۔

تشریح حدیث

ضرورت کے وقت دینی مسائل دریافت کرنے میں کوئی شرم نہیں کرنی چاہیے اس لیے کہ بے جا شرم سے نہ آدمی کو خود کوئی فائدہ پہنچتا ہے نہ دوسروں کو، زندگی کے جتنے بھی پہلو ہیں وہ خلوت کے ہوں یا جلوت کے، ان سب کے لیے خدا نے کچھ حدود اور ضابطے مقرر کیے ہیں۔ اگر آدمی ان سے ناواقف رہ جائے تو پھر وہ قدم قدم پر ٹھوکریں کھائے گا اور پریشان ہوگا۔ اس لیے ان تمام ضابطوں اور قاعدوں سے واقفیت ضروری ہے جن سے کسی نہ کسی وقت واسطہ پڑتا ہے۔ انصار کی عورتیں ان مسائل کے دریافت کرنے میں کسی قسم کی روایتی شرم سے کام نہیں لیتی تھیں جن کا تعلق صرف عورتوں سے ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان مسائل کو وضاحت کے ساتھ دریافت نہ کرتیں تو آج مسلمان عورتوں کو اپنی زندگی کے ان گوشوں کے لیے کوئی رہنمائی نہ ملتی جو عام طور پر دوسروں سے پوشیدہ رہتی ہیں۔ اسی طرح مذکورہ حدیث میں حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے بہت ہی اچھے انداز میں پہلے اللہ تعالیٰ کی صفت خاص بیان فرمائی کہ وہ حق بات کے بیان میں

نہیں شرماتا' پھر وہ مسئلہ دریافت کیا جو بظاہر شرم سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر اس کے دریافت کرنے میں وہ عورتوں کے روایتی شرم سے کام لیتیں تو اس مسئلہ میں نہ صرف یہ کہ وہ خود دینی حکم سے محروم رہ جائیں بلکہ دوسری تمام مسلمان عورتیں ناواقف رہتیں۔ اس لحاظ سے پوری اُمت پر سب سے بڑا احسان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ انہوں نے ذاتی زندگی سے متعلق بھی وہ باتیں کھول کر بیان فرمادیں جنہیں عام طور پر لوگ بے جا شرم کی وجہ سے بیان نہیں کرتے اور دوسری طرف صحابی عورتوں کی یہ اُمت ممنون ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سب سوالات دریافت کرڈالے جن کی ہر عورت کو ضرورت پیش آتی ہے۔

← حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا ، وَهِيَ مَثَلُ الْمُسْلِمِ، حَدِّثُونِي مَا هِيَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَادِيَةِ ، وَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَاسْتَحْيَيْتُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ، أَخْبِرْنَا بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم هِيَ النَّخْلَةُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَحَدَّثْتُ أَبِي بِمَا وَقَعَ فِي نَفْسِي فَقَالَ لَأَنْ تَكُونَ قُلْتَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي كَذَا وَكَذَا

ترجمہ۔ ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا' ان سے مالک نے عبداللہ بن دینار کے واسطے سے روایت کیا' وہ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک مرتبہ) فرمایا کہ درختوں میں سے ایک درخت (ایسا) ہے جس کے پتے (کبھی) نہیں جھڑتے اور اسکی مثال مسلمان جیسی ہے' مجھے بتلاؤ وہ کیا (درخت) ہے؟ تو لوگ جنگلی درختوں (کے خیال) میں پڑ گئے اور میرے جی میں آیا کہ وہ کھجور (کا درخت) ہے۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ پھر مجھے شرم آ گئی' تب لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ہی (خود) اس کے بارے میں بتلایئے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ کھجور ہے' عبداللہ کہتے ہیں کہ میرے جی میں جو بات تھی وہ میں نے اپنے والد (حضرت عمرؓ) کو بتلائی' وہ کہنے لگے کہ اگر تو (اس وقت) کہہ دیتا تو میرے لئے ایسے ایسے قیمتی سرمایہ سے زیادہ محبوب تھا۔

تشریح حدیث

اصل چیز یقین واعتقاد ہے اگر وہ درست ہوجائے تو پھر اعمال کی کوتاہیاں اور کمزوریاں اللہ تعالیٰ معاف کردیتا ہے خواہ ان عمال بد کی سزا بھگت کر جنت میں داخلہ ہو یا پہلے ہی مرحلے میں اللہ تعالیٰ کی بخشش شامل حال ہوجائے۔

بَابُ مَنِ اسْتَحْيَا فَأَمَرَ غَيْرَهُ بِالسُّؤَالِ

جو شخص شرمائے وہ دوسرے کو سوال کرنے کیلئے کہہ دے

اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ بعض مرتبہ اگر حیاء کسی خاص عذر کی بناء پر لاحق ہو تو پھر اس کی صورت یہ ہے کہ کسی اور کے ذریعے سے اس مسئلہ کو دریافت کرالیا جائے۔ یہ باب گزشتہ باب کا تکملہ ہے۔

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُنْذِرٍ الثَّوْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلاً مَذَّاءً فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ أَنْ يَسْأَلَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَسَأَلَهُ فَقَالَ فِيهِ الْوُضُوءُ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن داؤد نے اعمش کے واسطے سے بیان کیا' انہوں نے منذر

الثوری سے نقل کیا' انہوں نے محمد ابن الحنفیہ سے نقل کیا۔ وہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایسا شخص تھا جسے جریان مذی کی شکایت تھی' تو میں نے مقداد کو حکم دیا کہ وہ (اس کے بارے میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کریں تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس مرض میں وضو (فرض ہوتا) ہے۔

محمد بن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات

یہ حضرت علی بن ابی طالبؓ کے صاحبزادے محمد بن علی بن ابی طالبؒ ہیں۔ ابو القاسم ان کی کنیت ہے۔ ابن الحنفیہ کے نام سے معروف ہیں۔ ''حنفیہ'' دراصل ان کی والدہ کی نسبت ہے جن کا تعلق بنو حنفیہ سے تھا۔ ان کا نام اور کنیت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر ''محمد'' اور ''ابو القاسم'' رکھی تھی۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''قلت یارسول اللہ ان ولد لی مولود بعدک اسمیہ باسمک واکنیہ بکنیتک ؟ قال نعم'' یعنی یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ کے بعد میرے ہاں کوئی نومولود ہوتو آپ کے نام اور آپ کی کنیت پر اس کا نام اور کنیت رکھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہاں اجازت ہے۔ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پیدا ہوئے۔ ایک قول کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پیدا ہوئے۔

تشریح حدیث

حدیث الباب کی تشریح میں حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ مذی کی وجہ سے غسل واجب نہیں ہوتا اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ مذی نجس ہے جس طرح پیشاب کے بعد وضو ضروری ہے اسی طرح اس کے بعد بھی۔ اگر مذی کپڑے پر لگ جائے تو جمہور علماء کہتے ہیں کہ اس کو دھونا ضروری ہے۔ آئمہ مجتہدین میں سے کسی نے نہیں کہا کہ صرف پانی کے چھینٹے دینا کافی ہے مگر علامہ شوکانی اور ان کے متبعین غیر مقلدین کا مذہب یہ ہے کہ صرف پانی کے چھینٹے دینا کافی ہے۔

باب ذِكْرِ الْعِلْمِ وَالْفُتْيَا فِي الْمَسْجِدِ (مسجد میں علمی مذاکرہ اور فتویٰ دینا)

مقصد ترجمۃ الباب:۔ چونکہ مسجد میں شور سے ممانعت ہے اور مسجد میں رفع صوت سے بھی منع کیا گیا ہے اور درس وتدریس اور فتویٰ دینے سے بھی شور ہوتا ہے اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب کے ذریعے تعلیم فی المسجد اور افتاء فی المسجد کو اس نہی سے مستثنیٰ فرمارہے ہیں۔

حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس باب سے مقصد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ہے کہ مسجد اگرچہ نماز ادا کرنے کے لیے بنائی جاتی ہے مگر اس میں علمی مذاکرہ اور فتویٰ دینا' شرعی مسائل بتلانا بھی جائز ہے۔

← حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلاً قَامَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنْ أَيْنَ تَأْمُرُنَا أَنْ نُهِلَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَيُهِلُّ أَهْلُ الشَّأْمِ مِنَ الْجُحْفَةِ، وَيُهِلُّ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَيَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ لَمْ أَفْقَهْ هَذِهِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' ان سے لیث بن سعد نے' ان سے نافع مولی عبداللہ بن عمر بن الخطاب نے' انہوں نے عبداللہ بن عمر سے روایت کیا کہ (ایک مرتبہ) ایک آدمی نے مسجد میں کھڑے ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں کس جگہ سے احرام باندھنے کا حکم دیتے ہیں' آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا مدینہ والے ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں اور اہل شام جحفہ سے اور نجد والے قرن سے' ابن عمرؓ نے فرمایا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یمن والے یلملم سے احرام باندھیں اور ابن عمرؓ کہا کرتے تھے مجھے یہ (آخری جملہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یاد نہیں۔

تشریح حدیث

ان رجلا قام فی المسجد

مذکورہ جملہ ہی مقصود بالترجمہ ہے کہ ایک شخص مسجد میں کھڑا ہوا اور اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یہ شخص کون تھا؟ کسی نے بھی اس کا نام ذکر نہیں کیا اور مسجد سے مراد مسجد نبوی ہے۔

ذوالحلیفہ

مدینہ منورہ کے جنوب میں چھ یا سات میل یعنی نو کلومیٹر دور ایک جگہ کا نام ہے۔ آج کل اس جگہ کو بیر علی کہا جاتا ہے۔ مدینہ سے مکہ جانے والے یہاں سے احرام باندھتے ہیں۔

الجحفه

اہل شام اور اہل مصر اگر مدینہ سے ہوکر نہ گزریں تو ان کے واسطے میقات جحفہ ہے۔ یہ جحفہ مدینہ منورہ سے چھ مراحل کے فاصلے پر مقام ''رابغ'' سے جنوبِ مشرق کی طرف تقریباً چوبیس کلومیٹر پر واقع ہے۔

قرن

یہ اہل نجد کا میقات ہے۔ مکہ مکرمہ سے اسّی (۸۰) کلومیٹر دور ہے۔ ''قرن'' یمن کا ایک قبیلہ ہے۔
حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق اسی قبیلہ سے تھا۔

یلملم

یہ مکہ مکرمہ سے جنوب کی طرف سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہ اہل یمن کا میقات ہے اور ہمارا میقات بھی یہی ہے۔

مواقیتِ احرام کی تحدید

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں جزم کے ساتھ تین مواقیت کا ذکر ہے۔ ''ذات عرق'' کا ذکر تو بالکل

نہیں ہے جبکہ یلملم کا تذکرہ بلفظ ''زعم'' ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی اس روایت میں تو فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''یلملم'' کا جو تذکرہ فرمایا وہ میں سمجھ نہیں سکا۔

جبکہ دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکے بارے میں سنا ہی نہیں۔ البتہ دوسروں سے سنا ہے۔

چنانچہ مؤطا کی روایت میں ہے: ''قال عبداللہ وبلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم قال ویھل اھل الیمن من یلملم'' صحیح مسلم اور سنن نسائی کی ایک روایت میں ہے و ذکرلی. ولم اسمع. انہ قال ویھل اھل من یلملم.

ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین مواقیت کے بارے میں براہِ راست محقق طور پر سنا تھا جبکہ یلملم کے بارے میں یا تو آپ سے سنا لیکن سمجھ نہیں سکے یا کسی اور صحابی کے واسطہ سے سنا چونکہ مرسل صحابی عن الصحابی بھی صحیح اور حجت ہے اس لیے کہا جائے گا کہ اس حدیث میں وہ چار مواقیت کا ذکر کر رہے ہیں۔

حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذوالحلیفہ، جحفہ، قرن اور یلملم کے میقات ہونے پر تو سب کا اتفاق ہے۔ البتہ اہل عراق کے میقات کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ ان کا میقات کونسا ہے؟ اور یہ کہ اس کو کس نے مقرر کیا؟ آیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے؟

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، سفیان ثوری اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تمام اصحاب کہتے ہیں کہ عراق اور اس جانب کے اہل مشرق کا میقات ''ذات عرق'' ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل عراق، مقام عقیق سے احرام باندھیں تو یہ زیادہ بہتر ہے۔

پھر ان میں بعض حضرات کہتے ہیں کہ اہل عراق کے میقات ''ذات عرق'' کی تعیین تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کی ہے کیونکہ عراق ان کے زمانہ میں فتح ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا ہی نہیں لیکن دوسرے بعض حضرات کہتے ہیں کہ ''ذات عرق کی تعیین خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ''ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم وقّت لاھل العراق ذات عرق''

بابِ مَنْ أَجَابَ السَّائِلَ بِأَكْثَرَ مِمَّا سَأَلَهُ (سائل کو اسکے سوال سے زیادہ جواب دینا)

مقصد ترجمۃ الباب

چونکہ اُصول ہے کہ سوال، جواب کے مطابق ہونا چاہیے اور زیادتی علی الجواب خلاف قاعدہ ہے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب قائم فرما کر اشارہ فرمادیا کہ اگر ضرورت کی وجہ سے زیادتی ہوجائے تو جائز ہے۔

بعض شارحین فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب کو کتاب العلم کے آخر میں ذکر فرما کر اشارہ فرمادیا کہ کتاب العلم میں جتنی ضرورت تھی اس سے زیادہ میں نے بیان کردیا ہے۔

← حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَّ رَجُلاً سَأَلَهُ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ فَقَالَ لاَ يَلْبَسِ الْقَمِيصَ وَلاَ الْعِمَامَةَ وَلاَ السَّرَاوِيلَ

وَلاَ الْبُرْنُسَ وَلاَ ثَوْبًا مَسَّهُ الْوَرْسُ أَوِ الزَّعْفَرَانُ ، فَإِنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُونَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ

ترجمہ۔ ہم سے آدم نے بیان کیا' ان سے ابن ابی ذئب نے نافع کے واسطے سے نقل کیا' وہ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ ایک شخص نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پوچھا کہ احرام باندھنے والے کو کیا پہننا چاہیے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ نہ قمیص پہنے نہ صافہ باندھے اور نہ پاجامہ اور نہ کوئی سر پوش اوڑھے اور نہ کوئی زعفران اور ورس سے رنگا ہوا کپڑا پہنے اور اگر جوتے نہ ملیں تو موزے پہن لے اور انہیں (اس طرح) کاٹ دے کہ وہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں۔

تشریح حدیث

یہ حدیث ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ علیہ دو سندوں سے روایت کرتے ہیں۔ یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ الشیخ ہیں۔
ایک سند "عن نافع عن ابن عُمر" ہے اور دوسری سند ہے "عن الزهری عن سالم عن ابن عمرؓ" دوسری سند۔ پہلی سند کے مقابلہ میں ایک درجہ نازل ہے۔ اگرچہ دونوں سندوں کے جلیل القدر ہونے میں کوئی شک نہیں۔
"ان رجلاً سأله" کے بارے میں حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ان کے نام سے واقف نہیں ہو سکا۔
اگر زعفران وغیرہ میں رنگا ہوا کپڑا دھویا جائے کہ اس میں خوشبو باقی نہ رہے تو محرم اس کو استعمال کر سکتا ہے۔
آئمہ اربعہ' امام ابو یوسف' امام محمد رحمہم اللہ کا مسلک یہی ہے کیونکہ حدیث میں "الاّ غسيلاً" وارد ہے۔ امام طحاویؒ نے اس کو روایت کیا ہے جبکہ بعض کے نزدیک ایسے کپڑے کا استعمال محرم کے لیے جائز نہیں اسی کو ابن حزم ظاہری نے اختیار کیا ہے۔ "ورس" ایک قسم کی خوشبو دار گھاس ہوتی ہے' احرام باندھنے کے بعد اس کا استعمال جائز نہیں۔

واللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

كِتَابُ الْجِهَادِ
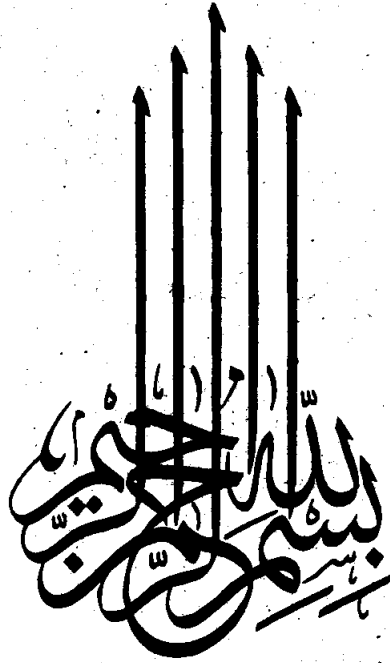
بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الجهاد والسیر

جہاد کی تعریف

جہاد باب مفاعلہ کا مصدر ہے اس کے معنی محنت، مشقت اور کوشش کے آتے ہیں۔ اس کی اصطلاحی تعریف ہے "قتال الکفّار لتقویۃ الدین" یعنی دین کی مضبوطی اور استحکام کے لیے کفار سے لڑنا۔

بعض اکابرین اُمت فرماتے ہیں کہ جہاد کی اصطلاحی تعریف یوں کی جائے "اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اس کی رضاء کے لیے ہر محنت کو جہاد کہا جاتا ہے۔" خواہ وہ محنت زبان سے ہو، قلم سے ہو یا تلوار سے ہو۔ لہٰذا صرف جہاد بالسیف یا قتال فی سبیل اللہ کا نام جہاد نہیں بلکہ یہ ایک عام لفظ ہے جو قتال فی سبیل اللہ کو بھی شامل ہے اور اس کے دوسرے افراد بھی ہیں۔

جہاد اور قتال

جہاد عام مطلق ہے اور قتال خاص مطلق ہے کیونکہ جہاد کی ایک قسم میں باہمی لڑائی ہوتی ہے۔ بقیہ اقسام میں لڑائی نہیں ہوتی جبکہ قتال میں باہمی لڑائی ضروری ہے۔

جہاد کی صورتیں

۱۔ جہاد مع الکفار۔ ۲۔ جہاد مع لفساق۔ ۳۔ جہاد مع الشیطان۔ ۴۔ جہاد مع النفس۔

جہاد مع الکفار: ہاتھ، مال، زبان اور دل سے ہوتا ہے۔

جہاد مع الفساق: ہاتھ، زبان اور دل سے ہوتا ہے۔

جہاد مع الشیطان: شیطان دل میں جو شکوک وشبہات پیدا کرتا ہے یا برے اعمال کو مزین بنا کر پیش کرتا ہے اُن سے گریز کیا جائے۔

جہاد مع النفس: اپنے نفس کی ناجائز امور میں مخالفت کرنا، دینی امور کو سیکھنا، دین پر عمل کرنے میں اپنے آپ کو مشغول رکھنا اور لوگوں کو دین سکھاتے رہنا۔ یہ جہاد مع النفس ہے۔

جہاد اکبر

جو جہاد نفس کے ساتھ ہوتا ہے بعض روایات میں اس جہاد کو جہاد اکبر قرار دیا گیا ہے کیونکہ جہاد مع الکفار تو کبھی کبھی ہوتا ہے جب کہ نفس کے ساتھ جہاد ہمہ وقت رہتا ہے اس لیے یہ اہم اور اکبر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے اور فرمایا "رجعنامن الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر"

جہاد فرض کفایہ ہے یا فرض عین؟

علمائے کرام کا جہاد کے حکم میں اختلاف ہے۔ چنانچہ جمہور علماء جہاد کو فرض کفایہ کہتے ہیں۔ یعنی وہ جہاد جو مع الکفار ہوتا ہے وہ فرض کفایہ ہے کہ کچھ لوگوں کی ادائیگی سے تمام اُمت سے ساقط ہو جائے گا اور اگر کوئی بھی جہاد مع الکفار کے لیے نہ نکلے تو پوری اُمت گنہگار ہوگی۔ لیکن اگر خدانخواستہ کفار دارالاسلام پر حملہ کردیں تو اس صورت میں اس علاقے کے لوگوں پر جہاد فرض عین ہو جائے گا اور ایک وقت ایسا بھی آسکتا ہے کہ جہاد سب مسلمانوں پر فرض عین ہو جائے۔

مشروعیت جہاد

جہاد کی مشروعیت مدینہ منورہ میں ہوئی ہے۔ ابتداءً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ آپ پر جو احکام نازل ہوتے ہیں آپ اُن کو علی الاعلان بیان کردیا کریں۔ ارشاد ربانی ہے: فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ

اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مجادلۂ حسنہ کی اجازت دی گئی اور حکم ربانی ہوا "اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ"

پھر بعد ازیں جب ہجرت الی المدینہ ہوئی تو ابتداء مدافعانہ جہاد کی اجازت دی گئی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: "اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ"

پھر اس کے بعد ارشاد ہوا: " فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ" چنانچہ اس آیت میں مطلقاً جہاد اقدامی اور جہاد دفاعی کا حکم نازل ہو گیا۔

باب فَضْلُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ

جہاد اور سیرت کی تفصیلات

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى (اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ) اِلٰى قَوْلِهٖ (وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحُدُوْدُ الطَّاعَةُ

جہاد اور راہ خداوندی میں چلنے کی فضیلت اور اللہ تعالی کا ارشاد کہ بے شک اللہ تعالی نے مسلمانوں سے ان کی جان اور ان

کے مال اس بدلے میں خرید لئے ہیں کہ انہیں جنت ملے گی اب یہ مسلمان اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں اور اس طرح (مقابل ومحارب کفار کو) یہ قتل کرتے ہیں اور خود بھی مارے جاتے ہیں۔ اللہ تعالی کا یہ وعدہ (کہ مسلمانوں کو ان کی قربانیوں کے نتیجے میں جنت ملے گی) حق ہے تورات میں انجیل میں اور قرآن میں (سب میں اس کا ذکر ہوا ہے) اور اللہ سے بڑھ کر اپنے وعدے کا پورا کرنے والا اور کون ہے؟ پس بشارت ہو تمہیں اپنے اس معاملے کی وجہ سے جو تم نے اس کے ساتھ کیا ہے۔ اللہ تعالی کے ارشاد وبشر المومنین تک ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حدود سے مراد اطاعت ہے۔

لفظ جہاد کی وضاحت ہو چکی ہے۔ سیر (بکسر السین وفتح الیاء) سیرۃ کی جمع ہے اس کے معنی ہیں طریقہ کے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مختلف غزوات اور معرکوں میں جو حکمت عملی اور طریقہ رہا وہ سیر کہلاتا ہے۔

مقصود ترجمہ

جہاد کی فضیلت، اہمیت اور اس پر مرتب اجر وثواب کو بیان کرنا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حسب عادت ترجمۃ الباب کی تائید میں بطور دلیل قرآنی آیات پیش کی ہیں جن سے واضح طور پر فضیلت جہاد ثابت ہو رہی ہے۔

قال ابن عباس الحدود الطاعة

مذکورہ تعلیق کا مقصد سابقہ آیت میں جو "حدود" کا لفظ ہے اس کے بارے میں یہ بتلاتا ہے کہ اس سے مراد طاعت الٰہی ہے چونکہ مقررہ حدود کی حفاظت اطاعت الٰہی کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اس لیے حفاظت حدود کے لیے اطاعت لازم ہو گی۔

← حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ الْوَلِيدَ بْنَ الْعَيْزَارِ ذَكَرَ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رضی الله عنه سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ الصَّلَاةُ عَلَى مِيقَاتِهَا قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَسَكَتُّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن صباح نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن سابق نے حدیث بیان کی ان سے مالک بن مغول نے حدیث بیان کی، کہا کہ میں نے ولید بن عیزار سے سنا، ان سے ابو عمرو شیبانی نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وقت پر نماز ادا کرنا۔ میں نے پوچھا کہ اس کے بعد؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرنا۔ میں نے پوچھا اور ان کے بعد؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مزید سوالات نہیں کئے ورنہ اگر اور سوالات کرتا تو آپ اسی طرح ان کے جوابات عنایت فرماتے۔

تشریح حدیث

اس حدیث میں نماز کو برّ الوالدین اور جہاد پر اس لیے مقدم کیا ہے اور اس کو افضل العمل اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ نماز

ہر وقت ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہے جبکہ برالوالدین اور جہاد ہر وقت ہر عاقل بالغ مسلمان پر لازم نہیں پھر برالوالدین کو جہاد پر اس لیے مقدم کیا ہے کہ جہاد پر جانا والدین کی اجازت اور رضا مندی پر موقوف ہے۔

حدثنا علی بن عبدالله حدثنا یحیی بن سعید حدثنا سفین قال حدثنی منصور عن مجاهد عن طاؤس عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لاهجرة بعد الفتح ولکن جهاد ونية واذا استنفرتم فانفروا

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ بن سعید نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے منصور نے حدیث بیان کی' ان سے مجاہد نے' ان سے طاؤس نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فتح مکہ کے بعد اب ہجرت باقی نہیں ہی۔ البتہ جہاد اور نیت اب بھی باقی ہیں اور جب تمہیں جہاد کیلئے بلایا جائے تو تیار ہو جایا کرو۔

تشریح حدیث

فتح مکہ سے قبل حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چونکہ مدینہ منورہ میں کمزور اور تعداد کے اعتبار سے تھوڑے تھے اس لیے ان مسلمان حضرات کی اعانت اور نصرت کے لیے دارالکفر مکہ سے ہجرت کرنا فرض عین تھا لیکن ۸ھ میں فتح مکہ کے بعد جب مسلمان غالب ہوئے اور صورتحال بدلی تو اب ہجرت الی المدینہ فرض نہ رہی اس لیے حدیث پاک میں فرمایا کہ "**لاهجرة بعد الفتح**" اس جملے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہجرت بالکل ہی ختم ہوگئی ہے جس ملک میں اب بھی فتنہ فساد عام ہو جائے اور ظلم و ستم عروج پر پہنچ جائے تو اب بھی وہاں سے ہجرت کرنا ضروری ہے اور قیامت تک رہے گا۔

"**لاهجرة بعد الفتح**" کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جو شہر فتح ہو جاتا تھا وہاں سے ہجرت کا حکم اُٹھ جاتا تھا کیونکہ وہ شہر فتح کے بعد دارالاسلام میں شامل ہو جاتا تھا وہاں سے پھر ہجرت کی ضرورت باقی نہیں رہتی تھی۔

ولکن جهاد ونية

لیکن جہاد اور نیت باقی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ ہجرت جو جہاد کے لیے یا کسی اچھی نیت سے ہو جیسے دارالکفر میں احکام پر عمل میں رُکاوٹ ہو تو دارالکفر سے دارالاسلام منتقل ہو جانا یا طلب علم کے لیے اسفار کرنا تو اس کا ثواب اور حکم باقی ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تُرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ ، أَفَلَا نُجَاهِدُ قَالَ لٰكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُورٌ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے خالد نے حدیث بیان کی' ان سے حبیب بن ابی عمرہ نے حدیث بیان کی' ان سے عائشہ بنت طلحہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا (ام المومنین) نے کہ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم دیکھتے ہیں کہ جہاد افضل اعمال میں سے ہے پھر ہم بھی کیوں نہ جہاد کریں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لیکن سب سے افضل جہاد مقبول حج ہے (خاص طور سے عورتوں کے لئے)

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو حَصِينٍ أَنَّ ذَكْوَانَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضى الله عنه حَدَّثَهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ قَالَ لاَ أَجِدُهُ قَالَ هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ وَلاَ تَفْتُرَ وَتَصُومَ وَلاَ تُفْطِرَ قَالَ وَمَنْ يَسْتَطِيعُ ذَلِكَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنَّ فَرَسَ الْمُجَاهِدِ لَيَسْتَنُّ فِي طِوَلِهِ فَيُكْتَبُ لَهُ حَسَنَاتٍ

ترجمہ۔ہم سے اسحاق بن منصور نے حدیث بیان کی انہیں عفان نے خبر دی' ان سے ہمام نے حدیث بیان کی' ان سے محمد بن جحادہ نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھے ابوحصین نے خبر دی' ان سے ذکوان نے حدیث بیان کی اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی' فرمایا کہ ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل بتا دیجئے جو جہاد کے برابر ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایسا کوئی عمل میں نہیں جانتا (جو جہاد کے برابر ہو) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) کیا تم اتنا کر سکتے ہو کہ جب مجاہد (جہاد کے لئے محاذ پر) جائے تو تم اپنی مسجد میں آ کر نماز پڑھنی شروع کر دو اور (نماز پڑھتے رہو درمیان میں کوئی سستی اور کاہلی تم میں محسوس نہ ہو اسی طرح روزے رکھنے لگو اور (کوئی دن) بغیر روزے کے نہ گزرے ان صاحب نے عرض کیا بھلا اتنی استطاعت کسے ہوگی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجاہد کا گھوڑا جب چرتے وقت رسی میں بندھا ہوا طول میں چلتا ہے تو اس پر بھی اس کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

باب أَفْضَلُ النَّاسِ مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

سب سے افضل وہ مومن ہے جو اپنی جان و مال کو اللہ کے راستے میں جہاد کیلئے لگا دے

وَقَوْلُهُ تَعَالَى (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ *تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ *يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ اے ایمان والو! کیا میں تم کو بتاؤں ایک ایسی تجارت جو تم کو نجات دلائے دردناک عذاب سے' یہ کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ذریعہ یہ بہترین (سودا) ہے اگر تم سمجھ سکو (اگر تم نے یہ اعمال انجام دیئے تو) خداوند تعالیٰ معاف کر دیں گے تمہارے گناہ اور داخل کریں گے تم کو ایسے باغات میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور بہترین ٹھہرنے کی جگہیں تم کو عطا کی جائیں گی' جنات عدن میں یہ بڑی کامیابی ہے۔

ماقبل سے ربط اور مقصود ترجمہ

گزشتہ باب میں فضیلت جہاد فی سبیل اللہ کا بیان تھا۔ اب اس باب سے مجاہد کی فضیلت بیان کرنا ہے کہ جو شخص اللہ کے راستہ میں اپنی جان اور مال کے ساتھ صحیح نیت لے کر نکلتا ہے وہی سب سے افضل ہے۔ آگے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب کی تائید میں آیت قرآنی پیش فرمائی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رضى

اللہ عنہ حَدَّثَهُ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ قَالُوا ثُمَّ مَنْ قَالَ مُؤْمِنٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللّٰهَ ، وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی انہیں زہری نے کہا کہ مجھ سے عطاء بن یزید لیثی نے حدیث بیان کی اوران سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی۔ آپ نے بیان کیا کہ عرض کیا گیا یارسول اللہ! کون لوگ سب سے افضل ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ وہ مومن جو اللہ کے راستے میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا۔ اس کے بعد کون ہوگا؟ فرمایا وہ مومن جس نے پہاڑ کی کسی گھاٹی میں قیام اختیار کرلیا ہے۔ اپنے دل میں اللہ تعالی کا خوف رکھتا ہے اور لوگوں کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے اس نے سب سے قطع تعلق کرلیا ہے۔

تشریح حدیث

حدیث پاک سے معلوم ہورہا ہے کہ خلوت اختیار کرنا لوگوں کے اختلاط سے افضل ہے کیا یہ درست ہے؟ یہ اُس وقت درست ہوگا جبکہ فتن کا دور دورہ ہو۔ آدمی کے لیے اپنا ایمان بچانا مشکل ہوجائے تو خلوت نشینی ہی افضل ہے۔ البتہ اگر کوئی آدمی جلوت اور لوگوں کے ساتھ رہتے ہوئے اپنے ایمان کی حفاظت کرسکتا ہو اسے فتنوں میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو ایمان کی حفاظت کے لیے بھی معاون ثابت ہورہا ہو تو اس کے لیے پھر یہ خلوت نشینی صحیح اور درست نہیں ہوگی۔ چنانچہ حافظ ابن حجر اور علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے جمہور علمائے اُمت کا مذہب یہی نقل کیا ہے کہ لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنا افضل ہے۔ بشرطیکہ فتنے میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو ورنہ نہیں۔ جمہور کے برخلاف ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ خلوت نشینی ہی افضل ہے اور وہ حدیث باب اوران احادیث سے استدلال کرتے ہیں جن میں یہی مضمون وارد ہوا ہے۔

جمہور کی جانب سے اس کے کئی جواب دیئے گئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ یہ حدیث شدید فتنوں اور جنگوں کے زمانہ پر محمول ہے جب آدمی کا اپنا ایمان بھی محفوظ نہ رہے۔ حدیث پاک میں افضل سے مراد افضل بعض الناس ہے وگرنہ عوام الناس میں سب سے افضل علماء ہیں۔ جیسا کہ قرآن وحدیث میں اس کی تصریح موجود ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ ، وَتَوَكَّلَ اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِهِ بِأَنْ يَتَوَفَّاهُ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ ، أَوْ يَرْجِعَهُ سَالِمًا مَعَ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی اوران سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال اور اللہ تعالی اس شخص کو خوب جانتا ہے جو (خلوص کے ساتھ صرف اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے) اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے۔ اس شخص کی مثال ہے جو برابر نماز پڑھتا رہے اور روزہ رکھتا رہے اور اللہ تعالی نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والے کے لئے اس کی ذمہ داری لے لی ہے کہ اگر اسے وفات دیگا (یعنی جہاد کرتے ہوئے اگر اس کی شہادت ہوئی) تو جنت میں داخل کرے گا یا پھر زندہ سلامت (گھر) ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ واپس کرے گا۔

تشریح حدیث

ان یدخله الجنة

مذکورہ جملے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بلا حساب و بلا عذاب جنت میں داخل فرمائیں گے۔
۲۔ شہید ہوتے ہی ان کی روح جنت میں چلی جائے گی۔

مع اجرٍ او غنیمةٍ

یہاں او بمعنی واؤ کے ہے تو یہاں اصل عبارت یوں ہے "اجرٍ و غنیمةٍ" اور اسی طرح مُسلم شریف میں ہے۔

باب الدُّعاءِ بِالْجِهَادِ وَالشَّهَادَةِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

مرد اور عورتیں جہاد اور شہادت کے لئے دعا کرتی ہیں

وَقَالَ عُمَرُ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي بَلَدِ رَسُولِكَ

عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی' اے اللہ مجھے اپنے رسول کے شہر (مدینہ طیبہ) میں شہادت کی موت عطا فرمائیے۔

ما قبل باب سے ربط اور مقصد ترجمۃ الباب

سابقہ باب میں یہ بیان ہوا تھا کہ مجاہد سب سے افضل آدمی ہے۔ چنانچہ جب مجاہد اور جہاد کا یہ رتبہ اور فضیلت ہے تو اس فضیلت اور رتبے کو حاصل کرنے کے لیے دُعاء بھی کرنی چاہیے جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین وغیرہ سے جہاد و شہادت کی دُعاء منقول ہے۔ اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جس طرح مرد جہاد اور شہادت کی دُعاء کر سکتے ہیں اسی طرح عورتیں بھی جہاد اور شہادت کی دُعاء کر سکتی ہیں۔ ترجمۃ الباب کے بعد ایک تعلیق بیان کی گئی جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادتِ دُعا کا ذکر ہے اسے ترجمۃ الباب کے لیے بطور استدلال کے بیان کیا گیا ہے۔

اشکال و جواب

یہاں ایک اشکال ہوتا ہے کہ حدیث الباب کو ترجمۃ الباب سے مناسبت نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں شہادت کی تمنا کا ذکر نہیں ہے بلکہ یہاں تو غزوہ میں شمولیت کی تمنا کا ذکر ہے تو اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ غزوہ کا اصل مقصد اور ثمرہ شہادت ہوتا ہے۔ لہٰذا غزوہ میں شمولیت کی تمنا کرنا گویا شہادت کی تمنا کرنا ہے۔

دوسرا اعتراض یہاں یہ ہوتا ہے کہ حدیث الباب میں صرف عورت کی تمنا کا ذکر ہے جبکہ ترجمۃ الباب میں نساء سے پہلے رجال کا ذکر ہے تو اس اعتبار سے تو حدیث الباب سے مناسبت نہ ہوئی تو اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ جب حدیث سے عورتوں

کے لیے شہادت کی تمنا کا جواز ثابت ہو گیا تو اس سے مردوں کے لیے شہادت کی تمنا کا جواز تو بطریق اولیٰ ثابت ہو گیا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضى الله عنه أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ ، فَتُطْعِمُهُ ، وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَأَطْعَمَتْهُ وَجَعَلَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ ، فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ ، غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ ، مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ ، أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ شَكَّ إِسْحَاقُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ ، غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ فِي الْأَوَّلِ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ ، فَهَلَكَتْ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی، ان سے مالک نے، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام حرامؓ کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے (یہ آپ کی رشتہ دار تھیں) آپ عبادہ بن صامتؓ کے نکاح میں تھیں۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ اور آپ کے سر سے جوئیں نکالنے لگیں۔ اس عرصے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو گئے جب بیدار ہوئے تو آپ مسکرا رہے تھے ام حرامؓ نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! کس بات پر آپ ہنس رہے ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کیے گئے کہ وہ اللہ کے راستے میں غزوہ کرنے کے لئے دریا کے بیچ میں سوار اس طرح جا رہے تھے جیسے بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں یا (آپ نے بجائے ملوکا علی الاسرہ کے) مثل الملوک علی الاسرۃ فرمایا شک اسحاق کو تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالی مجھے بھی انہیں میں سے کر دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ پھر آپ اپنا سر رکھ کر سو گئے اس مرتبہ بھی آپ جب بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! کس بات پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کیے گئے کہ وہ اللہ کی راہ میں غزوہ کیلئے جا رہے تھے پہلے کی طرح اس مرتبہ بھی فرمایا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ سے میرے لئے دعا کیجئے کہ مجھے بھی انہی میں سے کر دے۔ آپ نے اس پر فرمایا کہ تم سب سے پہلی فوج میں شامل ہوگی (جو بحری راستے سے جہاد کریگی) چنانچہ معاویہؓ کے زمانہ میں ام حرامؓ نے بحری سفر کیا پھر جب سمندر سے باہر آئیں تو ان کی سواری نے انہیں نیچے گرا دیا اور اسی سفر میں) ان کی وفات ہو گئی۔

حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا کے مختصر حالات

یہ مشہور صحابیہ اُم حرام بنت ملحان ہیں۔ ان کا تعلق مدینہ منورہ میں انصار کے معروف قبیلے بنو نجار سے ہے۔ آپ حضرت

انس رضی اللہ عنہ کی خالہ ہیں اور اُم سلیم رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہیں۔ یہ اپنی کنیت سے مشہور ہیں اور ان کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے "الرمیصاء" اور بعض نے "الغمیصاء" بیان کیا ہے۔ صحیح قول کے مطابق ان کا پہلا نکاح حضرت عمرو بن قیس بن زید بن سواد انصاری رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ان سے اُم حرام رضی اللہ عنہا کے دو بیٹے ہوئے قیس اور عبداللہ بعد میں ان کا نکاح حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ہوا اور ان سے ان کے ایک بیٹے محمد پیدا ہوئے۔

بعض نے لکھا ہے کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ تھیں اور بعض نے لکھا ہے کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد یا دادا کی خالہ تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بہت اکرام کیا کرتے۔ ان کے پاس تشریف لے جاتے اور وہاں کبھی کبھار قیلولہ فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق مسلمانوں کے پہلے بحری لشکر کے ساتھ جہاد کے لیے نکلیں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت میں رومیوں کی سرکوبی کے لیے نکلا تھا۔ اس لشکر نے قبرص کو فتح کیا' واپسی میں خچر پر سوار ہوتے ہوئے گر گئیں اور جام شہادت نوش کیا اور وہیں دفن ہوئیں۔

باب دَرَجَاتِ الْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے درجے

يُقَالُ هٰذِهِ سَبِيلِي وَهٰذَا سَبِيلِي

هذه سبیلی هذا سبیلی (مذکر اور مونث دونوں طرح) استعمال ہے۔

ماقبل سے ربط و مقصود ترجمہ

ماقبل باب میں دُعائے شہادت کا ذکر تھا۔ اب اس باب میں شہادت کے نتیجے میں مجاہد کو جو درجات اور انعامات حاصل ہوتے ہیں ان کا ذکر ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس ترجمۃ الباب سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جو مجاہد خلوص نیت سے جہاد اور قتال کرے گا اور شہرت اس کے پیش نظر نہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں اعلیٰ درجات عطا فرمائیں گے۔

یقال: هٰذہ سبیلی وهٰذا سبیلی

اس عبارت سے یہ بتانا مقصود ہے کہ لفظ سبیل کو مذکر و مؤنث دونوں طرح پڑھا جاسکتا ہے اور یہی امام فراء کا مذہب ہے۔

قال ابو عبداللّٰه غُزًّی و احدها غازٍ

سورۃ آل عمران میں لفظ "غُزًّی" ہے اس کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمار ہے ہیں کہ اس کا واحد غازٍ آتا ہے۔

هم درجات لهم درجات

سورۃ آل عمران میں ہے "هم درجات" امام صاحب یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہاں تقدیر عبارت اس طرح ہے "لهم درجات"

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ جَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ، أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ، مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَاسْأَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ ، فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ ، أُرَاهُ فَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ ، وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ

ترجمہ۔ہم سے یحییٰ بن صالح نے حدیث بیان کی ان سے فلیح نے حدیث بیان کی ان سے ہلال بن علی نے ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے نماز قائم کرے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ خواہ اللہ کے راستے میں جہاد کرے یا اسی جگہ پڑا رہے جہاں پیدا ہوا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم لوگوں کو اس کی بشارت نہ دے دیں۔ آپ نے فرمایا کہ جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ ان کے درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین میں ہے۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہو تو فردوس مانگو وہ جنت کا سب سے درمیانی درجہ ہے اور جنت کے سب سے بلند درجے پر (میرا خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلی الجنۃ کی بجائے فوقہ فرمایا تھا) رحمان کا عرش ہے اور وہیں سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں محمد بن فلیح نے اپنے والد کے واسطے سے وفوقہ عرش الرحمٰن ہی کی روایت کی ہے (دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے)

تشریح حدیث

ان فی الجنۃ مأۃ درجۃ

اس جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ دخول جنت پر اکتفاء نہ کرنا چاہیے بلکہ جہاد اور اعمال صالحہ کے ذریعے اونچے درجات حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اشکال اور اس کے جواب

حدیث باب میں صوم وصلوٰۃ کا تو ذکر ہے لیکن حج اور زکوٰۃ کا ذکر نہیں حالانکہ وہ بھی اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث باب میں زکوٰۃ اور حج کے مذکور نہ ہونے کی وجہ ان دونوں کا اس وقت تک فرض نہ ہونا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جواب دیا ہے کہ یہاں حج اور زکوٰۃ کا ذکر کسی راوی سے حذف ہو گیا ہے کیونکہ ترمذی کی روایت جو حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں حج کا ذکر موجود ہے۔

فی سبیل اللہ کا مطلب

ا۔ایک معنی اس کے عام ہیں۔ یعنی ہر وہ عمل خیر جس کا مقصد رضائے الٰہی اور تقرب الی اللہ ہو۔ اس پر سبیل اللہ کا اطلاق ہوتا ہے۔

۲۔ فی سبیل اللہ کے دوسرے معنی خاص ہیں۔ وہ جہاد اور قتال ہے۔
چنانچہ جب فی سبیل اللہ مطلق بولا جاتا ہے تو اس سے مراد قتال ہوتا ہے۔

جنت کے درجات

حدیث باب میں ہے کہ جنت کے کل سو درجات ہیں جبکہ ایک اور حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت کے درجات قرآن مجید کی آیات کے برابر ہیں اور قرآن پاک کی آیات کے بارے میں معروف ہے کہ وہ ۶۶۶۶ ہیں۔ لہٰذا احادیث میں تعارض لازم آتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ان فی الجنۃ مائۃ درجۃ" والی روایت سے درجاتِ کبار مراد ہیں۔ یہاں درجات صغار کا تذکرہ نہیں کیا گیا اور جنت کے سب درجات خواہ وہ کبار ہوں یا صغار قرآنی آیات کے برابر ہیں۔

جنت کے دو درجوں کا درمیانی فاصلہ

حدیث باب سے معلوم ہوتا ہے کہ "جنت کے دو درجوں کے درمیان فاصلے کی مقدار اتنی ہوگی کہ جتنی آسمان وزمین کے درمیان ہوتی ہے اور ترمذی شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین وآسمان کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔

قال محمد بن فليح عن ابيه "وفوقه عرش الرحمٰن"

اس تعلیق کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس روایت کو فلیح کے بیٹے نے جب روایت کیا تو انہوں نے بغیر شک کے "وفوقه عرش الرحمٰن" بیان کیا اور یحییٰ بن صالح رحمۃ اللہ علیہ کی طرح شک کے ساتھ بیان نہیں کیا۔

← حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا جَرِيرٌ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ ، فَأَدْخَلَانِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ ، لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا قَالَا أَمَّا هَذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ نے حدیث بیان کی ان سے ابو رجاء نے حدیث بیان کی ان سے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے رات دو آدمی دیکھے جو میرے) پاس آئے پھر وہ مجھے لے کر درخت پر چڑھے اور اس کے بعد مجھے ایک ایسے مکان میں لے گئے۔ جو نہایت ہی خوبصورت اور بڑا پاکیزہ تھا۔ ایسا خوبصورت مکان میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا ان دونوں نے کہا کہ یہ گھر شہیدوں کا گھر ہے (معراج کی طویل حدیث کا ایک جزو بیان کیا گیا ہے)

بَاب الْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ، وَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ

اللہ کے راستے کی صبح وشام اور جنت میں کسی کی ایک ہاتھ جگہ

بابِ سابق سے ربط اور مقصود ترجمہ

گزشتہ باب میں جنت میں مجاہدین کے درجات کا بیان تھا۔ اب اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ کے راستہ میں یعنی جہاد میں تھوڑا سا وقت لگالے۔ حتیٰ کہ اگر ایک صبح یا ایک شام جہاد کے لیے جائے تو اس کی بہت بڑی فضیلت ہے

اوراسی طرح یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ اگر کسی کو جنت میں تھوڑی سی جگہ بھی مل جائے تو اس کے لیے بڑا اعزاز ہوگا۔

حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

ترجمہ۔ ہم سے معلّٰی بن اسد نے حدیث بیان کی ان سے وہب نے حدیث بیان کی ان سے حمید نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے راستے میں گزرنے والی ایک صبح یا ایک شام دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ہے۔

تشریح حدیث

حدیث پاک میں صبح وشام کا ذکر غالباً اس لیے کیا گیا ہے کہ عرب میں صبح یا شام کو سفر پر روانہ ہونے کا دستور تھا ورنہ اگر کوئی شخص دن کے درمیانی حصہ میں خدمتِ دین کے سلسلہ میں کہیں جائے تو یقیناً اس کے جانے کی بھی وہی فضیلت ہے۔ نیز غدوہ کے معنی ہیں صبح کے وقت ایک مرتبہ نکلنا اور روحہ کے معنی ہیں ایک مرتبہ شام کو نکلنا۔ حدیث الباب میں ''خیر من الدنیا'' کا جو جملہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس تھوڑے سے وقت کا ثواب اور بدلہ جنت میں دُنیا کے تمام زمانوں سے بہتر ہے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ لَقَابُ قَوْسٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ وَقَالَ لَغَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ

ترجمہ۔ ہم سے ابراہیم بن منذر نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن فلیح نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی ان سے ھلال بن علی نے ان سے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جنت میں ایک ہاتھ جگہ اس کی تمام پہنائیوں سے بڑھ کر ہے جہاں سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام اس سے بڑھ کر ہے جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔

حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ الرَّوْحَةُ وَالْغَدْوَةُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَفْضَلُ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

ترجمہ۔ ہم سے قبیصہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے ابوحازم نے اور ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کے راستے میں ایک صبح وشام دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ہے۔

باب الْحُورُ الْعِينُ وَصِفَتُهُنَّ

بڑی آنکھوں والی حوریں اور ان کے اوصاف

يَحَارُ فِيهَا الطَّرْفُ شَدِيدَةُ سَوَادِ الْعَيْنِ شَدِيدَةُ بَيَاضِ الْعَيْنِ

جن کے حسن سے آنکھیں چکا چوند ہو جائیں۔ جن کی آنکھوں کی پتلی خوب سیاہ ہوگی اور سفیدی بھی بہت صاف ہوگی۔

اور زوجناھم کے معنی انکحناھم کے ہیں۔

ترجمۃ الباب کی کتاب الجہاد سے مناسبت و مقصود ترجمۃ الباب

اس باب کو بظاہر کتاب الجہاد سے مناسبت معلوم نہیں ہوتی لیکن درحقیقت اس کو کتاب الجہاد سے مناسبت ہے اس لیے کہ مجاہدین فی سبیل اللہ کا ٹھکانہ جنت ہے اور جنت میں ان کو جو انعام ملیں گے ان میں حوریں بھی ہوں گی تو گویا اس باب میں حوروں اور ان کی صفات کا ذکر کر کے جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب دی جارہی ہے اور یہ بتلایا جارہا ہے کہ ان صفات والی حوریں اگر چاہتے ہو تو ان کے حصول کا ایک راستہ جہاد فی سبیل اللہ بھی ہے۔

تشریح کلمات ترجمۃ الباب

لفظ ''حور'' حوراء کی جمع ہے۔ ''حوراء'' اسے کہتے ہیں کہ جس کی آنکھوں کی سفیدی بہت زیادہ ہو اور اس کی آنکھوں کی سیاہی بھی بہت شدید ہو۔ ''حوراء'' کے معنی بیضاء کے بھی کیے گئے ہیں یعنی وہ عورت جو سفید ہو۔ لفظ ''عین'' عیناء کی جمع ہے اور عیناء کے معنی ہیں وہ عورت جس کی آنکھیں بڑی بڑی ہوں' آنکھوں کا وہ حصہ جو سفید ہوتا ہے اس کی بیاض میں شدت ہو اور جو حصہ سیاہ ہوتا ہے اس میں سیاہی کی شدت ہو۔

"یُحار فیها الطرف" نظریں (ان کو دیکھ کر) حیرت زدہ رہ جائیں گی۔ اس عبارت سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حور کی وجہ تسمیہ بیان فرمارہے ہیں کہ حور کو حور اس لیے کہا جاتا ہے کہ نظریں ان کو دیکھ کر حیران رہ جائیں گی۔ بعض محدثین کرام فرماتے ہیں کہ اس عبارت سے حور کی عجیب وغریب صفات کا بیان کرنا ہے۔ اس سے لفظ ''حور'' کا مادہ بیان کرنا مقصود نہیں ہے کیونکہ حور تو اجوف واوی ہے جبکہ یُحار کا لفظ اجوف یائی ہے۔ "زوّجناهم انکحناهم" اس جملہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ الدخان کی آیت کی طرف اشارہ کیا ہے "زوجنا هم بحور عين" اور پھر اس کی تفسیر کی ہے "انکحناهم" سے۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضى الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَمُوتُ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ ، يَسُرُّهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا ، وَأَنَّ لَهُ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ، إِلَّا الشَّهِيدَ ، لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ ، فَإِنَّهُ يَسُرُّهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ مَرَّةً أُخْرَى

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی' ان سے معاویہ بن عمرو نے حدیث بیان کی' ان سے ابواسحاق نے حدیث بیان کی' ان سے حمید نے بیان کیا اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی بھی اللہ کا بندہ جسے مرنے کے بعد اللہ کی بارگاہ سے خیر و ثواب ملا ہے دنیا و مافیہا کو پاکر بھی دوبارہ یہاں آنا پسند نہیں کرے گا' لیکن شہید اس سے مستثنٰی ہے کہ جب وہ (اللہ تعالی کے یہاں) شہادت کی فضیلت کو دیکھے گا تو چاہے گا کہ دنیا میں دوبارہ آئے اور پھر قتل ہو اللہ کے راستے میں۔

← وَسَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لَرَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ غَدْوَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ، وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَوْ مَوْضِعُ قِيدٍ يَعْنِي سَوْطَهُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ، وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَأَتْهُ رِيحًا ، وَلَنَصِيفُهَا عَلَى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

ترجمہ۔ اور میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے بیان کرتے تھے کہ اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام بھی گزار دینا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور کسی کے لئے جنت میں ایک ہاتھ جگہ بھی یا (راوی کو شبہ ہے) ایک قید جگہ قید سے مراد کوڑا ہے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور اگر جنت کی کوئی عورت زمین کی طرف جھانک بھی لے تو زمین و آسمان اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ منور ہو جائیں اور خوشبو سے معطر ہو جائیں۔ اس کے سر کا دوپٹہ بھی دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ہے۔

تشریح حدیث

مذکورہ حدیث پاک میں قاب اور سوط کی تخصیص کی کیا وجہ ہے؟ اور اس سے کیا مراد ہے؟ عرب کا یہ رواج تھا کہ جب چند سواروں کا قافلہ چلتا تھا تو جو سوار منزل پر اُترتے وقت جہاں قیام کرنا چاہتا وہاں اپنا کوڑا ڈال دیتا تھا۔ پھر وہ جگہ اس کی سمجھی جاتی تھی اور کوئی دوسرا اس پر قبضہ نہ کرتا تو اس حدیث میں کوڑے کی جگہ سے مراد دراصل اتنی مختصر سی جگہ ہے جو کوڑا ڈال دینے سے کوڑے والے سوار کے لیے مخصوص ہو جاتی ہے جس میں وہ بستر وغیرہ لگا لے۔ اسی طرح کا ایک دستور یہ بھی تھا کہ جب کوئی پیدل آدمی کسی جگہ منزل کرنا چاہتا تھا تو وہ اپنی کمان وہاں ڈال دیتا تھا اور اس طرح وہ جگہ اس کے لیے مخصوص ہو جاتی۔ پس اس حدیث میں کمان کی جگہ سے مراد گویا ایک آدمی کی منزل ہے۔

باب تَمَنِّی الشَّهَادَةِ

شہادت کی آرزو

ماقبل سے ربط اور غرض ترجمۃ الباب

یہ باب ایک پہلے باب کا تکملہ ہے وہاں شہادت کا ذکر تھا اور یہاں شہادت کی تمنا کا ذکر ہے۔

بعض محدثین کرام فرماتے ہیں کہ اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ شہادت کی تمنا کرنا مستحب ہے اور تمنا ایسے موقع پر ہوتی ہے جب اُمید کم ہو۔ اس لیے ایسے موقع پر تمنا کرنی مراد ہے جہاں ظاہری طور پر جہاد اور شہادت کے اسباب نظر نہ آ رہے ہوں۔

بعض محدثین کرام فرماتے ہیں کہ اس باب سے درحقیقت ایک اشکال کو دور کرنا ہے۔ اشکال یہ ہوتا تھا کہ تمنائے شہادت تو مستلزم ہے تمنائے موت کو اور تمنائے موت سے منع کیا گیا ہے تو پھر تمنائے شہادت کیسے درست ہوگی؟ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمۃ الباب کو قائم کر کے یہ بتلا دیا کہ تمنائے شہادت کی تو ترغیب دی گئی ہے اس لیے اس کی تمنا کرنا جائز اور درست ہے۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم يَقُولُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا أَنَّ رِجَالًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَطِيبُ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي، وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ، مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ

ترجمہ۔ ہم سے ابو الیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی ان سے زہری نے بیان کیا انہیں سعید بن

مسیّب نے خبر دی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا' آپ فرمار ہے تھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر مومنین کی جماعت کے کچھ افراد ایسے نہ ہوتے جن کا دل مجھے چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتا اور مجھے خود اتنی سواریاں میسر نہیں کہ انہیں سوار کر کے اپنے ساتھ لے چلوں' تو میں کسی چھوٹے سے چھوٹے ایسے لشکر کے ساتھ جانے سے بھی نہ رکتا جو اللہ کے راستے میں غزوے کے لئے جارہا ہوتا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' میری تو آرزو ہے کہ میں اللہ کے راستے میں قتل کیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں' اور پھر زندہ کیا جاؤں' پھر قتل کیا جاؤں' اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کر دیا جاؤں (اللہ کے راستے میں)

تشریح حدیث

والذی نفسی بیدہ لوددت

کیا مذکورہ جملہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہے؟ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے استاد شیخ ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ یہ کلام "لوددت ان اقتل ...... الخ" مدرج فی الخبر ہے اور یہ کلام حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ پھر آگے شیخ فرماتے ہیں کہ "وھو بعید" یعنی یہ دعویٰ بعید از قیاس ہے اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے استاذ کی موافقت فرمائی ہے۔

⬅ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ الصَّفَّارُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ، ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ، ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ ، ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ فَفُتِحَ لَهُ وَقَالَ مَا يَسُرُّنَا أَنَّهُمْ عِنْدَنَا قَالَ أَيُّوبُ أَوْ قَالَ مَا يَسُرُّهُمْ أَنَّهُمْ عِنْدَنَا وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ

ترجمہ۔ ہم سے یوسف بن یعقوب صفار نے حدیث بیان کی' ان سے اسماعیل بن علیہ نے حدیث بیان کی' ان سے ایوب نے' ان سے ہلال نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فوج کا جھنڈا اب زید نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور وہ شہید کر دیئے گئے۔ پھر جعفر نے لے لیا وہ بھی شہید کر دیئے گئے' پھر عبداللہ بن رواحہ نے لے لیا وہ بھی شہید کر دیئے گئے اور اب کسی ہدایت کا انتظار کئے بغیر خالد بن ولید نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا تاکہ مسلمان ہمت نہ ہاریں' کیونکہ لڑائی سخت ہو رہی تھی۔ اور ان ہی کے ہاتھ پر اسلامی لشکر کو فتح ہوئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور ہمیں کوئی اس کی خواہش بھی نہیں تھی کہ وہ لوگ جو شہید ہو گئے ہیں ہمارے پاس زندہ رہتے۔ ایوب نے بیان کیا یا آپ نے یہ فرمایا کہ انہیں کوئی اس کی خواہش بھی نہیں تھی کہ وہ ہمارے ساتھ زندہ رہتے۔ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

تشریح حدیث

مذکورہ حدیث میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ غزوۂ موتہ کا ہے۔

مایسر نا انّهم عندنا قال ایوب : او قال مایسرهم انّهم عندنا

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہمارے لیے یہ بات خوشی کا باعث نہیں کہ وہ ہمارے پاس ہوتے۔ ایوب سختیانی فرماتے ہیں کہ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا کہ ان کے لیے یہ بات باعث خوشی نہیں کہ وہ ہمارے پاس ہوتے۔ یہاں حدیث پاک میں ایوب سختیانی کو شک ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا تھا' آیا یہ ارشاد فرمایا: ''مایسر نا انّهم عندنا'' یا ''مایسرهم انّهم عندنا'' ارشاد فرمایا۔

باب فَضْلِ مَنْ يُصْرَعُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمَاتَ فَهُوَ مِنْهُمْ

اس شخص کی فضیلت جو اللہ کے راستے میں سواری سے گر کر انتقال کر جائے کہ وہ بھی انہی میں شامل ہے

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ﴾ وَقَعَ وَجَبَ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کا ارادہ کر کے نکلے اور پھر راستے ہی میں اس کی وفات ہو جائے تو اللہ پر اس کا اجر (ہجرت کا) واجب ہے (آیت میں) وَقَعَ کے معنی وَجَبَ کے ہیں۔

ماقبل سے ربط اور مقصد ترجمۃ الباب

ابواب سابقہ میں بار بار مجاہدین فی سبیل اللہ کے فضائل کا بیان تھا۔ اب اس باب سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ جو شخص میدان جہاد میں نہ مرے بلکہ سفر جہاد میں اس کی موت آئے تو اگر اس کی نیت خالص ہوگی تو اسے شہادت کا اعزاز حاصل ہوگا۔ بعض کے نزدیک مقصد ترجمہ یہ ہے کہ جو شخص سفر جہاد میں جانور سے گر کر مر جائے تو وہ بھی عند اللہ شہید شمار ہوگا۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ خَالَتِهِ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ قَالَتْ نَامَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم يَوْمًا قَرِيبًا مِنِّي ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَتَبَسَّمُ فَقُلْتُ مَا أَضْحَكَكَ قَالَ أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ يَرْكَبُونَ هَذَا الْبَحْرَ الأَخْضَرَ ، كَالْمُلُوكِ عَلَى الأَسِرَّةِ قَالَتْ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ، ثُمَّ نَامَ الثَّانِيَةَ ، فَفَعَلَ مِثْلَهَا ، فَقَالَتْ مِثْلَ قَوْلِهَا ، فَأَجَابَهَا مِثْلَهَا فَقَالَتِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِينَ فَخَرَجَتْ مَعَ زَوْجِهَا عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ غَازِيًا أَوَّلَ مَا رَكِبَ الْمُسْلِمُونَ الْبَحْرَ مَعَ مُعَاوِيَةَ ، فَلَمَّا انْصَرَفُوا مِنْ غَزْوِهِمْ قَافِلِينَ فَنَزَلُوا الشَّأْمَ ، فَقُرِّبَتْ إِلَيْهَا دَابَّةٌ لِتَرْكَبَهَا فَصَرَعَتْهَا فَمَاتَتْ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے یحیی نے حدیث بیان کی' ان سے محمد بن یحیی حبان نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ان کی خالہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے قریب ہی سو گئے پھر جب آپ بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو (غزوہ کرنے کے لئے) اس سمندر پر سوار جا رہے تھے جیسے بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا پھر آپ میرے لئے بھی دعا کر دیجئے کہ اللہ مجھے بھی

انہی میں سے بنادے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ پھر دوبارآپ سو گئے۔ اور پہلے کی طرح اس مرتبہ بھی کیا (بیدار ہوتے ہوئے مسکرائے ام حرامؓ نے عرض کیا۔ آپ دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالی مجھے بھی انہیں میں سے بنادے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم سب سے پہلے لشکر کے ساتھ ہوگی۔ چنانچہ وہ اپنے شوہر عبادہ بن صامتؓ کے ساتھ مسلمانوں کے سب سے پہلے بحری بیڑے میں شریک ہوئیں۔ معاویہؓ کے زمانے میں غزوہ سے لوٹتے وقت جب شام کے ساحل پر لشکر اترا تو ام حرامؓ کے قریب سواری لائی گئی تاکہ اس پر سوار ہوجائیں لیکن جانور نے اسے گرادیا۔ اور اسی میں ان کی وفات ہوگئی۔

باب مَنْ يُنْكَبُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

جس شخص کو اللہ کے راستے میں کوئی صدمہ پہنچا ہو؟

ماقبل سے ربط و مقصود ترجمہ

پہلے باب میں اس شخص کی فضیلت کا بیان تھا جو اللہ کے راستہ میں سواری وغیرہ سے گر کر فوت ہوجائے۔ اب اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس شخص کی فضیلت بیان کرنا چاہتے ہیں جس کا کوئی عضو جہاد میں زخمی ہوجائے۔

⬅ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسٍ رضى الله عنه قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَقْوَامًا مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ إِلَى بَنِي عَامِرٍ فِي سَبْعِينَ ، فَلَمَّا قَدِمُوا ، قَالَ لَهُمْ خَالِي أَتَقَدَّمُكُمْ ، فَإِنْ أَمَّنُونِي حَتَّى أُبَلِّغَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَإِلَّا كُنْتُمْ مِنِّي قَرِيبًا فَتَقَدَّمَ ، فَأَمَّنُوهُ ، فَبَيْنَمَا يُحَدِّثُهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِذْ أَوْمَئُوا إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ ، فَطَعَنَهُ فَأَنْفَذَهُ فَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ ، فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ثُمَّ مَالُوا عَلَى بَقِيَّةِ أَصْحَابِهِ فَقَتَلُوهُمْ ، إِلَّا رَجُلًا أَعْرَجَ صَعِدَ الْجَبَلَ قَالَ هَمَّامٌ فَأُرَاهُ آخَرَ مَعَهُ ، فَأَخْبَرَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُمْ قَدْ لَقُوا رَبَّهُمْ ، فَرَضِيَ عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ ، فَكُنَّا نَقْرَأُ أَنْ بَلِّغُوا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ ، فَدَعَا عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا ، عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَنِي لِحْيَانَ وَبَنِي عُصَيَّةَ الَّذِينَ عَصَوُا اللَّهَ وَرَسُولَهُ صلى الله عليه وسلم

ترجمہ۔ ہم سے حفص بن عمر حوضی نے حدیث بیان کی ان سے ہمام نے حدیث بیان کی ان سے اسحاق نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنوسلیم کے ستر افراد بنو عامر کے یہاں بھیجے تھے جب یہ سب حضرات (بیر معونہ پر) پہنچے تو میرے ماموں (حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ میں (بنوسلیم کے یہاں) پہلے جاتا ہوں۔ اگر مجھے انہوں نے اس بات کا امن دے دیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں ان تک پہنچاؤں (تو فبہا) ورنہ تم لوگ میرے قریب تو ہو ہی چنانچہ وہ ان کے یہاں گئے اور انہوں نے امن بھی دے دیا۔ ابھی وہ قبیلہ کے لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں سنا ہی رہے تھے کہ قبیلہ والوں نے اپنے ایک آدمی عامر بن طفیل کو اشارہ کیا اور اس نے نیزہ آپ کے پیوست کردیا۔ نیزہ آر پار ہوگیا۔ اس وقت ان کی زبان سے نکلا اللہ اکبر کامیاب ہوگیا میں کعبہ کے رب کی قسم! اس کے بعد قبیلہ والے حرامؓ کے بقیہ ساتھیوں کی طرف (جو مہم میں ان کیساتھ تھے اور ستر کی تعداد میں تھے) بڑھے اور سب کو قتل کردیا۔ البتہ ایک

صاحب جولنگڑے تھے پہاڑ پر چڑھ گئے۔ ہمام (راوی حدیث) نے بیان کیا میں سمجھتا ہوں کہ ایک صاحب اور ان کے ساتھ (پہاڑ پر چڑھے) تھے (عمرہ بن امیہ ضمیری) اس کے بعد جبریلؑ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی کہ آپ کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے جا ملے ہیں۔ پس خود اللہ بھی ان سے خوش ہے اور انہیں بھی خوش کر دیا ہے۔ اس کے بعد ہم (قرآن کی دوسری آیتوں کے ساتھ یہ آیت بھی) پڑھتے تھے (ترجمہ ہماری قوم کے لوگوں کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے آملے ہیں پس ہمارا رب ہم سے خود بھی خوش ہے اور ہم کو بھی خوش کر دیا ہے۔ اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہوگئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چالیس دن تک صبح کی نماز میں قبیلہ رعل ذکوان بنی لحیان اور بنی عصیہ کے لئے بددعا کی تھی جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی تھی۔

تشریح حدیث

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تحقیقی بات یہ ہے کہ جن کی طرف ستر قراء کی جماعت کو روانہ کیا گیا تھا وہ بنو عامر ہیں رہے بنو سلیم تو انہوں نے قراء کو دھوکے سے شہید کر ڈالا تھا اور یہاں وہم جو ہوا ہے وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ حفص بن عمر کو ہوا ہے۔

خال حضرت انس رضی اللہ عنہ

حدیث پاک میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے جس ماموں کا ذکر ہے ان کا نام حرام بن ملحان ہے یہ بدری صحابی ہیں۔ غزوۂ احد میں بھی شریک ہوئے غزوہ بیر معونہ میں اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ شریک ہوئے اور شہادت سے سرفراز ہوئے۔ عامر بن طفیل نے ان کو شہید کیا تھا۔

رجل اعرج

اس سے مراد حضرت کعب بن زید رضی اللہ عنہ ہیں۔

"رجل اعرج" کو منصوب بھی پڑھا گیا ہے۔ یعنی "رجلاً اعرج" حدیث الباب میں جو مرفوع نقل کیا گیا ہے اس بارے میں علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ عرب کے قبیلے ربعی کی لغت ہے کہ وہ مستثنیٰ کو مرفوع پڑھتے ہیں۔

← حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ فِي بَعْضِ الْمَشَاهِدِ وَقَدْ دَمِيَتْ إِصْبَعُهُ، فَقَالَ هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ، وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا لَقِيتِ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے ابوعوانہ نے حدیث بیان کی ان سے اسود بن قیس نے اور ان سے جندب بن سفیانؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی لڑائی کے محاذ پر موجود تھے اور آپ کی ایک انگلی زخمی ہوگئی تھی۔ آپ نے فرمایا (انگلی سے مخاطب ہو کر) تمہاری حقیقت ایک زخمی انگلی کے سوا اور کیا ہے (البتہ (اہمیت اس کی یہ ہے کہ) جو کچھ تمہیں ملا ہے اللہ کے راستے میں ملا ہے۔

ایک اشکال اور اس کے جوابات

یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شعر پڑھا ہے جبکہ قرآن کریم میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت میں یہ آیا ہے۔ "وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ" اس کا ایک جواب علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے کہ یہ رجز ہے شعر نہیں ہے۔ جیسا کہ امام اخفش رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کیونکہ رجز کہنے والے کو راجز کہا جاتا ہے شاعر نہیں۔

بعض حضرات نے یہ جواب دیا ہے کہ اللہ رب العزت نے "وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ" سے مشرکین مکہ کے اس قول کا رد کیا ہے جس میں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر قرار دیا تھا اور یہ ظاہر ہے کہ آپ معروف معنی میں نہ تو شاعر تھے اور نہ شعر گوئی آپ کا معمول تھا۔

باب مَنْ يُجْرَحُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

جو اللہ کے راستے میں زخمی ہوا

مقصود ترجمۃ الباب

اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتا رہے ہیں کہ جیسے شہادت فی سبیل اللہ کا اونچا مقام ہے ایسے ہی جہاد میں زخمی ہونے کا بھی بہت ثواب ہے۔ لہٰذا جہاد فی سبیل اللہ میں زخمی ہونا بڑی فضیلت کی بات ہے اللہ کے ہاں اس زخم کی عمدہ خوشبو ہوگی۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُكْلَمُ أَحَدٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّيحُ رِيحُ الْمِسْكِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں مالک نے خبر دی انہیں ابوالزناد نے انہیں اعرج نے اور انہیں ابوہریرہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو شخص بھی اللہ کے راستے میں زخمی ہوا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ان کے راستے میں کون زخمی ہوا ہے۔ وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے زخموں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ رنگ تو خون ہی جیسا ہوگا۔ لیکن خوشبو مشک جیسی ہوگی۔

تشریح حدیث

حدیث الباب میں "لَا يُكْلَمُ" بمعنی "لا يُجْرَحُ" کے ہے۔ اسی کلمہ کی وجہ سے حدیث الباب کو ترجمۃ الباب سے مناسبت ہے۔

حدیث میں زخمی ہونے سے کیا مراد ہے؟

فی سبیل اللہ سے مراد تو جہاد ہی ہے کہ جہاد میں زخمی ہوا لیکن لفظ ہر اس زخم کو شامل ہے جو اللہ کے لیے لگا ہو یا اپنے حق کا دفاع کرتے ہوئے لگا ہو اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ زخم سے مراد وہ زخم ہو جس کے بھرنے سے پہلے آدمی کی موت واقع ہو جائے اور وہ شخص قیامت کے دن ایسی حالت میں حاضر ہو کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہو۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَی (هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ) وَالْحَرْبُ سِجَالٌ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ آپ کہہ دیجئے کہ حقیقت یہ ہے کہ تم ہمارے لئے دو اچھی باتوں میں سے ایک کے منتظر ہو اور لڑائی کبھی موافق پڑتی ہے اور کبھی مخالف

ماقبل کے ساتھ ربط

سابقہ ابواب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مختلف طریقوں سے مجاہد اور شہید کی فضیلت اور اہمیت کو بیان کرتے آرہے تھے۔ اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مجاہد ہر حال میں کامیاب ہے خواہ وہ میدانِ جہاد سے غازی بن کر لوٹ آئے یا شہادت سے سرفراز ہو جائے۔

مقصود ترجمۃ الباب

اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بات واضح فرما رہے ہیں کہ مسلمان مجاہد خواہ شہادت کا رُتبہ حاصل کرے یا غازی بن کر فاتح لوٹے دونوں صورتوں میں نفع ہی نفع ہے اور کامیابی ہی کامیابی ہے۔ بعض محدثین حضرات فرماتے ہیں کہ اس باب کی غرض ترجمۃ الباب والی آیت کی تفسیر بیان کرنا ہے۔

← حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ قَالَ لَهُ سَأَلْتُكَ كَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ فَزَعَمْتَ أَنَّ الْحَرْبَ سِجَالٌ وَدُوَلٌ، فَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلَى ثُمَّ تَكُونُ لَهُمُ الْعَاقِبَةُ

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی اُن سے لیث نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے یونس نے حدیث بیان کی، ان سے ابن شہاب نے اُن سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے انہیں عبد اللہ بن عباسؓ نے خبر دی اور انہیں ابو سفیانؓ نے خبر دی کہ ہرقل نے ان سے کہا میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ان کے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے) ساتھ تمہاری لڑائیوں کا کیا انجام رہتا ہے تو تم نے بتایا تھا کہ کبھی لڑائی کا انجام ہمارے حق میں ہوتا ہے اور کبھی ان کے حق میں) انبیاء کا بھی یہی حال ہوتا ہے کہ (دنیاوی زندگی میں) ان کی آزمائش ہوتی ہے (کبھی فتح سے اور کبھی شکست سے) لیکن انجام انہیں کے حق میں ہوتا ہے (طویل اور مشہور حدیث کا ایک جز)

تشریح حدیث

سجال کا مطلب یہ ہے کہ لڑائی کبھی موافق ہوتی ہے اور کبھی مخالف، کبھی تو مسلمان غالب آجاتے ہیں اور ان کو فتح نصیب ہوتی ہے اور کبھی مشرکین غالب آجاتے ہیں اور مسلمانوں کو شہادت ملتی ہے۔ "دُوَلٌ" دولۃ کی جمع ہے اس کا مطلب ہے کبھی کسی چیز کا تیرے ساتھی کے پاس چلے جانا اور کبھی واپس تیرے پاس چلے آنا۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا

اللہ تعالی کا ارشاد کہ مومنوں میں وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس وعدہ کو سچ کر دکھایا

(مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا)

جوانہوں نے اللہ تعالی سے کیا تھا' پس ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے ہیں (اللہ کے راستے میں شہید ہو کر' اور کچھ ایسے ہیں جو انتظار کر رہے ہیں اور اپنے عہد سے وہ پھرے نہیں ہیں۔

ماقبل سے ربط

گزشتہ ابواب میں جہاد میں شرکت اور اس کی فضیلت کا بیان تھا۔ اب اس باب میں اللہ کے راستہ میں ثابت قدم رہنے کا بیان ہے۔ نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے گزشتہ باب آیتِ قرآنی سے باندھا تھا اور یہ باب بھی آیتِ قرآنی سے باندھا ہے۔
مذکورہ آیت قرآنی میں جس معاہدے کا ذکر ہے وہ اس آیت قرآنی میں موجود ہے "وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ" یہ معاہدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس وقت کیا تھا جب وہ غزوۂ احد کے لیے روانہ ہوئے تھے۔

مقصود ترجمۃ الباب

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں یہ بتایا ہے کہ جو آدمی اللہ سے اس بات کا عہد کرے کہ میں جہاد کے لیے جاؤں گا اور اللہ کی راہ میں قتال کروں گا تو اس کو اس پر ثابت قدم بھی رہنا چاہیے کیوں کہ اللہ رب العزت نے ایسے لوگوں کی تعریف فرمائی ہے۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا زِيَادٌ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه قَالَ غَابَ عَمِّي أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِينَ، لَئِنِ اللّٰهُ أَشْهَدَنِي قِتَالَ الْمُشْرِكِينَ لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ مَا أَصْنَعُ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَانْكَشَفَ الْمُسْلِمُونَ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ يَعْنِي أَصْحَابَهُ وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ يَعْنِي الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ تَقَدَّمَ، فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، فَقَالَ يَا سَعْدُ بْنَ مُعَاذٍ، الْجَنَّةَ، وَرَبِّ النَّضْرِ إِنِّي أَجِدُ رِيحَهَا مِنْ دُونِ أُحُدٍ قَالَ سَعْدٌ فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا صَنَعَ قَالَ أَنَسٌ فَوَجَدْنَا بِهِ بِضْعًا وَثَمَانِينَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ أَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ أَوْ رَمْيَةً بِسَهْمٍ، وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَقَدْ مَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُونَ، فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلَّا أُخْتُهُ بِبَنَانِهِ قَالَ أَنَسٌ كُنَّا نُرٰى أَوْ نَظُنُّ أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِ وَفِي أَشْبَاهِهِ (مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ وَقَالَ إِنَّ أُخْتَهُ وَهِيَ تُسَمَّى الرُّبَيِّعَ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ امْرَأَةٍ فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم بِالْقِصَاصِ، فَقَالَ أَنَسٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا فَرَضُوا بِالْأَرْشِ وَتَرَكُوا الْقِصَاصَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن سعید خزاعی نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالاعلی نے حدیث بیان کی' ان سے حمید نے بیان کیا کہ میں نے انسؓ سے پوچھا ان سے عمرو بن زرارہ نے حدیث بیان کی' ان سے زیاد نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے حمید طویل

نے حدیث بیان کی اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں حاضر نہ ہو سکے تھے اس لئے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں پہلی ہی لڑائی سے غیر حاضر تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کے خلاف کسی لڑائی میں شرکت کا موقعہ دیا تو اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں اور کتنی جوانمردی کے ساتھ کفار سے لڑتا ہوں پھر جب احد کی لڑائی کا موقعہ آیا اور مسلمانوں کو اس میں پسپائی ہوئی تو انہوں نے کہا اے اللہ! جو کچھ مسلمانوں سے ہو گیا ہے میں آپ کے حضور میں اسکی معذرت پیش کرتا ہوں (کہ وہ جم کر نہیں لڑے اور منتشر ہو گئے) اور جو کچھ ان مشرکین نے کیا ہے میں اس سے برأت ظاہر کرتا ہوں (کہ انہوں نے تیرے اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف محاذ قائم کیا) پھر وہ آگے بڑھے (مشرکین کی طرف تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے سامنا ہوا ان سے انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا اے سعد بن معاذ! میرا مطلوب تو جنت ہے اور نضر (ان کے والد کے رب کی قسم میں جنت کی خوشبو احد پہاڑ کے قریب پاتا ہوں۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ جو انہوں نے دکھایا اس کی مجھ میں سکت نہ تھی انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد جب انس بن نضر کو ہم نے پایا تو تلوار نیزے اور تیر کے تقریباً اسی زخم آپ کے جسم پر تھے آپ شہید ہو چکے تھے۔ مشرکوں نے ان کا مثلہ بنا دیا تھا اور کوئی شخص انہیں پہچان نہ سکا تھا صرف ان کی بہن انگلیوں سے انہیں پہچان سکی تھیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہم سمجھتے ہیں یا (آپ نے بجائے نری کے) نظن (کہا مفہوم ایک ہے) کہ یہ آیت ان کے اور ان جیسے مومنین کے بارے میں نازل ہوئی تھی کہ مومنوں میں وہ لوگ جنہوں نے اس وعدہ کو سچا کر دکھایا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا آخر آیت تک۔

انہوں نے بیان کیا کہ انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی ایک بہن ربیع نامی نے کسی خاتون کے آگے کے دانت توڑ دیئے تھے اسلئے رسول اللہ نے اس سے قصاص لینے کا حکم دیا۔ انس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے (قصاص میں) ان کے دانت آپ نہ تڑوائیں (انہیں خدا کے فضل سے یہ امید تھی کہ مدعی قصاص کو معاف کر کے تاوان لینا منظور کر لیں گے۔ چنانچہ مدعی تاوان پر راضی ہو گئے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کا نام لے کر قسم کھائیں تو اللہ خود اسے پوری کرتا ہے۔

حضرت انس بن نظر رضی اللہ عنہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں۔ یہ غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ ان کے جسم پر بوقت شہادت تقریباً اسی زخم تھے اور مشرکین نے ان کا مثلہ بھی بنایا تھا۔ ان سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ أُرَاهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رضى الله عنه قَالَ نَسَخْتُ الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ ، فَفَقَدْتُ آيَةً مِنْ سُورَةِ الْأَحْزَابِ ، كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ بِهَا ، فَلَمْ أَجِدْهَا إِلَّا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ ، وَهُوَ قَوْلُهُ (مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ)

ترجمہ۔ ہم سے ابو الیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی اور انہیں زہری نے۔ ح۔ اور مجھ سے اسماعیل نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے میرے بھائی نے حدیث بیان کی ان سے سلیمان نے میرا خیال ہے کہ محمد بن عتیق کے واسطے سے ان سے ابن شہاب (زہری) نے اور ان سے خارجہ بن زید نے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جب قرآن مجید کے منتشر اوراق کو ایک

مصحف کی (کتابی) صورت میں جمع کیا جانے لگا تو میں نے ان متفرق اوراق میں سورہ احزاب کی ایک آیت نہیں پائی جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے برابر آپ کو تلاوت کرتے ہوئے سنتا رہا تھا (جب میں نے اسے تلاش کیا تو) صرف خزیمہ بن ثابت انصاریؓ کے یہاں وہ آیت مجھے ملی۔ یہ خزیمہؓ وہی ہیں جن کی تنہا شہادت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو آدمیوں کی شہادت کے برابر قرار دیا تھا۔ وہ آیت یہ تھی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ (ترجمہ عنوان میں گزر چکا ہے)

تشریح حدیث

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب ان کی رائے سے قرآن مجید کے متفرق اور منتشر اجزاء کو ایک مصحف کی شکل میں جمع کیا جانے لگا تو جمع کرنے والے بزرگ صحابہ کرام کی جماعت میں ایک مشہور و معروف شخصیت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔ حدیث الباب میں ہے کہ جب وہ مصحف جمع کر رہے تھے تو ایک آیت لکھی ہوئی نہیں مل رہی تھی۔ تلاش بسیار کے بعد وہ صرف حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ہاں ملی۔ یوں تو مکمل قرآن مجید اول تا آخر ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یاد تھا اور اس میں وہ آیت بھی شامل تھی جو حضرت زید رضی اللہ عنہ کو نہیں مل رہی تھی لیکن حضرت زید رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے سامنے لکھوائی ہوئی دوسری تمام آیات مل گئی ہیں۔ یہ آیت بھی کہیں سے مل جائے اور بالآخر وہ مل گئی۔

حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف

یہ مشہور صحابی رسول ہیں۔ ابوعمارہ ان کی کنیت ہے اور ذوالشہادتین سے معروف ہیں۔ یہ سابقین اولین میں سے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے لیکن ان کے بدری ہونے میں اختلاف ہے۔ ایک موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے قائم مقام قرار دیا۔ یہ انکی خصوصیت ہے اسی لیے آپ ذوالشہادتین کے لقب سے مشہور ہیں۔

جنگ جمل اور صفین میں یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کیساتھ تھے لیکن قتال میں شریک نہیں ہوئے۔ البتہ جب جنگ صفین میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو پھر قتال میں شریک ہوئے اور شہادت پائی۔ ان سے روایت کرنے والوں میں انکے صاحبزادے حضرت عمارہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۳۸ احادیث روایت کی ہیں۔

باب عَمَلٌ صَالِحٌ قَبْلَ الْقِتَالِ

جنگ سے پہلے کوئی نیک عمل

هذا بابٌ يذكر فيه عملٌ صالحٌ قبل القتال

وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ إِنَّمَا تُقَاتِلُونَ بِأَعْمَالِكُمْ وَقَوْلُهُ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ * كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ * إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ)

ابودرداءؓ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے نیک اعمال کے ذریعے جنگ کرتے ہو اور اللہ تعالی کا ارشاد کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لا

چکے ہوایسی باتیں کیوں کہتے ہو جو خودنہیں کرتے۔ اللہ کے لئے یہ بہت بڑے غصے کی بات ہے کہ تم وہ کہو جو خود نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کے راستے میں صفبستہ ہو کر جنگ کرتے ہیں جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوں۔

ماقبل سے ربط

گزشتہ ابواب میں مختلف عنوانات سے جہاد وقتال کی فضیلت واہمیت اوراس پر مرتب اجر کا ذکر ہے۔ اب اس باب میں عمل جہاد وقتال کی قبولیت کا طریقہ بتایا جارہا ہے کہ جہاد وقتال شروع کرنے سے قبل کوئی نیک عمل کرلینا مستحب ہے۔ اس سے جہاد میں ثابت قدمی ہوگی۔

مقصود ترجمۃ الباب

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس ترجمہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ صالح اور دین دار شخص کو اس کے اعمال پر جو اجر دیا جاتا ہے وہ فاسق کو نہیں دیا جاتا اس لیے جہاد وقتال سے قبل عمل صالح کرلینا چاہیے۔

وقال ابو الدَّرْداء: انّما تقاتلون باعمالكم

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم اپنے اعمال کی بدولت ہی قتال کرتے ہو۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں نیک اور اور اچھے اعمال کی توفیق دیتا ہے اور اس کی وجہ سے قتال میں کامیابی ہوتی ہے۔ بخلاف اس کے اگر قتال والوں کے اعمال برے ہوں تو پھر وہ ناکام ہوجایا کرتے ہیں۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رضى الله عنه يَقُولُ أَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُقَاتِلُ وَأُسْلِمُ قَالَ أَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ، فَقُتِلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَمِلَ قَلِيلاً وَأُجِرَ كَثِيرًا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے حدیث بیان کی' ان سے شبابہ بن سوار فزاری نے حدیث بیان کی' ان سے اسرائیل نے حدیث بیان کی' ان سے ابواسحاق نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازبؓ سے سنا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک صاحب زرہ بند حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں پہلے جنگ میں شریک ہوجاؤں یا پہلے اسلام لاؤں؟ (یہ ابھی تک اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ پہلے اسلام لاؤ' پھر جنگ میں شریک ہونا۔ چنانچہ وہ اسلام لائے اور اس کے بعد جنگ میں شریک ہوئے اور شہید ہوگئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عمل کم کیا' لیکن اجر بہت پایا۔

بابٌ مَنْ أَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَتَلَهُ

کسی نامعلوم سمت سے تیر آکر لگا اور جان لیوا ثابت ہوا

مقصود ترجمۃ الباب

اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اگر کوئی شخص میدان جہاد میں نامعلوم سمت سے آنے والے تیر یا گولی وغیرہ سے

شہید ہو جائے تو اس کو شہادت کا پورا پورا اجر ملے گا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ أُمَّ الرُّبَيِّعِ بِنْتَ الْبَرَاءِ وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، أَلَا تُحَدِّثُنِي عَنْ حَارِثَةَ وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ، فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ، صَبَرْتُ، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ قَالَ يَا أُمَّ حَارِثَةَ، إِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ، وَإِنَّ ابْنَكِ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلَى

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے حسین بن محمدؒ ابو احمد نے حدیث بیان کی ان سے شیبان نے حدیث بیان کی ان سے قتادہ نے ان سے انس بن مالکؓ نے حدیث بیان کی کہ ام الربیع بنت براءؓ جو حارثہ بن سراقہؓ کی والدہ ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا اے اللہ کے نبی! حارثہ کے بارے میں بھی آپ مجھے کچھ بتائیں گے (کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا) حارثہؓ بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے انہیں نامعلوم سمت سے ایک تیر آ کر لگا تھا۔ اگر وہ جنت میں ہے تو صبر کرلوں گی۔ اور اگر کہیں اور ہے تو اس کے لئے رووں دھووں گی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ام حارثہ! جنت کے بہت درجے ہیں اور تمہارے بیٹے کو فردوس اعلیٰ میں جگہ ملی ہے۔

تشریح حدیث

اجتهدت علیه فی البكاء

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث الباب کے مذکورہ جملے سے نوحہ کے جواز پر استدلال کیا ہے لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن پر رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ تحریم نوحہ سے پہلے کا واقعہ ہے کیونکہ نوحہ کی حرمت غزوہ اُحد کے بعد ہوئی اور یہ غزوۂ بدر کا واقعہ ہے اس لیے علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ کا نوحہ کے جواز پر استدلال صحیح نہیں ہے۔

باب مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا

جس نے اس ارادہ سے جنگ میں شرکت کی تاکہ اللہ تعالیٰ ہی کا کلمہ بلند ہے

ماقبل سے ربط

گزشتہ ابواب میں مختلف طریقوں سے شہید کی فضیلت اور مراتب کو بیان کیا گیا اور اس باب میں حقیقی شہید کی علامات بیان ہو رہی ہیں کہ حقیقی شہید وہ ہے جس کا قتال کلمۃ اللہ کے اعلاء کیلئے ہو۔ لہٰذا جب مجاہد اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے قتال کرے گا تو مذکورہ ابواب میں جن مراتب اور فضائل کو بیان کیا گیا ہے وہ ان کا مستحق ہوگا ورنہ نہیں۔

مقصد ترجمۃ الباب

ترجمۃ الباب کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے قتال کرنے والے کی فضیلت بیان کرنا ہے اور شرط کی جزاء محذوف ہے۔ یعنی

"فهو المعتبر" کہ اگر قتال اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لیے ہوگا تو معتبر ہوگا اور جو مجاہد دوسرے مقاصد کے لیے جہاد کرتا ہے وہ نہ صرف اجر و ثواب سے محروم ہوگا بلکہ نیت کے فتور کی وجہ سے یہ جہاد اس کے لیے وبال جان بنے گا۔

حدیث الباب میں لفظ "رجل" آیا ہے جبکہ یہی روایت ایک اور طریق سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمائی ہے۔ اس میں قال اعرابی ہے اور اس اعرابی کا نام "لاحق بن ضمیرہ" ہے۔

← حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى رضی الله عنه قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانُهُ، فَمَنْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

ترجمہ۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی، ان سے عمرو نے، ان سے ابووائل نے اور ان سے ابوموسیٰ اشعریؓ نے بیان کیا کہ ایک صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے غنیمت حاصل کرنے کے لئے ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے شہرت کے لئے ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے تا کہ اس کی دھاک بیٹھ جائے تو ان میں سے اللہ کے راستے میں کس کی شرکت ہوئی؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس ارادے سے جنگ میں شریک ہوتا کہ اللہ ہی کا کلمہ بلند رہے تو یہ شرکت اللہ کے راستے میں ہوگی۔

بَاب مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

جس کے قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوئے ہوں

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ) إِلَى قَوْلِهِ (إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ تک۔

ماقبل سے ربط

گزشتہ باب میں اس شخص کی فضیلت کا ذکر تھا جو خالص اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کرے اور اس باب میں اللہ کے راستہ میں قدموں کے غبار آلود ہونے کا بیان ہے۔

مقصد ترجمۃ الباب

اس باب سے یہ بیان کیا جارہا ہے کہ جب قدموں کے گرد آلود ہونے کی وجہ سے وہ جہنم میں جانے سے بچ جائے گا تو جب مجاہد اللہ کے راستہ میں مشقتیں برداشت کرے گا تو خود سوچیے اس کو جنت میں کس قدر انعامات ملیں گے۔

اس ترجمۃ الباب اور حدیث الباب میں لفظ "في سبيل الله" بطور عبارت النص کے تو جہاد کے لیے ہے اور بطور اشارۃ النص کے حج وعمرہ، حصول علم اور سفر تبلیغ کو شامل ہے۔

ترجمۃ الباب کی تائید کی آیت سے مطابقت

علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیت کی ترجمۃ الباب سے مطابقت آیت کے اس جز میں ہے "وَلَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ "چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل صالح کی یہ تفسیر بیان فرمائی کہ جس شخص کے قدم اللہ کے راستہ میں غبار آلود ہوں گے اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا عَبَايَةُ بْنُ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو عَبْسٍ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَبْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق نے حدیث بیان کی انہیں محمد بن مبارک نے خبر دی ان سے یحیی بن حمزہ نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے یزید بن مریم نے حدیث بیان کی انہیں عبایہ بن رفاعہ بن رافع بن خدیج نے خبر دی۔ کہا کہ مجھے ابو عبس نے خبر دی آپ کا نام عبدالرحمٰن بن جبر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس بندے کے بھی قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہو گئے ہوں گے انہیں (جہنم کی) آگ نہ چھوئے گی (ان شاء اللہ)

باب مسح الغبار عن الناس فی السبیل

ماقبل سے ربط

گزشتہ باب میں راہ اللہ میں قدموں کے غبار آلود ہونے کی فضیلت کا ذکر تھا اب اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ راہ اللہ میں قدموں کا گرد آلود ہونا اگرچہ فضیلت کی چیز ہے لیکن اس گرد وغبار کو صاف کرنا جائز اور مباح ہے۔

مقصد ترجمۃ الباب

سابقہ باب سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ راہ اللہ میں پڑنے والی گرد وغبار کو نہ جھاڑا جائے تو اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جب مقصد تکمیل کو پہنچ جائے تو گرد وغبار کا جھاڑنا اور غسل کرنا جائز ہے تاکہ نظافت حاصل ہو جائے۔

نیز اس باب سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اگر کوئی غسل وغیرہ نہ کرے تب بھی جائز ہے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَهُ وَلِعَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ائْتِيَا أَبَا سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ فَأَتَيْنَاهُ وَهُوَ وَأَخُوهُ فِي حَائِطٍ لَهُمَا يَسْقِيَانِهِ، فَلَمَّا رَآنَا جَاءَ فَاحْتَبَى وَجَلَسَ فَقَالَ كُنَّا نَنْقُلُ لَبِنَ الْمَسْجِدِ لَبِنَةً لَبِنَةً، وَكَانَ عَمَّارٌ يَنْقُلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَسَحَ عَنْ رَأْسِهِ الْغُبَارَ وَقَالَ وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، عَمَّارٌ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ

ترجمہ۔ ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی انہیں عبدالوہاب نے خبر دی ان سے خالد نے حدیث بیان کی ان

سے عکرمہ نے کہ ابن عباسؓ نے ان سے اور (اپنے صاحبزادے) علی بن عبداللہ سے فرمایا تم دونوں ابوسعید خدریؓ کی خدمت میں جاؤ اور ان کی احادیث سنو۔ چنانچہ ہم حاضر ہوئے۔ اس وقت ابوسعیدؓ اپنے (رضاعی) بھائی کے ساتھ باغ میں تھے اور باغ کو پانی دے رہے تھے۔ جب آپ نے ہمیں دیکھا تو (ہمارے پاس) تشریف لائے اور احتباء کر کے بیٹھ گئے اس کے بعد بیان فرمایا ہم مسجد نبوی کی اینٹیں (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے بعد تعمیر مسجد کے لئے) ایک ایک کر کے ڈھو رہے تھے۔ لیکن عمارؓ دو دو اینٹیں لا رہے تھے اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادھر سے گزرے اور ان کے سر سے غبار صاف کیا پھر فرمایا افسوس عمار کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی، وہ انہیں اللہ کی طرف دعوت دے رہا ہوگا لیکن وہ اسے جہنم کی طرف بلا رہے ہوں گے۔

تشریح حدیث

روایت میں علی بن عبداللہ سے مراد حضرت ابن عباسؓ کے صاحبزادے علی ہیں۔

"فاحتبیٰ" یہ باب افتعال سے ہے اور احتباء کے معنی یہ ہیں کہ سرین کے بل بیٹھ کر گھٹنے کھڑے کر کے ان کے گرد سہارا لینے کے لیے دونوں ہاتھ باندھ لینا یا کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھنا۔ "ویح" کلمہ ترحم ہے اور فعل محذوف کا مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ حدیث پاک میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے جس بھائی کا ذکر ہے وہ یا تو ان کے رضاعی بھائی تھے یا ان کے اسلامی بھائی تھے۔ بہرحال تحقیق سے یہی معلوم ہوا ہے کہ ان کے حقیقی بھائی نہیں تھے۔ حدیث الباب میں "الفئة الباغية" سے اہل مکہ مراد ہیں جنہوں نے حضرت عمار بن یاسر کو مکہ سے باہر نکال دیا تھا اور سخت اذیت سے دوچار کیا تھا۔ یہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جبکہ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "الفئة الباغية" سے اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو جنگ صفین میں پیش آیا۔ اس جنگ میں ایک طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور دوسری طرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اس لیے "الفئة الباغية" کے معنی "الجماعة المخطئة" کے ہوں گے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی غلطی صادر ہوئی تھی۔ اسی جنگ میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علامہ کرمانی کا جواب راجح ہے کیونکہ حدیث کا سیاق وسباق اُن کی موافقت کر رہا ہے جبکہ علامہ ابن بطال کا قول مبنی بر ادب ہے کہ انہوں نے بطور ادب اکابرین کی طرف بغاوت کی نسبت سے احتراز کیا۔

بابُ الْغُسْلِ بَعْدَ الْحَرْبِ وَالْغُبَارِ

جنگ اور غبار کے بعد غسل

ماقبل سے ربط اور مقصد ترجمۃ الباب

گزشتہ باب میں یہ بیان ہوا کہ غبار وغیرہ صاف کرنا جائز ہے۔ اب اس باب میں یہ بیان ہو رہا ہے کہ اس غبار کو دھونا بھی جائز ہے۔ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جنگ کے بعد غبار کے دھونے کے جواز کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضى الله عنها أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه

وسلم لَمَّا رَجَعَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ ، فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ وَقَدْ عَصَبَ رَأْسَهُ الْغُبَارُ فَقَالَ وَضَعْتَ السِّلَاحَ ، فَوَاللَّهِ مَا وَضَعْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَأَيْنَ قَالَ هَا هُنَا وَأَوْمَأَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ قَالَتْ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم

ترجمہ۔ ہم سے محمد نے حدیث بیان کی انہیں عبدہ نے خبر دی' انہیں ہشام بن عروہ نے' انہیں ان کے والد نے اور انہیں عائشہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خندق کی جنگ سے (فارغ ہوکر) واپس ہوئے اور ہتھیار رکھ کر غسل کرنا چاہا' تو جبریلؑ آئے۔ آپ کا سر غبار سے اٹا ہوا تھا۔ جبریلؑ نے فرمایا۔ آپ نے ہتھیار اتار دیئے۔ خدا کی قسم! میں نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے ہیں۔ حضور اکرم نے دریافت فرمایا تو پھر اب کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے فرمایا ادھر اور بنوقریظہ کی طرف اشارہ کیا' عائشہؓ نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنوقریظہ کے خلاف لشکر کشی کی۔

باب فَضْلِ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا

ان اصحاب کی فضیلت جن کے بارے میں اللہ تعالی کا یہ ارشاد نازل ہوا۔ وہ لوگ جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیئے گئے ہیں' انہیں ہرگز مردہ مت کہو

بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ *فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَنْ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ *يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ)

بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پاتے رہتے ہیں۔ ان (نعمتوں سے) مسرور ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کی ہیں اور جو لوگ ان کے بعد والوں میں سے ابھی ان سے نہیں جا ملے ہیں' ان کی بھی اس حالت سے خوش ہیں کہ ان پر نہ کچھ خوف ہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ لوگ خوش ہو رہے ہیں۔ اللہ کے انعام اور فضل پر اور اس پر کہ اللہ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

ماقبل سے ربط

گزشتہ ابواب میں اللہ کے راستہ میں شہید ہونے والوں کی مختلف فضیلتوں کا بیان تھا۔ اس باب میں بھی شہید فی سبیل اللہ کی ایک خاص فضیلت کا ذکر ہے وہ خاص فضیلت یہ ہے کہ شہید مردہ نہیں بلکہ زندہ ہوتے ہیں اور رب کی طرف سے ان کو رزق دیا جاتا ہے۔

مقصد ترجمۃ الباب

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب میں ان حضرات کی فضیلت کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جن کے بارے میں آیت ترجمۃ الباب نازل ہوئی ہے۔
عند الجمہور اس آیت میں شہداء کا کھانا' پینا اور حیوۃ جسمانیہ بیان کرنا مقصود ہے کیونکہ صرف روح کی حیٰوۃ تو سب کو حاصل ہے قبر یعنی برزخ میں انبیاء علیہم السلام اور شہداء کرام کو اس قسم کی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں جو عام مسلمانوں کو بروز قیامت دخولِ جنت سے حاصل ہوں گی۔
نیز شہداء کا جسم مٹی وغیرہ سے متاثر نہیں ہوتا اور زندہ جسم کی مثل صحیح وسالم رہتا ہے۔ جیسا کہ احادیث ومشاہدات کثیرہ اس کے شاہد ہیں۔ چنانچہ اسی امتیازی خصوصیت کی وجہ سے شہداء کو احیاء کہا گیا اور ان کو اموات کہنے کی ممانعت کی گئی اور یہ بھی واضح رہے کہ شہید کی موت کو دوسرے مردوں کی سی موت سمجھنے کی ممانعت آئی ہے۔ البتہ اگر کوئی آدمی

شہید کے بارے میں کہتا ہے کہ وہ مرگیا ہے تو یہ جائز ہے اور صحیح ہے۔ شہداء کو رزق ملنے کی کیفیت احادیث صحیحہ میں یہ آئی ہے کہ ان کی ارواح قنادیل عرش میں رہتی ہیں اور جنت کے انہار سے پانی پیتی ہیں۔

عالم برزخ میں جیسی حیات شہداء کو حاصل ہے اس سے قوی تر حیات انبیاء کرام علیہم السلام کو حاصل ہے۔ حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں ہمارے اکابرین دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے۔ صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضۂ اقدس میں جو درود وسلام پڑھا جائے بلاواسطہ سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔

← حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه قَالَ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم عَلَى الَّذِينَ قَتَلُوا أَصْحَابَ بِئْرِ مَعُونَةَ ثَلَاثِينَ غَدَاةً ، عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ، قَالَ أَنَسٌ أُنْزِلَ فِي الَّذِينَ قُتِلُوا بِبِئْرِ مَعُونَةَ قُرْآنٌ قَرَأْنَاهُ ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ بَلِّغُوا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِينَا عَنْهُ

ترجمہ۔ ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے مالک نے حدیث بیان کی ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے انس بن مالک ؓ نے بیان کیا کہ اصحاب بیر معونہ ؓ کو جن لوگوں نے قتل کیا تھا ان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیس دن تک صبح کی نماز میں بددعا کی تھی۔ یہ رعل، ذکوان اور عصیہ قبائل کے لوگ تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی تھی۔ انس ؓ نے بیان کیا کہ جو صحابہ بیر معونہ کے موقعہ پر شہید کر دیئے گئے تھے ان کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی تھی جسے ہم پڑھتے تھے لیکن بعد میں آیت منسوخ ہوگئی تھی (آیت کا ترجمہ) ہماری قوم کو پہنچادو کہ ہم اپنے رب سے آملے ہیں ہمارا رب ہم سے راضی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں۔

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رضی الله عنهما يَقُولُ اصْطَبَحَ نَاسٌ الْخَمْرَ يَوْمَ أُحُدٍ ، ثُمَّ قُتِلُوا شُهَدَاءَ فَقِيلَ لِسُفْيَانَ مِنْ آخِرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ قَالَ لَيْسَ هَذَا فِيهِ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے عمرو نے انہوں نے جابر بن عبداللہ ؓ سے سنا آپ بیان کرتے تھے کہ کچھ صحابہ نے جنگ احد کے دن صبح کے وقت شراب پی (ابھی تک شراب حرام نہیں ہوئی تھی) پھر شہید ہوئے۔ سفیان ؒ راوی حدیث سے پوچھا گیا۔ کیا اسی دن کے آخری حصہ میں (ان کی شہادت ہوئی تھی جس دن انہوں نے شراب پی تھی؟) تو انہوں نے جواب دیا کہ حدیث میں اسکا کوئی ذکر نہیں ہے۔

باب ظِلِّ الْمَلَائِكَةِ عَلَى الشَّهِيدِ

شہید پر فرشتوں کا سایہ

ماقبل سے ربط:۔ سابقہ باب میں شہداء کی حیات اور ان کو رزق دیئے جانے کا ذکر تھا۔ اب اس باب میں شہداء کی تعظیم و تکریم کا ذکر ہے کہ فرشتے ان کے اوپر اپنے پروں کے ذریعے سایہ کرتے ہیں۔

مقصود ترجمۃ الباب

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں یہ فرمارہے ہیں کہ شہداء کا مقام اتنا بلند ہے کہ ملائکہ بھی خدام کی طرح ان پر سایہ کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ جِيءَ بِأَبِي إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ وَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ ، فَذَهَبْتُ أَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهِ ، فَنَهَانِي قَوْمِي ، فَسَمِعَ صَوْتَ صَائِحَةٍ فَقِيلَ ابْنَةُ عَمْرٍو ، أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو فَقَالَ لِمَ تَبْكِي أَوْ لَا تَبْكِي ، مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا قُلْتُ لِصَدَقَةَ أَفِيهِ حَتَّى رُفِعَ قَالَ رُبَّمَا قَالَهُ

ترجمہ۔ ہم سے صدقہ بن فضل نے حدیث بیان کی کہا کہ ہمیں ابن عینیہ نے خبر دی، کہا کہ میں نے محمد بن منکدر سے سنا، انہوں نے جابرؓ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ میرے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لائے گئے احد کے موقعہ پر، اور ان کا مثلہ بنا دیا گیا تھا نعش نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھی گئی تو میں نے آگے بڑھ کر ان کا چہرہ کھولنا چاہا۔ لیکن میری قوم کے لوگوں نے مجھے منع کر دیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رونے پیٹنے کی آواز سنی (تو دریافت فرمایا کہ کس کی آواز ہے) لوگوں نے بتایا کہ عمرو کی لڑکی ہیں (شہید کی بہن) یا عمرو کی بہن ہے (شہید کی چچی) شک راوی کو ہے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روکیوں رہی ہیں یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) روئیں نہیں ملائکہ مسلسل ان پر اپنے پروں کا سایہ کئے ہوئے ہیں۔ (امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ) میں نے صدقہ سے پوچھا، کیا حدیث میں یہ بھی ہے کہ حتی رُفِعَ تو انہوں نے بتایا کہ (سفیان نے بیان کیا کہ) بعض اوقات انہوں نے یہ الفاظ بھی حدیث میں بیان کئے تھے۔

یہاں قائل امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ وہ اپنے استاذ صدقہ بن الفضل سے دریافت فرمارہے ہیں۔ کیا حدیث میں "حتّٰی رفع" کے الفاظ بھی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہاں سفیان یہ بھی کہتے تھے۔

باب تَمَنِّی الْمُجَاهِدِ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا

مجاہد کی دوبارہ دنیا میں واپس آنے کی آرزو

ماقبل سے ربط:۔ سابقہ ابواب میں یہ بیان ہوا تھا کہ شہید کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ عالم برزخ میں اسے رزق دیا جاتا ہے اور وہ اس عالم میں زندہ رہتا ہے اور یہ کہ اس کی تعظیم کے لیے فرشتے اس پر اپنے پروں سے سایہ کرتے ہیں۔ اب یہ بیان ہو رہا ہے کہ ان انعامات وفضائل کو دیکھ کر مجاہد کی یہ تمنا ہوگی کہ وہ بار بار شہید ہو اور وہ مزید انعامات حاصل کرے۔

مقصد ترجمۃ الباب

اس باب میں شہید کی تمنا کا ذکر ہے کہ وہ بار بار راہِ خداوندی میں شہادت حاصل کرے۔

بعض نے اشکال کیا ہے کہ حدیث الباب کو ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت نہیں ہے کیونکہ ترجمہ میں "تمنی المجاهد" کا کلمہ ہے اور حدیث الباب میں "حب" کا لفظ آیا ہے تو اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ یہی روایات امام

نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کی ہے وہاں "تمنی" کا لفظ موجود ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ، إِلَّا الشَّهِيدُ، يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ، لِمَا يَرَى مِنَ الْكَرَامَةِ

ترجمہ۔ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی ان سے غندر نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا کہا کہ میں نے انس بن مالکؓ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی شخص بھی ایسا نہ ہوگا جو جنت میں داخل ہونے کے بعد دنیا میں دوبارہ آنا پسند کرے گا خواہ اسے ساری دنیا مل جائے سوا شہید کے اس کی یہ تمنا ہوگی کہ دنیا میں دوبارہ واپس جا کر دس مرتبہ قتل ہو (اللہ کے راستے میں) کیونکہ اس عمل کی کرامت اس کے سامنے آچکی ہوگی۔

باب الْجَنَّةُ تَحْتَ بَارِقَةِ السُّيُوفِ

جنت کوندتی ہوئی تلواروں کے سایہ میں ہے

وَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ أَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صلى الله عليه وسلم عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ وَقَالَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ قَالَ بَلَى

مغیرہ بن شعبہؓ نے بیان کیا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کا یہ پیغام دیا ہے کہ ہم میں سے جو بھی (اللہ کے راستے میں) قتل کیا جائے گا۔ سیدھا جنت کی طرف جائے گا اور عمرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تھا کہ ہمارے مقتول جنتی اور انکے (کفار کے) مقتول دوزخی نہیں ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں۔

ماقبل سے ربط اور مقصد ترجمۃ الباب

سابقہ ابواب میں جنت اور وہاں کی مختلف نعمتوں اور منازل وغیرہ کا بیان ہوا ہے اور اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جنت اور وہاں کی نعمتوں کے حصول کا طریقہ بتا رہے ہیں کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ اس ترجمۃ الباب کا مقصد واضح ہے کہ جنت ثابت قدم رہنے سے ملتی ہے۔

لفظ بارقہ کی لغوی تحقیق

بارقہ "بروق" سے مشتق ہے۔ اس صورت میں اس کے معنی چمک کے ہیں۔ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بارقہ "بریق" سے ماخوذ ہے بریق کے معنی بجلی کی کڑک کے ہیں جبکہ علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ "ابریق" سے ماخوذ ہے اور ابریق کے ایک معنی تلوار کے بھی ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ترجمہ اس روایت سے ماخوذ ہے جس کو طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین کے دن فرمایا "الجنّة تحت الابارقة" اور علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق "الا بارقة" ابریق کی جمع ہے اور ابریق بمعنی تلوار کے ہے۔

تعلیقات کی ترجمۃ الباب سے مناسبت

ترجمۃ الباب کی تائید میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو دو تعلیقات پیش کی ہیں ان کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں مختلف مقامات پر موصولاً نقل فرمایا ہے۔ ان دونوں تعلیقات کو ترجمۃ الباب سے اس طرح مناسبت ہے کہ مسلمانوں میں سے جو بھی شخص شہید اور مقتول ہو کر جنت میں داخل ہوگا تو ظاہر ہے کہ وہ بوقت جہاد اور بوقت شہادت تلواروں کی چمک تلے آئے گا۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَكَانَ كَاتِبَهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى رضی الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ تَابَعَهُ الْأُوَيْسِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے معاویہ بن عمرو نے حدیث بیان کی ان سے ابواسحاق نے حدیث بیان کی ان سے موسیٰ بن عقبہ نے ان سے عمر بن عبیداللہ کے مولی سالم ابوالنضر نے سالم عمر بن عبیداللہ کے کاتب بھی تھے بیان کیا کہ عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ نے عمر بن عبیداللہ کو لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے یقین جانو! جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔ اس روایت کی متابعت اویسی نے ابن ابی الزناد کے واسطے سے کی اور ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا۔

تشریح حدیث

ظلال یہ ظل کی جمع ہے اور سایہ کے معنی میں ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکورہ بالا فرمان کنایہ اور استعارہ کے قبیل سے ہے اور اس میں جہاد کی ترغیب دی گئی ہے کیونکہ فطرتِ انسانی ہے کہ انسان راحت وسکون کے حصول کے لیے سایہ تلاش کرتا ہے اور ابدی سایہ جنت کا سایہ ہے۔ چنانچہ اگر اس کی طلب ہو تو جہاد کرنا چاہیے۔ علامہ ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی مراد یہ ہے کہ دخول جنت کا ذریعہ اور سبب جہاد ہے۔ چنانچہ جب میدانِ جنگ میں ایک شخص دوسرے شخص کے بالمقابل آتا ہے تو ان میں سے ہر ایک دوسرے کی تلوار کے سائے تلے آجاتا ہے۔ اسی حالت میں اگر وہ شہید ہوتا ہے تو اسے جنت ملتی ہے۔ علامہ ابن المہلب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر لڑنے والا خواہ قاتل ہو یا مقتول وہ جنتی ہے۔

تابعه الاُویسی عن ابن ابی الزناد عن موسٰی بن عقبة

یعنی اویسی رحمۃ اللہ علیہ نے معاویہ بن عمرو کی اس روایت میں "ابن ابی الزناد عن موسٰی بن عقبہ" کے طریق سے متابعت کی ہے۔ اویسی سے مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ عبدالعزیز بن عبداللہ العامری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ حدیث الباب کے راوی معاویہ بن عمرو کی متابعت اس روایت میں اویسی نے کی ہیں۔

حدیث الباب میں "وکان کاتبہ" کے الفاظ ہیں۔ اس میں کان کی ضمیر سالم ابوالنظر کی طرف راجع ہے اور کاتبہ کی ضمیر عمر بن عبیداللہ کی طرف راجع ہے اور مطلب یہ ہے کہ سالم ابوالنظر عمر بن عبیداللہ کے کاتب تھے۔ یہاں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھ دیا ہے کہ سالم عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے کاتب تھے یہ ان کا وہم ہے۔

بَاب مَنْ طَلَبَ الْوَلَدَ لِلْجِهَادِ

جو جہاد کے لئے اللہ سے اولاد مانگے

مقصد ترجمۃ الباب

غرض یہ ہے کہ جو شخص جہاد کرنے کے لیے اللہ سے لڑکا مانگے تو اس کو بھی مجاہد بیٹے کا ثواب ہوگا۔ اگرچہ اس کے ہاں بچہ پیدا ہو یا نہ ہو اور بیٹا پیدا ہونے کے بعد خواہ وہ جہاد کرے یا نہ کرے۔ بہر حال نیت کا ثواب اس کو ضرور ملے گا۔

← وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى مِائَةِ امْرَأَةٍ أَوْ تِسْعٍ وَتِسْعِينَ كُلُّهُنَّ يَأْتِي بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ، فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ ، جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ ، لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ، لَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فُرْسَانًا أَجْمَعُونَ

ترجمہ۔ لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے حدیث بیان کی ان سے عبداللہ بن ہرمز نے بیان کیا کہ میں نے ابوہریرہؓ سے سنا ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے فرمایا آج رات میں اپنی (۱۰۰) سو (یا راوی کو شک تھا) ننانوے بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر بیوی ایک ایک ایسے شہسوار جنے گی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرے گا۔ ان کے ساتھی نے کہا کہ ان شاء اللہ بھی کہہ لیجئے، لیکن انہوں نے ان شاء اللہ نہیں کہا۔ چنانچہ صرف ایک بیوی حاملہ ہوئیں اور ان کے بھی آدھا بچہ پیدا ہوا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے اگر سلیمانؑ اس وقت ان شاء اللہ کہہ لیتے تو (تمام بیویاں حاملہ ہوتیں اور) سب کے یہاں ایسے شہسوار بچے پیدا ہوتے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے۔

تشریح حدیث

لاطوفن میں لام جواب قسم کا ہے اور یہاں قسم محذوف ہے تقدیر عبارت اس طرح ہے "**واللہ لاطوفن**" یہ اطوفن طواف سے مشتق ہے اور یہاں جماع سے کنایہ ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں کی تعداد میں روایات میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہاں روایت باب میں سو یا ننانوے شک کے ساتھ آیا ہے جبکہ ایک روایت میں "ستین" ایک میں "سبعین" ایک میں "تسعین" اور ایک روایت میں بغیر شک کے "مائة" آیا ہے۔

اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ روایات کے درمیان اعداد کا جو اختلاف واقع ہوا ہے رواۃ کے اپنے تصرف کا نتیجہ ہے۔ شاید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسا عدد ذکر کیا تھا جو کثرت پر دال ہو۔ چنانچہ بعض رواۃ نے اس کی تعبیر ستون سے کر دی اور دیگر نے سبعون یا تسعون سے کر دی اور بہت سے رواۃ حدیث کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ اصل حدیث اور اس کے مغز کو یاد کرنے کا اہتمام تو کرتے تھے لیکن تفصیل میں نہیں جاتے تھے جن کا اصل حدیث میں کوئی اثر نہ ہو۔ چنانچہ یہاں بھی یہی ہوا ہے کہ رواۃ نے اصل قصہ تو یاد کیا لیکن تعداد نسوہ کے معاملے کو انہوں نے وہ حیثیت نہ دی جو اصل قصہ کو دی۔

یہیں سے ان میں اختلاف پیدا ہوا اور یہ اختلاف اصل حدیث کی صحت کے لیے مضر نہیں کیونکہ محدثین کرام کا وضع کردہ ایک اصول ہے کہ حدیث کے کسی حصہ میں راوی کا وہم اصل حدیث کے ضعف کو مستلزم نہیں۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث الباب میں صاحب سے مراد فرشتہ ہے جبکہ دیگر بعض کہتے ہیں کہ یہاں صاحب سے مراد آصف بن برخیا ہے اور علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صاحب سے مراد سلیمان علیہ السلام کے وزیر ہیں خواہ وہ انسان ہوں یا جن اور اگر اس سے فرشتہ مراد ہے تو یہ وہی فرشتہ ہے جو ان کے پاس وحی لے کر آتا تھا۔ بہر حال صحیح قول یہی ہے کہ یہاں فرشتہ مراد ہے۔

باب الشُّجَاعَةِ فِي الْحَرْبِ وَالْجُبْنِ

جنگ کے موقعہ پر بہادری یا بزدلی

مقصد ترجمۃ الباب

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب میں جنگ میں شجاعت اختیار کرنے کی مدح اور اس میں بزدلی کی مذمت بیان کرنا چاہتے ہیں۔

← حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ، وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ، فَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم سَبَقَهُمْ عَلَى فَرَسٍ، وَقَالَ وَجَدْنَاهُ بَحْرًا.

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن عبد الملک بن واقد نے حدیث بیان کی، ان سے حماد بن زید نے حدیث بیان کی، ان سے ثابت بنانی نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ خوبصورت سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ فیاض تھے۔ مدینہ کے تمام لوگ ایک رات خوفزدہ تھے (آواز سنائی دی تھی) اور سب لوگ اس کی طرف بڑھ رہے تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت ایک گھوڑے پر سوار سب سے آگے تھے (جب واپس ہوئے تو) فرمایا اس گھوڑے کو دوڑنے میں ہم نے سمندر کی طرح پایا۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَمَعَهُ النَّاسُ، مَقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ، فَعَلِقَهُ النَّاسُ يَسْأَلُونَهُ حَتَّى اضْطَرُّوهُ إِلَى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَهُ، فَوَقَفَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ أَعْطُونِي رِدَائِي، لَوْ كَانَ لِي عَدَدُ هَذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ، ثُمَّ لاَ تَجِدُونِي بَخِيلاً وَلاَ كَذُوبًا وَلاَ جَبَانًا

ترجمہ۔ ہم سے ابو الیمان نے حدیث بیان کی، انہیں شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں عمر بن محمد بن جبیر بن مطعم نے خبر دی، انہیں محمد بن جبیر نے خبر دی، کہا کہ مجھے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے۔ آپ کے ساتھ اور بہت سے صحابہ بھی تھے۔ وادی حنین سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لا رہے تھے، کچھ بدو لوگ آپ کو لپٹ گئے بالآخر آپ کو مجبوراً ایک ببول کے درخت کے پاس جانا پڑا (وہاں آپ کی چادر ببول

کے کانٹے میں الجھ گئی) توان لوگوں نے اسے لے لیا (تا کہ جب آپ انہیں کچھ عنایت فرمائیں تو چادر واپس کریں) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں کھڑے ہو گئے اور فرمایا چادر مجھے دے دو اگر میرے پاس اس درخت کے کانٹوں جتنے بھی اونٹ بکریاں ہوتیں تو میں تم میں تقسیم کر دیتا۔ مجھے تم بخیل نہیں پاؤ گے۔ اور نہ جھوٹا اور بزدل پاؤ گے۔

تشریح کلمات

"عَلِقَ" یہ باب سمع سے ہے اور "تَعَلَّقَ" کے معنی میں ہے یعنی چمٹ جانا۔ "النَّاس" سے مراد دیہاتی ہیں۔

"خطف" کے معنی اچانک اچک لینے کے ہیں اور یہاں مطلب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کیکر کے کانٹوں میں اُلجھ گئی۔

"عِضَاہ" یہ عضاهة عضهة اور عضة کی جمع ہے اور عضاہ ہر اس درخت کو کہتے ہیں جو کانٹے دار ہو جیسے ببول اور کیکر کا درخت۔

"نعم" کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ ابو جعفر النحاس فرماتے ہیں کہ "نعم" کا اطلاق ابل، بقر اور غنم پر ہوتا ہے۔

یہاں "نعم" منصوب ہے اور عند البعض مرفوع ہے۔ اگر منصوب ہے تو تمیز کی وجہ سے ہوگا اور کان تامہ ہوگا۔ اگر مرفوع ہے تو یہ کان کا اسم مؤخر ہے اور "عدد هذه العضاه" خبر مقدم ہے۔

باب مَا يُتَعَوَّذُ مِنَ الْجُبْنِ

بزدلی سے خدا کی پناہ

مقصد ترجمۃ الباب

اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بزدلی سے پناہ مانگنی چاہیے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پناہ مانگی ہے۔

← حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيَّ قَالَ كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُعَلِّمُ الْغِلْمَانَ الْكِتَابَةَ، وَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُنَّ دُبُرَ الصَّلَاةِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَحَدَّثْتُ بِهِ مُصْعَبًا فَصَدَّقَهُ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی، ان سے ابو عوانہ نے حدیث بیان کی، ان سے عبدالملک بن عمیر نے حدیث بیان کی، انہوں نے عمرو بن میمون اودی سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے بچوں کو یہ کلمات (دعائیں) اس طرح سکھاتے تھے جیسے معلم بچوں کو لکھنا سکھاتا ہے اور فرماتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے بعد ان کلمات کے ذریعہ اللہ کی پناہ مانگتے تھے (دعاء کا ترجمہ یہ ہے) اے اللہ! بزدلی سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں، اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ عمر کے سب سے بدترین حصہ میں پہنچا دیا جاؤں (یعنی بڑھاپے کی وہ حد جس میں عقل میں کمی آجاتی ہے اور آدمی ہر طرح معذور ہو جاتا ہے) اور تیری پناہ مانگتا ہوں میں دنیا کے فتنوں سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر

کے عذاب سے۔ پھر میں نے یہ حدیث جب مصعب بن سعد سے بیان کی تو انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی الله عنه قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ ، وَأَعُوذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ، وَأَعُوذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے معتمر نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک ؓ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ عاجزی اور سستی سے' بزدلی اور بڑھاپے کی بدترین حدود میں پہنچ جانے سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنوں سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔

تشریح کلمات

"عجز" قدرت کی ضد ہے کسی کام پر قدرت وطاقت نہ رکھنے والے کو عاجز کہتے ہیں۔

"کسل" کہتے ہیں ضعیف الہمتی اور سستی کو۔ اس سے پناہ مانگنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ صفت اعمال صالحہ سے دور کر دیتی ہے۔

اب عجز وکسل میں فرق یہ ہوا کہ کسل کسی کام پر قدرت ہوتے ہوئے اسے ترک کر دینا ہے جبکہ عجز میں قدرت ہی مفقود ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں سے پناہ چاہی ہے۔

"هرم" کے بارے میں علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ضد الشباب" کہ جوانی کی ضد ہے۔ امام راغب فرماتے ہیں کہ "هرم" اس بوڑھے کو کہتے ہیں جس کی عمر بہت ہو چکی ہو اور جس کی وجہ سے اس کے اعضاء کمزوری اور قوی ضعف کا شکار ہو جائیں۔

ہرم سے پناہ مانگنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ان امراض میں سے ہے جس کی کوئی دواء نہیں۔

"محیا و ممات" دونوں مصدر میمی ہیں اور موت وحیات کے معنی میں ہیں۔

"فتنة المحیاء" یہ ہے کہ آدمی دنیا کے فتنے میں مبتلا ہو جائے اور اس میں مشغول ہو جائے کہ آخرت کو پس پشت ڈال دے۔

"فتنة الممات" یہ ہے کہ موت کے وقت سوء خاتمہ کا ڈر ہو۔

بَاب مَنْ حَدَّثَ بِمَشَاهِدِهِ فِي الْحَرْبِ

جو شخص اپنے جنگ کے مشاہدات بیان کرے

قَالَهُ أَبُو عُثْمَانَ عَنْ سَعْدٍ ابن عثمان نے سعد بن ابی وقاص ؓ کے واسطے سے بیان کیا ہے۔

ماقبل سے ربط ومقصد ترجمۃ الباب

سابقہ ایک باب میں شجاعت فی الحرب کی مدح تھی۔ اب اس باب میں اس بات کا بیان ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بہادری وجانبازی کے واقعات لوگوں کو سناتا ہے تو جائز ہے بشرطیکہ ریا کاری نہ ہو۔

اس باب کا مقصد یہ ہے کہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے اگر کسی نے تکلیف اُٹھائی اور مشقت برداشت کی تو اس کا لوگوں سے بیان کرنا جائز ہے تاکہ لوگوں کو اس سے ترغیب ہو۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ صَحِبْتُ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ وَسَعْدًا وَالْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ رضی الله عنهم فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ، إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ يَوْمِ أُحُدٍ

ترجمہ۔ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی' ان سے حاتم نے حدیث بیان کی' ان سے محمد بن یوسف نے' ان سے سائب بن یزیدؓ نے بیان کیا کہ میں طلحہ بن عبید اللہ' سعد بن ابی وقاص' مقداد بن اسود اور عبد الرحمٰن بن عوفؓ کی صحبت میں بیٹھا ہوں' لیکن میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے روایت بیان کرتے نہیں سنا۔ البتہ طلحہؓ سے سنا کہ وہ احد کی جنگ کے متعلق بیان کرتے تھے۔

باب وُجُوبِ النَّفِيرِ وَمَا يَجِبُ مِنَ الْجِهَادِ وَالنِّيَّةِ

نیک نیتی کے ساتھ جہاد کے لئے نکلنا واجب ہے۔

وَقَوْلِهِ (انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالاً وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ * لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لاَتَّبَعُوكَ وَلَكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ) الآيَةَ وَقَوْلِهِ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الأَرْضِ أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الآخِرَةِ) إِلَى قَوْلِهِ (عَلَى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ) يُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ انْفِرُوا ثُبَاتًا سَرَايَا مُتَفَرِّقِينَ ، يُقَالُ أَحَدُ الثُّبَاتِ ثُبَةٌ

اور اللہ تعالی کا ارشاد نکل پڑو ہلکے اور بوجھل اور جہاد کرو اپنے مال سے اور اپنی جان سے اللہ کی راہ میں یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم علم رکھتے ہو۔ اگر کچھ مال کے ہاتھ مل جانے والا ہوتا اور سفر بھی معمولی ہوتا تو یہ لوگ (منافقین) ضرور آپ کے ساتھ ہو لیتے ہیں۔ لیکن انہیں مسافت ہی دور دراز معلوم ہوئی اور یہ لوگ عنقریب اللہ کی قسم کھا جائیں گے الایۃ اور اللہ تعالی کا ارشاد اے ایمان والو تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ نکلو اللہ کی راہ میں تو تم زمین سے لگے جاتے ہو۔ کیا تم دنیا کی زندگی پر بمقابلہ آخرت کے راضی ہو گئے؟ سو دن کی زندگی کا سامان تو آخرت کی زندگی کے مقابلے میں بہت ہی قلیل ہے اللہ کے ارشاد' اور اللہ ہر شے پر قادر ہے تک ابن عباسؓ سے (پہلی آیت کی تفسیر میں) منقول ہے کہ جماعتیں بنا کر گروہ در گروہ جہاد کے لئے نکلو' کہا جاتا ہے کہ ثبات کا واحد ثبہ ہے۔

دونوں آیتیں غزوہ تبوک سے متعلق ہیں۔ تبوک مدینہ کے شمال میں شام کی سرحد پر ایک مقام کا نام ہے مدینہ منورہ سے تبوک کی مسافت متعدد منزلوں کی تھی شام پر اس وقت مسیحوں کی حکومت تھی' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ حنین سے فارغ

ہوکر مدینہ واپس ہوئے تو آپ کو اطلاع ملی کہ کچھ فوجیں تبوک میں جمع ہو رہی ہیں اور مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ہی بڑھ کر مقابلہ کرنا چاہا۔ چنانچہ تیس ہزار کی جمعیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوگئی لیکن موسم شدید گرمی کا تھا، فصل کے پکنے اور کٹنے کا زمانہ تھا جس پر مدینہ کی معیشت بڑی حد تک منحصر تھی۔ ایک طرف تو مقابلہ ایک باقاعدہ فوج سے تھا اور وہ بھی اپنے وقت کی بڑی سلطنت کی فوج تھی اور مسافت بھی دور دراز قدرۃً بعضوں کی ہمتیں جواب دے گئیں اور منافقین تو خوب خوب رنگ لائے پھر بھی جب لشکر کفار کو حالات کی ناموافقت کے باوجود مسلمانوں کی اس مستعدی کا علم ہوا تو خود ہی ان کے حوصلے پست ہو گئے اور انہیں جرات لشکر کشی کی نہ ہوئی۔ لشکر اسلام ایک مدت تک انتظار کے بعد واپس چلا آیا۔

مقصد ترجمۃ الباب

اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نفیر عام کے وقت جہاد کیلئے نکلنے کے وجوب اور نیت کی مشروعیت وغیرہ بیان کرنا چاہتے ہیں

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن علی نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے منصور نے حدیث بیان کی ان سے مجاہد نے ان سے طاؤس نے اور ان سے ابن عباسؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا تھا۔ مکہ فتح ہونے کے بعد (اب مکہ سے مدینہ کے لئے) ہجرت باقی نہیں رہی ہے (کیونکہ مکہ بھی مسلمانوں کی سلطنت کے تحت آ گیا ہے) لیکن خلوص نیت کیساتھ جہاد اب بھی باقی ہے اس لئے جب کہیں جہاد کے لئے بلایا جائے تو فوراً تیار ہو جاؤ۔

نبوی دور میں جہاد کا کیا حکم تھا؟

علامہ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انصار کے حق میں فرض کفایہ تھا جبکہ مہاجرین کے لیے فرض عین تھا جبکہ علامہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے برعکس لکھا ہے اب دونوں اقوال کا حاصل یہ نکلا کہ انصار و مہاجرین دونوں پر فرض عین بھی تھا اور فرض کفایہ بھی۔ دونوں اقوال میں تطبیق اس طرح ممکن ہوگی کہ اگر مدینہ منورہ سے باہر نکل کر قتال کی صورت ہو تو مہاجرین پر فرض عین تھا اور انصار پر فرض کفایہ اور اگر لڑائی مدینہ منورہ کے اندر ہی ہوتی ہو تو انصار پر فرض عین تھی اور مہاجرین پر فرض کفایہ۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جس غزوہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی بنفس نفیس شریک ہوتے اس میں سب کی شرکت فرض عین تھی ورنہ فرض کفایہ۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس کو معین فرما دیتے اس کے حق میں قتال فرض عین تھا اگرچہ وہ نہ نکلے۔

بَاب الْكَافِرِ يَقْتُلُ الْمُسْلِمَ ثُمَّ يُسْلِمُ

ایک کافر مسلمان کو شہید کرنے کے بعد اسلام لاتا ہے

فَيُسَدِّدُ بَعْدُ وَيُقْتَلُ اسلام پر ثابت قدم رہتا ہے اور پھر خود (اللہ کے راستے میں شہید ہوتا ہے۔

مقصود ترجمۃ الباب

اس باب کی غرض یہ ہے کہ حالت کفر میں کسی نے مسلمان کو قتل کیا پھر مسلمان ہوا اور اپنا ایمان مضبوط کیا پھر شہید ہو گیا تو اس صورت میں قاتل و مقتول دونوں جنتی ہیں۔ یہ حکم حدیث الباب سے معلوم ہو رہا ہے۔ ترجمۃ الباب میں اس کا حکم بیان نہیں فرمایا۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ يَضْحَكُ اللّٰهُ إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ ، يُقَاتِلُ هَذَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُ ، ثُمَّ يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسْتَشْهَدُ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں مالک نے خبر دی انہیں ابوالزناد نے انہیں اعرج نے اور انہیں ابوہریرہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی ایسے دو اشخاص پر مسکرا پڑتا ہے کہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا تھا اور پھر دونوں جنت میں داخل ہوتے ہیں۔ پہلا اللہ کے راستے میں جنگ میں شریک ہوتا ہے اور شہید کر دیا جاتا ہے (اس لئے جنت میں جاتا ہے) اس کے بعد اللہ تعالی قاتل کی توبہ قبول کر لیتا ہے (یعنی قاتل مسلمان ہو جاتا ہے) اور وہ بھی شہید ہو جاتا ہے۔

تشریح حدیث

حدیث الباب میں اللہ تعالی کی طرف ضحک کی نسبت کی گئی ہے جبکہ ضحک مخلوق کی صفت ہے۔ چنانچہ اس سے خالق کی مخلوق سے تشبیہ لازم آتی ہے؟ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ضحک اور اسی قسم کی دوسری امثال کا اطلاق اگر اللہ تعالی پر ہو تو اس سے مجازاً اس کے لوازم مراد ہوتے ہیں اور لازم ضحک رضائے خداوندی ہے یعنی یہاں ضحک سے مراد اللہ کی رضا ہو گی۔

حدیث الباب میں جس قاتل کا ذکر ہے اس سے کون مراد ہے؟ مسلمان یا کافر؟

ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل علم کے نزدیک اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ، پہلا قاتل کافر تھا یعنی مسلمان کافر کے ہاتھوں مارا گیا۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں بیان کیا ہے لیکن اس سے بھی کوئی مانع نہیں کہ قاتل اوّل سے مراد مسلمان ہو کیونکہ حدیث میں قاتل کا لفظ عام ہے "ثمّ يتوب الله على القاتل" چنانچہ اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو عمداً قتل کرے پھر توبہ کرے اور اللہ کے راستہ میں قتال کرتے ہوئے شہید ہو جائے تو ظاہر ہے کہ یہ بھی قاتل ہے لیکن جنت میں جائے گا۔

لیکن یہ دوسرا مطلب ان حضرات کے نزدیک صحیح اور درست ہو سکتا ہے جو قاتل کی توبہ قبول ہونے کے قائل ہیں جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم۔ البتہ جو حضرات قاتل کی توبہ کی قبولیت کے قائل نہیں ان کے نزدیک پہلا معنی ہی درست ہے۔

← حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ بِخَيْبَرَ بَعْدَ مَا افْتَتَحُوهَا ، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَسْهِمْ لِي فَقَالَ بَعْضُ بَنِي سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ لَا تُسْهِمْ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ هَذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ فَقَالَ ابْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ وَاعَجَبًا لِوَبْرٍ

تَدَلّٰی عَلَیْنَا مِنْ قَدُوْمِ ضَاْنٍ ، یَنْعٰی عَلَیَّ قَتْلَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ اَکْرَمَهُ اللّٰهُ عَلٰی یَدَیَّ وَلَمْ یُهِنِّیْ عَلٰی یَدَیْهِ قَالَ فَلَا اَدْرِیْ اَسْهَمَ لَهٗ اَمْ لَمْ یُسْهِمْ لَهٗ قَالَ سُفْیَانُ وَحَدَّثَنِیْهِ السَّعِیْدِیُّ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ السَّعِیْدِیُّ عَمْرُو بْنُ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِیْدِ بْنِ الْعَاصِ

ترجمہ۔ہم سے حمیدی نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے زہری نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھے عنبسہ بن سعید نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ خیبر میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے۔ خیبر فتح ہو چکا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرا بھی مال غنیمت میں حصہ لگائیے۔ سعید بن العاص کے صاحبزادے (ابان بن سعیدؓ) نے کہا یا رسول اللہ! ان کا حصہ نہ لگائیے۔ اس پر ابو ہریرہؓ بولے کہ یہ شخص تو ابن قوقل (نعمان بن مالکؓ) کا قاتل ہے (احد کی لڑائی میں) ابان بن سعیدؓ نے کہا کتنی عجیب بات ہے ایک وبر (بلی سے چھوٹا ایک عرب کا جانور جس کی دم اور کان چھوٹے ہوتے ہیں) جو ضان پہاڑی سے آنے والوں کے ساتھ اتر آیا ہے مجھ پر ایک مسلمان کے قتل کا عیب لگاتا ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں عزت دی اور مجھے اس کے ہاتھوں ذلیل ہونے سے بچالیا۔ عنبسہ نے بیان کیا کہ اب مجھے یہ نہیں معلوم کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا بھی حصہ لگایا یا نہیں۔ سفیان نے بیان کیا کہ مجھ سے سعیدی نے اپنے دادا کے واسطے سے حدیث بیان کی اور انہوں نے ابو ہریرہؓ کے واسطے سے ابو عبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا کہ سعیدی سے مراد عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید بن عاص ہیں۔

تشریح حدیث

حدیث الباب میں ہے کہ سائل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے اور مانع حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ تھے جبکہ بخاری کتاب المغازی اور ابو داؤد میں ہے کہ سائل ابان ابن سعید رضی اللہ عنہ تھے اور مانع حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے۔ تو یہ تعارض ہے۔

محمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے تعارض رفع کرنے کے لیے کہہ دیا ہے کہ راجح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مانع ہونا ہے اور سائل ابان بن سعید تھے جبکہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بخاری کی حدیث الباب ہی راجح ہے جس میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سائل ہونا مذکور ہے۔ حدیث الباب میں ابن قوقل رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔ یہ نعمان بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ بدری صحابی ہیں اور غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ یہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہو کر ابن قوقلؓ کہلائے۔

قال سفیان وحد ثنیه السعید عن ابی هریرة

اس عبارت کا مقصد یہ ہے کہ حضرت ابن عیینہ رضی اللہ عنہ سے حدیث باب دو سندوں کے ساتھ مروی ہے۔ ایک سند تو وہی ہے جو ماقبل میں گزر چکی ہے یعنی "حدثنا الحمیدی، حدثنا سفیان، حدثنا زهری قال اخبرنا عنبسه بن سعید عن ابی هریرةؓ" اور دوسری سند میں "عنبسه بن سعید" کی جگہ "السعیدی عن جده" ہے۔ طریق ثانی کو امام حمیدی نے اپنی سند میں ذکر کیا ہے۔

قال ابو عبداللّٰہ السعیدی عمرو بن یحیٰی

ابو عبداللہ سے مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ مذکورہ عبارت ذکر کر کے آپ نے یہاں السعیدی کا نام و نسب بتایا ہے کہ سعیدی کا نام عمرو بن یحییٰ ہے۔

باب مَنِ اخْتَارَ الْغَزْوَ عَلَى الصَّوْمِ

جس نے روزے پر غزوے کو ترجیح دی

مقصد ترجمۃ الباب:۔ اس باب سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ اگر کوئی شخص جہاد میں شریک ہونے کو روزے پر ترجیح دیتا ہے تو یہ جائز ہے اور جو شخص روزے سے کمزوری محسوس نہ کرتا ہو وہ جہاد کے ساتھ اگر روزہ بھی جمع کرلے تو یہ جائز ہے۔

حدیث الباب میں "ابوطلحہ" سے مراد حضرت زید بن سہل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے سوتیلے والد تھے۔

حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی الله عنه قَالَ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ لَا يَصُومُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِنْ أَجْلِ الْغَزْوِ ، فَلَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لَمْ أَرَهُ مُفْطِرًا ، إِلَّا يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحَى

ترجمہ۔ ہم سے آدم نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے ثابت بنانی نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے انس بن مالک ؓ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ' ابوطلحہ ؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں غزوات میں شرکت کے خیال سے روزے (نفلی) نہیں رکھتے تھے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد میں نے انہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے سوا روزے کے بغیر نہیں دیکھا۔

باب الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ

قتل کے علاوہ بھی شہادت کی سات صورتیں ہیں

مقصد ترجمۃ الباب

اب باب سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ قتل کے علاوہ بھی شہادت کی کئی اقسام ہیں جن کا ذکر امام صاحب احادیث باب میں کریں گے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ الْمَطْعُونُ ، وَالْمَبْطُونُ ، وَالْغَرِقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ ، وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی' انہیں مالک نے خبر دی انہیں سمی نے' انہیں ابوصالح نے اور انہیں ابوہریرہ ؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شہید پانچ قسم کے ہوتے ہیں طاعون کی بیماری میں ہلاک ہونے والا پیٹ کی بیماری میں ہلاک ہونے والا ڈوب کر مرجانے والا دب کر مرجانے والا اور اللہ کے راستے میں شہادت پانے والا۔

تشریح حدیث

حدیث الباب میں قتل کے علاوہ چار شہادتوں کا ذکر ہے جبکہ ترجمۃ الباب میں سات کا ذکر ہے تو اس حدیث کو ترجمۃ الباب سے مناسبت نہ ہوئی۔ اس کا جواب دیتے ہوئے علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں کسی راوی سے حدیث الباب میں عدد کو بیان کرنے میں بھول ہوگئی ہے کہ اصل عدد تو سات کا تھا لیکن بوجہ نسیان پانچ کو ذکر کردیا۔

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک بات یہ ہے کہ لفظ "سبع" کو جب مطلقاً ذکر کیا جائے تو اس سے مراد کثرت ہوتی ہے تو اس صورت میں ترجمۃ الباب کا مطلب یہ ہوگا کہ "قتل فی سبیل اللّٰہ" کے علاوہ بھی شہادت کے اسباب کثیر ہیں اور "سبع" کا لفظ اپنے حقیقی معنی پر نہیں رہے گا بلکہ مجازی معنی پر محمول ہوگا۔ بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ ایسی روایات موجود ہیں جن میں بصراحت شہادت کی سات اقسام کا ذکر ہے چونکہ وہ روایات مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی شرائط پر پوری نہیں اُترتی تھیں اس لیے امام صاحب وہ روایات نہیں لائے۔ حدیث باب میں ہے:

"الشهداء خمسة" جبکہ مؤطا کی روایت میں ہے "الشهداء سبعة سوی القتل" اور ترمذی شریف میں "الشهداء اربعة" ہے۔ کنز العمال میں "الشهداء ثلاثة" کا ذکر ہے۔ دیگر روایات میں مقتول فی سبیل اللہ کے علاوہ مختلف افراد کو شہید قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تعداد ستائیس' علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس' علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تیس اور حضرت شیخ الحدیث نے ساٹھ ذکر کی ہے اور ابن حجرؒ نے بیس کا عدد ذکر کیا ہے۔ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ اس تعارض کے بارے میں فرماتے ہیں کہ تخصیص بالعدد اس سے زائد کی نفی پر دلالت نہیں کرتا۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ' علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ مختلف اعداد کا ذکر علیٰ وجہ التحدید والحصر نہیں ہے بلکہ یہ مختلف احوال اور سوالات کی بناء پر ہے یعنی بعض مخصوص حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کے احوال کو مدنظر رکھ کر جواب دیا اور اس نے اس کو روایت کر دیا۔

حدیث باب میں قتیل فی سبیل اللہ کے علاوہ پر بھی لفظ شہید بولا گیا ہے حالانکہ فقہاء کی اصطلاح میں شہید اسے کہتے ہیں جو کسی معرکے میں مارا جائے اور اس کے جسم پر نشانات بھی ہوں یا اسے اہل حرب یا اہل البغی یا ڈاکوؤں نے قتل کیا ہو یا اسے مسلمانوں نے ظلماً مار ڈالا ہو۔ شہید کی یہ تعریف مبطون' مطعون وغیرہ پر صادق نہیں آتی تو یہ شہید کس طرح ہو گئے؟

اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ قتیل فی سبیل اللہ کے علاوہ جن حضرات کے بارے میں احادیث میں یہ وارد ہوا کہ وہ شہید ہیں تو ان کی شہادت باعتبار اجر ہے یعنی ان حضرات کو بھی حقیقی شہید کی طرح بہت اجر سے نوازا جائے گا۔

← حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ الطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

ترجمہ۔ ہم سے بشر بن محمد نے حدیث بیان کی' انہیں عبداللہ نے خبر دی' انہیں عاصم نے خبر دی' انہیں حفصہ بنت سیرین نے اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ طاعون ہر مسلمان کیلئے شہادت ہے۔

تشریح حدیث

احادیث مختلف ہیں بعض میں شہادت کی سات قسموں کا بصراحت ذکر ہے اور مصنفؒ نے عنوان انہیں احادیث کے پیش نظر لگایا ہے لیکن چونکہ یہ احادیث مصنف کی شرائط پر پوری نہیں اترتی تھیں اس لئے انہیں عنوان کے تحت نہ لا سکے۔ مقصد یہ ہے کہ شہادت صرف جہاد کرتے ہوئے قتل ہو جانے پر ہی منحصر نہیں ہے۔ بلکہ اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ یہ بات دوسری ہے کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے شہادت پانے کا درجہ بہت اعلیٰ وارفع ہے۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ مسلمانوں کے وہ افراد جو کسی عذر واقعی کے بغیر غزوہ کے موقعہ پر اپنے گھروں میں آ بیٹھے رہے

وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنَى وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ) إِلَى قَوْلِهِ (غَفُورًا رَحِيمًا)

یہ لوگ اللہ کے راستے میں اپنے مال اور اپنی جان کی قربانی دے کر جہاد کرنے والوں کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مال اور جان کے ذریعہ جہاد کرنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں پر ایک درجہ فضیلت دی ہے یوں اللہ تعالیٰ کا اچھا وعدہ سب کیساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدوں کو بیٹھنے والوں پر فضیلت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد غفورا رحیما تک۔

مقصد ترجمۃ الباب

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں ترجمۃ الباب "آیات قرآنی کو بنا کر ان آیات کا سبب نزول بیان کرنا چاہتے ہیں۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رضى الله عنه يَقُولُ لَمَّا نَزَلَتْ (لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ) دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم زَيْدًا ، فَجَاءَ بِكَتِفٍ فَكَتَبَهَا ، وَشَكَا ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ ضَرَارَتَهُ فَنَزَلَتْ (لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ)

ترجمہ۔ ہم سے ابو الولید نے حدیث بیان کی ان سے سعید نے حدیث بیان کی ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازبؓ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ جب آیت لا یستوی القاعدون من المومنین (ترجمہ اوپر گزر چکا ہے) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید بن ثابتؓ (کاتب وحی) کو بلایا۔ آپ ایک چوڑی ہڈی لے کر حاضر ہوئے اور اس آیت کو لکھا اور ابن ام مکتومؓ نے جب آپ سے نابینا ہونے کی شکایت کی تو آیت اولی الضرر کے اضافہ کے ساتھ یوں نازل ہوئی لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ ، فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ ، فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَمْلَى عَلَيْهِ لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قَالَ فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، لَوْ أَسْتَطِيعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ وَكَانَ رَجُلًا أَعْمَى ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى رَسُولِهِ صلى الله عليه وسلم وَفَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي ، فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتَّى خِفْتُ أَنْ تَرُضَّ فَخِذِي ، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ)

ترجمہ۔ ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے ابراہیم بن سعد زہری نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے صالح بن کیسان نے حدیث بیان کی ان سے ابن شہاب نے ان سے سہل بن سعد زہریؓ نے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے مروان بن حکم (خلیفہ اور اس وقت کے حاکم مدینہ) کو مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو ان کے قریب گیا اور پہلو میں بیٹھ گیا۔

پھرانہوں نے ہمیں خبردی کہ زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے انہیں خبردی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں یہ آیت لکھوائی۔ لَایَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجٰھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ انہوں نے بیان کیا کہ ابن ام مکتومؓ آئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت مجھ سے آیت لکھوار ہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر مجھ میں جہاد کی استطاعت ہوتی تو میں بھی جہاد میں شریک ہوتا' وہ نابینا تھے۔ اس پر اللہ تبارک وتعالی نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل کی' اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ران میری ران پر تھی (وحی کی شدت کی وجہ سے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ران کا اتنا بوجھ محسوس ہوا کہ مجھے ڈر ہو گیا تھا کہ کہیں میری ران پھٹ نہ جائے۔ اس کے بعد وہ کیفیت آپ سے ختم ہوئی تو اللہ عزوجل نے آیت غیر اولی الضرر نازل فرمائی۔

تشریح حدیث

اس دور میں چونکہ کاغذ کا وجود نہیں تھا اس لئے ہڈی یا اور بہت سی چیزوں پر خاص طریقے استعمال کرنے کے بعد اس طرح لکھا جاتا تھا کہ صاف پڑھا جایا کرتا تھا اور کتابت بھی ایک طویل زمانہ تک باقی رہتی تھی۔

باب الصَّبْرِ عِنْدَ الْقِتَالِ

جنگ کے موقعہ پر صبر واستقامت

مقصد ترجمۃ الباب

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب میں کفار کے ساتھ قتال وجہاد کے وقت صبر کی فضیلت بیان فرمار ہے ہیں۔

حَدَّثَنِی عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِیَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِی النَّضْرِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِی أَوْفَى كَتَبَ فَقَرَأْتُهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ إِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی' ان سے معاویہ بن عمرو نے حدیث بیان کی' ان سے ابواسحاق موسیٰ بن عقبہ نے حدیث بیان کی' ان سے سالم بن نضر نے کہ عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ نے (عمر بن عبید اللہ کو) لکھا اور میں نے تحریر پڑھی کہ آپ نے فرمایا ہے جب تمہاری کفار سے (جنگ میں) مڈبھیڑ ہو تو صبر واستقامت سے کام لو۔

باب التَّحْرِيضِ عَلَى الْقِتَالِ

جہاد کی ترغیب

وَقَوْلِهِ تَعَالَى (حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ) اور اللہ تعالی کا ارشاد کہ مسلمانوں کو جہاد کے لئے تیار کیجئے۔

مقصد ترجمۃ الباب

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب میں یہ بتلار ہے ہیں کہ لوگوں کو جہاد کی ترغیب دے کر انہیں جہاد پر آمادہ کرنا چاہیے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رضی الله عنه يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله عليه وسلم إِلَى الْخَنْدَقِ فَإِذَا الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ، فَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ عَبِيدٌ يَعْمَلُونَ ذٰلِكَ لَهُمْ، فَلَمَّا رَأَى مَا بِهِمْ مِنَ النَّصَبِ وَالْجُوعِ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْآخِرَةْ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةْ فَقَالُوا مُجِيبِينَ لَهُ نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے معاویہ بن عمرو نے حدیث بیان کی ان سے ابواسحاق نے حدیث بیان کی ان سے حمید نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (غزوہ خندق شروع ہونے سے کچھ پہلے جب خندق کی کھدائی ہو رہی تھی) خندق کی طرف تشریف لائے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مہاجرین اور انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین سردی کے باوجود صبح ہی صبح خندق کھودنے میں مشغول ہیں۔ ان کے پاس غلام بھی نہیں تھے جو ان کی اس کھدائی میں مدد کرتے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تھکن اور بھوک کو دیکھا تو آپ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے پس انصار اور مہاجرین کی آپ مغفرت فرمایئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کے جواب میں کہا۔ ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس وقت تک جہاد کرنے کا عہد کیا ہے جب تک ہماری جان میں جان ہے (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم)

باب حَفْرِ الْخَنْدَقِ

خندق کی کھدائی

مقصد ترجمۃ الباب:۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس ترجمۃ الباب سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ منورہ کے دفاع کے لیے اس کے اردگرد خندق کھودی تھی۔ یہ خندق کھودنا چونکہ اہل فارس کا طریقہ تھا اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اس کا مشورہ دیا تھا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اگر ضرورت پیش آجائے تو خندق کھودنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دوسری اقوام کے طریقہ حرب سے استفادہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه قَالَ جَعَلَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ الْخَنْدَقَ حَوْلَ الْمَدِينَةِ، وَيَنْقُلُونَ التُّرَابَ عَلَى مُتُونِهِمْ وَيَقُولُونَ نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْإِسْلَامِ مَا بَقِينَا أَبَدًا وَالنَّبِيُّ صلی الله عليه وسلم يُجِيبُهُمْ وَيَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنَّهُ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةْ فَبَارِكْ فِي الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةْ

ترجمہ۔ ہم سے ابو معمر نے حدیث بیان کی ان سے عبدالوارث نے حدیث بیان کی ان سے عبدالعزیز نے حدیث بیان کی اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (جب تمام عرب کے مدینہ منورہ پر حملہ کا خطرہ ہوا تو مدینہ کیارد گرد مہاجرین وانصار خندق کھودنے میں مشغول ہو گئے۔ مٹی اپنی پشت پر لاد لاد کر منتقل کرتے تھے اور (یہ رجز) پڑھتے تھے ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر اس وقت تک اسلام کے لئے بیعت کی جب تک ہماری جان میں جان ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے اس رجز کے جواب میں یہ دعا فرماتے تھے۔ اے اللہ آخرت کی بھلائی کے سوا اور کوئی بھلائی نہیں۔ پس آپ انصار اور مہاجرین کو برکت عطا فرمایئے۔

تشریح حدیث

حدیث الباب میں "حول المدینه" کے الفاظ ہیں۔ ان سے معلوم ہو رہا ہے کہ خندق مدینہ منورہ کے اِرد گرد کھودی گئی تھی حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "حول المدینه" سے اس کا ایک حصہ مراد ہے۔ لشکر مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر تھا اور یہ خندق لشکرِ اسلام کے اِرد گرد تیار کی گئی تھی۔ چونکہ لشکر اور خندق مدینہ منورہ کے قریب تھے اس لیے راوی حدیث نے قرب کو مدنظر رکھ کر اس کو "حول المدینه" سے تعبیر کر دیا ہے۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رضی الله عنه كَانَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم يَنْقُلُ وَيَقُولُ لَوْلاَ أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا

ترجمہ۔ ہم سے ابوالولید نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے ابواسحاق نے انہوں نے براء بن عازبؓ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (خندق کھودتے ہوئے) مٹی منتقل کر رہے تھے اور فرما رہے تھے اے اللہ! اگر آپ ہدایت نہ فرماتے تو ہمیں ہدایت نصیب نہ ہوتی۔

← حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رضی الله عنه قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم يَوْمَ الأَحْزَابِ يَنْقُلُ التُّرَابَ وَقَدْ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ، وَهُوَ يَقُولُ لَوْلاَ أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلاَ تَصَدَّقْنَا وَلاَ صَلَّيْنَا فَأَنْزِلِ السَّكِينَةَ عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الأَقْدَامَ إِنْ لاَقَيْنَا إِنَّ الأُلَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا

ترجمہ۔ ہم سے حفص بن عمر نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے ابواسحاق نے اور ان سے براء بن عازبؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غزوہ احزاب (خندق) کے موقعہ پر دیکھا کہ آپ مٹی (جو کھودنے کی وجہ سے نکلتی تھی) منتقل کر رہے تھے۔ مٹی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیٹ کی سفیدی چھپ گئی تھی اور آپ فرما رہے تھے (اے اللہ!) اگر آپ نہ ہوتے تو ہمیں ہدایت نصیب نہ ہوتی اور ہم صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے آپ ہم پر سکون واطمینان نازل فرمادیجئے اور اگر دشمنوں سے مڈبھیڑ ہو تو ہمیں ثابت قدمی عطا فرمائیے جن لوگوں نے ہم پر ظلم کیا ہے جب وہ کوئی فتنہ بپا کرنا چاہتے ہیں تو ہم ان کی نہیں مانتے۔

بَاب مَنْ حَبَسَهُ الْعُذْرُ عَنِ الْغَزْوِ

جو شخص کسی عذر کی وجہ سے غزوے میں شریک نہ ہو سکا

مقصد ترجمۃ الباب

اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ جس معذور آدمی کی نیت درست ہے اور وہ عذر کی وجہ سے جہاد میں شرکت نہیں کرتا تو وہ ملامت کا مستحق نہ ہوگا بلکہ اس کی نیت کی وجہ سے اسے غازی کا اجر وثواب ملے گا۔

← حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ مَعَ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلی لله علیه وسلم كَانَ فِي غَزَاةٍ فَقَالَ إِنَّ أَقْوَامًا بِالْمَدِينَةِ خَلْفَنَا، مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَلاَ وَادِيًا إِلاَّ وَهُمْ مَعَنَا فِيهِ، حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ قَالَ مُوسَى حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الأَوَّلُ أَصَحُّ

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن یونس نے حدیث بیان کی ان سے زہیر نے حدیث بیان کی ان سے حمید نے حدیث بیان کی اوران سے انس بن مالکؓ نے حدیث بیان کی کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک سے واپس ہوئے (مصنفؒ حدیث کی دوسری سند بیان کرتے ہیں) ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی ان سے حماد نے حدیث بیان کی یہ زید کے صاحبزادے ہیں ان سے حمید نے اوران سے انس بن مالکؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک غزوے پر تھے اور آپ نے فرمایا کہ کچھ لوگ مدینہ میں ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں لیکن ہم کسی بھی گھاٹی یا وادی میں (جہاد کے لئے) چلیں وہ (معنوی طور پر) ہمارے ساتھ ہیں کہ وہ صرف عذر کی وجہ سے ہمارے ساتھ نہیں آ سکے ہیں۔

اور موسیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے حماد نے حدیث بیان کی ان سے حمید نے ان سے موسیٰ بن انس نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوعبداللہ (یعنی مصنفؒ) کہتا ہے کہ پہلی سند زیادہ صحیح ہے۔

وقال موسٰی حدثنا حماد عن حمید عن موسٰی بن انس عن ابیه قال النبیؐ صلی اللّٰه علیه وسلّم قال ابو عبداللّٰه الاوّل اصح

مذکورہ تعلیق کا مقصد۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں دوسندیں ذکر کی ہیں۔ اب یہ فرمارہے ہیں کہ پہلی سند میرے نزدیک اصح ہے بنسبت دوسری کے۔ پہلی سند سے وہ سند مراد ہے جس میں موسیٰ بن انس نہیں ہیں۔ اصح کہنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ موسیٰ بن انس والی روایت معنعن ہے جبکہ پہلی سند تحدیث کے الفاظ کے ساتھ ہے۔

بَاب فَضْلِ الصَّوْمِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

اللہ تعالیٰ کے راستے میں روزہ رکھنے کی فضیلت

ماقبل سے ربط ومقصد ترجمۃ الباب

گزشتہ ایک باب میں یہ ذکر تھا کہ اگر مجاہد فی سبیل اللہ کو ضعف اور کمزوری کے لاحق ہونے کا خطرہ ہوتو اسے روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ اب اس باب میں یہ بتایا جارہا ہے کہ اگر مجاہد فی سبیل اللہ سمجھتا ہے کہ مجھے روزہ رکھنے کی طاقت ہے اور روزہ رکھنے سے مشاغل جہاد میں کوئی خلل واقع نہیں ہوگا تو پھر روزہ رکھنے کا بڑا اجر ہے۔ بہرحال اس باب میں مجاہد فی سبیل اللہ کو روزہ رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَسُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضي الله عنه قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَعَّدَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق بن نصر نے حدیث بیان کی ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی انہیں ابن جریج نے خبر دی کہ مجھے یحیی بن سعید اور سہل بن ابی صالح نے خبر دی ان دونوں حضرات نے نعمان بن ابی عیاش سے سنا۔ انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے آپ نے بیان فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے) ایک دن بھی روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے ستر سال تک محفوظ رکھے گا۔

تشریح حدیث

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث الباب میں بُعد سے مراد یہ ہے کہ جہنم سے اسے خلاصی اور معافی دے دی جائے گی اور علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بُعد کا اگر حقیقی معنی لیا جائے تب بھی کوئی مضائقہ نہیں کہ حقیقتاً ستر سال کی مسافت مراد لی جائے کہ اس شخص کا چہرہ واقعتہً جہنم سے ستر سال دور کر دیا جائے گا۔

مذکورہ حدیث میں جو "وجہ" کا ذکر کیا گیا ہے اس کے بارے میں محدثین کرام فرماتے ہیں کہ وجہ سے ذات مراد لی جائے جیسے قرآن مجید میں ہے "کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ"

یا "وجہ" سے اس کے حقیقی معنی مراد لیے جائیں۔ مطلب یہ کہ اس کے چہرے کو جہنم سے دور کیا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ جب اس کا چہرہ جہنم سے دور ہوگا تو بقیہ جسم بھی دور ہوگا۔ لفظ "خریف" کا معنی موسم خزاں ہے لیکن مراد اس سے سال ہے۔

روایت باب میں ستر سال کا ذکر ہے جبکہ دیگر روایات میں کسی میں سو سال کا، کسی میں پانچ سو سال کا، کسی میں سات سو سال کا اور کسی میں ہزار سال کا ذکر ہے۔ اس سلسلہ میں علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصح روایت ستر سال والی ہے جو کہ حدیث الباب ہے۔ نیز یہ جواب بھی دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے حبیب کو اقل مسافت کا علم دیا پھر تدریجاً اس علم میں اضافہ کرتے گئے۔

باب فَضْلِ النَّفَقَةِ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ

اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی فضیلت

مقصد ترجمۃ الباب

مقصد واضح ہے کہ فی سبیل اللہ خرچ کرنے کی بڑی فضیلت ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لفظ "فی سبیل اللّٰہ" کو عام قرار دیا جائے خواہ جہاد ہو یا کوئی اور عبادت ہو۔

← حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیَی عَنْ أَبِی سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَیْرَةَ رضی الله عنه عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَیْنِ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ، کُلُّ خَزَنَةِ بَابٍ أَیْ فُلُ هَلُمَّ قَالَ أَبُو بَکْرٍ یَا رَسُولَ اللّٰهِ، ذَاکَ الَّذِی لَا تَوَی عَلَیْهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم إِنِّی لَأَرْجُو أَنْ تَکُونَ مِنْهُمْ

ترجمہ۔ ہم سے سعد بن حفص نے حدیث بیان کی، ان سے شیبان نے حدیث بیان کی، ان سے یحییٰ نے، ان سے ابوسلمہ نے اور انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس شخص نے اللہ کے راستے میں ایک جوڑا (کسی چیز کا) خرچ کیا تو اسے جنت کے داروغہ بلائیں گے جنت کے ہر دروازے کا داروغہ (اپنی طرف بلائے گا) کہ اے فلاں، اس دروازے سے آئیے اس پر ابوبکرؓ بولے یا رسول اللہ! پھر تو اس شخص کو کوئی خوف نہیں رہے گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ تم بھی انہیں میں سے ہو گے۔

تشریح حدیث

مذکورہ حدیث میں "ای فُلَ" کا جملہ اصل میں ہے یا فلان' الف نون کو حذف کر کے اسے "ای فل" پڑھا جاتا ہے۔ اس پر دو اعراب پڑھے جاتے ہیں۔ (۱) "ای فُلُ" یعنی لام کے ضمہ کے ساتھ (۲) "ای فُلَ" یعنی لام کے فتحہ کے ساتھ۔

"لا توی علیه" کا مطلب ہے اس کے ضائع ہونے کا کوئی خوف نہیں۔

مذکورہ حدیث کتاب الصوم میں بھی گزر چکی ہے وہاں یہ ہے کہ ہر عمل والے کو اس کے اپنے اپنے دروازے سے بلایا جائے گا تو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے والوں کو صدقہ والے دروازے سے بلایا جائے گا لیکن مذکورہ حدیث الباب میں ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ کرنے والے کو جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائے گا۔ چنانچہ یہ تو تعارض ہوا۔

علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تعارض کے تین حل بیان کیے ہیں:

ا۔ کسی راوی سے سہو ہو گیا۔ ۲۔ انفاق فی سبیل اللہ کرنے والا "باب الصدقة" سے ہی جنت میں داخل ہوگا لیکن اعزازاً جنت کے ہر دروازے سے دربان اس کو بلائے گا۔ ۳۔ دونوں حدیثیں مختلف اوقات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہیں۔ چنانچہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب الصوم والی روایت بیان فرمائی ہے اس کے بعد آپ کو وحی کے ذریعے دوسری حدیث کے بارے میں بتایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی بیان فرما دیا۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنَّمَا أَخْشَى عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ ثُمَّ ذَكَرَ زَهْرَةَ الدُّنْيَا، فَبَدَأَ بِإِحْدَاهُمَا وَثَنَّى بِالْأُخْرَى، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم قُلْنَا يُوحَى إِلَيْهِ وَسَكَتَ النَّاسُ كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِهِمِ الطَّيْرَ، ثُمَّ إِنَّهُ مَسَحَ عَنْ وَجْهِهِ الرُّحَضَاءَ، فَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ آنِفًا أَوَخَيْرٌ هُوَ ثَلَاثًا إِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِي إِلَّا بِالْخَيْرِ، وَإِنَّهُ كُلُّ مَا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ مَا يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ كُلَّمَا أَكَلَتْ، حَتَّى إِذَا امْتَلَأَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ، فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ رَتَعَتْ، وَإِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، وَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ لِمَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ، فَجَعَلَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ، وَمَنْ لَمْ يَأْخُذْهُ بِحَقِّهِ فَهُوَ كَالْآكِلِ الَّذِي لَا يَشْبَعُ، وَيَكُونُ عَلَيْهِ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن سنان نے حدیث بیان کی ان سے فلیح نے حدیث بیان کی' ان سے ہلال نے حدیث بیان کی' ان سے علاء بن یسار نے اور ان سے ابوسعید خدری نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا میرے بعد تم پر دنیا کی جو برکتیں کھول دی جائیں گی میں تمہارے بارے میں اس سے خوفزدہ ہوں (کہ کہیں تم اس میں مبتلا نہ ہو جاؤ) اس کے بعد آپ نے دنیا کی رنگینیوں کا ذکر کیا پہلے دنیا کی برکات کا ذکر کیا پھر اس کی رنگینیوں کا بیان کیا۔ اتنے میں ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا بھلائی' برائی پیدا کر دے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے۔ ہم نے سمجھا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے سب لوگ خاموش ہو گئے جیسے ان کے سروں پر پرندے ہوں (یعنی سارا ماحول ساکت وصامت تھا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہرۂ مبارک سے پسینہ صاف کیا اور

دریافت فرمایا کہ سوال کرنے والا کہاں ہے؟ کیا یہ بھی (مال اور دنیا کی برکات خیر ہے؟ تین مرتبہ آپ نے یہی جملہ فرمایا پھر ارشاد فرمایا' بلاشبہ حقیقی خیر کے برگ وبار جب بھی سامنے آئیں گے تو وہ خیر ہی ہوں گے' لیکن کھیتوں میں جو ہریالی اگتی ہے تو وہ کبھی کبھی (چرنے والے جانوروں کیلئے پیٹ زیادہ بھر جانے کیوجہ سے ہلاکت کا باعث بھی ہو جاتی ہے یا انہیں ہلاکت کے قریب کردیتی ہے) البتہ ہریالی چرنے والے جو جانور اس طرح چرتے ہوں کہ جب ان کے دونوں کوکھ بھر جائیں تو وہ سورج کی طرف منہ کر کے جگالی کرلیں اور چری کو لید اور پیشاب کی صورت میں نکال دیں اور پھر چرنے لگیں (تو وہ ہلاکت سے محفوظ رہتے ہیں) اسی طرح یہ مال بھی شاداب اور شیریں ہے اور مسلمان کا مال کتنا عمدہ ہے جسے اس نے حلال طریقہ سے جمع کیا ہو اور پھر اللہ کے راستے میں اسے (جہاد کے لئے) یتیموں کے لئے اور مسکینوں کے لئے وقف کردیا ہو۔ لیکن جو شخص مال کو ناجائز طریقوں سے جمع کرتا ہے تو وہ ایک ایسا کھانے والا ہے جو کبھی آسودہ نہیں ہوگا اور مال قیامت کے دن اس کے خلاف گواہ بن کر آئے گا۔

"او خیر هو" کیا مال کامل خیر ہے یہ استفہام انکاری ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مال کامل خیر نہیں ہے۔ اگلے جملے کا مطلب ہے حقیقی خیر تو صرف خیر کو ہی لاتی ہے اور مال حقیقی خیر نہیں ہے یہ کبھی خیر کو لاتا ہے اور کبھی شر کو۔

بابُ فَضْلِ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا

جس نے کسی غازی کو ساز وسامان سے لیس کیا

أَوْ خَلَفَهُ بِخَيْرٍ یا خیر خواہی کے ساتھ اس کے گھر بار کی نگرانی کی۔

مقصد ترجمۃ الباب

اس ترجمہ کے دو جز ہیں: (۱) "من جهز غازيًا" (۲) "خلفه بخير" دونوں اجزاء سے دو کاموں کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے۔ (۱) غازی کو سامان جہاد سے لیس کرنا۔ (۲) غازی کے جانے کے بعد اس کے بچوں کا خیال کرنا۔

← حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدْ غَزَا ، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا

ترجمہ۔ ہم سے ابو معمر نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالوارث نے حدیث بیان کی' ان سے حسین نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے یحییٰ نے حدیث بیان کی کہا مجھ سے ابوسلمہ نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے بسر بن سعید نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے زید بن خالدؓ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ کی راہ میں غزوہ کرنے والے کو ساز و سامان مہیا کیا گویا وہ غزوہ میں شریک ہوا اور جس نے خیر خواہانہ طریقہ پر غازی کے گھر بار کی نگرانی کی تو گویا وہ بھی خود غزوہ میں شریک ہوا۔

← حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم لَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ بَيْتًا بِالْمَدِينَةِ غَيْرَ بَيْتِ أُمِّ سُلَيْمٍ ، إِلاَّ عَلَى أَزْوَاجِهِ فَقِيلَ لَهُ ، فَقَالَ إِنِّي أَرْحَمُهَا ، قُتِلَ أَخُوهَا مَعِي

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ نے حدیث بیان کی' ان سے ہمام نے حدیث بیان کی' ان سے اسحاق بن عبداللہ نے اور ان سے انس

بن مالکؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں ام سلیمؓ (والدہ انسؓ) کے گھر کے سوا (اور کسی کے یہاں بکثرت) نہیں جایا کرتے تھے۔ آپ کی ازواج مطہرات کا اس سے استثناء ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس پر رحم آتا ہے۔ اس کا بھائی (حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ) میرے ساتھ تھا اور وہ شہید کر دیا گیا تھا۔

تشریح حدیث

حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ تھی یا نسبی خالہ تھیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ ان کے نام میں مختلف اقوال ہیں۔ سہلۃ' رمیلۃ' رمیثۃ' ملیکہ' غمیصا اور رمیصاء حدیث میں اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے بھائی کے بارے میں ہے "قتل اخوھا معی" ان کا نام حرام بن ملحان تھا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قتل نہ ہوئے تھے بلکہ وہ بیرَ معونہ میں اس وقت شہید ہوئے جب آپ وہاں نہ تھے تو "معی" کا مطلب یہ ہوگا کہ میرے لشکر کے ساتھ تھے۔

باب التَّحَنُّطِ عِنْدَ الْقِتَالِ

جنگ کے موقعہ پر حنوط ملنا

حنوط کیا ہے؟ اور کیوں استعمال کی جاتی تھی؟

حنوط ایک دوا ہوتی تھی جو چند اقسام کی خوشبوؤں سے بنائی جاتی تھی' لڑائی سے پہلے وہ لوگ اس کو بدن پر لگا لیتے تھے کیونکہ اس سے جسم جلدی خراب نہ ہوتا تھا اس نیت سے اس کو لگاتے تھے کہ وہ اگر شہید ہو جائیں اور شاید مشغولیت کی وجہ سے ان کی لاش اُٹھانے میں تاخیر ہو جائے تو وہ خراب نہ ہو۔

مقصد ترجمۃ الباب

اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ مجاہد اگر میدانِ جہاد میں جاتے وقت حنوط وغیرہ لگا لے تو جائز ہے۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ قَالَ وَذَكَرَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ قَالَ أَتَى أَنَسٌ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ وَقَدْ حَسَرَ عَنْ فَخِذَيْهِ وَهُوَ يَتَحَنَّطُ فَقَالَ يَا عَمِّ مَا يَحْبِسُكَ أَنْ لَا تَجِيءَ قَالَ الآنَ يَا ابْنَ أَخِي وَجَعَلَ يَتَحَنَّطُ ، يَعْنِي مِنَ الْحَنُوطِ ، ثُمَّ جَاءَ فَجَلَسَ ، فَذَكَرَ فِي الْحَدِيثِ انْكِشَافًا مِنَ النَّاسِ ، فَقَالَ هٰكَذَا عَنْ وُجُوهِنَا حَتّٰى نُضَارِبَ الْقَوْمَ ، مَا هٰكَذَا كُنَّا نَفْعَلُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ، بِئْسَ مَا عَوَّدْتُمْ أَقْرَانَكُمْ رَوَاهُ حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے حدیث بیان کی ان سے خالد بن حارث نے حدیث بیان کی ان سے ابن عون نے حدیث بیان کی ان سے موسیٰ بن انس نے بیان کیا۔ جنگ یمامہ (مسیلمہ کذاب اور مسلمانوں کی لڑائی ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں) کا وہ ذکر کرتے تھے بیان کیا کہ انس بن مالکؓ ثابت بن قیسؓ کے یہاں گئے انہوں نے اپنی ران کھول رکھی تھی اور حنوط مل رہے تھے۔

انس ؓ نے کہا چچا! اب تک آپ کیوں نہیں تشریف لائے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بیٹے! ابھی آتا ہوں اور وہ حنوط لگانے لگے، پھر تشریف لائے اور بیٹھ گئے (مراد صف میں شرکت سے ہے) انس ؓ نے گفتگو کرتے ہوئے مسلمانوں کی طرف کچھ شکست خوردگی کے آثار کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ تا کہ ہم کافروں سے دست بدست لڑیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہم ایسا کبھی نہیں کرتے تھے (یعنی پہلی صف کے لوگ ڈٹ کر لڑتے تھے اور شکست خوردگی کا ہرگز مظاہرہ نہیں ہونے دیتے تھے) تم نے اپنے دشمنوں کو بہت بری چیز کا عادی بنا دیا ہے۔ روایت کیا اس کو حماد نے ثابت سے اور انہوں نے انس ؓ سے۔

تشریح حدیث

حدیث کے جملے "وقد حسر عن فخذیه" سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ فخذ ستر نہیں ہے ورنہ اگر فخذ ستر میں داخل ہوتا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں حضرت ثابت رضی اللہ عنہ فخذ سے کپڑا نہ ہٹاتے۔ چنانچہ ظاہریہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو فخذ کے ستر ہونے کے قائل نہیں۔ انہوں نے حدیث باب سے اپنے مذہب پر استدلال کیا ہے جبکہ جمہور کہتے ہیں کہ فخذ ستر میں داخل ہے۔

علامہ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث باب کی یہ توجیہ فرمائی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کشف فخذ کا علم ان کے بتانے سے حاصل ہوا نہ کہ انہوں نے انہیں ستر کھولے ہوئے دیکھا۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک توجیہ اور نقل کی گئی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا "یاعم مایحبسک ان لا تجیئ" پھر حضرت ثابت دروازے پر آئے اور انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ دیر بیٹھے پھر جہاد کے لیے چل دیئے۔ مطلب یہ ہوگا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نہ اندر داخل ہوئے اور نہ ہی انہوں نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی رانوں کو کھلا ہوا دیکھا۔

ثم جاء فجلس فذکر فی الحدیث انکشافا من النّاس

پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ آئے اور بیٹھ گئے۔ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنی گفتگو میں لوگوں کے بھاگنے کا ذکر کیا۔

فقال: هٰکذا عن وجوهنا حتّٰی نضارب القوم

یہاں عن بمعنی من ہے۔ اصل عبارت یہ ہے "اذا تقارب الکفار من وجوهنا" جب ایسا ہوتا اور کافر ہمارے چہروں کے قریب آ جاتے تو ہم ہٹتے نہیں تھے یہاں تک کہ ہم کافر لوگوں سے لڑتے تھے۔

ما هٰکذا کنا نفعل مع رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلّم بئس ماعودتم اقرانکم

جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے اس طرح ہم نہ بھاگتے تھے، تم نے اپنے حریف کو بری چیز کا عادی بنا دیا ہے۔

باب فَضْلِ الطَّلِیعَةِ جاسوس دستہ کی فضیلت

"طلیعة" لشکر کا وہ حصہ کہلاتا ہے جو انتظامات اور تحقیق احوال کے لیے لشکر کے آگے بھیجا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ لفظ "جاسوس" کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

مقصد ترجمۃ الباب

اس باب سے "طلیعة" کی فضیلت بیان کی جارہی ہے کہ اس کام کی بڑی فضیلت ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رضی الله عنه قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَوْمَ الْأَحْزَابِ قَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا ثُمَّ قَالَ مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ قَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا، وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ

ترجمہ۔ ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن منکدر نے حدیث بیان کی' اور ان سے جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب احزاب کے موقعہ پر فرمایا دشمن کے لشکر کی خبر میرے پاس کون لاسکتا ہے؟ زبیرؓ نے فرمایا کہ میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ پوچھا۔ دشمن کے لشکر کی خبر کون لاسکے گا؟ اس مرتبہ بھی زبیرؓ نے فرمایا کہ میں۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے حواری (مخصوص اور قریبی اصحاب) ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر ہیں۔

باب هَلْ يُبْعَثُ الطَّلِيعَةُ وَحْدَهُ

کیا جاسوسی کے لئے کسی ایک شخص کو تنہا بھیجا جاسکتا ہے؟

مقصد ترجمۃ الباب

اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ "طلیعہ" کے طور پر ایک آدمی بھیجنا بھی جائز ہے۔

حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضی الله عنهما قَالَ نَدَبَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم النَّاسَ قَالَ صَدَقَةُ أَظُنُّهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ، ثُمَّ نَدَبَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ، ثُمَّ نَدَبَ النَّاسَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا، وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ

ترجمہ۔ ہم سے صدقہ نے حدیث بیان کی' انہیں ابن عیینہ نے خبر دی' ان سے ابن منکدر نے حدیث بیان کی' انہوں نے جابر بن عبداللہؓ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو دعوت دی۔ صدقہ (امام بخاری کے استاد) کہتے تھے کہ میرا خیال ہے غزوہ خندق کا واقعہ ہے تو زبیرؓ نے اس پر لبیک کہا۔ پھر آپ نے بلایا اور زبیرؓ نے لبیک کہا۔ پھر تیسری مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلایا اور اس مرتبہ بھی زبیرؓ نے لبیک کہا۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر بن عوامؓ ہیں۔

باب سَفَرِ الاِثْنَيْنِ

دو آدمیوں کا سفر

مقصد ترجمۃ الباب:۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب سے یہ بتا رہے ہیں کہ دو آدمیوں کا ایک ساتھ سفر کرنا جائز

ہے۔ دراصل امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اُس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں جس کو امام ابوداؤد اور امام ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ دو آدمیوں کے یا اکیلے آدمی کے تنہا سفر کی ممانعت آئی ہے۔ چونکہ یہ روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قابل استدلال نہیں ہے اس لیے وہ بتارہے ہیں کہ دو آدمی اگر سفر کریں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

← حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ انْصَرَفْتُ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ، فَقَالَ لَنَا أَنَا وَصَاحِبٌ لِي أَذِّنَا وَأَقِيمَا ، وَلْيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن یونس نے حدیث بیان کی ان سے ابوشہاب نے حدیث بیان کی ان سے خالد حذاء نے ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے مالک بن حویرث نے بیان کیا کہ جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں سے واپس ہوئے تو آپ نے ہم سے فرمایا۔ ایک میں تھا اور دوسرے میرے ساتھی (دونوں سفر میں جارہے تھے) کہ ایک اذان دے اور اقامت کہے اور تم دونوں میں جو بڑا ہے وہ نماز پڑھائے۔

باب الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کیساتھ خیر و برکت قائم رہے گی

مقصد ترجمۃ الباب

یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث پاک کے کلمات کو ترجمۃ الباب بنایا ہے اور اس باب کی غرض بھی اسی حدیث کا بیان کرنا ہے۔ یہاں خیل سے مراد وہ گھوڑے ہیں جو جہاد کے لیے رکھے جائیں اور ان سے قتال کیا جائے۔

نواصی ناصیہ کی جمع ہے اس کے معنی پیشانی کے ہیں لیکن یہاں حدیث میں ناصیہ سے مراد وہ بال ہیں جو گھوڑے کی پیشانی پر لٹکے ہوئے ہوتے ہیں اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ناصیہ گھوڑے کی پوری ذات سے کنایہ ہے۔

الخیر سے مراد اجر و غنیمت ہے اور بعض نے اس سے مراد مال لیا ہے۔ احادیث سے دونوں کی تائید ہوتی ہے۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے حدیث بیان کی ان سے مالک نے حدیث بیان ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر و برکت قائم رہے گی کیونکہ اس سے جہاد میں کام لیا جاتا رہے گا۔

← حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنٍ وَابْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْجَعْدِ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ تَابَعَهُ مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ

ترجمہ۔ ہم سے حفص بن عمر نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے حصین اور ابن ابی السفر نے ان سے

شعبی نے اور ان سے عروہ بن جعدؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر و برکت قائم رہے گی۔ سلیمان نے شعبہ کے واسطے سے بیان کیا کہ ان سے عروہ بن ابی الجعدؓ نے اس روایت کی متابعت (جس میں بجائے ابن الجعد کے ابن ابی الجعد ہے) مسدد نے ہشام کے واسطے سے کی ان سے حصین نے ان سے شعبی نے اور ان سے عروہ بن ابی الجعد نے۔

قال سلیمان عن شعبه عن عروه بن ابی الجعد

اس تعلیق کا مقصد یہ ہے کہ سلیمان نے اس سند میں عروہ کے والد کے نام میں اختلاف کیا ہے۔ چنانچہ حفص بن عمر تو عروہ کے والد کا نام جعد قرار دیتے ہیں جبکہ سلیمان کہتے ہیں کہ ان کے والد کا نام ابی الجعد ہے۔

تابعه مسدد عن هُشَیم عن حصین عن عروه بن ابی الجعد

اس عبارت کا مقصد بھی یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ مسدد نے بھی لفظ "اب" کی زیادتی میں سلیمان کی متابعت کی ہے

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا یَحْیَی عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِی التَّیَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم الْبَرَکَةُ فِی نَوَاصِی الْخَیْلِ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے ان سے ابوالتیاح نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ گھوڑے کی پیشانی میں برکت ہے۔

باب الْجِهَادُ مَاضٍ مَعَ الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ

جہاد کا حکم ہمیشہ باقی رہے گا، خواہ مسلمانوں کا امیر عادل ہو یا ظالم

لِقَوْلِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم الْخَیْلُ مَعْقُودٌ فِی نَوَاصِیهَا الْخَیْرُ إِلَی یَوْمِ الْقِیَامَةِ

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے گھوڑے کی پیشانی میں قیامت تک خیر و برکت قائم رہے گی۔

مقصد ترجمۃ الباب

اس باب کی غرض یہ ہے کہ جہاد نماز کی طرح ہے جیسے نماز گنہگار بادشاہ کے پیچھے بھی پڑھنی پڑتی ہے اسی طرح اگر بادشاہ برا ہے یا ظالم ہے تو اس سے مل کر بھی جہاد کیا جائے گا۔ اس ترجمۃ الباب کی تائید میں امام صاحب یہ حدیث لائے ہیں "الخیل معقود فی نواصیها الخیر" مذکورہ حدیث کو ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ جب جہاد قیامت تک باقی رہے گا اور بادشاہ اچھے اور برے دونوں قسم کے آتے رہیں گے تو جہاد برے بادشاہ کے ساتھ مل کر بھی کیا جائے گا۔

← حَدَّثَنَا أَبُو نُعَیْمٍ حَدَّثَنَا زَکَرِیَّاءُ عَنْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ الْبَارِقِیُّ أَنَّ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم قَالَ الْخَیْلُ مَعْقُودٌ فِی نَوَاصِیهَا الْخَیْرُ إِلَی یَوْمِ الْقِیَامَةِ الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ

ترجمہ۔ ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی ان سے زکریا نے حدیث بیان کی ان سے عامرؒ نے اور ان سے عروہ بارقیؓ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، خیر و برکت قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کیساتھ رہیگی، اسی طرح ثواب اور مال غنیمت بھی۔

تشریح حدیث

مصنفؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ گھوڑے میں جو خیر و برکت کے متعلق حدیث آئی ہے وہ اس کے آلہ جہاد ہونے کی وجہ سے ہے اور جب قیامت تک اس میں خیر و برکت قائم رہے گی تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جہاد کا حکم بھی قیامت تک باقی رہے گا اور چونکہ قیامت تک آنے والا ہر دور خیر نہیں ہوسکتا بلکہ اچھا اور برا دونوں ہی طرح ہوگا اس لئے مسلمانوں کے امراء بھی کبھی صالح اور اسلامی شریعت کے پوری طرح پابند ہوں گے اور کبھی ایسے نہیں ہوں گے لیکن جہاد کا سلسلہ کبھی نہ بند ہونا چاہیے کیونکہ یہ اعلاء کلمۃ اللہ اور دنیا و آخرت میں سرمایہ کا ذریعہ ہے اس لئے حق کے مفاد کے پیش نظر ظالم حکمرانوں کی قیادت میں بھی جہاد کیا جائے گا اور ایک شخص کے ذاتی نقصان کو جماعت کیلئے نظر انداز کر دیا جائے گا۔

باب مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فی سبیل الله

جس نے گھوڑا پالا

لِقَوْلِهِ تَعَالَى (وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ومن رباط الخیل کی روشنی میں۔

مقصد ترجمۃ الباب

اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ جو شخص اپنے لیے اس نیت سے گھوڑا پالتا ہے کہ اس پر سوار ہو کر جہاد کروں گا یا گھوڑا پال کر کسی مجاہد کو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے دے دوں گا تو اس کو بہت بڑا اجر و ثواب ملے گا۔

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا طَلْحَةُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدًا الْمَقْبُرِيَّ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی الله عنه يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِيمَانًا بِاللَّهِ وَتَصْدِيقًا بِوَعْدِهِ ، فَإِنَّ شِبَعَهُ وَرِيَّهُ وَرَوْثَهُ وَبَوْلَهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن حفص نے حدیث بیان کی۔ ان سے ابن المبارک نے حدیث بیان کی انہیں طلحہ بن ابی سعید نے خبر دی کہا کہ میں نے سعید مقبری سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ پر ایمان کیساتھ اور ان کے وعدہ کو سچا جانتے ہوئے اللہ کے راستے میں (جہاد کے لئے) گھوڑا پالا تو اس گھوڑے کا کھانا پینا اور اس کا بول و براز سب قیامت کے دن اس کی میزان میں ہوگا (یعنی سب پر ثواب ملے گا)

باب اسْمِ الْفَرَسِ وَالْحِمَارِ

گھوڑوں اور گدھوں کے نام

مقصد ترجمۃ الباب:۔ اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ گھوڑے اور گدھے کا نام رکھنا جائز ہے۔ گھوڑے اور گدھے کا نام رکھنے میں حکمت یہ ہے کہ وہ دوسروں سے ممتاز ہو اور اسے پہچاننے میں دشواری نہ ہو۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَتَخَلَّفَ أَبُو قَتَادَةَ مَعَ بَعْضِ أَصْحَابِهِ وَهُمْ مُحْرِمُونَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ ، فَرَأَوْا حِمَارًا وَحْشِيًّا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ ، فَلَمَّا رَأَوْهُ تَرَكُوهُ حَتَّى رَآهُ أَبُو قَتَادَةَ ، فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ يُقَالُ لَهُ الْجَرَادَةُ ، فَسَأَلَهُمْ أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا ، فَتَنَاوَلَهُ فَحَمَلَ فَعَقَرَهُ ، ثُمَّ أَكَلَ فَأَكَلُوا ، فَنَدِمُوا فَلَمَّا أَدْرَكُوهُ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ قَالَ مَعَنَا رِجْلُهُ ، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَكَلَهَا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن ابی بکر نے حدیث بیان کی' ان سے فضیل بن سلیمان نے حدیث بیان کی' ان سے ابو حازم نے' ان سے عبداللہ بن ابی قتادہ نے اور ان سے ان کے والد نے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ (صلح حدیبیہ کے موقعہ پر نکلے) ابو قتادہؓ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے تھے' ان کے دوسرے تمام ساتھی تو محرم تھے (عمرہ کے لئے) لیکن انہوں نے خود احرام نہیں باندھا تھا۔ ان کے ساتھیوں نے ایک گورخر دیکھا۔ ابو قتادہؓ کی اس پر نظر پڑنے سے پہلے' ان حضرات کی نظر اگرچہ اس پر پڑ ی تھی' لیکن انہوں نے اسے نظر انداز کر دیا تھا' لیکن ابو قتادہؓ اسے دیکھتے ہی اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ ان کے گھوڑے کا نام جرادہ تھا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کوئی ان کا کوڑا اٹھا کر انہیں دے دے۔ اسے لئے بغیر وہ سوار ہو گئے تھے) ان لوگوں نے اس کا انکار کیا۔ محرم ہونے کی وجہ سے شکار میں کسی قسم کی بھی مدد نہیں پہنچانا چاہتے تھے' اس لئے انہوں نے خود ہی لے لیا اور گورخر پر حملہ کر کے اس کی کونچیں کاٹ دیں' ذبح کرنے اور پکانے کے بعد انہوں نے خود بھی اس کا گوشت کھایا اور دوسرے ساتھیوں نے بھی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب یہ لوگ آپ کے ساتھ ہو لئے (اور واقعہ کا ذکر کیا) تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اس کا گوشت تمہارے پاس بچا ہوا بھی باقی ہے؟ ابو قتادہؓ نے کہا کہ اسکی ایک ران ہمارے ساتھ ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی وہ گوشت تناول فرمایا۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي حَائِطِنَا فَرَسٌ يُقَالُ لَهُ اللُّحَيْفُ بالخاء

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ بن جعفر نے حدیث بیان کی' ان سے معن بن عیسی نے حدیث بیان کی' ان سے ابی بن عباس بن سہل نے حدیث بیان کی' ان سے ان کے والد نے' ان سے دادا (سہل بن سعد ساعدیؓ) کے واسطے سے بیان کیا کہ ہمارے باغ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک گھوڑا رہتا تھا جس کا نام لحیف تھا۔ بعضوں نے کہا لخیف' خا کے ساتھ۔

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ آدَمَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌ ، فَقَالَ يَا مُعَاذُ ، هَلْ تَدْرِي حَقَّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ، وَحَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا ، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، أَفَلَا أُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوا

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے حدیث بیان کی' انہوں نے یحیی بن آدم نے سنا' ان سے ابو الاحوص نے حدیث بیان کی' ان سے ابو اسحاق نے' ان سے عمرو بن میمون نے اور ان سے معاذؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس گدھے پر سوار تھے میں اس پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اس گدھے کا نام عفیر تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالی کا حق اپنے بندوں پر کیا ہے اور بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور

اس کے رسول کو زیادہ علم ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کا حق اپنے بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو بندہ اللہ کیساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو اللہ اسے عذاب نہ دے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں اس کی لوگوں کو بشارت نہ دے دوں؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی بشارت نہ دو ورنہ (غلط طریقہ پر) اعتماد کر بیٹھیں گے اور اعمال سے نفرت برتیں گے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه قَالَ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِينَةِ، فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم فَرَسًا لَنَا يُقَالُ لَهُ مَنْدُوبٌ فَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ فَزَعٍ، وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے غندر نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' انہوں نے قتادہ سے سنا کہ انس بن مالکؓ نے بیان کیا۔ رات کے وقت مدینہ میں کچھ خطرہ سا محسوس ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارا (ابوطلحہؓ کا جو آپ کے عزیز تھے) گھوڑا عاریۃً منگوایا' گھوڑے کا نام مندوب تھا پھر آپ نے فرمایا کہ خطرہ تو ہم نے کوئی نہیں دیکھا۔ البتہ یہ گھوڑا تو سمندر ہے۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ شُؤْمِ الْفَرَسِ

گھوڑے کی نحوست سے متعلق احادیث

مقصد ترجمۃ الباب

ایک تو یہ بتانا مقصود ہے کہ احادیث مبارکہ میں جو یہ آیا ہے کہ گھوڑے میں نحوست ہے آیا یہ نحوست مطلقاً گھوڑے میں ہے یا کسی خاص گھوڑے میں ہے؟ دوسرا یہ کہ یہ نحوست اپنے ظاہر پر ہے یا اس میں تاویل ہے؟ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس بات کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ ان کے نزدیک ہر گھوڑے میں نحوست نہیں ہے بلکہ صرف اس گھوڑے میں ہے جو جہاد کے لیے نہ ہو بلکہ فخر وریاء کے لیے ہو۔ اس سے اگلے باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے گھوڑے کی تین اقسام بیان کر کے پوری پوری وضاحت کر دی ہے۔

اسلام میں نحوست اور بدشگونی کا تصور

درحقیقت اسلام نے ہر طرح کی بدشگونی اور نحوست کی نفی کر دی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نحوست اور بدشگونی قطعاً لایعنی چیزیں ہیں۔ نحوست وغیرہ کا تصور خالص جاہلیت کی پیداوار ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ حدیث الباب کا ذکر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ہوا تو آپ نے اس پر ناگواری کا اظہار فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف اتنا فرمایا تھا کہ زمانۂ جاہلیت میں عام طور پر ان تین چیزوں میں نحوست سمجھی جاتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہرگز نہیں فرمایا کہ اس میں کوئی حقیقت بھی ہے۔

ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث الباب میں یہ کلام حرفِ شرط کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ باب کی دوسری روایت میں "ان کان الشوم" حرفِ شرط کے ساتھ ہے۔ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ شوم ونحوست اگر کسی چیز میں ہو سکتی ہے تو وہ عورت'

گھر اور گھوڑے میں ہو سکتی ہے لیکن چونکہ شوم کسی چیز میں نہیں ہوتی اس لیے ان تین چیزوں میں بھی نہ ہوگی۔

بعض محدثین کرام فرماتے ہیں کہ اگر اسے ایک خبر کی بجائے حکم مان لیا جائے تو پھر اس شوم و نحوست سے مراد عدم موافقت ہوگی۔ چونکہ معاشرے میں ان تینوں چیزوں کے ساتھ زندگی بھر کا ساتھ ہوتا ہے اس لیے بتایا گیا ہے کہ اگر ان میں سے کسی چیز میں موافقت نہ رہے تو اسے بدل لو' مثلاً گھوڑے کی عدم موافقت یہ ہے کہ وہ بے قابو ہو جائے' بیوی سے عدم موافقت یہ ہے کہ شوہر کو ایذاء پہنچاتی ہو' خرچہ زیادہ مانگتی ہو' اس سے اولاد نہ ہوتی ہو وغیرہ اور مکان سے عدم موافقت یہ ہے کہ پڑوسی اچھے نہ ہوں' مکان تنگ ہو جس میں رہائش پوری نہ ہوتی ہو۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رضی الله عنهما قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم يَقُولُ إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ فِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی' انہیں شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں سالم بن عبداللہ نے خبر دی اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ نحوست صرف تین چیزوں میں ہے۔ گھوڑے میں' عورت میں اور گھر میں۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ فَفِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالْمَسْكَنِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے حدیث بیان کی' ان سے مالک بن ابی حازم بن دینار نے' ان سے سہل بن سعد ساعدیؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر (نحوست) کسی چیز میں ہو سکتی تو عورت' گھوڑے اور گھر میں ہونی چاہیے تھی۔

تشریح حدیث

عام طور سے احادیث میں انہی تین چیزوں کو منحوس بتایا گیا ہے البتہ ام سلمہؓ کی ایک روایت میں تلوار میں بھی نحوست کا ذکر ہے' ان احادیث کے بعض طرق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف خبر کے طور پر یہ فرمایا تھا۔ انشاء یا کوئی حکم نہیں ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ کے سامنے جب مذکورہ حدیث کا ذکر ہوا تو آپ نے اس پر ناگواری کا اظہار فرمایا کہ آنحضور نے تو صرف اتنا فرمایا تھا کہ جاہلیت کے زمانہ میں عام طور سے ان تین چیزوں میں نحوست سمجھی جاتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ہرگز نہیں فرمایا تھا کہ اس میں کوئی واقعیت بھی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلام نے اصلا ہر طرح کی بدشگونی اور نحوست کی نفی کر دی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نحوست اور بدشگونی قطعا لایعنی چیزیں ہیں نحوست وغیرہ کا تصور خالص جاہلیت کی پیداوار تھا اور جب آپ نے خود نفی کر دی تھی تو پھر اس کی ہمت افزائی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

بعض محدثین نے لکھا ہے کہ اگر اسے خبر کی بجائے ایک حکم مان لیا جائے پھر بھی اس سے مقصود جاہلیت کی نحوست نہیں ہے بلکہ ان تینوں چیزوں میں نحوست کی۔

باب الْخَيْلُ لِثَلاثَةٍ

گھوڑے کے مالک تین طرح کے ہوتے ہیں

وَقَوْلُهُ تَعَالَى (وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً)

اور اللہ تعالی کا ارشاد۔اور گھوڑے خچر اور گدھے اللہ تعالی نے پیدا کئے) تا کہ تم ان پر سوار بھی ہوا کرو اور زینت بھی رہے۔

مقصد ترجمۃ الباب

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب سے گھوڑوں کی تین اقسام یعنی گھوڑوں کی پالنے والے افراد کی نوعیت کے اعتبار سے تین اقسام ہیں جس کی وضاحت حدیث الباب میں موجود ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ الْخَيْلُ لِثَلاثَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ ، وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ ، وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ ، فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ، فَأَطَالَ فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ ، فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذَلِكَ مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٍ ، وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ أَرْوَاثُهَا وَآثَارُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَهَا كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ ، وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِئَاءً وَنِوَاءً لأَهْلِ الإِسْلامِ فَهِيَ وِزْرٌ عَلَى ذَلِكَ وَسُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْحُمُرِ ، فَقَالَ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هَذِهِ الآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ (فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ *وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ)

ترجمہ۔ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے حدیث بیان کی' ان سے مالک نے' ان سے زید بن اسلم نے' ان سے صالح سمان نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' گھوڑے تین طرح کے لوگوں کی ملکیت میں ہوتے ہیں' بعض لوگوں کے لئے وہ باعث اجر وثواب ہیں اور بعضوں کے لئے پردہ ہیں اور بعضوں کے لئے وبال جان ہیں۔جس کیلئے گھوڑا اجر وثواب کا باعث ہوتا ہے یہ وہ شخص ہے جو اللہ کے راستے میں (استعمال کے لئے) اسے پالتا ہے پھر جہاں خوب چری ہوتی ہے یا (یہ فرمایا کہ) کسی شاداب جگہ اس کی رسی کو خوب لمبی کر کے باندھتا ہے (تا کہ چاروں طرف سے چر سکے) تو گھوڑا اس کی چری کی جگہ سے یا اس شاداب جگہ سے اپنی رسی میں بندھا ہوا جو کچھ بھی کھاتا پیتا ہے مالک کو اس کی وجہ سے حسنات ملتی ہیں۔اور اگر وہ گھوڑا اپنی رسی توڑ کر ایک یا دو شوط بھاگ جائے تو اس کی لید اور اس کے آثار قدم میں بھی مالک کے لئے حسنات ہیں اور اگر وہ گھوڑا کسی نہر سے گزرے اور اس میں پانی پی لے تو اگرچہ مالک نے پانی پلانے کا ارادہ نہ کیا ہو پھر بھی اس سے حسنات ملتی ہیں۔دوسرا شخص وہ ہے جو گھوڑا فخر دکھاوے اور اہل اسلام کی دشمنی میں باندھتا ہے تو یہ اس کے لئے وبال جان ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ پر اس جامع اور منفرد آیت کے سوا اس کے متعلق اور کچھ نازل نہیں ہوا ہے کہ جو کوئی بھی ایک ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا اور جو کوئی ایک ذرہ برابر بھی برائی کریگا اس کا بدلہ پائے گا۔

بَاب مَنْ ضَرَبَ دَابَّةَ غَيْرِهِ فِي الْغَزْوِ

جس نے غزوہ کے موقعہ پر کسی غیر کی سواری کو مارا

مقصد ترجمۃ الباب

اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ دورانِ سفر قافلے میں اگر کسی کی سواری کمزوری اور لاغری کی وجہ سے رُک جائے تو سواری کے مالک کی اعانت و مدد کرنے کے لیے اسے مارنا چاہیے تا کہ وہ سواری چل پڑے۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيُّ قَالَ أَتَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الأَنْصَارِيَّ ، فَقُلْتُ لَهُ حَدِّثْنِي بِمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ سَافَرْتُ مَعَهُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ أَبُو عَقِيلٍ لاَ أَدْرِي غَزْوَةً أَوْ عُمْرَةً فَلَمَّا أَنْ أَقْبَلْنَا قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَتَعَجَّلَ إِلَى أَهْلِهِ فَلْيُعَجِّلْ قَالَ جَابِرٌ فَأَقْبَلْنَا وَأَنَا عَلَى جَمَلٍ لِي أَرْمَكَ لَيْسَ فِيهِ شِيَةٌ ، وَالنَّاسُ خَلْفِي ، فَبَيْنَا أَنَا كَذَلِكَ إِذْ قَامَ عَلَيَّ ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَا جَابِرُ اسْتَمْسِكْ فَضَرَبَهُ بِسَوْطِهِ ضَرْبَةً ، فَوَثَبَ الْبَعِيرُ مَكَانَهُ فَقَالَ أَتَبِيعُ الْجَمَلَ قُلْتُ نَعَمْ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَدَخَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْمَسْجِدَ فِي طَوَائِفِ أَصْحَابِهِ ، فَدَخَلْتُ إِلَيْهِ ، وَعَقَلْتُ الْجَمَلَ فِي نَاحِيَةِ الْبَلاَطِ فَقُلْتُ لَهُ هَذَا جَمَلُكَ فَخَرَجَ ، فَجَعَلَ يُطِيفُ بِالْجَمَلِ وَيَقُولُ الْجَمَلُ جَمَلُنَا فَبَعَثَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَوَاقٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَعْطُوهَا جَابِرًا ثُمَّ قَالَ اسْتَوْفَيْتَ الثَّمَنَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ الثَّمَنُ وَالْجَمَلُ لَكَ

ترجمہ۔ ہم سے مسلم نے حدیث بیان کی' ان سے ابوعقیل نے حدیث بیان کی ان سے ابوالمتوکل ناجی نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں جابر بن عبداللہ انصاریؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو کچھ سنا ہے' ان میں سے مجھ سے بھی کوئی حدیث بیان کیجئے' انہوں نے بیان کیا کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھا' ابوعقیل نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ (یہ سفر) غزوہ کے لئے تھا یا عمرہ کے لئے (واپس ہوتے ہوئے) جب (مدینہ منورہ) دکھائی دینے لگا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر جلدی جانا چاہے وہ جا سکتا ہے۔ جابرؓ نے بیان کیا کہ ہم پھر آگے بڑھے میں اپنے ایک سیاہی مائل سرخ اونٹ پر سوار تھا۔ اونٹ بالکل بے عیب تھا۔ دوسرے لوگ میرے پیچھے تھے میں اسی طرح چل رہا تھا کہ اونٹ رک گیا (تھک کر) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جابر! ٹھہر جاؤ۔ پھر آپ نے اپنے کوڑے سے اونٹ کو مارا اور اونٹ اپنی جگہ سے اچھل پڑا' پھر آپ نے دریافت فرمایا۔ یہ اونٹ بیچو گے؟ میں نے کہا کہ ہاں' جب مدینہ پہنچے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو میں بھی آپ کی خدمت میں پہنچا اور بلاط کے ایک کنارے میں نے اونٹ باندھ دیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ یہ آپ کا اونٹ ہے' پھر آپ باہر تشریف لائے اور اونٹ کو گھمانے لگے اور فرمایا کہ اونٹ تو ہمارا ہی ہے۔ اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند اوقیے سونا مجھے دلوایا اور دریافت فرمایا قیمت پوری مل گئی؟ میں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا اب قیمت اور اونٹ (دونوں) تمہارے ہیں۔

حدیث الباب میں جس سفر کا ذکر ہے وہ سفر غزوے کا تھا یا عمرے کا؟

یہاں راوی ابوعقیل کو شک ہے کہ سفر غزوے کا تھا یا عمرے کا؟ البتہ یہی روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب البیوع میں نقل کی ہے اور اس میں ''غزاۃ'' کا لفظ واضح طور پر موجود ہے تو معلوم ہوا کہ یہ سفر غزوے کا تھا۔ البتہ غزوے کی تعیین میں شارحین کرام کا اختلاف ہے۔ ایک تعلیق میں غزوۂ تبوک کی تعیین کی گئی ہے لیکن ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور واقدی رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے کہ یہ غزوہ ذات الرقاع ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کو راجح قرار دیا ہے اور اس پر دلائل پیش کیے ہیں۔

بَاب الرُّكُوبِ عَلَى الدَّابَّةِ الصَّعْبَةِ وَالْفُحُولَةِ مِنَ الْخَيْلِ

سرکش جانور اور گھوڑے کی سواری

وَقَالَ رَاشِدُ بْنُ سَعْدٍ كَانَ السَّلَفُ يَسْتَحِبُّونَ الْفُحُولَةَ لِأَنَّهَا أَجْرَى وَأَجْسَرُ

راشد بن سعد نے بیان کیا کہ سلف (نر) گھوڑے کی سواری پسند کرتے تھے کیونکہ وہ دوڑتا بھی تیز ہے اور جری بھی بہت ہوتا ہے۔

مقصد ترجمۃ الباب

اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ نر گھوڑے اور اڑیل جانور کی سواری افضل ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس ترجمۃ الباب سے سخت سواری پر سواری کے جواز کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔ اگر سوار اس کا اہل ہو ورنہ نہیں۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مجاہد کو ایسے گھوڑے پر سواری کی عادت ڈالنا چاہیے جو سخت ہو اور نر ہو تا کہ اس کے اندر جرأت و بہادری پیدا ہو اور ایسا گھوڑا میدانِ جہاد میں زیادہ مفید اور کارآمد ہوتا ہے۔

وقال راشد بن سعد كان السلف يستحبون الفحولة لانها اجرى واجسر

راشد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ''سلف نر گھوڑوں کو پسند کرتے تھے کیوں کہ وہ زیادہ جرأت اور جسارت والے ہوتے ہیں۔''

← حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَزَعٌ، فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ، يُقَالُ لَهُ مَنْدُوبٌ فَرَكِبَهُ، وَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ فَزَعٍ، وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن محمد نے حدیث بیان کی انہیں عبداللہ نے خبر دی انہیں شعبہ نے خبر دی انہیں قتادہ نے اور انہوں نے انس بن مالکؓ سے سنا کہ مدینہ میں (ایک رات) کچھ خوف اور گھبراہٹ ہوئی (دشمن کے حملہ کے خطرہ کی وجہ سے) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوطلحہؓ کا ایک گھوڑا عاریۃً لیا۔ اس گھوڑے کا نام مندوب تھا۔ آپ اس پر سوار ہوئے اور واپس آکر فرمایا کہ خوف کی تو کوئی بات ہمیں محسوس نہیں ہوئی۔ البتہ یہ گھوڑا (جیسے) دریا ہے۔

بَاب سِهَامِ الْفَرَسِ

گھوڑے کا حصہ

مقصد ترجمۃ الباب:۔اس باب سے مالِ غنیمت میں سے غازی مجاہد کے گھوڑے کا حصہ بیان کرنا مقصود ہے۔

← حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم جَعَلَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِصَاحِبِهِ سَهْمًا وَقَالَ مَالِكٌ يُسْهَمُ لِلْخَيْلِ وَالْبَرَاذِينِ مِنْهَا لِقَوْلِهِ (وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا) وَلَا يُسْهَمُ لِأَكْثَرَ مِنْ فَرَسٍ.

ترجمہ۔ہم سے عبداللہ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی اُن سے ابواسامہ نے حدیث بیان کی اُن سے عبداللہ نے اُن سے نافع نے اور ان سے ابن عمرؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (مال غنیمت سے) گھوڑے کے دو حصے لگائے تھے اور اسکے مالک کا ایک حصہ

مالِ غنیمت میں غازی مجاہد کے گھوڑے کا حصہ کس قدر ہوگا؟

اس میں اختلاف ہے۔

ا۔امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمد رحمہم اللہ اور صاحبین وغیرہ کا مسلک یہ ہے کہ سوار کو تین حصے ملیں گے ایک اس کا اور دو اس کے گھوڑے کے۔ ۲۔امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ سوار کے دو حصے ہوں گے۔ایک اس کا اور ایک اس کے گھوڑے کا۔البتہ پیادے کے حصہ میں کوئی اختلاف نہیں سب آئمہ کے نزدیک اسے ایک حصہ ہی ملے گا۔

دلائل فریق اوّل

• ا۔جن احادیث میں "لِلْفَرَسِ سَهْمَانِ وَلِلْفَارِسِ سَهْمٌ" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں مثلاً ابن عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث الباب ہے جس کے الفاظ میں ذرا تبدیلی ہے لیکن مفہوم ایک ہے۔

نیز یہی روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المغازی میں ذکر کی ہے اور وہاں اس حدیث کے تحت حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تفسیر بھی ہے "فقال اذا کَانَ مع الرجل فَرَسٌ فَلَهُ ثلاثة اسهم فَاِن لَّم یکن فرس فله سهم"

۲۔علامہ طبرانیؒ اور امام دار قطنیؒ نے ایک صحابی سے نقل کیا ہے "شهدت انا و اخی خيبر ومعنا فرسان فاسهم لنا منه ستة اسهم"

دلائل فریق ثانی

ا۔امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے جس میں وہ خیبر کے مال غنیمت کی تقسیم کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "فاعطى الفارس سهمين وللراجل سهمًا"

۲۔مصنف ابن ابی شیبہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "انّ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم جعل للفارس سهمين وللراجل سهمًا"

۳۔ قیاس کا بھی یہی تقاضا ہے کہ فرس کو ایک ہی حصہ دیا جائے کیونکہ بصورت دیگر فرس کی مسلم پر برتری ظاہر ہوتی ہے حالانکہ مسلمان سب سے افضل ہے۔

ایک ضروری وضاحت

غزوۂ خیبر سے پہلے مالِ غنیمت کی تقسیم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صوابدید پر ہوا کرتی تھی۔ غزوۂ خیبر سے مجاہدین کے استحقاق کو مدنظر رکھتے ہوئے تقسیم کا تعین کیا گیا کہ فارس کو اتنے حصے ملیں گے اور راجل کو اتنے۔

فریق اوّل کے دلائل کا جواب

حدیث الباب صحیح اور قوی دلیل ہے لیکن یہ حدیث کئی وجوہ سے فریقِ اوّل کی دلیل نہیں بن سکتی۔

۱۔ اس حدیث میں جو تقسیم غنائم کا بیان ہے اس کے بارے میں یہ معلوم نہیں کہ یہ تقسیم غزوۂ خیبر سے قبل ہوئی تھی یا بعد میں۔ ممکن ہے غزوۂ خیبر سے قبل کا واقعہ ہو کر وہ منسوخ ہو۔

۲۔ عام ضابطہ تو یہی ہے کہ فارس کو بھی فرس کی طرح ایک حصہ ملنا چاہیے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مجاہدین کو بطور نفل استحقاق سے زائد حصہ دینا بھی ثابت ہے جس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔

۳۔ مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بسا اوقات عربی کتابت میں الف کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ "للفرس سهمين" دراصل "للفارس سهمين" تھا الف کو حذف کر دیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں راجل کے مقابلے میں لفظ فرس کو ذکر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ صحیح لفظ دراصل فارس تھا نہ کہ فرس لیکن راوی نے فارس کو فرس ہی سمجھا اور یہی روایت کرنے لگے۔ اس دعویٰ کی تائید مصنف ابن ابی شیبہ کی اس روایت سے ہوتی ہے جس کو پیچھے فریق ثانی کے دلائل میں بیان کیا گیا ہے۔ فریق اوّل کی دوسری دلیل جو طبرانی اور دار قطنی سے لی گئی ہے اس پر کافی کلام کیا گیا ہے اس لیے اس سے استدلال درست نہ ہوگا۔

وقال مالك يسهم للخيل والبرازين منها

برازین برزون کی جمع ہے اور وہ ترکی گھوڑے کو کہا جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک برازین سے وہ گھوڑے مراد ہیں جو روم سے لائے جاتے تھے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اسی تعلیق میں ایک اور لفظ کی زیادتی بھی مروی ہے وہ ہے "الهجين" یہ وہ گھوڑا کہلاتا ہے جس کے والدین میں ایک عربی اور دوسرا غیر عربی ہو۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ہجین اور برزون ایک ہی چیز ہے۔

مذکورہ تعلیق کا مقصد

اس تعلیق سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ برزون گھوڑے میں داخل ہے یا نہیں اور اس کو غنیمت سے حصہ دیا جائے گا یا نہیں اور اگر دیا جائے گا تو کتنا دیا جائے گا؟

باب مَنْ قَادَ دَابَّةَ غَيْرِهِ فِي الْحَرْبِ

لڑائی کے موقعہ پر جس کے ہاتھ میں کسی دوسرے کے گھوڑے کی لگام ہے

مقصد ترجمۃ الباب

اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ دوسرے کے جانور کو یعنی مجاہد و غازی کی سواری کو آگے سے پکڑ کر پیدل چلنا جائز ہے اور کبھی یہ مستحب ہوتا ہے جبکہ یہ تواضع کے لیے ہو۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی الله عنهما أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لَمْ يَفِرَّ، إِنَّ هَوَازِنَ كَانُوا قَوْمًا رُمَاةً، وَإِنَّا لَمَّا لَقِينَاهُمْ حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ فَانْهَزَمُوا، فَأَقْبَلَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى الْغَنَائِمِ وَاسْتَقْبَلُونَا بِالسِّهَامِ، فَأَمَّا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَلَمْ يَفِرَّ، فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَإِنَّهُ لَعَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ آخِذٌ بِلِجَامِهَا، وَالنَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ نے حدیث بیان کی ان سے سہل بن یوسف نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے ان سے ابواسحاق نے کہ ایک شخص نے براء بن عازبؓ سے پوچھا۔ کیا حنین کی لڑائی کے موقعہ پر آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے؟ براءؓ نے فرمایا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرار نہیں ہوئے تھے۔ ہوازن کے لوگ (جن سے اس لڑائی میں سابقہ تھا) بڑے تیرانداز تھے جب ہمارا ان سے سامنا ہوا تو ہم نے حملہ کر کے انہیں شکست دے دی پھر مسلمان غنیمت پر ٹوٹ پڑے اور دشمنوں نے تیروں کی ہم پر بارش شروع کر دی۔ پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے۔ میرا خود مشاہدہ ہے کہ آپ اپنے سفید خچر پر سوار تھے ابوسفیانؓ اس کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے تھے کہ میں نبی ہوں اس میں جھوٹ کا کوئی شائبہ نہیں۔ میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔

حدیث الباب میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی اور چچازاد بھائی تھے۔ ان کا پورا نام "ابوسفیان مغیرہ بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم ہاشمی رضی اللہ عنہ ہے۔" انہوں نے بھی حضرت حلیمہ سعدیہ کا دودھ پیا تھا۔ جب اسلام کا بول بالا ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے لیے مکہ مکرمہ کا رُخ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی۔ ۲۰ ہجری کو مدینہ منورہ میں ان کی وفات ہوئی۔

باب الرِّكَابِ وَالْغَرْزِ لِلدَّابَّةِ

جانور کا رکاب اور غرز

مقصد ترجمۃ الباب:۔ اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ جانور پر سوار ہونے کے لیے رکاب اور غرز کا بنانا جائز ہے۔

رکاب زین کے اس لٹکتے ہوئے حصہ کو کہتے ہیں جس میں سوار اپنا پیر ڈالتا ہے اور غرز کے معنی بھی رکاب کے ہیں اس اعتبار

سے یہ دونوں مترادف ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ان میں فرق ہے کہ رکاب تو لوہے یا لکڑی کا ہوتا ہے اور غرز صرف چمڑے کا ہوتا ہے۔ بعض کے نزدیک غرز اونٹ کے لیے اور رکاب فرس کے لیے ہوتا ہے۔

حَدَّثَنِی عُبَیْدُ بْنُ إِسْمَاعِیلَ عَنْ أَبِی أُسَامَةَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم أَنَّهُ کَانَ إِذَا أَدْخَلَ رِجْلَهُ فِی الْغَرْزِ وَاسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ قَائِمَةً ، أَهَلَّ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِی الْحُلَیْفَةِ

ترجمہ۔ ہم سے عبید بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے ابو اسامہ نے' ان سے عبیداللہ نے' ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمرؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب پائے مبارک غرز (رکاب) میں ڈالا اور ناقہ آپ کو لے کر سیدھی اٹھ گئی تو آپ نے ذوالحلیفہ کے پاس لبیک کہا (احرام باندھا)

باب رُکُوبِ الْفَرَسِ الْعُرْیِ

گھوڑے کی ننگی پشت پر سوار ہونا

مقصد ترجمۃ الباب

اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر گھوڑے پر زین نہ ہو' اس کی پیٹھ ننگی ہو تو اس حالت میں بھی گھوڑے پر سوار ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه اسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم عَلَی فَرَسٍ عُرْیٍ ، مَا عَلَیْهِ سَرْجٌ ، فِی عُنُقِهِ سَیْفٌ

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن عون نے حدیث بیان کی' ان سے حماد نے حدیث بیان کی' ان سے ثابت نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑے کی ننگی پشت پر جس پر زین نہیں تھی' سوار ہو کر صحابہ سے آگے نکل گئے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مبارک میں تلوار لٹک رہی تھی۔

باب الْفَرَسِ الْقَطُوفِ

سست رفتار گھوڑا

مقصد ترجمۃ الباب

"قطوف" کے معنی آہستہ چلنے کے ہیں۔ اس باب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سست گھوڑے سے متعلق معجزہ بیان کرنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پر سوار ہونے کی ایسی برکت ہوئی کہ پھر گھوڑ دوڑ میں اس کا کوئی مقابلہ ہی نہ کر سکتا تھا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَی بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا یَزِیدُ بْنُ زُرَیْعٍ حَدَّثَنَا سَعِیدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی الله عنه أَنَّ أَهْلَ الْمَدِینَةِ فَزِعُوا مَرَّةً ، فَرَکِبَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم فَرَسًا لأَبِی طَلْحَةَ کَانَ یَقْطِفُ أَوْ کَانَ فِیهِ قِطَافٌ فَلَمَّا

رَجْعَ قَالَ وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ هَذَا بَحْرًا فَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ لا يُجَارَى

ترجمہ۔ ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے حدیث بیان کی'ان سے یزید بن زریع نے حدیث بیان کی'ان سے سعید نے حدیث بیان کی'ان سے قتادہ نے اوران سے انسؓ نے کہ ایک مرتبہ (رات میں) اہل مدینہ کوخطرہ ہواتو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوطلحہؓ کے ایک گھوڑے پر سوار ہوئے' گھوڑا سست رفتار تھا (راوی نے کہا کہ) اسکی رفتار میں سستی تھی۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس ہوئے تو فرمایا کہ ہم نے تو تمہارے اس گھوڑے کو دریا پایا (بڑا ہی تیز رفتار تھا) چنانچہ اسکے بعد کوئی گھوڑا اس سے آگے نہیں نکل سکتا تھا۔

باب السَّبْقِ بَيْنَ الْخَيْلِ (گھوڑ دوڑ)

مقصد ترجمۃ الباب

اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ گھوڑ دوڑ کا مقابلہ مستحب ہے تاکہ "وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَااسْتَطَعْتُمْ" پرعمل ہوسکے۔

حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ أَجْرَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَا ضُمِّرَ مِنَ الْخَيْلِ مِنَ الْحَفْيَاءِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ ، وَأَجْرَى مَا لَمْ يُضَمَّرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَكُنْتُ فِيمَنْ أَجْرَى قَالَ عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ قَالَ سُفْيَانُ بَيْنَ الْحَفْيَاءِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ خَمْسَةُ أَمْيَالٍ أَوْ سِتَّةٌ ، وَبَيْنَ ثَنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ مِيلٌ

ترجمہ۔ ہم سے قبیصہ نے حدیث بیان کی'ان سے سفیان نے حدیث بیان کی'ان سے عبیداللہ نے'ان سے نافع نے اوران سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیار کئے ہوئے گھوڑوں کی دوڑ مقام حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک کرائی تھی اور جوگھوڑے تیار نہیں کئے گئے تھے'ان کی دوڑ ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک کرائی تھی۔ ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ گھوڑ دوڑ میں شریک ہونے والوں میں'میں بھی تھا۔ عبداللہ نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے عبیداللہ نے حدیث بیان کی' سفیان نے بیان کیا کہ حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک پانچ یا چھ میل کا فاصلہ ہے اور ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق صرف ایک میل کے فاصلے پر ہے۔

تشریح حدیث

مذکورہ تعلیق میں عبداللہ سے مراد "عبداللہ ابن الولید عدنی" ہیں۔ اس تعلیق سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت میں اپنے شیخ عبیداللہ سے تحدیث کی تصریح کی ہے بخلاف پہلی روایت کے کہ وہ عنعنہ کے ساتھ مروی ہے۔

باب إِضْمَارِ الْخَيْلِ لِلسَّبْقِ (گھوڑ دوڑ کے لئے گھوڑوں کو تیار کرنا)

مقصود ترجمۃ الباب:۔ یہ تخصیص بعد التعمیم ہے کہ اضمار جائز ہے یعنی گھوڑے کو خوب کھلا پلا کر موٹا کر کے اسے خوب دوڑنے کے لیے تیار کرنا۔

اضمار کا مطلب ہے کہ گھوڑے کو تیار کرنا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ گھوڑے کو پہلے خوب کھلا پلا کر موٹا کرتے ہیں اس کے بعد اسے بند کمرے میں رکھ کر اس پر کپڑا ڈال دیا جاتا ہے جس سے اسے خوب پسینہ آتا ہے اور آہستہ آہستہ اس کا پانی اور گھاس کم کر دیا جاتا ہے۔ پسینہ وغیرہ سے اس کے جسم کا فالتو گوشت ختم ہو جاتا ہے اور وہ نہایت چاق و چوبند' مضبوط اور پھرتیلا ہو جاتا ہے۔ اہل عرب کے ہاں اضمار کی مدت چالیس دن ہوتی ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ ، وَكَانَ أَمَدُهَا مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ سَابَقَ بِهَا

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن یونس نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان گھوڑوں کی دوڑ کرائی تھی' جنہیں تیار نہیں کیا گیا تھا اور دوڑ کی حد ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک رکھی تھی۔ اور عبداللہ بن عمرؓ نے بھی دوڑ میں شرکت کی تھی۔ ابو عبداللہ نے کہا کہ امدا (حدیث میں) حد کے معنی میں ہے (قرآن مجید میں ہے) فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ (اور اسی معنی میں ہے)

باب غَايَةِ السَّبْقِ لِلْخَيْلِ الْمُضَمَّرَةِ

تیار کئے ہوئے گھوڑوں کی دوڑ کی حد

مقصد ترجمۃ الباب:۔ اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اضمار والے گھوڑوں کی غایت وانتہا بوقتِ مقابلہ زیادہ ہوگی جب کہ دوسروں کی غایت کم ہوگی اور اس کی وجہ ظاہر ہے کیونکہ مضمرہ زیادہ دیر تک دوڑنے پر قادر ہوتے ہیں بخلاف غیر مضمرہ کے کہ وہ جلد تھک جاتے ہیں اس لیے اگر ان کو ان کی طاقت سے زیادہ دوڑایا گیا تو اس میں ان کو نقصان پہنچنے اور ہلاکت کا قوی اندیشہ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما قَالَ سَابَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي قَدْ أُضْمِرَتْ فَأَرْسَلَهَا مِنَ الْحَفْيَاءِ ، وَكَانَ أَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ فَقُلْتُ لِمُوسَى فَكَمْ كَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَالَ سِتَّةُ أَمْيَالٍ أَوْ سَبْعَةٌ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ ، فَأَرْسَلَهَا مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ ، وَكَانَ أَمَدُهَا مَسْجِدَ بَنِي زُرَيْقٍ ، قُلْتُ فَكَمْ بَيْنَ ذَلِكَ قَالَ مِيلٌ أَوْ نَحْوُهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ مِمَّنْ سَابَقَ فِيهَا

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی' ان سے معاویہ نے حدیث بیان کی' ان سے ابو اسحاق نے' ان سے موسیٰ بن عقبہ نے' ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمرؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان گھوڑوں کی دوڑ کرائی تھی۔ جنہیں تیار کیا گیا تھا دوڑ مقام حفیاء سے شروع کرائی تھی اور ثنیۃ الوداع اس کی حد تھی (ابو اسحاق نے بیان کیا کہ) میں نے ابو موسیٰ سے پوچھا۔ اس کا فاصلہ کتنا تھا' تو انہوں نے بتایا کہ چھ یا سات میل اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان گھوڑوں کی دوڑ بھی کرائی تھی جنہیں تیار نہیں کیا گیا تھا۔ ایسے گھوڑوں کی دوڑ ثنیۃ الوداع سے شروع ہوئی تھی اور حد مسجد بنی زریق تھی۔ میں نے پوچھا اس میں کتنا فاصلہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ تقریباً ایک میل ابن عمرؓ بھی دوڑ میں سبقت کرنے والوں میں تھے۔

باب نَاقَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی

قَالَ ابْنُ عُمَرَ أَرْدَفَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أُسَامَةَ عَلَى الْقَصْوَاءِ وَقَالَ الْمِسْوَرُ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَا خَلَأَتِ الْقَصْوَاءُ

ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ حضور اکرم نے اسامہ کو قصوا (نامی اونٹنی) پر اپنے پیچھے بٹھایا تھا۔ مسور بن مخرمہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ قصوا نے سرکشی نہیں کی ہے۔

مقصد ترجمۃ الباب

اس باب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی قصواء کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں لکھا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ترجمۃ الباب میں مفرد کا صیغہ لاکر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ فرمادیا ہے کہ قصواء اور عضباء ایک ہی اونٹنی کے دونام ہیں۔

تعلیقات ذکر کرنے کا مقصد

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں باب کے تحت دو تعلیقات ذکر کی ہیں۔ ایک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اور دوسری حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کی۔ دونوں سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام قصواء تھا۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رضى الله عنه يَقُولُ كَانَتْ نَاقَةُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يُقَالُ لَهَا الْعَضْبَاءُ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے معاویہ نے حدیث بیان کی ان سے ابواسحاق نے حدیث بیان کی ان سے حمید نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالکؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کا نام عضبا تھا۔

← حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رضى الله عنه قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم نَاقَةٌ تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ لَا تُسْبَقُ قَالَ حُمَيْدٌ أَوْ لَا تَكَادُ تُسْبَقُ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى قَعُودٍ فَسَبَقَهَا ، فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ ، حَتَّى عَرَفَهُ فَقَالَ حَقٌّ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ طَوَّلَهُ مُوسَى عَنْ حَمَّادٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

ترجمہ۔ ہم سے مالک بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے زہیر نے حدیث بیان کی ان سے حمید نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام عضباء تھا کوئی اونٹنی اس سے آگے نہیں بڑھتی تھی (یعنی چلنے میں بہت تیز تھی) حمید نے کہا یا (شک کے ساتھ) کوئی اونٹنی اس سے آگے نہیں بڑھ سکتی تھی پھر ایک اعرابی نوجوان ایک اور قوی اونٹنی پر سوار ہو کر آئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی سے ان کی اونٹنی آگے نکل گئی۔ مسلمانوں پر یہ بڑا شاق گزرا لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی پر حق ہے کہ دنیا میں جو چیز بھی بلند ہوتی ہے وہ گراتا ہے۔

تشریح حدیث

''قعود'' اس جوان اونٹ کو کہتے ہیں جس پر سواری کی جاسکتی ہو۔ اس کی کم از کم مدت دو سال ہے اور جب وہ چھ سال کی عمر کو پہنچ جائے تو وہ جمل کہلاتا ہے اور ''قعود'' مذکر اونٹ ہی کو کہا جاتا ہے اور مؤنث کو ''قلوص'' کہتے ہیں۔

قصواء اور عضباء ایک اونٹنی کے دو نام ہیں یا یہ علیحدہ علیحدہ ہیں؟

علامہ حربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک ہی اونٹنی کے مختلف نام ہیں۔ کہتے ہیں قصواء عضباء اور جدعاء کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کو موسوم کیا جاتا ہے جبکہ بعض دیگر کہتے ہیں کہ یہ الگ الگ اونٹنیوں کے نام ہیں۔ عضباء الگ اونٹنی تھی اور قصواء الگ۔

طوله موسٰی عن حماد عن ثابت عن انسؓ عن النّبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم

مذکورہ تعلیق کے ذکر کرنے کا مقصد

معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اولاً تو ابو اسحاق عن حمید کی روایت پر اعتماد کرتے ہوئے نقل کر دیا کیونکہ اس میں حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماع کی تصریح کی ہے۔ پھر موسیٰ کی تعلیق کو ذکر کرتے ہوئے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہی حدیث ثابت البنانی کے طریق سے مطولاً بھی مروی ہے۔ پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو جب حمید ہی کے طریق سے یہ روایت مطولاً مل گئی تو اسے بھی ذکر کر دیا۔

باب بَغْلَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم الْبَيْضَاءِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفید خچر

قَالَهُ أَنَسٌ وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ أَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بَغْلَةً بَيْضَاءَ

اسکی روایت انسؓ نے کی ہے ابو حمید نے بیان کیا کہ ایلہ کے فرماں روا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک سفید خچر ہدیہ میں بھجوایا تھا۔

ترجمۃ الباب کا مقصد

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید خچر کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔

قاله انسؓ وقال ابو حمید اهدی ملکُ ایلة للنبیّ صلی اللّٰہ علیه وسلّم بلغة بیضاء

مذکورہ عبارت میں ''قاله انسؓ'' سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس مشہور حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو غزوہ حنین سے متعلق ہے۔ اس تعلیق کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی موصولاً نقل کیا ہے۔

اور دوسری تعلیق (وقال ابو حمید ......) کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ امام مسلم اور امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ

نے بھی موصولاً نقل کیا ہے۔ مذکورہ دونوں تعلیقات کا مقصد بالکل واضح ہے کہ باب ہے "بغلة النبی صلی الله علیه وسلّم" اور اسی کا ذکر ان دونوں تعلیقات میں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین میں بغلہ بیضاء پر سوار تھے یا شہباء پر؟

بخاری شریف کی روایات میں "بغلة بیضاء" کا ذکر ہے اور مسلم شریف کی اکثر روایات میں بھی "بغلة بیضاء" کا ذکر ہے البتہ ایک روایت جو حضرت سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے۔ اس میں "البغلة الشهباء" مروی ہے۔

اسی طرح طبقات ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ میں ایک جگہ ہے "و رکب بغلة البیضاء دُلدل" یعنی نبی علیہ السلام اپنے سفید خچر دلدل پر سوار تھے جبکہ اسی باب میں کچھ صفحات کے بعد لکھا ہے "وهو علی بغلة له شهباء"

اس کا ایک جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اس سے مراد ایک خچر ہوسکتا ہے کیونکہ لغت کے اعتبار سے بیضاء اور شہباء میں کوئی خاص فرق نہیں اس لیے کہ بیاض سفیدی کو کہتے ہیں اور شہب کے معنی بھی یہ ہیں کہ بیاض کے ساتھ تھوڑی سی سیاہی بھی ہو۔ امام محمد رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "الشهبة فی الالوان: البیاض الغالب علی السواد" اس لیے ممکن ہے کہ اکثر رواۃ نے غالب اکثریت کا اعتبار کر کے بیضاء کہہ دیا ہو اور حضرت سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے خچر کی ہلکی سی سیاہی کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے شہباء سے تعبیر کر دیا ہو۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے جو جواب دیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ یہاں دو خچر مراد لیے جائیں ایک بیضاء دوسرا شہباء یعنی آپ علیہ السلام غزوۂ حنین میں دو خچروں پر باری باری سوار ہوئے۔ بہرحال یہاں علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب راجح معلوم ہوتا ہے۔

← حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن علی نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے ابواسحاق نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے عمرو بن حارث سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (وفات کے بعد) سوا اپنے سفید خچر اپنے ہتھیار اور اس زمین کے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ کر دی تھی اور کوئی چیز نہیں چھوڑی تھی۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رضی الله عنه قَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا عُمَارَةَ وَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا، وَاللَّهِ مَا وَلَّى النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم وَلَكِنْ وَلَّى سَرَعَانُ النَّاسِ، فَلَقِيَهُمْ هَوَازِنُ بِالنَّبْلِ وَالنَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ، وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ آخِذٌ بِلِجَامِهَا، وَالنَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم يَقُولُ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن مثنیٰ نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے بیان کیا کہ مجھ سے اسحاق نے حدیث بیان کی براء کے واسطے سے کہ ان سے ایک شخص نے پوچھا اے ابوعمارہ! کیا آپ لوگوں نے (مسلمانوں کے لشکر نے) حنین کی لڑائی میں پشت پھیری تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں خدا گواہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو (اسلامی لشکر کی قیادت فرما رہے تھے) پشت نہیں پھیری تھی۔ البتہ جلد باز لوگ (میدان سے) بھاگ پڑے تھے قبیلہ

ہوازن نے ان پر تیر برسانے شروع کر دیئے تھے (اور اس کی تاب نہ لا کر بعض لوگ میدان سے بھاگ گئے تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سفید خچر پر سوار (اپنی جگہ پر کھڑے تھے) اور ابوسفیان بن حارث اس کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمار ہے تھے کہ میں نبی ہوں اس میں جھوٹ کا کوئی شائبہ نہیں میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔

بابُ جِهَادِ النِّسَاءِ (عورتوں کا جہاد)

مقصد ترجمۃ الباب

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمۃ الباب کے دو مقصد بیان کیے ہیں۔

ا۔ اس ترجمۃ میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عورتوں کے جہاد کی نوعیت بتائی ہے کہ ان کا جہاد حج کرنا ہے۔

۲۔ یہ بتلانا مقصود ہے کہ عورتوں کا جہاد میں شریک ہونا جائز ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رضى الله عنها قَالَتِ اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِي الْجِهَادِ فَقَالَ جِهَادُكُنَّ الْحَجُّ وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بِهَذَا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن کثیر نے حدیث بیان کی انہیں سفیان نے خبر دی انہیں معاویہ بن اسحاق نے انہیں عائشہ بنت طلحہ نے اور ان سے ام المومنین عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جہاد کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ تمہارا جہاد حج ہے۔ اور عبداللہ بن ولید نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے حدیث بیان کی اور ان سے معاویہ ؓ نے یہی حدیث بیان کی۔

حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بِهَذَا وَعَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم سَأَلَهُ نِسَاؤُهُ عَنِ الْجِهَادِ فَقَالَ نِعْمَ الْجِهَادُ الْحَجُّ

ترجمہ۔ ہم سے قبیصہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی اور ان سے معاویہ نے یہی حدیث بیان کی اور حبیب بن عمرہ کی روایت جو عائشہ بنت طلحہ سے ام المومنین عائشہ ؓ کے واسطے سے ہے (اس میں ہے کہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی ازواج مطہرات نے جہاد کی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا کہ حج کتنا عمدہ جہاد ہے۔

عورتوں کے لیے حج ' جہاد سے افضل کیوں ہے؟

چونکہ عورتیں اہل قتال میں سے نہیں ہیں اور نہ ہی ان کو جہاد پر قدرت حاصل ہے۔ نیز عورت کے لیے افضل یہ ہے کہ وہ عبادات میں ستر میں رہے مردوں کے ساتھ اختلاط و اجتماع سے حتی المقدور اجتناب کرے۔ جہاد میں چونکہ عورتوں سے مکمل پردے اور ستر کا اہتمام نہیں ہوسکتا اور نہ ہی عورتوں کا مردوں سے اختلاط سے بچنا ممکن ہے اس لیے ان کے حق میں حج ' جہاد سے افضل ہے۔

باب غَزْوِ الْمَرْأَةِ فِي الْبَحْرِ

بحری غزوے میں عورتوں کی شرکت

مقصود ترجمۃ الباب:۔ اس ترجمہ سے اُس اختلاف کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے جو جمہور اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان ہے۔ چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ عورتوں کے سمندری غزوے میں شرکت کو ناپسند اور ناجائز قرار دیتے تھے جبکہ جمہور کے نزدیک عورتیں جس طرح زمینی جنگ میں حصہ لے سکتی ہیں اسی طرح سمندری جنگ میں بھی ان کا شریک ہونا جائز ہے۔

➡ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رضي الله عنه يَقُولُ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى ابْنَةِ مِلْحَانَ فَاتَّكَأَ عِنْدَهَا، ثُمَّ ضَحِكَ فَقَالَتْ لِمَ تَضْحَكُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، مَثَلُهُمْ مَثَلُ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ فَضَحِكَ، فَقَالَتْ لَهُ مِثْلَ أَوْ مِمَّ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهَا مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقَالَتِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ، وَلَسْتِ مِنَ الْآخِرِينَ قَالَ قَالَ أَنَسٌ فَتَزَوَّجَتْ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ، فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ مَعَ بِنْتِ قَرَظَةَ، فَلَمَّا قَفَلَتْ رَكِبَتْ دَابَّتَهَا فَوَقَصَتْ بِهَا، فَسَقَطَتْ عَنْهَا فَمَاتَتْ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی' ان سے معاویہ بن عمر نے حدیث بیان کی' ان سے ابواسحاق نے حدیث بیان کی' ان سے عبداللہ بن عبدالرحمن انصاری نے بیان کیا کہ میں نے انس ؓ سے سنا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام حرام بنت ملحان ؓ کے یہاں (جو آپ کی عزیزہ تھیں' تشریف لے گئے اور ان کے یہاں لیٹ گئے' پھر آپ اٹھے تو مسکرا رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا یارسول اللہ! آپ کیوں ہنس رہے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ میری امت کے کچھ لوگ اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے بحر اخضر پر سوار ہوں گے۔ ان کی مثال (دنیا اور آخرت میں) تخت پر بیٹھے ہوئے بادشاہوں کی سی ہے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالی سے دعا کر دیجئے کہ اللہ مجھے بھی ان سے کر دے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ انہیں بھی ان لوگوں میں کر دے۔ پھر دوبارہ آپ لیٹے اور (اٹھے تو) مسکرا رہے تھے' انہوں نے اس مرتبہ بھی آپ سے وہی سوال کیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی سابقہ وجہ بتائی انہوں نے پھر عرض کیا آپ دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالی مجھے بھی ان میں سے کر دے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم سب سے پہلے لشکر میں شریک ہوگی۔ بحری غزوے کے) اور یہ کہ بعد والوں میں تمہاری شرکت نہیں ہے' انس ؓ نے بیان کیا کہ آپ عبادہ بن صامت ؓ کے نکاح میں تھیں اور بنت قرظ (معاویہ ؓ کی بیوی) کے ساتھ انہوں نے دریا کا سفر کیا۔ پھر جب واپس ہوئیں اور اپنی سواری پر چڑھیں تو اس نے انہیں زمین پر گرا دیا۔ آپ سواری سے گر گئیں۔ اور (اسی میں) آپ کی وفات ہوئی۔

تشریح حدیث

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں سب سے پہلا سمندری بیڑا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین کی اجازت سے تیار کیا اور قبرص پر چڑھائی کی۔ یہ مسلمانوں کی سب سے پہلی بحری جنگ تھی جس میں ام حرام ؓ شریک ہوئیں اور

شہادت بھی پائی۔ معاویہؓ کی بیوی کا نام فاختہ تھا اور وہ بھی آپ کے ساتھ اس غزوے میں شریک تھیں۔

باب حَمْلِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ فِي الْغَزْوِ دُونَ بَعْضِ نِسَائِهِ

غزوہ میں کوئی اپنے ساتھ اپنی کسی بیوی کو لے جاتا ہے اور کسی کو نہیں لے جاتا

ترجمۃ الباب کا مقصد:۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں یہ بتلا رہے ہیں کہ اگر آدمی اپنی بیویوں میں سے بعض کو اپنے ساتھ جہاد وغیرہ میں لے جائے اور بقیہ کو نہ لے جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

← حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ، كُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَأَيَّتُهُنَّ يَخْرُجُ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا، فَخَرَجَ فِيهَا سَهْمِي، فَخَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ

ترجمہ۔ ہم سے حجاج بن منہال نے حدیث بیان کی ان سے عبداللہ بن عمر نمیری نے حدیث بیان کی ان سے یونس نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے زہری سے سنا کہا کہ میں نے عروہ بن زبیر سعید بن مسیب علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبداللہ سے عائشہؓ کی حدیث سنی یہ تمام حضرات ان کی حدیث کا کوئی ایک حصہ بیان کرتے تھے۔ عائشہؓ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے جانا چاہتے (جہاد کے لئے) تو اپنی ازواج میں قرعہ اندازی ڈالتے تھے اور جس کا نام نکل آتا تھا انہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ لے جاتے تھے ایک غزوہ کے موقع پر آپ نے ہمارے درمیان قرعہ اندازی کی تو اس مرتبہ میرا نام آیا اور میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گئی یہ پردہ نازل ہونے کے بعد کا واقعہ ہے۔

باب غَزْوِ النِّسَاءِ وَقِتَالِهِنَّ مَعَ الرِّجَالِ

عورتوں کا غزوہ اور مردوں کے ساتھ قتال میں شرکت

مقصد ترجمۃ الباب

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بات کا احتمال ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد ترجمۃ الباب سے یہ بیان کرنا ہو کہ عورتیں اگر چہ غزوے میں شریک ہو سکتی ہیں لیکن وہ قتال نہیں کریں گی بلکہ زخمیوں کی مرہم پٹی اور اسی طرح کی خدمت پر اکتفاء کریں گی۔

← حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ رضى الله عنه قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا، تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ وَقَالَ غَيْرُهُ تَنْقُلَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا، ثُمَّ تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا، ثُمَّ تَجِيئَانِ فَتُفْرِغَانِهَا فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ

ترجمہ۔ ہم سے ابو معمر نے حدیث بیان کی ان سے عبدالوارث نے حدیث بیان کی ان سے عبدالعزیز نے حدیث بیان کی اور ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی کے موقعہ پر مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے منتشر ہو گئے تھے۔

انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عائشہ بنت ابی بکر اور ام سلیم (انسؓ کی والدہؓ) کو دیکھا کہ یہ اپنا ازار سمیٹے ہوئے تھیں جس کی وجہ سے ان کی پنڈلی بھی نظر آ رہی تھی (جیسا کہ کسی کام کو مستعدی کیساتھ کرنے کے لئے کیا جاتا ہے) اور (تیز چلنے کیوجہ سے) مشکیزے چھلکاتی ہوئی لئے جا رہی تھی۔ ابو معمر کے علاوہ (جعفر بن مہران) نے بیان کیا کہ مشکیزے کو اپنی پشت پر ادھر سے ادھر لئے پھرتی تھیں اور قوم کو اس سے پانی پلاتی تھیں پھر واپس آتی تھیں اور مشکیزوں کو بھر کرلے جاتی تھیں اور قوم کو پلاتی تھیں۔

تشریح حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور اُم سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ اپنے پائنچے اُٹھائے ہوئے تھیں (حضرت اُم سلیمؓ مشہور انصاری صحابیہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں۔) "مشمرتان" باب تفعیل سے تثنیہ مؤنث اسم فاعل ہے۔ کہا جاتا ہے "شمر الثوب عن ساقیه" یعنی اس نے کپڑے کو پنڈلیوں سے اوپر اُٹھایا۔

اری خَدَمَ سُوقهما

میں ان کی پنڈلیوں کی پازیب کو دیکھ رہا تھا۔ "خَدَم، خَلَدَمَة" کی جمع ہے اس کے معنی پازیب کے ہیں اور سوق جمع ہے ساق کی جس کے معنی پنڈلی کے ہیں۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے نامحرم تھیں تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کی پنڈلیوں کی طرف دیکھنا کیسے جائز ہوگیا؟ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے دو جواب دیئے ہیں:

ا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ غزوۂ احد کا قصہ بیان فرما رہے ہیں۔ اس وقت تک اجنبیات کی طرف دیکھنے کی نہی اور ممانعت نازل نہیں ہوئی تھی۔ ۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا دیکھنا اچانک اور غیر اختیاری تھا۔

تَنقُزَان القرب

وہ مشکیزوں کو چھلکاتی ہوئی لے جاتی تھیں۔ مطلب یہ کہ مشکیزے پانی سے اس قدر بھرے ہوئے تھے کہ ان کا پانی چھلکتا تھا۔ "تنقزان" تثنیہ مؤنثہ غائبہ کا صیغہ ہے۔ یہ تاء کے فتحہ کے ساتھ ہو تو اس کا باب "نصر" ہوگا۔ اس کے معنی کودنے اور اُچھلنے کے ہوں گے۔ اگر یہ تاء کے ضمہ کے ساتھ ہو تو اس کا باب "افعال" ہوگا۔ اس صورت میں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ شدت سیر کی وجہ سے مشکیزوں کو ہلاتی تھیں۔ "اَلْقِرَب" کو مفعول کی وجہ سے منصوب پڑھا جاتا ہے۔ البتہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض شیوخ "اَلْقِرَبُ" کو مرفوع پڑھا کرتے تھے۔ بایں طور کہ "القرب علی متونها" جملہ حالیہ اسمیہ بلا واؤ ہو۔

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا خیال یہ ہے کہ درست لفظ "تزفران" ہے اور "زَفَر" کہتے ہیں بھاری مشکیزوں کے اُٹھانے کو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگلے باب کی روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "تزفر" کا لفظ نقل کیا ہے۔

وقال غیرہ: تنقلان القرب علٰی متونها

غیرہؒ کی ضمیر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ابو معمر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف راجع ہے۔ یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کسی اور استاذ (جعفر بن مہران) نے مذکورہ عبارت نقل کی ہے کہ وہ دونوں اپنی پیٹھ پر مشکیزے رکھ کر منتقل کرتی تھیں۔

مذکورہ تعلیق کا مطلب و مقصد

یہ بتانے کے لیے مذکورہ تعلیق لائے ہیں کہ عبدالوارث سے حدیث باب کو روایت کرنے والے سبھی حضرات نے "تنقزان" نقل کیا ہے۔ البتہ جعفر بن مہران نے اپنی روایت میں "تنقلان" نقل کیا ہے۔ لہٰذا "تنقزان" کی صورت میں جو اشکالات پیش آسکتے تھے وہ اب "تنقلان" کی صورت میں پیش نہیں آئیں گے۔

حدیث الباب کی ترجمۃ الباب سے مناسبت

بعض نے کہا ہے کہ حدیث الباب کی ترجمۃ الباب سے مناسبت نہیں ہے کیونکہ ترجمۃ الباب ہے "غزو النساء وقتالهن مع الرجال" جبکہ حدیث پاک میں سرے سے غزوے یا قتال کا ذکر ہی نہیں ہے۔ لہٰذا "مابین الترجمة والحدیث" مناسبت نہیں ہے۔ اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے دو مناسبتیں ذکر کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ کہا جائے گا کہ عورتوں کا وہی غزوہ اور جہاد تھا جو وہ مجاہدین اور غازیوں کی اعانت اور مدد کرتی تھیں۔ اس جواب کی تائید مختلف احادیث سے ہوتی ہے۔

۲۔ یا یہ کہا جائے گا کہ یہ صحابیات رضی اللہ عنہن جب زخمیوں کی دیکھ بھال کا فریضہ انجام دیتی تھیں اور انہیں پانی وغیرہ پلاتیں تو بعض اوقات ان امور کی ادائیگی کے دوران اپنی حفاظت اور بچاؤ کی بھی ضرورت پڑ جاتی تھی تو اسی لیے ان کی طرف بھی قتال کی نسبت کر دی گئی۔ اس احتمال کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے جو حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا سے متعلق صحیح مسلم میں موجود ہے۔

بَاب حَمْلِ النِّسَاءِ الْقِرَبَ إِلَى النَّاسِ فِي الْغَزْوِ

غزوہ میں عورتوں کا مردوں کے پاس مشکیزہ اٹھا کے لے جانا

ترجمۃ الباب کا مقصد

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد اس ترجمۃ الباب سے اس امر کا جواز بتلانا ہے کہ عورتیں غزوے میں لوگوں کو پانی پلا سکتی ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

رضی الله عنه قَسَمَ مُرُوطًا بَيْنَ نِسَاءٍ مِنْ نِسَاءِ الْمَدِينَةِ ، فَبَقِيَ مِرْطٌ جَيِّدٌ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَعْطِ هٰذَا ابْنَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم الَّتِي عِنْدَكَ يُرِيدُونَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عَلِيٍّ فَقَالَ عُمَرُ أُمُّ سَلِيطٍ أَحَقُّ وَأُمُّ سَلِيطٍ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ ، مِمَّنْ بَايَعَ رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ عُمَرُ فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ تَزْفِرُ تَخِيطُ.

ترجمہ۔ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی انہیں عبداللہ نے خبر دی انہیں یونس نے خبر دی انہیں ابن شہاب نے ان سے ثعلبہ بن ابی مالک نے کہا کہ عمر بن خطابؓ نے مدینہ کی خواتین میں کچھ چادریں تقسیم کیں ایک نئی چادر بچ گئی تو بعض حضرات نے جو آپ کے پاس ہی تھے کہا یا امیر المومنین! یہ چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نواسی کو دے دیجئے جو آپ کے گھر میں ہیں ان کی مراد (آپ کی بیوی) ام کلثوم بنت علیؓ سے تھی۔ لیکن عمرؓ نے جواب دیا کہ ام سلیطؓ اس کی زیادہ مستحق ہیں۔ یہ ام سلیطؓ ان انصاری خواتین میں سے تھیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ عمرؓ نے فرمایا کہ آپ احد کی لڑائی کے موقعہ پر ہمارے لئے مشکیزے (پانی کے) اٹھا کر لاتی تھیں۔ ابوعبداللہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا کہ (حدیث میں) تزفر سینے کے معنی میں ہے۔

تشریح حدیث

حضرت ثعلبہ صحابی ہیں یا نہیں؟

مذکورہ حدیث الباب کی سند میں ایک راوی ہیں حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ ان کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا وہ صحابی ہیں یا نہیں؟

ابن سعدؒ امام ابوحاتمؒ، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بعض حضرات نے انہیں تابعی قرار دیا ہے جبکہ امام یحییٰ بن معین، حافظ جمال الدین مزی، امام بخاری، ابن عبدالبر، ذہبی رحمہم اللہ اور بعض دیگر حضرات نے انہیں صحابی کہا ہے اور راجح بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔

مختصر حالات حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں اور حضرات حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سگی بہن ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی ہیں۔ اس لیے حدیث میں ان کو "بنت رسول اللہ" کہا گیا ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں پیدا ہوئیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کا رشتہ اپنے لیے طلب کیا۔ اس وقت یہ کم سن تھیں، ان کا نکاح، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ۱۷ھ میں ہوا اور ان کے بطن سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی رقیہ اور ایک صاحبزادے زید پیدا ہوئے۔

مختصر حالات اُم سُلیط رضؓ

ان کا پورا نام "اُم قیس بن عبید بن زیاد بن ثعلبہ النجاریہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا ہے۔" انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ ان کا پہلا نکاح ابوسلیط بن ابی حارثہ بن قیس نجاری سے ہوا۔ ابوسلیط سے ان کا بیٹا سلیط اور ایک بیٹی فاطمہ پیدا ہوئی۔

اُم سلیط رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ احد، خیبر اور حنین میں ہمراہی کا شرف حاصل ہے۔

قال ابو عبداللہ تزفر: تخیط

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "تزفر" کے معنی ہیں وہ سیتی تھی۔ اس معنی پر شارحین بخاری نے اعتراض کیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ معنی لغت میں غیر معروف ہے۔ زفر در حقیقت اُٹھانے کے معنی میں ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "غیر معروف فی اللغة" جبکہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تفسیری جملے کو امام بخاریؒ کے اوہام سے قرار دیا ہے۔

پھر حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی اس کی توجیہ ذکر کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا تفسیر کی وجہ یہ ہو کہ "تزفر" کے معنی ان کے نزدیک یہ ہوں کہ حضرت اُم سلیط رضی اللہ عنہا ان مشکیزوں کو اس حال میں کہ وہ خالی اور پھٹے ہوئے ہوں' سینے کے لیے اُٹھاتی تھیں' ان کا یہ اُٹھانا مشکیزوں سے پانی پلانے کے لیے نہ ہو۔ اس صورت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ بالا تفسیری جملہ درست ہوگا۔ بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے غالباً یہاں ابو صالح کاتب اللیث کی اتباع کی ہے۔ چنانچہ ابو صالح سے "تزفر" کے معنی "تخرز" مروی ہے اور خرز کے معنی سینے کے ہیں۔

بَاب مُدَاوَاةِ النِّسَاءِ الْجَرْحَى فِي الْغَزْوِ

عورتوں کا لڑائی میں زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم نَسْقِي، وَنُدَاوِي الْجَرْحَى، وَنَرُدُّ الْقَتْلَى إِلَى الْمَدِينَةِ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' ان سے بشر بن فضل نے حدیث بیان کی' ان سے خالد بن ذکوان نے حدیث بیان کی' ان سے ربیع بنت معوذؓ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ (غزوہ میں) شریک ہوئے تھے (مسلمان) زخمیوں کو پانی پلاتے تھے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتے تھے اور جو لوگ شہید ہو جاتے ان کو مدینہ اٹھا کر لاتے تھے

بَاب رَدِّ النِّسَاءِ الْجَرْحَى وَالْقَتْلَى

زخمیوں اور شہیدوں کو عورتیں منتقل کرتی ہیں

مقصد ترجمۃ الباب:۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب کے تحت میدانِ جنگ میں عورتوں سے متعلق ایک اور خدمت یعنی میدانِ جنگ سے زخمیوں اور شہداء کو منتقل کرنے کو بیان فرما رہے ہیں۔

اعتراض اور اس کا جواب

گزشتہ باب کی حدیث الباب میں حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی غزوے میں شریک تھے زخمیوں کو پانی پلاتے' ان کی مرہم پٹی کرتے اور جو شہید ہو جاتے ان کو اُٹھا کر مدینہ منورہ لاتے تھے اور تقریباً

یہی مضمون حدیث الباب کا ہے تو اشکال ہوتا ہے کہ یہ کیونکر جائز ہو گیا کہ عورتیں نامحرموں کو پانی پلائیں' ان کی خدمت کریں یا ان کی مرہم پٹی کریں؟ کیونکہ اس میں تو اجنبی مردوں اور عورتوں کا اختلاط لازم آتا ہے؟ شراح کرام نے دو جوابات دیئے ہیں:

ا۔ ہوسکتا ہے کہ نزول حجاب سے پہلے کا واقعہ ہو۔ لہٰذا کوئی حرج نہیں۔

۲۔ بوقت ضرورت وحاجت اجنبی مرد وعورت ایک دوسرے کو پانی پلا سکتے ہیں۔ ایک دوسرے کا علاج معالجہ کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ دورانِ علاج ومرہم پٹی متاثرہ حصے سے نظر یا لمس وغیرہ میں تجاوز نہ کیا جائے۔

ایک اور اعتراض اور اس کا جواب

ترمذی شریف کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء کو مدینہ منورہ منتقل کرنے سے منع فرمایا تھا اور انہیں ان کی جائے شہادت کی طرف لوٹانے کا حکم دیا تھا جبکہ حدیث الباب میں شہداء کو مدینہ منورہ منتقل کرنے کا ذکر ہے؟ یہ تو تعارض ہوا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بہتر یہی ہے کہ رد القتلی سے ان کو معرکے سے ان کی قبروں کی طرف منتقل کرنا مراد لیا جائے۔

اور رہے "الی المدینہ" کے الفاظ تو علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول یہ الفاظ ابوذر کے نسخے میں نہیں ہیں اور اس کا یہ جواب بھی دیا جاسکتا ہے کہ "الی المدینہ" کے الفاظ کا تعلق جرحی سے ہے نہ کہ قتلی سے۔

تو اس توجیہ کی صورت میں معنی بالکل درست ہو جائیں گے یعنی عورتیں زخمیوں کو مدینہ منورہ منتقل کر رہی تھیں نہ کہ شہداء کو۔

ایک جواب یہ بھی دیا جاتا ہے کہ حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کی حدیث مذکور فی الباب کا تعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت سے پہلے ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے سے قبل یہ عورتیں شہداء کو مدینہ منورہ منتقل کر رہی تھیں لیکن بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ شہداء کو ان کی جائے شہادت میں ہی دفن کیا جائے تو اس طرح روایات میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَنَسْقِي الْقَوْمَ وَنَخْدُمُهُمْ، وَنَرُدُّ الْجَرْحَى وَالْقَتْلَى إِلَى الْمَدِينَةِ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے بشر بن مفضل نے حدیث بیان کی' ان سے خالد بن ذکوان نے حدیث بیان کی اور ان سے ربیع بنت معوذؓ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوے میں شریک ہوتے تھے' مسلمانوں کو پانی پلاتے' انکی خدمت کرتے اور زخمیوں اور شہیدوں کو مدینہ منتقل کرتے تھے۔

باب نَزْعِ السَّهْمِ مِنَ الْبَدَنِ (جسم سے تیر کھینچ کر نکالنا)

مقصود ترجمہ

علامہ ابن المنیر اسکندرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک توہم کا ازالہ کرنے کے لیے یہ باب قائم کیا ہے۔ چنانچہ کسی کو یہ وہم ہوسکتا تھا کہ شہید کو اگر تیر لگا ہے تو اسے شہید کے جسم سے نکالا نہیں جائے گا تیر کو اسی حالت

میں رہنے دیا جائے گا۔ تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ باب قائم کر کے اس وہم کا ازالہ فرمایا کہ ایسا نہیں ہے۔ حکم یہ ہے کہ بوقت تدفین شہید کی زرہ اُتارلیں اور ہتھیار جو اس کے بدن پر ہیں ان کو علیحدہ کریں۔ لہٰذا تیر کو بھی نکالا جائے گا۔

جبکہ علامہ مہلب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں بدن انسانی سے تیر نکالنے کا جواز بیان فرما رہے ہیں۔ اگرچہ اس کے نکالنے سے موت کا اندیشہ ہو۔ یہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف نہیں ہے جب کہ اس سے صحت کی بھی اُمید ہو۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ مہلبؒ کے قول کو ترجیح دی ہے۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه قَالَ رُمِيَ أَبُو عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ قَالَ انْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهُ ، فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ ، فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَأَخْبَرْتُهُ ، فَقَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن علاء نے حدیث بیان کی' ان سے ابواسامہ نے حدیث بیان کی' ان سے یزید بن عبداللہ نے اور ان سے ابوموسیٰ اشعریؓ نے کہ ابوعامر کے گھٹنے میں تیر لگا تو میں ان کے پاس پہنچا انہوں نے فرمایا کہ اس تیر کو کھینچ کر نکال لو۔ میں نے کھینچ لیا تو اس میں سے خون بہنے لگا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واقعہ کی اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کیلئے دعا فرمائی اے اللہ! عبید ابوعامر کی مغفرت فرمایئے۔

بَابُ الْحِرَاسَةِ فِي الْغَزْوِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

اللہ کے راستے میں غزوہ میں پہرہ دینا

ترجمۃ الباب کا مقصد

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب میں لشکر اسلام کی حفاظت اور اللہ کے راستہ میں چوکیداری کی فضیلت بیان کرنا چاہتے ہیں یا یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو غافل نہیں رہنا چاہیے اور اپنی حفاظت کا بہرحال انتظام کرنا چاہیے۔

← حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رضي الله عنها تَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم سَهِرَ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ قَالَ لَيْتَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِي صَالِحًا يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقَالَ أَنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ جِئْتُ لِأَحْرُسَكَ وَنَامَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم

ترجمہ۔ ہم سے اسماعیل بن خلیل نے حدیث بیان کی' انہیں علی بن مسہر نے خبر دی' انہیں یحییٰ بن سعید نے خبر دی' انہیں عبداللہ بن ربیعہ بن عامر نے خبر دی' کہا کہ میں نے عائشہ سے سنا۔ آپ بیان کرتی تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک رات) بیداری میں گزاری' مدینہ پہنچنے کے بعد آپ نے فرمایا' کاش میرے اصحاب میں سے کوئی صالح ایسا آتا جو رات میں ہمارا پہرہ دیتا (ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں) کہ ہم نے ہتھیار کی جھنکار سنی' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ یہ کون صاحب ہیں؟ (آنے والے نے کہا) میں ہوں سعد بن ابی وقاص آپ کا پہرہ دینے کے لئے حاضر ہوتا ہوں' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوئے۔

تشریح حدیث

مذکورہ روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات بے داری میں گزاری' اس میں بے داری کے زمانے کو نہیں بیان کیا گیا لیکن مذکورہ حدیث کے مفہوم سے معلوم ہوتا ہے کہ بیداری تو مدینہ سے کہیں باہر رہی تھی اور پھر مدینہ پہنچ کر آپ نے فرمایا "لیت رجلاً من اصحابی صالحًا" جبکہ یہی روایت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ایک اور طریق سے تخریج کی ہے جس میں ہے کہ بیداری کا واقعہ بھی مدینہ کا ہی ہے اس لیے محدثین کرام نے لکھا ہے کہ مسلم کی روایت' بخاری کی روایت کے مقابلے میں راجح ہوگی کیونکہ مسلم کی روایت صریح ہے اور صریح کو غیر صریح پر راجح ہوتا ہے۔

باقی حدیث باب میں قدوم مدینہ سے نبی پاک کی ہجرت والی پہلی تشریف آوری مراد نہیں ہے بلکہ کسی سفر وغیرہ سے تشریف آوری مراد ہے۔ نیز مذکورہ حدیث میں جو واقعہ ہے وہ "وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ" کے نزول سے پہلے کا ہے کیونکہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو اپنی حفاظت ترک کر دی تھی۔

اعتراض اور اس کا جواب

مذکورہ حدیث پاک میں "الغزو فی سبیل الله" کا تو ذکر ہی نہیں۔ حدیث میں تو حضر کا واقعہ ہے نہ کہ غزوے کا لہٰذا حدیث ترجمۃ الباب سے مطابقت نہیں رکھتی تو اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سفر ہو یا حضر' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اللہ کے راستے میں ہوتے تھے۔ لہٰذا یہ اعتراض بے جا ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيفَةِ وَالْخَمِيصَةِ ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ ، وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ ، تَعِسَ وَانْتَكَسَ ، وَإِذَا شِيكَ فَلَا انْتَقَشَ ، طُوبَى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ، أَشْعَثَ رَأْسُهُ مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ ، إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ ، وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ ، إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ ، وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَمْ يَرْفَعْهُ إِسْرَائِيلُ وَمُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ وَقَالَ تَعْسًا كَأَنَّهُ يَقُولُ فَأَتْعَسَهُمُ اللَّهُ طُوبَى فُعْلَى مِنْ كُلِّ شَيْءٍ طَيِّبٍ ، وَهِيَ يَاءٌ حُوِّلَتْ إِلَى الْوَاوِ وَهِيَ مِنْ يَطِيبُ

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ بن یوسف نے حدیث بیان کی' انہیں ابوبکر نے خبر دی' انہیں ابوحصین نے' انہیں ابوصالح نے اور انہیں ابوہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' دینار کا غلام' درہم کا غلام' قطیفہ (جھوردار چادر) کا غلام' خمیصہ (سیاہ زمین کا نقشین کپڑا) کا غلام ہلاک ہوا کہ اگر اسے کچھ دے دیا جاتا ہے تو خوش ہو جاتا ہے اور اگر نہیں دیا جاتا تو ناراض ہو جاتا ہے' ایسا شخص ہلاک اور برباد ہوا اور اسے جو کانٹا چبھ گیا وہ نہیں نکلا' ایسے بندے کیلئے بشارت ہو جو اللہ کے راستے میں (غزوہ کے موقعہ پر) اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے (لڑائی اور سخت جدوجہد کی وجہ سے) اسکے سر کے بال پراگندہ ہیں اور اس کے قدم گردوغبار سے اٹے ہوئے ہیں۔ اگر اسے (مقدمۃ الجیش کے طور پر) پاسبانی اور پہرے پر لگا دیا جائے تو وہ اپنے اس کام میں بھی پوری تندہی سے لگا رہے اور اگر لشکر کے پیچھے (دیکھ بھال کیلئے) لگا دیا جائے تو اس میں بھی پوری تندہی اور فرض شناسی

سے لگا رہے (ویسے خواہ عام دنیاوی زندگی میں اس کی کوئی اہمیت بھی نہ ہو کہ) اگر وہ کسی سے (ملاقات وغیرہ کی) اجازت چاہے تو اسے اجازت بھی نہ ملے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش بھی قبول نہ کی جائے' ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا کہ اسرائیل اور محمد بن حجادہ نے ابو حصین کے واسطے سے یہ روایت مرفوعاً نہیں بیان کی ہے اور کہا کہ (قرآن مجید میں) تعساً گویا یوں کہنا چاہیئے کہ فاتعس ہم اللہ (اللہ انہیں ہلاک کرے) طوبیٰ فعل کے وزن پر ہے' ہر اچھی اور طیب چیز کے لئے واؤ اصل میں یا تھا طیبیٰ' پھر یا کو واؤ سے بدل دیا گیا اور یہ یطیب سے مشتق ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسرائیل اور محمد بن حجادہ نے ابو حصین کے واسطے سے یہ حدیث مرفوعاً بیان نہیں کی۔

مطلب یہ ہے کہ مذکورہ روایت کو اسرائیل بن یونس اور محمد بن حجادہ رحمۃ اللہ علیہ نے موقوفاً نقل کیا ہے۔

دراصل اس روایت کو ابو حصین سے اسرائیل بن یونس' قاضی شریک' قیس بن ربیع' محمد بن حجادہ اور ابو بکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے روایت کیا ہے جن میں اسرائیل بن یونس اور محمد بن حجادہ نے روایت کو موقوف علی ابی ہریرۃ قرار دیا ہے یعنی حدیث کو حضرت ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ کا قول قرار دیا ہے جبکہ دیگر حضرات نے حدیث کو مرفوع کہا ہے۔ بہر حال ایک طرف دو آدمی ہیں اور دوسری طرف جماعت ہے ایسی صورت میں رفع اور وقف کا معارضہ ہوگا اور رفع کو ترجیح دی جائے گی۔

کلماتِ حدیث کی تشریح

"الخمیصہ" اُس چادر کو کہتے ہیں جو سیاہ ہو' مربع ہو اور اس پر مختلف قسم کی دھاریں بنی ہوئی ہوں۔

"القطیفہ" مخملی چادر کو کہا جاتا ہے اور اس کی جمع قطائف ہے۔

"تعس" یہ کلمہ تعساً و تعسا سے فعل ماضی مذکر غائب کا صیغہ ہے اس کا زیادہ استعمال باب "سمع" سے ہوتا ہے اور باب "فتح" سے بھی مستعمل ہے۔ اس کے معنی ہلاکت کے ہیں۔

"انتکس" یہ باب افتعال سے فعل ماضی مذکر غائب کا صیغہ ہے اس کا مجرد "نکس" ہے اور اس کے معنی بھی ہلاکت کے ہیں۔

"اشعث راسہ": "اشعث" مجرور بالفتح ہے کیونکہ یہ غیر منصرف ہے یہ لفظ چونکہ عبد کی صفت ہے اس لیے مجرور ہے اور عند البعض بنا بر حال منصوب ہے اور "راسہ" اشعث کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

"طوبیٰ": امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "طوبیٰ" کی صرفی و لغوی تحقیق کی ہے کہ یہ فعلیٰ کے وزن پر ہے اور یطیب سے مشتق ہے۔ اس صورت میں اسے طیبیٰ ہونا چاہیے تھا تو اس کی وجہ امام نے یہ بتائی کہ یاء کو واؤ سے تبدیل کیا گیا ہے۔ طوبیٰ کا ایک معنی جنت کا ہے اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ جنت کے ایک درخت کا نام ہے۔ یہاں بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت کے مطابق قرآن کریم کی آیت "اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰی لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ" میں وارد لفظ "طوبیٰ" کی تفسیر و توضیح فرمائی ہے۔

باب فَضْلِ الْخِدْمَةِ فِی الْغَزْوِ (غزوہ میں خدمت کی فضیلت)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ عُبَیْدٍ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِیِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ

صَحِبْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، فَكَانَ يَخْدُمُنِي وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْ أَنَسٍ قَالَ جَرِيرٌ إِنِّي رَأَيْتُ الْأَنْصَارَ يَصْنَعُونَ شَيْئًا لَا أَجِدُ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا أَكْرَمْتُهُ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن عرعرہ نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے یونس بن عبید نے ان سے ثابت بنانی نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کیساتھ تھا تو وہ میری خدمت کرتے تھے حالانکہ وہ انس (رضی اللہ عنہ) سے بڑے تھے جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے انصار کو ایک ایسا کام کرتے دیکھا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت کہ جب بھی ان میں سے کوئی مجھے ملتا ہے تو میں اس کی تعظیم واکرام کرتا ہوں۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ حَنْطَبٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضى الله عنه يَقُولُ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِلَى خَيْبَرَ أَخْدُمُهُ، فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم رَاجِعًا، وَبَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ثُمَّ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا كَتَحْرِيمِ إِبْرَاهِيمَ مَكَّةَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمُدِّنَا

ترجمہ۔ ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن جعفر نے حدیث بیان کی ان سے مطلب بن حنطب کے مولیٰ عمرو بن ابی عمرو نے اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ بیان کرتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خیبر (غزوہ کے موقعہ پر) گیا۔ میں آپ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ پھر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس ہوئے اور احد پہاڑ دکھائی دیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہ پہاڑ ہے جس سے ہم محبت کرتے ہیں اور وہ ہم سے محبت کرتا ہے اس کے بعد آپ نے اپنے ہاتھ سے مدینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ اے اللہ میں اس کے دونوں پتھریلے میدانوں کے درمیان کے خطے کو باحرمت قرار دیتا ہوں (اللہ کے حکم سے) جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو باحرمت شہر قرار دیا تھا اے اللہ! ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت عطا فرمایئے۔

← حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ عَنْ أَنَسٍ رضى الله عنه قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَكْثَرُنَا ظِلًّا الَّذِي يَسْتَظِلُّ بِكِسَائِهِ، وَأَمَّا الَّذِينَ صَامُوا فَلَمْ يَعْمَلُوا شَيْئًا، وَأَمَّا الَّذِينَ أَفْطَرُوا فَبَعَثُوا الرِّكَابَ وَامْتَهَنُوا وَعَالَجُوا فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ

ترجمہ۔ ہم سے سلیمان بن داود ابو الربیع نے حدیث بیان کی ان سے اسماعیل بن زکریا نے ان سے عاصم نے حدیث بیان کی ان سے مورق عجلی نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ (ایک سفر میں) تھے (بعض صحابہ رضی اللہ عنہم روزے سے تھے اور بعض نے روزہ نہیں رکھا تھا) ہم میں زیادہ بہتر سایہ میں وہ شخص تھا جس نے اپنے کپڑے سے سایہ کر رکھا تھا (کیونکہ بعض حضرات سورج کی تپش سے بچنے کے لئے صرف اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر سایہ کئے ہوئے تھے) لیکن جو حضرات روزے سے تھے وہ کوئی کام نہ کر سکے تھے (تھکن اور کمزوری کی وجہ سے) اور جن حضرات نے روزہ نہیں رکھا تھا تو وہ اپنے اونٹ (پانی پر لے گئے اور روزہ داروں کی) خوب خوب خدمت بھی کی۔ اور (دوسرے تمام) کام کئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آج اجر وثواب کو روزہ نہ رکھنے والے لے گئے۔

باب فَضْلِ مَنْ حَمَلَ مَتَاعَ صَاحِبِهِ فِي السَّفَرِ

اس شخص کی فضیلت جس نے سفر میں اپنے ساتھی کا سامان اٹھایا۔

← حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه عَنِ النَّبِيِّ

یہ ہے کہ روزہ اگر چہ خیر محض ہے اور مخصوص ومقبول عبادت ہے پھر بھی سفر وغیرہ میں ایسے مواقع پر جب کہ اس کی وجہ سے دوسرے اہم کام رک جانے کا خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے جو واقعہ حدیث میں ہے اس میں بھی یہی صورت پیش آئی تھی کہ جو لوگ روزے سے تھے وہ کوئی کام تھکن کی وجہ سے نہ کر سکے' لیکن بے روزہ داروں نے پوری تندہی سے تمام خدمات انجام دیں اس لئے ان کا ثواب بڑھ گیا۔ اسلام میں عبادت کا نظام انسان کی فطرت کے مطابق اور نہایت معقول طریقہ پر قائم ہے۔ دین نے فرائض وواجبات میں مدارج قائم کئے ہیں اور ان مدارج کا پوری طرح جو لحاظ رکھے گا' اللہ کے نزدیک اس کی عبادت اسی درجہ مقبول ہوگی۔ حدیث میں اسی لئے کہا گیا ہے کہ روزہ نہ رکھنے والے آج اجر وثواب لے گئے' حالانکہ انہوں نے ایک اہم عبادت چھوڑی تھی لیکن اس سے زیادہ اہم عبادت کی خاطر اس لئے ثواب کے بھی زیادہ مستحق ہوئے۔

بَاب فَضْلِ مَنْ حَمَلَ مَتَاعَ صَاحِبِهِ فِي السَّفَرِ

اس شخص کی فضیلت جس نے سفر میں اپنے ساتھی کا سامان اٹھایا۔

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ كُلُّ سُلَامَى عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ ، يُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ يُحَامِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ ، وَكُلُّ خَطْوَةٍ يَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ ، وَدَلُّ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق بن نصر نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی' ان سے معمر نے' ان سے ہمام نے' ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روزانہ انسان کے لئے ایک ایک جوڑ پر صدقہ واجب ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کی سواری میں مدد کرتا ہے کہ اس کو سواری پر سوار کرادے یا اس کا سامان اس پر اٹھا کر رکھ دے تو یہ بھی صدقہ ہے۔ اچھا اور پاک کلمہ بھی (زبان سے نکالنا)' صدقہ ہے۔ ہر قدم جو نماز کے لئے اٹھتا ہے وہ بھی صدقہ ہے۔ اور کسی مسافر کو راستہ بتا دینا بھی صدقہ ہے۔

بَاب فَضْلِ رِبَاطِ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

اللہ کے راستے میں دشمن سے ملی ہوئی سرحد پر ایک دن پہرے کی فضیلت

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا) إِلَى آخِرِ الآيَةِ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ اے ایمان والو! صبر سے کام لو۔ آخر آیت تک۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا ، وَمَوْضِعُ سَوْطِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا ، وَالرَّوْحَةُ يَرُوحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ الْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن منیر نے حدیث بیان کی' انہوں نے ابو النضر سے سنا۔ ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے حدیث بیان کی' ان سے ابو حازم نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدیؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' اللہ کے راستے میں دشمن سے ملی ہوئی سرحد پر ایک دن کا پہرہ دینا و مافیہا سے بڑھ کر ہے۔ جنت میں کسی کے لئے ایک کوڑے جتنی جگہ دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ہے۔ اور اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام گزار دینا دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ہے۔

بابُ مَنْ غَزَا بِصَبِیٍّ لِلْخِدْمَةِ

جس نے کسی بچے کو خدمت کے لئے غزوے میں اپنے ساتھ رکھا

مقصود ترجمہ:۔ اس ترجمہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ بچہ جہاد کا مخاطب نہیں لیکن اس کے باوجود اسے تبعاً وضمناً لے کر نکلنا جائز ہے۔

یا یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بچے کو خدمت کی غرض سے لے جانے کے جواز کو ثابت کر رہے ہیں۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِأَبِي طَلْحَةَ الْتَمِسْ غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي حَتَّى أَخْرُجَ إِلَى خَيْبَرَ فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ مُرْدِفِي ، وَأَنَا غُلَامٌ رَاهَقْتُ الْحُلُمَ ، فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا نَزَلَ ، فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ كَثِيرًا يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ ثُمَّ قَدِمْنَا خَيْبَرَ ، فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ ، وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوسًا ، فَاصْطَفَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لِنَفْسِهِ ، فَخَرَجَ بِهَا حَتَّى بَلَغْنَا سَدَّ الصَّهْبَاءِ حَلَّتْ ، فَبَنَى بِهَا ، ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ صَغِيرٍ ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم آذِنْ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيمَةَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يُحَوِّي لَهَا وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ ، ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيرِهِ فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ ، فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ حَتَّى تَرْكَبَ ، فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ نَظَرَ إِلَى أُحُدٍ فَقَالَ هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا بِمِثْلِ مَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ ، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ نے حدیث بیان کی' ان سے یعقوب نے حدیث بیان کی' ان سے عمرو نے اور ان سے انس بن مالک ؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوطلحہ ؓ سے فرمایا کہ اپنے قبیلے کے بچوں میں سے کوئی بچہ میرے ساتھ کر دو' جو خیبر کے غزوے میں میرے کام کر دیا کرے' ابوطلحہ اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھا کر مجھے (انس ؓ کو) لے گئے میں اس وقت ابھی لڑکا تھا بالغ ہونے کے قریب جب بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں قیام فرماتے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتا تھا۔ اکثر میں سنتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا کرتے' اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں تفکرات سے' غموں سے' درماندگی' سستی' بخل بزدلی' قرض کے بوجھ اور انسانوں کے اپنے اوپر غلبہ سے' تو آخر ہم خیبر پہنچے اور جب اللہ تعالیٰ نے خیبر کے قلعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتح دی تو آپ کے سامنے صفیہ بنت حی بن اخطب ؓ کے جمال کا ذکر کیا گیا' ان کا شوہر (یہودی) لڑائی میں کام آ گیا تھا اور وہ ابھی دلہن ہی تھیں (اور چونکہ قبیلہ کے سردار کی لڑکی تھیں) اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنے لئے منتخب فرمالیا۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں ساتھ لے کر وہاں سے چلے جب ہم سد الصہباء پر پہنچے تو وہ حیض سے پاک ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے خلوت کی۔ اس کے بعد آپ نے حیس (کھجور پنیر اور گھی سے تیار کیا ہوا ایک کھانا) تیار کرا کر ایک چھوٹے سے دستر خوان پر رکھوایا اور فرمایا کہ اپنے آس پاس کے لوگوں کو بلاؤ (کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولیمہ کیا ہے) اور یہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صفیہ ؓ کے ساتھ نکاح کا

ولیمہ تھا۔ آخر ہم مدینہ کی طرف چلے۔ انسؓ نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفیہؓ کی وجہ سے اپنے پیچھے اونٹ کے کوہان کے اردگرد اپنی عباء سے پردہ کیے ہوئے ہیں (سواری پر جب حضرت صفیہؓ سوار ہوتیں) تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اونٹ کے پاس بیٹھ جاتے اور اپنا گھٹنا کھڑا رکھتے۔ اور حضرت صفیہؓ اپنا پاؤں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھٹنے پر رکھ کر سوار ہو جاتیں۔ اس طرح ہم چلتے رہے اور جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد پہاڑ کو دیکھا۔ اور فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے مدینہ کی طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا اے اللہ میں اسکے دونوں پتھریلے میدانوں کے درمیان کے خطے کو باحرمت قرار دیتا ہوں، جس طرح کہ حضرت ابراہیمؑ نے مکہ معظمہ کو باحرمت قرار دیا تھا، اے اللہ! مدینہ کے لوگوں کو مد اور صاع میں برکت دیجئے۔

تشریح حدیث

کیا بچے کو غنیمت میں سے حصہ ملے گا؟

آئمہ ثلاثہ، امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ فرماتے ہیں بچہ خواہ خدمت کی نیت سے شریک ہو غزوے میں یا قتال کی نیت سے اس کو مال غنیمت میں سے حصہ نہیں ملے گا بلکہ امام اپنی مرضی کے مطابق کچھ مال وغیرہ دے دے گا۔

یہ حضرات حضرت سعید ابن مسیب کا اثر بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں۔ "کان الصبیان و العبید یُحذَون من الغنیمة اذا حضرو الغزو فی صدر هٰذه الامة" کہ اس اُمت کی ابتداء میں بچے اور غلام اگر غزوے میں حاضر ہوتے تو انکو غنیمت میں سے کچھ نہ کچھ دیا جاتا تھا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ بچے کو بھی مال غنیمت میں سے بالغ افراد کی طرح حصہ ملے گا۔ البتہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ بچہ قتال بھی کرتا ہو یا قتال کی طاقت رکھتا ہو تو اسے حصہ ملے گا جبکہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مطلقاً بچے کو حصہ ملے گا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر میں بچوں کو بھی مال غنیمت میں سے حصہ دیا تھا۔ ہم امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ممکن ہے کہ راوی نے "رضخ" کو "سهم" سے تعبیر کیا ہو اور "رضخ" کے قائل جمہور بھی ہیں اس لیے یہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل نہیں بن سکتی۔

باب رُكُوبِ الْبَحْرِ (بحری سفر)

ترجمۃ الباب کا مقصد:۔ اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سمندری سفر کے جواز کو بیان کرنا چاہتے خواہ مردوں کے لیے ہو یا عورتوں کے لیے، جہاد کی غرض سے ہو یا حج اور تجارت کی نیت سے۔

← حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمُّ حَرَامٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم قَالَ يَوْمًا فِي بَيْتِهَا ، فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ ، قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، مَا يُضْحِكُكَ قَالَ عَجِبْتُ مِنْ قَوْمٍ مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ الْبَحْرَ ، كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ أَنْتِ مَعَهُمْ ثُمَّ نَامَ ، فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا قُلْتُ يَا

رَسُولَ اللّٰهِ ، ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَيَقُولُ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ فَتَزَوَّجَ بِهَا عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ ، فَخَرَجَ بِهَا إِلَى الْغَزْوِ ، فَلَمَّا رَجَعَتْ قُرِّبَتْ دَابَّةٌ لِتَرْكَبَهَا ، فَوَقَعَتْ فَانْدَقَّتْ عُنُقُهَا

ترجمہ۔ ہم سے ابوالنعمان نے حدیث بیان کی' ان سے حماد بن زید نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ نے' ان سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے اور ان سے انس بن مالک ؓ نے بیان کیا اور ان سے ام حرام نے حدیث بیان کی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن ان کے گھر تشریف لا کر قیلولہ کیا تھا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے' انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! کس بات پر مسکرا رہے ہیں؟ فرمایا مجھے اپنی امت میں سے ایک ایسی قوم کو (خواب میں دیکھ کر) مسرت ہوئی جو سمندر میں (غزوہ کے لئے) اس طرح جا رہے تھے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم بھی ان میں سے ہو' اس کے بعد پھر آپ سو گئے' اور جب بیدار ہوئے تو پھر مسکرا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مرتبہ بھی وہی بات بتائی۔ ایسا دو یا تین مرتبہ ہوا۔ میں نے (ام حرام) نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب سے پہلے لشکر کیساتھ ہو گی۔ آپ حضرت عبادہ بن صامت ؓ کے نکاح میں تھیں اور وہ آپ کو (اسلام کے سب سے پہلے بحری بیڑے کے ساتھ غزوے میں لے گئے' واپسی پر سوار ہونے کے لئے اپنی سواری سے قریب ہوئیں (سوار ہوتے ہوئے یا ہونے کے بعد) گر پڑیں جس سے آپ کی گردن ٹوٹ گئی اور شہادت کی موت پائی۔

تشریح حدیث

اختلافِ اسلاف

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ رکوب بحر کو ناپسند کرتے تھے اور اس سفر سے منع کرتے تھے۔ چنانچہ بعد کے کچھ علماء بھی رکوب بحر سے منع کرتے تھے۔ حتیٰ کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ عورتوں کے بارے میں اس بات کے قائل ہیں کہ وہ حج یا جہاد کی نیت سے بھی سمندری سفر میں شریک نہیں ہوسکتیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بحری سفر کی اجازت دیتے تھے اور جمہور کا مسلک یہ ہے کہ سمندری سفر مردوں کے لیے ہو یا عورتوں کے لئے' نیت جہاد کی ہو' حج کی یا تجارت کی۔ بہر صورت جائز ہے۔ شرط یہ ہے کہ سمندر پُرسکون ہو اور ہلاکت کا خطرہ نہ ہو ورنہ اس کی اجازت نہیں۔ جمہور کی دلیل حدیث الباب ہے۔

بابُ مَنِ اسْتَعَانَ بِالضُّعَفَاءِ وَالصَّالِحِينَ فِي الْحَرْبِ

جس نے کمزور اور صالح لوگوں سے لڑائی میں مدد لی

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ قَالَ لِي قَيْصَرُ سَأَلْتُكَ أَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ فَزَعَمْتَ ضُعَفَاؤُهُمْ وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ

ابن عباس ؓ نے بیان کیا' انہیں ابوسفیان نے خبر دی کہ مجھ سے قیصر (ملک روم) نے کہا کہ میں نے تم سے پوچھا کیا اونچے طبقے کے لوگوں نے ان کی (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پیروی کی ہے یا کمزور طبقہ نے (یعنی جن کی مال وجاہ کے اعتبار سے قوم میں کوئی اہمیت نہیں ہے)' تم نے بتایا کہ کمزور طبقے نے (ان کی اتباع کی ہے) اور انبیاء کا پیروکار ہوتا بھی یہی طبقہ ہے۔

مقصود ترجمۃ الباب

اس باب سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ لڑائی میں کمزوروں اور صالحین سے امداد لینا مستحب ہے۔ چونکہ صالحین کے تقوے کی وجہ سے ان کا لڑائی میں موجود ہونا باعث برکت اور باعث فتح ہوتا ہے اس لیے لڑائی میں ان سے امداد لی جائے۔ اسی طرح عموماً ضعیف کی دعا میں اخلاص زیادہ ہوتا ہے۔ اس کی کمزوری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی توجہ خاص اس پر ہوتی ہے اس لیے ضعفاء کو بھی لڑائی میں شریک کیا جائے۔

← حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَأَى سَعْدٌ رضى الله عنه أَنَّ لَهُ فَضْلاً عَلَى مَنْ دُونَهُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم هَلْ تُنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلاَّ بِضُعَفَائِكُمْ

ترجمہ۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی' ان سے محمد بن طلحہ نے حدیث بیان کی' ان سے طلحہ نے' ان سے مصعب بن سعد نے بیان کیا کہ سعد بن ابی وقاص ؓ کا خیال تھا کہ انہیں دوسرے بہت سے صحابہ پر (اپنی مالداری اور بہادری کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری مدد اور تمہاری روزی اللہ تعالیٰ کی طرف سے) انہیں کمزوروں کی وجہ سے تمہیں دیجاتی ہے۔

تشریح حدیث

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شبہ ہوا کہ شاید حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو بعض کمزوروں سے افضل سمجھتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تنبیہ کے انداز میں فرمایا کہ تمہیں مدد اور روزی انہیں کمزوروں کی وجہ سے دی جاتی ہے۔ مذکورہ روایت میں حضرت مصعب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے سماع کی تصریح نہیں کی۔

حضرت مصعب بن سعد رحمۃ اللہ علیہ جو سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور تابعی ہیں۔ اس لیے بظاہر نظر آرہا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے لیکن حقیقتاً یہ روایت مرسل نہیں بلکہ متصل ہے کیونکہ یہی روایت دیگر مختلف حضرات نے نقل کی ہے اور وہاں ان کے والد سے ان کی روایت کی تصریح موجود ہے۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضى الله عنهم عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ يَأْتِي زَمَانٌ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ ، فَيُقَالُ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ عَلَيْهِ ، ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ ، ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ صَاحِبَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی۔ ان سے سفیان نے حدیث بیان کی۔ ان سے عمرو نے انہوں نے جابر ؓ سے سنا۔ آپ ابوسعید خدری ؓ کے واسطے سے بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' ایک زمانہ آئے

گا کہ مسلمانوں کی جماعت غزوے پر ہوگی۔ پوچھا جائے گا کہ کیا جماعت میں کوئی ایسے بزرگ بھی ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہو' کہا جائے گا کہ ہاں (تو دعا کیلئے انہیں آگے بڑھا کے) ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی پھر ایک زمانہ آئے گا اس وقت اس کی تلاش ہوگی کہ کوئی بزرگ مل جائیں کہ جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی صحبت اٹھائی ہو (یعنی تابعی) ایسے بھی بزرگ مل جائیں گے اور ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی۔ اس کے بعد ایک دور آئے گا اور (سپاہیوں سے) پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسے بزرگ ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے شاگردوں کی صحبت اٹھائی ہو (یعنی تبع تابعی' کہا جائے گا کہ ہاں اور ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی۔

باب لا يَقُولُ فُلانٌ شَهِيدٌ

یہ نہ کہا جائے کہ فلاں شخص شہید ہے

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ ، اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِهِ

ابو ہریرہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ خوب واقف ہے کہ کون اس کے راستے میں جہاد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوف واقف ہے کہ کون اس کے راستے میں زخمی ہوتا ہے۔

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رضى الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم الْتَقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتَتَلُوا ، فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِلَى عَسْكَرِهِ ، وَمَالَ الآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ ، وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم رَجُلٌ لا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلاَ فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ ، فَقَالَ مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلانٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهُ قَالَ فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ ، وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا ، فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ ، فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ بِالأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ، ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ ، فَقَتَلَ نَفْسَهُ ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ . قَالَ الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ ، فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذَلِكَ فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهِ فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ ، ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا ، فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ ، فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ فِي الأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ، ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ ، فَقَتَلَ نَفْسَهُ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عِنْدَ ذَلِكَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ ، وَهْوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ ، وَهْوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ نے حدیث بیان کی' ان سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی' ان سے ابو حازم نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدیؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (اپنے اصحاب کے ساتھ احد یا خیبر کی لڑائی میں' مشرکین سے مڈبھیڑ ہوئی اور جنگ چھڑ گئی۔ پھر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اس دن کی لڑائی سے فارغ ہو کر اپنے پڑاؤ کی طرف واپس ہوئے اور مشرکین اپنے پڑاؤ کی طرف تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فوج کے ساتھ ایک شخص تھا' لڑائی کے دوران اس کا یہ حال تھا کہ مشرکین کا کوئی فرد بھی اگر کسی طرف نظر پڑ جاتا تو اس کا پیچھا کر کے وہ شخص اپنی تلوار سے اسے

قتل کر دیتا۔ سہل ؓ نے اسکے متعلق کہا کہ آج جتنی سرگرمی کے ساتھ فلاں شخص لڑا ہے ہم میں سے کوئی بھی اس طرح نہ لڑسکا ہو گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ لیکن وہ شخص اہل جہنم میں سے ہے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے (اپنے دل میں کہا) اچھا میں اس کا پیچھا کروں گا (دیکھو) بظاہر مسلمانوں کے ساتھ ہونے کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کیوں دوزخی فرمایا ہے بیان کیا کہ وہ اس کے ساتھ چلے (دوسرے دن لڑائی میں) جب کبھی وہ کھڑا ہو جاتا ہے تو یہ بھی کھڑے ہو جاتے اور جب وہ تیز چلتا تو یہ بھی اس کے ساتھ تیز چلتے بیان کیا کہ آخر وہ شخص زخمی ہو گیا' زخم بڑا گہرا تھا' اس لئے اس نے چاہا کہ موت جلدی آ جائے اور اپنی تلوار کا پھل زمین پر رکھ کر اس کی دھار کو سینے کے مقابل میں کر لیا اور تلوار گر کر اپنی جان دے دی (اور اس طرح خودکشی کر کے اسلام کے حکم کے خلاف کیا' اب وہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا بات ہوئی؟ انہوں نے بیان کیا کہ وہی شخص جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے' صحابہؓ پر یہ آپ کا فرمان بڑا شاق گزرا تھا (کہ اگر ایسا جانباز مجاہد بھی دوزخی ہو سکتا ہے تو پھر ہماری عاقبت کیسی ہوگی' میں نے ان سے کہا کہ تم سب لوگوں کی طرف سے میں اس کے متعلق تحقیق کرتا ہوں' چنانچہ میں اس کے پیچھے ہو لیا' اس کے بعد وہ شخص سخت زخمی ہوا اور چاہا کہ موت جلدی آ جائے۔ اس لئے اس نے اپنی تلوار کا پھل زمین پر رکھ کر اس کی دھار کو اپنے سینے کے مقابل میں کر لیا اور اس پر گر کر جان دیدی۔ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی (زندگی بھر) بظاہر اہل جنت کے سے کام کرتا ہے' حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے (کیونکہ آخر میں اسلام سے انحراف کرتا ہے' اور ایک آدمی بظاہر اہل دوزخ کے سے کام کرتا ہے حالانکہ وہ اہل جنت میں سے ہوتا ہے (کیونکہ زندگی کے آخر میں اسلام کی دولت نصیب ہو جاتی ہے۔

بَاب التَّحْرِيضِ عَلَى الرَّمْيِ (تیز اندازی کی ترغیب)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى (وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ اور ان (کافروں کے مقابلے کے لئے جس قدر بھی تم سے ہو سکے سامان درست رکھو قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے جس کے ذریعہ سے تم اپنا رعب رکھتے ہو اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں پر۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ رضی الله عنه قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَلَى نَفَرٍ مِنْ أَسْلَمَ يَنْتَضِلُونَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ارْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيلَ ، فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا ارْمُوا وَأَنَا مَعَ بَنِي فُلَانٍ قَالَ فَأَمْسَكَ أَحَدُ الْفَرِيقَيْنِ بِأَيْدِيهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَا لَكُمْ لَا تَرْمُونَ قَالُوا كَيْفَ نَرْمِي وَأَنْتَ مَعَهُمْ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ارْمُوا فَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے حدیث بیان کی۔ ان سے حاتم بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا' انہوں نے سلمہ بن اکوع ؓ سے سنا۔ بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبیلہ بنو اسلم کے چند صحابہ پر گزر ہوا جو تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسماعیل علیہ السلام کے بیٹو' تیر اندازی کرو کہ تمہارے جد امجد (اسماعیل علیہ السلام تیر انداز تھے اور میں فلاں کے ساتھ ہوں تو مقابلہ میں حصہ لینے والے) دوسرے فریق

نے اپنے ہاتھ روک لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا بات پیش آئی' تم لوگوں نے تیر اندازی بند کیوں کر دی؟ دوسرے فریق نے عرض کیا' جب آپ ایک فریق کے ساتھ ہو گئے تو ہم بھلا کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں؟ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' اچھا تیر اندازی جاری رکھو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

← حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْغَسِيلِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ بَدْرٍ حِينَ صَفَفْنَا لِقُرَيْشٍ وَصَفُّوا لَنَا إِذَا أَكْثَبُوكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالنَّبْلِ

ترجمہ۔ ہم سے ابو نعیم نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالرحمٰن بن غسیل نے حدیث بیان کی' ان سے حمزہ بن ابی اسید نے حدیث بیان کی اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کی لڑائی کے موقعہ پر' جب ہم قریش کے مقابلہ میں صف بستہ کھڑے ہو گئے تھے اور وہ ہمارے مقابلہ میں تیار ہو گئے تھے۔ فرمایا کہ اگر (حملہ کرتے ہوئے) قریش تمہارے قریب آ جائیں تو تم لوگ تیر اندازی شروع کر دینا (تا کہ وہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوں)

باب اللَّهْوِ بِالْحِرَابِ وَنَحْوِهَا (حراب وغیرہ سے کھیلنا)

← حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ بَيْنَا الْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِحِرَابِهِمْ دَخَلَ عُمَرُ، فَأَهْوَى إِلَى الْحَصَى فَحَصَبَهُمْ بِهَا فَقَالَ دَعْهُمْ يَا عُمَرُ وَزَادَ عَلِيٌّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ فِي الْمَسْجِدِ

ترجمہ۔ ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی' انہیں ہشام نے خبر دی' انہیں معمر نے' انہیں زہری نے انہیں ابن المسیب نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ حبشہ کے کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حراب (چھوٹے نیزے) کے کھیل کا مظاہرہ کر رہے تھے کہ عمرؓ آ گئے' اور کنکریاں اٹھا کر انہیں اس سے مارا لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ عمر! انہیں کھیل دکھانے دو علی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ ہم سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی' انہیں معمر نے خبر دی کہ مسجد میں (یہ صحابہؓ اپنے کھیل کا مظاہرہ کر رہے تھے)

باب الْمِجَنِّ وَمَنْ يَتَتَرَّسُ بِتُرْسِ صَاحِبِهِ

ڈھال اور جو اپنے ساتھی کے ڈھال کو استعمال کرے (لڑائی میں)

← حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ يَتَتَرَّسُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِتُرْسٍ وَاحِدٍ، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ حَسَنَ الرَّمْيِ، فَكَانَ إِذَا رَمَى تَشَرَّفَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَيَنْظُرُ إِلَى مَوْضِعِ نَبْلِهِ

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن محمد نے حدیث بیان کی' انہیں عبداللہ نے خبر دی' انہیں اوزاعی نے خبر دی' انہیں اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک ڈھال سے کام لیتے تھے' ابو طلحہؓ بڑے اچھے تیر انداز تھے جب آپ تیر مارتے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اچک کر دیکھتے کہ تیر کہاں جا کر گرا۔

تشریح حدیث

اصل میں ابوطلحہؓ بہت اچھے تیرانداز تھے اس لئے جب وہ جنگ کے موقعہ پر دشمنوں پر تیر برساتے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ڈھال سے ان کی حفاظت کرتے کہ مبادا کسی طرف سے دشمن کا کوئی تیر انہیں زخمی نہ کردے۔ اسی طرز عمل کو حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ لَمَّا كُسِرَتْ بَيْضَةُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم عَلَى رَأْسِهِ وَأُدْمِيَ وَجْهُهُ ، وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ ، وَكَانَ عَلِيٌّ يَخْتَلِفُ بِالْمَاءِ فِي الْمِجَنِّ ، وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُهُ ، فَلَمَّا رَأَتِ الدَّمَ يَزِيدُ عَلَى الْمَاءِ كَثْرَةً عَمَدَتْ إِلَى حَصِيرٍ ، فَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا عَلَى جُرْحِهِ ، فَرَقَأَ الدَّمُ

ترجمہ۔ ہم سے سعید بن عفیر نے حدیث بیان کی ان سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی ان سے ابوحازم نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدیؓ نے بیان کیا کہ جب (احد کی لڑائی میں) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خود سر مبارک پر ٹوٹ گیا اور چہرہ مبارک خون آلود ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے کے دانت شہید ہو گئے تو علیؓ ڈھال میں بھر بھر کر پانی لا رہے تھے اور فاطمہؓ زخم کو دھو رہی تھیں۔ جب میں نے (فاطمہ) دیکھا کہ خون پانی سے بھی زیادہ نکل رہا ہے تو میں نے ایک چٹائی جلائی اور اس کی راکھ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخموں پر لگا دیا جس سے خون آنا بند ہو گیا۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ عَنْ عُمَرَ رضى الله عنه قَالَ كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صلى الله عليه وسلم مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلاَ رِكَابٍ ، فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم خَاصَّةً ، وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِ ، ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلاَحِ وَالْكُرَاعِ ، عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے عمرو نے ان سے زہری نے ان سے مالک بن اوس بن حدثان نے اور ان سے عمرؓ نے بیان کیا کہ بنونضیر کے اموال وجائیداد کی دولت ایسی تھی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولایت ونگرانی میں دے دی تھی مسلمانوں کی طرف سے کسی حملہ اور جنگ کے بغیر تو یہ اموال خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگرانی میں تھے جن میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواج کو سالانہ نفقہ بھی دے دیتے تھے اور باقی ہتھیار اور گھوڑوں پر خرچ کرتے تھے تاکہ اللہ کے راستے میں (جہاد کے لئے) ہر وقت تیاری رہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رضى الله عنه يَقُولُ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يُفَدِّي رَجُلاً بَعْدَ سَعْدٍ ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے سعد بن ابراہیم نے بیان کیا ان سے عبداللہ بن شداد نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے علیؓ سے سنا آپ بیان کرتے تھے کہ سعد بن ابی وقاصؓ کے سوا میں نے کسی کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں سنا کہ آپ نے خود کو ان پر فدا کیا ہو۔ میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے تیر برساؤ (سعد) تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

24

باب الدَّرَقِ (ڈھال)

درق اس ڈھال کو کہتے ہیں جو چمڑے سے بنائی گئی ہو اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ درق کا استعمال جائز ہے توکل کیخلاف نہیں۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثَ ، فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ ، فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم فَقَالَ دَعْهُمَا فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا قَالَتْ وَكَانَ يَوْمُ عِيدٍ يَلْعَبُ السُّودَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ ، فَإِمَّا سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم وَإِمَّا قَالَ تَشْتَهِينَ تَنْظُرِينَ فَقَالَتْ نَعَمْ فَأَقَامَنِي وَرَاءَهُ خَدِّي عَلَى خَدِّهِ وَيَقُولُ دُونَكُمْ بَنِي أَرْفِدَةَ حَتَّى إِذَا مَلِلْتُ قَالَ حَسْبُكِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاذْهَبِي قَالَ أَحْمَدُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ ، فَلَمَّا غَفَلَ

ترجمہ۔ ہم سے اسماعیل نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے حدیث بیان کی کہ عمرو نے کہا کہ مجھ سے ابو الاسودؒ نے حدیث بیان کی ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے تو دو لڑکیاں میرے پاس جنگ بعاث کے اشعار گا رہی تھیں آپ بستر پر لیٹ گئے اور چہرۂ مبارک دوسری طرف کر لیا۔ اس کے بعد ابو بکرؓ آ گئے اور آپ نے مجھے ڈانٹا کہ یہ شیطانی گانا اور رسول اللہ کی موجودگی میں۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ انہیں گانے دو۔ پھر جب ابو بکرؓ دوسری طرف متوجہ ہو گئے تو میں نے ان لڑکیوں کو اشارہ کیا اور وہ چلی گئیں۔ عائشہؓ نے بیان کیا کہ عید کے دن سوڈان کے کچھ صحابہؓ ڈھال اور حراب کے کھیل کا مظاہرہ کر رہے تھے میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نے فرمایا کہ تم بھی دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا میرا چہرہ آپ کے چہرہ پر تھا۔ اور اس طرح میں اس کھیل کو پیچھے سے بخوبی دیکھ سکتی تھی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے خوب بنوارفدہ! جب میں تھک گئی (دیکھتے دیکھتے) تو آپ نے فرمایا بس! میں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا تو پھر جاؤ احمد نے بیان کیا اور ان سے ابن وہب نے (ابو بکرؓ کے آنے کے بعد دوسری طرف متوجہ ہو جانے کے لئے لفظ عمل کے بجائے) فلما غفل ہے۔

تشریح حدیث

کیا غناء اور دف بجانا جائز ہے؟

حدیث الباب میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں دو لڑکیاں گا رہی تھیں اور دف بجا رہی تھیں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک غناء اور دف مباح تھا تو پھر بعد میں وہ اُمور منکرہ میں کیسے ہو گیا؟ بعض علماء نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ مغنی اس کو کہا جاتا ہے جو خاص طور پر اپنے فن کے مطابق گاتا ہے جس میں لَے ہوتی

ہے جذبات کو برانگیختہ کرنے والی باتیں ہوتی ہیں اور فواحش و منکرات کی تصریح و تعریض بھی ہوتی ہے۔

وہ دو لڑکیاں جو گا رہی تھیں ان میں یہ صورت نہیں تھی چونکہ اس کی وضاحت موجود ہے کہ وہ لڑکیاں مغنیہ نہیں تھیں۔ چنانچہ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ دونوں لڑکیاں گانے بجانے کے فن سے واقف نہیں تھیں۔ بہر حال محدثین کرام نے غناء معروف کو غیر مباح لکھا ہے اور گانے بجانے کے آلات کو تو بعض حضرات نے اجتماعی طور پر حرام نقل کیا ہے۔

حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بالاطلاق حرمتِ غناء کو منسوب کیا ہے۔'' لیکن محسوس ہوتا ہے کہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ سے تسامح ہوا ہے اور امام صاحب نے اصل سے نفی نہ کی ہوگی بلکہ باعتبار احوال حکم کیا ہوگا۔

ابن حزمؒ نے غناء کو مباح کہا ہے اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ جیسا کہ احیاء العلوم میں نقل کیا ہے۔ پھر انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ بعض مباح امور اصرار سے گناہ صغیرہ بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ گناہ صغیرہ اصرار سے گناہ کبیرہ بن جاتے ہیں۔

اسی زیر بحث مسئلہ میں سب سے بہتر اور اعدل طریقہ وہی ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا کہ لڑکیوں کے غناء اور دف کے وقت اپنا چہرہ مبارک دوسری طرف پھیر لیا اور ایک روایت میں ہے کہ چہرہ مبارک کپڑے سے ڈھانپ لیا۔ گویا مسامحت اور چشم پوشی کے ساتھ اپنی ناپسندیدگی بھی ظاہر فرمادی اور یہ بھی کہ آپ اس غناء اور دف سے محظوظ نہیں ہوئے۔ لہٰذا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو صراحۃً روک دیتے تو اباحت کا آخری درجہ بھی ختم ہو جاتا اور اگر مسامحت کا معاملہ نہ فرماتے یا اس سے محظوظ ہوتے تو کراہت و ناپسندیدگی بھی ظاہر نہ ہوتی۔

حاصل یہ کہ قلیل اور کثیر غناء میں فرق کیا جائے گا اور اس کے عادی ہونے اور عادی نہ ہونے میں بھی۔ پس قلیل کو مباح کہیں گے اور اصرار سے وہ حد ممانعت میں داخل ہو جائے گا اور یہی تفصیل دف کے بارے میں بھی ہوگی۔ دف وہ ہے جو ایک طرف سے مڑھا ہوا ہو۔ فقہاء نے اس کو تشہیر نکاح کے لیے جائز کہا ہے۔ البتہ گھونگھرو اور باجا والے دف کو ممنوع قرار دیا ہے۔

کیا عورتوں کا اجنبی مردوں کے جنگی و مشقی کرتب دیکھنا جائز ہے؟

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جائز ہے' ناجائز وہ نظر ہے جو غیر مردوں کے محاسن کی طرف ہو یا لذت حاصل کرنے کے لیے ہو اور اسی طرح عورتوں کے لیے مردوں کے چہروں کی طرف بھی شہوت سے دیکھنا حرام ہے جبکہ بعض علماء نے تو بلاشہوت بھی حرام کہا ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا دیکھنا ''وَقُلْ لِلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ'' کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ ''اصل مذہب حنفیہ میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اگر فتنہ سے امن ہو تو اجنبی عورت کے چہرہ اور کفین کی طرف نظر کرنا جائز ہے (کیونکہ بہت سی احادیث و آثار سے ثابت ہوا کہ چہرہ اور کفین ''اِلَّا ماظھر منھا'' میں داخل ہیں کہ بہت سی ضروریات دینی و دنیوی اس کے کھلا رہنے پر مجبور کرتی ہیں) پھر سد باب فتنہ کے لیے بعد کے فقہاء نے فتویٰ عدم جواز کا دیا ہے۔

باب الْحَمَائِلِ وَتَعْلِيقِ السَّيْفِ بِالْعُنُقِ (تلوار کا پرتلہ اور تلوار کو گردن سے لٹکانا)

حمائل کی لغوی تحقیق میں اقوال

۱۔حمائل جمع ہے حمالہ (بکسر الحاء) کی۔حمالہ اسے کہتے ہیں جس سے تلوار لٹکائی جائے۔۲۔حمائل محمل کی جمع ہے علیٰ خلاف القیاس۔
۳۔حمائل حمیلہ کی جمع ہے۔یہ تیسرا قول ضعیف شمار کیا گیا ہے کیونکہ حمیلہ تو ان تنکوں وغیرہ کو کہتے ہیں جن کو سیلاب بہا کر لاتا ہے۔

مقصود ترجمۃ الباب

اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حمائل کا استعمال کرنا اور گلے میں تلوار لٹکانا جائز ہے بدعت نہیں۔

← حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ ، وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَيْلَةً فَخَرَجُوا نَحْوَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَقَدِ اسْتَبْرَأَ الْخَبَرَ ، وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ وَفِي عُنُقِهِ السَّيْفُ وَهُوَ يَقُولُ لَمْ تُرَاعُوا لَمْ تُرَاعُوا ثُمَّ قَالَ وَجَدْنَاهُ بَحْرًا أَوْ قَالَ إِنَّهُ لَبَحْرٌ

ترجمہ۔ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی ان سے حماد بن زید نے حدیث بیان کی ان سے ثابت نے اور ان سے انس ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ بہادر تھے ایک رات مدینہ پر بڑا خوف وہراس چھا گیا تھا (ایک آواز سن کر) سب لوگ اس آواز کی طرف بڑھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے آگے تھے اور آپ نے ہی واقعہ کی تحقیق کی۔آپ ابوطلحہ کے ایک گھوڑے پر سوار تھے۔جس کی پشت ننگی تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن میں تلوار لٹک رہی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے کہ ڈرو قطعاً نہیں پھر آپ نے فرمایا کہ ہم نے تو گھوڑے کو سمندر پایا یا (فرمایا کہ) گھوڑا تو جیسے سمندر ہے۔

باب حِلْيَةِ السُّيُوفِ (تلوار کی آرائش)

اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ تلوار کو مزین کر لینا بھی جائز ہے۔

← حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا الأَوْزَاعِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ حَبِيبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ لَقَدْ فَتَحَ الْفُتُوحَ قَوْمٌ مَا كَانَتْ حِلْيَةُ سُيُوفِهِمِ الذَّهَبَ وَلاَ الْفِضَّةَ ، إِنَّمَا كَانَتْ حِلْيَتُهُمُ الْعَلاَبِيَّ وَالآنُكَ وَالْحَدِيدَ

ترجمہ۔ہم سے احمد بن محمد نے حدیث بیان کی۔انہیں عبداللہ نے خبر دی انہیں اوزاعی نے خبر دی کہا کہ میں نے سلیمان بن حبیب سے سنا کہا کہ میں نے ابوامامہ باہلی ؓ سے سنا آپ بیان فرماتے تھے کہ ایک قوم (صحابہ ؓ) نے بہت سی فتوحات کیں اور ان کی تلواروں کی آرائش سونے چاندی سے نہیں ہوتی تھی۔البتہ اونٹ کی پشت کا چمڑہ رانگا اور لوہا ان کی تلواروں کے زیور تھے۔

تشریح حدیث

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کے ہاتھوں یہ بڑی بڑی اور عظیم الشان فتوحات انجام پائیں اس عیش وعشرت میں نہیں

تھے جس میں آج تم لوگ مبتلا ہو۔ان کی تلواروں کی زینت سونا چاندی نہیں تھا (جب کہ تمہاری تلواروں کی زینت اور زیور ہے) بلکہ اونٹ کی گردن کا لمبا پٹھا، سیسہ اور لوہا ان کی تلواروں کے زیور تھے۔

"اَلْعَلَابِی": علباء کی جمع ہے۔علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق اونٹ کی گردن کے پٹھے کو کہتے ہیں۔اونٹ کے تمام پٹھوں سے یہ مضبوط تر ہوتا ہے۔"الآنک" سیسے کو کہتے ہیں یہ ایسا مفرد ہے کہ اس کی جمع نہیں اور بعض کے نزدیک یہ اسم جنس ہے۔بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی رانگ کے ہیں اور رانگ ایک معدنی چیز ہے جس سے چیز کو جوڑا جاتا ہے اور اس سے قلعی بھی کی جاتی ہے۔

تلوار کو سونا چاندی سے مزین کرنے کا حکم

حضراتِ احناف وشوافع رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک تلوار پر سونا چاندی لگانے کا حکم یہ ہے کہ سونے کی تو قطعاً اجازت نہیں ہے۔البتہ چاندی بطور زینت استعمال کی جاسکتی ہے۔ان حضرات کی دلیل ابوداؤد، ترمذی اور نسائی کی یہ روایت ہے "کانت قبیعة سیف رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم من فضة" امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے دو قول ہیں: ایک قول تو وہی صرف چاندی کے جواز کا ہے۔دوسرا قول یہ ہے کہ سونا بھی تلوار میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

تلوار میں زیور کا استعمال اور حدیث باب

حدیث الباب میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے تلوار کو سونے چاندی سے مزین کرنے پر تنقید فرمائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سونے چاندی کا استعمال تلوار میں جائز نہیں ہے جبکہ احناف وشوافع چاندی کو بطور زینت اختیار کرنے کو جائز کہتے ہیں۔

اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ایسی کوئی بات نہیں جس سے چاندی کو زیور کے طور پر تلوار میں استعمال کرنے کی نفی ہوتی ہو۔چنانچہ جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ اسی میں منہمک ہوگئے ہیں تو انہوں نے تنقید فرمائی تا کہ لوگ اس قسم کے کاموں سے اجتناب کریں ورنہ خود بخاری شریف میں آیا ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار چاندی سے مزین تھی۔اسی طرح حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آیا ہے کہ ان کی تلوار میں چاندی لگی ہوئی تھی۔یہ اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ صحابہ کرام کی تلواریں سونا چاندی سے مزین نہیں ہوتی تھیں، اغلب پر مبنی ہے اور اس میں جواز کی نفی نہیں ہے۔

بَاب مَنْ عَلَّقَ سَيْفَهُ بِالشَّجَرِ فِي السَّفَرِ عِنْدَ الْقَائِلَةِ

جس نے سفر میں قیلولہ کے وقت اپنی تلوار درخت سے لٹکائی

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رضی الله عنهما أَخْبَرَ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم قِبَلَ نَجْدٍ ، فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم قَفَلَ مَعَهُ ، فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه

وسلم وَتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم تَحْتَ سَمُرَةٍ وَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ وَنِمْنَا نَوْمَةً ، فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَدْعُونَا وَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ ، فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتًا فَقَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي فَقُلْتُ اللّٰهُ ثَلاثًا وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی ان سے زہری نے بیان کیا ان سے سنان بن ابی سنان الدولی اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی اور انہیں جابر بن عبداللہؓ نے خبر دی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نجد کے اطراف میں ایک غزوہ میں شریک تھے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہم سے واپس ہوئے تو آپ کے ساتھ یہ بھی واپس ہوئے۔ راستے میں قیلولہ کا وقت ایک ایسی وادی میں ہوا جس میں ببول کے درخت بکثرت تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی وادی میں پڑاؤ کیا اور صحابہ (پوری وادی میں) درخت کے سائے کے لئے پھیل گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایک ببول کے سائے تلے قیام فرمایا اور اپنی تلوار درخت پر لٹکا دی۔ ہم سب سو چکے تھے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پکارنے کی آواز سنائی دی۔ دیکھا گیا تو ایک اعرابی آپ کے پاس تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے (غفلت میں) میری ہی تلوار مجھ پر کھینچ لی تھی اور میں سویا ہوا تھا جب بیدار ہوا تو ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں تھی اس نے کہا مجھ سے تمہیں کون بچائے گا؟ میں نے کہا کہ اللہ تین مرتبہ (میں نے اسی طرح کہا) اور تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعرابی کو کوئی سزا نہیں دی بلکہ آپ بیٹھ گئے (پھر وہ خود ہی متاثر ہو کر اسلام لائے)

باب لُبْسِ الْبَيْضَةِ (خود پہننا)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ رضى الله عنه أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ جُرْحِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ جُرِحَ وَجْهُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ وَهُشِمَتِ الْبَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ ، فَكَانَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ تَغْسِلُ الدَّمَ وَعَلِيٌّ يُمْسِكُ ، فَلَمَّا رَأَتْ أَنَّ الدَّمَ لَا يَزِيدُ إِلَّا كَثْرَةً أَخَذَتْ حَصِيرًا فَأَحْرَقَتْهُ حَتَّى صَارَ رَمَادًا ثُمَّ أَلْزَقَتْهُ ، فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے حدیث بیان کی ان سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدیؓ نے آپ سے احد کی لڑائی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخمی ہونے کے متعلق پوچھا گیا تھا آپ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک پر زخم آئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے کے دانت ٹوٹ گئے تھے اور خود آپ کے سر مبارک پر ٹوٹ گئی تھی (جس سے سر پر زخم آئے تھے) حضرت فاطمہؓ خون دھو رہی تھیں اور علیؓ پانی ڈال رہے تھے۔ جب فاطمہؓ نے دیکھا کہ خون برابر بڑھتا ہی جا رہا ہے تو آپ نے ایک چٹائی جلائی۔ اور جب وہ بالکل راکھ ہو گئی تو راکھ کو آپ نے زخموں پر لگا دیا۔ جس سے خون بہنا بند ہو گیا۔

باب مَنْ لَمْ يَرَ كَسْرَ السِّلَاحِ عِنْدَ الْمَوْتِ

کسی کی موت پر اس کے ہتھیار توڑنے کو جنہوں نے مناسب نہیں سمجھا

زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ ان میں اگر کوئی بہادر مر جاتا تو اس کے ہتھیاروں کو لوگ توڑ دیا کرتے تھے۔ خواہ وہ وصیت کرتا یا

نہ کرتا تو اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تردید کی ہے کہ یہ اہل جاہلیت کا عمل اور فعل ہے اسلام میں اس کا کوئی تصور نہیں۔
حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر اسلحہ وغیرہ توڑنے کا فائدہ ہو تو توڑنا جائز ہے ورنہ وہ اسراف منہی عنہ میں داخل ہوگا۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلَّا سِلَاحَهُ وَبَغْلَةً بَيْضَاءَ وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن عباس نے حدیث بیان کی ان سے عبد الرحمٰن نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے عمرو بن حارث نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (وفات کے بعد) اپنے ہتھیار ایک سفید خچر اور قطعہ اراضی جسے آپ پہلے ہی صدقہ کر چکے تھے کے سوا اور کوئی چیز نہیں چھوڑی تھی۔

باب تفرُّقِ النَّاسِ عَنِ الإِمَامِ عِنْدَ الْقَائِلَةِ ، وَالاِسْتِظْلَالِ بِالشَّجَرِ

قیلولہ کے وقت درخت کا سایہ حاصل کرنے کے لئے فوجی امام کو چھوڑ کر (متفرق درختوں کے سائے تلے) پھیل جاتے ہیں

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب سے یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ اگر جہاد کا وقت نہ ہو اور فارغ وقت ہو اور دشمن کے اچانک حملے کا بھی اندیشہ نہ ہو تو مجاہدین اسلام ادھر ادھر آرام کے لیے منتشر ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں بلکہ جائز ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ وَأَبُو سَلَمَةَ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَهُ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيِّ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضى الله عنهما أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ ، فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم تَحْتَ شَجَرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ ثُمَّ نَامَ ، فَاسْتَيْقَظَ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي فَقَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ قُلْتُ اللّٰهُ فَشَامَ السَّيْفَ ، فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ، ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی انہیں زہری نے ان سے سنان بن ابی سنان اور ابو سلمہ نے حدیث بیان کی اور ان دونوں حضرات کو جابر نے خبر دی اور ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی انہیں ابراہیم بن سعد نے خبر دی انہیں ابن شہاب نے خبر دی انہیں سنان بن ابی سنان الدؤلی نے اور انہیں جابر بن عبداللہ نے خبر دی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک تھے ایک ایسی وادی میں جہاں ببول کے درخت بکثرت تھے قیلولہ کا وقت ہو گیا تمام صحابہ درخت کے سائے کی تلاش میں (پوری وادی میں متفرق درختوں کے نیچے) پھیل گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا آپ نے اپنی تلوار درخت کے تنے سے لٹکا دی تھی اور سو گئے تھے جب آپ بیدار ہوئے تو آپ کے پاس ایک اجنبی شخص موجود تھا۔ اس اجنبی نے کہا تھا کہ اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا (پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز دی اور جب صحابہ آپ کے قریب پہنچے) تو آپ نے فرمایا اس شخص نے میری ہی تلوار مجھ پر کھینچ لی تھی اور مجھ سے کہنے لگا کہ اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچا سکے گا؟ میں نے کہا کہ اللہ (اس پر وہ شخص خود ہی دہشت زدہ ہو گیا) اور تلوار نیام میں کر لی۔ اب یہ بیٹھا ہوا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کوئی سزا نہیں دی تھی۔

تعارض اور اس کا حل

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کے قائل ہیں کہ لشکر کا فرصت کے وقت آرام کی غرض سے اِدھر اُدھر منتشر ہو جانا جائز ہے اور حدیث الباب بھی جواز کی طرف اشارہ کر رہی ہے جبکہ امام ابوداؤد اس کے عدم جواز کے قائل ہیں اور سنن ابی داؤد کی روایت میں بھی ممانعت ہے۔ اس تعارض کا جواب یہ ہے کہ دونوں روایتوں کا محمل الگ الگ ہے۔ ابوداؤد کی روایت کا تعلق کسی جگہ اُترنے کے ابتدائی اوقات سے ہے۔ مطلب یہ کہ جب کہیں لشکری پڑاؤ ڈالیں تو فوراً اِدھر اُدھر نہ ہونا چاہیے بلکہ قریب ہی رہنا چاہیے تاکہ امیر لشکر کو نگرانی اور مشورے میں دشواری پیش نہ ہو اور بخاری کی حدیث الباب کا تعلق پڑاؤ ڈالنے کے بعد کے اوقات سے ہے۔ مثلاً قیلولہ یا دیگر حاجات کے لیے منتشر ہو جانا جائز ہے۔

باب مَا قِيلَ فِي الرِّمَاحِ (نیزے کے استعمال کے متعلق روایتیں)

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم جُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي ، وَجُعِلَ الذِّلَّةُ وَالصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي

ابن عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے بیان کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری روزی میرے نیزے کے سائے تلے مقدر کی گئی ہے اور جو میری شریعت کی مخالفت کرے اس کے لئے ذلت اور استخفاف مقدر کر دیا گیا ہے۔

ترجمۃ الباب کا مقصد

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں رماح کے استعمال اور اسے اپنے ساتھ رکھنے کی فضیلت بیان کر رہے ہیں اور مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ بیان کرنا ہو کہ نیزے کا استعمال اور اسے رکھنا جائز ہے اور یہ توکل کے منافی نہیں۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کو ترجیح دی ہے۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضى الله عنه أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم حَتَّى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ مُحْرِمِينَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ ، فَرَأَى حِمَارًا وَحْشِيًّا فَاسْتَوَى عَلَى فَرَسِهِ ، فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا ، فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهُ فَأَبَوْا ، فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهُ ، فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ، وَأَبَى بَعْضٌ ، فَلَمَّا أَدْرَكُوا رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم سَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ قَالَ إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوهَا اللَّهُ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ فِي الْحِمَارِ الْوَحْشِيِّ مِثْلُ حَدِيثِ أَبِي النَّضْرِ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں مالک نے خبر دی انہیں عمر بن عبیداللہ کے مولیٰ ابوالنضر نے اور انہیں ابوقتادہ انصاری کے مولی نافع نے اور انہیں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ آپ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے (صلح حدیبیہ کے موقعہ پر) مکہ کے راستے میں آپ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ جو احرام باندھے ہوئے تھے لشکر سے پیچھے رہ گئے

(خود ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بھی احرام نہیں باندھا تھا پھر انہوں نے ایک گورخر دیکھا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے (شکار کرنے کی نیت سے) اس کے بعد انہوں نے اپنے ساتھیوں سے (جو احرام باندھے ہوئے تھے) کہا کہ ان کا کوڑا اٹھا دیں' انہوں نے اس سے انکار کیا۔ پھر انہوں نے اپنا نیزہ مانگا' اس کے دینے سے بھی انہوں نے انکار کیا۔ آخر انہوں نے خود اسے اٹھایا اور گورخر پر جھپٹ پڑے اور اسے مار لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ (جو اس وقت ابوقتادہؓ کے ساتھ تھے) میں سے بعض نے تو اس گورخر کا گوشت کھایا' بعض نے اس کے کھانے سے انکار کیا (احرام کے عذر کی بناء پر) پھر جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو اس کے متعلق شرعی حکم پوچھا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو ایک کھانے کی چیز تھی جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطاء کی تھی۔ اور زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ان سے عطاء بن یسار نے بیان کیا اور ان سے ابوقتادہؓ نے گورخر کے (شکار کے متعلق) ابوالنضر ہی کی حدیث کی طرح (البتہ اس روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا' کیا اس میں کا کچھ بچا ہوا گوشت ابھی تمہارے پاس موجود ہے؟

حدیث الباب میں صرف نیزے کو ذکر کرنے کی حکمت

اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب کی معروف عادت تھی کہ وہ نیزے کی انی میں جنگی جھنڈے لگایا کرتے تھے چونکہ نیزے پر جھنڈا لگانے سے اس کا سایہ پھیل جاتا ہے تو اس لیے رزق کی نسبت اس کی طرف کرنا زیادہ مناسب ہوا کیونکہ جہاد کی وجہ سے حاصل کردہ مال غنیمت بھی عموماً زیادہ ہوتا ہے۔

باب مَا قِيلَ فِى دِرْعِ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم وَالْقَمِيصِ فِى الْحَرْبِ

لڑائی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ اور قمیص سے متعلق روایات

وَقَالَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم أَمَّا خَالِدٌ فَقَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ فِى سَبِيلِ اللَّهِ

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ رہے خالد' تو انہوں نے اپنی زرہیں اللہ کے راستے میں وقف کر رکھی ہیں۔

اس ترجمۃ الباب کے دو اجزاء ہیں

۱۔"ماقیل فی درع النبی صلی اللہ علیہ وسلّم"۔۲۔"والقمیص فی الحرب"

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ' علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دیگر محدثین فرماتے ہیں کہ پہلے جز کا مقصد تو یہ بیان کرنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو زرہ تھی وہ کس چیز کی بنی ہوئی تھی؟ اور دوسرے جز کا مقصد جنگ میں قمیص اور اس کے پہننے کا حکم بیان کرنا ہے۔

حضرت گنگوہی اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ترجمۃ الباب کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زرہیں تھیں اور ان کا استعمال خلاف توکل نہیں ہے۔

◄ حَدَّثَنِى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم وَهْوَ فِى قُبَّةٍ اللَّهُمَّ إِنِّى أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ ، اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ

فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ، وَهُوَ فِي الدِّرْعِ، فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ (سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ٭ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ) وَقَالَ وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَوْمَ بَدْرٍ

ترجمہ۔ہم سے محمد بن مثنی نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالوہاب نے حدیث بیان کی' ان سے خالد نے حدیث بیان کی' ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرما رہے تھے (غزوہ بدر کے موقعہ پر) اس وقت آپ ایک قبہ میں تشریف فرما تھے کہ اے اللہ میں آپ سے آپ کے عہد اور آپ کے وعدے کا وسیلہ دے کر فریاد کرتا ہوں (آپ کی اپنے رسولوں کی مدد اور ان کے مخالفوں کو شکست سے متعلق) اے اللہ! اگر آپ چاہیں تو آج کے بعد آپ کی عبادت نہ کی جائے گی (مسلمانوں کے استیصال کی صورت میں) اس پر ابوبکرؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا' بس کیجئے! یارسول اللہ! آپ اپنے رب کے حضور بہت گریہ وزاری کر چکے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت زرہ پہنے ہوئے تھے۔آپ باہر تشریف لائے تو زبان مبارک پر یہ آیت تھی (ترجمہ جماعت مشرکین جلد ہی شکست کھا جائے گی اور راہ فرار اختیار کرے گی۔اور قیامت کے دن کا ان سے وعدہ ہے اور قیامت کا دن بڑا ہی بھیانک اور تلخ ہوگا (مشرکین یعنی خدا کے منکروں کے لئے) اور وہیب نے بیان کیا' ان سے خالد نے حدیث بیان کی کہ بدر کے دن (کا یہ واقعہ ہے)

تشریح حدیث

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث مراسیل صحابہ میں سے ہے کیونکہ غزوۂ بدر کے موقع پر وہ حاضر نہیں تھے اس وقت ان کی عمر تقریباً چار پانچ برس ہوگی اس لیے خود سننے کا تو کوئی احتمال ہی نہیں غالباً انہوں نے یہ روایت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنی ہوگی۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی عادت یہی ہے کہ وہ اکثر واسطوں کو درمیان سے حذف کر دیتے ہیں۔لہٰذا ان کی اکثر روایات مراسل ہیں۔

وقال وهيب: حدثنا خالد يوم بدر

وہیب کی اس تعلیق میں خالد سے مراد ابن مہران الحذاء ہیں۔خالد ابن مہران الحذاء سے اس روایت فی الباب کو دو حضرات روایت کرتے ہیں۔(۱) عبدالوہاب بن عبدالمجید الثقفی (۲) وہیب۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد اس تعلیق سے یہ ہے کہ وہیب کی روایت میں "وهو فی قبة" کے بعد "یوم بدر" کا اضافہ بھی ہے۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه وسلم وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِثَلَاثِينَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ وَقَالَ يَعْلَى حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ دِرْعٌ مِنْ حَدِيدٍ وَقَالَ مُعَلَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ وَقَالَ رَهَنَهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيدٍ

ترجمہ۔ہم سے محمد بن کثیر نے حدیث بیان کی' انہیں سفیان نے خبر دی' انہیں اعمش نے' انہیں ابراہیم نے' انہیں اسود نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے بدلے میں رہن کے طور پر رکھی ہوئی تھی۔اور یعلی نے بیان کیا کہ ہم سے اعمش نے حدیث بیان کی کہ لوہے کی زرہ

(تھی) اور معلی نے بیان کیا' ان سے عبدالواحد نے حدیث بیان کی' ان سے اعمش نے حدیث بیان کی' اور (اس روایت میں ہے کہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوہے کی ایک زرہ رہن رکھی تھی۔

← حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ، قَدِ اضْطُرَّتْ أَيْدِيهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا، فَكُلَّمَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَتِهِ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتَّى تُعَفِّيَ أَثَرَهُ، وَكُلَّمَا هَمَّ الْبَخِيلُ بِالصَّدَقَةِ انْقَبَضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ إِلَى صَاحِبَتِهَا وَتَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ يَدَاهُ إِلَى تَرَاقِيهِ فَسَمِعَ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم يَقُولُ فَيَجْتَهِدُ أَنْ يُوَسِّعَهَا فَلَا تَتَّسِعُ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے ابن طاؤس نے حدیث بیان کی' ان سے ان کے والد نے ان سے ابوہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بخیل اور صدقہ دینے والے (سخی) کی مثال دو آدمیوں جیسی ہے کہ دونوں لوہے کے جبے پہنے ہوئے ہیں ہاتھ سے لے کر گردن تک محیط صدقہ دینے والا (سخی) جب بھی صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ اس کے بدن پر کشادہ ہو جاتی ہے اور اس کے نشانات قدم کو مٹا دیتا ہے لیکن جب بخیل صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ کا ایک ایک حلقہ اس کے بدن پر تنگ ہو جاتا ہے اور اس طرح سکڑ جاتا ہے کہ اس کے ہاتھ اس کی گردن سے لگ جاتے ہیں۔ ابوہریرہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے' سنا کہ پھر بخیل اسے کشادہ کرنا چاہتا ہے لیکن وہ کشادہ نہیں ہوتا۔

بَاب الْجُبَّةِ فِي السَّفَرِ وَالْحَرْبِ

جبہ سفر میں اور لڑائی میں

← حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحَى مُسْلِمٍ هُوَ ابْنُ صُبَيْحٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم لِحَاجَتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ، فَلَقِيتُهُ بِمَاءٍ، وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَأْمِيَّةٌ، فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ، فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ فَكَانَا ضَيِّقَيْنِ، فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتُ، فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَعَلَى خُفَّيْهِ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالواحد نے حدیث بیان کی' ان سے اعمش نے حدیث بیان کی' ان سے ابوالضحیٰ مسلم نے جو صبیح کے صاحبزادے ہیں' ان سے مسروق نے بیان کیا اور ان سے مغیرہ بن شعبہؓ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ جب آپ واپس ہوئے تو میں پانی لے کر خدمت میں حاضر ہوا' آپ شامی جبہ پہنے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا وضو کرتے ہوئے اور اپنے چہرے کو دھویا۔ اس کے بعد (ہاتھ دھونے کے لئے) آستین چڑھانے کی کوشش کی لیکن آستین تنگ تھی۔ اسلئے ہاتھوں کو نیچے سے نکالا پھر انہیں دھویا اور سر کا مسح کیا اور دونوں موزوں (خفین) کا بھی۔

تشریح حدیث

مطلب یہ ہے کہ اس کے گناہوں پر پردہ ڈال دیتا ہے جس طرح زمین تک لٹکتا ہوا ملبوس زمین پر قدم وغیرہ کے نشانات کو مٹا دیتا ہے۔ اس طرح سخی کی سخاوت بھی اس کے عیوب کو مٹا دیتی ہے لیکن اس کے مقابلے میں بخیل ساری برائیوں کو نمایاں کرتا ہے اور آدمی کو رسوا اور ذلیل کرتا ہے۔

بَابُ الْحَرِيرِ فِي الْحَرْبِ (لڑائی میں ریشمی کپڑا)

اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ مسئلہ بتانا چاہتے ہیں کہ جنگ میں یا کسی عذر میں مردوں کے لیے ریشم پہننا جائز ہے۔
گویا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ میں امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی تائید فرمارہے ہیں چونکہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کا مسلک یہ ہے کہ حرب میں مردوں کے لیے ریشم پہننا جائز ہے جبکہ امام اعظم ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہم اللہ کے نزدیک جائز نہیں۔
منشاء اختلاف حدیث الباب ہے۔ ہمارے نزدیک حدیث الباب خاصیت پر اور ان کے نزدیک عموم پر محمول ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ فِي قَمِيصٍ مِنْ حَرِيرٍ، مِنْ حِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن مقدام نے حدیث بیان کی ان سے خالد نے حدیث بیان کی ان سے سعید نے حدیث بیان کی ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک ؓ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر ؓ کو ریشمی قمیص پہننے کی اجازت دے دی اور سبب خارش تھی جس میں یہ دونوں حضرات مبتلا ہوگئے تھے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رضى الله عنه أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرَ شَكَوَا إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَعْنِي الْقَمْلَ فَأَرْخَصَ لَهُمَا فِي الْحَرِيرِ، فَرَأَيْتُهُ عَلَيْهِمَا فِي غَزَاةٍ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالولید نے حدیث بیان کی ان سے ہمام نے حدیث بیان کی ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے ح اور ہم سے محمد بن سنان نے حدیث بیان کی ان سے ہمام نے حدیث بیان کی ان سے قتادہ نے اور ان سے انس ؓ نے کہ عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن عوام ؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جوؤں کی شکایت کی کہ ان کے بدن میں ہوگئی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ریشمی کپڑے کے استعمال کی اجازت دی تھی پھر میں نے غزوے کے موقعہ پر انہیں ریشمی کپڑے پہنے ہوئے دیکھا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ أَخْبَرَنِي قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِي حَرِيرٍ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے انہیں قتادہ نے خبر دی اور ان سے انس ؓ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن عوام ؓ کو ریشم پہننے کی اجازت دی تھی۔

تشریح حدیث

اگر تانا بانا دونوں ریشم کے ہوں تو ایسا کپڑا پہننا بہر صورت حرام ہے اور اگر صرف تانا ریشم کا ہو نہ بانا تو ایسا کپڑا استعمال کرنا قطعاً حلال ہے لیکن اگر صرف بانا ریشم کا ہو تو صرف لڑائی کے موقع پر اس کے استعمال کو جائز کہا گیا ہے اگرچہ لڑائی میں بعض علماء نے ہر طرح کے ریشمی کپڑے کی اجازت بھی دی ہے حدیث شریف میں خارش کی وجہ سے اجازت کا ذکر ہے۔ طب کی کتابوں میں اس کی تصریح ہے کہ ریشمی کپڑا خارش کیلئے مفید ہے۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَخَّصَ أَوْ رُخِّصَ لِحِكَّةٍ بِهِمَا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے غندر نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' انہوں نے قتادہ سے سنا اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) رخصت دی تھی (یا یہ بیان کیا کہ) رخصت دی گئی تھی' ان دونوں حضرات کو خارش کی وجہ سے۔

باب مَا يُذْكَرُ فِي السِّكِّينِ (چھری سے متعلق روایات)

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَأْكُلُ مِنْ كَتِفٍ يَحْتَزُّ مِنْهَا ، ثُمَّ دُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَزَادَ فَأَلْقَى السِّكِّينَ

ترجمہ۔ ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی' ان سے ابن شہاب نے' ان سے جعفر بن عمرو بن امیہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ شانے کا گوشت (چھری سے) کاٹ کر تناول فرما رہے تھے پھر نماز کے لئے اذان ہوئی تو آپ نے نماز پڑھی' لیکن وضو نہیں کیا کیونکہ وضو پہلے سے موجود تھا)

باب مَا قِيلَ فِي قِتَالِ الرُّومِ (رومیوں سے جنگ کے متعلق روایات)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس ترجمۃ الباب سے اہل روم کے خلاف جہاد کی فضیلت بیان کرنا چاہتے ہیں۔

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ أَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الْأَسْوَدِ الْعَنْسِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ أَتَى عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَهُوَ نَازِلٌ فِي سَاحِلِ حِمْصَ ، وَهُوَ فِي بِنَاءٍ لَهُ وَمَعَهُ أُمُّ حَرَامٍ ، قَالَ عُمَيْرٌ فَحَدَّثَتْنَا أُمُّ حَرَامٍ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا فِيهِمْ قَالَ أَنْتِ فِيهِمْ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ فَقُلْتُ أَنَا فِيهِمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق بن یزید دمشقی نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ بن حمزہ نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے ثور بن یزید نے حدیث بیان کی' ان سے خالد بن معدان نے اور ان سے عمیر بن اسود عنسی نے حدیث بیان کی کہ وہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپ کا قیام ساحل حمص پر تھا اپنے ہی ایک مکان میں اور آپ کے ساتھ (آپ کی بیوی) ام حرام رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ عمیر نے بیان کیا کہ ہم سے ام حرام رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو دریائی سفر کر کے غزوے کے لئے جائے گا اس نے (اپنے لئے اللہ کی رحمت و مغفرت) واجب کر لی۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں تم بھی انکے ساتھ ہوگی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'

سب سے پہلا لشکر میری امت کا جو قیصر (رومیوں کا بادشاہ) کے شہر پر چڑھائی کرے گا انکی مغفرت ہوگی۔ میں نے عرض کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی یا رسول اللہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔

تشریح حدیث

اوّل جیش من اُمّتی یغزون البحر قد اوجبوا

حدیث الباب کے مذکورہ حصہ میں جس لشکر کا ذکر ہے اس لشکر کا مصداق وہ لشکر ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سرداری میں گیا تھا۔ "قد اوجبوا" کے معنی ہیں کہ انہوں نے اپنے لیے مغفرت اور رحمت ثابت کرلی ہے۔

اوّل جیش من اُمتی یغزون مدینة قیصر مغفور لهم

مدینہ قیصر سے مراد قسطنطنیہ ہے۔ یہ شہر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں فتح ہوا تھا۔ فتح کرنے والے سردار کون تھے اس میں دو قول ہیں: (۱) یزید بن معاویہ (۲) سفیان بن عوف اور یہ فتح ۵۲ھ میں ملی تھی۔

یزید پر لعنت کرنے میں تین قول ہیں:

۱۔ جائز۔ امام احمد، علامہ ابن الجوزی، علامہ تفتازانی، قاضی ابویعلی موصلی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہم اللہ وغیرہ اس کے قائل ہیں۔ ۲۔ ناجائز۔ امام غزالی، علامہ ابن تیمیہ، حافظ ابن حجر ہیثمی رحمہم اللہ وغیرہ اس کے قائل ہیں۔

۳۔ توقف کرنا اور معاملہ اللہ کے سپرد کرنا۔ جمہور متقدمین ومتاخرین اس کے قائل ہیں۔

باب قِتَالِ الْيَهُودِ (یہودیوں سے جنگ)

ای عند نزول عیسٰی بن مریم و یکون الیهود مع الدّجال

اس باب کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہود سے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشین گوئی کو بیان کرنا چاہتے ہیں کہ مسلمان یہود سے جنگ کریں گے۔

← حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ تُقَاتِلُونَ الْيَهُودَ حَتّٰى يَخْتَبِئَ أَحَدُهُمْ وَرَاءَ الْحَجَرِ فَيَقُولُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي فَاقْتُلْهُ

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق بن محمد فروی نے حدیث بیان کی ان سے مالک نے حدیث بیان کی ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (ایک دور آئے گا جب) تم یہودیوں سے جنگ کرو گے (اور وہ شکست کھا کر بھاگتے پھریں گے) کوئی یہودی اگر پتھر کے پیچھے چھپ جائے گا تو وہ پتھر بھی بول اٹھے گا کہ اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا بیٹھا ہے اسے قتل کر ڈالو۔

تشریح حدیث

حدیث الباب میں پتھر کی نشاندہی کا کیا مطلب ہے؟ اس میں دو احتمالات ہیں:

۱۔ یہ کلام حقیقت پر محمول ہے یہ کوئی بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ پتھروں کو قوتِ گویائی عطا فرما دیں اور وہ بولنے لگیں۔

۲۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ کلام مجاز پر محمول ہو اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ یہود کی جڑ کاٹ دی جائے گی اور وہ بالکل ختم کر دیئے جائیں گے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے احتمال کو ترجیح دی ہے۔

← حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا الْيَهُودَ حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ وَرَاءَهُ الْيَهُودِيُّ يَا مُسْلِمُ ، هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي فَاقْتُلْهُ

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے حدیث بیان کی انہیں جریر نے خبر دی انہیں عمارہ بن قعقاع نے انہیں ابوزرعہ نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک یہودیوں سے تمہاری جنگ نہ ہولے گی اور وہ پتھر بھی اس وقت (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) بول اٹھے گا جس کے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہوگا کہ اے مسلمان! یہ یہودی میری آڑ لے کر چھپا ہوا ہے اسے قتل کر ڈالو (یہ قرب قیامت میں عیسیٰ کے نزول کے بعد ہوگا)

باب قِتَالِ التُّرْكِ (ترکوں سے جنگ)

اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ قرب قیامت میں ترکوں کے ساتھ بھی جہاد و قتال ہوگا۔

ترکوں کے مصداق میں چند اقوال

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی لونڈی قطورا کی اولاد ہیں۔ ۲۔ نوح علیہ السلام کے بیٹے یافث کی اولاد ہیں۔

۳۔ تبع کی اولاد ہیں۔ ۴۔ یاجوج ماجوج کے چچیرے بھائی ہیں۔ جب حضرت ذوالقرنین نے سد سکندری بنوائی تو یاجوج ماجوج کے کچھ افراد غائب تھے۔ چنانچہ وہ باہر ہی چھوڑ دیئے گئے اسی لیے وہ ترک سے موسوم ہیں۔

← حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تُقَاتِلُوا قَوْمًا يَنْتَعِلُونَ نِعَالَ الشَّعَرِ ، وَإِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تُقَاتِلُوا قَوْمًا عِرَاضَ الْوُجُوهِ ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالنعمان نے حدیث بیان کی ان سے جریر بن حازم نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے حسن سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ ہم سے عمرو بن تغلبؓ نے حدیث بیان کی آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جو بالوں والے جوتے پہنتے ہوں گے اور قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے چہرے چوڑے ہوں گے۔ ایسے جیسے دہری ڈھال ہوتی ہے۔

تشریح حدیث

ینتعلون نعال الشعر

مذکورہ جملے کے دو مطلب بیان کیے گئے ہیں: (۱) بالوں والے جوتے پہنے ہوں گے۔ (۲) ان کے اتنے لمبے لمبے بال ہوں گے کہ وہ جوتیوں کے قریب پہنچ جائیں گے۔

المجان المطرقه

المجان جمع ہے مجن کی جس کے معنی ڈھال کے ہیں۔

"المطرقه" کے راء میں دو احتمالات ہیں: (۱) تخفیف کے ساتھ "مُطْرَقه" ہے۔ (۲) تشدید کے ساتھ "مُطَرَّقه" ہے۔ اگر تشدید کے ساتھ ہوتو "المجان المطرقه" کے معنی ہیں وہ ڈھالیں جو ایک دوسری پر چڑھی ہوئی اور تہہ بہ تہہ ہوں۔

اور اگر تخفیف کے ساتھ ہوتو علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ وہ ڈھال جس پر لوہا چڑھایا گیا ہو چنانچہ اکثر شارحین نے یہی معنی بیان کیے ہیں۔

← حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ صِغَارَ الْأَعْيُنِ، حُمْرَ الْوُجُوهِ، ذُلْفَ الْأُنُوفِ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ ا

ترجمہ۔ ہم سے سعید بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے یعقوب نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی ان سے صالح نے ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم ترکوں سے جنگ نہ کرلو گے جن کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی چہرے سرخ ہوں گے ناک چھوٹی اور چپٹی ہوگی ان کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے دہری ڈھال ہوتی ہے اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی۔ جب تک تم ایک ایسی قوم سے جنگ نہ کرلو گے جن کے جوتے بال کے بنے ہوئے ہوں گے۔

تشریح حدیث

ترکوں کے بارے میں احادیث میں جو کچھ بھی مذمت وغیرہ آئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت یہ قوم کافر تھی اور ان سے جنگ یا ان کی کسی بھی حیثیت سے مذمت صرف اس وجہ سے تھی کہ وہ کافر تھے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان کے کفر کے زمانے میں ان سے مسلمانوں کو انتہائی نقصانات پہنچتے۔ لیکن اب یہ قوم مسلمان ہے اس لئے احادیث میں جن امور کا ذکر ہوا ہے وہ اس دور کے ترکوں پر یا جب سے وہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے نافذ نہیں کیے جاسکتے۔ حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے لکھا ہے کہ دنیا میں تین اقوام ایسی ہیں جو پوری کی پوری اسلام لائی ہیں۔ عرب، ترک اور افغان اگر کسی سے بعد میں ان میں اسے تکفیر کیا تو اسلام لانے کے بعد کیا ہے۔

باب قِتَالِ الَّذِينَ يَنْتَعِلُونَ الشَّعَرَ

اس قوم سے جنگ جو بالوں کے جوتے پہنے ہوئے ہوگی

اس باب کی غرض ایک پیشین گوئی بیان کرنا ہے کہ مسلمان' بالوں کے جوتے پہننے والوں سے لڑیں گے یا ایسے لوگوں سے لڑیں گے جن کے بال اتنے لمبے ہوں گے کہ جوتوں کے قریب پہنچ جائیں گے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا قَوْمًا كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ قَالَ سُفْيَانُ وَزَادَ فِيهِ أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، رِوَايَةً صِغَارَ الْأَعْيُنِ ، ذُلْفَ الْأُنُوفِ ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے زہری نے بیان کیا' ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی۔ جب تک تم ایک ایسی قوم سے جنگ نہ کرلو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی۔ جب تک تم ایک ایسی قوم سے جنگ نہ کرلو گے جن کے چہرے دہری ڈھال جیسے ہوں گے۔ سفیان نے بیان کیا کہ اس میں ابوالزناد نے اعرج کے واسطے سے اور انہوں نے ابو ہریرہؓ کے واسطے سے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ ان کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی' ناک چھوٹی اور چپٹی ہوگی' چہرے ایسے ہوں گے جیسے دہری ڈھال ہوتی ہے۔

تشریح حدیث

مذکورہ لوگوں کے بارے میں متعدد اقوال ہیں جن میں سے دو یہ ہیں: (۱) ترک (۲) ترک کے علاوہ کوئی اور قوم۔ مذکورہ دونوں ابواب میں ایک ہی حدیث نقل کی گئی ہے لیکن ان کے طرق مختلف ہیں۔

قال سفیان: وزاد فیه ابو الزناد عن الاعرج' عن ابی هریرة رِوایةً

اس عبارت کا مقصد یہ ہے کہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو دو طرق سے نقل کیا ہے ایک طرق تو وہ جو باب کے شروع میں گزرا اور دوسرا طرق ابوالزناد عن الاعرج کا ہے اور اس دوسرے طریق میں ابوالزناد سے یہ بھی اضافہ ہے ''صغار الاعین' ذلف الانوف' کان وجوهھم المجان المطرقه'' کہ ان کی آنکھیں چھوٹی اور ناک چپٹی ہوگی۔ گویا کہ ان کے چہرے چوڑی چوڑی ڈھالیں ہیں۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ یہ تعلیق نہیں ہے جیسا کہ صاحب التلویح کو مغالطہ لگا ہے بلکہ سند سابق کے ساتھ موصول ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ عبارت میں ''روایة'' کا لفظ ''عن النبی صلی الله علیه وسلّم'' کے عوض میں ہے۔

بَابُ مَنْ صَفَّ أَصْحَابَهُ عِنْدَ الْهَزِيمَةِ، وَنَزَلَ عَنْ دَابَّتِهِ، وَاسْتَنْصَرَ

جس نے شکست کے بعد اپنی فوج کو پھر سے صفبستہ کیا اور اپنی سواری سے اتر کر اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا کی

مقصد ترجمۃ الباب

اس باب کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بتلایا ہے کہ اگر آدمی شکست و ہزیمت کے وقت اپنے ان اصحاب کی جو پسپا نہیں ہوئے، نئی سرے سے صف بندی کرے، سواری سے اُتر آئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے دشمن کے مقابلے میں مدد مانگے تو اس کی اصل سنت میں موجود ہے۔

← حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ أَكُنْتُمْ فَرَرْتُمْ يَا أَبَا عُمَارَةَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا، وَاللَّهِ مَا وَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَلَكِنَّهُ خَرَجَ شُبَّانُ أَصْحَابِهِ وَأَخِفَّاؤُهُمْ حُسَّرًا لَيْسَ بِسِلَاحٍ، فَأَتَوْا قَوْمًا رُمَاةً، جَمْعَ هَوَازِنَ وَبَنِي نَصْرٍ، مَا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ، فَرَشَقُوهُمْ رَشْقًا مَا يَكَادُونَ يُخْطِئُونَ، فَأَقْبَلُوا هُنَالِكَ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ، وَابْنُ عَمِّهِ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَقُودُ بِهِ، فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ ثُمَّ قَالَ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ثُمَّ صَفَّ أَصْحَابَهُ

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن خالد نے حدیث بیان کی اُن سے زہیر نے حدیث بیان کی اُن سے ابو اسحاق نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا۔ ان سے ایک صاحب نے پوچھا تھا کہ ابو عمارہ! کیا آپ لوگوں نے حنین کی لڑائی میں فرار اختیار کیا تھا؟ براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (جو لشکر کے قائد تھے) پشت ہرگز نہیں پھیری تھی البتہ آپ کے اصحاب میں جو نوجوان تھے بے سروسامان جن کے پاس نہ زرہ تھی نہ خود اور کوئی ہتھیار بھی نہیں لے گئے تھے انہوں نے ضرور میدان چھوڑ دیا تھا کیونکہ مقابلہ میں ہوازن اور بنو نصر کے بہترین تیر اندازوں کی جماعت تھی (وہ اتنے اچھے نشانہ باز تھے کہ) کم ہی ان کا کوئی تیر خطا جاتا۔ چنانچہ انہوں نے خوب تیر برسائے اور شاید ہی کوئی نشانہ ان کا خطا ہوا ہو (اس دوران میں مسلمان) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خچر پر سوار تھے اور آپ کے چچیرے بھائی ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب آپ کی سواری کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سواری سے اتر کر اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا مانگی۔ پھر فرمایا میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں۔ عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ پھر صحابہ نے صفیں درست کیں۔

مختصر حالات غزوہ حنین

حنین، مکہ اور طائف کے درمیان ایک وادی کا نام ہے۔

قبیلۂ ہوازن اور ثقیف کا لشکر جو بیس ہزار افراد پر مشتمل تھا مالک بن عوف کی زیر نگرانی چلا اور مقام حنین پہنچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اطلاع ملی تو آپ بارہ ہزار آدمیوں کا لشکر لے کر مکہ مکرمہ سے حنین کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ اسلامی غزوات کا پہلا لشکر تھا جو اتنی تعداد میں اور اس جاہ وجلال سے حنین کی جانب بڑھ رہا تھا، بعض صحابہ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے "لن تغلب

الیوم من قلۃ" اس جملے میں فخر کا شائبہ تھا۔ اس لیے بارگاہِ خداوندی میں یہ بات ناپسند ہوئی۔ اسی کی طرف اشارہ کرکے قرآن مجید نے کہا" وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا "

مالک بن عوف نے اپنی فوج حنین کی دونوں جانب کمین گاہوں میں بٹھادی تھی اوران کو ہدایت کردی تھی کہ اپنی تلواروں کے نیام توڑ کر پھینک دو۔ جب لشکر اسلام ادھر سے گزرے تو سب مل کر حملہ کردو۔ چنانچہ ابھی صبح کی روشنی اچھی طرح نمودار نہ ہوئی تھی کہ لشکر اسلام وادیٔ حنین سے گزرنے لگا' ہوازن اور ثقیف نے مل کر تلواروں اور تیروں سے مسلمان فوج پر زبردست حملہ کردیا۔ اس اچانک حملہ سے لشکر اسلام منتشر ہوگیا۔ صرف چند صحابہ رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ گئے۔ دراصل بات یہ ہے کہ مؤلفۃ القلوب جو مکے سے اسلامی لشکر کے ساتھ ہوگئے تھے جن کی تعداد تقریباً دوہزار تھی وہیں پیچھے کی طرف بھاگے تھے یا وہ مسلمان نوجوان بھاگے تھے جو بغیر ہتھیاروں کے یوں ہی ساتھ آگئے تھے۔ اس کا اثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر پڑا وہ منتشر ہوگئے۔ صحابہ کرام بھاگے نہیں تھے صرف افراتفری کی کیفیت تھی۔ چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آواز لگائی اور ان کو پکارا تو فوراً واپس آگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہوگئے۔ آپ نے حملہ کا حکم دیا۔ میدان جنگ گرم ہوگیا۔ دشمن کے قدم اُکھڑ گئے' ان کے ستر آدمی مارے گئے' بہت سے قیدی بنالیے گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس جنگ میں بالآخر مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کیا۔

حدیث الباب کے چند کلمات کی تحقیق

"اَخِفَافُهُمْ": اخفاف جمع ہے خفیف کی۔

دیگر نسخوں میں دولفظ وارد ہوئے ہیں۔ اخفاء اور خفاف چنانچہ اکثر نسخوں میں تو اخفاء ہے جو جمع ہے "خِفٌّ" کی اور یہ خفیف کے معنی میں ہے اور اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو خالی ہاتھ تھے۔ ان کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا جبکہ ابوذر' مستملی اور حموی کے نسخوں میں "خفافهم" وارد ہوا ہے جو جمع ہے خفیف کی اور اس سے بھی وہ لوگ مراد ہیں جو خالی ہاتھ تھے جن کے پاس اسلحہ نہیں تھا۔

"حُسَّرًا": یہ جمع ہے "حاسر" کی اور حاسر مشتق ہے حسر سے جس کے معنی کھلنے اور کھولنے کے ہیں لیکن یہاں پر "حُسَّرًا" سے مراد خالی ہاتھ ہونا ہے۔ نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ حاسر کے معنی یہ ہیں کہ وہ شخص جس کے پاس زرہ اور خود نہ ہو۔

"لیس بسلاح" اس جملے میں دو روایتیں ہیں اور دونوں روایتوں کے اعتبار سے ترکیب نحوی بھی مختلف ہوجاتی ہے۔

۱......اکثر نسخوں میں "لیس بسلاح" باء کے ساتھ ہے تو اس صورت میں لیس کا اسم محذوف ہے اور تقدیر عبارت یوں ہے "لیس احدهم متلبسا بسلاح"

۲......بعض روایات میں "لیس سلاح" مروی ہے یعنی بغیر باء کے اور سلاح کے رفع کے ساتھ تو یہ لیس کا اسم ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یعنی "لیس سلاح لهم"

بَاب الدُّعَاءِ عَلَى الْمُشْرِكِينَ بِالْهَزِيمَةِ وَالزَّلْزَلَةِ

مشرکین کے لئے شکست اور زلزلے کی بددعا

← حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى اَخْبَرَنَا عِيسَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رضی الله عنه قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ

الأحزَابِ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَلأَ اللّٰہُ بُیُوتَھُمْ وَقُبُورَھُمْ نَارًا ، شَغَلُونَا عَنِ الصَّلاۃِ الْوُسْطٰی حِینَ غَابَتِ الشَّمْسُ

ترجمہ۔ ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی انہیں عیسیٰ نے خبر دی ان سے ہشام نے حدیث بیان کی ان سے محمد نے ان سے عبیدہ نے اور ان سے علیؓ نے بیان کیا کہ غزوۂ احزاب (خندق) کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (مشرکین کو) یہ بددعا دی کہ اے اللہ! ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے انہوں نے ہمیں صلوۃ وسطیٰ (عصر کی نماز) نہیں پڑھنے دی۔ (یہ آپ نے اس وقت فرمایا جب سورج غروب ہو چکا تھا (اور عصر کی نماز قضا ہو گئی تھی)

← حَدَّثَنَا قَبِیصَۃُ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ ابْنِ ذَکْوَانَ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَدْعُو فِی الْقُنُوتِ اللّٰھُمَّ أَنْجِ سَلَمَۃَ بْنَ ھِشَامٍ ، اللّٰھُمَّ أَنْجِ الْوَلِیدَ بْنَ الْوَلِیدِ ، اللّٰھُمَّ أَنْجِ عَیَّاشَ بْنَ أَبِی رَبِیعَۃَ ، اللّٰھُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِینَ مِنَ الْمُؤْمِنِینَ ، اللّٰھُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَکَ عَلٰی مُضَرَ ، اللّٰھُمَّ سِنِینَ کَسِنِی یُوسُفَ

ترجمہ۔ ہم سے قبیصہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے ابن ذکوان نے ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (صبح کی) دعائے قنوت میں (دوسری رکعت کے رکوع سے فارغ ہو کر) یہ دعا پڑھتے تھے (ترجمہ) اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دیجئے! اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دیجئے۔ اے اللہ عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دیجئے اے اللہ! تمام کمزور مسلمانوں کو نجات دیجئے (جو مکہ میں مشرکین کی سختیاں جھیل رہے تھے رضوان اللہ علیہم اے اللہ! مضر پر اپنا سخت عذاب نازل کیجئے اے اللہ! ایسا قحط نازل کیجئے جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا۔

← حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِیلُ بْنُ أَبِی خَالِدٍ أَنَّہُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ أَبِی أَوْفٰی رضی اللہ عنھما یَقُولُ دَعَا رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَوْمَ الأَحْزَابِ عَلَی الْمُشْرِکِینَ فَقَالَ اللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ سَرِیعَ الْحِسَابِ ، اللّٰھُمَّ اھْزِمِ الأَحْزَابَ ، اللّٰھُمَّ اھْزِمْھُمْ وَزَلْزِلْھُمْ

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں عبداللہ نے خبر دی انہیں اسماعیل بن ابی خالد نے خبر دی اور انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے سنا آپ بیان کرتے تھے کہ غزوۂ احزاب کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا کی تھی (ترجمہ اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے (قیامت کے دن) حساب بڑی سرعت سے لینے والے اے اللہ (مشرکوں اور کفار کی) جماعتوں کو (جو مسلمانوں کا استیصال کرنے آئی ہیں) شکست دیجئے۔ اے اللہ انہیں شکست دیجئے اور انہیں جھنجوڑ کر رکھ دیجئے۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ أَبِی شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یُصَلِّی فِی ظِلِّ الْکَعْبَۃِ ، فَقَالَ أَبُو جَھْلٍ وَنَاسٌ مِنْ قُرَیْشٍ ، وَنُحِرَتْ جَزُورٌ بِنَاحِیَۃِ مَکَّۃَ ، فَأَرْسَلُوا فَجَاءُوا مِنْ سَلاھَا ، وَطَرَحُوہُ عَلَیْہِ ، فَجَاءَتْ فَاطِمَۃُ فَأَلْقَتْہُ عَنْہُ ، فَقَالَ اللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ ، اللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ ، اللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ لأَبِی جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ ، وَعُتْبَۃَ بْنِ رَبِیعَۃَ ، وَشَیْبَۃَ بْنِ رَبِیعَۃَ ، وَالْوَلِیدِ بْنِ عُتْبَۃَ ، وَأُبَیِّ بْنِ خَلَفٍ ، وَعُقْبَۃَ بْنِ أَبِی مُعَیْطٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ فَلَقَدْ رَأَیْتُھُمْ فِی قَلِیبِ بَدْرٍ قَتْلٰی قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ وَنَسِیتُ السَّابِعَ وَقَالَ یُوسُفُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ أُمَیَّۃُ بْنُ خَلَفٍ وَقَالَ شُعْبَۃُ أُمَیَّۃُ أَوْ أُبَیٌّ وَالصَّحِیحُ أُمَیَّۃُ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے حدیث بیان کی ان سے جعفر بن عون نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے ابو اسحاق نے ان سے عمرو بن میمون نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے سائے میں نماز پڑھ رہے تھے ابوجہل اور قریش کے بعض دوسرے افراد نے کہا (کہ اونٹ کی اوجھڑی لاکر کون حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ڈالے گا) مکہ کے کنارے ایک اونٹ ذبح ہوا تھا (اور اسی کی اوجھڑی لانے کی تجویز ہوئی) ان سبھوں نے اپنے آدمی بھیجے اور وہ اس اونٹ کی اوجھڑی اٹھا لائے اور اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر (نماز پڑھتے ہوئے) ڈال دیا اس کے بعد فاطمہؓ آئیں اور انہوں نے جسد اطہر سے گندگی کو ہٹایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت یہ دعا کی تھی کہ اے اللہ! قریش کو پکڑ لیجئے اے اللہ! قریش کو پکڑ لیجئے' اے اللہ! قریش کو پکڑ لیجئے۔ ابوجہل بن ہشام عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ' ولید بن عتبہ' ابی بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط سب کو عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا' چنانچہ میں نے اب سب کو (بدر کی لڑائی میں) بدر کے کنویں میں دیکھا کہ سبھوں کو قتل کر کے اس میں ڈال دیا گیا تھا۔ ابواسحاق نے بیان کیا کہ میں ساتویں شخص کا (جس کے حق میں آپ نے بددعا کی تھی نام (بھول گیا اور یوسف بن ابی اسحاق نے بیان کیا' ان سے ابواسحاق نے (سفیان کی روایت میں ابی بن خلف کی بجائے) امیہ بن خلف بیان کیا اور شعبہ نے بیان کیا کہ امیہ یا ابی (شک کے ساتھ) لیکن صحیح امیہ ہے۔

← حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها أَنَّ الْيَهُودَ دَخَلُوا عَلَى النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ فَلَعَنْتُهُمْ فَقَالَ مَا لَكِ قُلْتُ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ فَلَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ

ترجمہ۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی' ان سے حماد نے حدیث بیان کی' ان سے ایوب نے' ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عائشہؓ نے کہ بعض یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا السام علیکم (تم پر موت آئے) تو میں نے ان پر لعنت بھیجی (ان کی اس بے ہودگی کی وجہ سے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' کیا بات ہوئی؟ میں نے عرض کیا' انہوں نے ابھی جو کہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں سنا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا' اور تم نے نہیں سنا کہ میں نے اس کا جواب دیا۔ اور تم پر بھی۔

باب هَلْ يُرْشِدُ الْمُسْلِمُ أَهْلَ الْكِتَابِ أَوْ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

کیا مسلمان اہل کتاب کو ہدایت کر سکتا ہے یا انہیں کتاب اللہ کی تعلیم دے سکتا ہے؟

اس ترجمۃ الباب کے دو اجزاء ہیں:

(۱) "هل یرشد المسلم اهل الکتاب" (۲) "یعلمهم الکتاب" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں پر بتلانا چاہتے ہیں کہ کیا مسلمان' اہل کتاب کی دین حق کی طرف راہنمائی کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور ان کو قرآن کی تعلیم دے سکتا ہے یا نہیں؟

ترجمۃ الباب کے پہلے جز کے بارے میں تو ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب کی رہنمائی اور انہیں دین اسلام کی دعوت دینا' مسلمان حکام پر واجب ہے۔ البتہ دوسرے جز کے بارے میں اختلاف ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کافر کو قرآن کی تعلیم دینے میں کوئی حرج نہیں۔ ممکن ہے وہ اسلام کی طرف راغب ہو جائے۔ اس مسئلہ میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا میلان بھی اسی طرف ہے کہ کافروں کو قرآن مجید کی تعلیم دی جا سکتی ہے۔

امام مالکؒ کے نزدیک جائز نہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے دونوں طرح کے اقوال منقول ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبول اسلام کی اُمید ہو تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔

دلائل احناف

۱۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو جو خط مبارک بھیجا تھا اس میں قرآن مجید کی پوری ایک آیت موجود ہے جو یقیناً قرآن مجید کی تعلیم ہے۔۲۔قرآن پاک میں ہے "وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ "یعنی اگر کوئی مشرک آپ سے پناہ لے اور امان طلب کرے تو آپ اسے پناہ دیں تا کہ وہ کلام اللہ سنے۔یہ کلام اللہ سننا' قرآن پاک کی تعلیم ہی ہے۔

دلائل مالکیہ

۱۔قرآن پاک میں ہے:"اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ" ۲۔مالکیہ کا استدلال ان احادیث سے بھی ہے جن میں قرآن پاک کیساتھ کفار کے ممالک کی طرف سفر کرنے کی نہی وارد ہے کہ کہیں قرآن مجید کفار کے ہاتھ نہ لگ جائے۔ظاہر ہے اس میں بے حرمتی کا اندیشہ ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم كَتَبَ إِلَى قَيْصَرَ ، وَقَالَ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الأَرِيسِيِّينَ

ترجمہ۔ہم سے اسحاق نے حدیث بیان کی' انہیں یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی' ان سے ان کے بھتیجے ابن شہاب نے حدیث بیان کی' ان سے ان کے چچا نے بیان کیا' انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے خبر دی اور انہیں عبد اللہ بن عباس ؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (روم کے بادشاہ) قیصر کو (خط) لکھا تھا (اس خط میں) آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ اگر تم نے (اسلام کی دعوت سے) اعراض کیا تو (اپنے گناہ کے ساتھ) تم پر کاشتکاروں کا بھی گناہ پڑے گا (جن پر تم حکمرانی کرتے ہو)

باب الدُّعَاءِ لِلْمُشْرِكِينَ بِالْهُدَى لِيَتَأَلَّفَهُمْ

مشرکین کے لئے ہدایت کی دعا کہ ان کا دل اسلام کی طرف مائل کردے

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رضى الله عنه قَدِمَ طُفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ وَأَصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ دَوْسًا عَصَتْ وَأَبَتْ ، فَادْعُ اللَّهَ عَلَيْهَا فَقِيلَ هَلَكَتْ دَوْسٌ قَالَ اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ

ترجمہ۔ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی' انہیں شعیب نے خبر دی' ان سے ابوالزناد نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالرحمن نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ طفیل بن عمرو الدوسی ؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! قبیلہ دوس کے لوگ سرکشی پر اتر آئے ہیں اور (اللہ کا کلام سننے سے) انکار کرتے ہیں' آپ ان پر بددعا کیجئے' بعض صحابہ ؓ نے کہا کہ اب (اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان

پر) بددعا کی تو دوس کے لوگ برباد ہو جائیں گے، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ! دوس کے لوگوں کو ہدایت دیجئے اور انہیں (دائرہ اسلام میں) کھینچ لائیے۔

باب دَعْوَةِ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارىٰ

یہود ونصاریٰ کو اسلام کی دعوت

وَعَلَى مَا يُقَاتَلُونَ عَلَيْهِ وَمَا كَتَبَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى كِسْرَى وَقَيْصَرَ، وَالدَّعْوَةِ قَبْلَ الْقِتَالِ

اور ان سے جنگ کب کی جائے؟ ان خطوط سے متعلق روایات جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیصر وکسریٰ کو لکھے تھے۔ اور جنگ سے پہلے اسلام کی دعوت۔

ترجمۃ الباب کا مقصد

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمۃ الباب میں چار چیزیں بیان فرمائی ہیں۔ لہٰذا اس ترجمۃ الباب سے ان چار چیزوں پر روشنی ڈالنا مقصود ہے۔ ۱۔ اہل کتاب کو دعوت دی جائے؟ ۲۔ کس بنیاد پر ان سے قتال کیا جائے گا جبکہ وہ توحید کے منکر نہیں؟

۳۔ قیصر وکسریٰ کو لکھے گئے خطوط کا مضمون کیا تھا؟ ۴۔ قبل القتال دعوت دینے کا کیا حکم ہے؟

چوتھے اور آخری موضوع پر اختلاف ہے اور اس میں تین مذاہب ہیں۔

۱۔ دعوت مطلقاً واجب نہیں۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے۔

۲۔ دعوت مطلقاً واجب ہے۔ یہ قول مالکیہ کا ہے۔ البتہ جو یہود ونصاریٰ اور دیگر غیر مسلم دار الاسلام کے قریب رہتے ہوں ان کیلئے یہ حکم نہیں۔

۳۔ اگر کسی قوم کو قتال سے قبل اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو تو ایسی صورت میں دعوت واجب ہے اور بغیر دعوت ان سے قتال ناجائز ہے اور اگر کسی قوم کو پہلے دعوت پہنچ چکی ہو تو ایسی صورت میں قتال سے پہلے دعوت دینا مستحب ہے۔ یہی راجح اور جمہور کا مذہب ہے۔

مالکیہ نے اپنا مذہب ثابت کرنے کے لیے وہ دلائل پیش کیے ہیں جن میں ہے کہ امراء لشکر کو قبل القتال دعوت دینے کا حکم دیا کرتے تھے۔ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقع پر یہود کو دعوت دینے کا حکم فرمایا۔

جمہور کے نزدیک مذکورہ دلائل کا محمل یہ ہے کہ اگر کسی ایسی قوم کے ساتھ قتال کیا جا رہا ہو جس کو دعوت پہلے پہنچ چکی ہو تو دوبارہ ان کو دعوت دینا مستحب ہے۔ جمہور اپنے مذہب کو ثابت کرنے کے لیے کئی دلائل پیش کرتے ہیں:

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ابورافع اور کعب بن اشرف کا قتل دھوکے سے کیا گیا۔

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی المصطلق پر اچانک حملہ کیا تھا۔

۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہ کو حکم دیا تھا کہ "اُبنیٰ" پر صبح کے وقت حملہ کرو اور بستی کو آگ لگا دو۔

۴۔ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب خون مارنے کے نتیجہ میں

مارے جانے میں کوئی حرج نہیں وہ بھی مشرکین کے حکم میں ہیں۔

چنانچہ یہ بالکل واضح ہے کہ شب خون بے خبری میں مارا جاتا ہے' اس وقت دعوت دی جاسکتی ہے نہ ہی انہیں خبردار کیا جاسکتا ہے ورنہ حملہ بے مقصد ہو کر رہ جاتا ہے۔ بہر حال جمہور کا مذہب راجح ہے۔

لفظِ دعوۃ کا معنی

"دَعوۃ": (بفتح الدال) مطلقاً بلانے اور پکارنے کے معنی میں آتا ہے۔

"دُعوۃ": (بضم الدال) خاص طور پر دعوت ولیمہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

"دِعوۃ": (بکسر الدال) نسب کے دعوے میں استعمال ہوتا ہے۔

لفظ قیصر وکسریٰ کی تحقیق

''قیصر'' لغت روم میں بقیر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں وہ بچہ جو ماں کا پیٹ چاک کر کے پیدا ہوا ہو۔ سب سے پہلے قیصر روم ایسا ہی تھا کہ بوقت ولادت اس کی ماں فوت ہو گئی تھی۔ اس کی ماں کا پیٹ چاک کیا گیا تو وہ زندہ نکل آیا۔ پھر روم کے سب بادشاہوں کا یہی لقب ہو گیا۔

''کسریٰ'' خِسرو سے معرب ہے جس کے معنی بادشاہ کے ہیں۔ یہ فارس کے بادشاہوں کا لقب تھا۔

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رضى الله عنه يَقُولُ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ ، قِيلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُونَ كِتَابًا إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَخْتُومًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ ، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ ، وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن جعد نے حدیث بیان کی انہیں شعبہ نے خبر دی انہیں قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا آپ بیان کرتے تھے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روم (کے حکمران) کو خط لکھنے کا ارادہ کیا تو آپ سے کہا گیا کہ وہ لوگ کوئی خط اس وقت تک قبول نہیں کرتے جب تک سر بمہر نہ ہو۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چاندی کی انگوٹھی بنوائی (مہر کے لئے) گویا دست مبارک پر اس کی سفیدی میری نظروں کے سامنے ہے اس انگوٹھی پر محمد رسول اللہ کھدا ہوا تھا۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَى كِسْرَى ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ ، يَدْفَعُهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى ، فَلَمَّا قَرَأَهُ كِسْرَى خَرَّقَهُ ، فَحَسِبْتُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے عقیل نے حدیث بیان کی ان سے ابن شہاب نے کہا کہ مجھے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا مکتوب کسریٰ کے پاس بھیجا آپ نے ایلچی سے یہ فرمایا تھا کہ وہ آپ کے مکتوب کو بحرین کے گورنر کو دے دیں' بحرین کا

گورنر اسے کسریٰ کے دربار میں پہنچادے گا۔ جب کسریٰ نے مکتوب مبارک پڑھا تو اسے اس نے پھاڑ ڈالا۔ مجھے یاد ہے کہ سعید بن مسیب نے بیان کیا تھا کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر بددعا کی تھی کہ وہ بھی پارہ پارہ ہو جائے (چنانچہ) ایسا ہی ہوا۔

بَاب دُعَاءِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِلَى الإِسْلاَمِ وَالنُّبُوَّةِ ،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (غیر مسلموں کو) اسلام کی طرف دعوت نبوت (کا اعتراف)

وَأَنْ لاَ يَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى (مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ) إِلَى آخِرِ الآيَةِ

اور یہ کہ خدا کو چھوڑ کر انسان باہم ایک دوسرے کو اپنا پالنہار نہ بنائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ کسی انسان کے لئے یہ درست نہیں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے (کتاب وحکمت) عطا فرمائے (تو وہ بجائے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لوگوں سے اپنی عبادت کے لئے کہے) آخر آیت تک۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم كَتَبَ إِلَى قَيْصَرَ يَدْعُوهُ إِلَى الإِسْلاَمِ ، وَبَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَيْهِ مَعَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ ، وَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى لِيَدْفَعَهُ إِلَى قَيْصَرَ ، وَكَانَ قَيْصَرُ لَمَّا كَشَفَ اللَّهُ عَنْهُ جُنُودَ فَارِسَ مَشَى مِنْ حِمْصَ إِلَى إِيلِيَاءَ ، شُكْرًا لِمَا أَبْلاَهُ اللَّهُ ، فَلَمَّا جَاءَ قَيْصَرَ كِتَابُ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ حِينَ قَرَأَهُ الْتَمِسُوا لِي هَا هُنَا أَحَدًا مِنْ قَوْمِهِ لأَسْأَلَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ أَنَّهُ كَانَ بِالشَّأْمِ فِي رِجَالٍ مِنْ قُرَيْشٍ ، قَدِمُوا تِجَارًا فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَبَيْنَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ ، قَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَوَجَدَنَا رَسُولُ قَيْصَرَ بِبَعْضِ الشَّأْمِ فَانْطَلَقَ بِي وَبِأَصْحَابِي حَتَّى قَدِمْنَا إِيلِيَاءَ ، فَأُدْخِلْنَا عَلَيْهِ ، فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ فِي مَجْلِسِ مُلْكِهِ وَعَلَيْهِ التَّاجُ ، وَإِذَا حَوْلَهُ عُظَمَاءُ الرُّومِ فَقَالَ لِتَرْجُمَانِهِ سَلْهُمْ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَقُلْتُ أَنَا أَقْرَبُهُمْ نَسَبًا قَالَ مَا قَرَابَةُ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ فَقُلْتُ هُوَ ابْنُ عَمِّي ، وَلَيْسَ فِي الرَّكْبِ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ غَيْرِي فَقَالَ قَيْصَرُ أَدْنُوهُ وَأَمَرَ بِأَصْحَابِي فَجُعِلُوا خَلْفَ ظَهْرِي عِنْدَ كَتِفِي ، ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ قُلْ لأَصْحَابِهِ إِنِّي سَائِلٌ هَذَا الرَّجُلَ عَنِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ ، فَإِنْ كَذَبَ فَكَذِّبُوهُ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ وَاللَّهِ لَوْلاَ الْحَيَاءُ يَوْمَئِذٍ مِنْ أَنْ يَأْثُرَ أَصْحَابِي عَنِّي الْكَذِبَ لَكَذَبْتُهُ حِينَ سَأَلَنِي عَنْهُ ، وَلَكِنِّي اسْتَحْيَيْتُ أَنْ يَأْثُرُوا الْكَذِبَ عَنِّي فَصَدَقْتُهُ ، ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ قُلْ لَهُ كَيْفَ نَسَبُ هَذَا الرَّجُلِ فِيكُمْ قُلْتُ هُوَ فِينَا ذُو نَسَبٍ قَالَ فَهَلْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَبْلَهُ قُلْتُ لاَ فَقَالَ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ عَلَى الْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ قُلْتُ لاَ قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ قُلْتُ لاَ قَالَ فَأَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُونَهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ قُلْتُ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ قَالَ فَيَزِيدُونَ أَوْ يَنْقُصُونَ قُلْتُ بَلْ يَزِيدُونَ قَالَ فَهَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ قُلْتُ لاَ قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لاَ ، وَنَحْنُ الآنَ مِنْهُ فِي مُدَّةٍ ، نَحْنُ نَخَافُ أَنْ يَغْدِرَ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ وَلَمْ يُمْكِنِّي كَلِمَةٌ أُدْخِلُ فِيهَا شَيْئًا أَنْتَقِصُهُ بِهِ لاَ أَخَافُ أَنْ تُؤْثَرَ عَنِّي غَيْرُهَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ أَوْ قَاتَلَكُمْ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَتْ حَرْبُهُ وَحَرْبُكُمْ قُلْتُ كَانَتْ دُوَلاً وَسِجَالاً ، يُدَالُ عَلَيْنَا الْمَرَّةَ وَنُدَالُ عَلَيْهِ الأُخْرَى قَالَ فَمَاذَا يَأْمُرُكُمْ قَالَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ لاَ نُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا ، وَيَنْهَانَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا ، وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلاَةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعَفَافِ وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَأَدَاءِ الأَمَانَةِ فَقَالَ لِتَرْجُمَانِهِ

حِينَ قُلْتُ ذَلِكَ لَهُ قُلْ لَهُ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهِ فِيكُمْ ، فَزَعَمْتَ أَنَّهُ ذُو نَسَبٍ ، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي نَسَبِ قَوْمِهَا ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ أَحَدٌ مِنْكُمْ هَذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ ، فَقُلْتُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ قُلْتُ رَجُلٌ يَأْتَمُّ بِقَوْلٍ قَدْ قِيلَ قَبْلَهُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ وَيَكْذِبَ عَلَى اللَّهِ ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ ، فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ قُلْتُ يَطْلُبُ مُلْكَ آبَائِهِ وَسَأَلْتُكَ أَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُونَهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ فَزَعَمْتَ أَنَّ ضُعَفَاءَهُمْ اتَّبَعُوهُ ، وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيدُونَ أَوْ يَنْقُصُونَ فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ ، وَكَذَلِكَ الإِيمَانُ حَتَّى يَتِمَّ ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ ، فَكَذَلِكَ الإِيمَانُ حِينَ تَخْلِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوبَ لاَ يَسْخَطُهُ أَحَدٌ ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ ، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ لاَ يَغْدِرُونَ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوهُ وَقَاتَلَكُمْ فَزَعَمْتَ أَنْ قَدْ فَعَلَ ، وَأَنَّ حَرْبَكُمْ وَحَرْبَهُ تَكُونُ دُوَلاً ، وَيُدَالُ عَلَيْكُمُ الْمَرَّةَ وَتُدَالُونَ عَلَيْهِ الأُخْرَى ، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلَى ، وَتَكُونُ لَهَا الْعَاقِبَةُ ، وَسَأَلْتُكَ بِمَاذَا يَأْمُرُكُمْ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلاَ تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ، وَيَنْهَاكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ ، وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلاَةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ ، وَأَدَاءِ الأَمَانَةِ ، قَالَ وَهَذِهِ صِفَةُ النَّبِيِّ ، قَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ ، وَلَكِنْ لَمْ أَظُنَّ أَنَّهُ مِنْكُمْ ، وَإِنْ يَكُ مَا قُلْتَ حَقًّا ، فَيُوشِكُ أَنْ يَمْلِكَ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ ، وَلَوْ أَرْجُو أَنْ أَخْلُصَ إِلَيْهِ لَتَجَشَّمْتُ لُقِيَّهُ ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ قَدَمَيْهِ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقُرِءَ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ، إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ ، سَلاَمٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى ، أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الإِسْلاَمِ ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ ، وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللَّهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ إِثْمُ الأَرِيسِيِّينَ وَ (يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لاَ نَعْبُدَ إِلاَّ اللَّهَ وَلاَ نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلاَ يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ) قَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَلَمَّا أَنْ قَضَى مَقَالَتَهُ ، عَلَتْ أَصْوَاتُ الَّذِينَ حَوْلَهُ مِنْ عُظَمَاءِ الرُّومِ ، وَكَثُرَ لَغَطُهُمْ ، فَلاَ أَدْرِي مَاذَا قَالُوا ، وَأُمِرَ بِنَا فَأُخْرِجْنَا ، فَلَمَّا أَنْ خَرَجْتُ مَعَ أَصْحَابِي وَخَلَوْتُ بِهِمْ قُلْتُ لَهُمْ لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ ، هَذَا مَلِكُ بَنِي الأَصْفَرِ يَخَافُهُ ، قَالَ أَبُو سُفْيَانَ وَاللَّهِ مَا زِلْتُ ذَلِيلاً مُسْتَيْقِنًا بِأَنَّ أَمْرَهُ سَيَظْهَرُ ، حَتَّى أَدْخَلَ اللَّهُ قَلْبِي الإِسْلاَمَ وَأَنَا كَارِهٌ

ترجمہ۔ ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے حدیث بیان کی اُن سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی اُن سے صالح بن کیسان نے اُن سے ابن شہاب نے اُن سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے اور انہیں عبد اللہ بن عباس ؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیصر کو ایک خط لکھا جس میں آپ نے اسے اسلام کی دعوت دی تھی دحیہ کلبی ؓ کو آپ نے مکتوب گرامی کے ساتھ بھیجا تھا اور انہیں حکم دیا تھا کہ مکتوب بصری کے گورنر کے حوالہ کر دیں وہ اسے قیصر تک پہنچا دے گا۔ جب فارس کی فوج (اس کے مقابلے میں) شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئی تھی (اور اس کے ملک کے مقبوضہ علاقے اسے واپس مل گئے تھے) تو اس انعام کے شکرانہ کے طور پر جو اللہ تعالیٰ نے (اس کا ملک واپس دے کر) اس پر کیا تھا قیصر حمص سے ایلیا (بیت المقدس) تک پیدل چل کر آیا تھا۔ جب اسکے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکتوب پہنچا اور اس کے سامنے پڑھا گیا تو اس نے کہا کہ اگر ان کی (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) قوم کا کوئی شخص یہاں ہو تو اسے تلاش کر کے لاؤ تا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اس سے سوالات کروں ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ مجھے ابو سفیان ؓ نے خبر دی کہ قریش کے ایک قافلے کے ساتھ وہ

ان دنوں شام میں مقیم تھے' یہ قافلہ اس دور میں یہاں تجارت کی غرض سے آیا تھا' جس میں حضور اکرم اور کفار قریش میں باہم صلح ہو چکی تھی (صلح حدیبیہ) ابوسفیان نے بیان کیا کہ قیصر کے آدمی کی ہم سے شام کے ایک مقام پر ملاقات ہوئی اور وہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو اپنے ساتھ قیصر کے دربار میں بیت المقدس) لے کر چلا۔ پھر جب ہم ایلیا (سے بیت المقدس) پہنچے تو قیصر کے دربار میں ہماری باریابی ہوئی' اس وقت قیصر اپنے دربار میں بیٹھا ہوا تھا' اس کے سر پر تاج تھا۔ اور روم کے امراء اس کے اردگرد تھے۔ اس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ جنہوں نے ان کے یہاں نبوت کا دعویٰ کیا ہے' نسب کے اعتبار سے ان کے قریب ان میں سے کون شخص ہے' ابوسفیان نے بیان کیا کہ میں نے کہا کہ میں نسب کے اعتبار سے ان کے زیادہ قریب ہوں۔ قیصر نے پوچھا' تمہاری اور ان کی قرابت کیا ہے؟ میں نے کہا (رشتے میں) وہ میرے چچازاد بھائی ہوتے ہیں۔ اتفاق تھا کہ اس مرتبہ قافلے میں میرے سوا بنی عبد مناف کا اور کوئی فرد شریک نہیں تھا۔ قیصر نے کہا کہ اس شخص (ابوسفیان) کو مجھ سے قریب کر دو' اور جو لوگ میرے ساتھ تھے' اسکے حکم سے میرے پیچھے بالکل میری بغل میں کھڑے کر دیئے گئے۔ اس کے بعد اسنے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس شخص (ابوسفیان) کے ساتھیوں سے کہہ دو کہ اس سے میں ان صاحب کے بارے پوچھوں گا جو نبی ہونے کے مدعی ہیں۔ اگر یہ ان کے بارے میں کوئی جھوٹ بات کہے تو تم فوراً اس کی تردید کر دو۔ ابوسفیان نے بیان کیا کہ خدا کی قسم اگر اس دن اس بات کی شرم نہ ہوتی کہ کہیں میرے ساتھی میری تکذیب نہ کر بیٹھیں تو میں ان سوالات کے جوابات میں ضرور جھوٹ بول جاتا جو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کئے تھے لیکن مجھے تو اس کا خطرہ لگا رہا کہ کہیں میرے ساتھی میری تکذیب نہ کر دیں (اگر جھوٹ بولوں) اس لئے میں نے سچائی سے کام لیا اس کے بعد اس نے اپنے ترجمان سے کہا اس سے پوچھو کہ تم لوگوں میں ان صاحب (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نسب کیسا بیان کیا جاتا ہے؟ میں نے بتایا کہ ہم میں ان کا نسب نجیب سمجھا جاتا ہے' اس نے پوچھا' اچھا یہ نبوت کا دعویٰ اس سے پہلے بھی تمہارے یہاں کسی نے کیا تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں اس نے پوچھا کیا اس دعوے سے پہلے ان پر کوئی جھوٹ کا الزام تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ اس نے پوچھا' ان کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ گزرا تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ اس نے پوچھا تو اب سرکردہ افراد ان کی اتباع کرتے ہیں یا کمزور اور کم حیثیت کے لوگ؟ میں نے کہا کمزور اور کم حیثیت کے لوگ ہی ان کے (زیادہ متبع ہیں۔ اس نے پوچھا کہ متبعین کی تعداد بڑھتی رہتی ہے یا گھٹتی جا رہی ہے؟ میں نے کہا جی نہیں تعداد برابر بڑھ رہی ہے' اس نے پوچھا' کوئی ان کے دین سے بیزار ہو کر اسلام لانے کے بعد مرتد بھی ہوا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں' اس نے پوچھا' انہوں نے کبھی وعدہ خلافی بھی کی ہے' میں نے کہا کہ نہیں! لیکن آج کل ہمارا ان سے ایک وعدہ چل رہا ہے اور ہمیں ان کی طرف سے معاہدہ کی خلاف ورزی کا خطرہ ہے۔ ابوسفیان نے بیان کیا کہ پوری گفتگو میں سوا اس کے اور کوئی ایسا موقعہ نہیں ملا جس میں میں کوئی ایسی بات (جھوٹی ملا دوں جس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص ہوتی ہو اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے تکذیب کا خطرہ نہ ہو۔ اس نے پھر پوچھا کیا تم نے کبھی ان سے جنگ کی ہے یا انہوں نے تم سے جنگ کی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے پوچھا' تمہاری لڑائی کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ میں نے کہا لڑائی میں ہمیشہ کسی ایک فریق نے فتح نہیں حاصل کی' کبھی وہ ہمیں مغلوب کر لیتے اور کبھی ہم انہیں اس نے پوچھا وہ تمہیں حکم کن چیزوں کا دیتے ہیں؟ کہا (ابوسفیان نے) کہ میں نے بتایا ہمیں وہ اس کا حکم دیتے ہیں کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کا کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں۔ ہمیں ان معبودوں کی عبادت سے وہ منع کرتے ہیں جن کی

ہمارے آباؤ اجداد عبادت کیا کرتے تھے۔ نماز صدقہ پاک بازی و مروت وفا عہد اور امانت کے ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ جب میں اسے یہ تمام تفصیلات بتا چکا تو اس نے اپنے ترجمان سے کہا۔ ان سے کہو کہ میں نے تم سے ان (آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نسب کے متعلق دریافت کیا تو تم نے بتایا کہ وہ تمہارے یہاں صاحب نسب اور نجیب سمجھے جاتے ہیں اور انبیاء بھی یوں ہی اپنی قوم کے اعلیٰ نسب میں مبعوث کئے جاتے ہیں۔ میں نے تم سے یہ دریافت کیا تھا کہ کیا نبوت کا دعویٰ تمہارے یہاں اس سے پہلے بھی کسی نے کیا تھا' تم نے بتایا کہ کسی نے ایسا دعویٰ پہلے نہیں کیا تھا۔ اس سے میں یہ سمجھا کہ اگر اس سے پہلے تمہارے یہاں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہوتا تو میں یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ یہ صاحب بھی اسی دعویٰ کی نقل کر رہے ہیں جو اس سے پہلے کیا جا چکا ہے۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا تم نے دعویٰ نبوت سے پہلے بھی ان کی طرف جھوٹ منسوب کیا تھا۔ تم نے بتایا کہ ایسا بھی نہیں ہوا۔ اس سے میں اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ ممکن نہیں کہ ایک شخص جو لوگوں کے متعلق کبھی جھوٹ نہ بول سکا وہ خدا کے متعلق جھوٹ بول دے۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا ان کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ تھا۔ تم نے بتایا کہ نہیں۔ میں نے اس سے یہ فیصلہ کیا کہ اگر ان کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہوتا تو میں بھی کہہ سکتا تھا کہ (نبوت کا دعویٰ کر کے) وہ اپنے اجداد کی سلطنت پر قابض ہونا چاہتے ہیں۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ ان کی اتباع قوم کے سربرآوردہ لوگ کرتے ہیں یا کمزور اور بے حیثیت لوگ' تم نے بتایا کہ کمزور قسم کے لوگ ان کی اتباع کرتے ہیں اور یہی طبقہ انبیاء کی (ہر دور میں) اتباع کرنے والا رہا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ ان متبعین کی تعداد بڑھتی رہتی ہے یا گھٹتی بھی ہے۔ تم نے بتایا کہ وہ لوگ برابر بڑھ رہے ہیں ایمان کا بھی یہی حال ہے یہاں تک کہ وہ مکمل ہو جائے۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد اس سے برگشتہ بھی ہوا ہے تم نے کہا کہ ایسا بھی نہیں ہوا' ایمان کا بھی یہی حال ہے جب وہ دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے تو پھر کوئی چیز اس سے مومن کو برگشتہ نہیں بنا سکتی۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا انہوں نے کبھی وعدہ خلافی بھی کی ہے۔ تم نے اس کا بھی جواب دیا کہ نہیں' انبیاء کی بھی یہی شان ہے کہ وہ وعدہ خلافی کبھی نہیں کرتے۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا تم نے کبھی ان سے یا انہوں نے تم سے جنگ کی ہے' تم نے بتایا کہ ایسا ہوا ہے اور تمہاری لڑائیوں کا نتیجہ ہمیشہ کسی ایک ہی کے حق میں نہیں گیا بلکہ کبھی تم مغلوب ہوئے ہو اور کبھی وہ انبیاء کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے وہ امتحان میں ڈالے جاتے ہیں لیکن انجام انہیں کا ہوتا ہے میں نے تم سے دریافت کیا کہ وہ تمہیں حکم کن چیزوں کا دیتے ہیں تو تم نے بتایا کہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور تمہیں تمہارے ان معبودوں کی عبادت سے منع کرتے ہیں جن کی تمہارے آباؤ اجداد عبادت کیا کرتے تھے تمہیں وہ نماز' صدقہ' پاکبازی' ایفا عہد اور ادائے امانت کا حکم دیتے ہیں۔ اس نے کہا ایک نبی کی یہی صفت ہے۔ میرے بھی علم میں یہ بات تھی کہ وہ نبی مبعوث ہونے والے ہیں۔ لیکن یہ خیال نہ تھا کہ تم میں سے ہی وہ مبعوث ہوں گے۔ جو باتیں تم نے بتائیں اگر وہ صحیح ہیں تو وہ دن بہت قریب ہے جب وہ اس جگہ پر حکمران ہوں گے جہاں اس وقت میرے دونوں قدم موجود ہیں۔ اگر مجھے ان تک پہنچ سکنے کی توقع ہوتی تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی پوری کوشش کرتا اور اگر میں ان کی خدمت میں موجود ہوتا تو ان کے پاؤں دھوتا ابوسفیان نے بیان کیا کہ اس کے بعد قیصر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکتوب گرامی طلب کیا اور وہ اس کے سامنے پڑھا گیا' اس میں لکھا ہوا تھا (ترجمہ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے روم کے

شہنشاہ ہرقل کی طرف' اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت قبول کرے واما بعد میں تمہیں اسلام کے پیغام کی دعوت دیتا ہوں اسلام قبول کرو تمہیں بھی امن سلامتی حاصل ہوگی اور اسلام قبول کرو تو تمہیں اللہ دہرا اجر دے گا۔ ایک تمہارے اپنے اسلام کا اور دوسرا تمہاری قوم کے اسلام کا' جو تمہاری وجہ سے اسلام میں داخل ہوگی۔ لیکن اگر تم نے اس دعوت سے اعراض کیا تو تمہاری رعایا کا گناہ بھی تمہیں پر ہوگا۔ اور اے اہل کتاب ایک ایسے کلمہ پر آ کر ہم سے مل جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے' یہ کہ ہم اللہ کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کریں' نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں۔ اور نہ ہم میں سے کوئی اللہ کو چھوڑ کر باہم ایک دوسرے کو پروردگار بنائے۔ اب بھی تم اگر اعراض کرتے ہو تو اس کا اعتراف کرلو کہ (اللہ تعالیٰ کے واقعی) ہم فرمانبردار ہیں (نہ کہ تم) ابوسفیان نے بیان کیا کہ جب ہرقل اپنی بات پوری کر چکا تو روم کے جو سردار اس کے اردگرد جمع تھے' سب ایک ساتھ چیخنے لگے اور شور غل بہت بڑھ گیا۔ مجھے کچھ پتہ نہیں چلا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں پھر ہمیں حکم دیا گیا اور ہم وہاں سے نکال دیئے گئے۔ جب میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے چلا آیا اور ان کے ساتھ تنہائی ہوئی تو میں نے کہا کہ ابن کبشہ (مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے) کا معاملہ تو بہت آگے بڑھ چکا ہے۔ بنوالاصفر (رومیوں کا) بادشاہ بھی اس سے ڈرتا ہے۔ ابوسفیان نے بیان کیا کہ بخدا اسی دن سے میں احساس کمتری میں مبتلا ہو گیا تھا اور برابر اس بات کا یقین رہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین غالب آ کر رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں بھی ایمان داخل کر دیا۔ حالانکہ (پہلے) میں اس سے بڑی نفرت کرتا تھا۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی الله عنه سَمِعَ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلاً يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ فَقَامُوا يَرْجُونَ لِذٰلِكَ أَيُّهُمْ يُعْطَى ، فَغَدَوْا وَكُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَى فَقَالَ أَيْنَ عَلِيٌّ فَقِيلَ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ ، فَأَمَرَ فَدُعِيَ لَهُ ، فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ ، فَبَرَأَ مَكَانَهُ حَتَّى كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ شَيْءٌ فَقَالَ نُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا فَقَالَ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلَامِ ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ ، فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يُهْدَى بِكَ رَجُلٌ وَاحِدٌ خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے حدیث بیان کی' ان سے ان کے والد نے' ان سے سہل بن سعد ساعدیؓ نے بیان کیا' اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کی لڑائی کے موقعہ پر فرمایا تھا کہ اسلامی جھنڈا میں ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں دوں گا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا' اب سب لوگ اس توقع میں تھے کہ دیکھئے جھنڈا کسے ملتا ہے۔ جوں صبح ہوئی تو سب (جو سرکردہ تھے) اسی امید میں رہے کہ کاش انہیں کو مل جائے' لیکن آپ نے دریافت فرمایا علی کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا کہ وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔ آخر آپ کے حکم سے انہیں بلایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگا دیا اور فوراً ہی وہ اچھے ہو گئے' جیسے پہلے کوئی تکلیف ہی نہ رہی ہو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہم ان (یہودیوں سے) اس وقت تک جنگ کریں گے۔ جب تک یہ ہمارے جیسے (مسلمان) نہ ہو جائیں لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابھی توقف کرو پہلے ان کے میدان میں اتر کر انہیں اسلام کی دعوت دے لو۔ اور ان کے لئے جو چیز ضروری ہے اس کی خبر کر دو (پھر اگر وہ نہ مانیں تو لڑنا) خدا گواہ ہے کہ اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے تو یہ تمہارے حق میں سرخ اونٹوں سے بڑھ کر ہے۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رضی الله

عنه يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا غَزَا قَوْمًا لَمْ يُغِرْ حَتَّى يُصْبِحَ ، فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ ، وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا أَغَارَ بَعْدَ مَا يُصْبِحُ ، فَنَزَلْنَا خَيْبَرَ لَيْلاً

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے معاویہ بن عمرو نے حدیث بیان کی ان سے ابواسحاق نے حدیث بیان کی ان سے حمید نے کہا کہ میں نے انس سے سنا آپ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی قوم پر چڑھائی کرتے تھے تو اس وقت تک کوئی اقدام نہیں فرماتے تھے جب تک صبح نہ ہو لے۔ جب صبح ہو جاتی اور اذان کی آواز سن لیتے تو رک جاتے اور اگر اذان کی آواز نہ سنائی دیتی تو (اس یقین کے بعد کہ یہاں مسلمان نہیں ہیں) آپ حملہ کرتے تھے صبح ہونے کے بعد چنانچہ خیبر میں بھی ہم رات میں پہنچے تھے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا غَزَا بِنَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رضى الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ إِلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهَا لَيْلاً ، وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَوْمًا بِلَيْلٍ لاَ يُغِيرُ عَلَيْهِمْ حَتَّى يُصْبِحَ ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ، خَرَجَتْ يَهُودُ بِمَسَاحِيهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ ، فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا مُحَمَّدٌ وَاللَّهِ ، مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اللَّهُ أَكْبَرُ ، خَرِبَتْ خَيْبَرُ ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ نے حدیث بیان کی ان سے اسماعیل بن جعفر نے حدیث بیان کی ان سے حمید نے اور ان سے انس نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ساتھ لے کر ایک غزوہ کے لئے تشریف لے گئے۔ ح۔ اور ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے حدیث بیان کی ان سے مالک نے ان سے حمید نے اور ان سے انس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر تشریف لے گئے رات میں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت تھی کہ جب کسی قوم تک رات کے وقت پہنچتے تو صبح سے پہلے ان پر حملہ نہیں کرتے تھے۔ جب صبح ہوتی تو یہودی اپنے پھاوڑے اور ٹوکرے لے کر باہر (کھیتوں میں کام کرنے کیلئے) نکلے جب انہوں نے لشکر دیکھا تو چیخ پڑے محمد بخدا محمد لشکر کیساتھ (آ گئے) اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کی ذات سب سے اکبر و ارفع ہے خیبر تو تباہ ہوا کہ جب ہم کسی قوم کے میدان میں اتر آتے ہیں تو (کفر سے) ڈراتے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضى الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ فَمَنْ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ ، فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي نَفْسَهُ وَمَالَهُ ، إِلاَّ بِحَقِّهِ ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ رَوَاهُ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی انہیں زہری نے ان سے سعید بن مسیب نے حدیث بیان کی اور ان سے ابوہریرہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ اس کا اقرار کر لیں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ پس جس نے اقرار کر لیا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں تو اس کی جان اور مال پھر ہم سے محفوظ ہے سوا اس کے حق کے (یعنی اس نے کوئی ایسا جرم کیا جس کی بناء پر قانوناً اسکی جان و مال زد میں آئے اس کے سوا) اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے اس کی روایت عمر اور ابن عمر نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے کی ہے۔

کوئی ایسا جرم کیا جس کی بناء پر قانوناً اسکی جان و مال زد میں آئے' اس کے سوا) اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے' اس کی روایت عمر اور ابن عمرؓ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے کی ہے۔

باب مَنْ أَرَادَ غَزْوَةً فَوَرَّى بِغَيْرِهَا

جس نے غزوہ کا ارادہ کیا لیکن اسے راز میں رکھنے کے لئے کسی اظہار کے موقعہ پر ذومعنیین لفظ بول دیا

وَمَنْ أَحَبَّ الْخُرُوجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ اور جس نے جمعرات کے دن کوچ کو پسند کیا۔

ترجمۃ الباب کا مقصد

اس باب سے دو مسئلے بیان کرنا مقصود ہیں:

۱۔ مستحب یہ ہے کہ لڑائی میں اصل جگہ جانے کی تصریح نہ کی جائے بلکہ توریہ سے کام لیا جائے تا کہ دشمن پر اچانک حملہ ہو سکے اور اگر حالات کا تقاضا یہ ہو کہ صاف صاف بتا دیا جائے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں' اس کی بھی گنجائش ہے۔

۲۔ جمعرات کے روز جہاد کا سفر شروع کرنا مستحب ہے' البتہ ضروری نہیں۔

← حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ رضى الله عنه وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يُرِيدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرَّى بِغَيْرِهَا

ترجمہ۔ ہم سے یحیٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' کہا کہ مجھے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن کعبؓ نے' کعبؓ (جب نابینا ہو گئے تھے) کے ساتھ ان کے دوسرے صاحبزادوں میں سے یہی انہیں لے کر راستے میں ان کے آگے آگے چلتے تھے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالکؓ سے سنا کہ وہ (غزوہ تبوک میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہ جا سکے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اصول یہ تھا کہ جب آپ کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تو اس کے اظہار میں ذومعنیین الفاظ استعمال کرتے (تا کہ دشمن چوکنے نہ ہو جائیں)

← وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رضى الله عنه يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَلَّمَا يُرِيدُ غَزْوَةً يَغْزُوهَا إِلَّا وَرَّى بِغَيْرِهَا ، حَتَّى كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوكَ ، فَغَزَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِي حَرٍّ شَدِيدٍ ، وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيدًا وَمَفَازًا ، وَاسْتَقْبَلَ غَزْوَ عَدُوٍّ كَثِيرٍ ، فَجَلَّى لِلْمُسْلِمِينَ أَمْرَهُمْ ، لِيَتَأَهَّبُوا أُهْبَةَ عَدُوِّهِمْ ، وَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِي يُرِيدُ وَعَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رضى الله عنه كَانَ يَقُولُ لَقَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَخْرُجُ إِذَا خَرَجَ فِي سَفَرٍ إِلَّا يَوْمَ الْخَمِيسِ

ترجمہ۔ اور مجھ سے احمد بن محمد نے حدیث بیان کی' انہیں عبداللہ نے خبر دی' انہیں یونس نے خبر دی' ان سے زہری نے بیا

ن کیا، انہیں عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی، کہا کہ میں نے کعب بن مالک ؓ سے سنا، آپ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عموماً جب کسی غزوے کا ارادہ کرتے تو اس کے اظہار میں ذو معنیین الفاظ استعمال کرتے، جب غزوہ تبوک کا موقعہ آیا تو چونکہ یہ غزوہ بڑی سخت گرمی میں ہوا تھا، طویل سفر اور ٹاپوطے کرنا تھا اور مقابلہ بھی بہت بڑی فوج سے تھا، اس لئے آپ نے مسلمانوں سے اس کے متعلق واضح طور پر فرما دیا تھا تاکہ دشمن کے مقابلہ کے لئے پوری تیاری کر لیں چنانچہ (غزوہ کے لئے) جہاں آپ کو جانا تھا (یعنی تبوک) اس کا آپ نے وضاحت کے ساتھ اعلان کر دیا تھا۔ یونس سے روایت ہے، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک نے خبر دی کہ کعب بن مالک ؓ فرمایا کرتے تھے کہ عموماً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعرات کے دن سفر کے لئے نکلتے تھے۔

← حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ رضی الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی، ان سے ہشام نے، ان سے زہری نے، ان سے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک نے ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک کے لئے جمعرات کے دن نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعرات ہی کو نکلنا پسند کرتے تھے۔

باب الْخُرُوجِ بَعْدَ الظُّهْرِ (ظہر کے بعد کوچ)

ترجمۃ الباب کا مقصد

اس باب سے صخر غامدی رضی اللہ عنہ کی روایت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے جس میں صبح کے وقت کو بابرکت قرار دیا گیا ہے جس سے معلوم ہو رہا تھا کہ دن کے آغاز میں سفر کرنا زیادہ مناسب اور بہتر ہے اور دیگر اوقات میں سفر کرنا مناسب نہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اب یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اوقات سب ایک جیسے ہوتے ہیں کوئی وقت منحوس یا بے برکت نہیں ہوتا، صبح کے وقت کو بابرکت کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرے اوقات برکت سے خالی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حج کا سفر کیا تو ظہر کی نماز مدینہ منورہ میں پڑھی اور پھر روانہ ہوئے اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں ادا کی۔ اس لیے اگر سفر کا آغاز اوّل دن میں ہو تو بہتر ہے اور اچھی بات ہے اور اگر سفر کا آغاز ظہر، عصر یا بالکل آخر دن میں ہو تو وہ بھی ٹھیک ہے۔

← حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم صَلَّى بِالْمَدِينَةِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا، وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ، وَسَمِعْتُهُمْ يَصْرُخُونَ بِهِمَا جَمِيعًا

ترجمہ۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی، ان سے حماد نے حدیث بیان کی، ان سے ایوب نے، ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے انس ؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں ظہر چار رکعت پڑھی (پھر ظہر کے بعد حجۃ الوداع کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے جاتے ہوئے) عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں پڑھی اور میں نے سنا کہ صحابہ حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ ایک ساتھ کہہ رہے تھے۔

بابُ الخُرُوجِ آخِرَ الشَّهرِ (مہینہ کے آخری دنوں میں کوچ)

ترجمۃ الباب کا مقصد

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہاں عقیدۂ جاہلیت کی تردید کرنا ہے۔ دراصل اہل جاہلیت کا یہ خیال تھا کہ اگر مہینے کے آخر میں آدمی سفر کے لیے روانہ ہوتا ہے تو چونکہ مہینے کا اختتام قریب ہوتا ہے اس لیے وہ اس سے بدفالی لیتے تھے کہ جس طرح مہینہ کے ختم ہوتے ہی عمر گھٹتی جارہی ہے اسی طرح ہمارا کام بھی گھاٹے میں رہے گا اور ہمارا مقصد فوت ہوجائے گا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان بری رسومات اور غلط نظریات کو مٹانے آئے تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر حج کے لیے مہینے کے آخر میں روانہ ہوئے۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام صاحب کا مقصد یہاں اس روایت کے ضعف کی طرف اشارہ کرنا ہے جس میں اواخر شہر کو منحوس قرار دیا گیا ہے۔

وَقَالَ كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما انْطَلَقَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم مِنَ الْمَدِينَةِ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ ، وَقَدِمَ مَكَّةَ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ

اور کریب نے بیان کیا' ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع کے لئے مدینہ سے ذی قعدہ کی پچیس کو تشریف لے چلے تھے۔ اور مکہ معظمہ ذی الحجہ کی چوتھی کو پہنچ گئے تھے۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ رضی الله عنها تَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم لِخَمْسِ لَيَالٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ ، وَلاَ نُرَى إِلاَّ الْحَجَّ ، فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَحِلَّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هَذَا فَقَالَ نَحَرَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم عَنْ أَزْوَاجِهِ قَالَ يَحْيَى فَذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيثَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ أَتَتْكَ وَاللَّهِ بِالْحَدِيثِ عَلَى وَجْهِهِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے حدیث بیان کی' ان سے مالک نے ان سے یحیٰی بن سعید نے' ان سے عمرہ بنت عبد الرحمٰن نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ (حجۃ الوداع کے لئے) ہم ذی قعدہ کی پچیس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ (مدینہ سے) روانہ ہوئے۔ ہمارا مقصد حج کے سوا اور کچھ بھی نہ تھا۔ جب ہم مکہ سے قریب ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو جب وہ بیت اللہ کے طواف اور صفا اور مروہ کی سعی سے فارغ ہو لے تو حلال ہوجائے (پھر حج کے لئے بعد میں احرام باندھے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ قربانی کے دن ہمارے یہاں گائے کا گوشت آیا میں نے پوچھا کہ یہ کیسا گوشت ہے؟ تو بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج کی طرف سے جو قربانی کی ہے یہ اسی کا گوشت ہے یحیٰی نے بیان کیا کہ میں نے اس کے بعد اس حدیث کا ذکر قاسم بن محمد سے کیا تو انہوں نے بتایا کہ بخدا عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے تم سے حدیث پوری صحت کے ساتھ بیان کی۔

بَابُ الْخُرُوجِ فِي رَمَضَانَ (رمضان میں کوچ)

اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں سفر کے جواز کو بیان فرمارہے ہیں اور ساتھ ساتھ ان لوگوں پر بھی ردّ فرمارہے ہیں جو ماہ رمضان کے سفر کو مکروہ سمجھتے ہیں۔

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم فِي رَمَضَانَ ، فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيدَ أَفْطَرَ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ

ترجمہ۔ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے زہری نے حدیث بیان کی ان سے عبیداللہ نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فتح مکہ کے لئے مدینہ سے) رمضان میں نکلے تھے اور روزے سے تھے پھر جب مقام کدید پر پہنچے تو آپ نے افطار کیا۔سفیان نے بیان کیا کہ زہری نے بیان کیا انہیں عبیداللہ نے خبر دی اور انہیں ابن عباسؓ نے اور پوری حدیث بیان کی۔

قال سفيان: قال الزهري اخبرني عبيدالله عن ابن عباس وساق الحديث

اس تعلیق کو لانے کا مقصد یہ ہے کہ حدیث الباب میں امام زہری رحمۃ اللہ علیہ عبیداللہ سے "عنعنه" کے ساتھ روایت نقل کررہے ہیں اور یہاں "اخبار" کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔یعنی حدیث الباب کی سند کو تقویت دینا مقصود ہے۔

بَابُ التَّوْدِيعِ (رخصت کرنا)

ترجمۃ الباب کا مقصد

اس باب کی دوغرضیں ہیں: ۱۔ یہ مسنون ہے کہ مسافر مقیم سے مل کر جائے۔جیسا کہ حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مل کر جانا صراحۃً مذکور ہے۔۲۔مقیم کے لیے مسنون ہے کہ مسافر اور مہمان جب جانے لگے تو وہ اس کو رُخصت کرے۔یہ مسئلہ حدیث الباب سے قیاساً ثابت ہوا ہے۔

← وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه أَنَّهُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم فِي بَعْثٍ ، وَقَالَ لَنَا إِنْ لَقِيتُمْ فُلَانًا وَفُلَانًا لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُمَا فَحَرِّقُوهُمَا بِالنَّارِ قَالَ ثُمَّ أَتَيْنَاهُ نُوَدِّعُهُ حِينَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحَرِّقُوا فُلَانًا وَفُلَانًا بِالنَّارِ ، وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللَّهُ ، فَإِنْ أَخَذْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا

ترجمہ۔اور ابن وہب نے بیان کیا انہیں عمرو نے خبر دی انہیں بکیر نے انہیں سلیمان بن یسار نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایک مہم پر بھیجا اور ہمیں ہدایت کی کہ اگر فلاں فلاں دو قریشوں کا آپ نے نام لیا مل جائیں تو انہیں آگ میں جلا دینا۔انہوں نے بیان کیا کہ جب ہم نے کوچ کا ارادہ کیا تو آپ کی خدمت میں رخصت ہونے کے لئے حاضر ہوئے اس وقت آپ نے ارشاد فرمایا۔کہ میں نے تمہیں ہدایت کی تھی کہ

فلاں فلاں اشخاص اگر تمہیں مل جائیں تو انہیں آگ میں جلا دینا لیکن حقیقت یہ ہے کہ آگ کی سزا دینا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے لئے مناسب نہیں ہے اس لئے اب اگر وہ تمہیں مل جائیں تو انہیں قتل کر دینا۔

باب السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلإِمَامِ

امام کے احکام سننا اور ان کو بجالانا

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ، مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِالْمَعْصِيَةِ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلاَ سَمْعَ وَلاَ طَاعَةَ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے عبیداللہ نے بیان کیا' ان سے نافع نے حدیث بیان کی' اور ان سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے اور مجھ سے محمد بن صباح نے حدیث بیان کی' ان سے اسماعیل بن زکریا نے حدیث بیان کی' ان سے عبیداللہ نے' ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمرؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (حکومت اسلامی کے احکام) سننا اور بجالانا (ہر فرد کے لئے) ضروری ہے۔ جب تک گناہ کا حکم نہ دیا جائے۔ کیونکہ اگر گناہ کا حکم دیا جائے تو پھر نہ اسے سننا چاہیئے اور نہ اس پر عمل کرنا چاہیے۔

باب يُقَاتَلُ مِنْ وَرَاءِ الإِمَامِ وَيُتَّقَى بِهِ

امام کی حمایت میں لڑا جائے اور ان کے زیر سایہ زندگی گزاری جائے

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ الأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رضى الله عنه أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ نَحْنُ الآخِرُونَ السَّابِقُونَ وَبِهَذَا الإِسْنَادِ مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ، وَمَنْ يُطِعِ الأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ يَعْصِ الأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي، وَإِنَّمَا الإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ، فَإِنْ أَمَرَ بِتَقْوَى اللَّهِ وَعَدَلَ، فَإِنَّ لَهُ بِذَلِكَ أَجْرًا، وَإِنْ قَالَ بِغَيْرِهِ، فَإِنَّ عَلَيْهِ مِنْهُ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی' انہیں شعیب نے خبر دی' ان سے ابوالزناد نے حدیث بیان کی' ان سے اعرج نے حدیث بیان کی اور انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا' انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا' آپ فرماتے تھے کہ ہم آخری اُمت ہونے کے باوجود (آخرت میں) سب سے پہلے اٹھائے جائیں گے اور اسی سند کے ساتھ روایت ہے کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی' اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی' اس نے میری نافرمانی کی' امام کی مثال ڈھال جیسی ہے کہ اس کے پیچھے رہ کر جنگ کی جاتی ہے اور اسی کے ذریعہ (دشمن کے حملہ سے) بچا جاتا ہے پس اگر امام تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کا حکم دے اور انصاف کو شعار بنائے تو اسے اس کا اجر ملے گا' لیکن اگر اس کے خلاف کہے گا تو اس کا گناہ اس پر ہوگا۔

بَاب الْبَيْعَةِ فِي الْحَرْبِ عَلَىٰ أَنْ لَا يَفِرُّوا

لڑائی کے موقعہ پر یہ عہد لینا کہ کوئی فرار نہ اختیار کرے

وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَلَى الْمَوْتِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى (لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ)

بعض حضرات نے کہا ہے کہ موت پر عہد لینا' اللہ تعالی کے اس ارشاد کی روشنی میں کہ بے شک اللہ تعالی مومنوں سے راضی ہوگیا جب انہوں نے درخت کے نیچے آپ سے عہد کیا۔

اس باب سے ایک اختلاف کا بیان کرنا مقصود ہے اور ساتھ ساتھ ایک قول کو ترجیح دینا مقصود ہے۔ اختلاف یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت رضوان میں نہ بھاگنے پر بیعت لی تھی یا موت تک لڑتے رہے پر بیعت لی تھی؟ یہ اختلاف صرف لفظوں کا ہی ہے ورنہ مطلب دونوں کا ایک ہے۔ امام بخاریؒ پہلے قول کو ترجیح دے رہے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رضی الله عنهما رَجَعْنَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَمَا اجْتَمَعَ مِنَّا اثْنَانِ عَلَى الشَّجَرَةِ الَّتِي بَايَعْنَا تَحْتَهَا ، كَانَتْ رَحْمَةً مِنَ اللّٰهِ فَسَأَلْتُ نَافِعًا عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعَهُمْ عَلَى الْمَوْتِ قَالَ لَا ، بَايَعَهُمْ عَلَى الصَّبْرِ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے جویریہ نے حدیث بیان کی' ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ (صلح حدیبیہ کے بعد) جب ہم دوسرے سال پھر آئے تو ہم میں سے (جنہوں نے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عہد کیا تھا) دو شخص بھی اس درخت کی نشان دہی پر متفق نہیں تھے جس کے نیچے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عہد کیا تھا اور یہ صرف اللہ تعالی کی رحمت تھی' میں نے نافع سے پوچھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے کس بات پر بیعت کی تھی۔ کیا موت پر لی تھی؟ فرمایا کہ نہیں بلکہ صبر و استقامت پر بیعت لی تھی۔

تشریح حدیث

ویسے اگر کمانڈر کی ہدایت پر پوری فوج پسپائی کرے تو یہ قطعاً الگ چیز ہے' مقصود یہی ہے کہ لڑائی کے وقت فوج کے ایک ایک فرد کو کمانڈر کی ہدایت سے ایک انچ نہ ہٹنا چاہیے۔ کوئی ایسا نہ کرے کہ اپنی تنہا کی جان بچانے کیلئے کسی موقعہ پر بھاگ پڑے یا کمانڈر کی ہدایت کے بغیر اپنی جگہ سے ہٹے

یعنی صلح سے پہلے جب حضرت عثمانؓ کے قتل کی خبر آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ناحق خون کا جس کے متعلق بعد میں معلوم ہوا کہ خبر غلط تھی' بدلہ لینے کیلئے تمام صحابہؓ سے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت لی تھی کہ اس ناحق خون کے بدلے کیلئے آخری دم تک کفار سے لڑیں گے' اس بیعت پر اللہ تعالی نے اپنی رضا کا اظہار قرآن میں فرمایا تھا اور یہ اس بیعت میں شریک ہونے والے تمام صحابہؓ کیلئے فخر اور دین و دنیا کا سب سے بڑا اعزاز ہو سکتا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر بعد میں جب ہم صلح کے سال کے عمرہ کی قضا کرنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گئے تو ہم اس جگہ کی نشاندہی نہ کر سکے جہاں بیٹھ کر آں حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے عہد لیا تھا' پھر ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہ اسلام کی تاریخ کا ایک عظیم الشان واقعہ تھا' اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس جگہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول بہت زیادہ ہوگا' جہاں بیٹھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے تمام صحابہؓ سے اللہ کے دین کیلئے اتنی اہم بیعت لی تھی' اس لئے ممکن تھا کہ اگر وہ جگہ ہمیں معلوم ہوتی تو امت کے بعض افراد اس کی وجہ سے فتنہ میں پڑ جاتے اور ممکن تھا کہ جاہل اور خوش عقیدہ قسم کے لوگ مسلمان اس کی تعظیم و تکریم شروع کر دیتے' اس لئے یہ بھی خدا کی بڑی رحمت تھی کہ اس جگہ کے آثار و نشانات ہمارے ذہنوں سے بھلا دیئے اور امت کے ایک طبقہ کو فساد عقیدہ میں مبتلا ہونے سے بچالیا۔

← حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رضى الله عنه قَالَ لَمَّا كَانَ زَمَنَ الْحَرَّةِ أَتَاهُ آتٍ فَقَالَ لَهُ إِنَّ ابْنَ حَنْظَلَةَ يُبَايِعُ النَّاسَ عَلَى الْمَوْتِ فَقَالَ لاَ أُبَايِعُ عَلَى هَذَا أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے وہب نے حدیث بیان کی' ان سے عمرو بن یحییٰ نے' ان سے عباد بن تمیم نے اور ان سے عبداللہ بن زیدؓ نے بیان کیا کہ حرہ کی لڑائی کے زمانہ میں ایک صاحب ان کے پاس آئے اور کہا کہ عبداللہ بن حنظلہ لوگوں سے (یزید کے خلاف) موت پر بیعت لے رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد میں اب اس پر کسی سے بیعت (عہد) نہیں کروں گا۔

تشریح حدیث

یعنی مقام حدیبیہ میں صلح سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تمام صحابہؓ کے ساتھ میں نے اس کا عہد کیا تھا' وہ عہد کافی ہے آپ کے بعد کسی کے سامنے اس عہد کی اب ضرورت نہیں۔

← حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ رضى الله عنه قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ عَدَلْتُ إِلَى ظِلِّ الشَّجَرَةِ، فَلَمَّا خَفَّ النَّاسُ قَالَ يَا ابْنَ الأَكْوَعِ، أَلاَ تُبَايِعُ قَالَ قُلْتُ قَدْ بَايَعْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَأَيْضًا فَبَايَعْتُهُ الثَّانِيَةَ، فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ، عَلَى أَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تُبَايِعُونَ يَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ

ترجمہ۔ ہم سے مکی بن ابراہیم نے حدیث بیان کی' ان سے یزید بن ابی عبید نے حدیث بیان کی' اور ان سے سلمہ بن الاکوعؓ نے بیان کیا کہ (حدیبیہ کے موقعہ پر) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت (عہد) کی' پھر ایک درخت کے سائے میں آکر کھڑا ہوگیا۔ جب لوگوں کا ہجوم کم ہوا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ ابن الاکوع! کیا بیعت نہیں کرو گے؟ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں تو بیعت کر چکا ہوں' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' لیکن ایک مرتبہ اور چنانچہ میں نے دوبارہ بیعت کی (یزید بن ابی عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے سلمہ بن الاکوعؓ سے پوچھا' ابوسلمہ! اس دن آپ حضرات نے کس بات کا عہد کیا تھا؟ فرمایا کہ موت کا۔

← حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رضى الله عنه يَقُولُ كَانَتِ الأَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُولُ نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا حَيِينَا أَبَدًا فَأَجَابَهُمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ اللَّهُمَّ لاَ عَيْشَ إِلاَّ عَيْشُ الآخِرَهْ فَأَكْرِمِ الأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ

ترجمہ۔ ہم سے حفص بن عمر نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے حمید نے بیان کیا اور

انہوں نے انسؓ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ انصار خندق کھودتے ہوئے (غزوہ خندق کے موقعہ پر کہتے تھے) ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جہاد کا عہد کیا ہے' ہمیشہ کیلئے' جب تک ہمارے جس میں جان ہے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر انہیں یہ جواب دیا' آپ نے فرمایا ''اے اللہ! زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے' پس آپ (آخرت میں) انصار اور مہاجرین کا اکرام کیجئے''۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فُضَيْلٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ مُجَاشِعٍ رضی الله عنه قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم أَنَا وَأَخِي فَقُلْتُ بَايِعْنَا عَلَى الْهِجْرَةِ فَقَالَ مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِأَهْلِهَا فَقُلْتُ عَلَامَ تُبَايِعُنَا قَالَ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْجِهَادِ

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے حدیث بیان کی' انہوں نے محمد بن فضیل سے سنا' انہوں نے عاصم سے' انہوں نے ابوعثمان سے اور ان سے مجاشعؓ نے بیان کیا کہ میں اپنے بھائی کے ساتھ (فتح مکہ کے بعد) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہم سے ہجرت پر بیعت لے لیجئے' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہجرت تو (مکہ کے فتح ہونے کے بعد وہاں سے) ہجرت کر کے آنے والوں پر ختم ہوگئی۔ میں نے عرض کیا' پھر آپ ہم سے کس بات پر بیعت لے لیں گے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام اور جہاد پر۔

باب عَزْمِ الإِمَامِ عَلَى النَّاسِ فِيمَا يُطِيقُونَ

لوگوں کیلئے امام کی اطاعت انہیں امور میں واجب ہوتی ہے جن کی مقدرت ہو

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ رضی الله عنه لَقَدْ أَتَانِي الْيَوْمَ رَجُلٌ فَسَأَلَنِي عَنْ أَمْرٍ مَا دَرَيْتُ مَا أَرُدُّ عَلَيْهِ ، فَقَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلاً مُؤْدِيًا نَشِيطًا ، يَخْرُجُ مَعَ أُمَرَائِنَا فِي الْمَغَازِي ، فَيَعْزِمُ عَلَيْنَا فِي أَشْيَاءَ لاَ نُحْصِيهَا فَقُلْتُ لَهُ وَاللَّهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لَكَ إِلاَّ أَنَّا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم فَعَسَى أَنْ لاَ يَعْزِمَ عَلَيْنَا فِي أَمْرٍ إِلاَّ مَرَّةً حَتَّى نَفْعَلَهُ ، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَنْ يَزَالَ بِخَيْرٍ مَا اتَّقَى اللَّهَ ، وَإِذَا شَكَّ فِي نَفْسِهِ شَيْءٌ سَأَلَ رَجُلاً فَشَفَاهُ مِنْهُ ، وَأَوْشَكَ أَنْ لاَ تَجِدُوهُ ، وَالَّذِي لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ مَا أَذْكُرُ مَا غَبَرَ مِنَ الدُّنْيَا إِلاَّ كَالثَّغْبِ شُرِبَ صَفْوُهُ وَبَقِيَ كَدَرُهُ

ترجمہ۔ ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے حدیث بیان کی' ان سے جریر نے حدیث بیان کی' ان سے منصور نے' ان سے ابووائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ میرے پاس ایک شخص آیا اور ایسی بات پوچھی کہ میری کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ اس کا جواب کیا دوں) اس نے پوچھا مجھے یہ مسئلہ بتایئے کہ ایک شخص مسرور اور خوش ہتھیار بند ہو کر ہمارے حکام کے ساتھ جہاد کے لئے جاتا ہے۔ پھر حکام ہمیں (اور اسے بھی) ایسی چیزوں کا مکلف قرار دیتے ہیں جو ہماری طاقت سے باہر ہیں؟ تو ہمیں ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیئے۔ میں نے اس سے کہا بخدا' مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا کہ تمہاری بات کا کیا جواب دوں' البتہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ (آپ کی حیات مبارکہ میں) تھے تو آپ کو کسی بھی معاملہ میں صرف ایک مرتبہ حکم کی ضرورت پیش آتی تھی اور ہم فوراً ہی اسے بجالاتے تھے۔ یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ تم لوگوں میں اس وقت تک خیر رہے گی جب تک تم اللہ تعالی سے ڈرتے رہے۔ اور اگر تمہارے دل میں کسی معاملہ میں شبہ پیدا ہو جائے (کہ کرنا چاہیئے یا نہیں تو کسی عالم سے اس کے متعلق پوچھ لو' تاکہ تشفی ہو جائے' وہ دور بھی آنے والا ہے کہ کوئی ایسا آدمی بھی (جو

صحیح صحیح مسئلے بتادے) تمہیں نہیں ملے گا' اس ذات کی قسم جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں' جتنی دنیا باقی رہ گئی ہے وہ وادی کے اس پانی کی طرح ہے جس کا اچھا اور صاف حصہ تو پیا جا چکا ہے اور گدلا باقی رہ گیا ہے (تھوڑی مقدار میں)

باب كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ أَوَّلَ النَّهَارِ أَخَّرَ الْقِتَالَ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر دن ہوتے ہی جنگ نہ شروع کردیتے تو پھر سورج کے زوال تک ملتوی رکھتے

مقصد ترجمۃ الباب

اس باب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتال کا وقت بیان کرنا مقصود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے شروع میں قتال شروع کیا کرتے تھے اور اگر دن کے شروع میں قتال شروع نہ کرتے تو پھر زوال تک مؤخر کردیتے تھے۔

زوال تک قتال کو مؤخر کرنے کی حکمتیں

۱۔ بوقت زوال اللہ کی خصوصی امداد نازل ہوتی ہے۔

۲۔ ظہر کی نماز کے بعد دُعا مانگنے کا موقع مل جائے گا اور نماز کے بعد دُعا قبول ہوتی ہے۔

۳۔ گرمی کا زور ختم ہوجاتا ہے چونکہ اکثر ہوائیں زوال آفتاب کے بعد چلتی ہیں تو لڑنے والا زیادہ تھکن محسوس نہیں کرتا اور نہ ہی اسے زیادہ مشقت اُٹھانی پڑتی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ وَكَانَ كَاتِبًا لَهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى رضی الله عنهما فَقَرَأْتُهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا انْتَظَرَ حَتَّى مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ، لاَ تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَسَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلاَلِ السُّيُوفِ. ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الأَحْزَابِ، اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی' ان سے معاویہ بن عمرو نے حدیث بیان کی' ان سے ابواسحاق نے حدیث بیان کی' ان سے موسیٰ بن عقبہ نے' ان سے عمر بن عبیداللہ کے مولی سالم ابی النضر نے' سالم ان کے کاتب تھے' بیان کیا کہ عبداللہ بن ابی اوفیؓ نے انہیں خط لکھا اور میں نے اسے پڑھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک غزوہ کے موقعہ پر جس میں لڑائی ہوئی تھی' سورج کے زوال تک جنگ شروع نہیں کی' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا لوگو! دشمن کے ساتھ جنگ کی خواہش اور تمنا دل میں نہ رکھا کرو بلکہ اللہ تعالیٰ سے امن وعافیت کی دعا کیا کرو' البتہ جب دشمن سے مڈبھیڑ ہو ہی جائے تو پھر صبر واستقامت کا ثبوت دو' یاد رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے

ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا۔اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے بادل بھیجنے والے احزاب (دشمن کے دستوں) کو شکست دینے والے انہیں شکست دیجئے اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد کیجئے۔

باب اسْتِئْذَانِ الرَّجُلِ الإِمَامَ

امام سے اجازت لینا

لِقَوْلِهِ (إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّى يَسْتَأْذِنُوهُ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ) إِلَى آخِرِ الآيَةِ

اللہ تعالی کے اس ارشاد کی روشنی میں کہ بے شک مومن وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔اور جب وہ اللہ کے رسول کے ساتھ کسی اجتماعی معاملے میں مصروف ہوتے ہیں تو ان سے اجازت لئے بغیر ان کے یہاں سے نہیں جاتے' بے شک وہ لوگ جو آپ سے اجازت لیتے ہے۔آخر آیت تک۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضی الله عنهما قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ فَتَلاَحَقَ بِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَأَنَا عَلَى نَاضِحٍ لَنَا قَدْ أَعْيَا فَلاَ يَكَادُ يَسِيرُ فَقَالَ لِي مَا لِبَعِيرِكَ قَالَ قُلْتُ عَيِيَ قَالَ فَتَخَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَزَجَرَهُ وَدَعَا لَهُ ، فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الإِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيرُ فَقَالَ لِي كَيْفَ تَرَى بَعِيرَكَ قَالَ قُلْتُ بِخَيْرٍ قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ أَفَتَبِيعُنِيهِ قَالَ فَاسْتَحْيَيْتُ ، وَلَمْ يَكُنْ لَنَا نَاضِحٌ غَيْرُهُ ، قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَبِعْنِيهِ فَبِعْتُهُ إِيَّاهُ عَلَى أَنَّ لِي فَقَارَ ظَهْرِهِ حَتَّى أَبْلُغَ الْمَدِينَةَ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي عَرُوسٌ ، فَاسْتَأْذَنْتُهُ فَأَذِنَ لِي ، فَتَقَدَّمْتُ النَّاسَ إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ ، فَلَقِيَنِي خَالِي فَسَأَلَنِي عَنِ الْبَعِيرِ ، فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا صَنَعْتُ فِيهِ فَلاَمَنِي ، قَالَ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِي حِينَ اسْتَأْذَنْتُهُ هَلْ تَزَوَّجْتَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا فَقَالَ هَلاَّ تَزَوَّجْتَ بِكْرًا تُلاَعِبُهَا وَتُلاَعِبُكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ تُوُفِّيَ وَالِدِي أَوِ اسْتُشْهِدَ وَلِي أَخَوَاتٌ صِغَارٌ ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ مِثْلَهُنَّ ، فَلاَ تُؤَدِّبُهُنَّ ، وَلاَ تَقُومُ عَلَيْهِنَّ ، فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا لِتَقُومَ عَلَيْهِنَّ وَتُؤَدِّبَهُنَّ قَالَ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم الْمَدِينَةَ غَدَوْتُ عَلَيْهِ بِالْبَعِيرِ ، فَأَعْطَانِي ثَمَنَهُ ، وَرَدَّهُ عَلَيَّ قَالَ الْمُغِيرَةُ هَذَا فِي قَضَائِنَا حَسَنٌ لاَ نَرَى بِهِ بَأْسًا

ترجمہ۔ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے حدیث بیان کی' انہیں جریر نے خبر دی انہیں مغیرہ نے' انہیں شعبی نے اور ان سے جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک تھا' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔میں اپنے ایک اونٹ پر سوار تھا۔چونکہ وہ تھک چکا تھا اس لئے بہت دھیرے دھیرے چل رہا تھا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ تھک گیا ہے۔بیان کیا کہ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیچھے گئے اور اسے ڈانٹا اور اس کے لئے دعا کی۔اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر اس اونٹ کے آگے آگے چلتے رہے' پھر آپ نے دریافت فرمایا' اپنے اونٹ کے متعلق کیا خیال ہے؟ میں نے کہا کہ اب اچھا ہے۔آپ کی برکت سے ایسا ہو گیا ہے۔آپ نے فرمایا۔پھر کیا اسے بیچو گے؟

انہوں نے بیان کیا کہ میں شرمندہ ہو گیا' کیونکہ ہمارے پاس اس کے سوا اور کوئی اونٹ نہیں تھا بیان کیا کہ میں نے عرض کیا جی ہاں ۔آپ نے فرمایا پھر بیچ دو' چنانچہ میں نے وہ اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیچ دیا اور طے یہ پایا کہ مدینہ تک میں اسی پر سوار ہو کر جاؤں گا۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری شادی ابھی نئی ہوئی ہے۔ میں نے آپ سے (اپنے گھر جانے کی) اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت عنایت فرمادی۔اس لئے میں سب سے پہلے مدینہ پہنچ آیا' جب ماموں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ سے اونٹ کے متعلق پوچھا' جو معاملہ میں کر چکا تھا اس کی انہیں اطلاع دی تو انہوں نے مجھے بہت برا بھلا کہا۔ جب میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت چاہی تھی تو آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا تھا کہ کنواری سے شادی کی ہے یا ثیبہ سے؟ میں نے عرض کیا تھا کہ ثیبہ سے! اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ باکرہ سے کیوں نہ کی وہ بھی تمہارے ساتھ کھیلتی اور تم بھی اس کے ساتھ کھیلتے (کیونکہ حضرت جابرؓ بھی ابھی کنوارے تھے) میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے والد کی وفات ہوئی ہے یا (یہ کہا کہ) وہ شہید ہو چکے ہیں اور میری چھوٹی چھوٹی بہنیں ہیں' اس لئے مجھے اچھا معلوم نہیں ہوا کہ انہیں جیسی کسی لڑکی کو بیاہ لاؤں' جو نہ انہیں ادب سکھا سکے نہ ان کی نگرانی کر سکے' اس لئے میں نے ثیبہ سے شادی کی' تا کہ وہ ان کی نگرانی کرے اور انہیں ادب سکھائے انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ پہنچے تو صبح کے وقت میں اسی اونٹ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس اونٹ کی قیمت عطا فرمائی۔ اور پھر وہ اونٹ بھی واپس کر دیا' مغیرہؒ نے فرمایا کہ ہمارے فیصلے کے اعتبار سے بھی یہ صورت مناسب ہے اس میں کوئی مضائقہ ہم نہیں سمجھتے۔

تشریح حدیث

یہ مسلم اور امام احمد کی روایت ہے یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ جابرؓ اجازت لے کر جدا ہوئے

بَاب مَنْ غَزَا وَهُوَ حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسِهِ

نئی نئی شادی ہونے کے باوجود جنہوں نے غزوے میں شرکت کی

فِيهِ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اس باب میں جابرؓ کی روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے ہے۔

بَاب مَنِ اخْتَارَ الْغَزْوَ بَعْدَ الْبِنَاءِ

شب زفاف کے بعد جس نے غزوہ میں شرکت کو پسند کیا

فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اس باب میں ابو ہریرہؓ کی روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے ہے۔

بَاب مُبَادَرَةِ الْإِمَامِ عِنْدَ الْفَزَعِ (خوف اور دہشت کے وقت امام کا آگے بڑھنا)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَزَعٌ

، فَرَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ ، فَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ ، وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا

ترجمہ۔ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے ان سے قتادہ نے حدیث بیان کی اور ان سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ مدینہ میں خوف و دہشت پھیل گئی (ایک متوقع خطرہ کی بناء پر) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوطلحہؓ کے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر (حالات معلوم کرنے کے لئے سب سے آگے تھے پھر آپ نے فرمایا کہ ہم نے تو کوئی بات محسوس نہیں کی البتہ اس گھوڑے کو ہم نے دریا پایا (تیزی اور چابک دستی میں)

باب السُّرْعَةِ وَالرَّكْضِ فِي الْفَزَعِ

خوف اور دہشت کے موقعہ پر سرعت اور گھوڑے کو ایڑ لگانا

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه قَالَ فَزِعَ النَّاسُ فَرَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ بَطِيئًا ، ثُمَّ خَرَجَ يَرْكُضُ وَحْدَهُ ، فَرَكِبَ النَّاسُ يَرْكُضُونَ خَلْفَهُ ، فَقَالَ لَمْ تُرَاعُوا ، إِنَّهُ لَبَحْرٌ فَمَا سُبِقَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ

ترجمہ۔ہم سے فضل بن سہیل نے حدیث بیان کی ان سے حسین بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے جریر بن حازم نے حدیث بیان کی ان سے محمد نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ لوگوں میں خوف اور دہشت پھیل گئی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوطلحہؓ کے گھوڑے پر جو بہت سست تھا سوار ہوئے اور تنہا اس کی کونکہ میں) ایڑ لگاتے ہوئے آگے بڑھے۔ صحابہ بھی آپ کے پیچھے سوار ہو کر نکلے اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ خوف زدہ ہونے کی کوئی بات نہیں البتہ یہ گھوڑا تو دریا ہے اس دن کے بعد پھر وہ گھوڑا (دوڑ وغیرہ کے موقعہ پر) کبھی پیچھے نہیں رہا۔

باب الْجَعَائِلِ وَالْحُمْلَانِ فِي السَّبِيلِ

جہاد کی اجرت اور اس کیلئے سواریاں مہیا کرنا

وَقَالَ مُجَاهِدٌ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ الْغَزْوُ قَالَ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أُعِينَكَ بِطَائِفَةٍ مِنْ مَالِي قُلْتُ أَوْسَعَ اللّٰهُ عَلَيَّ قَالَ إِنَّ غِنَاكَ لَكَ ، وَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَكُونَ مِنْ مَالِي فِي هٰذَا الْوَجْهِ وَقَالَ عُمَرُ إِنَّ نَاسًا يَأْخُذُونَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ لِيُجَاهِدُوا ، ثُمَّ لَا يُجَاهِدُونَ ، فَمَنْ فَعَلَهُ فَنَحْنُ أَحَقُّ بِمَالِهِ ، حَتّٰى نَأْخُذَ مِنْهُ مَا أَخَذَ وَقَالَ طَاوُسٌ وَمُجَاهِدٌ إِذَا دُفِعَ إِلَيْكَ شَيْءٌ تَخْرُجُ بِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَاصْنَعْ بِهِ مَا شِئْتَ ، وَضَعْهُ عِنْدَ أَهْلِكَ

مجاہد نے بیان کیا کہ میں نے ابن عمرؓ کے سامنے اپنے غزوے میں شرکت کا ارادہ ظاہر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی تمہاری اپنی طرف سے کچھ مالی مدد کروں (جس سے جہاد کی تیاریاں اچھی طرح کر سکو) میں نے عرض کیا کہ اللہ کا دیا ہوا میرے پاس کافی ہے لیکن انہوں نے فرمایا کہ تمہاری سرمایہ کاری تمہیں مبارک ہو۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ اس طرح میرا مال بھی اللہ کے راستے میں خرچ ہو جائے عمرؓ نے فرمایا تھا کہ بہت سے لوگ اس مال کو (بیت المال کے) اس شرط پر لیتے ہیں کہ وہ جہاد میں شریک ہوں گے لیکن شرکت سے بعد میں گریز کرتے ہیں۔ اس لئے جو شخص یہ طرز عمل اختیار کرے گا تو

ہم اس کے مال کے زیادہ حق دار ہیں۔اور ہم سے وہ مال جو اس نے (بیت المال کا) لیا تھا وصول کر لیں گے' طاؤس اور مجاہد نے فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی چیز اس شرط کے ساتھ دی جائے کہ اس کے بدلے میں تم جہاد کے لئے نکلو گے تو تم اسے جہاں جی چاہے خرچ کر سکتے ہو اپنے گھر کی ضروریات بھی لا سکتے ہو (البتہ جہاد میں شرکت ضروری ہے)

تحقیق الفاظ ترجمۃ الباب

جعائل: یہ جعیلہ یا جعالہ کی جمع ہے۔ "جَعَل" (بفتح الجیم) مصدر اور (بالضم) اسم ہے۔اس کے معنی اجرت اور مزدوری کے ہیں اور شرعاً اس مال کو کہا جاتا ہے جو مجاہد فی سبیل اللہ کو بطور زادِراہ کے دیا جائے۔

"حُملان": یہ مصدر ہے "حَمْلً" کی طرح۔ "السبیل": اس سے مراد جہاد ہے۔

مقصد ترجمۃ الباب

ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ کی راہ میں تطوعاً بنیت ثواب خرچ کرنا چاہتا ہے جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کیا یا جس کے پاس مال نہ ہو وہ دیگر اسباب و آلات جہاد کے ذریعے مجاہد کی مدد کرنا چاہتا ہے۔جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گھوڑا دے کر مجاہد کو سواری مہیا فرمائی' تو یہ بہت ہی اچھا عمل ہے۔

جُعل کی دو صورتیں ہیں

ا۔کوئی شخص خود تو جہاد میں نہیں جا رہا لیکن جانے والے مجاہد کے ساتھ تعاون کر رہا ہے بذریعہ مال یا بذریعہ سواری تو متفقہ طور پر یہ عمل مستحسن ہے۔

۲۔جہاد وغیرہ کی تشکیل میں نام تو اس کا آیا لیکن وہ جی چراتے ہوئے کسی اور کو اپنے بدلے بھیج دیتا ہے اور اپنی طرف سے مزدوری اور سواری بھی دیتا ہے تو اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔بعض کے نزدیک جائز ہے اور بعض کے نزدیک جائز نہیں۔

مالکیہ کا مذہب

ا۔اگر مجاہد رضا کارانہ طور پر جہاد کے لیے جا رہا ہے تو اس کے لیے جعل یعنی مزدوری لینا مکروہ ہے۔

۲۔اگر مجاہد تنخواہ دار ہو تو وہ اپنے بدلے میں کسی اور کو جعل یعنی مزدوری دے کر بھیج دے تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل تعامل اہل المدینہ ہے۔

حنفیہ کا مذہب

اگر بیت المال میں مجاہدین کے لیے زادِراہ کی گنجائش ہو تو لوگوں سے جعل لینا مکروہ ہے۔بیت المال سے ہی مجاہدین کی معاونت کرنا چاہیے اور اگر بیت المال میں گنجائش نہ ہو تو مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مجاہدین کو زادِراہ فراہم

کریں۔ واضح رہے کہ یہ تعاون کی ایک شکل ہے نہ کہ بدلے کی۔

شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ جُعل لینا بالکل ناجائز ہے۔ البتہ اگر مجاہد حاکم وقت سے جُعل لیتا ہے تو وہ جائز ہے۔

حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ سَمِعْتُ مَالِکَ بْنَ أَنَسٍ سَأَلَ زَیْدَ بْنَ أَسْلَمَ ، فَقَالَ زَیْدٌ سَمِعْتُ أَبِی یَقُولُ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ حَمَلْتُ عَلَی فَرَسٍ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ ، فَرَأَیْتُهُ یُبَاعُ ، فَسَأَلْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم آشْتَرِیهِ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ ، وَلَا تَعُدْ فِی صَدَقَتِکَ

ترجمہ۔ ہم سے حمیدی نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' بیان کیا کہ میں نے مالک بن انس سے سنا' انہوں نے زید بن اسلم سے پوچھا تھا اور زید نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا تھا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ عمر بن خطابؓ نے فرمایا میں نے اللہ کے راستے میں (جہاد کے لئے) اپنا ایک گھوڑا ایک شخص کو سواری کے لئے دے دیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ (بازار میں) وہی گھوڑا بک رہا تھا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اسے خرید سکتا ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس گھوڑے کو تم نہ خریدو اور اپنا صدقہ (خواہ خرید کر) واپس نہ لو۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیلُ قَالَ حَدَّثَنِی مَالِکٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلَی فَرَسٍ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ ، فَوَجَدَهُ یُبَاعُ ، فَأَرَادَ أَنْ یَبْتَاعَهُ ، فَسَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ لَا تَبْتَعْهُ ، وَلَا تَعُدْ فِی صَدَقَتِکَ

ترجمہ۔ ہم سے اسماعیل نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے مالک نے حدیث بیان کی' ان سے نافع نے' ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے کہ عمر بن خطابؓ نے اللہ کے راستے میں اپنا ایک گھوڑا اسواری کے لئے دے دیا تھا۔ پھر انہوں نے دیکھا کہ وہی گھوڑا بک رہا ہے۔ اپنے گھوڑے کو انہوں نے خریدنا چاہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اسے نہ خریدو اور اس طرح اپنے صدقہ کو واپس نہ لو۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیدٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیدٍ الْأَنْصَارِیِّ قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَی أُمَّتِی مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِیَّةٍ ، وَلَکِنْ لَا أَجِدُ حَمُولَةً ، وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَیْهِ ، وَیَشُقُّ عَلَیَّ أَنْ یَتَخَلَّفُوا عَنِّی ، وَلَوَدِدْتُ أَنِّی قَاتَلْتُ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ فَقُتِلْتُ ، ثُمَّ أُحْیِیتُ ثُمَّ قُتِلْتُ ، ثُمَّ أُحْیِیتُ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے یحیٰی بن سعید بن قطان نے حدیث بیان' ان سے یحیٰی بن سعید انصاری نے بیان کیا' اور ان سے ابوصالح نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے ابوہریرہؓ سے سنا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ گزرتا تو میں کسی سریہ (جہاد کے سلئے جانے والے مجاہدین کا ایک چھوٹا سا دستہ جس کی تعداد چالیس سے زیادہ نہ ہو) کی شرکت نہ چھوڑتا لیکن میرے پاس سواری کے اونٹ نہیں ہیں اور یہ مجھ پر بہت شاق ہے کہ میرے ساتھی مجھ سے پیچھے رہ جائیں میری تو یہ خواہش ہے کہ اللہ کے راستے میں میں قتال کروں اور قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں۔

باب مَا قِیلَ فِی لِوَاءِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم

جہاد کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرچم

اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی جھنڈا ہوا کرتا تھا۔ لواء اور رایہ کے مصداق میں تین

اہم قول ہیں: (۱) دونوں لفظ مترادف ہیں۔ (۲) لواء نیزے پر باندھا جاتا ہے اور نیزے کی حرکت کے ساتھ حرکت کرتا ہے اور رایہ عموماً بانس کے ساتھ باندھا جاتا ہے اور ہوا کی حرکت سے حرکت کرتا ہے۔ (۳) لوا بڑا جھنڈا ہوتا ہے اور رایہ امیر کی جگہ کی نشاندہی کرنے کے لیے چھوٹا جھنڈا ہوتا ہے۔

پھر راجح یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کا کوئی رنگ متعین نہ تھا جو کپڑا سامنے آ گیا۔ بطور علامت کے باندھ لیا جاتا تھا کیونکہ ابوداؤد کے ایک ہی باب میں جھنڈے کی صفات میں لمزہ بھی ہے۔ ابیض بھی ہے اور صفراء بھی ہے۔

حدثنا سعد بن ابی مریم قال حدثنی اللیث قال اخبرنی عقیل عن ابن شهاب قال اخبرنی ثعلبة بن ابی مالک ن القرظی ان قیس بن سعد ن الانصاری رضی الله عنه و کان صاحب لواء رسول الله لی الله علیه وسلم اراد الحج فرجل

ہم سے سعد بن مریم نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے لیث نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھے عقیل نے خبر دی' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' انہیں ثعلبہ بن ابی مالک قرظی نے خبر دی کہ قیس بن سعد انصاریؓ نے جو جہاد میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمبردار تھے۔ جب حج کا ارادہ کیا تو (احرام باندھنے سے پہلے) کنگھی کی۔

حدثنا قتیبه حدثنا حاتم بن اسمعیل عن یزید بن عبیدالله عن سلمة بن الاکوع رضی الله عنه قال کان علی رضی الله عنه تخلف عن النبی صلی الله علیه وسلم فی خیبر وکان به رمد فقال انا اتخلف عن رسول الله صلی الله علیه وسلم فخرج علی فلحق النبی صلی الله علیه وسلم فلما کان مساء اللیلة التی فحتها فی صَباحها فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لاعطین الرایة اوقال لیاخذن غدار رجل یحبه الله ورسوله اوقال یحب الله ورسوله' یفتح اله علیه فاذا نحن بعلی ومانر جوه فقالوا هذا علی فاعطاه رسول الله صلی الله علیه وسلم ففتح الله علیه

ہم سے قتیبہ نے حدیث بیان کی' ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن الاکوعؓ نے بیان کیا کہ غزوۂ خیبر کے موقعہ پر حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہیں آئے تھے' انہیں آشوب چشم ہو گیا تھا' پھر انہوں نے کہا کہ کیا میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک نہ ہوں گا۔ چنانچہ وہ نکلے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملے۔ اس رات کو جب شام کا وقت ہوا جس کی صبح کو خیبر فتح ہوا ہے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' میں اسلامی پرچم اس شخص کو دوں گا (یا آپ نے یہ فرمایا کہ) کل اسلامی پرچم اس شخص کے ہاتھ میں ہوگا جسے اللہ اور اس کے رسول پسند کرتے ہیں' یا آپ نے یہ فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اس شخص کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائے گا۔ پھر حضرت علیؓ بھی آ گئے' حالانکہ ان کے آنے کی ہمیں توقع نہ تھی (کیونکہ آشوب چشم میں مبتلا تھے) لوگوں نے کہا کہ یہ علی بھی آ گئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھنڈا انہیں کو دیا اور اللہ نے انہیں کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائی۔

حدثنا محمد بن العلآء حدثنا ابو اسامة عن هشام بن عروة عن ابیه عن نافع بن جبیر قال سمعت العباس یقول للزبیر رضی الله عنه عنهما ههنا امرک النبی صلی الله علیه وسلم ان ترکز الرایة

ہم سے محمد بن علاء نے حدیث بیان کی' ان سے ابو اسامہ نے حدیث بیان کی' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے

ان کے والد نے اور ان سے نافع بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے سنا کہ عباسؓ زبیرؓ سے کہہ رہے تھے کہ کیا یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو پرچم نصب کرنے کا حکم دیا تھا۔

باب الأَجِيرِ (مزدور)

وَقَالَ الْحَسَنُ وَابْنُ سِيرِينَ يُقْسَمُ لِلأَجِيرِ مِنَ الْمَغْنَمِ وَأَخَذَ عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ فَرَسًا عَلَى النِّصْفِ، فَبَلَغَ سَهْمُ الْفَرَسِ أَرْبَعَمِائَةِ دِينَارٍ، فَأَخَذَ مِائَتَيْنِ وَأَعْطَى صَاحِبَهُ مِائَتَيْنِ

حسن اور ابن سیرین نے فرمایا کہ مال غنیمت میں سے مزدور کو بھی حصہ دیا جائے گا۔ عطیہ بن قیس نے ایک گھوڑا (مال غنیمت کے حصے کے) نصف کی شرط پر لیا۔ گھوڑے کے حصہ میں (فتح کے بعد مال غنیمت سے) چار سو دینار آئے تو انہوں نے دو سو دینار خود رکھ لئے اور دو سو بقیہ (نصف) گھوڑے کے مالک کو دے دیئے۔

یہ باب قائم کر کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک حکم بیان کرنا چاہتے ہیں کہ "اجیر فی الغزو کو مال غنیمت میں حصہ ملے گا یا نہیں؟

"اجیر فی الغزو" کی دو حالتیں ہیں یا تو اجیر للخدمت ہوگا یا اجیر للقتال ہوگا۔ اجیر للخدمت وہ ہوتا ہے جو کسی مجاہد کی ذاتی خدمت کے لیے یا اس کے گھوڑے وغیرہ کی دیکھ بھال کے لیے ساتھ لے لیا جاتا ہے۔ یہ بالاتفاق جائز ہے لیکن مال غنیمت میں سے اسے حصہ ملے گا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ حنفیہ کے نزدیک اجیر خدمت کو سہم نہیں ملے گا صرف اجرت ملے گی کیونکہ وہ قتال کے ارادہ سے نہیں گیا۔ البتہ اگر اس نے خدمت چھوڑ کر قتال میں شرکت کی تو وہ بھی لشکر میں سے شمار ہوگا اور اسے سہم غنیمت ملے گا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ابن المنذر لیث بن سعد سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے حنفیہ سے موافق قول منقول ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایتیں منقول ہیں ایک روایت تو حنفیہ کے موافق ہے جب کہ دوسری روایت کے مطابق اجیر خدمت کو سہم غنیمت مطلقاً نہیں ملے گا۔

اجیر للقتال کے بارے میں احناف کہتے ہیں کہ اسے مال غنیمت میں سے حصہ ملے گا مزدوری نہیں ملے گی۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ بھی تقریباً یہی کہتے ہیں کہ مزدوری نہیں ملے گی۔ اگر اس نے قتال کیا تو مال غنیمت حاصل ہونے کی صورت میں اسے مال غنیمت ملے گا۔

شوافع کے مذہب کی تفصیل یہ ہے کہ مسلمان آزاد بالغ اگر صف قتال میں موجود رہا تو اسے سہم غنیمت ملے گا کیونکہ اس پر جہاد فرض ہے اس لیے وہ اجرت کا مستحق نہ ہوگا۔ البتہ اگر وہ غلام ہو نابالغ ہو یا کافر ہو تو مزدوری اور اجرت کا استحقاق ہوگا۔

مالکیہ اور حنابلہ کا موقف یہ ہے کہ اجیر للقتال کو صرف اس کی اجرت ملے گی۔ ان حضرات کا استدلال حدیث الباب سے ہے جبکہ احناف حدیث الباب اور ایسی دیگر روایات کو اجیر للخدمت پر محمول کرتے ہیں۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ رضى الله عنه قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم غَزْوَةَ تَبُوكَ، فَحَمَلْتُ عَلَى بَكْرٍ، فَهُوَ أَوْثَقُ أَعْمَالِي فِي نَفْسِي، فَاسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا، فَقَاتَلَ رَجُلاً، فَعَضَّ أَحَدُهُمَا الآخَرَ فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيهِ، وَنَزَعَ ثَنِيَّتَهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَأَهْدَرَهَا فَقَالَ أَيَدْفَعُ يَدَهُ إِلَيْكَ فَتَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے ابن جریج نے حدیث

بیان کی ان سے عطاء نے ان سے صفوان بن یعلی نے اور ان سے ان کے والد (یعلی بن امیہ) نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں شریک تھا اور ایک نوخیز اونٹ پر سوار تھا۔ میرے اپنے خیال میں میرا یہ عمل تمام دوسرے اعمال کے مقابلے میں سب سے زیادہ قابل اعتماد تھا (کہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوگا) میں نے ایک مزدور بھی اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ پھر وہ مزدور ایک شخص (خود یعلی بن امیہ (رضی اللہ عنہ) سے لڑ پڑا۔ اور ان میں سے ایک نے دوسرے کے ہاتھ میں دانت سے کاٹ لیا دوسرے نے جھٹ جو اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچا تو اسکا آگے کا دانت ٹوٹ گیا۔ وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہ میرے دانت کا بدلہ دلوائیے لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ کھینچنے والے پر کوئی تاوان نہیں عائد کیا' بلکہ فرمایا تمہارے منہ میں وہ اپنا ہاتھ یوں ہی رہنے دیتا تا کہ تم اسے چبا جاؤ جیسے اونٹ چباتا ہے۔

باب قول النّبی صلی اللہ علیہ وسلّم نُصرت بالرعب مسیرة شهر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد کہ ایک مہینہ کی مسافت تک میرے رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے

وقولہ عزوجل سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَکُوْا بِاللّٰہِ قال جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور اللہ تعالی کا ارشاد کہ عنقریب ہم ان لوگوں کے دلوں کو مرعوب کر دیں گے جنہوں نے کفر کیا ہے' اس لئے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ شرک کیا ہے۔ جابرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے روایت کی ہے۔

مقصد ترجمۃ الباب

اس ترجمۃ الباب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منجملہ خصائص میں سے رعب اور دبدبہ کی خصوصیت کا بیان کرنا مقصود ہے کہ دشمنوں کے دل دور دور تک آپ کے خوف سے لرزاں رہتے تھے۔

حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِیدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ ، فَبَیْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِیتُ بِمَفَاتِیحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ ، فَوُضِعَتْ فِی یَدِی قَالَ أَبُو هُرَیْرَةَ وَقَدْ ذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَنْتُمْ تَنْتَثِلُونَهَا

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' مجھے جامع کلام (جس کی عبارت مختصر' فصیح و بلیغ اور معنی بھرپور ہوں) دے کر مبعوث کیا گیا ہے' اور رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے۔ میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے پاس لائی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔ ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو جا چکے (اپنے رب کے پاس) اور جن خزانوں کی وہ کنجیاں تھیں' انہیں تم اب نکال رہے ہو۔

تشریح حدیث

اس خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بشارت دی گئی تھی کہ آپ کی امت اور آپ کے متبعین کے

ہاتھوں دنیا کی دوسب سے بڑی سلطنتیں فتح ہوں گی اوران کے خزانوں کے وہ مالک ہوں گے' چنانچہ بعد میں اس خواب کی واضح اور مکمل تعبیر مسلمانوں نے دیکھی کہ دنیا کی دو سب سے بڑی سلطنتیں' ایران وروم مسلمانوں نے فتح کیں' ابو ہریرہؓ کا بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہاری ہدایت کی اوراپنے کام کی تکمیل کر کے اللہ تعالیٰ سے جاملے لیکن وہ خزانے اب تمہارے ہاتھ میں ہیں۔

جوامع الکلم کا مصداق

اکثر محدثین اس کے مصداق میں عموم کے قائل ہیں جس میں قرآن وحدیث دونوں شامل ہیں۔ البتہ علامہ مہلب رحمۃ اللہ علیہ اس کا مصداق صرف قرآن کو قرار دیتے ہیں۔

اشکال اوراس کا جواب

لوگ تو تقریباً ہر بادشاہ سے ڈرتے ہیں اوراُن کا اتنا رعب ودبدبہ ہوتا ہے کہ لوگ ان کے قریب بھی نہیں آتے تو پھر اس میں صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تو نہ رہی۔ اس کا ایک جواب تو یہ دیا جاتا ہے کہ بادشاہوں کے پاس ڈرانے کے ظاہری اسباب ہوتے ہیں اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب ظاہری اسباب کے بغیر تھا۔

دوسرا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہاں صرف رعب ودبدبہ مراد نہیں بلکہ دشمنوں پر غلبہ اور فتح بھی مراد ہے۔

خزائن الارض سے کیا مراد ہے؟

۱۔ اس سے مراد قیصر وکسریٰ اور مفتوح اقوام کے خزانے ہیں۔

۲۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے زمین کی معدنیات' سونا' چاندی اوردھات مراد ہو بلکہ رزق خوراک کے تمام ذرائع بھی اس سے مراد ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ جتنے وسائل نظر آرہے ہیں۔ یہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے عطا ہورہے ہیں۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ وَهُمْ بِإِيلِيَاءَ ، ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخَبُ ، فَارْتَفَعَتِ الأَصْوَاتُ ، وَأُخْرِجْنَا ، فَقُلْتُ لأَصْحَابِي حِينَ أُخْرِجْنَا لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ ، إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الأَصْفَرِ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی' انہیں شعیب نے خبر دی ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی انہیں عبداللہ بن عباسؓ نے خبر دی اور انہیں ابوسفیانؓ نے خبر دی کہ (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامہ مبارک جب ہرقل کو ملا تو) اس نے اپنا آدمی انہیں تلاش کرنے کے لئے بھیجا۔ یہ لوگ اس وقت ایلیاء میں قیام پزیر تھے۔ آخر اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامہ مبارک منگوایا۔ جب وہ پڑھا جاچکا تو اس کے دربار میں بڑا ہنگامہ برپا ہوگیا (چاروں طرف سے) آواز بلند ہونے لگی اور ہمیں باہر نکال دیا گیا۔ جب ہم باہر کردیئے گئے تو میں نے اپنے

ساتھیوں سے کہا کہ ابن ابی کبشہ (مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے) کا معاملہ تو اب بہت آگے بڑھ چکا ہے۔ یہ ملک بنی اصفر (قیصر روم) بھی ان سے ڈرنے لگا ہے۔

بَاب حَمْلِ الزَّادِ فِي الْغَزْوِ (غزوہ میں زادراہ ساتھ لے جانا)

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ اپنے ساتھ زادراہ لے جایا کرو۔ پس بے شک عمدہ ترین زادراہ تقویٰ ہے۔

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي وَ حَدَّثَتْنِي أَيْضًا فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَاءَ رضى الله عنها قَالَتْ صَنَعْتُ سُفْرَةَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ حِينَ أَرَادَ أَنْ يُهَاجِرَ إِلَى الْمَدِينَةِ ، قَالَتْ فَلَمْ نَجِدْ لِسُفْرَتِهِ وَلَا لِسِقَائِهِ مَا نَرْبِطُهُمَا بِهِ ، فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ وَاللَّهِ مَا أَجِدُ شَيْئًا أَرْبِطُ بِهِ إِلَّا نِطَاقِي قَالَ فَشُقِّيهِ بِاثْنَيْنِ ، فَارْبِطِيهِ بِوَاحِدٍ السِّقَاءَ وَبِالْآخَرِ السُّفْرَةَ فَفَعَلْتُ ، فَلِذَلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے ابو اسامہ نے حدیث بیان کی' ان سے ہشام نے حدیث بیان کی کہ مجھے میرے والد نے خبر دی' نیز مجھ سے فاطمہ نے بھی حدیث بیان کی' اور ان سے اسماء بنت ابی بکرؓ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ ہجرت کا ارادہ کیا تو میں نے ابو بکرؓ کے گھر آپ کے لئے سفر کا ناشتہ تیار کیا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب آپ کے ناشتے اور پانی کو باندھنے کے لئے کوئی چیز نہیں ملی تو میں نے ابو بکرؓ سے کہا کہ بجز میرے کمر بند کے اور کوئی چیز اسے باندھنے کے لئے نہیں ہے تو انہوں نے فرمایا کہ پھر اسی کے دو ٹکڑے کر لو' ایک سے ناشتہ باندھ دینا اور دوسرے سے پانی۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ اور اسی وجہ سے میرا نام ذات النطاقین (دو کمر بندوں والی) پڑ گیا ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رضى الله عنهما قَالَ كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُومَ الْأَضَاحِيِّ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِلَى الْمَدِينَةِ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' انہیں سفیان نے خبر دی' ان سے عمرو نے بیان کیا' انہیں عطاء نے خبر دی' انہوں نے جابر بن عبداللہؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں قربانی کا گوشت مدینہ لے جایا کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ رضى الله عنه أَخْبَرَهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم عَامَ خَيْبَرَ ، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ وَهِيَ أَدْنَى خَيْبَرَ فَصَلَّوْا الْعَصْرَ ، فَدَعَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِالْأَطْعِمَةِ ، فَلَمْ يُؤْتَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلَّا بِسَوِيقٍ ، فَلُكْنَا فَأَكَلْنَا وَشَرِبْنَا ، ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ، وَصَلَّيْنَا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن مثنی نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالوہاب نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھے بشیر بن یسار نے خبر دی اور انہیں سوید بن نعمانؓ نے خبر دی کہ خیبر کے موقعہ پر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گئے تھے۔ جب لشکر مقام صہباء پر پہنچا' جو خیبر کا نشیبی علاقہ ہے تو لوگوں نے عصر کی نماز پڑھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا منگوایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ستو کے سوا اور کوئی چیز نہیں لائی گئی (کھانے کے لئے) اور ہم نے وہی ستو کھایا اور پیا (پانی میں ستو گھول

کر) اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور کلی کی ہم نے بھی کلی کی اور نماز پڑھی (پہلے ہی وضو سے)

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَرْحُومٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ رضی الله عنه قَالَ خَفَّتْ أَزْوَادُ النَّاسِ وَأَمْلَقُوا ، فَأَتَوُا النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم فِي نَحْرِ إِبِلِهِمْ ، فَأَذِنَ لَهُمْ ، فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ مَا بَقَاؤُكُمْ بَعْدَ إِبِلِكُمْ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا بَقَاؤُهُمْ بَعْدَ إِبِلِهِمْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم نَادِ فِي النَّاسِ يَأْتُونَ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ فَدَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ ، ثُمَّ دَعَاهُمْ بِأَوْعِيَتِهِمْ ، فَاحْتَثَى النَّاسُ حَتَّى فَرَغُوا ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ

ترجمہ۔ ہم سے بشر بن مرحوم نے حدیث بیان کی ان سے حاتم بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہؓ نے بیان کیا کہ جب لوگوں کے پاس زادراہ تقریباً ختم ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت لینے حاضر ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دے دی۔ اتنے میں حضرت عمرؓ سے ان کی ملاقات ہوئی۔ اس اجازت کی اطلاع انہیں بھی ان لوگوں نے دی عمرؓ نے سن کر فرمایا کہ ان اونٹوں کے بعد پھر تمہارے پاس باقی کیا رہ جائے گا (کیونکہ انہیں پر سوار ہو کر اتنی دور دراز کی مسافت بھی تو طے کرنی تھی) اس کے بعد عمرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ اگر اپنے اونٹ بھی ذبح کر دیں تو پھر اس کے بعد ان کے پاس باقی کیا رہ جائے گا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر لوگوں میں اعلان کر دو کہ (اونٹوں کو ذبح کرنے کے بجائے) اپنا بچا ہوا زادراہ لے کر آ جائیں (سب لوگوں نے جو کچھ بھی ان کے پاس کھانے کی چیز باقی بچ گئی تھی) آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لا کر رکھ دی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اور اس میں برکت ہوئی پھر سب کو انکے برتنوں کے ساتھ آپ نے بلایا سب نے بھر بھر کر اس میں سے لیا (کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کے نتیجے میں بہت زیادہ برکت ہو گئی تھی) اور سب لوگ فارغ ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔

بَاب حَمْلِ الزَّادِ عَلَى الرِّقَابِ (زادراہ اپنے کندھوں پر لاد کر لے جانا)

حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرٍ رضی الله عنه قَالَ خَرَجْنَا وَنَحْنُ ثَلَاثُمِائَةٍ نَحْمِلُ زَادَنَا عَلَى رِقَابِنَا ، فَفَنِيَ زَادُنَا ، حَتَّى كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا يَأْكُلُ فِي كُلِّ يَوْمٍ تَمْرَةً قَالَ رَجُلٌ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ، وَأَيْنَ كَانَتِ التَّمْرَةُ تَقَعُ مِنَ الرَّجُلِ قَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَقَدْنَاهَا ، حَتَّى أَتَيْنَا الْبَحْرَ فَإِذَا حُوتٌ قَدْ قَذَفَهُ الْبَحْرُ ، فَأَكَلْنَا مِنْهَا ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا مَا أَحْبَبْنَا

ترجمہ۔ ہم سے صدقہ بن فضل نے حدیث بیان کی انہیں عبدہ نے خبر دی انہیں ہشام نے انہیں وہب بن کیسان نے اور ان سے جابرؓ نے بیان کیا کہ ہم (ایک مہم پر) نکلے ہماری تعداد تین سو تھی۔ ہم اپنا زادراہ اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھے۔ آخر ہمارا توشہ جب (تقریباً) ختم ہو گیا تو ایک شخص کو روزانہ صرف ایک کھجور کھانے کو ملتی تھی ایک شاگرد نے پوچھا یا ابا عبداللہ (جابرؓ) ایک کھجور سے بھلا ایک آدمی کا کیا بنتا ہو گا؟ انہوں نے فرمایا کہ اس کی قدر ہمیں اس وقت معلوم ہوئی جب ایک کھجور بھی باقی نہیں رہی تھی۔ اسکے بعد ہم دریا پر آئے تو ایک مچھلی ملی جسے دریا نے باہر پھینک دیا تھا۔ اور ہم اٹھارہ دن تک خوب جی بھر کر کھاتے رہے۔

باب إِرْدَافِ الْمَرْأَةِ خَلْفَ أَخِيهَا

سواری پر کوئی خاتون اپنے بھائی کے پیچھے بیٹھتی ہیں

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَرْجِعُ أَصْحَابُكَ بِأَجْرِ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ، وَلَمْ أَزِدْ عَلَى الْحَجِّ. فَقَالَ لَهَا اذْهَبِي وَلْيُرْدِفْكِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَنْ يُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ، فَانْتَظَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم بِأَعْلَى مَكَّةَ حَتَّى جَاءَتْ

ترجمہ۔ ہم سے عمر بن علی نے حدیث بیان کی ان سے ابو عاصم نے حدیث بیان کی ان سے عثمان بن اسود نے حدیث بیان کی ان سے ابن ابی ملیکہ نے حدیث بیان کی اور ان سے عائشہؓ نے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے اصحاب حج وعمرہ دونوں کر کے واپس جارہے ہیں اور میں صرف حج کر پائی ہوں اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر جاؤ (عمرہ کر کے آؤ) عبدالرحمن (رضی اللہ عنہ) حضرت عائشہؓ کے بھائی) تمہیں اپنی سواری کے پیچھے بٹھالیں گے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبدالرحمنؓ کو حکم دیا کہ تنعیم سے (احرام باندھ کر) عائشہؓ کو عمرہ کرالائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عرصہ میں مکہ کے بالائی علاقہ پر ان کا انتظار کیا۔ یہاں تک کہ وہ آگئیں۔

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی الله عنهما قَالَ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم أَنْ أُرْدِفَ عَائِشَةَ وَأُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ

ترجمہ۔ مجھ سے عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے ابن عیینہ نے حدیث بیان کی ان سے عمرو بن دینار نے ان سے عمرو بن اوس نے اور ان سے عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ نے بیان کیا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ اپنی سواری پر پیچھے عائشہؓ کو بٹھا کر لے جاؤ اور تنعیم سے (احرام باندھ کر) انہیں عمرہ کرالاؤں۔

باب الارْتِدَافِ فِي الْغَزْوِ وَالْحَجِّ

غزوہ اور حج کے سفر میں دو آدمیوں کا ایک سواری پر بیٹھنا

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه قَالَ كُنْتُ رَدِيفَ أَبِي طَلْحَةَ، وَإِنَّهُمْ لَيَصْرُخُونَ بِهِمَا جَمِيعًا الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے عبدالوہاب نے حدیث بیان کی ان سے ایوب نے حدیث بیان کی ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ میں ابوطلحہؓ کی سواری پر ان کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ تمام صحابہ حج اور عمرہ دونوں ہی کے لئے ایک ساتھ لبیک کہہ رہے تھے۔

باب الرِّدْفِ عَلَى الْحِمَارِ (گدھے پر کسی کے پیچھے بیٹھنا)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی الله

عنهما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ ، عَلٰى إِكَافٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ ، وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَاءَهُ

ترجمہ۔ہم سے قتیبہ نے حدیث بیان کی ان سے ابوصفوان نے حدیث بیان کی ان سے یونس بن یزید نے اور ان سے ابن شہاب نے ان سے عروہ نے اور ان سے اسامہ بن زیدؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گدھے پر سوار تھے اس کی زین پر ایک چادر بچھی ہوئی تھی اور اسامہؓ کو آپ نے پیچھے بٹھا رکھا تھا۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ يُونُسُ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلٰى مَكَّةَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ ، مُرْدِفًا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَمَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الْحَجَبَةِ ، حَتّٰى أَنَاخَ فِي الْمَسْجِدِ ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْتِيَ بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ ، فَفَتَحَ وَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَمَعَهُ أُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ ، فَمَكَثَ فِيهَا نَهَارًا طَوِيلًا ثُمَّ خَرَجَ ، فَاسْتَبَقَ النَّاسُ ، وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ ، فَوَجَدَ بِلَالًا وَرَاءَ الْبَابِ قَائِمًا ، فَسَأَلَهُ أَيْنَ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَأَشَارَ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي صَلّٰى فِيهِ ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلّٰى مِنْ سَجْدَةٍ

ترجمہ۔ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی ان سے یونس نے بیان کیا انہیں نافع نے خبر دی اور انہیں عبداللہؓ نے فتح مکہ کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کے بالائی علاقہ سے اپنی سواری پر تشریف لائے۔اسامہؓ کو آپ نے اپنی سواری پر پیچھے بٹھایا تھا اور آپ کے ساتھ بلالؓ (آپ کے موذن) بھی تھے آپ کے ساتھ عثمان بن طلحہؓ بھی تھے جو کعبہ کے حاجب تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد الحرام کے قریب اپنی سواری بٹھادی اور ان سے کہا کہ بیت الحرام کی کنجی لائیں۔انہوں نے دروازہ کھول دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر داخل ہو گئے آپ کے ساتھ اسامہ بلال اور عثمانؓ بھی اندر آ گئے۔اندر آپ کافی دیر تک رہے اور جب باہر تشریف لائے تو صحابہ نے (اندر جانے کے لئے) ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کی۔سب سے پہلے اندر داخل ہونے والے عبداللہؓ تھے انہوں نے بلالؓ کو دروازے پر کھڑا پایا اور ان سے پوچھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کہاں پڑھی ہے؟ انہوں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی تھی عبداللہؓ نے بیان کیا کہ یہ پوچھنا مجھے یاد نہیں رہا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنی رکعتیں پڑھی تھیں۔

باب مَنْ أَخَذَ بِالرِّكَابِ وَنَحْوِهِ (جس نے رکاب یا اسی جیسی کوئی چیز پکڑی)

اس ترجمۃ الباب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ کسی عالم کے احترام کی وجہ سے کسی شیخ یا معزز شخصیت سے عقیدت کی وجہ سے اس کی رکاب پکڑنا یا سوار ہونے میں اس کی مدد کرنا ایک نیک اور باعث فضیلت عمل ہے۔علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے رکاب کو تھام لیا تو انہوں نے کہا اے نبی کے چچازاد بھائی ایسا مت کرو "لاتفعل یا ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم" تو اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ھٰکذا امرنا ان نفعل بعلماء نا" تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو چوم لیا۔تو ابن عباسؓ نے فرمایا "لاتفعل" تو اس پر حضرت زیدؓ نے جواب دیا: "ھٰکذا امرنا ان نفعل بال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم"

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

صلی اللہ علیہ وسلم كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ ، يَعْدِلُ بَيْنَ الِاثْنَيْنِ صَدَقَةٌ ، وَيُعِينُ الرَّجُلَ عَلَى دَابَّتِهِ ، فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا ، أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ ، وَكُلُّ خَطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ ، وَيُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ

ترجمہ۔ہم سے اسحاق نے حدیث بیان کی انہیں عبدالرزاق نے خبر دی انہیں معمر نے خبر دی انہیں ہمام نے اوران سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انسان کے ایک ایک جوڑ پر صدقہ واجب ہے ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے پھر اگر دو انسانوں کے درمیان انصاف کرتا ہے تو یہ بھی صدقہ ہے کسی کو سواری کے معاملے میں اگر مدد پہنچاتا ہے اس طرح کہ اس پر اسے سوار کرا دیتا ہے یا اس کا سامان اس پر رکھ دیتا ہے تو یہ بھی صدقہ ہے ہر قدم جو نماز کے لئے اٹھتا ہے صدقہ ہے اور اگر کوئی راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹا دیتا ہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔

باب كراهية السَّفَرِ بِالْمَصَاحِفِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ

دشمن کے ملک میں قرآن مجید لے کر سفر کرنے کی کراہت

وَكَذَلِكَ يُرْوَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَتَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَدْ سَافَرَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَصْحَابُهُ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ الْقُرْآنَ

ترجمہ۔محمد بن بشر اس طرح روایت کرتے ہیں وہ عبیداللہ سے روایت کرتے تھے وہ نافع سے وہ ابن عمرؓ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے۔خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کے ساتھ دشمن (کفار) کے علاقے میں سفر کرتے تھے حالانکہ یہ سب حضرات قرآن مجید کے عالم تھے۔اس روایت کی متابعت ابن اسحاق نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ کے واسطے سے کی ہے۔

مقصد ترجمۃ الباب:۔اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ دشمن کی سرزمین کی طرف جاتے ہوئے قرآن پاک کو ساتھ لے جانا مکروہ ہے اگر حفاظت نہ ہو سکے تو، اور اگر حفاظت واطمینان ہو تو جائز ہے۔

دشمن کی سرزمین میں مصحف لے جانے کا حکم

اس مسئلہ میں تین اقوال ہیں:

۱۔مطلقاً ناجائز ہے۔یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔

۲۔مطلقاً جائز ہے۔یہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے عند البعض

۳۔قرآن مجید کی اہانت کا خطرہ ہو تو ناجائز ہے اور اگر ایسا کوئی خطرہ نہ ہو تو قرآن مجید ساتھ لے جا سکتے ہیں۔یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اکثر احناف اور بعض مالکیہ کا مذہب ہے۔

حاصل یہ کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سفر بالمصحف کو مطلقاً ناجائز قرار دیتے ہیں اور جمہور فقہاء اس کے جواز کے قائل ہیں۔

مالکیہ حدیث باب سے استدلال کرتے ہیں جس کے الفاظ ہیں "ان رسول الله صلى الله عليه وسلّم نهى ان يسافر بالقرآن الى ارض العدو" جمہور کا استدلال مسلم شریف کی ایک روایت سے ہے جس کے ایک طریق میں ہے "مخافة ان يناله العدو" اور دوسرے طریق میں ہے "فانى لا آمن ان يناله العدو" نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو مطابعت ذکر فرمائی ہے اس سے بھی جمہور کی تائید ہو رہی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَهَى أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے حدیث بیان کی ان سے مالک نے ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دشمن کے علاقے (دارالکفر) میں قرآن مجید لے کر جانے سے منع کیا تھا۔

تشریح حدیث

دشمن کے علاقوں میں قرآن مجید لے کر جانے سے اس لئے ممانعت آئی ہے تاکہ اس کی بے حرمتی نہ ہو کیونکہ جنگ وغیرہ کے مواقع پر ممکن ہے قران مجید ان کے ہاتھ لگ جائے اور اس کی وہ توہین کریں۔ ظاہر ہے کہ اس کے سوا اور کیا وجہ ہو سکتی ہے۔

باب التَّكْبِيرِ عِنْدَ الْحَرْبِ (جنگ کے وقت اللہ اکبر کہنا)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ رضى الله عنه قَالَ صَبَّحَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم خَيْبَرَ وَقَدْ خَرَجُوا بِالْمَسَاحِي عَلَى أَعْنَاقِهِمْ ، فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا هَذَا مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ ، مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ فَلَجَئُوا إِلَى الْحِصْنِ ، فَرَفَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَدَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ ، خَرِبَتْ خَيْبَرُ ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ وَأَصَبْنَا حُمُرًا فَطَبَخْنَاهَا ، فَنَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ ، فَأُكْفِئَتِ الْقُدُورُ بِمَا فِيهَا / تَابَعَهُ عَلِيٌّ عَنْ سُفْيَانَ رَفَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَدَيْهِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے ایوب نے ان سے محمد نے اور ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر میں تھے۔ اتنے میں وہاں کے باشندے (یہودی) پھاوڑے اپنی گردنوں پر لئے ہوئے نکلے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کو) دیکھا تو چلا اٹھے کہ یہ محمد کے لشکر کے ساتھ (آ گئے) محمد لشکر کے ساتھ (صلی اللہ علیہ وسلم) چنانچہ سب قلعہ میں پناہ گیر ہو گئے اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اللہ کی ذات سب سے اعلی و ارفع ہے خیبر تو تباہ ہوا کہ جب کسی قوم کے میدان میں ہم اتر آتے ہیں تو ڈرائے ہوئے (خدا کے عذاب سے) لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے انسؓ نے بیان کیا کہ ہم نے گدھے ذبح کر کے انہیں پکانا شروع کر دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ اللہ اور اسکے رسول تمہیں گدھے کے گوشت سے منع کرتے ہیں۔ چنانچہ ہانڈیوں میں جو کچھ تھا سب الٹ دیا گیا۔ اس روایت کی متابعت علی نے سفیان کے واسطے سے کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے تھے۔

باب مَا يُكْرَهُ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي التَّكْبِيرِ

اللہ اکبر کہنے کے لئے آواز کو بلند کرنے کی کراہت

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب سے یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ جنگ میں تکبیر کہنا تو جائز ہے لیکن بہت زیادہ چیخنا اور ضرورت سے زیادہ آواز بلند کرنا مکروہ ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی الله عنه قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم ، فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى وَادٍ هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم يَا أَيُّهَا النَّاسُ ، ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ ، فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا ، إِنَّهُ مَعَكُمْ ، إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ ، تَبَارَكَ اسْمُهُ وَتَعَالَى جَدُّهُ

ترجمہ۔ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے عاصم نے ان سے ابو عثمان نے ان سے ابوموسیٰ اشعریؓ نے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اور جب بھی کسی وادی میں اترتے تو لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے اور ہماری آواز بلند ہو جاتی۔ اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اپنی جانوں پر رحم کھاؤ کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے وہ تو تمہارے ساتھ ہی ہے بے شک وہ سننے والا اور تم سے بہت قریب ہے۔ مبارک ہے اس کا نام اور بڑی ہے اس کی عظمت۔

تشریح حدیث.........مسئلہ ذکر بالجہر

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض علماء جہری ذکر سے منع کرتے ہیں۔ دوسری طرف جو حضرات جہری ذکر کے جواز کے قائل ہیں وہ اس طرح کی روایات کی مختلف توجیہات ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ حدیث میں چیخ و پکار اور شور مچانے سے منع کیا گیا ہے جبکہ ذکر بالجہر جو مشائخ کے ہاں رائج ہے میں چیخ و پکار ہوتی ہے نہ سختی ہوتی ہے۔

۲۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جو ممانعت وارد ہے اس کا تعلق ذکر سے نہیں ہے کیونکہ ذکر کی کوئی قسم ممنوع نہیں ہے بلکہ یہاں بلند آواز سے اس لیے منع کیا گیا تھا کہ وہ دشمنوں کا علاقہ تھا چیخ و پکار سے وہ ہوشیار ہو جاتے۔

بعض فرماتے ہیں کہ جہاں ذکر جہر سے تکلیف اور ایذاء کا اندیشہ ہو وہاں پر جہر مکروہ ہے ورنہ نہیں۔

باب التَّسْبِيحِ إِذَا هَبَطَ وَادِيًا (کسی وادی میں اترتے وقت سبحان اللہ کہنا)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضی الله عنهما قَالَ كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا ، وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا

ترجمہ۔ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے حصین بن عبدالرحمٰن نے ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ان سے جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ جب ہم (کسی بلندی پر) چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے اور جب (کسی نشیب میں) اترتے تھے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔

بابُ التَّكْبِيرِ إِذَا عَلاَ شَرَفًا

بلندی پر چڑھتے ہوئے اللہ اکبر کہنا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رضی الله عنه قَالَ كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا ، وَإِذَا تَصَوَّبْنَا سَبَّحْنَا

ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے ابن ابی عدی نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے' ان سے حصین نے' ان سے سالم نے اور ان سے جابرؓ نے بیان کیا کہ جب ہم اوپر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور نشیب میں اترتے تو سبحان اللہ کہتے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم إِذَا قَفَلَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ وَلاَ أَعْلَمُهُ إِلاَّ قَالَ الْغَزْوِ يَقُولُ كُلَّمَا أَوْفَى عَلَى ثَنِيَّةٍ أَوْ فَدْفَدٍ كَبَّرَ ثَلاَثًا ثُمَّ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ ، وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ ، صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ ، وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ قَالَ صَالِحٌ فَقُلْتُ لَهُ أَلَمْ يَقُلْ عَبْدُ اللَّهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ قَالَ لاَ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے حدیث بیان کی' ان سے صالح ابن کیسان نے' ان سے سالم بن عبداللہ نے اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج یا عمرہ سے واپس ہوتے' جہاں تک مجھے یاد ہے آپ نے غزوے کا بھی ذکر کیا تھا' تو جب بھی آپ کسی بلندی پر چڑھتے یا (نشیب سے) چٹیل میدان میں آتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے' پھر فرماتے اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں' وہ ایک ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' ملک اسی کا ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور وہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے ہم واپس ہو رہے ہیں توبہ کرتے ہوئے عبادت کرتے ہوئے اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ ریز اور اس کی حمد پڑھتے ہوئے اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا' اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا (کفار کی) تمام جماعتوں کو شکست دی (غزوۂ خندق کے موقعہ پر) صالح نے بیان کیا کہ میں نے سالم بن عبداللہ سے پوچھا کیا عبداللہ بن عمرؓ نے ان شاء اللہ نہیں کہا تھا تو انہوں نے بتایا کہ نہیں۔

بابُ يُكْتَبُ لِلْمُسَافِرِ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ فِي الإِقَامَةِ

مسافر کی وہ سب عبادتیں لکھی جاتی ہیں جو اقامت کے وقت کیا کرتا تھا

حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا الْعَوَّامُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ أَبُو إِسْمَاعِيلَ السَّكْسَكِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ وَاصْطَحَبَ هُوَ وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي كَبْشَةَ فِي سَفَرٍ ، فَكَانَ يَزِيدُ يَصُومُ فِي السَّفَرِ فَقَالَ لَهُ أَبُو بُرْدَةَ سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى مِرَارًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ ، كُتِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا صَحِيحًا

ترجمہ۔ ہم سے مطر بن فضل نے حدیث بیان کی' ان سے یزید بن ہارون نے حدیث بیان کی' ان سے عوام نے حدیث بیان کی' ان سے ابراہیم ابو اسماعیل سکسکی نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے ابو بردہ سے سنا وہ اور یزید بن ابی کبشہ ایک سفر

میں ساتھ تھے۔ اور یزید سفر کی حالت میں بھی روزے رکھا کرتے تھے۔ ابو بردہ نے کہا کہ میں نے ابوموسیٰ اشعریؓ سے کئی بار سنا وہ کہا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو وہ تمام عبادات لکھی جاتی ہیں جنہیں اقامت وصحت کے وقت وہ کیا کرتا تھا۔

باب السَّيْرِ وَحْدَهُ

تنہا سفر

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رضی الله عنهما يَقُولُ نَدَبَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ، ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ، ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ، قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا، وَحَوَارِيُّ الزُّبَيْرُ قَالَ سُفْيَانُ الْحَوَارِيُّ النَّاصِرُ

ترجمہ۔ ہم سے حمیدی نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے محمد بن منکدر نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک مہم پر جانے کے لئے) خندق کے غزوہ کے موقعہ پر صحابہ کو پکارا تو زبیرؓ نے اس کے لئے اپنی خدمات پیش کیں۔ پھر آپ نے صحابہ کو پکارا اور اس مرتبہ بھی زبیرؓ نے اپنے کو پیش کیا۔ آپ نے پھر پکارا تو زبیرؓ نے ہی اپنے کو پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخر فرمایا کہ ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیرؓ ہیں۔ سفیان نے کہا کہ حواری کی معنی معاون کے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قال لويعلم الناس ما في ا لوحدة ما اعلم ماسار راكب بليل وحده

ترجمہ:۔ ہم سے ابولید نے حدیث بیان کی ان سے عاصم بن محمد نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جتنا میں جانتا ہوں اگر لوگوں کو بھی تنہا سفر کے متعلق اتنا علم ہوتا تو کوئی سوار رات میں تنہا سفر نہ کرتا۔

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُ مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهُ

ترجمہ۔ ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی ان سے عاصم بن محمد نے زید بن عبداللہ بن عمر نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد اور ان کے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا میں جانتا ہوں اگر لوگوں کو بھی تنہا سفر کے متعلق اتنا علم ہوتا تو کوئی سوار رات میں تنہا سفر نہ کرتا۔

باب السُّرْعَةِ فِي السَّيْرِ (سفر میں تیز چلنا)

قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم إِنِّي مُتَعَجِّلٌ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَعَجَّلَ مَعِي فَلْيُعَجِّلْ

ابوحمید نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں مدینہ جلدی پہنچنا چاہتا ہوں' اس لئے اگر کوئی شخص میرے ساتھ تیز چلنا چاہے تو چلے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ رضی الله عنهما كَانَ يَحْيٰى يَقُولُ وَأَنَا أَسْمَعُ فَسَقَطَ عَنِّي عَنْ مَسِيرِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ ، قَالَ فَكَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ ، فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن مثنی نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی' ان سے ہشام نے بیان کیا' انہیں ان کے والد نے خبر دی' انہوں نے بیان کیا کہ اسامہ بن زیدؓ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجۃ الوداع کے سفر کی رفتار کے متعلق پوچھا گیا (امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ ابن المثنی نے کہا) یحییٰ (القطان راوی حدیث) بیان کرتے ہیں (ہشام کے والد' عروہ بن زبیر کے واسطے سے کہ جب اسامہؓ سے مذکورہ سوال کیا گیا تھا) تو میں سن رہا تھا (یحییٰ نے کہا کہ) پھر یہ لفظ (یعنی سن رہا تھا) بیان کرنے سے رہ گیا (اور بعد میں جب یاد آیا تو پھر اس کا بھی ذکر کیا) تو اسامہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسط چال چلتے تھے' لیکن جب کوئی کشادہ جگہ آتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی رفتار تیز کر دیتے تھے؟ تیز رفتاری کے لئے (لفظ) نص' اوسط چال (عنق) سے تیز چلنے کے لئے آتا ہے۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدٌ هُوَ ابْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما بِطَرِيقِ مَكَّةَ ، فَبَلَغَهُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ شِدَّةُ وَجَعٍ ، فَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّفَقِ ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ ، يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا ، وَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا

ترجمہ۔ ہم سے سعید بن ابی مریم نے حدیث بیان کی' انہیں محمد بن جعفر نے خبر دی' کہا کہ مجھے زید نے خبر دی جو اسلم کے صاحبزادے تھے' ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ مکہ کے راستے میں تھا اتنے میں صفیہ بنت ابی عبید (آپ کی بیوی) کے متعلق شدید کرب و بے چینی کی اطلاع ملی (مریضہ تھیں) چنانچہ آپ نے تیز چلنا شروع کر دیا اور جب (سورج غروب ہونے کے بعد) شفق کے غرب ہونے کا وقت قریب ہوا تو آپ اترے اور مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی' دونوں نمازیں آپ نے ایک ساتھ پڑھی تھیں' پھر فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ تیزی کے ساتھ سفر طے کرنا چاہتے تو مغرب تاخیر کیساتھ پڑھتے اور دونوں (عشاء و مغرب) ایک ساتھ ادا کرتے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ ، يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ ، فَإِذَا قَضٰى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ فَلْيُعَجِّلْ إِلٰى أَهْلِهِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی' انہیں مالک نے خبر دی۔ انہیں ابوبکر کے مولی سمی نے انہیں ابوصالح نے اور انہیں ابوہریرہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' سفر بھی ایک عذاب سے کم نہیں' آدمی کی نیند کھانے پینے سب میں خلل انداز ہوتا ہے' اسے لیے جب مسافر اپنی ضروریات پوری کر لے تو اسے گھر جلدی واپس آ جانا چاہیئے۔

باب إِذَا حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فَرَآهَا تُبَاعُ

باب ایک گھوڑا کسی کو سواری کیلئے دے دیا پھر دیکھا کہ وہی گھوڑا فروخت ہو رہا ہے

ترجمۃ الباب کا مقصد

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ترجمۃ الباب کا مقصد یہ ہے کہ جہاد میں استعمال کی غرض سے ہبہ کیے گئے گھوڑے کے بارے میں اگر واہب کو معلوم ہوا کہ اسے فروخت کیا جا رہا ہے تو کیا واہب خود اسے خرید سکتا ہے؟ اس کا جواب حدیث الباب میں آ گیا ہے۔ اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں جواب کی تصریح نہیں فرمائی۔ لیکن حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جس مسئلہ کی طرف اشارہ کیا ہے وہ مسئلہ مختلف فیہا ہے اور صحیح بخاری کی کتاب الزکوٰۃ میں "باب هل يشتري صدقته" کے تحت گزر چکا ہے اس لیے اگر ترجمۃ الباب کو "رجوع في الهبة" کے معنی پر محمول کیا جائے (اور زیادہ قرین قیاس بھی یہی ہے) تو مستبعد نہیں۔

اس صورت میں ترجمۃ الباب کا مقصد یہ ہوگا کہ اگر کسی نے جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے گھوڑا صدقہ کر دیا، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اس کی منشاء کے خلاف فروخت کیا جا رہا ہے تو اس صورت میں کیا متصدق کو اپنے ہبہ سے رجوع سے اختیار ہے؟

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب کی جو توجیہ کی ہے اس کے پیش نظر ترجمۃ الباب کے ساتھ تطبیق روایت کی صورت یہ ہوگی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چونکہ واہب اور متصدق تھے، ان کے زیر احسان رہنے کی وجہ سے موہوب لہ اور متصدق علیہ ثمن میں کمی کرتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ "عود في الصدقة" کے مرتکب ہوتے۔ اس بناء پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گھوڑا خریدنے کی اجازت نہیں دی اور فرمایا "لاتبتعه ولا تعد في صدقتك"

فرس پر متصدق علیہ کی ملکیت کا مسئلہ

جب متصدق جہاد کی نیت سے گھوڑا ہدیہ کر دے تو متصدق علیہ کو اس پر ذاتی اموال کی طرح تصرف حاصل ہوگا اور وہ اس کی ملکیت ہوگی؟ یا پھر وہ گھوڑا وقف ہوگا؟ اور اسے جہاد میں استعمال کے بعد بیت المال کے حوالے کرنا ہوگا؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر متصدق نے صدقہ کرتے وقت "وهو لك في سبيل الله" کہا تو متصدق علیہ کی ملکیت اس گھوڑے پر تام ہوگی اور اس پر اسے ذاتی اموال کی طرح تصرف کا حق حاصل ہوگا۔ اگر متصدق نے صدقہ کرتے وقت "هو في سبيل الله" کہا تو پھر اس گھوڑے کی حیثیت وقف کی ہوگی۔ لہٰذا جہاد میں استعمال کے بعد متصدق علیہ پر اس گھوڑے کو بیت المال کے حوالے کرنا واجب ہوگا۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ گھوڑا متصدق علیہ کی ذاتی ملکیت بن جائے گا اس لیے

جہاد میں استعمال کے بعد وہ گھوڑا بیت المال میں جمع کرانا ضروری نہ ہوگا۔

چنانچہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روایت کے الفاظ بظاہر اسی پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ گھوڑا بطور تملیک صدقہ کیا تھا۔ چونکہ وقف کی بیع جائز نہیں اس لیے یہ گھوڑا اگر وقف ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے ہرگز نہ خریدتے۔

باب کی دوسری روایت میں ''العائد فی صدقته'' سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ صدقہ تملیک تھا۔ اگر وقف ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''العائد فی وقفه'' فرماتے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَوَجَدَهُ يُبَاعُ ، فَأَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَهُ ، فَسَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم فَقَالَ لَا تَبْتَعْهُ ، وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں مالک نے خبر دی انہیں نافع نے اور انہیں عبداللہ بن عمرؓ نے کہ عمر بن خطابؓ نے ایک گھوڑا اللہ کے راستے میں سواری کے لئے دے دیا تھا۔ پھر آپ نے دیکھا کہ وہی گھوڑا فروخت ہو رہا ہے۔ آپ نے چاہا کہ اسے خرید لیں۔ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ اب تم اسے نہ خریدو اپنے صدقہ کو واپس نہ لو۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی الله عنه يَقُولُ حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَابْتَاعَهُ أَوْ فَأَضَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخْصٍ ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ وَإِنْ بِدِرْهَمٍ ، فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ

ترجمہ۔ ہم سے اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے مالک نے حدیث بیان کی' ان سے زید بن اسلم نے' ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے عمر بن خطابؓ سے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ اللہ کے راستے میں' میں نے ایک گھوڑا سواری کے لئے دیا' جس کو دیا تھا وہ اس کو بیچنے لگا' (آپ نے یہ فرمایا تھا) کہ اس نے اسے بالکل برباد کر دیا۔ اس لئے میرا ارادہ ہوا کہ میں اسے خرید لوں' مجھے یہ خیال تھا کہ وہ شخص سستے داموں پر اسے بیچ دے گا۔ میں نے اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ گھوڑا تجھے ایک درہم میں مل جائے تو پھر بھی نہ خریدنا' کیونکہ اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے ہی چاٹ جاتا ہے۔

تشریح حدیث

راوی کو شک ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابتاعہ فرمایا تھا یا اضاعہ۔

ضائع کرنے کا کیا مطلب ہے؟

شارحین حدیث نے اس کی تشریح میں تین اقوال نقل کیے ہیں: ۱۔ وہ شخص گھوڑے کی خدمت اور دیکھ بھال میں کوتاہی کرتا تھا۔

۲۔ وہ گھوڑے کی قدر و قیمت سے ناواقف تھا اور اسے سستے داموں فروخت کر رہا تھا۔

۳۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس مقصد کے پیش نظر گھوڑا ہدیہ کیا تھا اسے اس مقصد کے لیے استعمال نہیں کیا جاتا تھا۔

پہلا قول راجح ہے۔ مسلم کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

باب الْجِهَادِ بِإِذْنِ الْأَبَوَيْنِ

جہاد میں شرکت والدین کی اجازت کے بعد

حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ وَكَانَ لَا يُتَّهَمُ فِي حَدِيثِهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رضی الله عنهما يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم فَاسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ أَحَيٌّ وَالِدَاكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ

ترجمہ۔ ہم سے آدم نے حدیث بیان کی' ان سے حبیب بن ابی ثابت نے حدیث بیان کی کہ میں نے ابوالعباس' شاعر سے سنا' ابوالعباس (شاعر ہونے کے ساتھ) روایت حدیث میں بھی ثقہ اور قابل اعتماد تھے' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سنا۔ آپ بیان کرتے تھے کہ ایک صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے جہاد میں شرکت کی اجازت چاہی۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر انہیں کو خوش رکھنے کی کوشش کرو۔

تشریح حدیث

ماں باپ کی اطاعت اور ان سے سلوک کرنا فرض عین ہے۔ اور جہاد فرض کفایہ ہے اس لئے جمہور علماء کا قول یہی ہے کہ اگر ماں باپ مسلمان ہوں اور وہ جہاد کی اجازت نہ دیں تو جہاد میں جانا حرام ہے اگر جہاد فرض عین ہو جائے تب ماں باپ کی اجازت کی ضرورت نہیں اور دادا دادی نانا نانی کا حکم ماں باپ کا ہے

باب مَا قِيلَ فِي الْجَرَسِ وَنَحْوِهِ فِي أَعْنَاقِ الْإِبِلِ

اونٹوں کی گردن میں گھنٹی وغیرہ سے متعلق روایات

عرب معاشرے میں اونٹ کی گردن میں گھنٹی وغیرہ لٹکانے کا رواج تھا۔ اس ترجمہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ اونٹوں کی گردن میں گھنٹی وغیرہ لٹکانا مکروہ ہے۔

''نحوہ'' سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ یہ کراہت صرف گھنٹی میں نہیں بلکہ تانت سے بنائے گئے ان ہاروں میں بھی ہے جو نظر بد سے حفاظت کے لیے اونٹ کے گلے میں لٹکائے جاتے تھے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ أَنَّ أَبَا بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيَّ رضی الله عنه أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ وَالنَّاسُ فِي مَبِيتِهِمْ ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم رَسُولًا أَنْ لَا يَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ أَوْ قِلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں مالک نے خبر دی' انہیں عبداللہ بن ابی بکر نے' انہیں عباد بن تمیم نے اور انہیں ابوبشیر انصاریؓ نے خبر دی کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے'

عبداللہ (بن ابی بکر بن حازم، راوی حدیث) نے کہا کہ میرا خیال ہے، انہوں نے بیان کیا کہ لوگ اپنی خواب گاہوں میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ایک قاصد بھیجا، یہ اعلان کرنے کے لئے کہ جس شخص کے اونٹ کی گردن میں تانت کا قلادہ ہو یا کسی قسم کا بھی قلادہ ہو، وہ اسے کاٹ دے۔

تشریح حدیث

قلادہ باندھنے سے ممانعت کی وجہ

حدیث باب اور دیگر روایات میں جانور کے گلے میں قلادہ باندھنے کی جو ممانعت وارد ہوئی، شراح حدیث نے اس ممانعت کی مختلف توجیہات کی ہیں۔

۱۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا عقیدہ تھا کہ تانت کا قلادہ نظر بد سے محفوظ رکھتا ہے اس لیے وہ اونٹ وغیرہ کو نظر بد اور بیماریوں سے بچانے کے لیے اس کے گلے میں قلادہ باندھتے تھے اور اس کو مؤثر بالذات سمجھتے تھے۔ اس بناء پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی کہ قلادہ قطعاً مؤثر نہیں وہ کسی حکم خداوندی کو نہیں ٹال سکتا۔

۲۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قلادہ باندھنے سے اس لیے ممانعت کی گئی کہ جب جانور تیز دوڑتا ہے تو قلادہ کی وجہ سے اس کا گلا گھٹتا ہے۔

۳۔ علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلادہ باندھنے کی ممانعت اس لیے فرمائی کہ اس میں گھنٹی لٹکائی جاتی تھی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمۃ الباب بھی اس تیسرے قول کی تائید کرتا ہے۔ نیز اس کی تائید سنن نسائی اور سنن ابی داؤد میں اُم المؤمنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کی ایک مرفوع روایت سے بھی ہوتی ہے۔ باقی قلادہ کی ممانعت تحریمی ہے یا تنزیہی؟ جمہور علماء کے نزدیک نہی کراہت تنزیہی پر محمول ہے جبکہ ایک قول تحریمی کا بھی ہے۔

جانور کے گلے میں گھنٹی لٹکانے کا حکم

۱۔ مطلقاً جائز ہے۔ ۲۔ بلاضرورت ناجائز ہے۔ البتہ بوقت ضرورت جائز ہے۔

۳۔ چھوٹی گھنٹی لٹکانا جائز ہے، بڑا گھنٹا لٹکانا جائز نہیں۔ ممانعت کی ایک وجہ شاید یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شیطان کی بانسری قرار دیا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ دشمن کو مجاہدین کی آمد کا پتہ نہ چلے۔

بَاب مَنِ اكْتُتِبَ فِي جَيْشٍ فَخَرَجَتِ امْرَأَتُهُ حَاجَّةً، وَكَانَ لَهُ عُذْرٌ، هَلْ يُؤْذَنُ لَهُ

باب کسی نے فوج میں اپنا نام لکھوالیا، پھر اسکی بیوی حج کے لئے جانے لگی یا کوئی اور عذر پیش آ گیا تو اسے اپنی بیوی کیساتھ حج کیلئے جانے کی اجازت دے دی جائے گی؟

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ

صلى الله عليه وسلم يَقُولُ لا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ ، وَلا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا ، وَخَرَجَتِ امْرَأَتِي حَاجَّةً قَالَ اذْهَبْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی اُن سے سفیان نے حدیث بیان کی اُن سے عمرو نے اُن سے ابومعبد اور ان سے ابن عباسؓ نے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی (غیر محرم) عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے کوئی عورت اس وقت تک سفر نہ کرے جب تک اس کے ساتھ کوئی محرم نہ ہو اتنے میں ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے فلاں غزوے میں اپنا نام لکھوادیا تھا اور ادھر میری بیوی حج کے لئے جارہی ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تم بھی جاؤ اور اپنی بیوی کو حج کرالاؤ۔

باب الْجَاسُوسِ (جاسوس)

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (لا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ) التَّجَسُّسُ التَّبَحُّثُ

تجسس کے معنی تلاش وتفتیش کے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

اس باب سے جاسوس کا حکم بیان کرنا مقصود ہے۔ جاسوس کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ مسلمان کسی کو جاسوس بنا کر بھیجیں تو یہ ضرورت کے موقع پر جائز ہے۔

۲۔ کافر کسی مسلمان کو جاسوس بنا کر بھیجیں وہ پکڑا جائے تو اس کو تعزیر لگائی جائے گی۔

۳۔ کافر کسی کافر کو جاسوس بنا کر بھیجیں وہ پکڑا جائے تو اسے قتل کیا جائے گا۔

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ قَالَ أَخْبَرَنِي حَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رضى الله عنه يَقُولُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ بْنَ الأَسْوَدِ قَالَ انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ ، فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً وَمَعَهَا كِتَابٌ ، فَخُذُوهُ مِنْهَا فَانْطَلَقْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى الرَّوْضَةِ ، فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ فَقُلْنَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ فَقَالَتْ مَا مَعِي مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا ، فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ، فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ ، يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَا حَاطِبُ ، مَا هَذَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، لا تَعْجَلْ عَلَيَّ ، إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ ، وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا ، وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ بِمَكَّةَ ، يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ ، فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذَلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قَرَابَتِي ، وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَلا ارْتِدَادًا وَلا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الإِسْلامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لَقَدْ صَدَقَكُمْ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ قَالَ إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا ، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَكُونَ قَدِ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ، فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ قَالَ سُفْيَانُ وَأَيُّ إِسْنَادٍ هَذَا

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے عمرو بن دینار نے حدیث بیان کی سفیان نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے دو مرتبہ سنی تھی انہوں نے بیان کیا تھا کہ مجھے محمد نے خبر دی کہا کہ مجھے عبیداللہ بن

ابی رافع نے خبر دی کہا کہ میں نے علیؓ سے سنا۔ آپ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے زبیر اور مقداد بن اسود کو ایک مہم پر بھیجا آپ نے فرمایا تھا کہ جب تم لوگ روضہ خاخ (مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک مقام کا نام پر پہنچ جاؤ تو وہاں ہودج میں بیٹھی ہوئی ایک عورت تمہیں ملے گی۔ اور اسکے پاس ایک خط ہوگا۔ تم لوگ اس سے وہ خط لے لینا' ہم روانہ ہوئے' ہمارے گھوڑے ہمیں منزل بہ منزل تیزی کے ساتھ لے جارہے تھے اور آخر ہم روضہ خاخ پر پہنچ گئے اور وہاں واقعی ہودج میں بیٹھی ہوئی ایک عورت موجود تھی (جو مدینہ سے مکہ خط لے کر جارہی تھی) ہم نے اس سے کہا کہ خط نکالو اس نے کہا میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ لیکن جب ہم نے اسے دھمکی دی کہ اگر تم نے خط نہ نکالا تو تمہارے کپڑے ہم خود اتار دیں گے (تلاشی کے لئے اس پر اس نے خط اپنی گندھی ہوئی چوٹی کے اندر سے نکال دیا اور ہم اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس کا مضمون یہ تھا حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کے چند اشخاص کی طرف اس میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض راز کی اطلاع دی تھی' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا' اے حاطب! یہ کیا واقعہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے بارے میں عجلت سے کام نہ لیجئے' میری حیثیت (مکہ میں) یہ تھی کہ قریش کے ساتھ میں نے بود و باش اختیار کر لی تھی' ان سے رشتہ ناطہ میرا کچھ بھی نہ تھا۔ آپ کے ساتھ جو دوسرے مہاجرین ہیں ان کی تو قرابتیں مکہ میں ہیں اور مکہ والے اسی وجہ سے (مہاجرین کے اس وقت مکہ میں موجود) عزیزوں کی اور ان کے اموال کی حفاظت و حمایت کریں گے چونکہ مکہ والوں کے ساتھ میرا کوئی نسبی تعلق نہیں ہے۔ میں نے چاہا کہ ان پر کوئی احسان کردوں جس سے متاثر ہو کر وہ میرے بھی عزیزوں اور ان کے اموال کی حفاظت و حمایت کریں گے میں نے یہ فعل کفر یا ارتداد کی وجہ سے ہرگز نہیں کیا تھا اور نہ اسلام کے بعد کفر سے خوش ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سن کر فرمایا کہ انہوں نے صحیح صحیح بات بتا دی ہے عمرؓ بولے یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کا گلا کاٹ دوں۔ حضور اکرم نے فرمایا یہ بدر کی لڑائی میں (مسلمانوں کے ساتھ) لڑے ہیں اور تمہیں معلوم نہیں' اللہ تعالی بدر کے مجاہدین کے احوال (موت تک کے) پہلے ہی سے جانتا تھا اور خود بھی فرما چکا ہے کہ تم جو چاہو کرو' میں تمہیں معاف کر چکا ہوں۔ سفیان بن عیینہ نے فرمایا کہ حدیث کی یہ سند بھی کتنی عمدہ ہے۔

بَاب الْكِسْوَةِ لِلأُسَارَى (قیدیوں کے لئے لباس)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رضی الله عنهما قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ أُتِيَ بِأُسَارَى ، وَأُتِيَ بِالْعَبَّاسِ وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ ثَوْبٌ ، فَنَظَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لَهُ قَمِيصًا فَوَجَدُوا قَمِيصَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ يَقْدُرُ عَلَيْهِ ، فَكَسَاهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِيَّاهُ ، فَلِذَلِكَ نَزَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم قَمِيصَهُ الَّذِي أَلْبَسَهُ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَدٌ فَأَحَبَّ أَنْ يُكَافِئَهُ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی' ان سے ابن عیینہ نے حدیث بیان کی' ان سے عمرو نے' انہوں نے جابر بن عبداللہؓ سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی کے موقعہ پر قیدی (مشرکین کے لائے گئے تھے) جن میں عباس (رضی اللہ عنہ) بھی تھے۔ ان کے بدن پر کپڑا نہیں تھا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے قمیص تلاش کروائی (چونکہ لمبے قد کے تھے) اس لئے عبداللہ بن ابی (منافق) کی قمیص ہی آپ کے بدن پر آسکی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں وہ

قمیص پہنادی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (عبداللہ کی موت کے بعد) اسی وجہ سے اپنی قمیص اتار کر اسے پہنائی تھی ابن عینیہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو اس کا احسان تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ اسے چکادیں۔

باب فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ عَلَى يَدَيْهِ رَجُلٌ

اس شخص کی فضیلت جس کے ذریعہ کوئی شخص اسلام لایا ہو

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَهْلٌ رضى الله عنه يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلاً يُفْتَحُ عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ فَبَاتَ النَّاسُ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَى فَغَدَوْا كُلُّهُمْ يَرْجُوهُ فَقَالَ أَيْنَ عَلِيٌّ فَقِيلَ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ، فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ، فَبَرَأَ كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ فَقَالَ أُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُونُوا مِثْلَنَا فَقَالَ انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ، فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلاً خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے یعقوب بن عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالقاری نے حدیث بیان کی ان سے ابوحازم نے بیان کیا کہ انہیں سہل بن سعدؓ نے خبر دی۔ بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کی لڑائی کے موقعہ پر فرمایا۔ کل میں ایسے شخص کے ہاتھ اسلامی علم دوں گا جس کے ہاتھ پر فتح ہوگی جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت رکھتے ہیں۔ رات بھر سب کے ذہن میں یہی بات چکر کرتی رہی کہ دیکھئے کسے علم ملتا ہے۔ اور جب صبح ہوئی تو ہر فرد پر امید تھا۔ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ علیؓ کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا کہ ان کی آنکھوں میں آشوب ہوگیا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگا دیا اور اس سے انہیں صحت ہوگئی، کسی قسم کی تکلیف باقی نہ رہی اور پھر آپ نے انہیں کو علم عطا فرمایا، علیؓ نے کہا کہ میں ان لوگوں سے اس وقت تک لڑوں گا جب تک یہ ہمارے جیسے (مسلمان) نہ ہو جائیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ہدایت دی کہ یوں ہی چلے جاؤ، جب ان کے میدان میں اترلو انہیں اسلام کی دعوت دو اور انہیں بتا دو کہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ان پر کیا امور واجب ہیں۔ خدا گواہ ہے کہ اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص بھی مسلمان ہو جائے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

باب الْأُسَارَى فِي السَّلَاسِلِ (قیدی زنجیروں میں)

اس باب کی غرض اسلام کے کمال کا بیان کرنا ہے کہ بعض مسلمان زنجیروں سے جنت میں جائیں گے۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی ان سے غندر نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن زیاد نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایسے لوگوں پر اللہ کو تعجب ہوگا، جو جنت میں داخل ہوں

گے (حالانکہ دنیا میں اپنے کفر کی وجہ سے) وہ بیڑیوں میں تھے (لیکن بعد میں اسلام لائے اور اسی لئے جنت میں داخل ہوئے۔

تشریح حدیث

حدیث الباب کے معنی اور شان ورود میں تین قول ہیں:

ا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث الباب حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور دوسرے بدری قیدیوں کے متعلق وارد ہوئی ہے۔ اس لیے اس حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ زبردستی اسلام میں داخل کرتا ہے کہ وہ قیدی بن کر آتے ہیں۔ اسلام کی خوبیاں دیکھ کر مسلمان ہو جاتے ہیں اور مسلمان ہونا گویا جنت میں داخل ہونا ہے کیونکہ اسلام دخولِ جنت کا سبب ہے۔

۲۔ یہ حدیث ان مسلمانوں کے متعلق ہے جو اضطراراً کافروں کے قیدی بن جاتے ہیں اور اسی حالت میں شہید کر دیئے جاتے ہیں یا فوت ہو جاتے ہیں۔ یہ شہید قیامت کے روز اُٹھیں گے تو زنجیروں کے ساتھ اُٹھیں گے' اس قیامت میں اُٹھنے کو مجازاً دخول جنت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

۳۔ بعض خواص کو اللہ تعالیٰ ایک دم گمراہی سے نکال کر ہدایت عطا فرماتے ہیں۔ گویا جہنم میں ڈالے جانے کے لیے وہ زنجیروں میں جکڑے تھے کہ اللہ نے اچانک ان پر کرم فرمایا' ہدایت عطاء کی اور وہ جنتی بن گئے۔

بَاب فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ

اہل کتاب کے کسی فرد کے اسلام لانے کی فضیلت

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ حَيٍّ أَبُو حَسَنٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ الرَّجُلُ تَكُونُ لَهُ الْأَمَةُ فَيُعَلِّمُهَا فَيُحْسِنُ تَعْلِيمَهَا ، وَيُؤَدِّبُهَا فَيُحْسِنُ أَدَبَهَا ، ثُمَّ يُعْتِقُهَا فَيَتَزَوَّجُهَا ، فَلَهُ أَجْرَانِ ، وَمُؤْمِنُ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِي كَانَ مُؤْمِنًا ، ثُمَّ آمَنَ بِالنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَلَهُ أَجْرَانِ ، وَالْعَبْدُ الَّذِي يُؤَدِّي حَقَّ اللَّهِ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهِ ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ وَأَعْطَيْتُكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ وَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِي أَهْوَنَ مِنْهَا إِلَى الْمَدِينَةِ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان بن عیینہ نے حدیث بیان کی' ان سے صالح بن حی ابو حسن نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے شعبی سے سنا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ مجھ سے ابو بردہ نے حدیث بیان کی' انہوں نے اپنے والد (ابوموسیٰ اشعریؓ) سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین طرح کے اشخاص ایسے ہیں جنہیں دہرا اجر ملتا ہے وہ شخص جس کی کوئی باندی ہو۔ وہ اسے تعلیم دے اور تعلیم دینے میں اچھا طرز عمل اختیار کرے۔ اسے ادب سکھائے اور اس میں اچھے طرز عمل کا مظاہرہ کرے' پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لے تو اسے دہرا اجر ملتا ہے۔ وہ مومن جو اہل کتاب میں سے ہو کہ پہلے ہی ایمان لائے ہوئے تھا (اپنے نبی پر) اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا تو اسے بھی دہرا اجر ملے گا۔ اور وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کے حقوق کی بھی ادائیگی کرتا ہے اور اپنے آقا کے ساتھ بھی خیر خواہانہ جذبہ رکھتا ہے اس کے بعد

شعبی (راوی حدیث) نے فرمایا کہ میں نے تمہیں یہ حدیث بلا کسی محنت ومشقت کے دے دی ایک زمانہ وہ بھی تھا جب اس سے کم حدیث کے لئے مدینہ منورہ کا سفر کرنا پڑتا تھا۔

باب أَهْلِ الدَّارِ يُبَيَّتُونَ فَيُصَابُ الْوِلْدَانُ وَالذَّرَارِيُّ

دارالحرب پر رات کے وقت حملہ ہوا اور بچے اور عورتیں بھی زخمی ہوگئیں

(بَيَاتًا) لَيْلاً (لَنُبَيِّتَنَّهُ) لَيْلاً ، يُبَيِّتُ لَيْلاً (قرآن مجید کی آیت میں) بیاتا سے مراد رات کا وقت ہے (دوسری آیات میں لَنُبَيِّتَنَّهُ (سے بھی) رات کے وقت (اچانک حملہ کرنا مراد ہے) تیسری آیت میں یبیت سے مراد بھی رات کا وقت ہی ہے۔

اہل الدار سے مراد اہل حرب ہیں

یبیتون: یہ تبییت باب تفعیل سے مجہول کا صیغہ ہے۔ بیت العدو کے معنی ہیں دشمن پر غفلت میں اچانک رات کے وقت حملہ کرنا، شب خون مارنا۔ تبییت کے معنی نیت کرنے اور رات کے وقت غور وفکر کرنے کے بھی آتے ہیں۔

ولدان: فعیل کے وزن پر ولید کی جمع ہے اس کے معنی ہیں نومولود بچہ یا غلام۔

الذراری۔ یاء کی تشدید کے ساتھ ذریۃ کی جمع ہے بمعنی نسل انسانی، مرد وعورت دونوں کو شامل ہے۔

مقصد ترجمۃ الباب

امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ کفار پر رات کے وقت بے خبری کے عالم میں، اچانک شب خون مارنا جائز ہے۔ اگر تبعاً عورتیں اور بچے قتل ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں تاہم قصداً ان کا قتل جائز نہیں۔

بیاتا لیلا۔ امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ اگر حدیث کا کوئی لفظ قرآن مجید کی کسی آیت میں وارد لفظ کے ہم معنی ہو تو اس کی تفسیر اسی آیت میں وارد لفظ سے کر دیتے ہیں۔ اپنی عادت کے مطابق یہاں بھی امام بخاریؒ نے ایسا کیا ہے کہ بیاتا کی تفسیر لیلا سے کر دی۔ اس لئے قرآن مجید کی جن آیات میں یہ مادہ وارد ہے وہ لیل ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ حدیث باب میں لفظ یبیتون وارد ہوا ہے۔ یہاں امام بخاری رحمہ اللہ نے قرآن مجید کی تین آیات نقل کی ہیں جو لفظ یبیتون میں حدیث باب کے موافق ہیں۔ بیاتا سے سورۃ اعراف کی آیت وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْهُمْ قَآئِلُوْنَ مراد ہے۔

لنبینة لیلا۔ اس سے سورۃ نمل کی آیت قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَاشَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ مراد ہے۔ بیت لیلا۔ اس سے سورۃ نساء کی آیت بیت بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ مراد ہے۔

شب خون مارنے کا حکم، کیا جنگ اور شب خون کے دوران عورتوں اور بچوں کا قتل جائز ہے؟

شب خون مارنے کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں البتہ اس میں اختلاف ہے کہ شب خون میں عورتوں اور بچوں کو بھی مارا

جائے گا یعنی قتل کیا جائے گا یا نہیں؟ امام مالک رحمہ اللہ اور امام اوزاعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عورتوں اور بچوں کا قتل مطلقاً ناجائز ہے۔ یہاں تک کہ اگر قتال کرنے والے مرد ان کو ڈھال بنا کر استعمال کریں تو تب بھی انہیں مارنا جائز ہے نہ تحریق جائز ہے۔ ان کا استدلال احادیث نہی سے ہے جو گزر چکی ہیں۔ جمہور فقہاء امام اعظم ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ اگر عورتوں اور بچوں کو قتل کئے بغیر مردوں تک پہنچنا ممکن نہ ہو تو ان کا قتل جائز ہے۔

ان کا ایک استدلال حدیث الباب سے ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شب خون مارنے کے دوران عورتوں اور بچوں کے قتل کا حکم پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے هم منهم فرما کر ان کے قتل کی اجازت دی۔ جمہور کا دوسرا استدلال ابوداؤد کی ایک روایت ہے۔ رباح بن ربیعؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ میں شریک تھے آپ نے لوگوں کا ایک مجمع دیکھا اور ایک شخص کو دیکھ کر فرمایا کہ دیکھو یہ لوگ کیوں جمع ہیں۔ اس نے آکر جواب دیا کہ ایک عورت مقتول پڑی ہے آپ نے فرمایا یہ تو قتال نہیں کر رہی تھی۔ شراح حدیث نے اس جملہ کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ آپ کا منشاء یہ تھا کہ عورت تو قتال نہیں کرتی لیکن اگر قتال کرے تو پھر اس کا قتل جائز ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ جمہور فقہاء نے جمع بین الحدیثین پر عمل کیا ہے اور مذکورہ دونوں روایات سے استدلال کرتے ہوئے جمہور نے فرمایا کہ شب خون مارنے کے دوران عورتوں کو قتل کئے بغیر مردوں تک رسائی نہ ہو تو پھر ان کا قتل جائز ہے۔

تاہم جن روایات میں نساء اور صبیان کے قتل کی ممانعت وارد ہے ان روایات کے پیش نظر جمہور فقہاء کے نزدیک بھی جہاد میں نساء وصبیان کے قتل کا قصد ناجائز ہے لیکن اگر نساء اور صبیان رجال مشرکین کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اٹھا کر قتال کریں تو پھر مذکورہ دونوں روایات کے پیش نظر یہ ممانعت باقی نہیں رہے گی اور ان کے قتل کا قصد جائز ہوگا۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رضی الله عنهم قَالَ مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ وَسُئِلَ عَنْ أَهْلِ الدَّارِ يُبَيَّتُونَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَيُصَابُ مِنْ نِسَائِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لَا حِمَى إِلَّا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ صلى الله عليه وسلم وَعَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا الصَّعْبُ فِي الذَّرَارِيِّ كَانَ عَمْرٌو يُحَدِّثُنَا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَسَمِعْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ وَلَمْ يَقُلْ كَمَا قَالَ عَمْرٌو هُمْ مِنْ آبَائِهِمْ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے زہری نے حدیث بیان کی ان سے عبیداللہ نے ان سے ابن عباسؓ نے اور ان سے صعب بن جثامہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام ابواء یا ودان میں میرے پاس سے گزرے تو آپ سے پوچھا گیا کہ مشرکین کے جس قبیلے پر شب خون مارا جائے گا کیا ان کی عورتوں اور بچوں کو بھی قتل کرنا درست ہوگا؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بھی انہیں میں سے ہیں۔ اور میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اور کسی کی حمی نہیں ہے (جس کی حمایت وحفاظت ضروری ہو) (سابقہ سند کے ساتھ) زہری سے روایت ہے کہ انہوں نے عبیداللہ سے سنا بواسطہ ابن عباسؓ اور ان سے صعبؓ نے حدیث بیان کی اور صرف ذراری (بچوں) کا ذکر کیا (سفیان نے بیان کیا کہ) عمرو ہم

سے حدیث بیان کرتے تھے ان سے ابن شہاب' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے (سفیان نے بیان کیا کہ پھر) ہم نے خود زہری (ابن شہاب) سے سنی' انہوں نے بیان کیا کہ مجھے عبید اللہ نے خبر دی' انہیں ابن عباسؓ نے اور انہیں صعبؓ نے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (مشرکین کی عورتوں اور بچوں کے متعلق کہ) وہ بھی انہی میں سے ہیں ھُم مِنھُم زہری کے واسطے سے جس طرح عمرہ نے بیان کیا تھا کہ وہ بھی انہیں کے باپ دادوں کی نسل سے ہیں (ہم من اباہم) زہری نے (خود ہم سے) ان الفاظ کے ساتھ نہیں بیان کیا اگرچہ مفہوم میں کوئی فرق نہیں تھا۔

باب قَتْلِ الصِّبْيَانِ فِي الْحَرْبِ

جنگ میں بچوں کا قتل

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ رضی الله عنه أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً وُجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مَقْتُولَةً ، فَأَنْكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَتْلَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن یونس نے حدیث بیان کی' انہیں لیث نے خبر دی انہیں نافع نے اور انہیں عبداللہؓ نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک غزوہ (غزوۂ فتح) میں ایک مقتول عورت پائی گئی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل پر ناگواری کا اظہار فرمایا۔

باب قَتْلِ النِّسَاءِ فِي الْحَرْبِ

جنگ میں عورتوں کا قتل

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ حَدَّثَكُمْ عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما قَالَ وُجِدَتِ امْرَأَةٌ مَقْتُولَةً فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ، فَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے ابو اسامہ سے پوچھا کیا عبید اللہ نے آپ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمرؓ نے ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی غزوے میں مقتول پائی گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا (تو انہوں نے اس کا اقرار کیا)

باب لَا يُعَذَّبُ بِعَذَابِ اللَّهِ

اللہ تعالیٰ کے مخصوص عذاب کی سزا کسی کو نہ دی جائے۔

اس باب کی غرض یہ ہے کہ بلا ضرورت آگ سے جلانا ممنوع ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث الباب امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الجہاد باب التودیع میں بھی ذکر کی ہے اس حدیث میں دو آدمیوں کے قتل کا حکم وارد ہے۔ ایک کا نام ھبار بن اسود اور دوسرے کا نام نافع عبد قیس ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے قتل کا حکم اس لئے دیا تھا کہ آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا جب اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف محو سفر تھیں تو ان دونوں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی سواری کو نیزہ مار کر بی بی صاحبہ کو گرا دیا تھا جس سے ان کا حمل ساقط ہو گیا۔

مسئلہ تحریق بالنار میں مذاہب کی تفصیل

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دشمن پر قابو پانے کے بعد اس کو نذر آتش کرنا بالاتفاق ناجائز ہے۔ اسی طرح تحریق کے بغیر دشمن پر قابو پانا ناممکن ہو تو تب بھی تحریق جائز نہیں البتہ اگر تحریق کے بغیر قابو پانا ناممکن ہو تو اس صورت میں اکثر علماء کے نزدیک تحریق جائز ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک تحریق مطلقاً ناجائز ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے نزدیک تحریق جائز ہے یہی رائے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی ہے۔ علامہ مہلب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں نہی عن التحریق، تحریمی نہیں بلکہ یہ نہی علی سبیل التواضع ہے مطلب یہ ہے کہ تعذیب بالنار چونکہ اللہ تعالیٰ کی خصوصیت ہے اس لئے تواضعاً للہ اس کی ممانعت ہوئی اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرنیین کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروائیں اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی موجودگی میں زانی عورتوں کو نذر آتش کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بعض مرتدین کی تحریق کی۔ اکثر فقہاء مدینہ قلعہ بند دشمنوں کی تحریق کو جائز قرار دیتے ہیں اور دشمن کی سواری کو نذر آتش کرنے کے بھی قائل ہیں۔

← **حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه أَنَّهُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِي بَعْثٍ فَقَالَ إِنْ وَجَدْتُمْ فُلاَنًا وَفُلاَنًا فَأَحْرِقُوهُمَا بِالنَّارِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم حِينَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ إِنِّي أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحْرِقُوا فُلاَنًا وَفُلاَنًا، وَإِنَّ النَّارَ لاَ يُعَذِّبُ بِهَا إِلاَّ اللَّهُ، فَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا**

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی، ان سے لیث نے حدیث بیان کی، ان سے بکیر نے، ان سے سلیمان بن یسار نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایک مہم پر روانہ فرمایا اور یہ ہدایت کی کہ اگر تمہیں فلاں اور فلاں مل جائیں تو انہیں آگ میں جلا دینا۔ پھر جب ہم نے روانگی کا ارادہ کیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں اور فلاں کو جلا دینا، لیکن آگ ایک ایسی چیز ہے جس کی سزا صرف اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے۔ اس لئے اگر وہ تمہیں ملیں تو انہیں قتل کر دینا۔

← **حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ عَلِيًّا رضى الله عنه حَرَّقَ قَوْمًا، فَبَلَغَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحَرِّقْهُمْ، لأَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لاَ تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ**

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبد اللہ نے حدیث بیان کی، ان سے سفیان نے حدیث بیان کی، ان سے ایوب نے اور ان سے عکرمہ نے کہ علیؓ نے ایک قوم کو (جو عبد اللہ بن سبا کی متبع تھی اور خود علیؓ کو اپنا رب کہتی تھی) جلا دیا تھا جب یہ اطلاع ابن عباسؓ کو ملی تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں ہوتا تو کبھی انہیں نہ جلاتا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ کے عذاب کی سزا کسی کو نہ دو البتہ انہیں قتل ضرور کرتا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص اپنا دین تبدیل کرے (اور اسلام لانے کے بعد کافر ہو جائے) اسے قتل کر دو۔

باب (فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً) (اللہ تعالیٰ کا ارشاد (قیدیوں کے بارے میں)

فِيهِ حَدِيثُ ثُمَامَةَ ، وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ (مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ تَكُونَ لَهُ أَسْرَى) الآيَةَ

اس کے بعد یا ان پر احسان کر کے یا فدیہ لے کر (چھوڑ دو) یہاں تک کہ لڑائی انجام کو پہنچ جائے۔ اس سلسلے میں ثمامہؓ سے متعلق حدیث ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ نبی کے لئے مناسب نہیں تھا کہ اس کے پاس قیدی ہوں۔ یہاں تک کہ خون بہا تا زمین پر یعنی غالب ہوتا زمین پر۔ تم دنیا کا سامان چاہتے ہو۔ (آخر آیت تک)

باب هَلْ لِلأَسِيرِ أَنْ يَقْتُلَ وَيَخْدَعَ الَّذِينَ أَسَرُوهُ حَتَّى يَنْجُوَ مِنَ الْكَفَرَةِ

کیا مسلمان قیدی' کفار سے نجات حاصل کرنے کے لئے قتل کر سکتا ہے

فِيهِ الْمِسْوَرُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

اور انہیں دھوکا دے سکتا ہے' اس سلسلے میں مسورؓ کی حدیث ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے۔

مقصد یہ ہے کہ کیا مسلمان اسیر رہائی پانے اور کفار سے نجات حاصل کرنے کیلئے قتل یا دھوکہ فریب کر سکتا ہے شارحین نے فرمایا چونکہ یہ مسئلہ اختلافی ہے اس لئے امام بخاریؒ نے ترجمہ میں حکم کی تصریح نہیں کی۔ کفار جب کسی مسلمان کو گرفتار کر کے قید کر لیں تو گویا یہ معاہدہ ہو جاتا ہے کہ اب تم ہمارے خلاف ہتھیار نہیں اٹھاؤ گے۔ تو کیا اس صورت میں مسلمان قیدی کیلئے اس معاہدہ کی خلاف ورزی جائز ہے؟ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کیلئے کفار کی قید سے بھاگنا جائز نہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام طبری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر مسلمان قیدی نے کسی قسم کا عہد و پیمان کیا ہو اور اطمینان دلایا ہو کہ تمہارے کہنے پر چلوں گا تو یہ معاہدہ ہی باطل ہے اور اس کیلئے عہد توڑنا جائز ہے۔

مطلب یہ ہے کہ قتل اور دھوکہ دونوں جائز ہیں امام بخاری رحمہ اللہ کا مسلک بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

باب کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے مسور بن مخرمہ کی روایت کا حوالہ دیکر حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے جو مشرکین کی قید سے فرار ہو کر مدینہ آئے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عہد و پیمان کی صورت میں بھاگنے کی تو اجازت ہے لیکن کفار کے مال و جان سے تعرض جائز نہیں تاہم اگر عہد نہیں ہوا تو پھر اس کو کفار سے نجات حاصل کرنے کیلئے قتل، تحریق اور اخذ مال میں سے کوئی بھی راہ اختیار کرنے کی اجازت ہے۔

باب إِذَا حَرَّقَ الْمُشْرِكُ الْمُسْلِمَ هَلْ يُحَرَّقُ

کیا اگر کوئی مشرک' کسی مسلمان کو جلا دے تو اسے جلایا جا سکتا ہے؟

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ماقبل باب میں تعذیب بالنار کی جو ممانعت وارد ہوئی ہے وہ اس صورت کیساتھ خاص ہے جب تحریق بالنار علی سبیل القصاص نہ ہو اگر علی سبیل القصاص تحریق کی نوبت آئے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

قبیلہ عرینہ والوں کے واقعہ سے استدلال کرتے ہوئے امام بخاریؒ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ علی سبیل القصاص تحریق بالنار جائز ہے لیکن اس استدلال پر اشکال نہیں ہوتا ہے کہ حدیث باب میں تو اس باب کی تصریح نہیں کہ عرنیین نے راعی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں سلائی پھیری تھی جس کے نتیجہ میں ان کے ساتھ بھی قصاصاً یہی عمل کیا گیا۔ حافظ ابن حجرؒ اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اس روایت کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جن میں اس بات کی تصریح ہے کہ عرنیین نے راعی کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی تھی۔

قصاصاً تحریق بالنار کا حکم

شوافع اور مالکیہ کے نزدیک قصاص میں مساوات ضروری ہے وہ فرماتے ہیں کہ قاتل نے جس فعل کے ذریعے مقتول کو قتل کیا اگر وہ مشروع ہے اور منہی عنہ نہیں تو قاتل کو بھی قصاصاً اسی فعل کے ذریعے مارا جائیگا البتہ قاتل کا عمل اگر غیر مشروع ہے تو اس میں مساوات جائز نہیں۔ ایک روایت کے مطابق امام احمدؒ کا ان کا استدلال قرآن حکیم کی ان آیات سے ہے۔

ا۔ وان عاقبو بمثل ماعوقبتم ۔۲۔فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علکیم ۔۳۔ جزاء سئة سیئة مثلها

ان آیات میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ظلم اور زیادتی کا بدلہ اسی قدر لینا جائز ہے جس قدر دوسرے فریق نے کی ہو۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک قصاص صرف ہتھیار اور اسلحہ سے لینا جائز ہے۔ ان کا استدلال ابن ماجہ کی روایت ہے ''لاقور الا بالسیف'' یعنی قصاص صرف تلوار سے لیا جائے' امام اعظمؒ کے نزدیک سیف سے ہر قسم کا اسلحہ مراد ہے۔

شوافع اور مالکیہ نے جن آیات سے استدلال کیا ہے یہی آیات احناف کا بھی مستدل ہیں۔ آیات میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ جس پر زیادتی اور ظلم ہو تو اس کا بدلہ اسی قدر لیا جائے اس سے تجاوز حرام ہے۔

چنانچہ اگر قصاص میں مماثلت اور مساوات پر عمل کیا جائے تو اس میں انصاف پر عمل ممکن نہیں رہتا مثلاً بسا اوقات ایک آدمی پتھر کی ایک ضرب سے ہلاک ہو جاتا ہے لیکن کبھی ایسا بھی نہیں ہوتا ہے ایک آدمی کی موت اس پر کء پتھر مارنے سے بھی واقع نہیں ہوتی۔ اب اگر قاتل کے پتھر کی ایک ہی ضرب سے کسی کی موت واقع ہو جائے لیکن دوران قصاص اگر قاتل کی موت ایک ضرب سے واقع نہ ہو تو اس پر کئی پتھر برسانے پڑیں گے۔ ظاہر ہے یہ ظلم ہے اس لئے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قصاص بالمثل جائز نہیں بلکہ قصاص صرف ہتھیار اور اسلحہ سے لیا جائے گا۔ یہی مذہب حضرت عطاء بن ابی رباحؒ امام ثوریؒ اور صاحبین کا ہے۔

قصاصاً تحریق بالنار امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں اس سلسلہ میں امام اعظمؒ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ لایعذب بالنار الارب النار ان کے نزدیک اس حدیث کے عموم میں قصاصاً تحریق بالنار بھی شامل ہے۔ امام احمد سے دو قول مروی ہیں ایک قول کے مطابق ان کے نزدیک قصاصاً تحریق جائز نہیں۔ ان کی دلیل بھی امام اعظم رحمہ اللہ کی مستدل روایت ہے۔

← حَدَّثَنَا مُعَلَّی بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ عَنْ أَیُّوبَ عَنْ أَبِی قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه أَنَّ رَهْطًا مِنْ عُكْلٍ ثَمَانِیَةً قَدِمُوا عَلَی النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم فَاجْتَوَوُا الْمَدِینَةَ فَقَالُوا یَا رَسُولَ اللّٰهِ، ابْغِنَا رِسْلاً قَالَ مَا أَجِدُ لَكُمْ

إِلَّا أَنْ تَلْحَقُوا بِالذَّوْدِ فَانْطَلَقُوا فَشَرِبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا حَتَّى صَحُّوا وَسَمِنُوا ، وَقَتَلُوا الرَّاعِيَ ، وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ ، وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ ، فَأَتَى الصَّرِيخُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم ، فَبَعَثَ الطَّلَبَ ، فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ حَتَّى أُتِيَ بِهِمْ ، فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ ، ثُمَّ أَمَرَ بِمَسَامِيرَ فَأُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ بِهَا ، وَطَرَحَهُمْ بِالْحَرَّةِ ، يَسْتَسْقُونَ فَمَا يُسْقَوْنَ حَتَّى مَاتُوا قَالَ أَبُو قِلَابَةَ قَتَلُوا وَسَرَقُوا وَحَارَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ صلی اللہ علیہ وسلم وَسَعَوْا فِي الْأَرْضِ فَسَادًا

ترجمہ۔ ہم سے معلّی بن اسد نے حدیث بیان کی ان سے وہیب نے حدیث بیان کی ان سے ایوب نے ان سے ابوقلابہ نے اوران سے انس بن مالکؓ نے کہ قبیلہ عکل کے آٹھ افراد کی جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' لیکن مدینہ کی آب و ہوا انہیں موافق نہیں آئی' انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمارے لئے (اونٹ کے) دودھ کا انتظام کردیجئے) تاکہ اس کے پینے سے صحت ٹھیک ہوجائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں کچھ اونٹ دیتا ہوں' انہیں لے جاؤ (چرانے کے لئے) وہ لوگ اونٹ چرانے کے لئے لے گئے۔ چنانچہ وہ ان کا پیشاب اور دودھ پیتے رہے' تاآنکہ وہ صحت مند ہوگئے (لیکن بدعہدی کی) چرواہے کو قتل کردیا اور اونٹوں کو ساتھ لے کر بھاگ نکلے اور اسلام لانے کے بعد کفر کیا' ایک شخص نے اس کی اطلاع آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی تو آپ نے ان کی تلاش کے لئے آدمی بھیجے دوپہر سے بھی پہلے وہ پکڑلائے گئے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے' پھر آپ کے حکم سے ان کی آنکھوں میں سلائی گرم کر کے پھیردی گئی اور حرہ (مدینہ کی پتھریلی زمین) میں انہیں ڈال دیا گیا وہ پانی مانگتے تھے لیکن نہیں دیا گیا' یہاں تک کہ سب مر گئے (ایسا ہی انہوں نے ان اونٹوں کے چرانے والے کے ساتھ کیا تھا جس کا انہیں بدلہ دیا گیا) ابوقلابہ نے کہا کہ انہوں نے قتل کیا تھا چوری کی تھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ کی تھی اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کی تھی۔

تشریح حدیث

یہ حدیث اس سے پہلے گزر چکی ہے اور نوٹ بھی' ان لوگوں نے ایک ساتھ کئی سنگین جرم کا ارتکاب کیا تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چرواہے کا مثلہ بنایا تھا' اس لئے انہیں بھی اسی طرح کی سزا دی گئی' لیکن بعد میں اس سے ممانعت کردی گئی کہ خواہ کچھ بھی ہو' اس طرح کی سزائیں نہ دی جائیں' اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے پانی مانگا' لیکن انہیں پانی نہیں دیا گیا' امت کا اس پر اجماع ہے کہ جسے پھانسی یا قتل کی سزا دی جارہی ہو' وہ اگر پانی مانگے تو اسے پانی پلانا چاہیے بات یہی صحیح ہے کہ اس حدیث کے احکام سورہ مائدہ کی آیت سے منسوخ ہوگئے تھے۔

باب

یہ باب بلا ترجمہ اور باب سابق کا تتمہ ہے

باب سابق میں تحریق کا ذکر ہے اس باب میں یہ بتانا مقصود ہے کہ تحریق میں تجاوز جائز نہیں یعنی جو مستحق تحریک نہ ہو اس کی تحریق حد سے تجاوز اور گناہ ہے۔ حدیث الباب میں جس نبی کا ذکر ہے اس سے کون سے نبی مراد ہے؟ (۱) علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے ایک قول یہ نقل کیا ہے کہ اس سے موسیٰ علیہ السلام مراد ہے۔ (۲) علامہ قسطلانی نے فرمایا کہ اس سے عزیر علیہ السلام مراد ہیں۔

علامہ کرمانیؒ نے اس کا جواب دیا کہ شاید اس نبی کی شریعت میں ایسا کرنا جائز تھا۔ دوسرا جواب یہ دیا گیا کہ سانپ اور اژدھے پر قیاس کرتے ہوئے طبعاً ہر موذی حیوان کا قتل جائز ہے۔ پھر اس پر اشکال ہو سکتا ہے کہ جب ان کی شریعت میں یہ عمل جائز تھا تو پھر اللہ کی طرف سے عتاب کیوں نازل ہوا؟

← حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ، فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَأُحْرِقَتْ ، فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ أَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ أَحْرَقْتَ أُمَّةً مِنَ الْأُمَمِ تُسَبِّحُ طرفه

ترجمہ۔ ہم سے یحیٰی بن بکیر نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی ان سے یونس نے ان سے ابن شہاب نے ان سے سعید بن مسیب اور ابوسلمہ نے کہ ابو ہریرہؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ ایک چیونٹی نے ایک نبی (علیہ الصلوۃ والسلام) کو کاٹ لیا تھا تو ان کے حکم سے چیونٹیوں کے سارے گھروندے جلا دیئے گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ اگر تمہیں ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تو کیا تم ایک ایسی امت کو جلا کر خاکستر کر دو گے جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔

باب حَرْقِ الدُّورِ وَالنَّخِيل

گھروں اور باغوں کو جلانا

امام بخاری رحمہ اللہ اس باب سے بتانا چاہتے ہیں کہ ضرورت کے وقت گھروں اور کھجوروں کے درخت جلا دینا جائز ہے۔

حدیث الباب میں ذوالخلصہ کا ذکر ہے جو قبیلہ دوس اور قبیلہ خثعم کا بت تھا۔ یمن کے علاقہ میں جہاں قبیلہ خثعم آباد تھا وہاں ایک گھر میں رکھا ہوا تھا جس کو کعبہ یمانیہ کہتے تھے لوگ آکر اسکی عبادت کرتے اس پر ہار چڑھاتے اور اس بت کے تقرب کیلئے وہاں جانور ذبح کرتے تھے

دشمن کے مکانات اور درختوں کی تحریق کا مسئلہ

علامہ خرقی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دشمن کے درختوں اور کھیتوں کی تحریق جائز نہیں تاہم اگر دشمن مسلمانوں کی زمین میں آکر ان کی تحریق کرتے ہوں تو بطور تنبیہ ان کی زمین میں ایسا کرنا جائز ہے تاکہ آئندہ دشمن تحریق سے باز رہے۔ جمہور فقہاء امام شافعیؒ امام مالک امام احمد اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک دشمن کے درختوں کھیتوں اور مکانات کی تحریق جائز ہے۔ ان کا استدلال احادیث باب سے ہے۔

امام اوزاعی لیث بن سعد کے نزدیک دشمن کے درختوں اور مکانات کی تحریق وتخریب مکروہ ہے۔ ان کا استدلال موطا امام مالک میں یحیٰی بن سعید رحمہ اللہ کی روایت سے ہے۔ اس میں تصریح ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف جو مختلف لشکر روانہ کئے ان میں ایک امیر لشکر کو آپ نے یہ وصیت کی و لا تقطعن شجرا ثمرا و لا تخربن عامر یعنی ثمر بار درخت کو قطعاً نہ کاٹنا اور آبادی کو کبھی ویران نہ کرنا۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے اس روایت کا یہ جواب دیا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ بلاد شام پر مسلمانوں کو فتح ہوگی اس لئے انہوں نے مسلمانوں کے مفاد کے پیش نظر امیر لشکر کو تحریق وتخریب سے منع کیا تھا۔

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ قَالَ لِي جَرِيرٌ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ

صلی الله علیه وسلم أَلاَ تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ بَيْتًا فِي خَثْعَمَ يُسَمَّى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ ، وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ قَالَ وَكُنْتُ لاَ أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ ، فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ، ثُمَّ بَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم يُخْبِرُهُ فَقَالَ رَسُولُ جَرِيرٍ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ ، مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْوَفُ أَوْ أَجْرَبُ قَالَ فَبَارَكَ فِي خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ

ترجمہ۔ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے اسماعیل نے بیان کیا ان سے قیس بن ابی حازم نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے جریر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ذوالخلصہ کو (برباد کرکے) مجھے خوش کیوں نہیں کردیتے۔ یہ ذوالخلصہ قبیلہ خثعم کا ایک بت کدہ تھا اسے کعبۃ الیمانیۃ کہتے تھے انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں قبیلہ احمس کے ایک سو پچاس سواروں کو لے کر چلا یہ سب حضرات بڑے اچھے گھڑ سوار تھے لیکن میں گھوڑے کی سواری اچھی طرح نہیں کر پاتا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سینے پر (اپنے ہاتھ سے) مارا میں نے انگشت ہائے مبارک کا نشان اپنے سینے پر دیکھا پھر فرمایا اے اللہ! گھوڑے کی پشت پر اسے ثبات عطا فرمائیے اور دوسرے کو ہدایت کی راہ دکھانے والا اور خود ہدایت پایا ہوا بنائیے۔ اس کے بعد جریرؓ روانہ ہوئے اور ذوالخلصہ کی عمارت کو گرا کر اس میں آگ لگادی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی اطلاع بھجوائی۔ جریرؓ کے قاصد نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا میں اس وقت تک آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا۔ جب تک ہم نے ذوالخلصہ کو ایک خالی پیٹ والے اونٹ کی طرح نہیں بنا دیا یا انہوں نے کہا) خارش زدہ اونٹ کی طرح (مراد ویرانی سے ہے) بیان کیا کہ یہ سن کر آپ نے قبیلہ احمس کے سواروں اور قبیلہ کے تمام لوگوں کے لئے پانچ مرتبہ برکت کی دعا کی۔

➡ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما قَالَ حَرَّقَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ

ترجمہ۔ہم سے محمد بن کثیر نے حدیث بیان کی انہیں سفیان نے خبر دی انہیں موسیٰ بن عقبہ نے انہیں نافع نے اور ان سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (یہود) بنو نضیر کے کھجور کے باغات جلوا دیے تھے۔

باب قَتْلِ النَّائِمِ الْمُشْرِكِ (سوئے ہوئے مشرک کا قتل)

➡ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی الله عنهما قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم رَهْطًا مِنَ الأَنْصَارِ إِلَى أَبِي رَافِعٍ لِيَقْتُلُوهُ ، فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَدَخَلَ حِصْنَهُمْ قَالَ فَدَخَلْتُ فِي مَرْبِطِ دَوَابَّ لَهُمْ ، قَالَ وَأَغْلَقُوا بَابَ الْحِصْنِ ، ثُمَّ إِنَّهُمْ فَقَدُوا حِمَارًا لَهُمْ ، فَخَرَجُوا يَطْلُبُونَهُ ، فَخَرَجْتُ فِيمَنْ خَرَجَ أُرِيهِمْ أَنَّنِي أَطْلُبُهُ مَعَهُمْ ، فَوَجَدُوا الْحِمَارَ ، فَدَخَلُوا وَدَخَلْتُ ، وَأَغْلَقُوا بَابَ الْحِصْنِ لَيْلاً ، فَوَضَعُوا الْمَفَاتِيحَ فِي كَوَّةٍ حَيْثُ أَرَاهَا ، فَلَمَّا نَامُوا أَخَذْتُ الْمَفَاتِيحَ ، فَفَتَحْتُ بَابَ الْحِصْنِ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ فَأَجَابَنِي ، فَتَعَمَّدْتُ الصَّوْتَ ، فَضَرَبْتُهُ فَصَاحَ ، فَخَرَجْتُ ثُمَّ جِئْتُ ، ثُمَّ رَجَعْتُ كَأَنِّي مُغِيثٌ فَقُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ ، وَغَيَّرْتُ صَوْتِي ، فَقَالَ مَا لَكَ لأُمِّكَ الْوَيْلُ قُلْتُ مَا شَأْنُكَ قَالَ لاَ أَدْرِي مَنْ دَخَلَ عَلَيَّ فَضَرَبَنِي قَالَ فَوَضَعْتُ

سَيْفِي فِي بَطْنِهِ ، ثُمَّ تَحَامَلْتُ عَلَيْهِ حَتَّى قَرَعَ الْعَظْمَ ، ثُمَّ خَرَجْتُ وَأَنَا دَهِشٌ ، فَأَتَيْتُ سُلَّمًا لَهُمْ لأَنْزِلَ مِنْهُ فَوَقَعْتُ فَوُثِئَتْ رِجْلِي ، فَخَرَجْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَقُلْتُ مَا أَنَا بِبَارِحٍ حَتَّى أَسْمَعَ النَّاعِيَةَ ، فَمَا بَرِحْتُ حَتَّى سَمِعْتُ نَعَايَا أَبِي رَافِعٍ تَاجِرِ أَهْلِ الْحِجَازِ قَالَ فَقُمْتُ وَمَا بِي قَلَبَةٌ حَتَّى أَتَيْنَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَأَخْبَرْنَاهُ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن مسلم نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کے چند افراد کو ابو رافع (یہودی) کو قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ ان میں سے ایک صاحب (عبداللہ بن عتیک) آگے بڑھے اور اس کے قلعہ کے اندر داخل ہو گئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اندر جانے کے بعد میں اس گھر میں گھس گیا جہاں ان کے جانور بندھا کرتے تھے۔ بیان کیا کہ انہوں نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا لیکن اتفاق کہ ان کا ایک گدھا ان مویشیوں میں سے گم تھا۔ اس لئے وہ اسے تلاش کرنے کے لئے باہر نکلے (اس خیال سے کہ کہیں پکڑا نہ جاؤں) نکلنے والوں کے ساتھ میں بھی باہر آ گیا۔ میں ان پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتا رہا کہ میں بھی تلاش کرنے والوں میں شامل ہوں۔ آخر گدھا انہیں مل گیا اور پھر وہ اندر آ گئے میں بھی ان کے ساتھ اندر آ گیا اور انہوں نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا' وقت رات کا تھا۔ کنجیوں کا گچھا انہوں نے ایک ایسے طاق میں رکھا جسے میں دیکھ رہا تھا جب سب سو گئے تو میں نے کنجیوں کا گچھا اٹھایا اور دروازہ کھول کر ابو رافع کے پاس پہنچا۔ میں نے آواز دی؛ ابو رافع' اس نے جواب دیا اور میں اس کی آواز کی طرف بڑھا اور اس پر وار کر بیٹھا اور وہ چیخنے لگا تو میں باہر چلا آیا' اس کے پاس سے واپس آ کر میں پھر اس کے کمرہ میں داخل ہوا گویا میں اس کی مدد کو پہنچا تھا۔ میں نے پھر اسے آواز دی؛ ابو رافع! اس مرتبہ میں نے اپنی آواز بدل لی تھی۔ اسنے کہا کیا کر رہا ہے۔ تیری ماں برباد ہو میں نے پوچھا کیا بات پیش آئی ہے؟ وہ کہنے لگا نہ معلوم کون شخص اندر میرے کمرے میں آ گیا تھا اور مجھ پر حملہ کر بیٹھا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اب کی بار میں نے اپنی تلوار اس کے پیٹ پر رکھ کر اتنے زور سے دبائی کہ اس کی ہڈیوں میں اتر گئی۔ جب میں اس کے کمرہ سے باہر نکلا تو میں بہت خوف زدہ تھا۔ پھر قلعہ کی ایک سیڑھی پر میں آیا تاکہ اس سے نیچے اتر سکوں' لیکن میں اس پر سے گر گیا اور میرے پاؤں میں موچ آ گئی پھر جب میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا تو میں نے ان سے کہا کہ میں اس وقت تک یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ جب تک اس کی موت کا اعلان نہ سن لوں۔ چنانچہ میں وہیں ٹھہر گیا اور میں نے ابو رافع حجاز کے تاجر کی موت کے اعلانات بلند آواز سے ہوتے ہوئے سنے انہوں نے بیان کیا کہ میں پھر وہاں سے اٹھا اور مجھے اسوقت کوئی مرض اور تکلیف نہیں تھی۔ پھر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اس کی اطلاع دی۔

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضي الله عنهما قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم رَهْطًا مِنَ الأَنْصَارِ إِلَى أَبِي رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَتِيكٍ بَيْتَهُ لَيْلاً ، فَقَتَلَهُ وَهُوَ نَائِمٌ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ بن آدم نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ بن ابی زائدہ نے حدیث بیان کی' ان سے ان کے والد نے ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کے چند افراد کو ابو رافع کے پاس (قتل کرنے کے لئے) بھیجا تھا' چنانچہ رات میں عبداللہ بن عتیک اس کے قلعہ کے اندر داخل ہوئے اور اسے سوتے ہوئے قتل کیا۔

باب لا تَمَنَّوا لِقاءَ العَدُوِّ

دشمن سے جنگ کی تمنا نہ ہونی چاہیے

حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ الْيَرْبُوعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ كُنْتُ كَاتِبًا لَهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى حِينَ خَرَجَ إِلَى الْحَرُورِيَّةِ فَقَرَأْتُهُ فَإِذَا فِيهِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا الْعَدُوَّ انْتَظَرَ حَتَّى مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ وَقَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ كُنْتُ كَاتِبًا لِعُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ فَأَتَاهُ كِتَابُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رضی الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَقَالَ أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا

ترجمہ۔ہم سے یوسف بن موسیٰ نے حدیث بیان کی ان سے عاصم بن یوسف یربوعی نے حدیث بیان کی ان سے ابو اسحاق فزاری نے حدیث بیان کی ان سے موسیٰ بن عقبہ نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے عمر بن عبیداللہ کے مولیٰ سالم ابوالنضر نے حدیث بیان کی کہ میں عمر بن عبداللہ کا کاتب تھا۔سالم نے بیان کیا کہ جب وہ خوارج سے جنگ کے لئے روانہ ہوئے تو انہیں عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ کا خط ملا میں نے اسے پڑھا تو اس میں انہوں نے لکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک غزوے کے موقعہ پر انتظار کیا۔پھر جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا اے لوگو! دشمن سے مڈبھیڑ کی تمنا نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ سے امن وعافیت کی دعا کرو لیکن جب جنگ چھڑ جائے تو صبر وثبات کا ثبوت دو اور سمجھ لو کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے پھر آپ نے فرمایا اے اللہ! کتاب (آسمانی) کے نازل کرنے والے اے بادلوں کے ہانکنے والے اے احزاب (کفار کی جماعتیں) (غزوہ خندق کے موقعہ پر) کو شکست دینے والے دشمن کو شکست دیجئے اور ان کے مقابلہ میں ہماری مدد کیجئے۔اور موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ مجھ سے سالم ابوالنضر نے حدیث بیان کی کہ میں عمر بن عبیداللہ کا منشی تھا ان کے پاس عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ کا یہ خط آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا (دشمن سے مڈبھیڑ کی تمنا نہ کرو۔اور ابو عامر نے بیان کیا ان سے مغیرہ بن عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی ان سے ابوالزناد نے ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دشمن سے مڈبھیڑ کی تمنا نہ کرو۔لیکن جب جنگ شروع ہو جائے تو صبر وثبات سے کام لو۔

باب الْحَرْبُ خُدْعَةٌ (جنگ ایک چال ہے)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ هَلَكَ كِسْرَى ثُمَّ لَا يَكُونُ كِسْرَى بَعْدَهُ، وَقَيْصَرٌ لَيَهْلِكَنَّ ثُمَّ لَا يَكُونُ قَيْصَرٌ بَعْدَهُ، وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوزُهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَسَمَّى الْحَرْبَ خُدْعَةً

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی انہیں معمر نے خبر دی انہیں ہمام نے اور انہیں ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسریٰ (ایران کا بادشاہ) برباد و ہلاک ہو جائے گا اور اسکے بعد کوئی کسریٰ نہیں آئے گا اور قیصر (روم کا بادشاہ) بھی ہلاک و برباد ہوگا (شام کے علاقہ میں) اور اس کے بعد (شام میں) کوئی قیصر باقی نہیں رہے گا۔ اور تم لوگ ان کے خزانے اللہ کے راستے میں تقسیم کرلوگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لڑائی کو چال فرمایا تھا۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَصْرَمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ سَمَّى النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم الْحَرْبَ خُدْعَةً

ترجمہ۔ ہم سے ابوبکر بن اصرم نے حدیث بیان کی انہیں عبداللہ نے خبر دی انہیں ہمام بن منبہ نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کو چال کہا تھا' ابوعبداللہ (البخاری) کہتے ہیں کہ ابوبکر کا نام بور بن اصرم ہے۔

حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رضی الله عنهما قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم الْحَرْبُ خُدْعَةٌ

ترجمہ۔ ہم سے صدقہ بن فضل نے حدیث بیان کی انہیں ابن عیینہ نے خبر دی انہیں عمرو نے' انہوں نے جابر بن عبداللہؓ سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا جنگ تو چال کا نام ہے۔

باب الْكَذِبِ فِي الْحَرْبِ (جنگ میں جھوٹ بولنا)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضی الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم قَالَ مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ ، فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَتَاهُ فَقَالَ إِنَّ هَذَا يَعْنِي النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم قَدْ عَنَّانَا وَسَأَلَنَا الصَّدَقَةَ ، قَالَ وَأَيْضًا وَاللَّهِ قَالَ فَإِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ فَنَكْرَهُ أَنْ نَدَعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى مَا يَصِيرُ أَمْرُهُ قَالَ فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُهُ حَتَّى اسْتَمْكَنَ مِنْهُ فَقَتَلَهُ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے جابر بن عبداللہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کعب بن اشرف (یہودی) کا کام کون تمام کرے گا؟ وہ اللہ اور اس کے رسول کو بہت اذیتیں پہنچا چکا ہے' محمد بن مسلمہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں اسے قتل کر آؤں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں راوی نے بیان کیا کہ پھر محمد بن مسلمہؓ کعب کے پاس آئے اور اس سے کہنے لگے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو ہمیں تھکا دیا اور ہم سے صدقہ مانگتے ہیں۔ کعب نے کہا کہ بخدا پھر تو تم لوگوں کو بھی انہیں پریشان کرنا چاہئے محمد بن مسلمہؓ اس پر کہنے لگے کہ بات یہ ہے کہ ہم نے ان کی اتباع کرلی ہے۔ اس لئے اس وقت تک ان کا ساتھ چھوڑنا ہم مناسب بھی نہیں سمجھتے جب تک ان کی دعوت کا کوئی انجام سامنے نہ آجائے۔ بیان کیا کہ محمد بن مسلمہؓ اس سے اسی طرح باتیں کرتے رہے۔ آخر موقعہ پاکر اسے قتل کردیا۔

باب الْفَتْكِ بِأَهْلِ الْحَرْبِ (کفار پر اچانک حملہ)

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ مَنْ لِكَعْبِ

بْنِ الْأَشْرَفِ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأْذَنْ لِي فَأَقُولَ قَالَ قَدْ فَعَلْتُ

ترجمہ۔ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے عمرو نے اور ان سے جابرؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرآئے گا؟ محمد بن مسلمہؓ بولے کہ کیا میں اسے قتل کروں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں انہوں نے عرض کیا کہ پھر آپ مجھے اجازت دیں (کہ میں اس سے ذو معنی جملوں میں گفتگو کروں جس سے وہ غلط فہمی میں مبتلا ہو جائے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری طرف سے اس کی اجازت ہے۔

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الاِحْتِيَالِ وَالْحَذَرِ مَعَ مَنْ يَخْشَى مَعَرَّتَهُ

جو خفیہ تدابیر جائز ہیں اور دشمن کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے احتیاط اور پیش بندی

قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما أَنَّهُ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَمَعَهُ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ ، فَحُدِّثَ بِهِ فِي نَخْلٍ ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم النَّخْلَ ، طَفِقَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ ، وَابْنُ صَيَّادٍ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْرَمَةٌ ، فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ يَا صَافِ ، هَذَا مُحَمَّدٌ ، فَوَثَبَ ابْنُ صَيَّادٍ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ

ترجمہ۔لیث نے بیان کیا کہ ان سے عقیل نے حدیث بیان کی ان سے ابن شہاب نے ان سے سالم بن عبداللہ نے اور ان سے عبد اللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن صیاد (یہودی لڑکے) کی طرف جا رہے تھے آپ کے ساتھ ابی بن کعب بھی تھے (ابن صیاد کے عجیب وغریب احوال کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تحقیق کرنا چاہتے تھے) آپ کو اطلاع دی گئی تھی کہ ابن صیاد اس وقت نخلستان میں موجود ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نخلستان کے اندر داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود کو کھجور کے تنوں سے چھپاتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے تا کہ ابن صیاد کی ماں آپ کو نہ دیکھ سکے۔اس وقت ابن صیاد ایک چادر میں لپٹا ہوا تھا اور کچھ گنگنا رہا تھا۔اس کی ماں نے آپ کو آتے ہوئے دیکھ کر اسے متنبہ کر دیا کہ اے صاف! یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ گئے۔ابن صیاد یہ سنتے ہی کود پڑا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یوں ہی رہنے دیتی تو حقیقت حال واضح ہو جاتی۔

الاحتیال: اس کے معنی دھوکہ دہی، مکر وفریب اور چال چلنے کے ہیں۔الحذر: اس کے معنی چوکس ہونا اور محتاط ہونا کے ہیں۔ یہاں احتیاط مراد ہے۔"معرّۃ": اس کے معنی ہیں تکلیف واذیت

ترجمۃ الباب کا مقصد

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ اگر کسی سے شر وفساد پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اس سے بچنے کے لیے احتیاطی تدابیر اختیار کرنا اور خفیہ چال چلنا جائز ہے۔

ابن صیاد کون تھا؟

بخاری شریف میں کئی مقامات پر ابن صیاد کا تذکرہ ہوا ہے۔

ابن صیاد یہود میں سے تھا۔ غیب کی خبریں دیا کرتا تھا۔ بعض صحیح ہوتی تھیں اور بعض جھوٹی۔ درحقیقت ابن صیاد فطری طور پر کاہن تھا۔ بعض صحابہ اس کو دجال اکبر سمجھتے تھے جو آخر زمانہ میں ظاہر ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو قتل کریں گے لیکن درحقیقت ابن صیاد دجال اکبر نہیں تھا بلکہ وہ چھوٹا دجال تھا۔ کتاب الجنائز کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی کہ مجھے اجازت دیں۔ میں ابن صیاد کو قتل کردوں مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روک دیا کیونکہ وہ اس وقت بالغ نہ تھا اور نابالغ مرتد ہو جائے تو اس کو قتل نہیں کیا جاتا۔ دوسرا یہ جواب بھی دیا جاتا ہے کہ وہ زمانہ یہود مدینہ سے معاہدہ کا تھا اس لیے آپ نے اس کے قتل کی اجازت نہیں دی۔

باب الرَّجَزِ فِی الْحَرْبِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِی حَفْرِ الْخَنْدَقِ

جنگ میں رجز پڑھنا اور خندق کھودتے وقت آواز بلند کرنا

الرجز: رجز اشعار کے مختلف بحروں کی ایک قسم ہے اس کی ہیئت سجع سے مماثلت رکھتی ہے لیکن یہ وزن میں شعر کی طرح موزوں ہوتا ہے۔ اس کے اوزن قریب قریب ہوتے ہیں اور اس کے مصرعے مختصر اور چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں جو پڑھنے اور سمجھنے میں عام اشعار کی بنسبت نہایت سہل ہوتے ہیں۔

ترجمۃ الباب کا مقصد

عرب عموماً میدان جنگ میں نشاط پیدا کرنے اور حوصلوں کو بلند رکھنے کے لیے رجزیہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس ترجمۃ الباب سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ میدانِ جنگ اور خندق کی کھدائی کے دوران بلند آواز سے رجزیہ اشعار پڑھنا جائز ہے۔ فِیهِ سَهْلٌ وَأَنَسٌ عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم وَفِیهِ یَزِیدُ عَنْ سَلَمَةَ

اس سلسلے میں سہل اور انس کی احادیث، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے ہیں۔ اس باب کی ایک حدیث یزید کی روایت سے بھی ہے، سلمہ بن اکوع کے واسطے سے۔

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رضی الله عنه قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم یَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ یَنْقُلُ التُّرَابَ حَتَّى وَارَى التُّرَابُ شَعَرَ صَدْرِهِ، وَکَانَ رَجُلاً کَثِیرَ الشَّعَرِ وَهُوَ یَرْتَجِزُ بِرَجَزِ عَبْدِ اللهِ اللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَیْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا فَأَنْزِلَنْ سَکِینَةً عَلَیْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَیْنَا إِنَّ الْأَعْدَاءَ قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَیْنَا یَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے ابوالاحوص نے حدیث بیان کی ان سے ابواسحاق نے حدیث بیان کی اور ان سے براء بن عازب نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ غزوہ احزاب کے موقعہ پر (خندق کھودتے ہوئے) آپ مٹی منتقل کر رہے تھے، سینہ مبارک سے بال مٹی سے اٹ گئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال (بدن کے بعض اعضاء پر) بہت گھنے تھے (آپ کے سینے پر ایک پتلی سی لکیر بالوں کی تھی) آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت عبداللہ بن رواحہ کا یہ رجز پڑھ رہے تھے

(ترجمہ) اے اللہ! اگر آپ کی ذات نہ ہوتی تو ہم کبھی سیدھا راستہ نہ پاتے' نہ صدقہ کرتے اور نہ نماز پڑھتے۔ اب آپ ہمارے دلوں کو سکینت اور اطمینان عطا فرمایئے اور اگر (دشمن سے) مڈبھیڑ ہو جائے تو ثابت قدم رکھیئے۔ دشمنوں نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے لیکن جب بھی وہ اس میں فتنوں میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں تو ہم انکار کرتے ہیں۔ آپ رجز بلند آواز سے بڑھ رہے تھے۔

بَاب مَنْ لا يَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ (جو گھوڑے کی اچھی طرح سواری نہ کر سکے)

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ رضى الله عنه قَالَ مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مُنْذُ أَسْلَمْتُ ، وَلَا رَآنِي إِلَّا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِي وَلَقَدْ شَكَوْتُ إِلَيْهِ إِنِّي لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے حدیث بیان کی' ان سے ابن ادریس نے حدیث بیان کی' ان سے اسماعیل نے' ان سے قیس نے اور ان سے جریرؓ نے بیان کیا کہ جب سے میں ایمان لایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے (اپنے گھر میں داخل ہونے سے) کبھی نہیں منع کیا (یعنی پردہ کر کے اندر بلا لیتے تھے) اور جب بھی آپ کی نظر مجھ پر پڑتی خوشی سے آپ کا چہرہ کھل جاتا۔ ایک مرتبہ میں نے آپ کی خدمت میں شکایت کی کہ میں گھوڑے کی سواری اچھی طرح نہیں کر پاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سینے پر دست مبارک سے مارا اور دعا کی' اے اللہ! اسے اچھا گھوڑے سوار بنا دے اور دوسروں کو سیدھا راستہ بتانے والا بنا اور خود اسے بھی سیدھے رستے پر قائم رکھ۔

بَاب دَوَاءِ الْجُرْحِ بِإِحْرَاقِ الْحَصِيرِ (چٹائی جلا کر زخم کی دوا کرنا)

وَغَسْلِ الْمَرْأَةِ عَنْ أَبِيهَا الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ ، وَحَمْلِ الْمَاءِ فِي التُّرْسِ

عورت کا اپنے والد کے چہرہ سے خون دھونا' اور اس کام کے لئے ڈھال میں پانی بھر بھر کر لانا۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ قَالَ سَأَلُوا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ رضى الله عنه بِأَيِّ شَيْءٍ دُووِيَ جُرْحُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ مَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي ، كَانَ عَلِيٌّ يَجِيءُ بِالْمَاءِ فِي تُرْسِهِ ، وَكَانَتْ يَعْنِي فَاطِمَةَ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ ، وَأُخِذَ حَصِيرٌ فَأُحْرِقَ ، ثُمَّ حُشِيَ بِهِ جُرْحُ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے ابو حازم نے حدیث بیان کی' کہا کہ سہل بن سعد ساعدیؓ سے شاگردوں نے پوچھا کہ (جنگ احد میں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخموں کا علاج کس چیز سے ہوا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ اب صحابہ میں کوئی بھی ایسا شخص زندہ نہیں ہے جو اس کے متعلق مجھ سے زیادہ جانتا ہو' حضرت علیؓ اپنی ڈھال میں پانی بھر بھر کر لا رہے تھے۔ اور سیدہ فاطمہؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے سے خون دھو رہی تھیں اور ایک چٹائی جلائی گئی تھی۔ اور آپ کے زخموں میں اسی کو بھر دیا گیا تھا۔ صلی اللہ علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم۔

بَاب مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَازُعِ وَالِاخْتِلَافِ فِي الْحَرْبِ وَعُقُوبَةِ مَنْ عَصَى إِمَامَهُ

جنگ میں نزاع اور اختلاف کی کراہت اور جو شخص کمانڈر کے احکام کی خلاف ورزی کرے

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ﴾ قَالَ قَتَادَةُ الرِّيحُ الْحَرْبُ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور نزاع نہ پیدا کرو کہ اس سے تم میں بزدلی پیدا ہو جائے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی قتادہ نے فرمایا (کہ آیت میں ریح سے مراد لڑائی ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم بَعَثَ مُعَاذًا وَأَبَا مُوسَى إِلَى الْيَمَنِ قَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا ، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا ، وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے وکیع نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے ان سے سعید بن ابی بردہ نے ان سے ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا (ابوموسیٰ اشعریؓ) نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذؓ کو اور انہیں یمن بھیجا' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقعہ پر یہ ہدایت کی تھی کہ (لوگوں کے لئے) آسانی پیدا کرنا۔ انہیں سختیوں میں مبتلانہ کرنا' خوش رکھنے کی کوشش کرنا (جائز حدود میں) اپنے سے دور نہ بھگانا اور تم دونوں (حضرت ابوموسیٰ اور حضرت معاذ) باہم میل و محبت رکھنا' اختلاف و نزاع پیدا نہ کرنا۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رضى الله عنهما يُحَدِّثُ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ وَكَانُوا خَمْسِينَ رَجُلاً عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ إِنْ رَأَيْتُمُونَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ ، فَلَا تَبْرَحُوا مَكَانَكُمْ هَذَا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ ، وَإِنْ رَأَيْتُمُونَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَأَوْطَأْنَاهُمْ فَلَا تَبْرَحُوا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ فَهَزَمُوهُمْ قَالَ فَأَنَا وَاللّٰهِ رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ قَدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ وَأَسْوُقُهُنَّ رَافِعَاتٍ ثِيَابَهُنَّ ، فَقَالَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُبَيْرٍ الْغَنِيمَةَ أَيْ قَوْمِ الْغَنِيمَةَ ، ظَهَرَ أَصْحَابُكُمْ فَمَا تَنْتَظِرُونَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَسِيتُمْ مَا قَالَ لَكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالُوا وَاللّٰهِ لَنَأْتِيَنَّ النَّاسَ فَلَنُصِيبَنَّ مِنَ الْغَنِيمَةِ فَلَمَّا أَتَوْهُمْ صُرِفَتْ وُجُوهُهُمْ فَأَقْبَلُوا مُنْهَزِمِينَ ، فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوهُمُ الرَّسُولُ فِي أُخْرَاهُمْ ، فَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم غَيْرُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلاً ، فَأَصَابُوا مِنَّا سَبْعِينَ ، وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَأَصْحَابُهُ أَصَابَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِينَ وَمِائَةً سَبْعِينَ أَسِيرًا وَسَبْعِينَ قَتِيلاً ، فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُجِيبُوهُ ثُمَّ قَالَ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، ثُمَّ قَالَ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَمَّا هَؤُلَاءِ فَقَدْ قُتِلُوا فَمَا مَلَكَ عُمَرُ نَفْسَهُ فَقَالَ كَذَبْتَ وَاللّٰهِ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ ، إِنَّ الَّذِينَ عَدَدْتَ لَأَحْيَاءٌ كُلُّهُمْ ، وَقَدْ بَقِيَ لَكَ مَا يَسُوؤُكَ قَالَ يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ ، وَالْحَرْبُ سِجَالٌ ، إِنَّكُمْ سَتَجِدُونَ فِي الْقَوْمِ مُثْلَةً لَمْ آمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِي ، ثُمَّ أَخَذَ يَرْتَجِزُ أُعْلُ هُبَلْ ، أُعْلُ هُبَلْ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَلَا تُجِيبُوا لَهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، مَا نَقُولُ قَالَ قُولُوا اللّٰهُ أَعْلَى وَأَجَلُّ قَالَ إِنَّ لَنَا الْعُزَّى وَلَا عُزَّى لَكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَلَا تُجِيبُوا لَهُ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، مَا نَقُولُ قَالَ قُولُوا اللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَى لَكُمْ

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن خالد نے حدیث بیان کی ان سے زہیر نے حدیث بیان کی ان سے ابواسحاق نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے براء بن عازبؓ سے سنا آپ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد کی جنگ کے موقعہ پر (تیر اندازوں کے) ایک پیدل دستے کا امیر عبداللہ بن جبیر کو بنایا تھا اس میں پچاس افراد تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہی تاکید کر دی تھی کہ اگر تم یہ بھی دیکھ لو کہ (ہم قتل ہو گئے اور پرندے ہم پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ پھر بھی اپنی اس جگہ سے نہ ہٹنا جب تک میں تم لوگوں کو

بلانہ بھیجوں اس طرح اگر تم یہ دیکھو کہ کفار کو ہم نے شکست دے دی ہے اور انہیں پامال کر دیا ہے پھر بھی یہاں سے نہ ٹلنا جب تک میں تمہیں نہ بلا بھیجوں' پھر اسلامی لشکر نے کفار کو شکست دے دی۔ براء بن عازبؓ نے بیان کیا کہ بخدا میں نے مشرک عورتوں کو دیکھا (جو کفار کے ساتھ جنگ میں ان کی ہمت بڑھانے کے لئے آئی تھیں کہ) تیزی کے ساتھ بھاگ رہی تھیں' ان کے پازیب اور پنڈلیاں دکھائی دے رہی تھیں اور اپنے کپڑوں کو اٹھائے ہوئے تھیں (تا کہ بھاگنے میں کوئی دشواری نہ ہو) عبداللہ بن جبیرؓ کے ساتھیوں نے کہا کہ غنیمت' اے قوم! غنیمت تمہارے سامنے ہے' تمہارے ساتھی (مسلمان) غالب آ گئے ہیں۔ اب کس بات کا انتظار ہے اس پر عبد اللہ بن جبیرؓ نے ان سے کہا' کیا تمہیں جو ہدایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی تھی تم اسے بھول گئے؟ لیکن وہ لوگ اسی پر مصر رہے کہ دوسرے اصحاب کے ساتھ ہم بھی غنیمت جمع کرنے میں شریک رہیں گے (کیونکہ کفار اب پوری طرح شکست کھا کر بھاگ چکے ہیں اور ان کی طرف سے خوف کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی تھی) جب یہ لوگ (اکثریت) اپنی جگہ چھوڑ کر چلے آئے تو ان کے چہرے پھیر دیئے گئے اور مسلمانوں کو شکست کا سامنا ہوا یہی وہ گھڑی تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھ میدان میں ڈٹے رہنے والے صحابہ کی مختصر جماعت کے ساتھ (میدان چھوڑ کر فرار ہوتے ہوئے) مسلمانوں کو (پھر اپنے مورچے سنبھال لینے کے لئے) آواز دی تھی (کہ عباد اللہ! میرے پاس آ جاؤ میں اللہ کا رسول ہوں' جو کوئی دوبارہ میدان میں آ جائے گا اس کے لئے جنت ہے) اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بارہ اصحاب کے سوا اور کوئی بھی باقی نہیں رہ گیا تھا۔ آخر (اس افراتفری کے نتیجہ میں ہمارے ستر آدمی شہید ہوئے۔ بدر کی جنگ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کے ساتھ مشرکین کے ایک سو چالیس افراد کو ان سے جدا کیا تھا۔ ستر ان میں قیدی تھے اور ستر مقتول (جب جنگ ختم ہو گئی تو ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر) ابوسفیان نے کہا' کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی قوم کے ساتھ موجود ہیں؟ تین مرتبہ انہوں نے یہی پوچھا' لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دینے سے منع فرما دیا تھا' پھر انہوں نے پوچھا ابن ابی قحافہ (ابوبکرؓ) اپنی قوم (مسلمانوں) کے ساتھ موجود ہیں۔ یہ سوال بھی تین مرتبہ کیا پھر پوچھا کیا ابن خطاب (عمرؓ) اپنی قوم میں موجود ہیں؟ تین مرتبہ انہوں نے یہی پوچھا۔ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ کر کہنے لگے کہ یہ تینوں قتل ہو چکے ہیں۔ اس پر عمرؓ سے نہ رہا گیا' اور آپ بول پڑے کہ دشمن خدا! خدا گواہ ہے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو' جن کے تم نے ابھی نام لئے ہیں وہ سب زندہ ہیں جن کے نام سے تمہیں بخار چڑھتا ہے۔ وہ سب تمہارے لئے ابھی موجود ہیں ابوسفیان نے کہا آج کا دن بدر کا بدلہ ہے اور لڑائی ہے بھی ایک ڈول کی طرح' کبھی ایک فریق کے لئے اور کبھی دوسرے کے لئے تم لوگوں کو اپنی قوم کے بعض افراد مثلہ کئے ہوئے ملیں گے۔ میں نے اس طرح کا کوئی حکم اپنے آدمیوں کو نہیں دیا تھا لیکن مجھے ان کا یہ عمل برا معلوم نہیں ہوا' اس کے بعد وہ رجز پڑھنے لگے۔ ھبل (بت کا نام) بلند رہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اس کا جواب کیوں نہیں دیتے صحابہ نے عرض کیا ہم اس کے جواب میں کیا کہیں یا رسول اللہ! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہو کہ اللہ سب سے بلند اور بزرگ تر ہے۔ ابوسفیان نے کہا ہمارا حمایت و مددگار عزی (بت) ہے اور تمہارا کوئی بھی نہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جواب کیوں نہیں دیتے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا جواب کیا دیا جائے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہو کہ اللہ ہمارا مولی ہے اور تمہارا کوئی مولی نہیں (کیونکہ تم اللہ کی وحدانیت کا انکار کرتے ہو۔)

باب إِذَا فَزِعُوا بِاللَّيْلِ (رات کے وقت اگر لوگ خوف زدہ ہو جائیں)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رضى الله عنه قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَحْسَنَ النَّاسِ، وَأَجْوَدَ النَّاسِ، وَأَشْجَعَ النَّاسِ، قَالَ وَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَيْلَةً سَمِعُوا صَوْتًا، قَالَ فَتَلَقَّاهُمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَلَى فَرَسٍ لأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ، وَهُوَ مُتَقَلِّدٌ سَيْفَهُ فَقَالَ لَمْ تُرَاعُوا، لَمْ تُرَاعُوا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَجَدْتُهُ بَحْرًا يَعْنِي الْفَرَسَ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی' ان سے حماد نے حدیث بیان کی' ان سے ثابت نے اور ان سے انس ؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ حسین وجمیل' سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے' انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رات کے وقت اہل مدینہ پر خوف چھا گیا تھا' کیونکہ آواز سنائی دی تھی (اور حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سب سے آگے تھے) پھر ابوطلحہ ؓ کے ایک گھوڑے پر جس کی پیٹھ ننگی تھی' سوار صحابہ کی طرف واپس ہوئے تلوار آپ کی گردن سے لٹک رہی تھی اور آپ فرما رہے تھے کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں گھبرانے کی کوئی بات نہیں' اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' میں نے تو اسے دریا کی طرح پایا (تیز دوڑنے میں) آپ کا اشارہ گھوڑے کی طرف تھا۔

باب مَنْ رَأَى الْعَدُوَّ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ يَا صَبَاحَاهْ حَتَّى يُسْمِعَ النَّاسَ

جس نے دشمن کو دیکھ کر بلند آواز سے کہا یا صباح تا کہ لوگ سن لیں

"یاصباحاہ": یہ جملہ استغاثہ کے لیے استعمال ہوتا ہے اور عرب اسے حملہ آور دشمن سے لوگوں کو خبردار کرنے کے لیے استعمال کرتے تھے۔ شارحین نے اس کی وجہ تسمیہ یہ تحریر کی ہے کہ دشمن رات کے وقت قتال سے رُک جاتے تھے اور پھر صبح کو تازہ دم ہو کر دوبارہ حملہ آور ہوتے۔ گویا "یاصباحاہ" سے قوم کو یہ کہہ کر خبردار کیا جاتا تھا کہ صبح ہوگئی ہے لہٰذا حملہ کے لیے تیار ہو جاؤ۔

مقصد ترجمۃ الباب

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ "یاصباحاہ" کا جملہ اگرچہ دورِ جاہلیت میں کفار استعمال کرتے تھے لیکن مسلمانوں کے لیے بھی اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ قَالَ خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ ذَاهِبًا نَحْوَ الْغَابَةِ، حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِثَنِيَّةِ الْغَابَةِ لَقِيَنِي غُلاَمٌ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قُلْتُ وَيْحَكَ، مَا بِكَ قَالَ أُخِذَتْ لِقَاحُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قُلْتُ مَنْ أَخَذَهَا قَالَ غَطَفَانُ وَفَزَارَةُ فَصَرَخْتُ ثَلاَثَ صَرَخَاتٍ أَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لاَبَتَيْهَا يَا صَبَاحَاهْ، يَا صَبَاحَاهْ ثُمَّ انْدَفَعْتُ حَتَّى أَلْقَاهُمْ وَقَدْ أَخَذُوهَا، فَجَعَلْتُ أَرْمِيهِمْ وَأَقُولُ أَنَا ابْنُ الأَكْوَعِ، وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ، فَاسْتَنْقَذْتُهَا مِنْهُمْ قَبْلَ أَنْ يَشْرَبُوا، فَأَقْبَلْتُ بِهَا أَسُوقُهَا، فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ الْقَوْمَ عِطَاشٌ، وَإِنِّي أَعْجَلْتُهُمْ أَنْ يَشْرَبُوا سِقْيَهُمْ، فَابْعَثْ فِي إِثْرِهِمْ، فَقَالَ يَا ابْنَ الأَكْوَعِ، مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ إِنَّ الْقَوْمَ يُقْرَوْنَ فِي قَوْمِهِمْ

ترجمہ۔ ہم سے مکی بن ابراہیم نے حدیث بیان کی' انہیں یزید بن ابی عبید نے خبر دی' انہیں سلمہ بن اکوع نے خبر دی' آپ

نے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ سے غابہ (شام کے راستہ میں ایک مقام) جارہا تھا غابہ کی گھاٹی پر ابھی میں پہنچا تھا کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے ایک غلام مجھے ملے۔ میں نے کہا۔ کیا بات پیش آئی کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنیاں چھین لی گئیں۔ میں نے پوچھا کہ کس نے چھینا۔ بتایا کہ قبیلہ غطفان اور فزارہ کے لوگوں نے۔ پھر میں نے تین مرتبہ بہت زور سے چیخ کر یا صباح یا صباح کہا اتنی زور سے کہ مدینہ کے چاروں طرف میری آواز پہنچ گئی۔ اس کے بعد بہت تیزی سے آگے بڑھا اور انہیں جا لیا (جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنیاں چھینی تھیں۔ اونٹنیاں ان کے ساتھ تھیں میں نے ان پر تیر برسانے شروع کر دیئے۔ (آپ بہت اچھے تیرانداز تھے) اور یہ کہنے لگے میں ابن اکوع ہوں اور آج کا دن کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے' آخر تمام اونٹنیاں میں نے ان سے چھڑالیں ابھی وہ پانی نہ پینے پائے تھے اور انہیں ہانک کر واپس لانے لگا کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مل گئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ لوگ جنہوں نے اونٹ چھینے تھے۔ پیاسے ہیں اور میں نے انہیں پانی پینے سے پہلے ہی ان اونٹنیوں کو چھڑا لیا تھا' اس لئے ان لوگوں کے پیچھے کچھ لوگوں کو بھیج دیجئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقعہ پر فرمایا' اے ابن الاکوع! جب کسی پر قابو پا جاؤ تو پھر اس کے ساتھ اچھا معاملہ کرو۔ اور یہ تو تمہیں معلوم ہی ہوگا کہ لوگوں کی ان کی قوم والے مدد کرتے ہیں۔

باب مَنْ قَالَ خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ فُلاَنٍ

جس نے کہا کہ مقابل بھاگنے نہ پائے میں فلاں کا بیٹا ہوں

وَقَالَ سَلَمَةُ خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ الأَكْوَعِ سلمہؓ نے فرمایا تھا کہ بھاگنے نہ پائیں' میں اکوع کا بیٹا ہوں۔

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ رضی الله عنه فَقَالَ يَا أَبَا عُمَارَةَ، أَوَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ الْبَرَاءُ وَأَنَا أَسْمَعُ أَمَّا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لَمْ يُوَلِّ يَوْمَئِذٍ، كَانَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ آخِذًا بِعِنَانِ بَغْلَتِهِ، فَلَمَّا غَشِيَهُ الْمُشْرِكُونَ نَزَلَ، فَجَعَلَ يَقُولُ أَنَا النَّبِيُّ لاَ كَذِبْ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ قَالَ فَمَا رُئِيَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ أَشَدُّ مِنْهُ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ نے حدیث بیان کی' ان سے اسرائیل نے ان سے ابواسحاق نے بیان کیا کہ انہوں نے براء بن عازبؓ سے پوچھا تھا' یا ابوعمارہ! کیا آپ حضرات (صحابہ) واقعی حنین کی جنگ میں فرار ہو گئے تھے۔ براءؓ نے جواب دیا اور میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دن اپنی جگہ سے قطعاً نہیں ہٹے تھے۔ ابوسفیان بن حارث آپ کی خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ جس وقت مشرکین نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو آپ سواری سے اتر گئے' فرمانے لگے۔ میں نبی ہوں۔ اس میں کوئی جھوٹ نہیں' میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ براءؓ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ بہادر اس دن کوئی بھی نہ تھا۔

باب إِذَا نَزَلَ الْعَدُوُّ عَلَى حُكْمِ رَجُلٍ

اگر کسی مسلمان کی ثالثی کی شرط پر کسی مشرک نے ہتھیار ڈال دیئے؟

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ هُوَ ابْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی الله عنه قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُو قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدٍ هُوَ ابْنُ مُعَاذٍ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه

وسلم ، وَكَانَ قَرِيبًا مِنْهُ ، فَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ ، فَلَمَّا دَنَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ فَجَاءَ فَجَلَسَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ لَهُ إِنَّ هَؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ قَالَ فَإِنِّي أَحْكُمُ أَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ ، وَأَنْ تُسْبَى الذُّرِّيَّةُ قَالَ لَقَدْ حَكَمْتَ فِيهِمْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ

ترجمہ۔ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے سعد بن ابراہیم نے ان سے ابوامامہ نے آپ سہل بن حنیف کے صاحبزادے تھے کہ ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا جب بنوقریظہ نے سعد بن معاذؓ کی ثالثی کی شرط پر ہتھیار ڈال دیئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں (سعدؓ کو) بلا بھیجا آپ وہیں قریب ہی ایک جگہ قیام پذیر تھے (کیونکہ زخمی تھے) آپ گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ آخر آپ اتر کر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان لوگوں (بنوقریظہ کے یہودیوں) نے آپ کی ثالثی کی شرط پر ہتھیار ڈال دیئے ہیں (اس لئے آپ ان کا فیصلہ کر دیجئے) انہوں نے کہا پھر میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان میں جتنے آدمی لڑنے والے ہیں انہیں قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

باب قَتْلِ الأَسِيرِ وَقَتْلِ الصَّبْرِ (قیدی کو قتل کرنا اور باندھ کر قتل کرنا)

الصبر: لغت میں اس کے معنی ہیں روکنا۔

صبراً قتل کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قیدی کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے جائیں اور اس کے بعد اس کو قتل کر دیا جائے۔

ترجمۃ الباب کے دو جز ہیں "قتل الاسیر، قتل الصبر" پہلے جز سے یہ بتانا مقصود ہے کہ قیدی کو مروجہ طریقہ پر قتل کرنا جائز ہے اور دوسرے جز کا مقصد یہ ہے کہ قیدی کے ہاتھ پاؤں رسی سے باندھ کر بھی قتل کرنا جائز ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ ، فَقَالَ اقْتُلُوهُ

ترجمہ۔ہم سے اسماعیل نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے مالک نے حدیث بیان کی ان سے ابن شہاب نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے موقعہ پر جب شہر کے اندر داخل ہوئے تو سر مبارک پر خود تھا۔ آپ جب اسے اتار رہے تھے تو ایک شخص نے آ کر آپ کو اطلاع دی کہ ابن خطل (اسلام کا بدترین دشمن) کعبہ کے پردے سے لگا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسے پھر بھی قتل کر دو۔

تشریح حدیث

حدیث الباب میں ہے کہ فتح مکہ کے سال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے۔ آپ کے سر مبارک پر خود تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اتارا تو ایک آدمی آیا (یہ ابو برزہ اسلمی تھے) انہوں نے کہا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ابن خطل کعبہ کے پردے کو پکڑے لٹکا ہوا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے وہیں قتل کر دو۔ چنانچہ اسی حالت میں اس کو قتل کر دیا گیا۔

ابن خطل کو قتل کرنے والا کون تھا؟

روایات میں مختلف نام آئے ہیں۔

۱۔ بیہقی اور حاکم کی روایت میں ہے کہ ابن خطل کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

۲۔ مسند بزار وغیرہ میں ہے کہ سعید ابن حریث رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اس کی طرف بڑھے۔ سعید نوجوان تھے' اس لیے وہ سبقت لے گئے اور ابن خطل کو پہلے قتل کر ڈالا۔

۳۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابو برزہ اسلمیؓ نے ابن خطل کو قتل کیا۔ یہ روایت دوسری کے مقابلے میں زیادہ صحیح ہے۔ اس کی متابعت میں عبداللہ ابن مبارک نے بھی ایک روایت نقل کی ہے۔ شارحین ان سب روایات میں تطبیق دیتے ہیں کہ ممکن ہے ابن خطل کو سب نے مشترکہ طور پر قتل کیا ہو اور ابو برزہ اسلمیؓ نے وار کرنے میں پہل کی ہو۔

ترجمۃ الباب کیساتھ حدیث کی مناسبت پر اشکال اور اسکا جواب

یہاں اشکال ہوتا ہے کہ ابن خطل تو خود استارِ کعبہ سے چمٹا ہوا تھا۔ لہٰذا اس کے قتل پر قتل صبر کی صورت کیسے صادق آئے گی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ابن خطل کا استارِ کعبہ سے چمٹنا گویا ایسے ہے جیسے ہاتھ پاؤں بندھے ہوں اس طرح اس پر اسیر کا قتل کیا جانا بھی صادق ہوا۔ اس لیے کہ اس وقت مسلمان مکہ فتح کر چکے تھے اور انہیں ہر طرح کی قدرت اور طاقت حاصل ہو گئی تھی۔ گویا ابن خطل اس وقت ایک اسیر کی حیثیت میں تھا۔

ابن خطل کون تھا؟

زمانہ جاہلیت میں اس کا نام عبدالعزیٰ تھا۔ اسلام لانے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام عبداللہ رکھ دیا۔ لیکن بعد میں یہ بدبخت مرتد ہو گیا۔ شارحین نے فرمایا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مباح الدم قرار دے کر اس کے قتل کا حکم اس لیے دیا کہ اس میں مختلف اسباب قتل جمع ہو گئے تھے۔ ایک سبب تو اس کا ارتداد تھا۔ دوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو بیان کرتا تھا۔ سوم یہ کہ اس کی دو گانے والی لونڈیاں بھی اشعار میں آپ کی ہجو کرتی تھیں۔ چہارم یہ کہ اس نے اپنے ایک غلام مسلمان کو بے گناہ قتل کر دیا تھا۔

باب هَلْ يَسْتَأْسِرُ الرَّجُلُ (کیا کوئی مسلمان ہتھیار ڈال سکتا ہے؟)

وَمَنْ لَمْ يَسْتَأْسِرْ ، وَمَنْ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ

اور جس نے ہتھیار ڈال دیئے اور قتل کئے جانے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم عَشَرَةَ رَهْطٍ سَرِيَّةً عَيْنًا ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ ، فَانْطَلَقُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا

بِالْهَدَاةِ وَهُوَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لِحْيَانَ ، فَنَفَرُوا لَهُمْ قَرِيبًا مِنْ مِائَتَيْ رَجُلٍ ، كُلُّهُمْ رَامٍ ، فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ حَتَّى وَجَدُوا مَأْكَلَهُمْ تَمْرًا تَزَوَّدُوهُ مِنَ الْمَدِينَةِ فَقَالُوا هَذَا تَمْرُ يَثْرِبَ فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ ، فَلَمَّا رَآهُمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَئُوا إِلَى فَدْفَدٍ ، وَأَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوا لَهُمُ انْزِلُوا وَأَعْطُونَا بِأَيْدِيكُمْ ، وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيثَاقُ ، وَلاَ نَقْتُلُ مِنْكُمْ أَحَدًا قَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ أَمِيرُ السَّرِيَّةِ أَمَّا أَنَا فَوَاللَّهِ لاَ أَنْزِلُ الْيَوْمَ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ ، اللَّهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ ، فَقَتَلُوا عَاصِمًا فِي سَبْعَةٍ ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلاَثَةُ رَهْطٍ بِالْعَهْدِ وَالْمِيثَاقِ ، مِنْهُمْ خُبَيْبٌ الأَنْصَارِيُّ وَابْنُ دَثِنَةَ وَرَجُلٌ آخَرُ ، فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَأَوْثَقُوهُمْ فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ هَذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ ، وَاللَّهِ لاَ أَصْحَبُكُمْ ، إِنَّ فِي هَؤُلاَءِ لأُسْوَةً يُرِيدُ الْقَتْلَى ، فَجَرَّرُوهُ وَعَالَجُوهُ عَلَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَأَبَى فَقَتَلُوهُ ، فَانْطَلَقُوا بِخُبَيْبٍ وَابْنِ دَثِنَةَ حَتَّى بَاعُوهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ ، فَابْتَاعَ خُبَيْبًا بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ ، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا ، فَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عِيَاضٍ أَنَّ بِنْتَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ حِينَ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ ، فَأَخَذَ ابْنًا لِي وَأَنَا غَافِلَةٌ حِينَ أَتَاهُ قَالَتْ فَوَجَدْتُهُ مُجْلِسَهُ عَلَى فَخِذِهِ وَالْمُوسَى بِيَدِهِ ، فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فِي وَجْهِي فَقَالَ تَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لأَفْعَلَ ذَلِكَ وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ ، وَاللَّهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ فِي يَدِهِ ، وَإِنَّهُ لَمُوثَقٌ فِي الْحَدِيدِ ، وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرٍ وَكَانَتْ تَقُولُ إِنَّهُ لَرِزْقٌ مِنَ اللَّهِ رَزَقَهُ خُبَيْبًا ، فَلَمَّا خَرَجُوا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الْحِلِّ ، قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ ذَرُونِي أَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ فَتَرَكُوهُ ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ لَوْلاَ أَنْ تَظُنُّوا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ لَطَوَّلْتُهَا اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا وَلَسْتُ أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلَى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلَّهِ مَصْرَعِي وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الإِلَهِ وَإِنْ يَشَأْ يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ ، فَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ لِكُلِّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا ، فَاسْتَجَابَ اللَّهُ لِعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ يَوْمَ أُصِيبَ ، فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ وَمَا أُصِيبُوا ، وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ كُفَّارِ قُرَيْشٍ إِلَى عَاصِمٍ حِينَ حُدِّثُوا أَنَّهُ قُتِلَ لِيُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفُ ، وَكَانَ قَدْ قَتَلَ رَجُلاً مِنْ عُظَمَائِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ ، فَبُعِثَ عَلَى عَاصِمٍ مِثْلُ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ ، فَحَمَتْهُ مِنْ رَسُولِهِمْ ، فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى أَنْ يَقْطَعَ مِنْ لَحْمِهِ شَيْئًا

ترجمہ۔ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبردی ان سے زہری نے بیان کیا انہیں عمرو بن ابی سفیان بن اسید بن جاریہ ثقفی نے خبردی آپ بنی زہرہ کے حلیف تھے اور حضرت ابو ہریرہؓ کے شاگردوں میں تھے کہ ابو ہریرہؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس صحابہ کی ایک جماعت جاسوسی کی مہم پر بھیجی۔اس جماعت کا امیر عاصم بن عمر کے نانا عاصم بن ثابت انصاریؓ کو بنایا اور جماعت روانہ ہوگئی۔جب یہ لوگ مقام ھداۃ پر پہنچے جو عسفان اور مدینہ کے درمیان میں واقع ہے تو قبیلہ ہذیل کی ایک شاخ بنولحیان نے (اس کے خلاف کارروائی کے لئے مشورے کئے اور اس قبیلہ کی تقریباً دوسو آدمیوں کی ایک جماعت انکی تلاش میں نکلی یہ پوری جماعت تیر اندازوں کی تھی یہ سب صحابہ کے نشانات قدم سے اندازہ لگاتے ہوئے چلتے رہے آخر ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں صحابہ نے بیٹھ کر کھجور کھائی تھی جو مدینہ سے اپنے ساتھ لے کر چلے تھے۔ پیچھا کرنے والوں نے کہا کہ یہ (گٹھلیاں) تو یثرب (مدینہ) کی کھجوروں (کی) ہیں اور پھر قدم کے نشانات سے اندازہ کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔عاصم اور آپ کے ساتھیوں نے (رضی اللہ عنہم) جب انہیں دیکھا تو ایک پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لی۔ مشرکین نے ان سے کہا کہ ہتھیار ڈال کر اتر آؤ تم سے ہمارا عہد و پیمان ہے ہم کسی شخص کو بھی قتل نہیں کریں گے عاصم بن ثابت مہم کے امیر نے فرمایا کہ آج تو میں کسی صورت میں بھی ایک کافر کی امان میں نہیں اتروں گا۔اے اللہ! ہماری حالت سے اپنے نبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع کردیجئے' اس پر انہوں نے تیر برسانے شروع کر دیئے اور عاصمؓ اور دوسرے سات صحابہؓ کو شہید کر ڈالا۔ اور بقیہ تین صحابہ ان کے عہد و پیمان پر اتر آئے۔ یہ خبیب انصاری' ابن دثنہ اور ایک تیسرے صحابی (عبداللہ بن طارق بلوی (رضی اللہ عنہم) تھے جب یہ صحابہ ان کے قابو میں آ گئے تو انہوں نے اپنی تلواروں کے تانت اتار کر ان حضرات کو ان سے باندھ لیا۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کہ بخدا یہ تمہاری پہلی بدعہدی ہے' تمہارے ساتھ میں ہرگز نہ جاؤں گا طرز عمل تو انہیں حضرات کا قابل تقلید تھا۔ آپ کی مراد شہداء سے تھی (کہ انہوں نے جان دے دی لیکن ان کی پناہ میں آنا پسند نہ کیا مگر مشرکین انہیں کھینچنے لگے اور زبردستی اپنے ساتھ لے جانا چاہا' جب آپ کسی طرح بھی نہ گئے تو آپ کو بھی شہید کر دیا گیا۔ اب یہ خبیب اور ابن دثنہؓ کو لے کر چلنے لگے اور ان حضرات کو مکہ میں لے جا کر فروخت کر دیا' یہ جنگ بدر کے بعد کا واقعہ ہے۔ خبیبؓ کو حارث بن عامر بن نوفل بن عبدالمناف کے لڑکوں نے خرید لیا' خبیبؓ نے ہی بدر کی لڑائی میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ آپ ان کے یہاں کچھ دنوں تک تو قیدی کی حیثیت سے رہے (زہری نے بیان کیا) کہ مجھے عبیداللہ بن عیاض نے خبر دی اور انہیں حارث کی بیٹی (زینبؓ) نے خبر دی کہ جب لوگ جمع ہوئے (آپ کو قتل کرنے کے لئے) تو ان سے آپ نے استرا مانگا موئے زیر ناف مونڈنے کے لئے' انہوں نے استرا دے دیا (انہوں نے بیان کیا کہ) پھر آپ نے میرے ایک بچے کو اپنے پاس بلایا جب وہ آپ کے پاس گیا تو میں غافل تھی۔ بیان کیا کہ پھر جب میں نے اپنے بچے کو آپ کی ران پر بیٹھا ہوا دیکھا اور استرا آپ کے ہاتھ میں تھا تو میں اس سے بری طرح گھبرا گئی کہ خبیبؓ بھی میرے چہرے سے سمجھ گئے آپ نے فرمایا تمہیں اس کا خوف ہو گا کہ میں اسے قتل کر ڈالوں گا یقین کرو میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا۔ خدا گواہ ہے کہ کوئی قیدی میں نے خبیب سے بہتر کبھی نہیں دیکھا' خدا گواہ ہے کہ میں نے ایک دن دیکھا کہ انگور کا خوشہ آپ کے ہاتھ میں ہے اور آپ اس میں سے کھا رہے ہیں' حالانکہ آپ لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکہ میں پھلوں کا کوئی موسم نہیں تھا' کہا کرتی تھیں کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی روزی تھی' اللہ تعالیٰ خبیبؓ کو کھلاتا پلاتا تھا' پھر جب مشرکین حرم سے باہر انہیں لائے تا کہ حرم کے حدود سے نکل کر انہیں شہید کریں تو خبیبؓ نے ان سے فرمایا کہ مجھے (قتل سے پہلے) صرف دو رکعتیں پڑھ لینے دو۔ انہوں نے آپ کو اجازت دے دی۔ پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا۔ اگر تم یہ خیال نہ کرتے کہ میں (قتل سے) گھبرا رہا ہوں۔ تو میں ان رکعتوں کو اور طویل کرتا اے اللہ! ان میں سے ایک ایک کو ختم کر دے (بددعا کرنے کے بعد آپ نے یہ اشعار پڑھے) جب کہ میں اسلام کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں' تو مجھے کسی قسم کی بھی پرواہ نہیں ہے' خواہ اللہ کے راستے میں مجھے کسی پہلو پر بھی پچھاڑا جائے۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے ہے اور اگر وہ چاہے تو اس کے جسم کے ٹکڑوں میں بھی برکت دے سکتا ہے' جس کی بوٹی بوٹی کر دی گئی ہو۔ آخر حارث کے بیٹے (عقبہ) نے آپ کو شہید کر دیا حضرت خبیبؓ سے ہی ہر مسلمان کے لئے جسے قتل کیا جائے دو رکعتیں (قتل سے پہلے) مشروع ہوئی ہیں۔ ادھر حادثہ کے وقت ہی عاصم بن ثابتؓ (مہم کے امیر) کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول کی تھی (کہ اے اللہ! ہماری حالت کی اطلاع اپنے نبی کو دے دے) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کو وہ سب حالات بتا دیئے جن سے یہ مہم دوچار ہوئی تھی (کیونکہ آپ کو وحی کے ذریعہ اس کی اطلاع ہو گئی تھی) کفار قریش کے کچھ لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ عاصمؓ شہید کر دیئے گئے تو انہوں نے نعش مبارک کے لئے اپنے آدمی بھیجے تا کہ ان کے جسم کا کوئی حصہ لائیں جس سے ان کی شناخت ہو سکتی ہو (جیسے سر) آپ نے بدر کی جنگ میں کفار قریش کے ایک سردار کو قتل کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے

شہد کی مکھیوں کا ایک غول ان کی نعش کی حفاظت کے لئے بھیج دیا جنہوں نے کافروں کے قاصدوں سے نعش کی حفاظت کی اور کفار اس پر قادر نہ ہوسکے کہ ان کے گوشت کا کوئی بھی حصہ کاٹ کر لے جاسکیں۔

باب فَكَاكِ الأَسِيرِ (مسلمان قیدیوں کو رہا کرانے کا مسئلہ)

فِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

اس باب میں ابو موسیٰ اشعریؓ کی ایک روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے۔

اس ترجمۃ الباب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہونے والے مسلمان قیدی کو رہا کرانا واجب ہے اور رہائی کے عوض مال یا اس کے متبادل کسی اور چیز کا مطالبہ کیا جائے تو اسے پورا کرنا چاہیے۔

مسلمان قیدی کی رہائی کا مسئلہ

علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسلمان قیدی کو رہا کرانا بالاجماع فرض کفایہ ہے اس پر انہوں نے جمہور کا اتفاق نقل کیا ہے۔ البتہ اس میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے کہ مسلمان قیدی کی رہائی کے عوض دشمن کو کیا دیا جائے؟

اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے کہ مال دے کر رہا کرایا جائے۔ ایک روایت میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی منقول ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسلمان قیدی کی رہائی کے بدلہ میں کافر قیدی کو رہا کیا جائے گا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دو قول منقول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ رأس کے بدلے میں رأس ناجائز ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے دلیل یہ پیش کی ہے کہ رہائی کے بعد کافر قیدی دوبارہ اہل اسلام سے جنگ کریں گے اور اس کی رہائی سے دشمنوں کی عددی قوت بڑھے گی اور یہ مسلمانوں کے لیے فائدہ مند نہیں بلکہ نقصان دہ ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ رأس کے بدلہ رأس جائز ہے یعنی مسلمان قیدی کے تبادلہ میں کافر قیدی کو رہا کیا جاسکتا ہے۔ یہی صاحبین کی رائے بھی ہے۔

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى رضى الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فُكُّوا الْعَانِيَ يَعْنِي الأَسِيرَ وَأَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُودُوا الْمَرِيضَ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی' ان سے جریر نے حدیث بیان کی' ان سے منصور نے' ان سے ابو وائل نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعریؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عانی یعنی قیدی کو چھڑایا کرو بھوکے کو کھلایا کرو اور بیمار کی عیادت کیا کرو۔

← حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ أَنَّ عَامِرًا حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رضى الله عنه قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ رضى الله عنه هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِنَ الْوَحْيِ إِلاَّ مَا فِي كِتَابِ اللَّهِ قَالَ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا أَعْلَمُهُ إِلاَّ فَهْمًا يُعْطِيهِ اللَّهُ رَجُلاً فِي الْقُرْآنِ ، وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ قُلْتُ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفَكَاكُ الأَسِيرِ ، وَأَنْ لاَ يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن یونس نے حدیث بیان کی' ان سے زہیر نے حدیث بیان کی' ان سے مطرف نے حدیث بیان کی' ان سے عامر نے حدیث بیان کی' اور ان سے ابو جحیفہؓ نے بیان کیا کہ میں نے علیؓ سے پوچھا' آپ حضرات (اہل بیت) کے

پاس کتاب اللہ کے سوا اور بھی کوئی وحی ہے (جو آپ حضرات کے ساتھ خاص ہو جیسا کہ شیعان علی خیال کرتے تھے) آپ نے اس کا جواب دیا' اس ذات کی قسم' جس نے دانے کو (زمین) چیر کر نکالا اور جس نے روح پیدا کی' میں اس کے سوا اور کچھ نہیں جانتا کہ اللہ تعالی کسی مرد مسلم کو قرآن کا فہم عطا فرمادے یا وہ چیز جو اس صحیفہ میں (لکھی ہوئی ہے ابو جحیفہؓ نے پوچھا اور اس صحیفے میں کیا ہے؟ فرمایا کہ دیت کے احکام' قیدی (مسلمان) کو رہا کرانا۔ اور یہ کہ کسی مسلمان کو کسی کافر کے بدلے میں نہ قتل کیا جائے۔

تشریح حدیث

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کچھ احادیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس لکھی ہوئی تھیں جنہیں آپ اپنی تلوار کے نیام میں رکھتے تھے یہاں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

بَاب فِدَاءِ الْمُشْرِكِينَ (مشرکین کا فدیہ)

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضى الله عنه أَنَّ رِجَالاً مِنَ الأَنْصَارِ اسْتَأْذَنُوا رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْذَنْ فَلْنَتْرُكْ لاِبْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَاءَهُ فَقَالَ لاَ تَدَعُونَ مِنْهَا دِرْهَمًا

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَجَاءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَعْطِنِي فَإِنِّي فَادَيْتُ نَفْسِي، وَفَادَيْتُ عَقِيلاً فَقَالَ خُذْ فَأَعْطَاهُ فِي ثَوْبِهِ

ترجمہ۔ ہم سے اسماعیل بن ابی ادریس نے حدیث بیان کی' ان سے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے حدیث بیان کی' ان سے موسیٰ بن عقبہ نے ان سے ابن شہاب نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالکؓ نے حدیث بیان کی کہ انصار کے بعض افراد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت چاہی اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہمیں اس کی اجازت دے دیں کہ ہم اپنے بھانجے عباسؓ کا فدیہ معاف کردیں لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے فدیہ میں سے ایک درہم بھی معاف نہ کرنا' اور ابراہیم نے بیان کیا' ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بحرین کا خراج آیا تو عباسؓ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس میں سے مجھے بھی عنایت فرمائیے کیونکہ (بدر کے موقعہ پر) میں نے اپنا اور عقیلؓ' دونوں کا فدیہ ادا کیا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر آپ لے لیجئے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ان کے کپڑے میں دیا۔

حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ جَاءَ فِي أُسَارَى بَدْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ

ترجمہ۔ مجھ سے محمود نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی' انہیں معمر نے خبر دی' انہیں محمد بن جبیر نے انہیں ان کے والد (جبیر بن مطعمؓ) نے آپ بھی بدر کے قیدیوں میں شامل تھے (آپ ابھی اسلام نہیں لائے تھے) آپ نے بیان کیا میں نے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغرب کی نماز میں سورۃ الطور کی قرأت کر رہے تھے۔

باب الْحَرْبِيِّ إِذَا دَخَلَ دَارَ الإِسْلَامِ بِغَيْرِ أَمَانٍ

دارالحرب کا باشندہ، جو پروانہ راہداری کے بغیر دارالسلام میں داخل ہو گیا ہو۔

ترجمۃ الباب کا مقصد

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ایک سوال اُٹھایا ہے کہ اگر حربی دارالاسلام میں داخل ہو جائے تو کیا اسے قتل کیا جائے گا؟ یہ مسئلہ چونکہ مختلف فیہا ہے۔ اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں حکم کی تصریح نہیں فرمائی۔

دارالاسلام میں حربی کافر کے داخل ہونے کا مسئلہ

امام مالکؒ کے نزدیک حربی کافر، اگر امان طلب کیے بغیر دارالاسلام کی حدود میں داخل ہو تو امام کو اختیار ہے چاہے اسے قتل کردے، قیدی بنالے یا فدیہ لے کر چھوڑ دے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قتل کرنے، غلام بنانے اور فدیہ لے کر چھوڑ دینے کے ساتھ امن واحسان کا اختیار بھی حاکم وقت کو حاصل ہے۔

احناف اور حنابلہ کہتے ہیں کہ اگر حربی کافر دعویٰ کرے کہ وہ اپنے ملک کے حاکم کی طرف سے قاصد کی حیثیت سے آیا ہے تو اس کی یہ بات اس شرط پر قابل قبول ہوگی جب اس کے پاس حاکم وقت کی تحریر ہو اور یقین ہو کہ یہ تحریر فی الواقع حاکم وقت ہی کی ہے تو ایسے آدمی سے تعرض کرنا جائز نہیں، سزا دیئے بغیر اسے چھوڑ دیا جائے گا۔

مستامن حربی کافر کا حکم

اگر حربی کافر کہے کہ میں امان لے کر آیا ہوں تو امام اوزاعی، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ علیہ کے نزدیک اس کی بات رد کردی جائے گی۔ امام کو اختیار ہے اسے سزا دے سکتا ہے۔

یہی مسلک امام مالک کا بھی ہے۔ البتہ فقہاء احناف کے نزدیک حربی کافر اپنے دعویٰ کی تصدیق میں ثبوت پیش کردے تو اس سے تعرض کرنا جائز نہیں۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ جس کے ہاتھ لگا اس کا غلام بن جائے گا۔

حربی مسلم کا حکم

مذکورہ تفصیل کفار اہل حرب سے متعلق تھی۔ اگر دارالاسلام مین داخل ہونے والا حربی مسلمان ہو تو امام ابوحنیفہ، امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ اور بعض فقہائے مالکیہ کی رائے یہ ہے کہ امام وقت اس کو حسب منشاء سزا دے، اسے قتل کرنا جائز نہیں۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض فقہائے مالکیہ کی رائے کے مطابق مسلمان حربی کو قتل کرنا جائز ہے۔

⟵ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم عَيْنٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَهُوَ فِي سَفَرٍ، فَجَلَسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ انْفَتَلَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اطْلُبُوهُ وَاقْتُلُوهُ فَقَتَلَهُ فَنَفَّلَهُ سَلَبَهُ

ترجمہ۔ ہم سے ابو نعیم نے حدیث بیان کی' ان سے ابو عمیس نے حدیث بیان کی' ان سے ایاس بن سلمہ بن اکوع نے اور ان سے ان کے والد (سلمہؓ) نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں مشرکوں کا ایک جاسوس آیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت سفر میں تھے (غزوۂ ہوازن کے لئے تشریف لے جارہے تھے) وہ جاسوس صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بیٹھا اور باتیں کیں' پھر واپس چلا گیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسے تلاش کر کے قتل کردو' چنانچہ اسے (سلمہ بن اکوعؓ نے قتل کردیا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ہتھیار او زار قتل کرنے والے کو دلوادیئے۔

باب يُقَاتَلُ عَنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَلَا يُسْتَرَقُّونَ

ذمیوں کی حمایت وحفاظت میں جنگ کی جائے گی اور انہیں غلام نہیں بنایا جاسکتا

اس باب سے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ جس طرح مسلمانوں کی جان ومال کے تحفظ اور ان کی حمایت میں اعداء سے لڑنا حکومت وقت پر فرض ہے اسی طرح ذمیوں کی جان ومال اور عزت وآبرو کے تحفظ کے لیے دشمن سے جنگ کرنا حکومتِ وقت اور مسلمانوں پر فرض ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عُمَرَ رضى الله عنه قَالَ وَأُوصِيهِ بِذِمَّةِ اللَّهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُوفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ، وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ، وَلَا يُكَلَّفُوا إِلَّا طَاقَتَهُمْ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے ابو عوانہ نے حدیث بیان کی' انہیں حصین نے' ان سے عمرو بن میمون نے کہ عمرؓ نے فرمایا (وفات سے تھوڑی دیر پہلے) کہ میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو اس کی وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو عہد ہے (ذمیوں سے) اس عہد کو پورا کرے اور یہ کہ ان کی حمایت وحفاظت کے لئے جنگ کرے اور ان کی طاقت سے زیادہ کوئی بار ان پر نہ ڈالا جائے۔

تشریح حدیث

ذمی' غیر مسلموں کے اس طبقے کو کہتے ہیں جو اسلامی حکومت کے حدود میں رہتا ہے مصنف رحمۃ اللہ علیہ اسلام کے اس حکم کو وضاحت سے بیان کرنا چاہتے ہیں کہ ایسے تمام غیر مسلموں کی جان ومال' عزت اور آبرو مسلمانوں کی طرح ہے اور اگر ان پر کسی طرف سے کوئی آنچ آتی ہو تو مسلمان حکومت اور تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان کی حمایت وحفاظت کیلئے ان کے دشمنوں سے اگر جنگ بھی کرنی پڑے تو گریز نہ کریں۔

باب جَوَائِزِ الْوَفْدِ (کیا ذمیوں کی سفارش کی جاسکتی ہے؟ اور ان سے معاملات کرنا)

باب هَلْ يُسْتَشْفَعُ إِلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ وَمُعَامَلَتِهِمْ (وفد کو ہدیہ دینا)

اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں امام سے ذمیوں کی سفارش کرنا جائز ہے اور ان سے حسن سلوک کرنا بھی جائز ہے۔

حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما أَنَّهُ

قَالَ یَوْمُ الْخَمِیسِ ، وَمَا یَوْمُ الْخَمِیسِ ثُمَّ بَکٰی حَتّٰی خَضَبَ دَمْعُهُ الْحَصْبَاءَ فَقَالَ اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم وَجَعُهُ یَوْمَ الْخَمِیسِ فَقَالَ ائْتُونِی بِکِتَابٍ أَکْتُبُ لَکُمْ کِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا فَتَنَازَعُوا وَلَا یَنْبَغِی عِنْدَ نَبِیٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوا هَجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ دَعُونِی فَالَّذِی أَنَا فِیهِ خَیْرٌ مِمَّا تَدْعُونِی إِلَیْهِ وَأَوْصٰی عِنْدَ مَوْتِهِ بِثَلَاثٍ أَخْرِجُوا الْمُشْرِکِینَ مِنْ جَزِیرَةِ الْعَرَبِ ، وَأَجِیزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا کُنْتُ أُجِیزُهُمْ وَنَسِیتُ الثَّالِثَةَ وَقَالَ یَعْقُوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَأَلْتُ الْمُغِیرَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَزِیرَةِ الْعَرَبِ فَقَالَ مَکَّةُ وَالْمَدِینَةُ وَالْیَمَامَةُ وَالْیَمَنُ وَقَالَ یَعْقُوبُ وَالْعَرْجُ أَوَّلُ تِهَامَةَ

ترجمہ۔ہم سے قبیصہ نے حدیث بیان کی اُن سے ابن عیینہ نے حدیث بیان کی اُن سے سلیمان احول نے اُن سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ جمعرات کے دن۔اور معلوم ہے جمعرات کا دن کیا ہے پھر آپ اتنا روئے کہ کنکریاں تک بھیگ گئیں آخر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض الوفات میں شدت اسی دن ہوئی تھی تو آپ نے فرمایا کہ قلم دوات لاؤ تا کہ میں تمہارے لئے ایک ایسا دستور لکھ جاؤں کہ تم اس کے بعد کبھی بے راہ نہ ہو سکو (لیکن عمرؓ نے تکلیف کی شدت دیکھ کر فرمایا کہ اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت تکلیف میں مبتلا ہیں اور ہمارے پاس کتاب اللہ عمل وہدایت کے لئے موجود ہے۔ اس وقت آپ کو تکلیف دینی مناسب نہیں) اس پر لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نبی کی موجودگی میں نزاع واختلاف مناسب نہیں ہے۔صحابہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم لوگوں سے اعراض کر رہے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا' اب مجھے اپنی حالت پر چھوڑ دو۔میں جن کیفیات (مراقبہ اور لقاء خداوندی کے لئے آمادگی وتیاری میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی تم مجھے دعوت دے رہے ہو (یعنی ہدایات لکھنا وغیرہ) اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت تین وصیتیں کی تھیں یہ کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے باہر کر دینا' وفود کو اسی طرح ہدایا دیا کرنا' جس طرح میں دیتا ہوں۔اور تیسری ہدایت میں بھول گیا اور یعقوب بن محمد نے بیان کیا کہ میں نے مغیرہ بن عبدالرحمٰن سے جزیرۂ عرب کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا' مکہ مدینہ یمامہ اور یمن (کا نام جزیرہ عرب ہے) اور یعقوب کہتے ہیں کہ عرج تہامہ کا ابتدائی حصہ بھی۔

تشریح حدیث

وَلَا یَنْبَغِی عِنْدَ نَبِیٍّ تَنَازُعٌ

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ جملے کے قائل خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔

اخرجو المشرکین من جزیرة العرب

یہاں مشرکین سے یہود ونصاریٰ مراد ہیں۔یعقوب بن محمد کہتے ہیں کہ جزیرۃ العرب سے مکہ'مدینہ'یمامہ اور یمن مراد ہے۔ یہی قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے جبکہ امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جزیرۃ العرب طول میں عدن سے عراق کی ترائی تک اور عرض میں جدہ سے شام تک پھیلا ہوا ہے۔عرب کو ''جزیرہ'' اس لیے کہتے ہیں کہ تین طرف سمندر اور ایک طرف دریا کے پانی کا حصار ہے یعنی تین طرف بحر ہند' بحر قلزم' بحر فارس' بحر حبشہ ہیں اور ایک طرف دریائے دجلہ وفرات ہیں۔

جزیرۃ العرب سے یہود ونصاریٰ کی جلاوطنی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود ونصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے جلاوطن کرنے کی وصیت اس لیے فرمائی تا کہ دین اسلام

کا امر کز ہمیشہ غیروں کے اثر سے محفوظ رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں ہنگامی مسائل اور فتنوں کی سرکوبی میں اس قدر مشغول ہوئے کہ یہود ونصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے جلاوطن کرنے کا انہیں موقع ہی نہ مل سکا۔

البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں اس وصیت کی تکمیل کی۔ روایت میں ہے کہ انہوں نے چالیس ہزار افراد کو جلاوطن کر دیا تھا۔ ملک یمن بھی جزیرۃ العرب کی حدود میں واقع ہے لیکن خلفائے اسلام میں سے کسی نے بھی یہاں سے یہود ونصاریٰ کو جلاوطن کیے جانے کا حکم نہیں دیا۔ انہی وجوہ کی بناء پر جمہور فقہاء ومحدثین کا مسلک ہے کہ یہود ونصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے جلاوطن کرنا سرزمین عرب کے حکمرانوں پر واجب ہے۔ البتہ جزیرۃ العرب میں واقع ہونے کے باوجود جمہور کے نزدیک یہود ونصاریٰ کو یمن سے جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی مصلحت کے تحت خلیفہ وقت یہود ونصاریٰ کے کسی گروہ کو عارضی طور پر جزیرۃ العرب آنے کی اجازت دے تو احناف ومالکیہ کے نزدیک اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

کیا مسجد حرام اور عام مساجد میں مشرکین اور یہود ونصاریٰ کا داخل ہونا جائز ہے؟

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شرعاً مسجد حرام سمیت عام مساجد میں بھی نجس اور ناپاک آدمی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں چونکہ سورۃ توبہ کی آیت سے کفار ومشرکین کا نجس ہونا ثابت ہے۔ انہوں نے پہلا استدلال امراء وحکام کے نام حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے اس مکتوب گرامی سے کیا ہے جس میں انہوں نے "اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا" تحریر کی اور انہیں کفار کو مسلمانوں کی عام مساجد میں داخل نہ ہونے کی ہدایت کی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ سورۃ توبہ کی آیت میں مشرکین کو نجس کہا گیا ہے۔ لہٰذا تمام مشرکین کو مسجد حرام میں داخل نہ ہونے دیا جائے جبکہ وہ کہتے ہیں کہ عام مساجد میں مشرکوں کا داخل ہونا ناجائز نہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ" میں نجاست سے نجاست اعتقادی مراد ہے اور "فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا" کا مطلب یہ ہے کہ سن ۹ ہجری کے بعد مشرکین کو مشرکانہ رسوم کے ساتھ ادائیگی حج کے ارادہ سے مسجد حرام میں داخلہ کی اجازت نہیں۔ احناف کے نزدیک اس میں مشرکین کے لیے مسجد حرام اور عام مساجد میں داخلہ کی ممانعت نہیں کی گئی۔ اس لیے عام حالات میں مصلحتاً حاکم وقت کی اجازت کے تحت حدود حرم اور عام مساجد میں ان کے داخل ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

احناف کا ایک استدلال وفد ثقیف کا واقعہ ہے۔ چنانچہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب وفد ثقیف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مسجد میں خیمہ لگا کر انہیں بٹھایا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اس موقع پر موجود تھے کہنے لگے یہ تو نجس لوگ ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ مسجد کی زمین پر ان کی نجاست کا کوئی اثر نہیں پڑتا اس لیے کہ نجاست ان کے دلوں میں ہے۔

بہرحال فقہاء احناف نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی محقق رائے یہی تحریر کی ہے کہ مشرک، یہود ونصاریٰ اور ذمی امیر المؤمنین کی اجازت سے مصلحتاً حدود حرم میں داخل ہو سکتے ہیں۔

حدیث الباب کی ترجمۃ الباب سے مناسبت

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث الباب اور ترجمۃ الباب میں مناسبت کے لیے ایک یہ توجیہ بھی کی ہے کہ "هل يستشفع الى اهل الذمة" میں الیٰ کو لام کے معنیٰ میں لیا جائے گا۔ عبارت مقدر ہوگی "هل يستشفع لهم عند الامام وهل يعاملون؟" یعنی کیا امام وقت سے ذمیوں کے لیے سفارش ہوسکتی ہے؟ اور ان سے حسن سلوک جائز ہے؟
اس صورت میں ترجمۃ الباب کے ساتھ حدیث کی دونوں "اخرجو المشركين" اور "واجيزالوفد" کی مناسبت ممکن ہے۔

بَاب التَّجَمُّلِ لِلْوُفُودِ (وفود سے ملاقات کے لئے ظاہری زیبائش)

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضى الله عنهما قَالَ وَجَدَ عُمَرُ حُلَّةَ إِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ فِي السُّوقِ فَأَتَى بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، ابْتَعْ هَذِهِ الْحُلَّةَ فَتَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيدِ وَلِلْوُفُودِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِنَّمَا هَذِهِ لِبَاسُ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ، أَوْ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ فَلَبِثَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِجُبَّةِ دِيبَاجٍ، فَأَقْبَلَ بِهَا عُمَرُ حَتَّى أَتَى بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قُلْتَ إِنَّمَا هَذِهِ لِبَاسُ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ أَوْ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ ثُمَّ أَرْسَلْتَ إِلَيَّ بِهَذِهِ فَقَالَ تَبِيعُهَا، أَوْ تُصِيبُ بِهَا بَعْضَ حَاجَتِكَ

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی ان سے عقیل نے ان سے ابن شہاب نے اور ان سے سالم بن عبداللہ نے اور ان سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ عمرؓ نے دیکھا کہ بازار میں ایک ریشمی حلہ فروخت ہورہا ہے پھر اسے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ حلہ آپ خرید لیں اور عید اور وفود کی پذیرائی کے مواقع پر اس سے اپنی زیبائش کریں۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ یہ ان لوگوں کا لباس ہے۔ جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں (یہ بات ختم ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے جتنے دنوں چاہا عمرؓ حسب معمول اپنے اعمال و مشاغل انجام دیتے رہے۔ لیکن ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے پاس ریشمی جبہ بھیجا (ہدیۃ) تو عمرؓ اسے لے کر خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے تو یہ فرمایا تھا کہ یہ ان کا لباس ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے یا (عمرؓ نے آپ کی بات اس طرح دہرائی کہ) اسے تو وہی لوگ ہی پہن سکتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی میرے پاس ارسال فرمایا۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ تم اسے بیچ لو یا (فرمایا کہ) اس سے اپنی کوئی ضرورت پوری کرسکو۔

باب كَيْفَ يُعْرَضُ الإِسْلاَمُ عَلَى الصَّبِيِّ (بچے کے سامنے اسلام کس طرح پیش کیا جائے گا)

اس ترجمۃ الباب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ صبی کو اسلام کی دعوت دینا تو ثابت ہے مگر یہ دعوت کس طرح دی جائے اس کی کیفیت کیا ہو؟

کیا صبی عاقل غیر بالغ کا اسلام معتبر ہے؟

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب سے اپنے رُجحان کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ان کے نزدیک صبی عاقل کا اسلام معتبر ہے۔ آئمہ ثلاثہ کی رائے بھی یہی ہے۔ البتہ امام زفر اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک نابالغ کا اسلام معتبر نہیں۔

جمہور فقہاء کا استدلال حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے واقعہ سے ہے اور حدیث الباب سے ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد کو دعوتِ اسلام دی اور وہ بالغ نہیں تھا۔ امام زفر رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک دلیل یہ ہے کہ نابالغ اسلام کے معاملہ میں والدین کے تابع ہے۔ لہٰذا اس کا اسلام اصلی نہیں ہوگا۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ تابع بھی ہو اور اس کا اسلام اصلی بھی ہو۔ بہر حال اس سلسلہ میں جمہور کے دلائل قوی ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ فِي رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم مَعَ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتّٰى وَجَدُوهُ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ، وَقَدْ قَارَبَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ صَيَّادٍ يَحْتَلِمُ، فَلَمْ يَشْعُرْ حَتّٰى ضَرَبَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم مَاذَا تَرَى قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم خُلِطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ هُوَ الدُّخُّ قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ائْذَنْ لِي فِيهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم إِنْ يَكُنْهُ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْهُ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَأْتِيَانِ النَّخْلَ الَّذِي فِيهِ ابْنُ صَيَّادٍ، حَتّٰى إِذَا دَخَلَ النَّخْلَ طَفِقَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ ابْنَ صَيَّادٍ أَنْ يَسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ، وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلٰى فِرَاشِهِ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْزَةٌ، فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ، فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ أَيْ صَافِ وَهُوَ اسْمُهُ فَثَارَ ابْنُ صَيَّادٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ وَقَالَ سَالِمٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم فِي النَّاسِ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ، لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوحٌ قَوْمَهُ، وَلٰكِنْ سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ، تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرُ وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی، ان سے ہشام نے حدیث بیان کی انہیں معمر نے خبر دی انہیں زہری نے انہیں سالم بن عبداللہ نے خبر دی اور انہیں ابن عمرؓ نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت میں آپ بھی شامل تھے جو ابن صیاد (یہودی لڑکا) کے یہاں جارہی تھی آخر بنو مغالہ (انصار کا ایک قبیلہ) کے ٹیلوں کے پاس بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے اسے ان حضرات نے پالیا۔ ابن صیاد بلوغ کو پہنچ چکا تھا۔ اسے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کا احساس نہیں ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اس کے قریب پہنچ کر) اپنا ہاتھ اس کی پیٹھ پر مارا اور فرمایا، کیا تم

اس کی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ صلی اللہ علیہ وسلم' ابن صیاد نے آپ کی طرف دیکھا اور پھر کہنے لگا' ہاں' میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ عربوں کے نبی ہیں اس کے بعد اس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا جواب (صرف اتنا) دیا کہ میں اللہ اور اس کے انبیاء پر ایمان لایا' پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا' تم دیکھتے کیا ہو؟ اس نے کہا کہ میرے پاس ایک خبر سچی آتی ہے تو دوسری جھوٹی' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ حقیقت حال تم پر مشتبہ ہوگئی ہے' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا' اچھا میں نے تمہارے لئے اپنے دل میں ایک بات سوچی ہے (بتاؤ وہ کیا ہے؟) ابن صیاد بولا کہ دھواں! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چپ ہو جا کم بخت) اپنی حیثیت سے آگے نہ بڑھ' عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے اس کے بارے میں اجازت ہو تو میں اس کی گردن مار دوں' لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر' یہ وہی (دجال) ہے تو تم اس پر قادر نہیں ہو سکتے اور اگر دجال نہیں ہے تو اس کی جان لینے میں کوئی خیر نہیں۔ ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) ابی بن کعبؓ کو ساتھ لے کر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کھجور کے باغ میں تشریف لائے جس میں ابن صیاد موجود تھا۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باغ میں داخل ہو گئے' تو کھجور کے تنوں کی آڑ لیتے ہوئے' آپ آگے بڑھنے لگے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے یہ تھے کہ اسے آپ کی موجودگی کا احساس نہ ہو سکے اور آپ اس کی باتیں سن لیں (کہ وہ خود اپنے سے کس قسم کی باتیں کرتا ہے) ابن صیاد اس وقت اپنے بستر پر ایک چادر اوڑھے پڑا تھا اور کچھ گنگنا رہا تھا' اتنے میں اس کی ماں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیا کہ آپ کھجور کے تنوں کی آڑ لے کر آ گے آ رہے ہیں اور اسے متنبہ کر دیا کہ اے صاف! یہ اسکا نام تھا (جس سے اس کے قریب و عزیز اسے پکارتے تھے) ابن صیاد یہ سنتے ہی اچھل پڑا' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس کی ماں نے اسے یوں ہی رہنے دیا ہوتا تو بات واضح ہو جاتی۔ سالم نے بیان کیا کہ ان سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو خطاب فرمایا' آپ نے اللہ تعالی کی ثنا بیان کی جو اس کی شان کے لائق تھی' پھر دجال کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ میں بھی تمہیں اس کے (فتنوں سے) ڈراتا ہوں' کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو اس کے فتنوں سے نہ ڈرایا ہو نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا' لیکن میں اس کے بارے میں تم سے ایسی بات کہوں گا' جو کسی نے اپنی قوم سے نہیں کی ہے اور وہ بات یہ ہے کہ دجال کانا ہوگا۔ اور اللہ تعالی اس سے پاک ہے۔ (اس لئے دیکھتے ہی ہر مسلمان کو اس کے خدائی دعوے کی تکذیب کر دینی چاہیئے)

باب قَوْلِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم لِلْيَهُودِ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد یہود سے کہ' اسلام لاؤ تو سلامتی پاؤ گے

قَالَهُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (دنیا اور آخرت دونوں میں) اس کی روایت مقبری نے ابو ہریرہؓ کے واسطے سے کی ہے۔

باب إِذَا أَسْلَمَ قَوْمٌ فِي دَارِ الْحَرْبِ (اگر کچھ لوگ جو دار الحرب میں مقیم ہیں اسلام لائے)

وَلَهُمْ مَالٌ وَأَرْضُونَ ، فَهِيَ لَهُمْ اور وہ مال و جائیداد کے مالک ہیں۔ تو ان کی ملکیت باقی رہے گی۔

اس ترجمۃ الباب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ دارالحرب پر غلبہ کے باوجود اسلام لانے والے حربیوں کی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد انہی کی ملکیت اور قبضہ میں رہے گی۔ حملہ آور مسلمان ان املاک کو مال غنیمت سمجھ کر قطعاً اپنے تصرف میں نہیں لاسکتے۔ دراصل امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں احناف پر رد کیا ہے۔

مسلمان حربی کے منقولہ اور غیر منقولہ اموال کا حکم

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک بھی وہی ہے جو اوپر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہوا ہے کہ دارالحرب پر مسلمانوں کا قبضہ ہونے کے باوجود منقولہ اور غیر منقولہ املاک پر مسلمان حربی کی ملکیت برقرار رہے گی اور ان کے نابالغ بچوں کو غلام بنانا بھی جائز نہیں۔ تقریباً یہی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ املاک دار کے تابع ہوکر مال غنیمت بن جائیں گی۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اشیاء منقولہ اور نابالغ اولاد پر مسلمان حربی کا تصرف برقرار رہے گا لیکن غیر منقولہ املاک، مال غنیمت بن جائیں گی۔

طرفین کا استدلال ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ مرسل روایت ہے: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین کے اسلام لانے والوں کے بارے میں فیصلہ کیا کہ انہوں نے اپنی جان ومال کی حفاظت تو کرلی البتہ زمینیں مسلمانوں کے مال غنیمت میں شمار ہوں گی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا استدلال حدیث الباب سے ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لانے سے قبل جو جائیداد عقیل رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں تھی، اسلام لانے کے بعد بھی ان کی ملکیت کو برقرار رکھا گیا۔ اسی بناء پر ان کے تصرف کا اعتبار کرتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وهل ترك لنا عقيل شيء؟" آپ کے اس ارشاد کا منشاء یہ تھا کہ اگر عقیل کی جائیداد ہوتی جسے انہوں نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ فروخت کردیا تھا تو آپ خود اس کے وارث ہوتے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس استدلال کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں۔

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اخلاق کی وجہ سے چچازاد بھائی کے تصرف میں دخل دینا مناسب نہیں سمجھا۔

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرز عمل سے تالیف قلب مقصود تھی۔

۳۔ صلح کے نتیجہ میں فتح ہونے والے علاقے کے باشندوں کی زمینیں، باغات اور مکانات بالاجماع مال غنیمت نہیں بن سکتے بلکہ ان پر اہل صلح کی ملکیت حسب سابق برقرار رہتی ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور قول کے مطابق مکہ صلحاً فتح ہوا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حدیث الباب خود ان کے لیے دلیل نہیں بن سکتی۔

← حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا فِي حَجَّتِهِ قَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنْزِلاً ثُمَّ قَالَ نَحْنُ نَازِلُونَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ الْمُحَصَّبِ، حَيْثُ قَاسَمَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ وَذَلِكَ أَنَّ بَنِي كِنَانَةَ حَالَفَتْ قُرَيْشًا عَلَى بَنِي هَاشِمٍ أَنْ لاَ يُبَايِعُوهُمْ وَلاَ يُئْوُوهُمْ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَالْخَيْفُ الْوَادِي

ترجمہ۔ ہم سے محمود نے حدیث بیان کی انہیں عبدالرزاق نے خبر دی انہیں زہری نے انہیں علی بن حسین نے انہیں عمرو بن عثمان بن عفان نے اور ان سے اسامہ بن زیدؓ نے بیان کیا کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر عرض کیا یا رسول اللہ! کل آپ (مکہ میں) کہاں قیام فرمائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عقیلؓ نے ہمارے لئے کوئی گھر چھوڑا ہی کب ہے پھر ارشاد فرمایا کہ کل ہمارا قیام خیف بنی کنانہ کے مقام محصب میں ہوگا جہاں قریش نے کفر پر عہد کیا تھا واقعہ یہ ہوا تھا کہ بنی کنانہ اور قریش نے (یہیں پر) بنی ہاشم کے خلاف اس بات کا عہد کیا تھا کہ نہ ان سے خرید وفروختگی جائے اور نہ انہیں پناہ دی جائے (اسلام کی اشاعت کو روکنے کے لئے) زہری نے کہا کہ خیف وادی کو کہتے ہیں۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه اسْتَعْمَلَ مَوْلًى لَهُ يُدْعَى هُنَيًّا عَلَى الْحِمَى فَقَالَ يَا هُنَيُّ ، اضْمُمْ جَنَاحَكَ عَنِ الْمُسْلِمِينَ ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ ، فَإِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ مُسْتَجَابَةٌ ، وَأَدْخِلْ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَيْمَةِ ، وَإِيَّايَ وَنَعَمَ ابْنِ عَوْفٍ ، وَنَعَمَ ابْنِ عَفَّانَ ، فَإِنَّهُمَا إِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَرْجِعَا إِلَى نَخْلٍ وَزَرْعٍ ، وَإِنَّ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَيْمَةِ إِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَأْتِنِي بِبَنِيهِ فَيَقُولُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَفَتَارِكُهُمْ أَنَا لَا أَبَا لَكَ فَالْمَاءُ وَالْكَلَأُ أَيْسَرُ عَلَيَّ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ ، وَايْمُ اللَّهِ ، إِنَّهُمْ لَيَرَوْنَ أَنِّي قَدْ ظَلَمْتُهُمْ ، إِنَّهَا لَبِلَادُهُمْ فَقَاتَلُوا عَلَيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، وَأَسْلَمُوا عَلَيْهَا فِي الْإِسْلَامِ ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا الْمَالُ الَّذِي أَحْمِلُ عَلَيْهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا حَمَيْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ بِلَادِهِمْ شِبْرًا

ترجمہ۔ ہم سے اسماعیل نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے مالک نے حدیث بیان کی ان سے زید بن اسلم نے ان سے ان کے والد نے کہ عمر بن خطابؓ نے ہنی نامی اپنے ایک مولا کو مقامحمی کا عامل بنایا تو انہیں یہ ہدایت کی اے ہنی! مسلمانوں سے تواضع اور انکساری کا معاملہ کرنا اور مظلوم کی بددعا سے ہر وقت ڈرتے رہنا کیونکہ مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے اونٹوں اور بکریوں کے مالکوں (کے ریوڑ میں جا کر خود پوری طرح جانچ کر) صدقہ وصول کرنا تا کہ ظلم کسی طرح کا نہ ہونے پائے اور ہاں ابن عوف (عبدالرحمٰنؓ) اور ابن عفان (عثمانؓ) اور ان جیسے دوسرے امیر صحابہ کے مویشیوں کے بارے میں تجھے ڈرتے رہنا چاہیئے (اور ان کے امیر ہونے کی وجہ سے دوسرے غریبوں کے مویشیوں پر چراگاہ میں انہیں مقدم نہ رکھنا چاہیئے) کیونکہ اگر ان کے مویشی ہلاک بھی ہو جائیں تو یہ حضرات اپنے کھجور کے باغات اور کھیتوں سے اپنی معاش حاصل کر سکتے ہیں لیکن گنے چنے اونٹوں کا مالک اور گنی چنی بکریوں کا مالک (غریب) کہ اگر اس کے مویشی ہلاک ہو گئے (چارہ پانی نہ ملنے کی جگہ سے) تو وہ اپنے بچوں کو لے کر میرے پاس آئے گا اور فریاد کرے گا یا امیر المومنین! تو کیا میں انہیں نظر انداز کر سکوں گا؟ نہیں؟ بلکہ مجھے بیت المال سے ان کی معاش کا انتظام کرنا ہوگا۔ اس لئے (پہلے ہی سے) ان کے لئے چارہ اور پانی کا انتظام کر دینا میرے لئے اس سے زیادہ آسان ہے کہ جب حکومت کی بے توجہی کے نتیجے میں وہ اپنا سب کچھ برباد کر کے آئیں تو میں ان کے لئے سونے چاندی کا انتظام کروں۔ اور خدا کی قسم وہ مجھے سمجھتے ہوں گے کہ میں نے ان کے ساتھ زیادتی کی ہے کیونکہ یہ زمین انہیں کے علاقے میں انہوں نے جاہلیت کے عہد میں اس کے لئے لڑائیاں لڑی ہیں اور اسلام کے بعد ان کی ملکیت کو باقی رکھا گیا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اگر وہ اموال (گھوڑے وغیرہ) نہ ہوتے جو جہاد میں سواریوں کے کام آتے ہیں تو ان کے علاقوں میں ایک بالشت زمین کو بھی چراگاہ بنانے کا روادار نہ ہوتا۔

باب كِتَابَةِ الإِمَامِ النَّاسَ

امام کی طرف سے مردم شماری

یہ باب قائم کر کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس عقیدہ کی تردید فرما رہے ہیں کہ مردم شماری سے برکت اُٹھ جاتی ہے یعنی یہ سمجھنا کہ مردم شماری سے برکت اُٹھ جاتی ہے غلط ہے۔ حدیث الباب میں جو مردم شماری کا ذکر ہے یہ کب ہوئی؟

ا۔ ایک قول کے مطابق ممکن ہے غزوہ اُحد کے لیے جاتے ہوئے مردم شماری کرائی گئی ہو۔

۲۔ علامہ ابن التینؒ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ غزوۂ خندق کے موقع پر خندق کی کھدائی کے دوران پیش آیا۔

۳۔ علامہ داؤدی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ یہ حدیبیہ کے موقع پر کرائی گئی تھی۔

حدیث الباب میں ''ابتلاء'' سے کس فتنہ کی طرف اشارہ ہے؟

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد رونما ہونے والے فتنوں کی طرف اشارہ تھا۔ یہ فتنے اس قدر ہولناک تھے کہ لوگ خوف کی وجہ سے اپنے آپ کو چھپائے پھرتے' نماز جیسی اہم عبادت تک خفیہ ادا کرتے کہ کہیں فتنہ اور قتل وغارت گری کا شکار نہ ہو جائیں۔

اعداد میں تعارض اور اس کا حل

ا۔ سفیان بن عیینہ نے مردشماری کی تعداد ایک ہزار اور پانچ سو بتائی ہے۔

۲۔ ابو ہمزہ نے پانچ سو بتائی ہے۔ ۳۔ ابو معاویہ نے چھ سو سے سات سو تک کا عدد ذکر کیا ہے۔

تینوں روایات میں تطبیق دیتے ہوئے شارحینؒ نے مختلف اقوال نقل کیے ہیں:

ا۔ علامہ داؤدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے مردشماری کا واقعہ کئی مرتبہ پیش آیا ہو۔

۲۔ بعض نے یہ تطبیق دی ہے کہ جن روایات میں ایک ہزار پانچ سو کا عدد ذکر ہے اس سے مسلمان مرد' عورت' بچے اور غلام سب ہی مراد ہیں اور جن روایات میں پانچ سو کا عدد ذکر کا گیا ہے اس سے صرف مجاہدین مراد ہیں۔ اسی طرح جن روایات میں چھ سو سے سات سو تک کا عدد بیان کیا گیا ہے اس سے صرف مرد مراد ہیں۔

◀ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رضی الله عنه قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اكْتُبُوا لِي مَنْ تَلَفَّظَ بِالإِسْلاَمِ مِنَ النَّاسِ فَكَتَبْنَا لَهُ أَلْفًا وَخَمْسَمِائَةِ رَجُلٍ ، فَقُلْنَا نَخَافُ وَنَحْنُ أَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا ابْتُلِينَا حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيُصَلِّي وَحْدَهُ وَهُوَ خَائِفٌ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی اُن سے سفیان نے حدیث بیان کی اُن سے اعمش نے اُن سے ابووائل نے اور ان سے حذیفہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو لوگ اسلام لا چکے ہیں (اور جنگ کے قابل ہیں) ان کے اعداد وشمار جمع کر کے میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ ہم نے ڈیڑھ ہزار مردوں کے نام لکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش

کئے ہم نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا ہماری تعداد ڈیڑھ ہزار ہوگئی ہے کیا اب بھی ہم ڈریں گے؟ لیکن تم دیکھ رہے ہو کہ (آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد) ہم فتنوں میں اس طرح گھر گئے کہ مسلمان تنہا نماز پڑھتے ہوئے بھی ڈرنے لگا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ فَوَجَدْنَاهُمْ خَمْسَمِائَةٍ قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ مَا بَيْنَ سِتِّمِائَةٍ إِلَى سَبْعِمِائَةٍ

ترجمہ۔ ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی اُن سے ابوحمزہ نے اور ان سے اعمش نے (مذکورہ بالا سند کے ساتھ) کہ ہم نے پانچ سو مسلمانوں کی تعداد لکھی (ہزار کا ذکر اس روایت میں نہیں ہوا) اور ابومعاویہ نے (اپنی روایت میں بیان کیا کہ چھ سو سے سات سو تک۔

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي كُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا، وَامْرَأَتِي حَاجَّةٌ قَالَ ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ

ترجمہ۔ ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی اُن سے سفیان نے حدیث بیان کی اُن سے ابن جریج نے اُن سے عمرو بن دینار نے اُن سے ابوسعید نے اور ان سے ابن عباس نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے فلاں غزوے میں اپنا نام لکھوایا تھا ادھر میری بیوی حج کرنے جا رہی ہے (تو مجھے کیا کرنا چاہیئے) آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر آؤ۔

باب إِنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ

اللہ تعالیٰ کبھی اپنے دین کی تائید کیلئے ایک فاجر شخص کو بھی ذریعہ بنالیتا ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالاً شَدِيدًا، فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، الَّذِي قُلْتَ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالاً شَدِيدًا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلَى النَّارِ قَالَ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ أَنْ يَرْتَابَ، فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى ذَلِكَ إِذْ قِيلَ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ، وَلَكِنَّ بِهِ جِرَاحًا شَدِيدًا فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ، فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِذَلِكَ فَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ ثُمَّ أَمَرَ بِلَالاً فَنَادَى بِالنَّاسِ إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وَإِنَّ اللَّهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی انہیں زہری نے۔ ح۔ مجھ سے محمود بن غیلان نے حدیث بیان کی ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی انہیں معمر نے خبر دی انہیں زہری نے۔ انہیں ابن مسیب نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ (غزوہ خیبر میں) موجود تھے آپ نے ایک شخص کے متعلق جو اپنے کو اسلام کا حلقہ بگوش کہتا تھا فرمایا کہ یہ شخص دوزخ والوں میں سے ہے جب جنگ کا وقت ہوا تو وہ شخص مسلمانوں کی طرف سے بڑی بہادری سے لڑا پھر اتفاق سے وہ زخمی بھی ہو گیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! جس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے آج تو وہ بڑی بے جگری کے ساتھ لڑا اور زخمی ہو کر مر بھی گیا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اب بھی وہی جواب دیا کہ جہنم میں گیا۔ ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ حقیقت حال سے ناواقفیت

اور اس شخص کے ظاہر کو دیکھ کر ممکن تھا کہ بعض لوگوں کے دل میں شبہ پیدا ہو جاتا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الصادق المصدوق کی حدیث مبارک میں) لیکن ابھی لوگ اسی کیفیت میں تھے کہ کسی نے بتایا کہ وہ ابھی مرا نہیں ہے۔ البتہ زخم بڑا کاری ہے اور جب رات آئی تو اس نے زخموں کی تاب نہ لا کر خودکشی کر لی۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ اکبر میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور انہوں نے لوگوں میں یہ اعلان کر دیا کہ مسلمان کے سوا اور کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کبھی اپنے دین کی تائید کے لئے فاجر شخص کو بھی ذریعہ بنالیتا ہے۔

باب مَنْ تَأَمَّرَ فِي الْحَرْبِ مِنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ إِذَا خَافَ الْعَدُوَّ

جو شخص میدان جنگ میں، جب کہ دشمن کا خوف ہو۔ امام کے کسی نئے حکم کے بغیر امیر لشکر بن گیا

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ فَفُتِحَ عَلَيْهِ، وَمَا يَسُرُّنِي أَوْ قَالَ مَا يَسُرُّهُمْ أَنَّهُمْ عِنْدَنَا وَقَالَ وَإِنَّ عَيْنَيْهِ لَتَذْرِفَانِ

ترجمہ۔ ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے حدیث بیان کی ان سے ابن علیہ نے حدیث بیان کی ان سے ایوب نے ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا (مدینہ میں غزوہ موتہ کے موقعہ پر) جب کہ مسلمان سپاہی موتہ کے میدان میں داد شجاعت دے رہے تھے اور فرمایا کہ اب اسلامی علم زید بن حارثہ لئے ہوئے ہیں انہیں شہید کر دیا۔ پھر جعفر نے علم اپنے ہاتھ میں اٹھالیا وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ اب عبداللہ بن رواحہ نے علم اٹھایا تھا۔ یہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ آخر خالد بن ولید نے کسی نئی ہدایت کے بغیر اسلامی علم اٹھالیا ہے اور ان کے ہاتھ پر فتح حاصل ہوگئی اور میرے لئے اسمیں کوئی خوشی کی بات نہیں تھی یا آپ نے یہ فرمایا کہ ان کے لئے کوئی خوشی کی بات نہیں تھی کہ وہ شہداء ہمارے پاس ہوتے (کیونکہ شہادت کے بعد جو مرتبہ اور عزت اللہ تعالیٰ کے یہاں انہیں ملی ہے وہ دنیوی زندگی سے بدرجہا بہتر ہے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ) اور انسؓ نے بیان کیا کہ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

باب الْعَوْنِ بِالْمَدَدِ (جہاد میں مرکز سے فوجی امداد)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَسَهْلُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم أَتَاهُ رِعْلٌ وَذَكْوَانُ وَعُصَيَّةُ وَبَنُو لِحْيَانَ، فَزَعَمُوا أَنَّهُمْ قَدْ أَسْلَمُوا، وَاسْتَمَدُّوهُ عَلَى قَوْمِهِمْ، فَأَمَدَّهُمُ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم بِسَبْعِينَ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ أَنَسٌ كُنَّا نُسَمِّيهِمُ الْقُرَّاءَ، يَحْطِبُونَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّونَ بِاللَّيْلِ، فَانْطَلَقُوا بِهِمْ حَتَّى بَلَغُوا بِئْرَ مَعُونَةَ غَدَرُوا بِهِمْ وَقَتَلُوهُمْ، فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَنِي لِحْيَانَ قَالَ قَتَادَةُ وَحَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّهُمْ قَرَءُوا بِهِمْ قُرْآنًا أَلَا بَلِّغُوا عَنَّا قَوْمَنَا بِأَنَّا قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا ثُمَّ رُفِعَ ذَلِكَ بَعْدُ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی ان سے ابن عدی نے حدیث بیان کی اور سہل بن یوسف نے حدیث بیان کی

ان سے سعید نے ان سے قتادہ نے اور ان سے انس ؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رعل ذکوان عصیہ اور بنولحیان قبائل کے کچھ لوگ حاضر ہوئے اور یقین دلایا کہ وہ لوگ اسلام لا چکے ہیں اور انہوں نے اپنی قوم کو (اسلامی تعلیمات سمجھانے کے لئے) آپ سے مدد چاہی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ستر انصار ان کے ساتھ کر دیئے۔ انس ؓ نے بیان کیا کہ ہم انہیں قاری (قرآن مجید کے عالم اور صحیح مخارج کیساتھ تلاوت کرنیوالے) کہا کرتے تھے۔ یہ حضرات ان قبیلہ والوں کے ساتھ چلے گئے لیکن جب بئر معونہ پر پہنچے تو انہوں نے ان صحابہ کے ساتھ دھوکا کیا اور انہیں شہید کر ڈالا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مہینہ تک (نماز میں) قنوت پڑھی تھی اور رعل ذکوان اور بنولحیان کے لئے بددعا کی تھی قتادہ نے بیان کیا کہ ہم سے انس ؓ نے فرمایا کہ ان شہداء کے متعلق قرآن مجید میں ہم یہ آیت بھی پڑھتے تھے (ترجمہ) ہاں ہماری قوم (مسلم کو) بتادو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے ہیں اور وہ ہم سے راضی ہو گیا ہے اور ہمیں بھی اس نے (اپنی بے پایاں نوازشات سے خوش کیا ہے پھر یہ آیت منسوخ ہو گئی تھی۔

باب مَنْ غَلَبَ الْعَدُوَّ فَأَقَامَ عَلَى عَرْصَتِهِمْ ثَلاثًا

جس نے دشمن پر فتح پائی اور پھر تین دن تک ان کے میدان میں قیام کیا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ ذَكَرَ لَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رضی الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم أَنَّهُ كَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلاثَ لَيَالٍ تَابَعَهُ مُعَاذٌ وَعَبْدُ الأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے حدیث بیان کی ان سے روح بن عبادہ نے حدیث بیان کی ان سے سعید نے حدیث بیان کی ان سے قتادہ نے بیان کیا کہ ہم سے انس بن مالک ؓ نے ابوطلحہ ؓ کے واسطے سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کسی قوم پر فتح حاصل ہوتی تو میدان جنگ میں آپ تین دن تک قیام فرماتے۔ اس روایت کی متابعت معاذ اور عبدالاعلیٰ نے کی ان سے سعید نے حدیث بیان کی ان سے قتادہ نے ان سے انس ؓ نے ان سے ابوطلحہ ؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے۔

باب مَنْ قَسَمَ الْغَنِيمَةَ فِي غَزْوِهِ وَسَفَرِهِ

جس نے غزوہ اور سفر میں غنیمت تقسیم کی

وَقَالَ رَافِعٌ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم بِذِي الْحُلَيْفَةِ، فَأَصَبْنَا غَنَمًا وَإِبِلاً، فَعَدَلَ عَشَرَةً مِنَ الْغَنَمِ بِبَعِيرٍ

رافع نے بیان کیا کہ ہم ذوالحلیفہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے بکریاں اور اونٹ غنیمت میں ملے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دے کر (تقسیم کی تھیں)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب سے یہ مسئلہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ کیا دارالحرب کے اندر مال غنیمت کی تقسیم جائز ہے یا نہیں؟

حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا أَخْبَرَهُ قَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم مِنَ الْجِعْرَانَةِ، حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ

ترجمہ۔ ہم سے ہدبہ بن خالد نے حدیث بیان کی ان سے ہمام نے حدیث بیان کی ان سے قتادہ نے اور انکو انس ؓ نے خبر دی۔ آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام جعرانہ سے جہاں آپ نے جنگ حنین کی غنیمت تقسیم کی تھی عمرہ کا احرام باندھا تھا۔

دارالحرب میں مال غنیمت کی تقسیم کا مسئلہ

جمہور فقہاء امام مالک، امام شافعی، امام اوزاعی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرھم کے نزدیک دارالحرب میں مال غنیمت کی تقسیم جائز ہے۔ فقہاء احناف رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک دارالحرب میں تقسیم غنائم کسی صورت جائز نہیں۔ جمہور کی پہلی دلیل یہ ہے کہ دارالحرب میں اہل اسلام کے غلبہ سے ملکیت ثابت ہو جاتی ہے اس لیے دارالحرب میں مال غنیمت کی تقسیم جائز ہے۔

تشریح حدیث

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دلیل کا یہ جواب دیا ہے کہ دارالحرب کی طرف سے دوبارہ غلبہ اور یلغار کا امکان بہر حال موجود رہتا ہے۔ لہٰذا غنائم پر اہل اسلام کی ملکیت دارالحرب پر تام نہیں ہوگی۔ لہٰذا وہاں تقسیم جائز نہیں۔

جمہور اپنے استدلال میں دونوں احادیث الباب بھی پیش کرتے ہیں۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دونوں احادیث الباب احناف کی دلیلیں ہیں نہ کہ جمہور کی اس لیے کہ مقام ذوالحلیفہ اور مقام جعرانہ اس وقت دارالاسلام تھے نہ کہ دارالحرب۔ بہر حال کوئی بھی روایت دارالحرب کے اندر مال غنیمت کی تقسیم کے جائز ہونے پر دلالت نہیں کرتی۔ چنانچہ علامہ سرخسیؒ نے حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت نقل کی ہے: "ماقسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الا فی دار الاسلام" یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ دارالاسلام میں غنائم تقسیم فرمائے۔

باب إِذَا غَنِمَ الْمُشْرِكُونَ مَالَ الْمُسْلِمِ ثُمَّ وَجَدَهُ الْمُسْلِمُ

کسی مسلمان کا مال، مشرکین لوٹ کر لے گئے، پھر وہ مال اس مسلمان کو مل گیا؟

اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اگر حربیوں نے دارالاسلام پر حملہ کر کے مسلمانوں کا مال غنیمت سمجھ کر اپنے تصرف میں لے لیا پھر مسلمانوں نے ان پر حملہ کر کے وہ مال دوبارہ حاصل کر لیا تو ہر شخص حسب سابق اپنے مملوکہ مال کا مالک ہوگا یا وہ مال، مال غنیمت کے حکم میں ہوگا اور عام اموال غنیمت کی طرح تقسیم ہوگا؟

← قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما قَالَ ذَهَبَ فَرَسٌ لَهُ ، فَأَخَذَهُ الْعَدُوُّ ، فَظَهَرَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ فَرُدَّ عَلَيْهِ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم ، وَأَبَقَ عَبْدٌ لَهُ فَلَحِقَ بِالرُّومِ ، فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ ، فَرَدَّهُ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بَعْدَ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم

ترجمہ۔ ابن نمیر نے بیان کیا کہ ہم سے عبیداللہ نے حدیث بیان کی ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ ان کا ایک گھوڑا چھوٹ گیا تھا اور دشمنوں نے ان پر قبضہ کر لیا تھا پھر مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا تو ان کا گھوڑا انہیں واپس کر دیا تھا۔ یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک کا ہے۔ اسی طرح ان کے ایک غلام نے بھاگ کر روم میں پناہ حاصل کر لی تھی، پھر جب مسلمانوں کو اس ملک پر غلبہ حاصل ہوا تو خالد بن ولیدؓ نے ان کا غلام انہیں واپس کر دیا تھا۔ یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ عَبْدًا لابْنِ عُمَرَ أَبَقَ فَلَحِقَ بِالرُّومِ، فَظَهَرَ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَرَدَّهُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ، وَأَنَّ فَرَسًا لابْنِ عُمَرَ عَارَ فَلَحِقَ بِالرُّومِ، فَظَهَرَ عَلَيْهِ فَرَدُّوهُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی اُن سے یحییٰ نے حدیث بیان کی اُن سے عبید اللہ نے بیان کیا انہیں نافع نے خبر دی کہ ابن عمرؓ کا ایک غلام بھاگ کر روم میں پناہ گزیں ہو گیا تھا۔ پھر خالد بن ولیدؓ کی سرکردگی میں (اسلامی لشکر نے) اس پر فتح پائی اور خالد بن ولیدؓ نے غلام آپ کو واپس کر دیا اور یہ کہ ابن عمرؓ کا ایک گھوڑا بھاگ کر روم پہنچ گیا تھا۔ خالد بن ولیدؓ کو جب روم پر فتح ہوئی تو آپ نے یہ گھوڑا بھی واپس کر دیا تھا امام بخاریؒ نے فرمایا کہ عار عیر سے مشتق ہے۔ عیر کہتے ہیں جنگلی گدھے کو عار بھی ہرب ہے یعنی بھاگا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما أَنَّهُ كَانَ عَلَى فَرَسٍ يَوْمَ لَقِيَ الْمُسْلِمُونَ، وَأَمِيرُ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَئِذٍ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، بَعَثَهُ أَبُو بَكْرٍ، فَأَخَذَهُ الْعَدُوُّ، فَلَمَّا هُزِمَ الْعَدُوُّ رَدَّ خَالِدٌ فَرَسَهُ

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن یوسف نے حدیث بیان کی اُن سے زہیر نے حدیث بیان کی اُن سے موسیٰ بن عقبہ نے اُن سے نافع نے اور ان سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ جس دن اسلامی لشکر کی مڈبھیڑ رومیوں سے ہوئی تو آپ ایک گھوڑے پر سوار تھے سالار لشکر خالد بن ولیدؓ تھے ابوبکر صدیقؓ کی طرف سے پھر گھوڑے کو دشمنوں نے پکڑ لیا لیکن جب انہیں شکست ہوئی تو خالدؓ نے گھوڑا آپ کو واپس کر دیا۔

تعارضِ روایات اور اس کا حل

اس باب کی روایات میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا جو واقعہ منقول ہے کب پیش آیا؟

اس سلسلہ میں حدیث الباب کی پہلی اور تیسری روایت میں تعارض ہے۔ پہلی روایت میں ہے کہ گھوڑے کا واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہوا جبکہ تیسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑے کے بدکنے کا واقعہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں ہوا۔ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ باب کی پہلی روایت یعنی ابن نمیر کے طریق کو ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس طریق کی متابعت اسماعیل بن زکریاؒ نے بھی کی ہے کہ فرس کا واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیش آیا۔

یہی رائے علامہ داؤدی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے کہ فرس کا واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ غزوہ موتہ میں پیش آیا۔

ترجمۃ الباب کا مسئلہ اختلافی ہے

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن منذر کا مسلک یہ ہے کہ جب اہل اسلام دار الحرب پر حملہ کر کے ان املاک کو دار الاسلام منتقل کریں تو جو مال جس کی ملکیت تھا وہ حسب سابق اس کی ملکیت میں رہے گا ان اموال کا حکم مال غنیمت کا نہیں ہوگا۔

امام حسنؒ امام زہریؒ اور عمرو بن دینار کا مسلک یہ ہے کہ مسلمانوں کا چھینا گیا مال دار الحرب سے دار الاسلام منتقل ہونے کے بعد غانمین میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ یعنی مجاہدین ہی اس مال کے مستحق ہوں گے پرانے مالک کا حق اس مال پر نہیں رہے گا۔

جمہور فقہاء امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ امام اوزاعی امام مالک رحمہم اللہ اور ایک روایت کے مطابق امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ اہل حرب دار الاسلام پر حملہ آور ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے اموال کے مالک بن جائیں گے لیکن جب دار الحرب پر حملہ کر کے اہل اسلام اپنے اموال چھین کر دار الاسلام منتقل کر دیں تو ان حضرات کے نزدیک

اس میں تفصیل ہے۔ اگر پرانے مالک نے مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اپنا متعین مال پالیا تو وہ اس کی ملکیت ہوگی جبکہ مال غنیمت کی تقسیم کے بعد اپنے مال پر پرانے مالک کی ملکیت باقی نہیں رہے گی بلکہ وہ غانمین کی ملکیت ہوگی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا استدلال احادیث باب سے ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ احادیث باب خود ان کے خلاف جمہور فقہاء کے لیے حجت ہیں اس لیے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ترجمۃ الباب والی روایات میں اجمال ہے۔

چنانچہ مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں اسی روایت کے آخر میں یہ تصریح بھی ہے "وذلک قبل ان یقاسم" یعنی مجاہدین اسلام دارالحرب سے جو گھوڑا اور غلام چھین کر دارالاسلام لائے تھے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے واپس کردیئے گئے تھے۔ جمہور کا استدلال ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے۔ اس میں ہے کہ ایک شخص نے اپنا اونٹ پالیا جسے مشرکین نے چھینا تھا (اور بعد میں مسلمانوں نے دارالحرب پر حملہ کرکے اسے مال غنیمت میں دوبارہ دارالاسلام لائے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مخاطب کرکے فرمایا' اگر یہ اونٹ تم نے مال غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے پایا ہو تو یہ تمہارا ہی ہے۔ اگر مال غنیمت کی تقسیم کے بعد پایا ہو تو پھر تم قیمت دے کر ہی لے سکتے ہو۔

عبد آبق کا حکم

عبد آبق کے حکم میں آئمہ احناف کے درمیان اختلاف ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دارالحرب بھاگنے کے بعد مولا کی ملکیت ختم ہونے کی وجہ سے عبد آبق آزاد غلام کی طرح کسی کا مملوک نہیں بن سکتا۔

قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عبد آبق کا حکم عام اموال واملاک کی طرح ہے۔

بَاب مَنْ تَكَلَّمَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَالرَّطَانَةِ

جس نے فارسی یا کسی بھی عجمی زبان میں گفتگو کی

وَقَوْلِهِ تَعَالَى (وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ) (وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ (اللہ کی نشانیوں میں) تمہاری زبان اور رنگ کا اختلاف بھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا لیکن یہ کہ وہ اسی قوم کا ہم زبان تھا (جس میں ان کی بعثت ہوئی)

علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ' حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس ترجمۃ الباب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ اہل حرب کو انہی کی زبان میں پناہ دی جائے تو اس کا بھی اعتبار ہوگا یعنی امان دینے کے لیے عربی زبان میں بات کرنا شرط نہیں' عجمی زبان بھی بولی جاسکتی ہے۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ' حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب کی آیات ذکر کرکے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختلف زبانیں بولنے والی دنیا کی تمام قوموں کی طرف مبعوث کیے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی زبانوں پر عبور حاصل تھا تاکہ آپ کو ان کی زبان سمجھنے اور انہیں آپ کی زبان سمجھنے میں آسانی رہے۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رضی الله عنهما قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا ، وَطَحَنْتُ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ ، فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ ، فَصَاحَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ ، إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُورًا ، فَحَيَّ هَلاً بِكُمْ

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن علی نے حدیث بیان کی ان سے ابوعاصم نے حدیث بیان کی انہیں حنظلہ بن ابی سفیان نے خبر دی انہیں سعید بن میناء نے خبر دی کہ میں نے جابر بن عبداللہؓ سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم نے ایک چھوٹا سا بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور کچھ گیہوں پیس لئے ہیں) اسلئے آپ دو چار آدمیوں کو ساتھ لے کر تشریف لائیں اور کھانا ہمارے گھر پر تناول فرمائیں لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بآواز بلند فرمایا اے خندق کھودنے والو! جابر نے دعوت کا کھانا تیار کر لیا ہے اب تاخیر نہ کرو بمسرت تمام چلے آؤ۔

تشریح حدیث

سور: دعوت کے موقع پر تیار کیے جانے والے کھانے کو "سور" کہتے ہیں۔ یہ فارسی زبان کا لفظ ہے۔ ایک قول کے مطابق اس لفظ کا اطلاق ہر قسم کے کھانے پر ہوتا ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک اس کا اطلاق فارسی زبان میں صرف دعوت ولیمہ پر ہوتا ہے۔ بعض کے نزدیک یہ حبشی زبان کا لفظ ہے اور عام کھانے کے لیے بولا جاتا ہے۔ کثرتِ استعمال کی وجہ سے عربوں کی زبان پر چڑھ گیا اور عربی میں استعمال ہونے لگا۔ "فحی هلابکم" اس کے معنی ہیں "اقبلو او اسرعوا بانفسکم" یعنی آگے بڑھئے یا جلد آیئے یہ لفظ حی اور ھل کا مرکب ہے۔

حدیث باب کا مقصد

بعض ایسی روایات منقول ہیں جن میں فارسی زبان کو ناپسندیدہ کہا گیا ہے اور فارسی میں گفتگو کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روایت باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان روایات کے ضعیف اور بے اصل ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مثلاً ایک روایت ہے: "کلام اهل النار بالفارسیة" یعنی اہل جہنم کی زبان فارسی ہوگی۔

اسی طرح ایک اور روایت ہے "من تکلم بالفارسیة زادت فی خبثه ونقصت من مروء ته" یعنی جس نے فارسی زبان میں بات کی اس کی خباثت بڑھے گی اور مروت کم ہوگی۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ اس کی سند کے بارے میں فرماتے ہیں "وسنده واہ" اس کی سند واہی اور بے اصل ہے۔

حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَتْ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مَعَ أَبِي وَعَلَيَّ قَمِيصٌ أَصْفَرُ ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم سَنَهْ سَنَهْ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَهْيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ أَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ ، فَزَبَرَنِي أَبِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم دَعْهَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ أَبْلِي وَأَخْلِقِي ، ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِقِي ، ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِقِي قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَبَقِيَتْ حَتَّى ذَكَرَ

ترجمہ۔ ہم سے حباب بن موسیٰ نے حدیث بیان کی انہیں عبداللہ نے خبر دی انہیں خالد بن سعید نے انہیں ان کے

والد نے اوران سے ام خالد بنت خالد بن سعیدؓ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوئی۔ میں اس وقت ایک زرد رنگ کی قمیص پہنے ہوئے تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر فرمایا سنتہ سنتہ عبداللہ نے کہا کہ یہ لفظ حبشی زبان میں اچھے کے معنی میں آتا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں مہر نبوت کے ساتھ (جو پشت مبارک پر تھی) کھیلنے لگی تو میرے والد نے مجھے ڈانٹا' لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' اسے ڈانٹو مت' پھر آپ نے (درازی عمر کی) دعا کی کہ اس قمیص کو خوب پہنو۔ اور پرانی کرو' پھر پہنو اور پرانی کرو' عبداللہ نے کہا کہ چنانچہ یہ قمیص اتنے دنوں تک باقی رہی کہ زبانوں پر اس کا چرچا آ گیا۔

تشریح حدیث

فبقيت حتى ذكر

اس جملہ کی تشریح میں مختلف اقوال ہیں۔ (۱) "فبقیت"، میں ضمیر فاعل اُم خالد رضی اللہ عنہا کی طرف راجع ہے اور "ذُکر" میں ھو ضمیر قمیض کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا "جب تک اُم خالد رضی اللہ عنہا زندہ رہیں ان کی قمیص کا چرچا رہا۔"

(۲) علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "ذُکر" کی ضمیر راوی کی طرف لوٹ رہی ہے اور عبارت مقدر ہے۔ "ای ذکر الراوی' مانسیی طول مدته" مطلب یہ ہے کہ اُم خالد کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ اس قدر قابل ذکر تھا کہ راوی اسے عمر بھر نہ بھلا سکا۔ فبقیت کی ضمیر اُم خالد کی طرف لوٹ رہی ہے۔ علاوہ ازیں بھی کئی اقوال ہیں۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخَذَ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ، فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِالْفَارِسِيَّةِ كَخٍ كَخٍ، أَمَا تَعْرِفُ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے غندر نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے۔ حدیث بیان کی' ان سے محمد بن زیاد نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ حسن بن علیؓ نے صدقہ کی کھجور میں سے (جو بیت المال میں آئی تھی) ایک کھجور اٹھالی اور اپنے منہ کے قریب لے گئے لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فارسی زبان کا یہ لفظ کہہ کر روک دیا کہ کخ کخ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔ ابو عبداللہ نے فرمایا کہ اس عورت یعنی ام خالد کے برابر کی عورت کی عمر نہیں ہوئی۔

باب الْغُلُولِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى (وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ)

خیانت' اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ اور جو کوئی خیانت کرے گا وہ قیامت میں اسے لے کر آئے گا

مقصد ترجمۃ الباب

اس باب کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مال غنیمت میں خیانت کی حرمت بیان کرنا چاہتے ہیں کہ مال غنیمت میں خیانت کرنا ناجائز ہے۔ "غُلُول": مال غنیمت میں خیانت کرنے اور تقسیم سے پہلے مال غنیمت سے سرقہ کرنے کو کہتے ہیں۔

شرح مسلم میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غلول بالاجماع گناہ کبیرہ ہے۔ مال غنیمت میں جرم خیانت کے اس قدر سنگین ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مال غنیمت لشکر اسلام کا مشترکہ حق ہوتا ہے۔ اس میں خیانت اور چوری کرنا بے شمار افراد کے حقوق کی حق تلفی کے مترادف ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو زُرْعَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم فَذَكَرَ الْغُلُولَ فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَ أَمْرَهُ قَالَ لاَ أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ عَلَى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، أَغِثْنِي فَأَقُولُ لاَ أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا ، قَدْ أَبْلَغْتُكَ وَعَلَى رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُغَاءٌ ، يَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغِثْنِي فَأَقُولُ لاَ أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا ، قَدْ أَبْلَغْتُكَ وَعَلَى رَقَبَتِهِ صَامِتٌ ، فَيَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغِثْنِي فَأَقُولُ لاَ أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا ، قَدْ أَبْلَغْتُكَ أَوْ عَلَى رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ تَخْفِقُ ، فَيَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغِثْنِي فَأَقُولُ لاَ أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا ، قَدْ أَبْلَغْتُكَ وَقَالَ أَيُّوبُ عَنْ أَبِي حَيَّانَ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے یحیٰی نے حدیث بیان کی ان سے ابوحیان نے بیان کیا' ان سے ابوزرعہ نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے ابوہریرہؓ نے حدیث بیان کی' آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطاب فرمایا اور خیانت (غلول) کا ذکر فرمایا اور اس جرم کی ہولناکی کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کو بھی قیامت کے دن اس حالت میں نہ پاؤں گا کہ اسکی گردن پر بکری ہو اور چلا رہی ہو' یا اس کی گردن پر گھوڑا ہو اور وہ چلا رہا ہو اور وہ شخص یہ فریاد کرے یا رسول اللہ! میری مدد فرمائیے' لیکن میں یہ جواب دے دوں گا کہ میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ میں تو (خدا کا پیغام) تم تک پہنچا چکا ہوں' اور اسکی گردن پر اونٹ ہو اور چلا رہا ہو' اور وہ شخص فریاد کر رہا ہو کہ یا رسول اللہ! میری مدد فرمائیے' لیکن میں یہ جواب دے دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا میں تو خدا کا پیغام تمہیں پہنچا چکا تھا۔ یا (وہ اس حال میں آئے) کہ اس کی گردن پر سونا چاندی ہو اور مجھ سے کہے یا رسول اللہ! میری مدد فرمائیے' لیکن میں اس سے یہ کہہ دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا' میں اللہ تعالیٰ کا پیغام تمہیں پہنچا چکا تھا یا اس کی گردن پر کپڑے کے ٹکڑے حرکت کر رہے ہوں اور وہ فریاد کرے کہ یا رسول اللہ! میری مدد کیجئے اور میں کہہ دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا' میں تو پہلے ہی پہنچا چکا تھا۔ اور ایوب نے بیان کیا اور ان سے ابوحیان نے کہ۔ فرس له حمحمة

تشریح حدیث

مالِ غنیمت سے مسروقہ مال کا حکم

مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے سارق پر مسروقہ مال واپس کرنا واجب ہے۔ تاہم یہ مال اگر لشکر اسلام کے منتشر ہونے کے بعد واپس کیا جائے اور مستحقین تک اس کا پہنچنا ممکن نہ رہے تو پھر کیا کیا جائے؟ امام مالک' امام احمد بن حنبل' امام اوزاعی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ کے نزدیک وہ شخص مسروقہ مال کا خمس امیر کو لوٹائے اور باقی حصہ صدقہ کر دے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کے پاس مال غنیمت ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ مال غنیمت اس کا شرعی حق ہو۔ یعنی غنائم کی تقسیم کے دوران اسکا مالک بن گیا ہو۔ اس صورت میں ظاہر ہے اس پر صدقہ کرنا واجب نہیں

۲۔حق شرعی نہ ہو بلکہ سرقہ ہو اس صورت میں ظاہر ہے کہ یہ مال غیر ہے اور مالِ غیر کا صدقہ کرنا کسی بھی صورت جائز نہیں۔ اس لیے یہ مال، اموال ضائعہ کے حکم میں ہوگا یعنی اسے حاکم وقت کے حوالے کرنا واجب ہوگا۔

سارق کی سزا

امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی رحمہم اللہ اور بہت سارے صحابہ وتابعین کرام کے نزدیک امیر کو غلول کرنے والے کے لیے جسمانی سزا وتعزیر تجویز کرنے کا اختیار ہے لیکن اس کا مال ومتاع جلانا جائز نہیں۔

امام احمد بن حنبل، حسن بصری رحمہم اللہ اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کا سارا مال ومتاع جلانا جائز ہے۔البتہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تحریق کے حکم سے غلول کرنے والے کا اسلحہ اور لباس مستثنیٰ ہیں، انہیں جلانا جائز نہیں۔

بابُ الْقَلِيلِ مِنَ الْغُلُولِ (معمولی خیانت)

وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ حَرَّقَ مَتَاعَهُ ، وَهَذَا أَصَحُّ

اور عبداللہ بن عمروؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے اس کا ذکر نہیں کیا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے (جس نے مال غنیمت میں خیانت کر لی تھی) چراتے ہوئے مال کو جلوایا بھی تھا۔اور یہی روایت زیادہ صحیح۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ عَلَى ثَقَلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ كِرْكِرَةُ فَمَاتَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم هُوَ فِي النَّارِ فَذَهَبُوا يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ فَوَجَدُوا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ابْنُ سَلاَمٍ كَرْكَرَةُ ، يَعْنِي بِفَتْحِ الْكَافِ ، وَهُوَ مَضْبُوطٌ كَذَا

ترجمہ۔ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی، ان سے سفیان نے حدیث بیان کی، ان سے عمرو نے، ان سے سالم بن ابی الجعد نے، ان سے عبداللہ بن عمروؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامان واسباب پر ایک صاحب متعین تھے جن کا نام کرکرہ تھا، ان کا انتقال ہوگیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تو جہنم میں گیا۔صحابہ انہیں دیکھنے گئے تو ایک عباء ان کے یہاں سے ملی، جسے خیانت کر کے انہوں نے رکھ لیا تھا ابوعبداللہ نے کہا کہ ابن اسلام نے کرکرہ کاف کے فتح کے ساتھ بیان کیا اور یہی روایت محفوظ ہے۔

تشریح حدیث

یعنی عباء کی خیانت اگرچہ ایک معمولی خیانت تھی، لیکن اس کی بھی سزا انہیں بھگتنی پڑے گی، اسی گناہ کی وجہ سے آں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے جہنم میں دخول کے متعلق فرمایا

باب مَا يُكْرَهُ مِنْ ذَبْحِ الإِبِلِ وَالْغَنَمِ فِي الْمَغَانِمِ

مال غنیمت کے اونٹ اور بکریاں ذبح کرنے پر ناپسندیدگی

اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے امام کی اجازت کے بغیر کسی بھی

جانور کو ذبح کر کے کھانا مکروہ ہے۔ انہوں نے حدیث الباب سے استدلال کیا ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِذِي الْحُلَيْفَةِ ، فَأَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ وَأَصَبْنَا إِبِلاً وَغَنَمًا ، وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِي أُخْرَيَاتِ النَّاسِ ، فَعَجِلُوا فَنَصَبُوا الْقُدُورَ ، فَأَمَرَ بِالْقُدُورِ فَأُكْفِئَتْ ، ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِنَ الْغَنَمِ بِبَعِيرٍ ، فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ ، وَفِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيرٌ فَطَلَبُوهُ فَأَعْيَاهُمْ ، فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَجُلٌ بِسَهْمٍ ، فَحَبَسَهُ اللَّهُ فَقَالَ هَذِهِ الْبَهَائِمُ لَهَا أَوَابِدُ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ ، فَمَا نَدَّ عَلَيْكُمْ فَاصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا فَقَالَ جَدِّي إِنَّا نَرْجُو أَوْ نَخَافُ أَنْ نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى ، أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ فَقَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ فَكُلْ ، لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ ، وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذَلِكَ ، أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ ، وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے ابوعوانہ نے حدیث بیان کی ان سے سعید بن مسروق نے ان سے عبایہ بن رفاعہ نے اور ان سے ان کے دادا رافع نے بیان کیا کہ مقام ذوالحلیفہ میں ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑاؤ کیا (کسی غزوہ کے موقعہ پر) لوگوں کے پاس کھانے پینے کی چیزیں ختم ہو گئیں تھیں ادھر غنیمت میں ہمیں اونٹ اور بکریاں ملی تھیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لشکر کے پیچھے تھے اور لوگوں نے جلدی سے کام لیا اور مال غنیمت کے بہت سے جانور تقسیم سے پہلے ذبح کر کے ہانڈیاں (پکنے کے لئے) چڑھادیں لیکن بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے ان ہانڈیوں کا گوشت نکال لیا گیا اور پھر آپ نے غنیمت تقسیم کی (تقسیم میں) دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر آپ نے رکھا تھا۔ اتفاق سے مال غنیمت کا ایک اونٹ بھاگ گیا لشکر میں گھوڑوں کی کمی تھی لوگ اسے پکڑنے کے لئے دوڑے لیکن اونٹ نے سب کو تھکا دیا۔ آخر ایک صحابی (خود رافع) نے تیر سے اسے مار گرایا اللہ تعالی کے حکم سے اونٹ جہاں تھا وہیں رہ گیا۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان (پالتو) جانوروں میں بھی جنگلی جانوروں کی طرح وحشت ہوتی ہے اس لئے ان میں سے اگر کوئی قابو میں نہ آئے تو اس کے ساتھ ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ میرے دادا (رافع) نے خدمت نبوی میں عرض کیا کہ ہمیں توقع ہے یا (یہ کہا کہ) خوف ہے کہ کل کہیں ہماری دشمن سے مڈبھیر نہ ہو جائے ادھر ہمارے پاس چھری نہیں ہے (تلوار دشمن کے مقابلے کے لئے ہے) تو کیا ہم بانس سے ذبح کر سکتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس چیز سے خون جانور کی گردن پر اسے پھیرنے سے) نکل آئے اور اس سے ذبح کرتے وقت اللہ تعالی کا نام بھی لیا گیا ہو تو اس کا گوشت کھانا حلال ہے البتہ وہ چیز (جس سے ذبح کیا گیا ہو) دانت اور ناخن نہ ہونی چاہیئے۔ اس کی میں تمہارے سامنے وضاحت کروں گا۔ دانت تو اس لئے نہیں کہ وہ ہڈی ہے اور ناخن اس لئے نہیں کہ وہ حبشیوں کی چھری ہے (حدیث گزر چکی ہے)۔

تشریح حدیث

غنیمت کی اشیائے خوردونوش کے استعمال کا حکم

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دارالحرب میں مجاہدین اسلام کے لیے غنیمت سے ملنے والی اشیائے خوردونوش کو بقدر ضرورت اپنے تصرف میں لانا بالاتفاق جائز ہے اور اس میں امام سے بھی اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ جمہور فقہا

کے نزدیک جانور کو کھانے کے لیے ذبح کرنا بھی جائز ہے۔ اس مسئلہ میں امام احمد بن حنبل بھی جمہور فقہاء کے ساتھ ہیں۔
علامہ خرقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تک اضطراری حالت نہ ہو غنیمت سے کھانے کی کوئی چیز استعمال کرنا جائز ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ غالباً ترجمۃ الباب سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ دارالحرب میں کھانے کی جو چیزیں میسر ہوں ان کا استعمال امیر کی اجازت کے بغیر مکروہ ہے۔

ہانڈیاں اُلٹنے کا حکم کیوں دیا گیا؟

علامہ مہلب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ واقعہ دارالاسلام یعنی ذوالحلیفہ میں پیش آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت ضائع کرنے کا حکم اس لیے دیا تا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معلوم ہو جائے کہ دارالاسلام میں تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت کی کوئی چیز استعمال کرنا جائز نہیں۔
ایک مذہب یہ بھی ہے کہ جب امام کی اجازت کے بغیر علی وجہ التعدی جانور ذبح کیا جائے تو وہ مذبوحہ "میتۃ" بن جاتا ہے۔
گویا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث باب کے واقعہ سے استدلال کرتے ہوئے اس مذہب کی تائید فرمائی ہے کہ صحابہ کرام کے مذکورہ طرزِ عمل سے ان کا مذبوح جانور "میتۃ" بن گیا۔ ظاہر ہے حدیث کی رو سے میتۃ نجس کے حکم میں ہے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ضائع کرنے کا حکم دیا۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حقیقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوربہ اُلٹنے کا حکم فرمایا تھا' گوشت ضائع کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ ممکن ہے اس گوشت کو بعد میں مال غنیمت میں شامل کر لیا ہو اس لیے کہ خود آپ سے ایک روایت میں ضیاع مال کی ممانعت منقول ہے۔

باب الْبِشَارَةِ فِي الْفُتُوحِ (فتح کی خوشخبری)

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِي جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رضى الله عنه قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ بَيْتًا فِيهِ خَثْعَمُ يُسَمَّى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ، فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةٍ مِنْ أَحْمَسَ، وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ، فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَنِّي لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ، فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي فَقَالَ اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا، فَأَرْسَلَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يُبَشِّرُهُ فَقَالَ رَسُولُ جَرِيرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ، فَبَارَكَ عَلَى خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ قَالَ مُسَدَّدٌ بَيْتٌ فِي خَثْعَمَ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن مثنیٰ نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے قیس نے حدیث بیان کی' انہوں نے کہا کہ مجھ سے جریر بن عبداللہ البجلیؓ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ذی الخلصہ سے مجھے کیوں نہیں نجات دلاتے یہ ذی الخلصہ (یمن کے قبیلہ) خثعم کا ایک بت کدہ تھا' جسے کعبۃ الیمانیہ کہتے تھے چنانچہ میں (اپنے قبیلہ) احمس کے ایک سو پچاس آدمیوں کو لے کر تیار ہو گیا' یہ سب شہسوار تھے' پھر میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میں گھوڑے کی اچھی سواری نہیں کر پاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سینے پر (دست مبارک) مارا۔ اور میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں کا اثر اپنے سینے پر محسوس کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر یہ دعا

دی کہ اے اللہ! اسے گھوڑے کا اچھا سوار بنا دیجئے اور اسے صحیح راستہ دکھانے والا اور خود بھی راہ یاب کر دیجئے۔ پھر وہ مہم پر روانہ ہوئے۔ اور اسے توڑ کر جلا دیا۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں خوشخبری بھجوائی (خدمت نبوی میں) حاضر ہو کر جریرؓ کے قاصد نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، میں اس وقت تک آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا جب تک وہ بت کدہ ایسا (سیاہ) نہیں ہو گیا تھا جیسا خارش زدہ اونٹ ہوا کرتا ہے (جس کا چمڑہ خارش کی وجہ سے بالکل سیاہ ہو جاتا ہے) آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر قبیلہ احمس کے سواروں اور اس کے جوانوں کے لئے پانچ مرتبہ برکت کی دعا فرمائی۔ مسدد نے اپنی روایت میں بیت فی خثعم کے الفاظ نقل کئے ہیں۔

باب مَا يُعْطَى الْبَشِيرُ (خوشخبری سنانے والے کو انعام دینا)

وَأَعْطَى كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ ثَوْبَيْنِ حِينَ بُشِّرَ بِالتَّوْبَةِ

کعب بن مالکؓ نے جب انہیں ان کی توبہ کے قبول ہونے کی خوشخبری سنائی گئی تو دو کپڑے دیئے گئے۔

باب لاَ هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ

فتح کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی

یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب سے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جب دار الحرب فتح ہو کر دار الاسلام بن جائے تو وہاں سے ہجرت کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے اس لیے کہ ہجرت دار الحرب سے کی جاتی ہے جب دار الحرب، دار الاسلام بن جائے تو ہجرت کی ضرورت باقی ہی نہیں رہتی اس لیے اس کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔

← حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لاَ هِجْرَةَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا

ترجمہ۔ ہم سے آدم بن ابی ایاس نے حدیث بیان کی ان سے شیبان نے حدیث بیان کی ان سے منصور نے ان سے مجاہد نے ان سے طاوس نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا اب ہجرت (مکہ سے مدینہ کے لئے) باقی نہیں رہی البتہ حسن نیت کے ساتھ جہاد کا ثواب باقی ہے اس لئے جب تمہیں جہاد کے لئے بلایا جائے تو فوراً تیار ہو جاؤ۔

دار الحرب سے ہجرت کا حکم

اگر اہل اسلام دار الحرب میں ہوں تو وہاں سے ان پر ہجرت واجب ہو گی یا نہیں؟ اس کی تین صورتیں ہیں

ا۔ اہل اسلام کے لیے احکام و شعائر اسلام پر عمل ممکن نہ ہو اور انہیں ہجرت پر قدرت بھی ہو تو ایسی صورت میں ان پر ہجرت واجب ہو گی۔ ۲۔ احکام و شعائر اسلام پر عمل کرنے کے لیے فضا ہموار ہو اور خوف وفتنہ کا اندیشہ بھی نہ ہو تو ہجرت مستحب ہے۔

۳۔ اگر مسلمان بیمار ہو یا کسی عذر کی وجہ سے ہجرت پر قادر نہ ہو تو دار الحرب میں قیام جائز ہے۔

ولکن جهاد ونية کا مطلب

فتح مکہ کے بعد ہجرت ختم ہونے کی وجہ سے ہجرت کے ذریعے حصول خیر کا سلسلہ تو ختم ہو گیا لیکن اس خیر کو جہاد اور نیت

صالحہ کے ذریعے اب بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ جَاءَ مُجَاشِعٌ بِأَخِيهِ مُجَالِدِ بْنِ مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ هَذَا مُجَالِدٌ يُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ فَقَالَ لاَ هِجْرَةَ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَلَكِنْ أُبَايِعُهُ عَلَى الإِسْلاَمِ

ترجمہ۔ ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی انہیں یزید بن زریع نے خبر دی انہیں خالد نے انہیں ابوعثمان مہدی نے اور ان سے مجاشع بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ مجاشعؓ اپنے بھائی مجالد بن مسعودؓ کو لے کر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ مجالد ہیں آپ سے ہجرت پر بیعت کرنا چاہتے ہیں لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فتح مکہ کے بعد اب ہجرت باقی نہیں رہی ہاں میں اسلام پر ان سے عہد (بیعت) لوں گا۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو وَابْنُ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُولُ ذَهَبْتُ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ إِلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَهِيَ مُجَاوِرَةٌ بِثَبِيرٍ فَقَالَتْ لَنَا انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ مُنْذُ فَتَحَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَكَّةَ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی کہ عمرو اور ابن جریج بیان کرتے تھے اور انہوں نے عطاء سے سنا تھا وہ بیان کرتے تھے کہ میں عبید بن عمیر کے ساتھ عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ ثبیر پہاڑ کے قریب قیام فرما تھیں۔ آپ نے ہم سے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ پر فتح دی تھی اسی وقت سے ہجرت کا سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔

باب إِذَا اضْطَرَّ الرَّجُلُ إِلَى النَّظَرِ فِي شُعُورِ أَهْلِ الذِّمَّةِ

ذمی عورت کے بال دیکھنے

وَالْمُؤْمِنَاتِ إِذَا عَصَيْنَ اللَّهَ وَتَجْرِيدِهِنَّ یا کسی مسلمان خاتون کے جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا ارتکاب کیا ہو بال دیکھنے اور اسکے کپڑے اتارنے کی اگر ضرورت پیش آ جائے۔ یہاں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ضرورت اور مصلحت کے وقت ذمی یا مسلمان عورت کے بالوں کی تلاشی لینا اور انہیں بے لباس کرنا جائز ہے۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْشَبٍ الطَّائِفِيُّ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَكَانَ عُثْمَانِيًّا فَقَالَ لاِبْنِ عَطِيَّةَ وَكَانَ عَلَوِيًّا إِنِّي لأَعْلَمُ مَا الَّذِي جَرَّأَ صَاحِبَكَ عَلَى الدِّمَاءِ سَمِعْتُهُ يَقُولُ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَالزُّبَيْرَ، فَقَالَ ائْتُوا رَوْضَةَ كَذَا، وَتَجِدُونَ بِهَا امْرَأَةً أَعْطَاهَا حَاطِبٌ كِتَابًا فَأَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَقُلْنَا الْكِتَابَ قَالَتْ لَمْ يُعْطِنِي فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ أَوْ لأُجَرِّدَنَّكِ فَأَخْرَجَتْ مِنْ حُجْزَتِهَا، فَأَرْسَلَ إِلَى حَاطِبٍ فَقَالَ لاَ تَعْجَلْ، وَاللَّهِ مَا كَفَرْتُ وَلاَ ازْدَدْتُ لِلإِسْلاَمِ إِلاَّ حُبًّا، وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ إِلاَّ وَلَهُ بِمَكَّةَ مَنْ يَدْفَعُ اللَّهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ، وَلَمْ يَكُنْ لِي أَحَدٌ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ عُمَرُ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَهُ،

فَإِنَّهُ قَدْ نَافَقَ فَقَالَ مَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ ، فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَهٰذَا الَّذِي جَرَّأَهُ

ترجمہ۔ مجھ سے محمد بن عبداللہ بن حوشب الطائفی نے حدیث بیان کی ان سے ہشیم نے حدیث بیان کی انہیں حصین نے خبر دی انہیں ابی عبدالرحمٰن نے اور آپ عثمانی تھے۔ آپ نے ابن عطیہ سے کہا جو علوی تھے کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تمہارے صاحب (حضرت علیؓ) کو کس چیز نے خون بہانے پر جری بنا دیا تھا' میں نے خود (ان سے سنا' بیان فرماتے تھے کہ مجھے اور زبیر بن عوام (رضی اللہ عنہما) کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا اور ہدایت فرمائی کہ فلاں باغ پر جب تم لوگ پہنچو گے تو تمہیں ایک عورت ملے گی جسے حاطبؓ نے ایک خط دے رکھا ہے۔ چنانچہ جب ہم اس باغ تک پہنچے (تو) ایک عورت ہمیں ملی) ہم نے اس سے کہا کہ خط لاؤ' اس نے کہا کہ حاطبؓ نے مجھے کوئی خط نہیں دیا ہے' ہم نے اس سے کہا کہ خط خود بخود نکال کر دے دو ورنہ (تلاشی کے لئے تمہارے کپڑے اتارے جائیں گے۔ تب کہیں اس نے خط اپنے ازار سے نکال کر دیا (جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں خط پیش ہوا تو) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاطبؓ کو بلا بھیجا۔ انہوں نے (خدمت نبوی میں حاضر ہو کر) عرض کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بارے میں جلدی نہ فرمائیں' خدا کی قسم! میں نے نہ کفر کیا اور نہ اسلام سے ہٹا ہوں' صرف (اپنے خاندان کی) محبت نے اس پر مجبور کیا تھا۔ آپ کے اصحاب مہاجرین میں کوئی شخص ایسا نہیں جس کے مکہ میں ایسے لوگ نہ ہوں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان کے خاندان والوں اور ان کی جائیداد کی حمایت وحفاظت نہ کرتا ہو لیکن میرا وہاں کوئی بھی آدمی نہیں۔ اس لئے میں نے چاہا تھا کہ ان پر ایک احسان کر دوں (تاکہ میرے خاندان کے لوگوں کو کوئی گزند نہ پہنچے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ان کی بات کی تصدیق فرمائی۔ عمرؓ تو فرمانے لگے کہ مجھے اس کی گردن مارنے دیجئے اس نے تو نفاق کا کام کیا ہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیا معلوم اللہ تعالیٰ اہل بدر کے احوال سے بخوبی واقف تھا اور وہ خود (اہل بدر کے متعلق فرما چکا کہ جو چاہو کرو اور اسی لئے انہیں بھی اس کی جرأت ہو گئی تھی۔

تشریح حدیث

ضرورت کے تحت عورت کو بے لباس کرنے کی وجہ

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عورت کو ضرورت کے تحت بے لباس کرنا اس لیے جائز ہے کہ معصیت کے ارتکاب سے اس کی حرمت پامال ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا خط لے کر جانے والی عورت کو بے لباس کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔

روایات میں تعارض اور اس کا حل

کتاب الجہاد باب الجاسوس کے تحت روایت میں ہے۔ وہ خط اس عورت نے بالوں کے جوڑے سے نکال کر دیا جبکہ حدیث الباب میں ہے کہ نیفہ سے نکال کر دیا۔ دونوں روایات میں تعارض ہے۔ شارحین کرام نے دونوں روایات میں تطبیق دی ہے۔

۱۔ پہلے تو بالوں کی چوٹی میں چھپایا ہو پھر وہاں سے نکال کر نیفہ میں چھپا دیا ہو۔

۲۔ممکن ہے اس کے پاس دومختلف جماعتوں کے نام خطوط ہوں ایک خط کو عقاص (چوٹیوں) میں چھپادیا ہو اور دوسرے کو ''حجزہ'' (نیفہ) میں۔۳۔خط تو بالوں کی چوٹی میں تھا لیکن اس عورت کے بال اتنا زیادہ لمبے تھے کہ نیفہ تک جا پہنچے اس لیے اس عورت نے بالوں کا گرہ خط سمیت نیفہ کے اندر کردیا اس طرح دونوں جگہوں سے برآمد ہونا ثابت ہوا۔

بَاب اسْتِقْبَالِ الْغُزَاةِ (غازیوں کا استقبال)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِی الأَسْوَدِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ وَحُمَيْدُ بْنُ الأَسْوَدِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنِ ابْنِ أَبِی مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ لابْنِ جَعْفَرٍ رضی الله عنهم أَتَذْكُرُ إِذْ تَلَقَّيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم أَنَا وَأَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ ، فَحَمَلَنَا وَتَرَكَكَ

ترجمہ۔ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے حدیث بیان کی ان سے یزید بن زریع اور حمید بن الاسود نے حدیث بیان کی ان سے حبیب بن شہید نے اور ان سے ابن ابی ملیکہ نے کہ عبداللہ بن زبیرؓ نے ابن جعفرؓ سے کہا تمہیں یاد ہے جب میں اور تم اور ابن عباسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کے لئے آگئے تھے (غزوے سے واپسی پر) انہوں نے کہا کہ ہاں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں سوار کرلیا تھا اور تمہیں چھوڑ دیا تھا۔

حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ قَالَ السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ رضی الله عنه ذَهَبْنَا نَتَلَقَّى رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم مَعَ الصِّبْيَانِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ

ترجمہ۔ہم سے مالک بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے ابن عیینہ نے حدیث بیان کی ان سے زہری نے بیان کیا کہ سائب بن یزیدؓ نے فرمایا (جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لارہے تھے تو) ہم بچوں کو ساتھ لے کر آپ کا استقبال کرنے ثنیۃ الوداع تک گئے تھے۔

بَاب مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الْغَزْوِ

غزوے سے واپس ہوتے ہوئے کیا دعاء پڑھنی چاہیے

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی الله عنه أَنَّ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم كَانَ إِذَا قَفَلَ كَبَّرَ ثَلاثًا قَالَ آيِبُونَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَائِبُونَ عَابِدُونَ حَامِدُونَ لِرَبِّنَا سَاجِدُونَ ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ ، وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ

ترجمہ۔ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے جویریہ نے حدیث بیان کی ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کسی غزوے سے) واپس ہوتے تو تین مرتبہ تکبیر کہتے اور یہ دعا پڑھتے ہم ان شاء اللہ (اللہ کے پاس) واپس جانے والے ہیں ہم توبہ کرنے والے ہیں اپنے رب کی عبادت کرنے والے ہیں اس کی حمد بیان کرنے والے ہیں اور اس کا سجدہ بجالانے والے ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا کردکھایا اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا تمام جماعتوں کو شکست دی۔

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِی يَحْيَى بْنُ أَبِی إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم مَقْفَلَهُ مِنْ عُسْفَانَ ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم عَلَى رَاحِلَتِهِ ، وَقَدْ

أَرْدَفَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ ، فَعَثَرَتْ نَاقَتُهُ فَصُرِعَا جَمِيعًا ، فَاقْتَحَمَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَ كَ قَالَ عَلَيْكَ الْمَرْأَةَ فَقَلَبَ ثَوْبًا عَلَى وَجْهِهِ وَأَتَاهَا ، فَأَلْقَاهَا عَلَيْهَا وَأَصْلَحَ لَهُمَا مَرْكَبَهُمَا فَرَكِبَا ، وَاكْتَنَفْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم،فَلَمَّا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذٰلِكَ حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِينَةَ

ترجمہ۔ہم سے ابومعمر نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالوارث نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن ابی اسحاق نے حدیث بیان کی اوران سے انس بن مالک ؓ نے بیان کیا کہ عسفان سے واپس ہوتے ہوئے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اونٹنی پر سوار تھے۔اور آپ کی سواری پر پیچھے (ام المومنین) صفیہ تھیں۔ اتفاق سے آپ کی اونٹنی پھسل گئی اور آپ دونوں گر گئے اتنے میں ابوطلحہ بھی فوراً اپنی سواری سے کود پڑے اور بولے یارسول اللہ! اللہ مجھے آپ پر فدا کرے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہلے عورت کا خیال کرو۔ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک کپڑا اپنے چہرے پر ڈال لیا' پھر صفیہ ؓ کے قریب آئے اور وہی کپڑا (جواب تک اپنے اوپر ڈالے ہوئے تھے' تا کہ ام المومنین ؓ پر نظر نہ پڑے) ان کے اوپر ڈال دیا' اس کے بعد دونوں حضرات کی سواری درست کی۔ جب آپ سوار ہو گئے تو ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاروں طرف آ گئے' پھر جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا پڑھی۔ہم اللہ کے پاس واپس جانے والے ہیں' توبہ کرنے والے اپنے رب کی عبادت کرنے والے اوراس کی حمد پڑھنے والے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا برابر پڑھتے رہے۔یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے۔

← حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم صَفِيَّةُ مُرْدِفُهَا عَلَى رَاحِلَتِهِ ، فَلَمَّا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ ، فَصُرِعَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَالْمَرْأَةُ ، وَإِنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ أَحْسِبُ قَالَ اقْتَحَمَ عَنْ بَعِيرِهِ فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَ كَ ، هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ ، قَالَ لَا ، وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ فَأَلْقَى أَبُو طَلْحَةَ ثَوْبَهُ عَلَى وَجْهِهِ ، فَقَصَدَ قَصْدَهَا فَأَلْقَى ثَوْبَهُ عَلَيْهَا ، فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ ، فَشَدَّ لَهُمَا عَلَى رَاحِلَتِهِمَا فَرَكِبَا ، فَسَارُوا حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِظَهْرِ الْمَدِينَةِ أَوْ قَالَ أَشْرَفُوا عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُهَا حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِينَةَ

ترجمہ۔ہم سے علی نے حدیث بیان کی' ان سے بشر بن مفضل نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ بن ابی اسحاق نے حدیث بیان کی' اوران سے انس بن مالک ؓ نے کہ آپ اور ابوطلحہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ام المومنین صفیہ بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھیں' ایک موقعہ ایسا آیا کہ اونٹنی پھسل گئی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گر گئے' ام المومنین بھی گر گئیں' بیان کیا ابوطلحہ ؓ کے متعلق انس ؓ نے فرمایا کہ وہ اپنے اونٹ سے کود پڑے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچ کر عرض کیا یا نبی اللہ! اللہ مجھے آپ پر فدا کرے' کوئی چوٹ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں آئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں لیکن پہلے عورت کی خبر لو۔ چنانچہ ابوطلحہ ؓ نے ایک کپڑا اپنے چہرے پر ڈال دیا' پھر ام المومنین کی طرف بڑھے اور کپڑا ان پر ڈال دیا' اب ام المومنین کھڑی ہو گئیں' پھر ابوطلحہ ؓ نے آپ دونوں کے لئے سواری درست کی' تو آپ سوار ہوئے اور سفر شروع کیا۔جب مدینہ منورہ کے بالائی علاقے پر پہنچ گئے یا یہ کہا کہ جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچ گئے۔تو نبی کریم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے یہ دعا پڑھی۔ہم اللہ کی طرف واپس جانے والے ہیں توبہ کرنے والے اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اس کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا برابر پڑھتے رہے یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے۔

باب الصَّلاةِ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ

سفر سے واپسی پر نماز

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رضی الله عنهما قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي سَفَرٍ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ لِي ادْخُلِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ

ترجمہ۔ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے محارب بن دثار نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھا پھر جب ہم مدینہ پہنچے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے مسجد میں جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھ لو۔

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ وَعَمِّهِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ كَعْبٍ رضی الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ ضُحًى دَخَلَ الْمَسْجِدَ ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ

ترجمہ۔ہم سے ابوعاصم نے حدیث بیان کی ان سے ابن جریج نے حدیث بیان کی ان سے ابن شہاب نے اور ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب نے ان سے ان کے والد (عبداللہ) اور چچا عبیداللہ بن کعبؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر سے واپس ہوتے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

باب الطَّعَامِ عِنْدَ الْقُدُومِ (سفر سے واپسی پر کھانا کھلانے کی مشروعیت)

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُفْطِرُ لِمَنْ يَغْشَاهُ ابن عمرؓ (جب سفر سے واپس آتے تو (مزاج پرسی کیلئے آنے والوں کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتے تھے۔

ترجمۃ الباب کا مقصد اور ماقبل سے مناسبت

گزشتہ باب میں یہ بتایا گیا کہ سفر سے لوٹ کر پہلے مسجد میں جا کر نفل نماز پڑھی جائے۔اس کے بعد گھر کا رُخ کیا جائے۔ جب گھر میں آرام کر لے تو اس کے بعد کیا کیا جائے؟ اس مناسبت سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ترجمہ قائم کیا۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض یہ ہے کہ خوشی اور مسرت کے موقع پر اگر دعوت طعام کا اہتمام کیا جائے تو بڑی اچھی بات ہے۔

اس موقع پر اقرباء اور دوست احباب کے لیے دعوتِ طعام کا اہتمام کرنا سنت اور صحابہ کے اثر سے ثابت ہے۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضی الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ نَحَرَ جَزُورًا أَوْ بَقَرَةً زَادَ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَارِبٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ اشْتَرَى مِنِّي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَعِيرًا بِوَقِيَّتَيْنِ وَدِرْهَمٍ أَوْ دِرْهَمَيْنِ ، فَلَمَّا قَدِمَ صِرَارًا أَمَرَ بِبَقَرَةٍ فَذُبِحَتْ فَأَكَلُوا مِنْهَا ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ أَمَرَنِي أَنْ آتِيَ الْمَسْجِدَ فَأُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ ، وَوَزَنَ لِي ثَمَنَ الْبَعِيرِ

ترجمہ۔ہم سے محمد نے حدیث بیان کی انہیں وکیع نے خبر دی انہیں شعبہ نے انہیں محارب بن دثار نے اور انہیں جابر بن عبداللہؓ

نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے (کسی غزوہ سے) تو اونٹ یا گائے ذبح کی (راوی کو شبہ ہے) معاذ نے (اپنی روایات میں) زیادتی کی ہے ان سے شعبہ نے بیان کیا ان سے محارب نے انہوں نے جابر بن عبداللہؓ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ مجھ سے خریدا تھا دو اوقیہ اور ایک درہم یا راوی کو شک ہے کہ دو اوقیہ) دو درہم میں۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام صرار پر پہنچے تو آپ نے حکم دیا اور گائے ذبح کی گئی اور لوگوں نے اس کا گوشت کھایا پھر جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو مجھے حکم دیا کہ پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھوں اس کے بعد مجھے اور میرے اونٹ کی قیمت وزن کر کے عنایت فرمائی۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمْتُ مِنْ سَفَرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم صَلِّ رَكْعَتَيْنِ صِرَارٌ مَوْضِعٌ نَاحِيَةً بِالْمَدِينَةِ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالولید نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے محارب بن دثار نے اور ان سے جابر بن عبداللہؓ نے حدیث بیان کی کہ میں سفر سے واپس مدینہ پہنچا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھوں۔ صرار اطراف مدینہ میں ایک جگہ کا نام ہے (مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر) جانب مشرق میں۔

بَاب فَرْضِ الْخُمُسِ (خمس کی فرضیت)

اس باب سے خمس کی فرضیت کا وقت بیان کرنا مقصود ہے۔

خُمس کا آغاز کب ہوا؟

اس میں چار قول ہیں: ۱۔ بدر سے کچھ پہلے۔ ۲۔ بدر کے دن
۳۔ قتل قریظہ سے کچھ پہلے۔ ۴۔ حنین سے پہلے۔ پوری تعیین نہیں کی جاسکتی۔

← حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ ، وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَعْطَانِي شَارِفًا مِنَ الْخُمُسِ ، فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَاعَدْتُ رَجُلاً صَوَّاغًا مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ ، أَنْ يَرْتَحِلَ مَعِيَ فَنَأْتِيَ بِإِذْخِرٍ أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهُ الصَّوَّاغِينَ ، وَأَسْتَعِينَ بِهِ فِي وَلِيمَةِ عُرْسِي ، فَبَيْنَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفَيَّ مَتَاعًا مِنَ الأَقْتَابِ وَالْغَرَائِرِ وَالْحِبَالِ ، وَشَارِفَايَ مُنَاخَانِ إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ ، رَجَعْتُ حِينَ جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ ، فَإِذَا شَارِفَايَ قَدِ اجْتُبَّ أَسْنِمَتُهُمَا وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا ، وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا ، فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ حِينَ رَأَيْتُ ذَلِكَ الْمَنْظَرَ مِنْهُمَا ، فَقُلْتُ مَنْ فَعَلَ هَذَا فَقَالُوا فَعَلَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، وَهُوَ فِي هَذَا الْبَيْتِ فِي شَرْبٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ ، فَعَرَفَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِي وَجْهِي الَّذِي لَقِيتُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَا لَكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ ، عَدَا حَمْزَةُ عَلَى نَاقَتَيَّ ، فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا ، وَهَا هُوَ ذَا فِي بَيْتٍ مَعَهُ شَرْبٌ فَدَعَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِرِدَائِهِ فَارْتَدَى ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي ، وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ ، فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنُوا لَهُمْ فَإِذَا هُمْ شَرْبٌ ، فَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَلُومُ حَمْزَةَ فِيمَا فَعَلَ ، فَإِذَا حَمْزَةُ قَدْ ثَمِلَ مُحْمَرَّةً عَيْنَاهُ ، فَنَظَرَ

حَمْزَةُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى رُكْبَتِهِ ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى سُرَّتِهِ ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِأَبِي فَعَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ قَدْ ثَمِلَ ، فَنَكَصَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرَى وَخَرَجْنَا مَعَهُ

ترجمہ۔ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی' انہیں عبداللہ نے خبر دی۔انہیں یونس نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں علی بن حسین نے خبر دی اور انہیں حسین بن علیؓ نے خبر دی کہ علیؓ نے بیان کیا۔جنگ بدر کے مال غنیمت سے میرے حصے میں ایک اونٹنی آئی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی مجھے ایک اونٹنی خمس کے مال میں سے دی تھی۔پھر جب میرا ارادہ ہوا کہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رخصت کرا کے لاؤں تو بنی قینقاع کے ایک صاحب سے جو سنار تھے' میں نے یہ طے کیا کہ وہ میرے ساتھ چلیں اور ہم اذخر (گھاس تلاش کر کے) لائیں (جو سناروں کے کام آتی ہے) میرا ارادہ یہ تھا کہ میں وہ گھاس سناروں کو بیچ دوں گا اور اسکی قیمت سے ولیمہ کی دعوت کروں گا۔ابھی میں ان دونوں اونٹنیوں کا سامان کجاوے' ٹوکریاں اور رسیاں جمع کر رہا تھا۔اور یہ دونوں اونٹنیاں ایک انصاری صحابی کے گھر کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ جب سارا سامان کر کے واپس آیا تو یہ منظر میرے سامنے تھا کہ میری دونوں اونٹنیوں کے کوہان کاٹ دیئے گئے تھے اور ان کے کولہے چیر کو اندر سے کلیجی نکال لی گئی تھی' جب میں نے یہ منظر دیکھا تو میں اپنے آنسوؤں کو نہ روک سکا۔میں نے پوچھا یہ سب کس نے کیا ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ حمزہؓ بن عبدالمطلب نے۔اور وہ اسی گھر میں کچھ انصار کے ساتھ شراب کی محفل جمائے بیٹھے ہیں۔میں وہاں سے واپس آ گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ کی خدمت میں اس وقت زید بن حارثہؓ بھی موجود تھے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ کوئی بات ضرور پیش آئی ہے۔اسلئے آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج جیسا صدمہ مجھے کبھی نہیں ہوا تھا حمزہؓ نے میری دونوں اونٹنیوں پر ہاتھ صاف کر دیا۔دونوں کے کوہان کاٹ ڈالے اور ان کے کولہے چیر ڈالے' ابھی وہ اسی گھر میں شراب کی محفل میں موجود ہیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر مانگی اور اسے اوڑھ کر چلنے لگے۔میں اور زید بن حارثہ بھی آپ کے پیچھے ہو لئے) آخر جب وہ گھر آ گیا جس میں حمزہؓ موجود تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت چاہی اور اندر موجود لوگوں نے آپ کو اجازت دے دی' شراب کی مجلس جمی ہوئی تھی' حمزہؓ نے جو کچھ کیا تھا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں ملامت کرنے لگے۔حمزہؓ کی آنکھیں شراب کے نشے میں مخمور اور سرخ تھیں۔وہ نظر اٹھا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے لگے۔پھر نظر ذرا اور اوپر اٹھائی پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھٹنوں پر نظر لے گئے۔اس کے بعد نگاہ اور اٹھا کے آپ کی ناف کے قریب دیکھنے لگے۔پھر چہرے پر نظر جما دی اور کہنے لگے۔تم سب میرے باپ کے غلام ہو۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب محسوس کیا کہ حمزہؓ نشے میں ہیں تو آپ الٹے پاؤں واپس آ گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ نکل آئے (حدیث پہلے گزر چکی ہے' واقعہ شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے کا ہے)

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رضي الله عنها أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم سَأَلَتْ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يَقْسِمَ لَهَا مِيرَاثَهَا ، مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه

وسلم مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ لاَ نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ، فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتَّى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم سِتَّةَ أَشْهُرٍ قَالَتْ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَسْأَلُ أَبَا بَكْرٍ نَصِيبَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ خَيْبَرَ وَفَدَكٍ وَصَدَقَتِهِ بِالْمَدِينَةِ، فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ عَلَيْهَا ذٰلِكَ، وَقَالَ لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَعْمَلُ بِهِ إِلاَّ عَمِلْتُ بِهِ، فَإِنِّي أَخْشَى إِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ أَنْ أَزِيغَ فَأَمَّا صَدَقَتُهُ بِالْمَدِينَةِ فَدَفَعَهَا عُمَرُ إِلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ، فَأَمَّا خَيْبَرُ وَفَدَكُ فَأَمْسَكَهَا عُمَرُ وَقَالَ هُمَا صَدَقَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَتَا لِحُقُوقِهِ الَّتِي تَعْرُوهُ وَنَوَائِبِهِ، وَأَمْرُهُمَا إِلَى مَنْ وَلِيَ الأَمْرَ قَالَ فَهُمَا عَلَى ذٰلِكَ إِلَى الْيَوْمِ

ترجمہ۔ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے حدیث بیان کی'ان سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی'ان سے صالح نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا'انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں ام المومنین عائشہؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہؓ نے مطالبہ کیا تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ترکہ سے انہیں ان کی میراث کا حصہ ملنا چاہیئے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فئی کی صورت میں دیا تھا۔ابوبکر صدیقؓ نے ان سے کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اپنی حیات میں) فرمایا تھا کہ ہماری (انبیاء علیہم السلام کی) میراث تقسیم نہیں ہوتی'ہمارا ترکہ صدقہ ہے' فاطمہؓ نے اس پر حضرت ابوبکرؓ سے تعلقات منقطع کر لئے یہ انقطاع ان کی وفات تک رہا۔آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد چھ مہینے زندہ رہی تھیں۔عائشہؓ نے بیان کیا کہ فاطمہؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیبر اور فدک اور مدینہ کے صدقے کا مطالبہ ابوبکرؓ سے کیا تھا۔ابوبکر صدیقؓ کو اس سے انکار تھا'انہوں نے کہا کہ میں کسی بھی ایسے عمل کو نہیں چھوڑ سکتا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زندگی میں کرتے رہے ہوں'میں ہر ایسے عمل کو ضرور کروں گا۔مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی عمل بھی چھوڑا تو میں حق سے منحرف ہو جاؤں گا (عائشہؓ نے بیان کیا کہ) پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدینہ کا جو صدقہ تھا وہ حضرت عمرؓ نے حضرت علی اور عباسؓ کو اپنے عہد خلافت میں دے دیا۔(ان کی ملکیت میں نہیں بلکہ صرف انتفاع کے لئے ان کے عمومی حق کے مطابق) البتہ خیبر اور فدک کی جائیداد عمرؓ نے کسی کو نہیں دی اور فرمایا کہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ ہیں اور ان حقوق کے لئے جو وقتی طور پر پیش آتے تھے یا وقتی حادثات کے لئے خاص تھا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے انتظامات پر خلیفہ کو مختار بنایا تھا۔زہری نے بیان کیا چنانچہ ان دونوں جائیدادوں کا انتظام آج تک اسی طرح ہوتا چلا آتا ہے (آگے امام بخاری تعروہ کے لفظ کی وضاحت کرتے ہیں جو حدیث میں آیا ہے)

تشریح حدیث

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے یہ سوال تقسیم وراثت کا اس لیے کیا تھا کہ ان کا خیال تھا کہ جیسے وراثت غیر انبیاء کے لیے ہے ایسے انبیاء علیہم السلام کے لیے بھی ہے۔

مما افاء اللّٰہ علیہ

اس کی تفصیل اسی حدیث میں آگے مذکور ہے۔"من خیبر وفدک' وصدقة بالمدینه" ان تینوں کی تفصیل یہ ہے کہ

خیر کا کچھ حصہ لڑائی سے فتح ہوا تھا اور کچھ حصہ بغیر لڑائی کے فتح ہوا تھا۔ یہ دوسرا حصہ فی میں شمار کیا گیا اور بیت المال کا حصہ بنا۔ فدک مدینہ منورہ سے تین منزل کے فاصلہ پر ایک بستی تھی جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کرلیا تو فدک کے رہنے والوں نے جو یہودی تھے یہ پیغام بھیجا تھا کہ ہمیں امن دے دیا جائے۔ گویا یہ فدک کی بستی بغیر لڑائی کے فتح ہوئی اور مال فی میں داخل ہوگئی اور جس کو صدقہ مدینہ کہا گیا ہے۔ اس سے مراد بنی نظیر کی چھوڑی ہوئی زمین ہے' ان کو جلاوطن کردیا گیا تھا' ان کی زمین اکثر مہاجرین میں تقسیم کردی گئی تھی۔ تھوڑا سا حصہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ضروریات کے لیے رکھا تھا۔

لانورث ما ترکنا صدقه

حدیث کا یہ جملہ بظاہر آیت وراثت کے خلاف ہے اسی لیے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو شبہ ہوا کہ شاید میرا حق بنتا ہے تو اس کا یہ جواب دیا تا ہے کہ جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام "انّما الصدقات لِلْفقراء والمساكين" والی آیت سے احادیث متواترہ کی وجہ سے خارج کردیئے گئے۔ اسی طرح آیت وراثت سے بھی انبیاء علیہم السلام خارج کردیئے گئے ہیں اور یہ اخراج احادیث متواترہ کی وجہ سے ہے۔ گویا احادیث متواترہ اس آیت کے لیے صرف انبیاء علیہم السلام کے حق میں ناسخ ہیں۔ چونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بلاواسطہ یہ حدیث سنی تھی اس لیے اگر یہ حدیث خبر واحد بھی ہوتی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں قطعی تھی اور متواتر کے برابر تھی۔

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جواب دیا ہے کہ وراثت کی آیت میں صرف اُمت کو خطاب ہے جیسے "فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ" میں صرف اُمت کو خطاب ہے چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چار سے زائد نکاح کی اجازت تھی۔

تیسرا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ وراثت اموال مملوکہ میں جاری ہوتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اموال وقف کے درجہ میں تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصرف مالکانہ نہ تھا بلکہ متولی ہونے کے درجہ میں تھا اس لیے وراثت جاری نہیں ہوسکتی۔

انبیاء علیہم السلام میں وراثت جاری نہ ہونے کی حکمتیں

۱۔ تاکہ کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ انبیاء علیہم السلام نے اپنی اولاد کے لیے مال جمع کیا ہے۔
۲۔ انبیاء علیہم السلام کو دیکھ کر لوگ بھی دنیا سے زہد اور بے رغبتی اختیار کریں۔
۳۔ تاکہ انبیاء علیہم السلام کے وارث ان کی موت کی تمنا نہ کریں۔
۴۔ انبیاء علیہم السلام اُمت کے لیے بمنزلہ باپ کے ہوتے ہیں اس لیے ساری اُمت ہی ان کی اولاد ہوتی ہے۔

فغضبت فاطمةؓ ...... الخ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض ہوگئیں اور انہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔ یعنی ان سے بات چیت بند کردی...... یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ مہینہ زندہ رہیں۔

ابوداؤد کی روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو راضی کرتے رہے یہاں تک کہ وہ راضی ہوگئیں۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ، وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ ذَكَرَ لِي ذِكْرًا مِنْ حَدِيثِهِ ذَلِكَ، فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ الْحَدِيثِ فَقَالَ مَالِكٌ بَيْنَا أَنَا جَالِسٌ فِي أَهْلِي حِينَ مَتَعَ النَّهَارُ، إِذَا رَسُولُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَأْتِينِي فَقَالَ أَجِبْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى عُمَرَ، فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى رِمَالِ سَرِيرٍ، لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ مُتَّكِئٌ عَلَى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسْتُ فَقَالَ يَا مَالِ، إِنَّهُ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ قَوْمِكَ أَهْلُ أَبْيَاتٍ، وَقَدْ أَمَرْتُ فِيهِمْ بِرَضْخٍ فَاقْبِضْهُ فَاقْسِمْهُ بَيْنَهُمْ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، لَوْ أَمَرْتَ بِهِ غَيْرِي قَالَ اقْبِضْهُ أَيُّهَا الْمَرْءُ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَهُ أَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ يَسْتَأْذِنُونَ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا فَسَلَّمُوا وَجَلَسُوا، ثُمَّ جَلَسَ يَرْفَا يَسِيرًا ثُمَّ قَالَ هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمَا، فَدَخَلَا فَسَلَّمَا فَجَلَسَا، فَقَالَ عَبَّاسٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِيمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ بَنِي النَّضِيرِ فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَأَصْحَابُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ قَالَ عُمَرُ تَيْدَكُمْ، أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم نَفْسَهُ قَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذَلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا اللَّهَ، أَتَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ قَالَ ذَلِكَ قَالَا قَدْ قَالَ ذَلِكَ قَالَ عُمَرُ فَإِنِّي أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ، إِنَّ اللَّهَ قَدْ خَصَّ رَسُولَهُ صلى الله عليه وسلم فِي هَذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ ثُمَّ قَرَأَ (وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ) إِلَى قَوْلِهِ (قَدِيرٌ) فَكَانَتْ هَذِهِ خَالِصَةً لِرَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَاللَّهِ مَا احْتَازَهَا دُونَكُمْ، وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ قَدْ أَعْطَاكُمُوهُ، وَبَثَّهَا فِيكُمْ حَتَّى بَقِيَ مِنْهَا هَذَا الْمَالُ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هَذَا الْمَالِ، ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللَّهِ، فَعَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بِذَلِكَ حَيَاتَهُ، أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُونَ ذَلِكَ قَالُوا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ قَالَ عُمَرُ ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهُ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَبَضَهَا أَبُو بَكْرٍ، فَعَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم، وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُ فِيهَا لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ، ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ، فَكُنْتُ أَنَا وَلِيَّ أَبِي بَكْرٍ، فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ مِنْ إِمَارَتِي، أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَمَا عَمِلَ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنِّي فِيهَا لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ، ثُمَّ جِئْتُمَانِي تُكَلِّمَانِي وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ، وَأَمْرُكُمَا وَاحِدٌ، جِئْتَنِي يَا عَبَّاسُ تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ، وَجَاءَنِي هَذَا يُرِيدُ عَلِيًّا يُرِيدُ نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا، فَقُلْتُ لَكُمَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ فَلَمَّا بَدَا لِي أَنْ أَدْفَعَهُ إِلَيْكُمَا قُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا عَلَى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللَّهِ وَمِيثَاقَهُ لَتَعْمَلَانِ فِيهَا بِمَا عَمِلَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم، وَبِمَا عَمِلَ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ، وَبِمَا عَمِلْتُ فِيهَا مُنْذُ وَلِيتُهَا، فَقُلْتُمَا ادْفَعْهَا إِلَيْنَا فَبِذَلِكَ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا، فَأَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ، هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذَلِكَ قَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ فَوَاللَّهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ، فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ، فَإِنِّي أَكْفِيكُمَاهَا

ترجمہ۔ہم سے اسحاق بن محمد فروی نے حدیث بیان کی' ان سے مالک بن انس نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے مالک بن اوس بن حدثان نے (زہری نے بیان کیا کہ) محمد بن جبیر نے مجھ سے (اسی آنے والی) حدیث کا ذکر کیا تھا۔اس لئے میں نے مالک بن اوس کی خدمت میں خود حاضر ہو کر ان سے اس حدیث کے متعلق (مزید علم ویقین کے لئے) پوچھا' انہوں نے بیان کیا کہ دن چڑھ آیا تھا اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔اتنے میں عمر بن خطابؓ کا قاصد میرے پاس آیا اور کہا کہ امیر المومنین آپ کو بلا رہے ہیں۔میں قاصد کے ساتھ ہی چلا گیا اور عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی ایک چارپائی پر بیٹھے تھے۔جس پر کوئی بستر وغیرہ بھی نہیں بچھا تھا اور ایک چمڑے کے تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے میں سلام کر کے بیٹھ گیا' پھر آپ نے فرمایا' مالک! تمہاری قوم کے کچھ لوگ میرے پاس آئے تھے' اور قحط اور فقر وفاقہ کی شکایت کر رہے تھے۔میں نے ان کے لئے ایک معمولی سے عطیے کا فیصلہ کر لیا ہے' تم اسے اپنی نگرانی میں قوم کے درمیان تقسیم کرا دو۔میں نے عرض کیا امیر المومنین اگر آپ اس کام پر کسی اور کو مامور فرما دیتے تو بہتر تھا' لیکن عمرؓ نے یہی اصرار کیا کہ نہیں اپنی ہی تحویل میں کام لے لو ابھی میں وہیں حاضر تھا کہ امیر المومین کے حاجب یرفاء آئے اور کہا کہ عثمان بن عفان' عبدالرحمٰن بن عوف' زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاصؓ اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں' کیا آپ کی طرف سے اجازت ہے؟ عمرؓ نے فرمایا کہ ہاں انہیں اندر بلا لو۔آپ کی اجازت پر یہ لوگ داخل ہوئے۔اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔یرفا بھی تھوڑی دیر بیٹھے رہے اور پھر اندر آ کر عرض کیا۔کیا علی اور عباسؓ کو اندر آنے کی اجازت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں انہیں بھی اندر بلا لو۔آپ کی اجازت پر یہ حضرات بھی اندر تشریف لائے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔عباسؓ نے فرمایا' یا امیر المومنین میرا اور ان کا فیصلہ کر دیجئے' ان حضرات کا نزاع اس فئی کے بارے میں تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنی نضیر کے اموال میں سے (خمس کے طور پر) عنایت فرمائی تھی' اس پر حضرت عثمان اور ان کے ساتھ جو صحابہؓ تھے' انہوں نے کہا کہ امیر المومنین؟ ان دونوں حضرات میں کوئی فیصلہ فرما دیجئے اور معاملہ ختم کر دیجئے' عمرؓ نے فرمایا اچھا تو پھر ذرا صبر کیجئے۔میں آپ لوگوں سے اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں۔کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی' جو کچھ ہم (انبیاء) چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔جس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد (تمام دوسرے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ) خود اپنی ذات بھی تھی؟ ان حضرات نے تصدیق کی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی تھی۔عمرؓ نے کہا کہ اب میں آپ لوگوں سے اس مسئلہ پر گفتگو کروں گا (جو مابہ النزاع بنا ہوا ہے) یہ واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اس فئی کا ایک حصہ مخصوص کر دیا تھا جسے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کسی دوسرے کو نہیں دیا تھا۔پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد قدیرٌ تک (جس میں اس تخصیص کا ذکر ہے) اور وہ حصہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خاص رہا۔خدا گواہ ہے میں نے وہ حصہ کوئی اپنے لئے مخصوص نہیں کر لیا ہے اور نہ میں آپ لوگوں کو نظر انداز کر کے اس حصہ کا تنہا مالک بن گیا ہوں۔فی کا مال آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود سب کو عطا فرماتے تھے اور سب میں اس کی تقسیم ہوتی تھی۔بس صرف یہ مال اسمیں سے باقی رہ گیا تھا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے اپنے گھر والوں کو سال بھر کا خرچ دے دیا کرتے تھے اور اگر کچھ تقسیم کے بعد باقی بچ جاتا تو اسے اللہ کے مال کے مصرف میں خرچ کر دیا کرتے تھے (رفاہ عام اور

دوسرے دینی مصالح میں) آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پوری زندگی میں اس مال کے معاملے میں یہی طرز عمل رکھا۔
اللہ کا واسطہ دے کر آپ حضرات سے پوچھتا ہوں کیا آپ لوگوں کو یہ بات معلوم ہے؟ سب حضرات نے کہا ہاں۔ پھر عمرؓ نے علی
اور عباسؓ کو خاص طور سے مخاطب کیا اور ان سے پوچھا۔ میں آپ حضرات سے بھی اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' کیا اس
کے متعلق آپ لوگوں کو معلوم ہے؟ دونوں حضرات نے اثبات میں جواب دیا۔ عمرؓ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو اپنے پاس بلا لیا اور ابوبکرؓ نے (جب ان سے تمام مسلمانوں نے بیعت خلافت کر لی) فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ ہوں اور اس لئے انہوں نے (آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مخصوص) مال پر قبضہ کیا اور جس
طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں تصرفات کیا کرتے تھے انہوں نے بھی بالکل وہی طرز عمل اختیار کیا اللہ خوب جانتا
ہے کہ وہ اپنے اس طرز عمل میں سچے' مخلص' نیکوکار اور حق کی پیروی کرنے والے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیقؓ کو بھی اپنے
پاس بلا لیا اور اب میں ابوبکر صدیقؓ کا نائب مقرر ہوا' میری خلافت کو دو سال ہو گئے ہیں اور میں نے بھی اس مال کو تحویل میں
رکھا ہے جو تصرفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کرتے تھے اور ابوبکرؓ اس میں کیا کرتے تھے۔ میں نے بھی خود کو اسی کا
پابند بنایا اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں اپنے اس طرز عمل میں سچا' مخلص اور حق کی پیروی کرنے والا ہوں۔ پھر آپ دونوں
حضرات میرے پاس مجھ سے گفتگو کرنے آئے تھے اور دونوں حضرات کا معاملہ یکساں ہے' جناب عباس! آپ تو اس لئے
تشریف لائے تھے کہ آپ کو اپنے بھتیجے (صلی اللہ علیہ وسلم) کی میراث کا دعویٰ میرے سامنے پیش کرنا تھا اور آپ (عمرؓ) کا
خطاب حضرت علیؓ سے تھا' اس لئے تشریف لائے تھے کہ آپ کو اپنی بیوی (فاطمہؓ) کا دعویٰ پیش کرنا تھا کہ ان کے والد (رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی میراث انہیں ملنی چاہیئے۔ میں نے آپ دونوں حضرات سے عرض کر دیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم خود فرما گئے ہیں کہ ہماری میراث تقسیم نہیں ہوتی جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے' لیکن پھر جب میرے
سامنے یہ صورت آئی کہ مال آپ لوگوں کے انتظام میں (ملکیت میں نہیں) منتقل کر دوں تو میں نے آپ لوگوں سے یہ کہہ دیا تھا
کہ اگر آپ لوگ چاہیں تو مال مذکور آپ لوگوں کے انتظام میں منتقل کر سکتا ہوں' لیکن آپ لوگوں کے لئے ضروری ہوگا کہ اللہ
کے عہد اور اس کی میثاق پر مضبوطی سے قائم رہیں اور اس مال میں وہی مصارف باقی رکھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے متعین کئے تھے اور جن پر ابوبکر صدیقؓ نے اور میں نے' جب سے مسلمانوں کا والی بنایا گیا' عمل کیا۔ آپ لوگوں نے اس پر کہا
کہ مال ہمارے انتظام میں دے دیں اور میں نے اسی شرط پر اسے آپ لوگوں کے انتظام میں دے دیا۔ اب میں آپ حضرات
سے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں۔ میں نے انہیں وہ مال اسی شرط پر دیا تھا نا؟ عثمانؓ اور ان کے ساتھ آنے والے حضرات
نے کہا کہ جی ہاں اسی شرط پر دیا تھا۔ اس کے بعد عمرؓ عباس اور علیؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ میں آپ حضرات سے بھی خدا کا
واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' میں نے آپ لوگوں کو وہ مال اسی شرط پر دیا تھا؟ ان دونوں حضرات نے بھی یہی کہا کہ جی ہاں (اسی
شرط پر دیا تھا) عمرؓ نے پھر فرمایا' کیا اب آپ حضرات مجھ سے کوئی اور فیصلہ چاہتے ہیں؟ اس اللہ کی قسم جس کے حکم سے آسمان
اور زمین قائم ہیں۔ اس کے سوا میں اس معاملے میں کوئی دوسرا فیصلہ نہیں کر سکتا اور اگر آپ لوگ اس مال کے (شرط کے مطابق)
انتظام پر قادر نہیں تو مجھے واپس کر دیجئے میں خود اس کا انتظام کر لوں گا۔

تشریح حدیث

اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہاتھ میں بھی دے دیا تھا اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد سیدہ فاطمہؓ نے ابوبکر صدیقؓ سے قطع تعلق کر لیا تھا اور اپنی وفات تک ناراض رہی تھیں' مشہور روایات میں اسی طرح ہے لیکن بعض روایات سے ثابت ہے کہ فاطمہؓ ناراض ہوئیں تو حضرت ابوبکرؓ ان کی خدمت میں پہنچے اور اس وقت تک نہیں اٹھے جب تک وہ راضی نہیں ہو گئیں معتبر مصنفین نے اس کی توثیق بھی کی ہے اور واقعہ یہ ہے کہ صحابہ کی زندگی خصوصاً حضرت ابوبکرؓ کی سیرت سے یہی طرز عمل زیادہ جوڑ بھی کھاتا ہے۔

باب أَدَاءُ الْخُمُسِ مِنَ الدِّينِ (خمس کی ادائیگی دین کا جز ہے)

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الضُّبَعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما يَقُولُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا هَذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيعَةَ، بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ، فَلَسْنَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ، فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَأْخُذُ مِنْهُ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا قَالَ آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ، الإِيمَانِ بِاللَّهِ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَعَقَدَ بِيَدِهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ، وَأَنْ تُؤَدُّوا لِلَّهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی' ان سے حماد نے حدیث بیان کی' ان سے ابو جمرہ ضبعی نے بیان کیا کہ انہوں نے ابن عباسؓ سے سنا تھا۔ آپ بیان کرتے تھے کہ قبیلہ عبدالقیس کا وفد (خدمت نبوی میں) حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! ہمارا تعلق قبیلہ ربیعہ سے ہے اور قبیلہ مضر کے کفار ہمارے اور آپ کے درمیان میں پڑتے ہیں' اس لئے ان کے خطرے کی وجہ سے ہم لوگ بار بار آپ کی خدمت میں حاضری نہیں دے سکتے' بلکہ ہم آپ کی خدمت میں صرف حرمت والے مہینوں میں حاضر ہو سکتے ہیں۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں کوئی ایسا واضح حکم عطا فرما دیں۔ جس پر ہم خود بھی مضبوطی سے قائم رہیں اور جو لوگ ہمارے ساتھ نہیں آ سکتے ہیں' انہیں بھی بتا دیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں (میں تمہیں حکم دیتا ہوں) اللہ پر ایمان لانے کا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں' نماز قائم کرنے کا' زکوٰۃ دینے کا) رمضان کے روزے رکھنے کا اور اس بات کا کہ جو کچھ بھی تمہیں غنیمت ملے اس میں سے پانچواں حصہ (خمس) اللہ کے لئے نکال لیا کرنا۔ اور تمہیں میں دباء نقیر حنتم اور مزفت کے استعمال سے روکتا ہوں۔

باب نَفَقَةِ نِسَاءِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بَعْدَ وَفَاتِهِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ازواج مطہرات کا نفقہ

اس باب کی غرض یہ ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن وارث تو نہ ہوں گی لیکن ان کا نفقہ بیت المال سے ہوگا کیونکہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی پوری زندگی ایک درجہ میں عدت تھی کیونکہ ان کو نکاح کی اجازت نہ تھی اور عدت میں نفقہ خاوند پر ہوتا ہے اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیت المال کے ذریعے نفقہ دیا گیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ چونکہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اس لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا نفقہ بھی تھا جو بیت المال کے ذریعے ادا کیا جاتا تھا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا ، مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمَئُونَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں مالک نے خبر دی انہیں ابوالزناد نے انہیں اعرج نے اور انہیں ابوہریرہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری وراثت دینار کی صورت میں تقسیم نہیں ہوگی اپنی ازواج کے نفقہ اور اپنے عاملوں (جو اسلامی حکومت کی طرف سے مختلف اطراف میں متعین تھے) کی تنخواہ کے بعد جو کچھ بچ جائے وہ صدقہ ہے۔

تشریح حدیث

یعنی جس طرح اسلامی حکومت کے عاملوں کی تنخواہیں دی جائیں گی ازواج مطہرات کا نفقہ بھی اسی طرح بیت المال سے دیا جائیگا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَا فِي بَيْتِي مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ ، إِلَّا شَطْرُ شَعِيرٍ فِي رَفٍّ لِي ، فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ ، فَكِلْتُهُ فَفَنِيَ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے حدیث بیان کی ان سے ابواسامہ نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی تو میرے گھر میں تھوڑے سے جو کے سوا جو ایک طاق میں رکھے ہوئے تھے اور کوئی چیز ایسی نہیں تھی جو کسی انسان کی خوراک بن سکتی میں اسی میں سے کھاتی رہی اور بہت دن گزر گئے پھر میں نے اس میں سے ماپ کر نکالنا شروع کیا تو جلدی ختم ہو گئے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَّا سِلَاحَهُ وَبَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ ، وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے کہا کہ مجھ سے ابواسحاق نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے عمرو بن حارثؓ سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اپنی وفات کے بعد) اپنے ہتھیار ایک سفید خچر اور ایک زمین جو آپ کی طرف سے صدقہ تھی کے سوا اور کوئی ترکہ نہیں چھوڑا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کے گھر

وَمَا نُسِبَ مِنَ الْبُيُوتِ إِلَيْهِنَّ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى (وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ) وَ (لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ)

اور یہ کہ ان گھروں کی نسبت ازواج مطہرات کی طرف کی گئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ تم لوگ (ازواج مطہرات) اپنے گھروں ہی میں رہا کرو۔ اور نبی کے گھر میں اس وقت تک نہ داخل ہو جب تک تمہیں اجازت نہ ملے۔

حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى وَمُحَمَّدٌ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ

بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَائِشَةَ رضی الله عنها زَوْجَ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ

ترجمہ۔ ہم سے) حبان بن موسیٰ اور محمد نے حدیث بیان کی' کہا کہ ہمیں عبداللہ نے خبر دی' انہیں معمر اور یونس نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہؓ نے بیان کیا کہ (مرض الوفات میں) جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرض بہت بڑھ گیا تو آپ نے اپنی تمام ازواج سے اس کی اجازت چاہی کہ مرض کے ایام آپ میرے گھر میں گزاریں' اس کی اجازت آپ کو (ازواج مطہرات کی طرف سے) مل گئی تھی۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی الله عنها تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم فِي بَيْتِي ، وَفِي نَوْبَتِي ، وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي ، وَجَمَعَ اللَّهُ بَيْنَ رِيقِي وَرِيقِهِ قَالَتْ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بِسِوَاكٍ ، فَضَعُفَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم عَنْهُ ، فَأَخَذْتُهُ فَمَضَغْتُهُ ثُمَّ سَنَنْتُهُ بِهِ

ترجمہ۔ ہم سے ابن ابی مریم نے حدیث بیان کی' ان سے نافع نے حدیث بیان کی' انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے گھر میری باری کے دن' میری گردن اور سینے کے درمیان ٹیک لگائے ہوئے وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ نے میرے تھوک اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھوک کو ایک ساتھ جمع کر دیا تھا' بیان کیا (وہ اس طرح کہ) عبدالرحمٰنؓ حضرت عائشہؓ کے بھائی مسواک لئے ہوئے اندر آئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے چبا نہ سکے۔ اس لئے میں نے اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور چبانے کے بعد اس سے آپ کو مسواک کرائی۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم تَزُورُهُ ، وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ مَعَهَا رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم حَتَّى إِذَا بَلَغَ قَرِيبًا مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ ، فَسَلَّمَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم ، ثُمَّ نَفَذَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم عَلَى رِسْلِكُمَا قَالَا سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا

ترجمہ۔ ہم سے سعید بن عفیر نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے لیث نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد نے حدیث بیان کی ان سے ابن شہاب نے' ان سے علی بن حسین نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت صفیہؓ نے انہیں خبر دی کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کا مسجد میں اعتکاف کئے ہوئے تھے پھر آپ واپس ہونے کے لئے اٹھیں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی آپ کے ساتھ اٹھے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ام سلمہؓ کے دروازہ کے قریب جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچے جو مسجد نبوی کے دروازے سے متصل تھا تو دو انصاری صحابی وہاں سے گزرے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انہوں نے سلام کیا اور آگے بڑھنے لگے۔ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر جاؤ (میرے ساتھ صفیہؓ ہیں' یعنی کوئی دوسرا نہیں' ان دونوں حضرات نے عرض کیا سبحان اللہ' یا رسول اللہ! ان حضرات پر یہ

معاملہ بڑا شاق گزرا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرف سے اور بھی اپنی ذات کے متعلق اس طرح کے شبہ کی امید رکھ سکتے ہیں' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ شیطان انسان کے اندر اس طرح دوڑتا رہتا ہے جیسے جسم میں خون دوڑتا ہے اور مجھے یہی خطرہ ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں بھی کوئی بات پیدا نہ ہو جائے۔

← حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما قَالَ ارْتَقَيْتُ فَوْقَ بَيْتِ حَفْصَةَ ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقْضِي حَاجَتَهُ ، مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ ، مُسْتَقْبِلَ الشَّأْمِ

ترجمہ۔ ہم سے ابراہیم بن منذر نے حدیث بیان کی' ان سے انس بن عیاض نے حدیث بیان کی' ان سے عبیداللہ نے' ان سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے کہ ان سے واسع بن حبان نے اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں (ام المومنین) حفصہؓ (ابن عمرؓ بہن) کے گھر کے اوپر چڑھا تو دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کر رہے تھے۔ پشت مبارک قبلہ کی طرف تھی اور چہرۂ مبارک شام کی طرف تھا (پھر آپ جلدی سے دیوار سے اتر گئے)

← حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ تَخْرُجْ مِنْ حُجْرَتِهَا

ترجمہ۔ ہم سے ابراہیم بن منذر نے حدیث بیان کی' ان سے انس بن عیاض نے حدیث بیان کی' ان سے ہشام نے' ان سے انکے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عصر کی نماز پڑھتے تو دھوپ ابھی انکے حجرے میں باقی رہتی تھی۔

← حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رضى الله عنه قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم خَطِيبًا فَأَشَارَ نَحْوَ مَسْكَنِ عَائِشَةَ فَقَالَ هُنَا الْفِتْنَةُ ثَلاَثًا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن منذر نے حدیث بیان کی' ان سے جویریہ نے حدیث بیان کی' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے عائشہؓ کے حجرے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اسی طرف سے (یعنی مشرق کی طرف سے) فتنے برپا ہوں گے' تین مرتبہ آپ نے اسی طرح فرمایا' جدھر سے شیطان کا سر نکلتا ہے (طلوع آفتاب کے ساتھ)

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ ابْنَةِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ عِنْدَهَا ، وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ إِنْسَانٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أُرَاهُ فُلاَنًا ، لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ ، الرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلاَدَةُ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی' انہیں مالک نے خبر دی' انہیں عبداللہ بن ابی بکرہ نے' انہیں عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے اور انہیں عائشہؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر میں تشریف رکھتے تھے' اس وقت انہوں نے سنا کہ کوئی صاحب حفصہؓ کے گھر میں اندر آنے کی اجازت لے رہے تھے (عائشہؓ نے بیان کیا کہ) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ دیکھتے نہیں یہ شخص آپ کے گھر میں جانے کی اجازت چاہتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ میرا خیال ہے' یہ فلاں صاحب ہیں' حفصہ کے رضاعی چچا' رضاعت بھی ان تمام چیزوں کو حرام کر دیتی ہے جنہیں ولادت حرام کرتی ہے۔

باب مَا ذُكِرَ مِنْ دِرْعِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ)

وَعَصَاهُ وَسَيْفِهِ وَقَدَحِهِ وَخَاتَمِهِ وَمَا اسْتَعْمَلَ الْخُلَفَاءُ بَعْدَهُ مِنْ ذٰلِكَ مِمَّا لَمْ يُذْكَرْ قِسْمَتُهُ، وَمِنْ شَعْرِهِ وَنَعْلِهِ وَآنِيَتِهِ، مِمَّا يَتَبَرَّكُ أَصْحَابُهُ وَغَيْرُهُمْ بَعْدَ وَفَاتِهِ

عصاء مبارک آپ کی تلوار' پیالہ اور انگوٹھی سے متعلق روایات اور آپ کی وہ چیزیں جنہیں خلفاء نے آپ کی وفات کے بعد استعمال کیا' جن کا صدقات کے طور پر) تقسیم میں ذکر نہیں آیا ہے۔ اور آپ کے بال' چپل اور برتن جن سے آپ کی وفات کے بعد آپ کے صحابہؓ اور دوسرے لوگ تبرک حاصل کیا کرتے تھے۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رضی الله عنه لَمَّا اسْتُخْلِفَ بَعَثَهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ، وَكَتَبَ لَهُ هٰذَا الْكِتَابَ وَخَتَمَهُ، وَكَانَ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ، وَرَسُولُ سَطْرٌ، وَاللهِ سَطْرٌ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی' ان سے ثمامہ نے اور ان سے انسؓ نے' جب ابوبکرؓ خلیفہ منتخب ہوئے تو آپ نے انہیں (انسؓ کو) بحرین (عامل بنا کر) بھیجا اور یہ خط انہیں لکھا (جس کا دوسری طویل روایتوں میں ذکر ہے) اور اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی کی مہر لگائی۔ مہر مبارک پر تین سطریں نقش تھیں' ایک سطر میں محمد دوسری میں رسول تیسری میں اللہ کندہ تھا۔

← حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَسَدِيُّ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسٌ نَعْلَيْنِ جَرْدَاوَيْنِ لَهُمَا قِبَالَانِ، فَحَدَّثَنِي ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ بَعْدُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُمَا نَعْلَا النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

ترجمہ۔ مجھ سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی' ان سے محمد بن عبداللہ اسدی نے حدیث بیان کی' ان سے عیسیٰ بن طہمان نے حدیث بیان کی' کہا کہ انس بن مالکؓ نے ہمیں دو بوسیدہ چپل نکال کر دکھائے۔ جن میں دو تسمے لگے ہوئے تھے۔ اس کے بعد پھر ثابت بنانی نے مجھ سے انسؓ کے حوالہ سے حدیث بیان کی کہ وہ دونوں چپل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے۔

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ رضی الله عنها كِسَاءً مُلَبَّدًا وَقَالَتْ فِي هٰذَا نُزِعَ رُوحُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَزَادَ سُلَيْمَانُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ إِزَارًا غَلِيظًا مِمَّا يُصْنَعُ بِالْيَمَنِ، وَكِسَاءً مِنْ هٰذِهِ الَّتِي يَدْعُونَهَا الْمُلَبَّدَةَ

ترجمہ۔ مجھ سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالوہاب نے حدیث بیان کی' ان سے ایوب نے حدیث بیان کی' ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے ابو بردہ نے بیان کیا کہ عائشہؓ نے ہمیں ایک پیوند لگی ہوئی چادر نکال کر دکھائی اور فرمایا کہ اسی کپڑے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح قبض ہوئی تھی اور سلیمان نے حمید کے واسطے سے اضافہ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ابو بردہ نے فرمایا کہ عائشہؓ نے یمن کی بنی ہوئی ایک موٹی ازار (تہبند) اور اسی طرح کی کساء (کرتے کی جگہ پہننے کا کپڑا) جسے لوگ ملبدہ کہتے تھے' ہمیں نکال کر دکھائی۔

← حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه أَنَّ قَدَحَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم انْكَسَرَ، فَاتَّخَذَ مَكَانَ الشَّعْبِ سِلْسِلَةً مِنْ فِضَّةٍ قَالَ عَاصِمٌ رَأَيْتُ الْقَدَحَ وَشَرِبْتُ فِيهِ

ترجمہ۔ ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی ان سے ابوحمزہ نے ان سے عاصم نے ان سے ابن سیرین نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیالہ ٹوٹ گیا تو انہوں نے ٹوٹی ہوئی جگہوں کو چاندی سے جوڑ دیا۔ عاصم نے بیان کیا کہ میں نے وہ پیالہ دیکھا ہے اور اس میں میں نے پانی بھی پیا ہے (تبرکاً)

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ كَثِيرٍ حَدَّثَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدُّؤَلِيِّ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُمْ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ مِنْ عِنْدِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ مَقْتَلَ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ لَقِيَهُ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَقَالَ لَهُ هَلْ لَكَ إِلَيَّ مِنْ حَاجَةٍ تَأْمُرُنِي بِهَا فَقُلْتُ لَهُ لاَ فَقَالَ لَهُ فَهَلْ أَنْتَ مُعْطِيَّ سَيْفَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ ، وَايْمُ اللَّهِ ، لَئِنْ أَعْطَيْتَنِيهِ لاَ يُخْلَصُ إِلَيْهِمْ أَبَدًا حَتَّى تُبْلَغَ نَفْسِي ، إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ عَلَى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ذَلِكَ عَلَى مِنْبَرِهِ هَذَا وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ فَقَالَ إِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّي ، وَأَنَا أَتَخَوَّفُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِينِهَا ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ ، فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ قَالَ حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي ، وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي ، وَإِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلاَلاً وَلاَ أُحِلُّ حَرَامًا ، وَلَكِنْ وَاللَّهِ لاَ تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَبِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ أَبَدًا

ترجمہ۔ ہم سے سعید بن محمد جرمی نے حدیث بیان کی ان سے یعقوب بن ابراہیم نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی ان سے ولید بن کثیر نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن عمرو بن حلحلہ دؤلی نے حدیث بیان کی ان سے ابن شہاب نے حدیث بیان کی ان سے علی بن حسین (زین العابدینؒ) نے حدیث بیان کی کہ جب آپ سب حضرات حسین بن علیؓ کی شہادت کے موقعہ پر یزید بن معاویہؓ کے یہاں سے (رہائی پا کر) مدینہ منورہ تشریف لائے تو مسور بن مخرمہؓ نے آپ سے ملاقات کی اور کہا اگر آپ کو کوئی ضرورت ہو تو مجھے حکم دیجئے (امام زین العابدینؒ نے بیان کیا کہ) میں نے کہا مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پھر مسورؓ نے فرمایا تو کیا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار عنایت فرمائیں گے؟ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کچھ لوگ اسے آپ سے چھین لیں گے۔ اور خدا کی قسم! اگر وہ تلوار آپ مجھے عنایت فرما دیں گے تو کوئی شخص بھی جب تک میری جان باقی ہے چھین نہیں سکے گا۔ علی بن ابی طالبؓ نے فاطمہؓ کی موجودگی میں ابوجہل کی ایک بیٹی (جویریہ کو پیغام نکاح دیا تھا) میں نے خود سنا کہ اسی مسئلہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اسی منبر پر کھڑے ہو کر صحابہ کو خطاب فرمایا میں اس وقت بالغ تھا آپ نے خطبہ میں فرمایا کہ فاطمہ مجھ سے ہے اور مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ (سوکن کے ساتھ غیرت کی وجہ سے) اپنے دین کے معاملہ میں آزمائش میں نہ مبتلا ہو جائے اس کے بعد آپ نے اپنے بنی عبدشمس کے ایک داماد (عاص بن ربیع) کا ذکر کیا اور حق دامادی کی ادائیگی کے سلسلے میں آپ نے ان کی تعریف کی۔ آپ نے فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے جو بات کہی سچ کہی جو وعدہ کیا اسے پورا کیا میں کسی حلال کو حرام نہیں کر سکتا اور نہ کسی حرام کو حلال بناتا ہوں۔ لیکن خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ عَنْ مُنْذِرٍ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ لَوْ كَانَ عَلِيٌّ رضى الله عنه ذَاكِرًا عُثْمَانَ رضى الله عنه ذَكَرَهُ يَوْمَ جَاءَهُ نَاسٌ فَشَكَوْا سُعَاةَ عُثْمَانَ ، فَقَالَ لِي عَلِيٌّ اذْهَبْ إِلَى عُثْمَانَ فَأَخْبِرْهُ أَنَّهَا صَدَقَةُ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ، فَمُرْ سُعَاتَكَ يَعْمَلُونَ فِيهَا فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ أَغْنِهَا عَنَّا فَأَتَيْتُ بِهَا عَلِيًّا

فَأَخبرتُهُ فَقالَ ضعهَا حَيثُ أَخذتهَا قَالَ الْحُمَيدِئُ حَدَّثَنا سُفيَانُ حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ سُوقَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُنذِرًا الثَّوْرِيَّ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ أَرْسَلَنِي أَبِي ، خُذْ هَذَا الْكِتَابَ فَاذْهَبْ بِهِ إِلَى عُثْمَانَ ، فَإِنَّ فِيهِ أَمْرَ النَّبِيِّ صلی الله عليه وسلم فِي الصَّدَقَةِ

ترجمہ۔ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن سوقہ نے ان سے منذر نے اوران سے ابن الحنفیہ نے (ان سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ کے والد علیؓ عثمان ؓ کو برا بھلا کہا کرتے تھے تو) انہوں نے فرمایا کہ اگر علیؓ عثمانؓ کو (برائی کے ساتھ) یاد کرسکتے تو اس دن کرتے جس دن کچھ لوگوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر (عثمانؓ کے عہد خلافت میں) عثمانؓ کے ساعیوں (حکومت کی طرف سے) صدقات وغیرہ وصول کرنے والے) کی شکایت کی تھی اور علیؓ نے مجھ سے یہ فرمایا تھا کہ عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں اس کی اطلاع دے دو کہ اس (مکتوب) میں (جسے آپ نے ان کے ہاتھ عثمانؓ کو بھیجا تھا) (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کردہ صدقات کی تفصیلات ہیں۔اس لئے آپ اپنے ساعیوں کو حکم دے دیں کہ وہ اسی کے مطابق عمل کریں۔چنانچہ میں اسے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں پیغام پہنچا دیا لیکن آپ نے فرمایا کہ ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ان کا یہ جملہ جب میں نے علیؓ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ پھر اس صحیفہ کو جہاں سے اٹھایا تھا وہیں رکھ دو۔حمیدی نے بیان کیا ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن سوقہ نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے منذر ثوری سے سنا وہ ابن الحنفیہ کے واسطے سے بیان کرتے تھے کہ میرے والد (علیؓ) نے مجھ سے فرمایا کہ یہ صحیفہ عثمانؓ کو لے جا کر دے آؤ۔اس میں صدقہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کردہ احکام ہیں۔

تشریح حدیث

یہ ایک صحیفہ تھا جس میں صدقہ کی تفصیلات اسی طرح لکھی ہوئی تھیں جس طرح آں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا صدقات سے متعلق آں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مکتوب کی صورت میں حضرت علیؓ کے پاس جو موجود تھی وہی آپ نے حضرتؓ کی خدمت میں بھیجی تھی عثمانؓ نے علیؓ کی بھیجی ہوئی تفصیلات اس لئے واپس کردی تھیں کہ خود ان کے پاس بھی اس سلسلے کی تفصیلات موجود تھیں۔

باب الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْخُمُسَ لِنَوَائِبِ رَسُولِ اللَّهِ صلی الله عليه وسلم وَالْمَسَاكِينِ (اس کی دلیل کہ غنیمت کا پانچواں حصہ (خمس)

وَإِيثَارِ النَّبِيِّ صلی الله عليه وسلم أَهْلَ الصُّفَّةِ وَالأَرَامِلَ حِينَ سَأَلَتْهُ فَاطِمَةُ وَشَكَتْ إِلَيْهِ الطَّحْنَ وَالرَّحَى أَنْ يُخدِمَهَا مِنَ السَّبْيِ ، فَوَكَلَهَا إِلَى اللَّهِ

رسول اللہ کے عہد میں پیش آنے والی مہمات وحوادث اور محتاجوں کے لئے تھا اور اس لئے تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں سے اہل صفہ اور بیواؤں کو دیتے تھے جب فاطمہ ؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی مشکلات پیش کیں اور چکی پیسنے کی دشواریوں کی شکایت کرکے عرض کیا کہ قیدیوں میں سے کوئی ایک ان کی خدمت کے لئے دے دیا جائے تو آن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اللہ کے سپرد کردیا تھا۔

قاعدے کے مطابق غنیمت کے چار حصے تو مجاہدین میں تقسیم ہوتے ہیں اور ایک حصہ (خمس) وہ بیت المال میں جاتا ہے۔
بیت المال میں جو خمس جاتا ہے اس کے لیے ارشاد ربانی ہے: "وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ" اللہ تعالیٰ نے خمس کی مدات کا بیان فرمایا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر تو محض تبرکاً ہے باقی پانچ رہ گئے۔ رسول ذی القربیٰ یتامیٰ مساکین اور ابن سبیل۔

خمس میں حنفیہ اور حنابلہ کا موقف

اللہ کا ذکر تبرکاً ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ اور ذوالقربیٰ (اہل بیت) کا حصہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کیساتھ ختم ہوگیا۔ اب تین باقی رہ گئے۔ یتامیٰ مساکین اور ابن السبیل میں تقسیم کیا جائیگا جو ان میں اہل فقر ہوں وہ مسکین کے ذیل میں آجائیں گے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذوی القربیٰ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اب بھی خمس کے اندر بطور مصرف باقی ہیں نہ کہ بطورِ مستحق ان کا دوسرا قول یہ ہے کہ امام کی صوابدید پر ہے چاہے دے یا نہ دے۔

مصرف اور مستحق میں فرق

مصرف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر امام چاہے تو تقسیم میں ان کو بھی دے دے خواہ وہ غنی ہوں یا فقیر ہوں لیکن ان کو مطالبہ کا حق نہیں ہے کہ وہ بطور استحقاق کہیں کہ اب صرف چار مصرف باقی رہ گئے ہیں۔ اس لیے خمس کے چار حصے کیے جائیں اور ایک حصہ ہمیں دیا جائے ایک یتامیٰ کو ایک مساکین کو اور ایک ابن السبیل کو تو وہ بطور مستحق نہیں ہیں بلکہ بطور مصرف ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ بطور مستحق اب بھی باقی ہیں۔ لہٰذا خمس کا پانچواں حصہ اب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کو دینا ہوگا چاہے وہ غنی ہوں یا فقیر ہوں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ استدلال کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں ذوی القربیٰ موجود ہے اُسے کیسے منسوخ کیا جائے۔ حنفیہ اور حنابلہ کا استدلال حضرات خلفائے راشدین کے عمل سے ہے کہ ان چاروں حضرات نے ذوی القربیٰ کو الگ سے سہم نہیں دیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو احادیث لا رہے ہیں ان سے بھی یہ پتہ چل رہا ہے کہ ذوی القربیٰ کا سہم الگ نہیں کیا گیا تو چاروں خلفائے راشدین کا یہ عمل رہا کہ وہ صرف اہل فقر کو دیتے رہے اہل غنا کو بطور سہم نہیں دیا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ ذوی القربیٰ کا قرآن مجید میں بطور مصرف ذکر ہے اور خلفائے راشدین نے نہیں دیا یہ ان کی صوابدید ہے۔ لہٰذا آج بھی امام کی صوابدید پر ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں کہ "باب الدلیل علی ان الخمس لنوائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ......الخ" یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خمس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نوائب کے لیے تھا اور مساکین کے لیے تھا۔

نوائب کے معنی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آنے والی حاجتیں اور آپ کو پیش آنے والی حاجتوں سے تمام مسلمانوں کو پیش آنے والی حاجتیں مراد ہیں اور اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل صفہ اور بیواؤں کو ترجیح دی جبکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے سوال کیا اور شکایت کی کہ "الطحن والرحی" چکی پیسنے سے مجھے مشقت ہوتی ہے۔ لہٰذا قیدیوں میں سے کوئی خادم مجھے دیدیجئے۔ "فوکلها الی الله" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اللہ کے حوالے کیا اور تسبیح فاطمی تلقین فرمائی۔

اگر ذوی القربیٰ کا کوئی سہم ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اس خواہش کو رد نہ فرماتے۔ اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد بھی یہی بتلانا ہے۔

حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى حَدَّثَنَا عَلِيٌّ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ اشْتَكَتْ مَا تَلْقَى مِنَ الرَّحَى مِمَّا تَطْحَنُ ، فَبَلَغَهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أُتِيَ بِسَبْيٍ ، فَأَتَتْهُ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَلَمْ تُوَافِقْهُ ، فَذَكَرَتْ لِعَائِشَةَ ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ عَائِشَةُ لَهُ ، فَأَتَانَا وَقَدْ دَخَلْنَا مَضَاجِعَنَا ، فَذَهَبْنَا لِنَقُومَ فَقَالَ عَلَى مَكَانِكُمَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِي فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلَى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَاهُ ، إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبِّرَا اللَّهَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ ، وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ ، فَإِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَكُمَا مِمَّا سَأَلْتُمَاهُ

ترجمہ۔ ہم سے بدل بن محبر نے حدیث بیان کی انہیں شعبہ نے خبر دی کہا کہ مجھے حکم نے خبر دی کہا کہ میں نے ابن ابی لیلہ سے سنا اور ان سے علیؓ نے حدیث بیان کی کہ فاطمہؓ نے چکی پیسنے کی اپنی دشواریوں کی شکایت کی تھی پھر انہیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے ہیں اسلئے وہ بھی اس میں سے ایک خادم کی درخواست لے کر حاضر ہوئیں لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود نہیں تھے۔ چنانچہ وہ عائشہؓ سے اس کے متعلق کہہ کر (واپس چلی آئیں) پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تشریف لائے تو عائشہؓ نے آپ کے سامنے ان کی درخواست پیش کردی۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے یہاں تشریف لائے ہم اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے (جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا) تو ہم لوگ کھڑے ہونے لگے تو آپ نے فرمایا کہ جس طرح ہو ویسے ہی لیٹے رہو (پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیان میں آ کر بیٹھ گئے اور اتنے قریب ہو گئے کہ) میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں قدموں کی ٹھنڈا اپنے سینے پر محسوس کی اس کے بعد آپ نے فرمایا جو کچھ تم لوگوں نے مانگا ہے میں تمہیں اس سے بہتر بات کیوں نہ بتاؤں جب تم دونوں اپنے بستر پر لیٹ جاؤ (سونے کے لئے) تو اللہ اکبر چونتیس مرتبہ الحمد تینتیس مرتبہ اور سبحان اللہ تینتیس مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ یہ عمل اس سے بہتر ہے جو تم دونوں نے مانگا ہے

باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ پس بے شک اللہ کے لئے ہے

يَعْنِي لِلرَّسُولِ قَسْمَ ذٰلِكَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ ، وَاللَّهُ يُعْطِي

اس کا خمس اور رسول کے لئے مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی تقسیم پر مامور ہیں (خمس کے مالک نہیں ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں صرف تقسیم کرنے والا اور خازن ہوں دیتا تو اللہ تعالیٰ ہے۔

یہ باب بھی اسی سلسلہ میں قائم کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خمس کی تقسیم کا جو حق دیا گیا تھا اس میں یہ لازم نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خمس کا پانچواں حصہ ذوی القربیٰ کو دیں تو گویا اس باب سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی تردید کرنا مقصود ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُورٍ وَقَتَادَةَ سَمِعُوا سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضی الله عنهما قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا مِنَ الأَنْصَارِ غُلاَمٌ ، فَأَرَادَ أَنْ يُسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا قَالَ شُعْبَةُ فِي حَدِيثِ مَنْصُورٍ إِنَّ الأَنْصَارِيَّ قَالَ حَمَلْتُهُ عَلَى عُنُقِي فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم وَفِي حَدِيثِ سُلَيْمَانَ وُلِدَ لَهُ غُلاَمٌ ، فَأَرَادَ أَنْ يُسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا قَالَ سَمُّوا بِاسْمِي ، وَلاَ تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي ، فَإِنِّي إِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ وَقَالَ حُصَيْنٌ بُعِثْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا عَنْ جَابِرٍ أَرَادَ أَنْ يُسَمِّيَهُ الْقَاسِمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم سَمُّوا بِاسْمِي وَلاَ تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي

ترجمہ۔ ہم سے ابوالولید نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے سلیمان' منصور اور قتادہ نے' انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے سنا اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمارے انصار کے قبیلہ میں ایک صاحب کے یہاں بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے کہا کہ بچے کا نام محمد رکھنا چاہیئے اور شعبہ نے منصور سے روایت کر کے بیان کیا ہے کہ ان انصاری نے بیان کیا (جن کے یہاں ولادت ہوئی تھی) کہ میں بچے کو اپنی گردن پر اٹھا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سلیمان کی روایت میں ہے کہ ان کے یہاں بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے کہا کہ اس کا نام محمد رکھنا چاہیے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ میرے نام پر نام رکھو۔ لیکن میری کنیت (ابوالقاسم) پر کنیت نہ رکھنا' کیونکہ مجھے تقسیم کرنے والا (قاسم) بنا کر مبعوث کیا گیا ہے' میں تم میں تقسیم کرتا ہوں' عمرو نے بیان کیا کہ ہمیں شعبہ نے خبر دی' ان سے قتادہ نے بیان کیا' انہوں نے سالم سے سنا اور انہوں نے جابرؓ سے کہ ان انصاری صحابی نے اپنے بچے کا نام قاسم رکھنا چاہا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے نام پر نام رکھو' لیکن کنیت پر نہ رکھو۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الأَنْصَارِيِّ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلاَمٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ. فَقَالَتِ الأَنْصَارُ لاَ نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلاَ نُنْعِمُكَ عَيْنًا ، فَأَتَى النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وُلِدَ لِي غُلاَمٌ ، فَسَمَّيْتُهُ الْقَاسِمَ فَقَالَتِ الأَنْصَارُ لاَ نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلاَ نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَقَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم أَحْسَنَتِ الأَنْصَارُ ، سَمُّوا بِاسْمِي ، وَلاَ تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي ، فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے اعمش نے' ان سے ابوسالم نے' ان سے ابوالجعد نے اور ان سے جابر بن عبداللہ انصاریؓ نے بیان کیا کہ ہمارے قبیلہ میں ایک شخص کے یہاں بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام قاسم رکھا' (اب قاعدہ کے لحاظ سے ان کی کنیت ابوالقاسم ہوتی تھی' لیکن انصار نے کہا کہ ہم تمہیں ابوالقاسم کہہ کر کبھی نہیں پکاریں گے' ہم اس طرح تمہارا دل کبھی خوش نہ ہونے دیں گے۔ وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ اور کہا کہ میرا لڑکا پیدا ہوا اور میں نے اس کا نام قاسم رکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انصار نے نہایت مناسب طرز عمل اختیار کیا۔ میرے نام پر نام رکھا کرو' لیکن میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھو' کیونکہ میں قاسم (تقسیم کرنے والا) ہوں۔

حَدَّثَنَا حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ ، وَاللّٰهُ الْمُعْطِي وَأَنَا الْقَاسِمُ ، وَلاَ تَزَالُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ

ترجمہ۔ ہم سے حبان نے حدیث بیان کی انہیں عبداللہ نے خبر دی انہیں زہری نے انہیں حمید بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے معاویہؓ سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عنایت فرماتا ہے۔ اور دینے والا تو اللہ ہے میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور اپنے مخالفوں کے مقابلے میں یہ امت (مسلمہ) ہمیشہ ایک مضبوط اور توانا امت کی حیثیت سے باقی رہے گی تا آنکہ اللہ کا امر (قیامت) آجائے اور اس وقت بھی اسے غلبہ حاصل رہے گا۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلاَلٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ مَا أُعْطِيكُمْ وَلاَ أَمْنَعُكُمْ ، أَنَا قَاسِمٌ أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن سنان نے حدیث بیان کی ان سے فلیح نے حدیث بیان کی ان سے ہلال نے حدیث بیان کی ان سے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہیں نہ میں کوئی چیز دیتا نہ تم سے کسی چیز کو روکتا ہوں میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں جہاں جہاں کا مجھے حکم ہے بس میں رکھ دیتا ہوں۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِي عَيَّاشٍ وَاسْمُهُ نُعْمَانُ عَنْ خَوْلَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رضی الله عنها قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم يَقُولُ إِنَّ رِجَالاً يَتَخَوَّضُونَ فِي مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ ، فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن زید نے حدیث بیان کی ان سے سعید بن ابی ایوب نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے ابوالاسود نے حدیث بیان کی ان سے ابی عیاش نے اور ان کا نام نعمان ہے ان سے خولہ انصاریہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے سنا آپ فرما رہے تھے کہ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے مال میں غلط طریقہ پر تصرف کرتے ہیں اور انہیں قیامت کے دن آگ ملے گی۔

باب قَوْلِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم أُحِلَّتْ لَكُمُ الْغَنَائِمُ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد کہ غنیمت تمہارے لئے حلال کی گئی ہے

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى (وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهِ) وَهِيَ لِلْعَامَّةِ حَتّٰى يُبَيِّنَهُ الرَّسُولُ صلی الله علیه وسلم

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جس میں سے یہ (خیبر کی غنیمت) پہلے ہی دے دی ہے یہ آیت تمام مسلمانوں کو شامل تھی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی وضاحت فرمادی۔

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے خالد نے ان سے حصین نے حدیث بیان کی ان سے عامر نے اور ان سے عروہ بارقیؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیاں قیامت تک خیر کا نشان رہیں گی آخرت میں (اس پر جہاد کرنے کی وجہ سے) ثواب اور (دنیا میں مال) مال غنیمت۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَتُنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی' انہیں شعیب نے خبر دی' ان سے ابوالزناد نے حدیث بیان کی' ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کسریٰ پر بربادی آئے گی تو اس کے بعد کوئی کسریٰ پیدا نہ ہوگا اور جب قیصر پر بربادی آئے گی۔ تو اُس کے بعد کوئی قیصر پیدا نہ ہوگا۔ (شام میں) اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' تم لوگ ان دونوں کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کروگے (ان پر فتح حاصل کرنے کے بعد)

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ سَمِعَ جَرِيرًا عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَتُنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق نے حدیث بیان کی' انہوں نے جریر سے سنا انہوں نے عبدالملک سے اور ان سے جابر بن سمرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب کسریٰ پر بربادی آئے گی تو اس کے بعد کوئی کسری پیدا نہ ہوگا اور جب قیصر پر بربادی آئے گی تو اس کے بعد کوئی قیصر پیدا نہ ہوگا۔ اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم لوگ ان دونوں کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کروگے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ الْفَقِيرُ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رضی الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم أُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن سنان نے حدیث بیان کی' ان سے ہشیم نے حدیث بیان کی' انہیں سیار نے خبر دی' ان سے یزید فقیر نے حدیث بیان کی' ان سے جابر بن عبداللہؓ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے لئے (مراد امت ہے) غنیمت جائز کی گئی ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ تَكَفَّلَ اللَّهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ، لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ وَتَصْدِيقُ كَلِمَاتِهِ، بِأَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ يَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ (مَعَ مَا نَالَ) مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ

ترجمہ۔ ہم سے اسماعیل نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے مالک نے حدیث بیان کی' ان سے ابوالزناد نے' ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور جس کی جنگ میں شرکت صرف اللہ کے راستے میں جہاد کا مخلصانہ جذبہ اور اللہ کے دین کی تصدیق وتائید کے لئے تھی تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے (اگر لڑتے ہوئے شہادت پائی ہو) ورنہ پھر اسے اس کے گھر کی طرف اجر اور غنیمت کے ساتھ واپس بھیجتا ہے جہاں سے وہ نکلا تھا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ لَا يَتْبَعْنِي رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا، وَلَا أَحَدٌ بَنَى بُيُوتًا وَلَمْ يَرْفَعْ سُقُوفَهَا، وَلَا أَحَدٌ اشْتَرَى غَنَمًا أَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ وِلَادَهَا فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلَاةَ الْعَصْرِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ إِنَّكِ مَأْمُورَةٌ وَأَنَا مَأْمُورٌ، اللَّهُمَّ

احْبِسْهَا عَلَيْنَا فَحُبِسَتْ ، حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ، فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ ، فَجَاءَ تْ يَعْنِي النَّارَ لِتَأْكُلَهَا ، فَلَمْ تَطْعَمْهَا ، فَقَالَ إِنَّ فِيكُمْ غُلُولاً ، فَلْيُبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهِ فَقَالَ فِيكُمُ الْغُلُولُ فَلْتُبَايِعْنِي قَبِيلَتُكَ ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ أَوْ ثَلاثَةٍ بِيَدِهِ فَقَالَ فِيكُمُ الْغُلُولُ ، فَجَاءُ وا بِرَأْسٍ مِثْلِ رَأْسِ بَقَرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ فَوَضَعُوهَا ، فَجَاءَ تِ النَّارُ فَأَكَلَتْهَا ، ثُمَّ أَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا الْغَنَائِمَ ، رَأٰى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَأَحَلَّهَا لَنَا

ترجمہ۔ہم سے محمد بن علاء بن منبہ نے حدیث بیان کی'ان سے ابن المبارک نے حدیث بیان کی'ان سے معمر نے'ان سے ہمام بن منبہ نے اوران سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انبیاء میں سے ایک نبی (علیہ السلام) نے غزوہ کا ارادہ کیا تو اپنی قوم (بنی اسرائیل) سے کہا کہ میرے ساتھ کوئی ایسا شخص جس نے ابھی نئی شادی کی ہو کہ دلہن کے ساتھ کوئی رات بھی نہ گزاری ہو اور وہ رات گزارنا چاہتا ہو وہ شخص جس نے گھر بنایا ہو اور ابھی اسکی چھت نہ بنا سکا ہو' وہ شخص جس نے (حاملہ) بکری یا حاملہ اونٹنیاں خریدی ہوں اور اسے ان کے بچے جننے کا انتظار ہو تو (ایسے لوگوں میں سے کوئی بھی) ہمارے ساتھ غزوہ میں نہ چلے' پھر انہوں نے غزوہ کیا اور جب اس آبادی سے قریب ہوئے تو عصر کا وقت ہو گیا یا اسکے قریب وقت ہوا' انہوں نے سورج سے فرمایا کہ تم بھی مامور ہو اور ہم بھی مامور ہیں' اے اللہ! اسے ہمارے لئے اپنی جگہ پر روکے رکھیئے (تاکہ غروب نہ ہو اور لڑائی سے فارغ ہو کر ہم عصر کی نماز پڑھ سکیں' چنانچہ سورج رک گیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عنایت فرمائی۔ پھر انہوں نے غنیمت جمع کی اور آگ اسے جلانے کے لئے آئی۔لیکن نہ جلا سکی' نبی علیہ السلام نے فرمایا تم میں سے کسی نے مال غنیمت میں خیانت کی ہے (اسی وجہ سے آگ نے اسے نہیں جلایا) اس لئے ہر قبیلہ کا ایک فرد آکر میرے ہاتھ پر بیعت کرے (جب بیعت کرنے لگے تو) ایک قبیلہ کے شخص کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چمٹ گیا' انہوں نے فرمایا کہ خیانت تمہارے ہی قبیلے میں ہوئی ہے۔اب تمہارے قبیلے کے تمام افراد آئیں اور بیعت کریں۔چنانچہ اس قبیلے کے دو یا تین آدمیوں کا ہاتھ اسی طرح ان کے ہاتھ سے چمٹ گیا تو آپ نے فرمایا کہ خیانت تمہیں لوگوں نے کی ہے (آخر خیانت تسلیم کر لی گئی اور) وہ لوگ گائے کے سر کی طرح سونے کا ایک سر لائے (جو غنیمت میں سے اٹھا لیا گیا تھا) اور اسے رکھ دیا (غنیمت میں) تب آگ آئی (اللہ تعالیٰ کی طرف سے' کیونکہ پچھلی امتوں میں غنیمت کا استعمال کرنا جائز نہیں تھا) اور اسے جلا گئی۔پھر غنیمت اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے جائز قرار دے دی ہماری کمزوری اور عجز کو دیکھا اس لئے ہمارے لئے جائز قرار دی۔

تشریح حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی نے جہاد کیا۔دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت یوشع علیہ السلام تھے۔نماز عصر کے وقت یا اس کے قریب بستی کے پاس تشریف لائے اور بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر اس دن کے گزرنے سے پہلے پہلے فتح کر لیں تو یہ علاقہ فتح ہو جائے گا' بعد میں فتح کرنے میں مشکل ہوگی۔اس واسطے انہوں نے سورج سے کہا "انک مامورة وانا مامور" اے سورج تو بھی اللہ کی طرف سے مامور ہے اور میں بھی جہاد کے لیے مامور ہوں "اللّٰهُمَّ حبسها علينا" اے اللہ! اس کو ہمارے لیے روک دیجئے۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورج کو

روک دیا۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ نے ان کو سورج کے غروب ہونے سے پہلے پہلے فتح عطا فرمائی۔

اکثر علماء نے سورج کے روکے جانے کو حقیقت پر محمول کیا ہے۔ بعض حضرات نے اس کی توجیہ کی ہے کہ وقت میں برکت ہوگئی یعنی سورج رُک جانے کا معنی یہ ہے کہ وقت میں برکت ہو جائے اور تھوڑے وقت میں زیادہ کام ہو جائے۔

بابُ الْغَنِيمَةُ لِمَنْ شَهِدَ الْوَقْعَةَ (غنیمت اسے ملتی ہے جو جنگ میں موجود رہا ہو)

حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ عُمَرُ رضی الله عنه لَوْلاَ آخِرُ الْمُسْلِمِينَ مَا فَتَحْتُ قَرْيَةً إِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ أَهْلِهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم خَيْبَرَ

ترجمہ۔ ہم سے صدقہ نے حدیث بیان کی انہیں عبدالرحمٰن نے خبر دی انہیں مالک نے انہیں زید بن اسلم نے انہیں ان کے والد نے کہ عمرؓ نے فرمایا۔ اگر مسلمانوں کی آنے والی نسلوں کا خیال نہ ہوتا تو جو شہر بھی فتح ہوتا میں اسے فاتحوں میں اس طرح تقسیم کر دیا کرتا۔ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کی تقسیم کی تھی۔

باب مَنْ قَاتَلَ لِلْمَغْنَمِ هَلْ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ

جہاد میں شرکت کے وقت جس کے دل میں غنیمت کا لالچ تھا تو کیا اس کا ثواب کم ہو جائے گا؟

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ رضی الله عنه قَالَ قَالَ أَعْرَابِيٌّ لِلنَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ، وَيُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانُهُ، مَنْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی ان سے غندر نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے عمرو نے بیان کیا انہوں نے ابووائل سے سنا آپ نے بیان کیا کہ ہم سے ابوموسیٰ اشعریؓ نے بیان کیا کہ ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا ایک شخص ہے جو غنیمت حاصل کرنے کے لئے جہاد میں شریک ہوتا ہے ایک شخص ہے اس لئے شرکت کرتا ہے کہ اس کی بہادری کے چرچے زبانوں پر آجائیں ایک شخص ہے جو اس لئے لڑتا ہے تا کہ اس کی دھاک بیٹھ جائے تو ان میں سے اللہ کے راستے میں کون سا ہوگا؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جنگ میں شرکت اس لئے کرتا ہے تا کہ اللہ کا کلمہ ہی (دین) بلند رہے تو وہی اللہ کے راستے میں ہے۔

باب قِسْمَةِ الْإِمَامِ مَا يَقْدَمُ عَلَيْهِ، وَيَخْبَأُ لِمَنْ لَمْ يَحْضُرْهُ أَوْ غَابَ عَنْهُ

دارالحرب سے ملنے والے اموال کی تقسیم اور جو لوگ موجود نہ ہوں ان کا حصہ محفوظ رکھنا

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم أُهْدِيَتْ لَهُ أَقْبِيَةٌ مِنْ دِيبَاجٍ مُزَرَّرَةٌ بِالذَّهَبِ، فَقَسَمَهَا فِي نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَعَزَلَ مِنْهَا وَاحِدًا لِمَخْرَمَةَ بْنِ نَوْفَلٍ، فَجَاءَ وَمَعَهُ ابْنُهُ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ، فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ ادْعُهُ لِي فَسَمِعَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم صَوْتَهُ

فَأَخَذَ قَبَاءً فَتَلَقَّاهُ بِهِ وَاسْتَقْبَلَهُ بِأَزْرَارِهِ فَقَالَ يَا أَبَا الْمِسْوَرِ ، خَبَأْتُ هَذَا لَكَ ، يَا أَبَا الْمِسْوَرِ ، خَبَأْتُ هَذَا لَكَ وَكَانَ فِي خُلُقِهِ شِدَّةٌ وَرَوَاهُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَقْبِيَةٌ تَابَعَهُ اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے حدیث بیان کی' ان سے حماد بن زید نے حدیث بیان کی' ان سے ایوب نے اور ان سے عبداللہ بن ابی ملیکہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دیبا کی کچھ قبائیں ہدیہ کے طور پر آئی تھیں جس میں سونے کی گھنڈیاں لگی ہوئی تھیں' انہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چند اصحاب میں تقسیم کر دیا اور ایک قباء مخرمہ بن نوفلؓ کے لئے رکھ لی' پھر مخرمہؓ آئے اور ان کے ساتھ ان کے صاحبزادے مسور بن مخرمہ بھی تھے' آپ دروازے پر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ میرا نام لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلاؤ' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آواز سنی تو قباء لے کر باہر تشریف لائے اور اس کی گھنڈیاں ان کے سامنے کر دیں' پھر فرمایا ابومسور! یہ قباء میں نے تمہارے لئے رکھ لی تھی' ابومسور! یہ قباء میں نے تمہارے لئے رکھ لی تھی' مخرمہؓ ذرا تیز طبیعت کے آدمی تھے' ابن علیہ نے ایوب کے واسطے سے یہ حدیث بیان کی (مرسلاً ہی) روایت کی ہے اور حاتم بن وردان نے بیان کیا کہ ہم سے ایوب نے حدیث بیان کی' ان سے ابن ابی ملیکہ نے' ان سے مسورؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں کچھ قبائیں آئی تھیں۔ اس روایت کی متابعت لیث نے ابن ابی ملیکہ کے واسطے سے کی ہے۔

باب كَيْفَ قَسَمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریظہ اور نضیر کی تقسیم کس طرح کی تھی؟

وَمَا أَعْطَى مِنْ ذَلِكَ فِي نَوَائِبِهِ اور کتنا حصہ اس میں سے حکومت کی ضروریات ومصالح کے لئے محفوظ رکھا تھا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضى الله عنه يَقُولُ كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم النَّخَلَاتِ حَتَّى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرَ ، فَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے حدیث بیان کی' ان سے معتمر نے حدیث بیان کی' ان سے ان کے والد نے بیان کیا' انہوں نے انس بن مالکؓ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ صحابہ (انصار) کچھ کھجور کے درخت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کر دیا کرتے تھے' لیکن جب اللہ تعالی نے قریظہ اور نضیر کے قبائل پر فتح دی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بعد اس طرح کے ہدایا واپس کر دیا کرتے تھے۔

باب بَرَكَةِ الْغَازِي فِي مَالِهِ حَيًّا وَمَيِّتًا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَوُلَاةِ الْأَمْرِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء کے ساتھ غزوہ کرنے والے کے مال میں برکت' زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ أَحَدَّثَكُمْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ لَمَّا وَقَفَ الزُّبَيْرُ يَوْمَ الْجَمَلِ دَعَانِي ، فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ يَا بُنَيِّ ، إِنَّهُ لَا يُقْتَلُ الْيَوْمَ إِلَّا ظَالِمٌ أَوْ مَظْلُومٌ ، وَإِنِّي لَا أُرَانِي إِلَّا

سَأُقْتَلُ الْيَوْمَ مَظْلُومًا ، وَإِنَّ مِنْ أَكْبَرِ هَمِّي لَدَيْنِي ، أَفَتَرَى يُبْقِي دَيْنُنَا مِنْ مَالِنَا شَيْئًا فَقَالَ يَا بُنَيِّ بِعْ مَالَنَا فَاقْضِ دَيْنِي وَأَوْصَى بِالثُّلُثِ ، وَثُلُثِهِ لِبَنِيهِ ، يَعْنِي عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ ثُلُثُ الثُّلُثِ ، فَإِنْ فَضَلَ مِنْ مَالِنَا فَضْلٌ بَعْدَ قَضَاءِ الدَّيْنِ شَيْءٌ فَثُلُثُهُ لِوَلَدِكَ قَالَ هِشَامٌ وَكَانَ بَعْضُ وَلَدِ عَبْدِ اللَّهِ قَدْ وَازَى بَعْضَ بَنِي الزُّبَيْرِ خُبَيْبٌ وَعَبَّادٌ ، وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعَةُ بَنِينَ وَتِسْعُ بَنَاتٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَجَعَلَ يُوصِينِي بِدَيْنِهِ وَيَقُولُ يَا بُنَيِّ ، إِنْ عَجَزْتَ عَنْهُ فِي شَيْءٍ فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ مَوْلَايَ قَالَ فَوَاللَّهِ مَا دَرَيْتُ مَا أَرَادَ حَتَّى قُلْتُ يَا أَبَتِ مَنْ مَوْلَاكَ قَالَ اللَّهُ قَالَ فَوَاللَّهِ مَا وَقَعْتُ فِي كُرْبَةٍ مِنْ دَيْنِهِ إِلَّا قُلْتُ يَا مَوْلَى الزُّبَيْرِ ، اقْضِ عَنْهُ دَيْنَهُ فَيَقْضِيهِ ، فَقُتِلَ الزُّبَيْرُ رضی الله عنه وَلَمْ يَدَعْ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا ، إِلَّا أَرَضِينَ مِنْهَا الْغَابَةُ ، وَإِحْدَى عَشْرَةَ دَارًا بِالْمَدِينَةِ ، وَدَارَيْنِ بِالْبَصْرَةِ ، وَدَارًا بِالْكُوفَةِ ، وَدَارًا بِمِصْرَ قَالَ وَإِنَّمَا كَانَ دَيْنُهُ الَّذِي عَلَيْهِ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَأْتِيهِ بِالْمَالِ فَيَسْتَوْدِعُهُ إِيَّاهُ فَيَقُولُ الزُّبَيْرُ لَا وَلَكِنَّهُ سَلَفٌ ، فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْهِ الضَّيْعَةَ ، وَمَا وَلِيَ إِمَارَةً قَطُّ وَلَا جِبَايَةَ خَرَاجٍ وَلَا شَيْئًا ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي غَزْوَةٍ مَعَ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم أَوْ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رضی الله عنهم ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَحَسَبْتُ مَا عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ فَوَجَدْتُهُ أَلْفَيْ أَلْفٍ وَمِائَتَيْ أَلْفٍ قَالَ فَلَقِيَ حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي ، كَمْ عَلَى أَخِي مِنَ الدَّيْنِ فَكَتَمَهُ فَقَالَ مِائَةُ أَلْفٍ فَقَالَ حَكِيمٌ وَاللَّهِ مَا أُرَى أَمْوَالَكُمْ تَسَعُ لِهَذِهِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ أَفَرَأَيْتَكَ إِنْ كَانَتْ أَلْفَيْ أَلْفٍ وَمِائَتَيْ أَلْفٍ قَالَ مَا أُرَاكُمْ تُطِيقُونَ هَذَا ، فَإِنْ عَجَزْتُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَاسْتَعِينُوا بِي قَالَ وَكَانَ الزُّبَيْرُ اشْتَرَى الْغَابَةَ بِسَبْعِينَ وَمِائَةِ أَلْفٍ ، فَبَاعَهَا عَبْدُ اللَّهِ بِأَلْفِ أَلْفٍ وَسِتِّمِائَةِ أَلْفٍ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ حَقٌّ فَلْيُوَافِنَا بِالْغَابَةِ ، فَأَتَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ ، وَكَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ أَرْبَعُمِائَةِ أَلْفٍ فَقَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ إِنْ شِئْتُمْ تَرَكْتُهَا لَكُمْ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَا قَالَ فَإِنْ شِئْتُمْ جَعَلْتُمُوهَا فِيمَا تُؤَخِّرُونَ إِنْ أَخَّرْتُمْ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَا قَالَ قَالَ فَاقْطَعُوا لِي قِطْعَةً فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَكَ مِنْ هَا هُنَا إِلَى هَا هُنَا قَالَ فَبَاعَ مِنْهَا فَقَضَى دَيْنَهُ فَأَوْفَاهُ ، وَبَقِيَ مِنْهَا أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَنِصْفٌ ، فَقَدِمَ عَلَى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَالْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ كَمْ قُوِّمَتِ الْغَابَةُ قَالَ كُلُّ سَهْمٍ مِائَةَ أَلْفٍ قَالَ كَمْ بَقِيَ قَالَ أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَنِصْفٌ قَالَ الْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ قَالَ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ وَقَالَ ابْنُ زَمْعَةَ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَمْ بَقِيَ فَقَالَ سَهْمٌ وَنِصْفٌ قَالَ أَخَذْتُهُ بِخَمْسِينَ وَمِائَةِ أَلْفٍ قَالَ وَبَاعَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ نَصِيبَهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ بِسِتِّمِائَةِ أَلْفٍ ، فَلَمَّا فَرَغَ ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ قَضَاءِ دَيْنِهِ قَالَ بَنُو الزُّبَيْرِ اقْسِمْ بَيْنَنَا مِيرَاثَنَا قَالَ لَا ، وَاللَّهِ لَا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ حَتَّى أُنَادِيَ بِالْمَوْسِمِ أَرْبَعَ سِنِينَ أَلَا مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَلْنَقْضِهِ قَالَ فَجَعَلَ كُلَّ سَنَةٍ يُنَادِي بِالْمَوْسِمِ ، فَلَمَّا مَضَى أَرْبَعُ سِنِينَ قَسَمَ بَيْنَهُمْ قَالَ فَكَانَ لِلزُّبَيْرِ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ ، وَرَفَعَ الثُّلُثَ ، فَأَصَابَ كُلَّ امْرَأَةٍ أَلْفُ أَلْفٍ وَمِائَتَا أَلْفٍ ، فَجَمِيعُ مَالِهِ خَمْسُونَ أَلْفَ أَلْفٍ وَمِائَتَا أَلْفٍ

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے ابو اسامہ سے پوچھا' کیا آپ لوگوں سے ہشام بن عروہ نے یہ حدیث اپنے والد کے واسطے سے بیان کی ہے کہ ان سے عبدالرحمٰن بن زبیرؓ نے فرمایا کہ جمل کی جنگ کے موقعہ پر جب زبیر کھڑے ہوئے تو مجھے بلایا' میں آپ کے پہلو میں جا کر کھڑا ہو گیا' آپ نے فرمایا بیٹے! آج کی لڑائی میں یا ظالم مارا جائے گا یا مظلوم اور میرا وجدان کہتا ہے کہ آج میں مظلوم قتل کیا جاؤں گا۔ ادھر مجھے سب سے زیادہ فکر اپنے قرضوں کی ہے' کیا تمہیں بھی کچھ اندازہ ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد ہمارا کچھ مال بچ جائے گا۔ پھر انہوں نے فرمایا' بیٹے! ہمارا مال فروخت کر کے اس سے قرض ادا کر دینا' اس کے بعد آپ نے ایک تہائی کی میرے لئے اور اس تہائی کے تیسرے حصہ کی وصیت میرے بچوں

کے لئے کی یعنی عبداللہ بن زبیر کے بچوں کے لئے' انہوں نے فرمایا تھا کہ اس تہائی کے تین حصے کر لینا۔ اور اگر قرض کی ادائیگی کے بعد ہمارے اموال میں سے کچھ بچ جائے تو اس کا ایک تہائی تمہارے بچوں کے لئے ہوگا۔ ہشام نے بیان کیا کہ عبداللہؓ کے بعض لڑکے زبیرؓ کے بعض لڑکوں کے برابر تھے حبیب اور عباد (عبداللہؓ کے اس وقت دو لڑکے تھے) اور زبیرؓ کے اس وقت نو لڑکے اور نو لڑکیاں تھیں۔ عبداللہؓ نے بیان کیا کہ پھر زبیرؓ مجھے اپنے قرض کے سلسلے میں وصیت کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ اگر قرض کی ادائیگی کے کسی مرحلہ پر بھی دشواریاں پیش آئیں تو میرے مالک و مولا سے اس میں مدد چاہنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ بخدا' میں ان کی بات نہ سمجھ سکا (کہ مولا سے ان کی کیا مراد ہے) آخر میں نے پوچھا کہ آپ کے مولا کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ! انہوں نے بیان کیا کہ پھر خدا گواہ ہے کہ قرض ادا کرنے میں جو دشواری بھی سامنے آئی تو میں نے اسی طرح کی دعا کی کہ اے زبیر کے مولا! ان کی طرف سے ان کا قرض ادا کر دیجئے' اور ادائیگی کی صورت پیدا ہو جاتی تھی' چنانچہ جب زبیرؓ (اسی موقعہ پر) شہید ہوئے تو انہوں نے ترکہ میں درہم و دینار نہیں چھوڑے تھے بلکہ ان کا ترکہ کچھ تو اراضی تھا' اور اسی میں غابہ کی زمین بھی شامل تھی' گیارہ مکانات مدینہ میں تھے' دو مکان بصرہ میں تھے' ایک مکان کوفہ میں تھا اور ایک مصر میں تھا (زبیرؓ بڑے امین اور اتقیاء صحابہ میں تھے) عبداللہؓ نے بیان کیا کہ ان پر جو اتنا سارا قرض ہو گیا تھا۔ اس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ جب ان کے پاس کوئی شخص اپنا مال لے کر امانت رکھنے آتا تو آپ اس سے کہتے کہ نہیں (امانت کی صورت میں اسے میں اپنے پاس نہیں رکھوں گا) البتہ اس صورت میں رکھ سکتا ہوں کہ یہ میرے ذمے قرض رہے۔ کیونکہ مجھے اس کے ضائع ہو جانے کا بھی خوف ہے۔ زبیرؓ کسی علاقے کے امیر کبھی نہیں بنے تھے' نہ وہ خراج کی وصول یابی پر کبھی مقرر ہوئے تھے اور نہ کوئی دوسرا عہدہ انہوں نے قبول کیا تھا' البتہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور ابو بکر' عمر عثمانؓ کے ساتھ غزوات میں شرکت ضرور کی تھی' عبداللہ بن زبیرؓ نے بیان کیا کہ جب میں نے اس رقم کا حساب کیا جو ان پر قرض کی صورت میں تھی تو اسکی تعداد بائیس لاکھ تھی' بیان کیا کہ پھر حکیم بن حزامؓ عبداللہ بن زبیرؓ سے ملے تو دریافت فرمایا بیٹے! میرے (دینی) بھائی پر کتنا قرض ہے؟ عبداللہؓ نے چھپانا چاہا اور کہہ دیا کہ ایک لاکھ' اس پر حکیمؓ نے فرمایا' بخدا میں تو نہیں سمجھتا کہ تمہارے پاس موجود سرمایہ سے یہ قرض ادا ہو سکے گا' عبداللہؓ نے اب کہا کہ اگر قرض کی تعداد بائیس لاکھ ہوئی' پھر آپ کی کیا رائے ہوگی؟ انہوں نے فرمایا کہ پھر تو یہ قرض تمہاری برداشت سے باہر ہے۔ خیر اگر کوئی دشواری پیش آئے تو مجھ سے کہنا' بیان کیا کہ زبیرؓ نے غابہ کی جائیداد ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدی تھی' لیکن عبداللہؓ نے سولہ لاکھ میں بیچی۔ پھر انہوں نے اعلان کیا کہ زبیرؓ پر جن کا قرض ہو وہ غابہ میں ہم سے آ کر مل لے' چنانچہ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؓ آئے' ان کا زبیرؓ پر چار لاکھ قرض تھا تو انہوں نے یہی پیش کش کی کہ اگر تم چاہو تو میں یہ قرض چھوڑ سکتا ہوں' لیکن عبداللہؓ نے فرمایا کہ نہیں' پھر انہوں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں سارے قرض کی ادائیگی کے بعد لے لوں گا' عبداللہؓ نے اس پر بھی یہی فرمایا کہ تاخیر کی بھی کوئی ضرورت نہیں' آخر انہوں نے فرمایا کہ پھر اس میں میرے حصہ کا قطعہ متعین کر دو' عبداللہؓ نے فرمایا کہ آپ یہاں سے یہاں تک لے لیجئے (اپنے قرض کے بدلہ میں) بیان کیا کہ زبیرؓ کی جائیداد اور مکانات وغیرہ بیچ کر ان کا قرض ادا کر دیا گیا اور سارے قرض کی ادائیگی ہو گئی' غابہ کی جائیداد میں ساڑھے چار حصے ابھی نہیں

بک سکے تھے اس لئے عبداللہؓ معاویہؓ کے یہاں (شام) تشریف لے گئے وہاں عمرو بن عثمان، منذر بن زبیر اور ابن زمعہ بھی موجود تھے۔ معاویہؓ نے ان سے دریافت کیا کہ غابہ کی کل جائیداد کی قیمت کتنی طے ہوئی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ ہر حصے کی قیمت ایک لاکھ طے پائی تھی۔ معاویہؓ نے دریافت فرمایا کہ اب باقی کتنے حصے رہ گئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ ساڑھے چار حصے! اس پر منذر بن زبیر نے فرمایا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں، میں لیتا ہوں، عمرو بن عثمان نے فرمایا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں، میں لیتا ہوں ابن زمعہ نے فرمایا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں، میں لیتا ہوں۔ اس کے بعد معاویہؓ نے پوچھا کہ اب کتنے حصے باقی بچے؟ انہوں نے کہا کہ ڈیڑھ حصہ! معاویہؓ نے فرمایا کہ پھر اسے میں ڈیڑھ لاکھ میں لیتا ہوں۔ بیان کیا کہ عبداللہ بن جعفر نے اپنا حصہ بعد میں معاویہؓ کو چھ لاکھ میں بیچ دیا، پھر جب ابن زبیر قرض کی ادائیگی کر چکے تو زبیرؓ کی اولاد نے کہا کہ اب ہماری میراث تقسیم کر دیجئے لیکن عبداللہؓ نے فرمایا کہ ابھی میں تمہاری میراث اس وقت تک تقسیم نہیں کر سکتا۔ جب تک چار سال تک ایام حج میں اس کا اعلان نہ کرلوں کہ جس کا بھی زبیرؓ پر قرض ہے وہ ہمارے پاس آئے اور اپنا قرض لے جائے بیان کیا کہ عبداللہؓ نے اب ہر سال ایام حج میں اس کا اعلان کرانا شروع کیا، جب چار سال گزر گئے تو ان کی میراث تقسیم کی، بیان کیا کہ زبیرؓ کی چار بیویاں تھیں اور عبداللہؓ نے (وصیت کے مطابق) تہائی حصہ باقی ماندہ رقم سے نکال لیا تھ۔ پھر بھی ہر بیوی کے حصے میں بارہ لاکھ کی رقم آئی زبیرؓ کا سارا مال پچاس حصوں میں تھا (اور ہر حصہ) بارہ لاکھ کا تھا۔

تشریح حدیث

حضرت زبیرؓ کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ یوں امانت کے طور پر اگر تم نے میرے پاس رکھ دیا تو بے کار پڑا رہے گا اور ضائع ہو جانے کے خطرے کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور اگر ضائع ہو گیا تو تمہارا مال ضائع جائیگا اور میں بھی اس سے کوئی نفع نہ اٹھا سکوں گا لیکن اگر قرض کی صورت میں اسے میں اپنے پاس جمع کرلوں گا تو اس کے ضائع ہو جانے کی صورت میں بھی بہر حال اس کی ادائیگی میرے لئے ضروری ہوگی اور دوسرا مفید پہلو اس کا یہ ہوگا کہ تمہارا مال میرے پاس بیکار نہیں پڑا رہے گا بلکہ میں اسے تجارتی کاروبار میں بھی لگا سکوں گا اور اس سے نفع حاصل کر سکوں گا بہت سے لوگ آج کل کہتے ہیں کہ ہر طرح کے سودی کاروبار کو حرام کر کے اسلام نے تجارتی ترقی کی بہت سی راہیں مسدود کر دی ہیں اور بینکنگ کی تو کوئی صورت سرے سے اسلام میں ہے ہی نہیں آپ نے غور کیا ہوگا کہ زبیرؓ سودی لین دین کے بغیر جس صورت پر عمل کرتے تھے وہ بلا سود بینکنگ ہی کی شکل تھی اس طرح کی مثالیں عہد صحابہ میں متعدد ہیں اور بعض دوسرے اکابر صحابہ نے بھی اپنے تجارتی کاروبار کو اس طرح ترقی دی تھی یعنی سودی لین دین کی لعنت سے بھی محفوظ رہے جس کی بعض جزوی احادیث کو تسلیم کر لینے کے بعد، ہولنا کیوں کا سب کو اعتراف ہے تجارتی کاروبار کی اجتماعی لائن پر ترقیات کی صورتیں بھی پیدا کیجئے۔

باب إِذَا بَعَثَ الْإِمَامُ رَسُولاً فِي حَاجَةٍ (اگر امام کسی کو ضرورت کیلئے قاصد بنا کر بھیجے)

أَوْ أَمَرَهُ بِالْمُقَامِ هَلْ يُسْهَمُ لَهُ یا کسی خاص جگہ ٹھہرنے کا حکم دے تو کیا اس کا بھی حصہ (غنیمت میں) ہوگا۔

حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَوْهَبٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما قَالَ إِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ ، فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَكَانَتْ مَرِيضَةً فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ نے حدیث بیان کی ان سے ابوعوانہ نے حدیث بیان کی ان سے عثمان بن موہب نے حدیث بیان کی اوران سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ عثمانؓ بدر کی لڑائی میں شریک نہ تھے ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک صاحبزادی تھیں اور (اس وقت) بیمار تھیں (اسی لئے شریک نہ ہو سکے تھے ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا بدر میں شریک ہونے والے دوسرے کسی شخص کو ملے گا اور اتنا ہی حصہ بھی (غنیمت میں سے)

باب من قال وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْخُمُسَ لِنَوَائِبِ الْمُسْلِمِينَ

خمس مسلمانوں کی ضرورتوں اور مصالح میں خرچ ہوگا

مَا سَأَلَ هَوَازِنُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم بِرَضَاعِهِ فِيهِمْ فَتَحَلَّلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَمَا كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَعِدُ النَّاسَ أَنْ يُعْطِيَهُمْ مِنَ الْفَيْءِ وَالْأَنْفَالِ مِنَ الْخُمُسِ ، وَمَا أَعْطَى الْأَنْصَارَ ، وَمَا أَعْطَى جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ تَمْرَ خَيْبَرَ

اس کی دلیل یہ واقعہ ہے کہ جب قبیلہ ہوازن کے لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے رضاعی رشتے کا واسطہ دے کر اپنا مطالبہ پیش کیا تھا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں سے (ان سے حاصل شدہ غنیمت) معاف کرا دی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض لوگوں سے وعدہ فرمایا کرتے تھے کہ فئی اور خمس میں سے اپنی طرف سے عطیہ کے طور پر انہیں دیں گے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابرؓ اور دوسرے انصارؓ کو خیبر کی کھجوریں عطا فرمائی تھیں۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَزَعَمَ عُرْوَةُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ حِينَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِينَ ، فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ ، فَاخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ ، وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِهِمْ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم انْتَظَرَ آخِرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ، حِينَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ ، فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِي الْمُسْلِمِينَ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ ، فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ هَؤُلَاءِ قَدْ جَاءُونَا تَائِبِينَ ، وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ ، مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُطَيِّبَ فَلْيَفْعَلْ ، وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ اللَّهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِي ذَلِكَ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ ، فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ ، فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوا فَأَذِنُوا فَهَذَا الَّذِي بَلَغَنَا عَنْ سَبْيِ هَوَازِنَ

ترجمہ۔ ہم سے سعید بن عفیر نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے لیث نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے عقیل نے حدیث بیان کی ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ عروہ کہتے تھے کہ مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہؓ نے انہیں خبر دی کہ جب

ہوازن کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے اموال اور قیدیوں کی واپسی کا مطالبہ پیش کیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سچی بات مجھے سب سے زیادہ پسند ہے' ان دونوں چیزوں میں سے تم ایک ہی واپس لے سکتے ہو' اپنے قیدی واپس لے لو یا پھر مال واپس لے لو۔ اور میں نے تو تمہارا انتظار بھی کیا' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقریباً دس دن تک طائف سے واپسی پر ان کا انتظار کیا تھا اور جب یہ بات ان پر واضح ہوگئی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی صرف ایک ہی چیز (قیدی یا مال) واپس کر سکتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے قیدی واپس چاہتے ہیں۔ اب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو خطاب فرمایا' اللہ کی اس کی شان کے مطابق تعریف کرنے کے بعد فرمایا' اما بعد! تمہارے یہ بھائی اب ہمارے پاس توبہ کر کے آئے ہیں اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی انہیں واپس کر دیئے جائیں' اس لئے جو شخص اپنی خوشی سے (غنیمت کے اپنے حصے کے قیدی) واپس کرنا چاہے وہ بھی واپس کر دے' اور جو شخص چاہتا ہو کہ اس کا حصہ باقی رہے اور ہمیں جب اس کے بعد سب سے پہلی غنیمت ملے تو اس میں سے اس کے حصے کی ادائیگی کر دی جائے تو وہ بھی اپنے قیدی واپس کر دے (اور جب ہمیں دوسری غنیمت ملے گی تو اس کا حصہ ادا کر دیا جائے گا) اس پر صحابہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم اپنی خوشی سے انہیں اپنے حصے واپس کرتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' لیکن ہمیں معلوم نہ ہو سکا کہ کن لوگوں نے اپنی خوشی سے اجازت دی ہے اور کن لوگوں نے نہیں دی ہے' اس لیے سب لوگ (اپنے خیموں میں) واپس چلے جائیں اور تمہارے امیر تمہارے رجحان کی ترجمانی ہمارے سامنے آ کر کریں۔ سب لوگ واپس چلے گئے اور ان کے امیروں نے ان سے اس مسئلہ پر گفتگو کی اور پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آ کر اطلاع دی کہ سب لوگ خوشی سے اجازت دیتے ہیں اس کا کوئی بدلہ نہیں چاہتے) یہی وہ خبر ہے جو ہوازن کے قیدیوں کے سلسلے میں معلوم ہوئی ہے۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ وَحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ عَاصِمٍ الْكُلَيْبِيُّ وَأَنَا لِحَدِيثِ الْقَاسِمِ أَحْفَظُ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى ، فَأُتِيَ ذُكِرَ دَجَاجَةً وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللَّهِ أَحْمَرُ كَأَنَّهُ مِنَ الْمَوَالِي ، فَدَعَاهُ لِلطَّعَامِ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا ، فَقَذِرْتُهُ ، فَحَلَفْتُ لَا آكُلُ فَقَالَ هَلُمَّ فَلَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذَاكَ ، إِنِّي أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِي نَفَرٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ نَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ وَاللَّهِ لَا أَحْمِلُكُمْ ، وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ وَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بِنَهْبِ إِبِلٍ ، فَسَأَلَ عَنَّا فَقَالَ أَيْنَ النَّفَرُ الْأَشْعَرِيُّونَ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرَى ، فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا لَا يُبَارَكُ لَنَا ، فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا إِنَّا سَأَلْنَاكَ أَنْ تَحْمِلَنَا ، فَحَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا أَفَنَسِيتَ قَالَ لَسْتُ أَنَا حَمَلْتُكُمْ ، وَلَكِنَّ اللَّهَ حَمَلَكُمْ ، وَإِنِّي وَاللَّهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی' ان سے حماد نے حدیث بیان کی' ان سے ایوب نے حدیث بیان کی' ان سے ابو قلابہ نے بیان کیا اور (ایوب نے ایک دوسری سند کے ساتھ روایت اس طرح کی ہے کہ) مجھ سے قاسم بن عاصم کلیبی نے حدیث بیان کی اور (کہا کہ) قاسم کی حدیث (ابو قلابہ کی حدیث کی بہ نسبت) مجھے زیادہ اچھی طرح یاد ہے زہدم کے واسطے سے' انہوں نے بیان کیا کہ ہم ابو موسیٰ اشعریؓ کی مجلس میں حاضر تھے (کھانا لایا گیا اور) وہاں مرغی کا ذکر چلا بنی تیم اللہ کے ایک صاحب وہاں موجود تھے' رنگ سرخ تھا' غالباً موالی میں سے تھے انہیں بھی ابو موسیٰؓ نے کھانے پر بلایا (کھانے میں مرغی کا گوشت بھی تھا) وہ کہنے لگے کہ میں نے مرغی کو گندی چیزیں کھاتے ایک مرتبہ دیکھا تھا۔ مجھے بڑی ناگواری ہوئی اور میں

نے قسم کھالی کہ اب کبھی مرغی کا گوشت نہ کھاؤں گا' حضرت موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ قریب آ جاؤ میں تم سے ایک حدیث اس سلسلے کی بیان کرتا ہوں قبیلہ اشعری کے چند اشخاص کو ساتھ لے کر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سواری کی درخواست کی (غزوہ تبوک میں شرکت کے لئے) آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں تمہارے لئے سواری کا انتظام نہ کرسکوں گا' میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو تمہاری سواری کے کام آ سکے' پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں غنیمت کے کچھ اونٹ آئے تو آپ نے ہمارے متعلق فرمایا کہ قبیلہ اشعر کے لوگ کہاں ہیں؟ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ اونٹ ہمیں دیئے جانے کا حکم عنایت فرمایا' خوب موٹے تازے اور فربہ! جب ہم چلنے لگے تو ہم نے آپس میں کہا کہ ہم نے جو طرز عمل اختیار کیا ہے' اس سے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عطیہ میں ہمارے لئے کوئی برکت نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم نے پہلے جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی تھی تو آپ نے بحلف فرمایا تھا کہ میں تمہاری سواری کا انتظام نہیں کرسکوں گا' شاید آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد نہ رہا ہو۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہاری سواری کا انتظام واقعی نہیں کیا۔ وہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ جنہوں نے تمہیں سواریاں دی ہیں' خدا کی قسم' تم اس پر یقین رکھو کہ ان شاء اللہ جب بھی میں کوئی قسم کھاؤں گا اور پھر مجھ پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ بہتر اور مناسب طرز عمل اسکے سوا میں ہے تو میں وہی کروں گا جس میں اچھائی ہوگی اور کفارہ قسم دے دوں گا۔

تشریح حدیث

عربی میں واللہ وغیرہ قسم کیلئے بہت سے الفاظ استعمال ہوتے ہیں اور مقصود صرف تاکید ہوتی ہے یہاں مراد اسی طرح کی قسم سے ہے جو گفتگو کے درمیان عربی کا ایک عام محاورہ سا بن گیا ہے۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم بَعَثَ سَرِيَّةً فِيهَا عَبْدُ اللّٰهِ قِبَلَ نَجْدٍ، فَغَنِمُوا إِبِلًا كَثِيرًا، فَكَانَتْ سِهَامُهُمُ اثْنَي عَشَرَ بَعِيرًا أَوْ أَحَدَ عَشَرَ بَعِيرًا، وَنُفِّلُوا بَعِيرًا بَعِيرًا

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی' انہیں مالک نے خبر دی' انہیں نافع نے اور انہیں ابن عمرؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجد کی طرف سے ایک مہم روانہ کی' عبداللہ بن عمرؓ بھی ہم کے ساتھ تھے' غنیمت کے طور پر اونٹنیوں کی ایک بڑی تعداد اس مہم کو ملی تھی' اسلئے اس کے شرکاء کو حصے میں بھی بارہ یا گیارہ گیارہ اونٹ ملے تھے اور ایک ایک اونٹ واجبی حصوں کے علاوہ بھی انہیں دیا گیا تھا۔

← حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم كَانَ يُنَفِّلُ بَعْضَ مَنْ يَبْعَثُ مِنَ السَّرَايَا لِأَنْفُسِهِمْ خَاصَّةً سِوَى قِسْمِ عَامَّةِ الْجَيْشِ

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی' انہیں لیث نے خبر دی' انہیں ابن شہاب نے' انہیں سالم نے اور انہیں ابن عمرؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض مہموں کے موقعہ پر اس کے افراد کو غنیمت کے عام حصوں کے علاوہ اپنے طور پر بھی عنایت فرمایا کرتے تھے (خمس وغیرہ سے)

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رضی الله عنه

قَالَ بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِينَ إِلَيْهِ ، أَنَا وَأَخَوَانِ لِي ، أَنَا أَصْغَرُهُمْ ، أَحَدُهُمَا أَبُو بُرْدَةَ وَالآخَرُ أَبُو رُهْمٍ ، إِمَّا قَالَ فِي بِضْعٍ ، وَإِمَّا قَالَ فِي ثَلاثَةٍ وَخَمْسِينَ أَوِ اثْنَيْنِ وَخَمْسِينَ رَجُلاً مِنْ قَوْمِي فَرَكِبْنَا سَفِينَةً ، فَأَلْقَتْنَا سَفِينَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ ، وَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَصْحَابَهُ عِنْدَهُ فَقَالَ جَعْفَرٌ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بَعَثَنَا هَا هُنَا ، وَأَمَرَنَا بِالإِقَامَةِ فَأَقِيمُوا مَعَنَا فَأَقَمْنَا مَعَهُ ، حَتَّى قَدِمْنَا جَمِيعًا ، فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ ، فَأَسْهَمَ لَنَا أَوْ قَالَ فَأَعْطَانَا مِنْهَا وَمَا قَسَمَ لأَحَدٍ غَابَ عَنْ فَتْحِ خَيْبَرَ مِنْهَا شَيْئًا ، إِلاَّ لِمَنْ شَهِدَ مَعَهُ ، إِلاَّ أَصْحَابَ سَفِينَتِنَا مَعَ جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ ، قَسَمَ لَهُمْ مَعَهُمْ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن علاء نے حدیث بیان کی‘ ان سے ابو اسامہ نے حدیث بیان کی‘ ان سے برید بن عبداللہ نے حدیث بیان کی‘ ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کی خبر ہمیں ملی تو ہم یمن میں تھے‘ اس لئے ہم بھی آپ کی خدمت میں مہاجر کی حیثیت سے حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوئے میں تھا‘ میرے ساتھ دو بھائی تھے‘ میری عمران دونوں سے کم تھی (دونوں بھائیوں میں) ایک ابو بردہؓ تھے اور دوسرے ابو رہم‘ یا انہوں نے یہ فرمایا کہ اپنی قوم کے چند افراد کے ساتھ یا یہ کہا کہ ترپین یا باون افراد کے ساتھ (یہ لوگ روانہ ہوئے تھے) ہم کشتی پر سوار ہوئے تو ہماری کشتی نجاشی کے ملک حبشہ پہنچ گئی اور وہاں ہمیں جعفر بن ابی طالبؓ اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ جا ملے۔ جعفرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں یہاں بھیجا تھا اور حکم دیا تھا کہ ہم یہیں رہیں‘ اسلئے آپ لوگ بھی ہمارے ساتھ یہیں ٹھہر جائیں۔ چنانچہ ہم بھی وہیں ٹھہر گئے اور پھر سب ایک ساتھ (مدینہ) حاضر ہوئے جب ہم خدمت نبوی میں پہنچے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر فتح کر چکے تھے‘ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (دوسرے مجاہدوں کے ساتھ) ہمارا بھی حصہ مال غنیمت میں لگایا۔ انہوں نے بیان کیا کہ غنیمت میں سے آپ نے ہمیں بھی عطا فرمایا‘ حالانکہ آپ نے کسی ایسے شخص کا غنیمت میں حصہ نہیں لگایا تھا جو لڑائی میں شریک نہ رہا ہو‘ صرف انہی لوگوں کو حصہ ملا تھا جو لڑائی میں شریک تھے البتہ ہمارے کشتی کے ساتھیوں اور جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کو بھی آپ نے غنیمت میں شریک کیا تھا (حالانکہ ہم لوگ لڑائی میں شریک نہیں تھے)

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرًا رضى الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لَوْ قَدْ جَاءَنِي مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ أَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا فَلَمْ يَجِئْ حَتَّى قُبِضَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ، فَلَمَّا جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَ أَبُو بَكْرٍ مُنَادِيًا فَنَادَى مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم دَيْنٌ أَوْ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِي كَذَا وَكَذَا فَحَثَا لِي ثَلاثًا وَجَعَلَ سُفْيَانُ يَحْثُو بِكَفَّيْهِ جَمِيعًا ، ثُمَّ قَالَ لَنَا هَكَذَا قَالَ لَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ وَقَالَ مَرَّةً فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَسَأَلْتُ فَلَمْ يُعْطِنِي ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَلَمْ يُعْطِنِي ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقُلْتُ سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي ، ثُمَّ سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي ، ثُمَّ سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي ، فَإِمَّا أَنْ تُعْطِيَنِي ، وَإِمَّا أَنْ تَبْخَلَ عَنِّي قَالَ قُلْتَ تَبْخَلُ عَلَيَّ مَا مَنَعْتُكَ مِنْ مَرَّةٍ إِلاَّ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُعْطِيَكَ قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرٍ فَحَثَا لِي حَثْيَةً وَقَالَ عُدَّهَا فَوَجَدْتُهَا خَمْسَمِائَةٍ قَالَ فَخُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ وَقَالَ يَعْنِي ابْنَ الْمُنْكَدِرِ وَأَيُّ دَاءٍ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ

ترجمہ۔ ہم سے علی نے حدیث بیان کی‘ ان سے سفیان نے حدیث بیان کی‘ ان سے محمد بن منکدر نے حدیث بیان کی‘ اور انہوں نے جابرؓ سے سنا‘ آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ بحرین سے وصول ہو کر میرے پاس

مال آئے گا تو میں تمہیں اس طرح اس طرح دوں گا (تین لپ) اس کے بعد آنخضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہو گئی اور بحرین کا مال اس وقت تک نہ آیا۔ پھر جب وہاں سے مال آیا تو ابوبکرؓ کے حکم سے منادی نے اعلان کیا کہ جس کا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی قرض ہو یا آپ کا کوئی وعدہ ہو تو ہمارے پاس آئے۔ میں ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا تھا' چنانچہ انہوں نے تین لپ بھر کر مجھے عنایت فرمایا' سفیان بن عیینہ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا (لپ بھرنے کی کیفیت بتائی) پھر ہم سے سفیان نے بیان کیا (سابقہ سند کے ساتھ) کہ (جابرؓ نے فرمایا میں ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ پھر میں حاضر ہوا اور اس مرتبہ بھی انہوں نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ پھر میں تیسری مرتبہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے ایک مرتبہ آپ سے مانگا اور آپ نے مجھے عنایت نہیں فرمایا' دوبارہ مانگا پھر بھی آپ نے نہیں عنایت نہیں فرمایا اور پھر مانگا' لیکن آپ نے عنایت نہیں فرمایا۔ اب یا آپ مجھے دیجئے یا پھر میرے معاملے میں بخل سے کام لیجئے' ابوبکرؓ نے فرمایا کہ تم کہتے ہو کہ میرے معاملے میں بخل سے کام لیتا ہے' حالانکہ تجھے دینے سے جب بھی میں نے اعراض کیا تو میرے دل میں یہ بات ہوتی تھی کہ تجھے دینا ضرور ہے (اور وقتی انکار صرف مصلحت کی وجہ سے ہوتا تھا) سفیان نے بیان کیا کہ ہم سے عمرو نے حدیث بیان کی' ان سے محمد بن علی نے اور ان سے جابرؓ نے کہ پھر ابوبکرؓ نے مجھے ایک لپ بھر کر دیا اور فرمایا کہ اسے شمار کر لو (کہ تعداد کتنی ہے) میں نے شمار کیا تو پانچ سو کی تعداد تھی اس کے بعد ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اتنا ہی دو مرتبہ اور لے لو۔ اور ابن منکدر نے بیان کیا (کہ ابوبکرؓ نے فرمایا تھا) کہ بخل سے زیادہ بدترین اور کیا بیماری ہو سکتی ہے۔

← حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضی الله عنهما قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم يَقْسِمُ غَنِيمَةً بِالْجِعْرَانَةِ إِذْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ اعْدِلْ فَقَالَ لَهُ شَقِيتَ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ

ترجمہ۔ ہم سے مسلم بن ابراہیم نے حدیث بیان کی' ان سے قرہ بن خالد نے حدیث بیان کی' ان سے عمرو بن دینار نے حدیث بیان کی' ان سے جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام جعرانہ میں غنیمت تقسیم کر رہے تھے کہ ایک شخص نے کہا' انصاف سے کام لیجئے۔ آنخضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں بھی انصاف سے کام نہ لوں تو تم گمراہ ہو جاؤ۔

باب مَا مَنَّ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم عَلَى الأُسَارَى مِنْ غَيْرِ أَنْ يُخَمِّسَ

پانچواں حصہ نکالنے سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیدیوں پر غنیمت کے مال سے احسان کیا

اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی قیدیوں کو خمس نکالے بغیر احسان کر کے چھوڑنے کو جائز قرار دیا ہے۔

مال غنیمت مجاہدین کی ملکیت کب بنتا ہے؟

جمہور (جن میں حنفیہ بھی داخل ہیں) کہتے ہیں مال غنیمت اس وقت تک مجاہدین کی ملکیت میں نہیں آتا جب تک وہ تقسیم نہ کر دیا جائے یعنی تقسیم کرنے سے پہلے مجاہدین کی ملکیت میں نہیں آتا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو بھی مال غنیمت حاصل ہوا اسی وقت مجاہدین اس کے مالک بن جاتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں جمہور کی تائید کررہے ہیں کہ تقسیم سے پہلے مال غنیمت مجاہدین کی ملکیت نہیں اور اس کی دلیل میں یہ بات پیش کی ہے کہ اگر مال غنیمت حاصل ہوتے ہی مجاہدین کی ملکیت ہو جاتا تو امام کو فدیہ لیے بغیر قیدیوں کو چھوڑنے کا حق نہ ہوتا کیونکہ مجاہدین اس کے مالک ہو گئے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کرنے کی اجازت دی ہے بلکہ قرآن مجید میں بھی اس کی اجازت دی گئی ہے۔ "فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً" یعنی احسان کر کے چھوڑ دینا بھی جائز ہے۔ اگر مجاہدین مال غنیمت حاصل ہوتے ہی مالک ہو جاتے تو پھر جو قیدی ہیں ان کے بھی مالک ہو جاتے۔ اس کا تقاضا یہ تھا کہ جب تک ان سے اجازت نہ لی جائے۔ اس وقت تک احسان کر کے چھوڑنا جائز نہ ہو لیکن احسان کر کے چھوڑنے کی اجازت دی گئی۔ معلوم ہوا کہ مجاہدین اس وقت تک مالک نہیں بنتے جب تک مالِ غنیمت کی تقسیم عمل میں نہ آ جائے۔

← حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ فِي أُسَارَى بَدْرٍ لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا، ثُمَّ كَلَّمَنِي فِي هَؤُلَاءِ النَّتْنَى، لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق بن منصور نے حدیث بیان کی انہیں عبدالرزاق نے خبر دی انہیں معمر نے خبر دی انہیں زہری نے انہیں محمد بن جبیر نے اور انہیں ان کے والدؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا تھا کہ اگر مطعم بن عدی (جو کفر کی حالت میں مر گئے تھے) زندہ ہوتے اور ان کافروں کی سفارش کرتے تو میں ان کی وجہ سے انہیں (فدیہ لئے بغیر) چھوڑ دیتا۔

باب وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْخُمُسَ لِلْإِمَامِ

اس کی دلیل کہ غنیمت کے پانچویں حصے میں امام کو تصرف کا حق ہوتا ہے

وَأَنَّهُ يُعْطِي بَعْضَ قَرَابَتِهِ دُونَ بَعْضٍ مَا قَسَمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِبَنِي الْمُطَّلِبِ وَبَنِي هَاشِمٍ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَمْ يَعُمَّهُمْ بِذَلِكَ، وَلَمْ يَخُصَّ قَرِيبًا دُونَ مَنْ أَحْوَجُ إِلَيْهِ، وَإِنْ كَانَ الَّذِي أَعْطَى لِمَا يَشْكُو إِلَيْهِ مِنَ الْحَاجَةِ، وَلِمَا مَسَّتْهُمْ فِي جَنْبِهِ، مِنْ قَوْمِهِمْ وَحُلَفَائِهِمْ

ترجمہ۔ اور وہ اسے اپنے بعض (مستحق رشتہ داروں کو بھی دے سکتا ہے' یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کی غنیمت میں سے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو بھی دیا تھا عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام رشتہ داروں کو نہیں دیا تھا اور اس کی بھی رعایت نہیں کی تھی کہ جو قریبی رشتہ دار ہو اسی کو دیں بلکہ جو زیادہ محتاج ہوتا) اسے آپ عنایت فرماتے' خواہ رشتہ میں دور ہی کیوں نہ ہو' کیونکہ یہ لوگ بھی اپنی محتاجی کی شکایت کرتے تھے (اور اسلام لانے کی وجہ سے' ان کی قوم (قریش) اور ان کے حلیفوں سے انہیں اذیتیں اٹھانی پڑتی تھیں۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا،

وَنَحْنُ وَهُمْ مِنْکَ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّمَا بَنُو الْمُطَّلِبِ وَبَنُو هَاشِمٍ شَیْءٌ وَاحِدٌ قَالَ اللَّیْثُ حَدَّثَنِی یُونُسُ وَزَادَ قَالَ جُبَیْرٌ وَلَمْ یَقْسِمِ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لِبَنِی عَبْدِ شَمْسٍ وَلَا لِبَنِی نَوْفَلٍ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَبْدُ شَمْسٍ وَهَاشِمٌ وَالْمُطَّلِبُ إِخْوَةٌ لِأُمٍّ، وَأُمُّهُمْ عَاتِکَةُ بِنْتُ مُرَّةَ، وَکَانَ نَوْفَلٌ أَخَاهُمْ لِأَبِیهِمْ

ترجمہ۔ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی ان سے عقیل نے ان سے ابن شہاب نے ان سے ابن المسیب نے اوران سے جبیر بن مطعمؓ نے بیان کیا کہ میں اور عثمان بن عفانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اورعرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے بنو مطلب کو تو عنایت فرمایا۔لیکن ہمیں نظر انداز کر دیا' حالانکہ ہم اور وہ آپ کی نظر میں ایک جیسے ہیں۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بنو مطلب اور ہاشم ایک جیسے ہیں لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے حدیث بیان کی اور(اس روایت میں) یہ زیادتی کی کہ جبیرؓ نے فرمایا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو شمس اور بنو نوفل کو نہیں دیا تھا اور ابن اسحاق (صاحب مغازی) نے کہا ہے کہ عبد شمس' ہاشم اور مطلب ایک ماں سے تھے اوران کی ماں کا نام عاتکہ بنت مرہ تھا اور نوفل باپ کی طرف سے ان کے بھائی تھے (ماں دوسری تھیں)۔

باب مَنْ لَمْ یُخَمِّسِ الْأَسْلَابَ

جس نے کافر مقتول کے ساز وسامان میں سے خمس نہیں لیا

وَمَنْ قَتَلَ قَتِیلًا فَلَهُ سَلَبُهُ مِنْ غَیْرِ أَنْ یُخَمَّسَ، وَحُکْمِ الْإِمَامِ فِیهِ

اور جس نے کسی کو(لڑائی میں) قتل کیا تو مقتول کا سامان اسی کو ملے گا' بغیر اس میں سے خمس نکالے ہوئے' اوراسکے متعلق امام کا حکم۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا یُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِیمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِیهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ بَیْنَا أَنَا وَاقِفٌ فِی الصَّفِّ یَوْمَ بَدْرٍ فَنَظَرْتُ عَنْ یَمِینِی وَشِمَالِی فَإِذَا أَنَا بِغُلَامَیْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ حَدِیثَةٍ أَسْنَانُهُمَا، تَمَنَّیْتُ أَنْ أَکُونَ بَیْنَ أَضْلَعَ مِنْهُمَا، فَغَمَزَنِی أَحَدُهُمَا فَقَالَ یَا عَمِّ، هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ قُلْتُ نَعَمْ، مَا حَاجَتُکَ إِلَیْهِ یَا ابْنَ أَخِی قَالَ أُخْبِرْتُ أَنَّهُ یَسُبُّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ لَئِنْ رَأَیْتُهُ لَا یُفَارِقُ سَوَادِی سَوَادَهُ حَتَّی یَمُوتَ الْأَعْجَلُ مِنَّا فَتَعَجَّبْتُ لِذَلِکَ، فَغَمَزَنِی الْآخَرُ فَقَالَ لِی مِثْلَهَا، فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ نَظَرْتُ إِلَی أَبِی جَهْلٍ یَجُولُ فِی النَّاسِ، قُلْتُ أَلَا إِنَّ هَذَا صَاحِبُکُمَا الَّذِی سَأَلْتُمَانِی فَابْتَدَرَاهُ بِسَیْفَیْهِمَا فَضَرَبَاهُ حَتَّی قَتَلَاهُ، ثُمَّ انْصَرَفَا إِلَی رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَخْبَرَاهُ فَقَالَ أَیُّکُمَا قَتَلَهُ قَالَ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَنَا قَتَلْتُهُ فَقَالَ هَلْ مَسَحْتُمَا سَیْفَیْکُمَا قَالَا لَا فَنَظَرَ فِی السَّیْفَیْنِ فَقَالَ کِلَاکُمَا قَتَلَهُ سَلَبُهُ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ وَکَانَا مُعَاذَ ابْنَ عَفْرَاءَ وَمُعَاذَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ

ترجمہ۔ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے یوسف بن ماجشون نے حدیث بیان کی' ان سے صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے' ان سے ان کے والد (ابراہیم) نے اوران سے صالح کے دادا (عبدالرحمٰن بن عوفؓ) نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں' میں صف کے ساتھ کھڑا تھا' میں نے جو دائیں بائیں نظر کی' تو میرے دونوں طرف قبیلہ انصار کے دو نو عمر لڑکے کھڑے تھے' میں نے سوچا کاش میں ان کی وجہ سے مضبوط ہوتا' ایک نے میری طرف اشارہ کیا اور پوچھا' چچا' آپ ابو جہل کو بھی پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا کہ ہاں' لیکن بیٹے تم لوگوں کو اس سے کیا کام ہے؟ لڑکے نے جواب دیا' مجھے معلوم ہوا ہے وہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر مجھے وہ مل گیا تو اس وقت تک میں اس سے جدا نہ ہوں گا' جب تک ہم سے کوئی' جس کے مقدر میں پہلے مرنا ہوگا' مر نہ جائے گا' مجھے اس پر بڑی حیرت ہوئی (کہ اس نوعمری میں اتنے جرات مندانہ حوصلے رکھتا ہے) پھر دوسرے نے اشارہ کیا اور وہی باتیں اس نے بھی کہیں۔ ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ مجھے ابوجہل دکھائی دیا' جو لوگوں میں (کفار کے لشکر میں) برابر پھر رہا تھا۔ میں نے ان لڑکوں سے کہا کہ جس کے متعلق تم پوچھ رہے تھے وہ سامنے (پھرتا ہوا نظر آ رہا ہے) دونوں نے اپنی تلواریں سنبھالیں اور اس پر جھپٹ پڑے اور حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اطلاع دی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم دونوں میں سے اسے قتل کس نے کیا ہے؟ دونوں نوجوانوں نے کہا کہ میں نے کیا ہے۔ اس لئے آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا اپنی تلواریں صاف کر لی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں تلواروں کو دیکھا اور فرمایا کہ تم دونوں ہی نے اسے قتل کیا ہے اور اس کا ساز و سامان معاذ بن عمرو بن جموع کو ملے گا یہ دونوں نوجوان معاذ بن عفرا اور معاذ بن عمرو بن جموح تھے

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضی الله عنه قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم عَامَ حُنَيْنٍ ، فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ ، فَرَأَيْتُ رَجُلاً مِنَ الْمُشْرِكِينَ عَلاَ رَجُلاً مِنَ الْمُسْلِمِينَ ، فَاسْتَدَرْتُ حَتَّى أَتَيْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ حَتَّى ضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ ، فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ ، ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي ، فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ قَالَ أَمْرُ اللَّهِ ، ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوا ، وَجَلَسَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم فَقَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيلاً لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ. فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيلاً لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ ، ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ مِثْلَهُ فَقَالَ رَجُلٌ صَدَقَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَسَلَبُهُ عِنْدِي فَأَرْضِهِ عَنِّي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رضی الله عنه لاَهَا اللَّهِ إِذًا يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أُسُدِ اللَّهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ صلی الله علیه وسلم يُعْطِيكَ سَلَبَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم صَدَقَ فَأَعْطَاهُ فَبِعْتُ الدِّرْعَ ، فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ ، فَإِنَّهُ لأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الإِسْلاَمِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے حدیث بیان کی' ان سے مالک نے' ان سے یحییٰ بن سعید نے' ان سے ابن افلح نے' ان سے ابوقتادہ کے مولا ابو محمد نے اور ان سے ابوقتادہؓ نے بیان کیا کہ غزوۂ حنین کے موقعہ پر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے پھر جب ہماری دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی تو (ابتداء میں) اسلامی لشکر پسپا ہونے لگا۔ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو امیر الجیش تھے' لشکر کے ایک حصے کے ساتھ اپنی جگہ سے پیچھے نہیں ہٹے تھے۔ اتنے میں' میں نے دیکھا کہ مشرکین کے لشکر کا ایک شخص ایک مسلمان کے اوپر چڑھا ہوا تھا اس لئے میں فوراً ہی گھوم پڑا اور اس کے پیچھے سے آ کر تلوار اس کی گردن پر ماری' اب وہ شخص مجھ پر ٹوٹ پڑا اور مجھے اتنی زور سے اس نے بھینچا کہ میری روح جیسے قبض ہونے کو تھی' آخر جب اسے موت نے آ دبوچا (میری تلوار کے زخموں سے) تب کہیں جا کر اس نے مجھے چھوڑا۔ اس کے بعد مجھے عمر بن خطابؓ ملے تو میں نے ان سے پوچھا کہ مسلمان اب کس پوزیشن میں ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ جو اللہ کا حکم تھا وہی ہوا' لیکن مسلمان (پسپائی کے بعد) پھر مقابلہ پر جم گئے (اور مشرکین کو شکست ہوئی) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فروکش ہوئے اور فرمایا کہ جس نے بھی

کسی کافر کو قتل کیا ہو اور اس پر وہ گواہی بھی پیش کردے تو مقتول کا ساز و سامان اسے ملے گا (ابوقتادہؓ نے بیان فرمایا کہ) کہ اس لیے میں بھی کھڑا ہوا اور میں نے کہا کہ میری طرف سے کون گواہی دے گا (کہ میں نے اس شخص کو قتل کیا تھا) لیکن (جب میری طرف سے گواہی دینے کے لئے کوئی نہ اٹھا تو) میں بیٹھ گیا پھر دوبارہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (آج) جس نے کسی کافر کو قتل کیا ہوگا اور اس پر اس کی طرف سے کوئی گواہ بھی ہوگا؟ تو مقتول کا ساز و سامان اسے ملے گا اس مرتبہ پھر میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ میری طرف سے کون گواہی دے گا؟ اور پھر مجھے بیٹھنا پڑا (گواہ نہ ملنے کی وجہ سے) تیسری مرتبہ پھر میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ میری طرف سے کون گواہی دے گا' تیسری مرتبہ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہی ارشاد دہرایا اور اس مرتبہ جب میں کھڑا ہوا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ کس چیز کے متعلق کہہ رہے ہو' ابوقتادہ! (کہ میری طرف سے کوئی گواہ ہے) میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے واقعہ کی پوری تفصیل بیان کردی' تو ایک صاحب نے بتایا کہ ابوقتادہ سچ کہتے ہیں یارسول اللہ! اور اس مقتول کا سامان میرے پاس محفوظ ہے اور میرے حق میں اسے راضی کردیجئے (کہ مقتول کا سامان مجھ سے نہ لیں) لیکن ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ نہیں' خدا کی قسم! اللہ کے ایک شیر کے ساتھ' جو اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لڑتا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا نہیں کریں گے کہ ان کا سامان تمہیں دے دیں' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر نے سچ کہا اور پھر سامان آپ نے ابوقتادہؓ کو عطا فرمایا (انہوں نے بیان کیا کہ) پھر اس کی زرہ بیچ کر میں نے بنی سلمہ میں ایک باغ خریدا۔ اور یہ پہلا مال تھا جو اسلام لانے کے بعد میں نے حاصل کیا تھا۔

تشریح حدیث

مقتول کے سلب کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ ہمیشہ سلب کا مستحق قاتل ہوتا ہے یا نہیں؟

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو بھی قتل کرے گا ہمیشہ سلب اسی کو ملے گا۔ یہ حکم شرعی ابدی ہے اور سلب خمس کا حصہ نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم شرعی ابدی نہیں بلکہ امام کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جب چاہے یہ اعلان کردے "من قتل قتيلاً فله سلبه" جب چاہے قاتل کو سلب دے اور جب چاہے نہ دے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مقامات پر یہ اعلان کرایا۔

بہر حال شافعیہ' حنابلہ اس کو حکم شرعی پر محمول کرتے ہیں اور حنفیہ' مالکیہ اس کو حکم انتظامی یا سیاسی پر محمول کرتے ہیں کہ بحیثیت امام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم جاری کیا تھا۔ حنفیہ کی دلیل بدر کا واقعہ ہے جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

باب مَا كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُعْطِي الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الْخُمُسِ وَنَحْوِهِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ مولفۃ القلوب اور دوسرے لوگوں کو خمس وغیرہ دیا کرتے تھے

رَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

اسکی روایت عبداللہ بن زیدؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ رضی الله عنه قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم فَأَعْطَانِي ، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ، ثُمَّ قَالَ لِي يَا حَكِيمُ ، إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى قَالَ حَكِيمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتَّى أُفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَدْعُو حَكِيمًا لِيُعْطِيَهُ الْعَطَاءَ ، فَيَأْبَى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا ، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ ، إِنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ الَّذِي قَسَمَ اللَّهُ لَهُ مِنْ هَذَا الْفَيْءِ ، فَيَأْبَى أَنْ يَأْخُذَهُ فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم حَتَّى تُوُفِّيَ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی' ان سے اوزاعی نے حدیث بیان کی' ان سے زہری نے' ان سے سعید بن مسیّب اور عروہ بن زبیر نے کہ حکیم بن حزامؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگا تو آپ نے مجھے عطا فرمایا' پھر دوبارہ میں نے مانگا اور اس مرتبہ بھی آپ نے عطا فرمایا' پھر ارشاد فرمایا' حکیم! یہ مال بڑا شاداب' بہت شیریں اور لذیذ ہے' لیکن جو شخص اسے دل کی سخاوت کے ساتھ لیتا ہے اس کے مال میں تو برکت ہوتی ہے اور جو شخص لالچ اور حرص کے ساتھ لیتا ہے تو اس کے مال میں برکت نہیں ہوتی بلکہ اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو کھائے جاتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اوپر کا ہاتھ (دینے والا) نیچے کے ہاتھ (لینے والے) سے بہتر ہوتا ہے حکیمؓ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے بعد اب کسی سے کچھ نہیں لوں گا یہاں تک کہ اس دنیا سے اٹھ جاؤں چنانچہ (آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد) ابو بکرؓ انہیں دینے کے لئے بلاتے تھے لیکن وہ اس سے ذرہ برابر بھی لینے سے انکار کر دیتے تھے۔ پھر عمرؓ (اپنے زمانہ خلافت میں) انہیں دینے کے لئے بلاتے تھے اور ان سے بھی لینے سے انہوں نے انکار کر دیا تھا۔ عمرؓ نے اس پر فرمایا' مسلمانو! میں انہیں کا حق دیتا ہوں' جو اللہ تعالی نے فئی کے مال سے ان کا حصہ مقرر کیا ہے لیکن یہ اسے بھی قبول نہیں کرتے حکیم بن حزامؓ کی وفات ہوگئی لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد انہوں نے کسی سے کوئی چیز نہیں لی۔

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی الله عنه قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ كَانَ عَلَيَّ اعْتِكَافُ يَوْمٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَفِيَ بِهِ قَالَ وَأَصَابَ عُمَرُ جَارِيَتَيْنِ مِنْ سَبْيِ حُنَيْنٍ ، فَوَضَعَهُمَا فِي بَعْضِ بُيُوتِ مَكَّةَ قَالَ فَمَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم عَلَى سَبْيِ حُنَيْنٍ ، فَجَعَلُوا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ فَقَالَ عُمَرُ يَا عَبْدَ اللَّهِ ، انْظُرْ مَا هَذَا فَقَالَ مَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم عَلَى السَّبْيِ قَالَ اذْهَبْ فَأَرْسِلِ الْجَارِيَتَيْنِ قَالَ نَافِعٌ وَلَمْ يَعْتَمِرْ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم مِنَ الْجِعْرَانَةِ وَلَوِ اعْتَمَرَ لَمْ يَخْفَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ وَزَادَ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مِنَ الْخُمُسِ وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِي النَّذْرِ وَلَمْ يَقُلْ يَوْمٌ

ترجمہ۔ ہم سے ابو النعمان نے حدیث بیان کی' ان سے حماد بن زید نے حدیث بیان کی' ان سے ایوب نے' ان سے نافع نے کہ عمر بن خطابؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! زمانہ جاہلیت میں' میں نے ایک دن کے اعتکاف کی نذر مانی تھی؟ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پورا کرنے کا حکم دیا۔ حضرت نافع نے بیان کیا کہ حنین کے قیدیوں میں سے عمرؓ کو دو باندیاں ملی تھیں'

تو آپ نے انہیں مکہ کے کسی گھر میں رکھا' انہوں نے بیان کیا کہ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حنین کے قیدیوں پر احسان کیا (اور سب کو آزاد کردیا) تو گلیوں میں وہ دوڑنے لگے۔ عمرؓ نے فرمایا عبداللہ ادھر دیکھو کیا بات پیش آئی؟ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر احسان کیا ہے (اور حنین کے تمام قیدی چھوڑ دیئے گئے ہیں' عمرؓ نے فرمایا' پھر جاؤ دونوں لڑکیوں کو بھی آزاد کردو۔ نافعؒ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام جعرانہ سے عمرہ نہیں کیا تھا۔ اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے عمرہ کے لئے تشریف لاتے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بات پوشیدہ نہ رہتی۔ اور جریر بن حازم نے ایوب کے واسطے سے (اپنی روایت میں) یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ ان سے نافع نے ابن عمرؓ کے حوالہ سے نقل کیا کہ (وہ باندیاں دونوں جو عمرؓ کو ملی تھیں) غنیمت کے پانچویں حصے (خمس) میں سے تھیں (اعتکاف سے متعلق یہ روایات) معمر نے ایوب کے واسطے سے نقل کی ہے' ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمرؓ نے نذر کے ذکر کے ساتھ کی ہے لیکن لفظ۔ یوم کا اس میں ذکر نہیں ہے۔

← حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ رضى الله عنه قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَوْمًا وَمَنَعَ آخَرِينَ ، فَكَأَنَّهُمْ عَتَبُوا عَلَيْهِ فَقَالَ إِنِّي أُعْطِي قَوْمًا أَخَافُ ظَلَعَهُمْ وَجَزَعَهُمْ ، وَأَكِلُ أَقْوَامًا إِلَى مَا جَعَلَ اللَّهُ فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالْغِنَى ، مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِكَلِمَةِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم حُمْرَ النَّعَمِ وَزَادَ أَبُو عَاصِمٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أُتِيَ بِمَالٍ أَوْ بِسَبْيٍ فَقَسَمَهُ بِهَذَا

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے جریر بن حازم نے حدیث بیان کی' ان سے حسن نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے عمرو بن تغلبؓ نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیا اور کچھ لوگوں کو نہیں دیا غالباً جن لوگوں کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں دیا تھا وہ اس پر کچھ ملول خاطر ہوئے (انہوں نے سمجھا کہ شاید آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے اعراض کرتے ہیں) تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں کچھ لوگوں کو اس لئے دیتا ہوں کہ مجھے ان کے دل کے مرض اور ان کی جلد بازی سے ڈر لگتا ہے اور کچھ لوگ وہ ہیں جن پر اعتماد کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں بھلائی اور بے نیازی رکھی ہے۔ عمرو بن تغلب بھی انہیں اصحاب میں شامل ہیں' عمرو بن تغلبؓ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس جملے کے مقابلے میں سرخ اونٹوں کی بھی میری نظر میں کوئی وقعت نہیں ہے اور ابوعاصم نے جریر کے واسطے سے بیان کیا کہ میں نے حسن سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ ہم سے عمرو بن تغلبؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مال یا قیدی آئے تھے اور انہیں کی آپ نے تقسیم کی تھی۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رضى الله عنه قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِنِّي أُعْطِي قُرَيْشًا أَتَأَلَّفُهُمْ ، لأَنَّهُمْ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالولید نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان۔ ہ قتادہ نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ قریش کو میں تالیف قلب کے لئے دیتا ہوں' کیونکہ جاہلیت سے ابھی نکلے ہیں۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَاسًا مِنَ الأَنْصَارِ قَالُوا لِرَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم حِينَ أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا أَفَاءَ ، فَطَفِقَ يُعْطِي

رِجَالاً مِنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الإِبِلِ فَقَالُوا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَدَعُنَا ، وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ قَالَ أَنَسٌ فَحُدِّثَ رَسُولُ اللّٰهِ بِمَقَالَتِهِمْ ، فَأَرْسَلَ إِلَى الأَنْصَارِ ، فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ ، وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ أَحَدًا غَيْرَهُمْ ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوا جَاءَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم فَقَالَ مَا كَانَ حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ قَالَ لَهُ فُقَهَاؤُهُمْ أَمَّا ذَوُو آرَائِنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا ، وَأَمَّا أُنَاسٌ مِنَّا حَدِيثَةٌ أَسْنَانُهُمْ فَقَالُوا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُ الأَنْصَارَ ، وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم إِنِّي أُعْطِي رِجَالاً حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ ، أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالأَمْوَالِ وَتَرْجِعُونَ إِلَى رِحَالِكُمْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم ، فَوَاللّٰهِ مَا تَنْقَلِبُونَ بِهِ خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُونَ بِهِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ رَضِينَا فَقَالَ لَهُمْ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُثْرَةً شَدِيدَةً ، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ صلی الله علیه وسلم عَلَى الْحَوْضِ قَالَ أَنَسٌ فَلَمْ نَصْبِرْ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی' انہیں شعیب نے خبر دی ان سے زہری نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھے انس بن مالک ؓ نے خبر دی کہ جب اللہ تعالی نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبیلہ ہوازن کے اموال میں سے غنیمت دی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کے چند اصحاب کو (تالیف قلب کی غرض سے) سو سو اونٹ دینے لگے تو بعض انصاری صحابہ نے کہا' اللہ تعالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مغفرت کرے' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کو دے رہے ہیں اور ہمیں نظر انداز کر دیا ہے' حالانکہ ان کا خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے انس ؓ نے بیان کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جب اس گفتگو کا ذکر ہوا تو آپ نے انصار کو بلایا اور انہیں چمڑے کے ایک خیمے میں جمع کیا۔ ان کے سوا کسی دوسرے صحابی کو آپ نے نہیں بلایا تھا۔ جب سب حضرات جمع ہو گئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ آپ لوگوں کے بارے میں جو بات مجھے معلوم ہوئی وہ کہاں تک صحیح ہے؟ انصار کے سمجھ دار صحابہ ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے صاحب فہم ورائے افراد کوئی ایسی بات زبان پر نہیں لائے ہیں' ہاں چند لڑکے ہیں نوعمر' انہوں نے ہی یہ کہا ہے کہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مغفرت کرے' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کو تو دے رہے ہیں' اور انصار کو آپ نے نظر انداز کر دیا ہے حالانکہ ہماری تلواریں ان کے خون سے ٹپک رہی ہیں۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں بعض ایسے لوگوں کو دیتا ہوں جو ابھی کچھ دن پہلے کافر تھے (اور نئے اسلام میں داخل ہوئے ہیں) کیا تم لوگ اس پر خوش نہیں ہو کہ جب دوسرے لوگ مال و دولت لے کر واپس جا رہے ہوں گے تو تم لوگ اپنے گھروں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ واپس جا رہے ہو گے؟ خدا گواہ ہے کہ تمہارے ساتھ جو کچھ واپس جا رہا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو دوسرے لوگ اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ سب حضرات نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! ہم راضی اور خوش ہیں' پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا میرے بعد تم دیکھو گے کہ تم پر دوسرے لوگوں کو ترجیح دی جا رہی ہو گی اور اس وقت تم صبر کرنا' یہاں تک کہ اللہ تعالی سے جا ملو اور اس کے رسول سے حوض پر۔ انس ؓ نے بیان کیا کہ لیکن ہم نے صبر سے کام نہ لیا۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ أَنَّهُ بَيْنَا هُوَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم وَمَعَهُ النَّاسُ مُقْبِلاً مِنْ حُنَيْنٍ عَلِقَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم الأَعْرَابُ يَسْأَلُونَهُ حَتَّى اضْطَرُّوهُ إِلَى سَمُرَةٍ

، فَخَطِفَتْ رِدَاءَهُ ، فَوَقَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ أَعْطُونِی رِدَائِی ، فَلَوْ كَانَ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ، ثُمَّ لَا تَجِدُونِی بَخِيلًا وَلَا كَذُوبًا وَلَا جَبَانًا .

ترجمہ۔ ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے حدیث بیان کی' ان سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی' ان سے صالح نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عمر بن محمد بن جبیر بن مطعم نے خبر دی' ان سے محمد بن جبیر نے کہا کہ انہیں جبیر بن مطعمؓ نے خبر دی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے' آپ کے ساتھ صحابہ کی فوج تھی' حنین کے غزوے سے واپسی ہو رہی تھی' راستے میں کچھ بدو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگنے لگے اور اتنا اصرار شروع کر دیا کہ آپ کو ایک ببول کے سایہ میں آنا پڑا' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہیں رک گئے' چادر مبارک ببول کے کانٹوں سے الجھ کر اوپر چلی گئی (اور بدوؤں نے اسے اپنے قبضہ میں کر لیا' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری چادر واپس کر دو' اگر میرے پاس کانٹے دار بڑے درخت کی تعداد میں مویشی ہوتے تو وہ بھی میں تم میں تقسیم کر دیتا۔ مجھے تم بخیل' جھوٹا اور بزدل نہیں پاؤ گے۔

➡ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ ، فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَذَبَهُ جَذْبَةً شَدِيدَةً ، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ أَثَّرَتْ بِهِ حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَذْبَتِهِ ، ثُمَّ قَالَ مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ ، فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ .

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی' ان سے مالک نے حدیث بیان کی' ان سے اسحاق بن عبداللہ نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا' آپ نجران کی بنی ہوئی چوڑے حاشیہ کی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک اعرابی آپ کے قریب پہنچے اور انہوں نے بڑی شدت کے ساتھ چادر پکڑ کر کھینچی' میری نظر شانہ مبارک پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ کھینچنے والے کی شدت کی وجہ سے کندھے پر چادر کے حاشیہ کا نشان پڑ گیا ہے پھر ان اعرابی نے کہا کہ اللہ کا جو مال آپ کے ساتھ ہے' اس میں سے مجھے بھی دینے کا حکم فرمائیے' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور مسکرائے پھر آپ نے انہیں دینے کا حکم فرمایا۔

➡ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم أُنَاسًا فِي الْقِسْمَةِ ، فَأَعْطَى الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ ، وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ ، وَأَعْطَى أُنَاسًا مِنْ أَشْرَافِ الْعَرَبِ ، فَآثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ قَالَ رَجُلٌ وَاللّٰهِ إِنَّ هٰذِهِ الْقِسْمَةَ مَا عُدِلَ فِيهَا ، وَمَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَأُخْبِرَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ رَحِمَ اللّٰهُ مُوسَى قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ

ترجمہ۔ ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے حدیث بیان کی' ان سے جریر نے حدیث بیان کی' ان سے منصور نے' ان سے ابووائل نے کہ عبداللہؓ نے بیان کیا' حنین کی لڑائی کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (غنیمت کی) تقسیم میں بعض حضرات کے ساتھ (تالیف قلب کے لئے) ترجیحی معاملہ کیا' اقرع بن حابسؓ کو سو اونٹ دیئے اتنے ہی اونٹ عیینہ کو دیئے اسی طرح اس روز بعض دوسرے اشراف عرب کے ساتھ بھی تقسیم میں آپ نے ترجیحی سلوک کیا اس پر ایک شخص (معتب بن قشیر منافق) نے کہا کہ

خدا کی قسم تقسیم میں نہ تو عدل کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور نہ اللہ تعالی کی خوشنودی اس سے مقصود رہی ہے۔ میں نے کہا کہ واللہ اس کی اطلاع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ضرور دوں گا' چنانچہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع دی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سن کر فرمایا۔ اگر اللہ اور اس کا رسول بھی عدل نہ کرے تو پھر کون کرے گا۔ اللہ تعالی موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے کہ انہیں اس سے بھی زیادہ اذیتیں پہنچائی گئی تھیں اور انہوں نے صبر کیا تھا۔

← حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ أَسْمَاءَ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ رضی الله عنهما قَالَتْ كُنْتُ أَنْقُلُ النَّوَى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِي أَقْطَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم عَلَى رَأْسِي، وَهِيَ مِنِّي عَلَى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ وَقَالَ أَبُو ضَمْرَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم أَقْطَعَ الزُّبَيْرَ أَرْضًا مِنْ أَمْوَالِ بَنِي النَّضِيرِ

ترجمہ۔ ہم سے محمود بن غیلان نے حدیث بیان کی' ان سے ابواسامہ نے حدیث بیان کی' ان سے ہشام نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی' ان سے اسماء بنت ابی بکرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبیرؓ کو جو زمین عنایت فرمائی تھی' میں اس میں سے گٹھلیاں اپنے سر پر لایا کرتی تھی' وہ جگہ میرے گھر سے دو تہائی فرسخ دور تھی' ابوضمرہ نے ہشام کے واسطے سے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبیر کو بنونضیر کے اموال میں سے ایک قطعہ زمین عنایت فرمایا تھا۔

← حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَجْلَى الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم لَمَّا ظَهَرَ عَلَى أَهْلِ خَيْبَرَ أَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ الْيَهُودَ مِنْهَا، وَكَانَتِ الْأَرْضُ لَمَّا ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلْيَهُودِ وَلِلرَّسُولِ وَلِلْمُسْلِمِينَ، فَسَأَلَ الْيَهُودُ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم أَنْ يَتْرُكَهُمْ عَلَى أَنْ يَكْفُوا الْعَمَلَ، وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم نُقِرُّكُمْ عَلَى ذَلِكَ مَا شِئْنَا فَأُقِرُّوا حَتَّى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ فِي إِمَارَتِهِ إِلَى تَيْمَاءَ وَأَرِيحَا

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن مقدام نے حدیث بیان کی' ان سے فضیل بن سلیمان نے حدیث بیان کی' ان سے موسیٰ بن عقبہ نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھے نافع نے خبر دی' انہیں ابن عمرؓ نے کہ عمرؓ نے سرزمین حجاز سے یہود ونصاریٰ کو دوسری جگہ منتقل کر دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب خیبر فتح کیا تھا تو آپ کا بھی ارادہ ہوا تھا کہ یہودیوں کو یہاں سے کسی دوسری جگہ منتقل کر دیا جائے۔ جب آپ نے فتح پائی تو وہاں کی زمین یہوذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عام مسلمانوں کی ہوگئی تھی' لیکن پھر یہودیوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپ انہیں وہیں رہنے دیں۔ وہ (کھیتوں اور باغوں میں) کام کیا کریں گے اور آدھی پیداوار انہیں ملتی رہے گی' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تک ہم چاہیں' اس وقت تک کے لئے تمہیں یہاں رہنے دیں گے۔ چنانچہ یہ لوگ وہیں رہے اور پھر عمرؓ نے انہیں اپنے دور خلافت میں مقام تیما اور اریحا میں منتقل کر دیا تھا (مسلمانوں کے خلاف ان کے فتنوں اور سازشوں کی وجہ سے)

باب مَا يُصِيبُ مِنَ الطَّعَامِ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ (دارالحرب میں کھانے کیلئے جو چیزیں ملیں)

← حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضی الله عنه قَالَ كُنَّا مُحَاصِرِينَ قَصْرَ خَيْبَرَ، فَرَمَى إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيهِ شَحْمٌ، فَنَزَوْتُ لِآخُذَهُ، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالولید نے حدیث بیان کی' ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے عبداللہ بن مغفلؓ نے بیان کیا کہ ہم قصر خیبر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے' کسی شخص نے ایک کپی پھینکی جس میں چربی بھری ہوئی تھی میں اسے لینے کے لئے بڑی تیزی سے بڑھا' لیکن مڑ کر جو دیکھا تو قریب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے' میں شرم سے پانی پانی ہو گیا۔

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما قَالَ كُنَّا نُصِيبُ فِي مَغَازِينَا الْعَسَلَ وَالْعِنَبَ فَنَأْكُلُهُ وَلاَ نَرْفَعُهُ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے حماد بن زید نے حدیث بیان کی' ان سے ایوب نے' ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں) غزووں میں ہمیں شہد اور انگور ملتا تھا ہم اسے کھاتے تھے (جتنا کھا سکتے تھے' لیکن اسے جمع نہیں کرتے تھے۔

← حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رضی الله عنهما يَقُولُ أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ لَيَالِيَ خَيْبَرَ ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ وَقَعْنَا فِي الْحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ ، فَانْتَحَرْنَاهَا فَلَمَّا غَلَتِ الْقُدُورُ ، نَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم اكْفَئُوا الْقُدُورَ ، فَلاَ تَطْعَمُوا مِنْ لُحُومِ الْحُمُرِ شَيْئًا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَقُلْنَا إِنَّمَا نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لأَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ قَالَ وَقَالَ آخَرُونَ حَرَّمَهَا الْبَتَّةَ وَسَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ حَرَّمَهَا الْبَتَّةَ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالواحد نے حدیث بیان کی' ان سے شیبانی نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے ابن ابی اوفیٰؓ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ جنگ خیبر کے موقعہ پر فاقوں پر فاقے ہونے لگے آخر جس دن خیبر فتح ہوا تو (مال غنیمت میں) گدھے بھی ہمیں ملے تھے۔ چنانچہ انہیں ذبح کر کے (پکانا شروع کر دیا) جب ہانڈیوں میں جوش آنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا کہ ہانڈیوں کو الٹ دو' گدھے کا گوشت چکھو بھی نہیں' عبداللہ بن اوفیٰؓ نے بیان کیا کہ ہم نے اس پر کہا کہ غالباً آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لئے روک دیا ہے کہ ابھی تک پانچواں حصہ (خمس) اس میں سے نہیں نکالا گیا تھا' لیکن بعض دوسرے صحابہؓ نے کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گدھے کا گوشت قطعی طور پر حرام قرار دے دیا ہے (شیبانی نے بیان کیا کہ) میں نے سعید بن جبیرؓ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قطعی طور پر حرام قرار دے دیا تھا۔

بابُ الْجِزْيَةِ وَالْمُوَادَعَةِ مَعَ أَهْلِ الذمية وَالْحَرْبِ (ذمیوں سے جزیہ لینے کی تفصیلات)

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (قَاتِلُوا الَّذِينَ لاَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلاَ بِالْيَوْمِ الآخِرِ وَلاَ يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلاَ يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ) أَذِلاَّءُ وَمَا جَاءَ فِي أَخْذِ الْجِزْيَةِ مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى وَالْمَجُوسِ وَالْعَجَمِ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ قُلْتُ لِمُجَاهِدٍ مَا شَأْنُ أَهْلِ الشَّأْمِ ، عَلَيْهِمْ أَرْبَعَةُ دَنَانِيرَ وَأَهْلُ الْيَمَنِ عَلَيْهِمْ دِينَارٌ قَالَ جُعِلَ ذَلِكَ مِنْ قِبَلِ الْيَسَارِ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ان لوگوں سے جنگ کرو جو اللہ پر ایمان نہیں لائے اور نہ آخرت کے دن پر اور نہ وہ چیزوں کو حرام مانتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے اور نہ دین حق انہوں نے قبول کیا' ان لوگوں میں

سے جنہیں کتاب دی گئی تھی (مثلاً یہود ونصاریٰ) یہاں تک کہ وہ تمہارے غلبہ کی وجہ سے جزیہ دینا قبول کرلیں اور وہ تم سے مغلوب ہو گئے ہیں (صاغرون کے معنی) اذلاء کے ہیں اور وہ تفصیلات جن میں یہود ونصاریٰ' مجوس اور اہل عجم سے جزیہ لینے کا بیان ہوا ہے۔ ابن عیینہ نے بیان کیا ان سے ابن ابی نجیح نے کہ میں نے مجاہد سے پوچھا' اس کی کیا وجہ ہے کہ شام کے اہل کتاب پر چار دینار (جزیہ) ہے اور یمن کے اہل کتاب پر صرف ایک دینار' تو انہوں نے فرمایا کہ ایسا خوش حالی اور سرمایہ کے (تفاوت کے) پیش نظر کیا گیا ہے۔

تشریح حدیث

جزیہ کن سے لیا جائے گا؟

اس میں اختلاف ہے۔ جمہور کہتے ہیں کہ کفار عرب کے سوا تمام کفار سے جزیہ لیا جائے گا اس لیے کہ اہل عرب کے بارے میں دو ہی باتیں ہیں اسلام یا قتال' لہٰذا اہل عرب کے لیے جزیہ نہیں' باقی سب کافروں سے جزیہ لیا جائے گا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جزیہ صرف اہل کتاب کے لیے ہے اور غیر اہل کتاب جو کافر ہیں مثلاً عجم کے بت پرست وغیرہ ان میں جزیہ نہیں ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں "قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ"' کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں صرف اہل کتاب کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ جزیہ صرف اہل کتاب کے لیے ہے غیر اہل کتاب کے لیے نہیں۔ البتہ مجوس کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ ان سے جزیہ لیا جائے گا۔ شروع میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مجوس سے جزیہ لینے میں تردد تھا' بعد میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ روایت بتائی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس سے جزیہ لیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی مجوس سے جزیہ لینے کا فیصلہ کرلیا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجوس سے اس لحاظ سے جزیہ لیا جائے گا کہ وہ بھی اہل کتاب ہیں۔ اصلاً ان کے اوپر کوئی کتاب اتری تھی۔ اگرچہ وہ محفوظ نہیں ہے اس لیے وہ "من الذين اوتوا الكتاب" میں داخل ہیں۔ ان سے جزیہ لیا جائے گا اور باقی کفار سے نہیں لیا جائے گا۔ جمہور کا استدلال یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس سے جزیہ لیا اور مجوس کا اہل کتاب ہونا اسلام میں تسلیم شدہ نہیں ہے کیونکہ اگر ان کا اہل کتاب ہونا تسلیم شدہ ہوتا تو ان کی عورتوں سے نکاح بھی جائز ہوتا اور ان کا ذبیحہ بھی حلال ہوتا لیکن نہ ذبیحہ حلال ہے اور نہ ان کی عورتوں سے نکاح جائز ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اسلام میں ان کا اہل کتاب ہونا مسلم نہیں۔ اب ان سے جو جزیہ لیا گیا وہ بحیثیت اہل کتاب کے نہیں بلکہ عام کافروں کی حیثیت سے لیا گیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جمہور کی تائید کررہے ہیں کہ یہود ونصاریٰ سے' مجوس سے اور عجم سے جزیہ لیا جائے گا۔ عجم سے تمام بت پرست مراد ہیں۔ آگے کہتے ہیں کہ حضرت مجاہد نے کہا "ما شان اهل الشام عليهم اربعة دنانير' و اهل اليمن عليهم دينار؟" کیا وجہ ہے کہ اہل شام سے تو چار دینار وصول کیے جاتے ہیں اور اہل یمن سے ایک دینار؟ "قال جعل ذلک من قبل اليسار" انہوں نے کہا کہ لوگوں کے مال دار ہونے کی وجہ سے ایسا کیا ہے' شام کے لوگ زیادہ مالدار ہیں۔ لہٰذا ان پر چار دینار مقرر کیے گئے اور یمن کے لوگ کم مال دار ہیں لہٰذا ان پر ایک دینار مقرر کیا گیا۔

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرًا قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ جَابِرِ بْنِ زَیْدٍ وَعَمْرِو بْنِ أَوْسٍ، فَحَدَّثَهُمَا بَجَالَةُ سَنَةَ سَبْعِینَ عَامَ حَجَّ مُصْعَبُ بْنُ الزُّبَیْرِ بِأَهْلِ الْبَصْرَةِ عِنْدَ دَرَجِ زَمْزَمَ قَالَ كُنْتُ كَاتِبًا لِجَزْءِ بْنِ مُعَاوِیَةَ عَمِّ الْأَحْنَفِ، فَأَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ فَرِّقُوا بَیْنَ كُلِّ ذِی مَحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوسِ وَلَمْ یَكُنْ عُمَرُ أَخَذَ الْجِزْیَةَ مِنَ الْمَجُوسِ حَتّٰی شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم أَخَذَهَا مِنْ مَجُوسِ هَجَرٍ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے عمرو بن دینار سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میں جابر بن زید اور عمرو بن اوس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو ان دونوں حضرات سے بجالہ نے حدیث بیان کی ۷۰ھ میں جس سال مصعب بن جبیر نے بصرہ والوں کے ساتھ حج کیا تھا' زمزم کی سیڑھیوں کے پاس انہوں نے بیان کیا تھا کہ میں احنف بن قیسؓ کے چچا جزء بن معاویہ کا کاتب تھا' تو وفات سے ایک سال پہلے عمر بن خطابؓ کا ایک مکتوب ہمارے پاس آیا کہ مجوسیوں کے ہر ذی رحم میں (اگر انہوں نے اس کے باوجود آپس میں شادی کر لی ہو تو) جدائی کرا دو۔ عمرؓ مجوسیوں سے جزیہ نہیں لیتے تھے' لیکن جب عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا (تو آپ بھی لینے لگے تھے)۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْیَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنِی عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ الْأَنْصَارِیَّ وَهُوَ حَلِیفٌ لِبَنِی عَامِرِ بْنِ لُؤَیٍّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم بَعَثَ أَبَا عُبَیْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَی الْبَحْرَیْنِ یَأْتِی بِجِزْیَتِهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَیْنِ وَأَمَّرَ عَلَیْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِیِّ، فَقَدِمَ أَبُو عُبَیْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَیْنِ، فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُومِ أَبِی عُبَیْدَةَ فَوَافَتْ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم، فَلَمَّا صَلّٰی بِهِمُ الْفَجْرَ انْصَرَفَ، فَتَعَرَّضُوا لَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم حِینَ رَآهُمْ وَقَالَ أَظُنُّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَیْدَةَ قَدْ جَاءَ بِشَیْءٍ. قَالُوا أَجَلْ یَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَأَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا یَسُرُّكُمْ، فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ أَخْشٰی عَلَیْكُمْ، وَلٰكِنْ أَخْشٰی عَلَیْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَیْكُمُ الدُّنْیَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰی مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی' انہیں شعیب نے خبر دی انہیں زہری نے کہا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے حدیث بیان کی' ان سے مسور بن مخرمہ نے اور انہیں عمرو بن عوف انصاریؓ نے خبر دی' آپ بنی عامر بن لوی کے حلیف تھے اور جنگ بدر میں شریک تھے آپ نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوعبیدہ بن جراحؓ کو بحرین جزیہ وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بحرین کے لوگوں سے صلح کی تھی اور ان پر علاء بن حضرمیؓ کو حاکم بنایا تھا۔ جب ابوعبیدہؓ بحرین کا مال لے کر آئے تو انصار کو بھی معلوم ہوا کہ ابوعبیدہؓ آ گئے ہیں۔ چنانچہ فجر کی نماز سب حضرات نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھی' جب نماز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھا چکے تو لوگ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آئے' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ میرا خیال ہے تم نے سن لیا ہے کہ ابو عبیدہؓ کچھ لے کر آئے ہیں؟ انصارؓ نے عرض کیا جی ہاں! یا رسول اللہ' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہیں خوشخبری ہو' اور اس چیز کے لئے تم پر امید رہو جس سے تمہیں خوشی ہو گی' لیکن خدا کی قسم' میں تمہارے بارے میں محتاجی اور فقر سے نہیں ڈرتا' مجھے خوف ہے تو اس بات کا کہ دنیا کے دروازے تم پر اس طرح کھول دیئے جائیں گے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کھول دیئے گئے

34

تھے اور پھر جس طرح انہوں نے اس کے لئے منافست کی تھی تم بھی منافست میں پڑ جاؤ گے۔ اور یہی چیز تمہیں بھی اسی طرح ہلاک کردے گی جیسے تم سے پہلی امتوں کو اس نے ہلاک کیا تھا۔

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ وَزِيَادُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ بَعَثَ عُمَرُ النَّاسَ فِي أَفْنَاءِ الْأَمْصَارِ يُقَاتِلُونَ الْمُشْرِكِينَ ، فَأَسْلَمَ الْهُرْمُزَانُ فَقَالَ إِنِّي مُسْتَشِيرُكَ فِي مَغَازِيَّ هٰذِهِ قَالَ نَعَمْ ، مَثَلُهَا وَمَثَلُ مَنْ فِيهَا مِنَ النَّاسِ مِنْ عَدُوِّ الْمُسْلِمِينَ مَثَلُ طَائِرٍ لَهُ رَأْسٌ وَلَهُ جَنَاحَانِ وَلَهُ رِجْلَانِ ، فَإِنْ كُسِرَ أَحَدُ الْجَنَاحَيْنِ نَهَضَتِ الرِّجْلَانِ بِجَنَاحٍ وَالرَّأْسُ ، فَإِنْ كُسِرَ الْجَنَاحُ الْآخَرُ نَهَضَتِ الرِّجْلَانِ وَالرَّأْسُ ، وَإِنْ شُدِخَ الرَّأْسُ ذَهَبَتِ الرِّجْلَانِ وَالْجَنَاحَانِ وَالرَّأْسُ ، فَالرَّأْسُ كِسْرَى ، وَالْجَنَاحُ قَيْصَرُ ، وَالْجَنَاحُ الْآخَرُ فَارِسُ ، فَمُرِ الْمُسْلِمِينَ فَلْيَنْفِرُوا إِلَى كِسْرَى وَقَالَ بَكْرٌ وَزِيَادٌ جَمِيعًا عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ فَنَدَبَنَا عُمَرُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْنَا النُّعْمَانَ بْنَ مُقَرِّنٍ ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِأَرْضِ الْعَدُوِّ ، وَخَرَجَ عَلَيْنَا عَامِلُ كِسْرَى فِي أَرْبَعِينَ أَلْفًا ، فَقَامَ تُرْجُمَانٌ فَقَالَ لِيُكَلِّمْنِي رَجُلٌ مِنْكُمْ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ سَلْ عَمَّا شِئْتَ قَالَ مَا أَنْتُمْ قَالَ نَحْنُ أُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ كُنَّا فِي شَقَاءٍ شَدِيدٍ وَبَلَاءٍ شَدِيدٍ ، نَمَصُّ الْجِلْدَ وَالنَّوَى مِنَ الْجُوعِ ، وَنَلْبَسُ الْوَبَرَ وَالشَّعَرَ ، وَنَعْبُدُ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ ، فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ ، إِذْ بَعَثَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرَضِينَ تَعَالَى ذِكْرُهُ وَجَلَّتْ عَظَمَتُهُ إِلَيْنَا نَبِيًّا مِنْ أَنْفُسِنَا ، نَعْرِفُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ ، فَأَمَرَنَا نَبِيُّنَا رَسُولُ رَبِّنَا صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ نُقَاتِلَكُمْ حَتَّى تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهُ أَوْ تُؤَدُّوا الْجِزْيَةَ ، وَأَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ فِي نَعِيمٍ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا قَطُّ ، وَمَنْ بَقِيَ مِنَّا مَلَكَ رِقَابَكُمْ فَقَالَ النُّعْمَانُ رُبَّمَا أَشْهَدَكَ اللّٰهُ مِثْلَهَا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمْ يُنَدِّمْكَ وَلَمْ يُخْزِكَ ، وَلٰكِنِّي شَهِدْتُ الْقِتَالَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ انْتَظَرَ حَتَّى تَهُبَّ الْأَرْوَاحُ وَتَحْضُرَ الصَّلَوَاتُ

ترجمہ۔ ہم سے فضل بن یعقوب نے حدیث بیان کی ان سے عبداللہ بن جعفر الرقی نے حدیث بیان کی ان سے معتمر بن سلیمان نے حدیث بیان کی ان سے سعید بن عبیداللہ ثقفی نے حدیث بیان کی ان سے بکر بن عبداللہ مزنی اور زیاد بن جبیر نے حدیث بیان کی اور ان سے جبیر بن حیہ نے بیان کیا کہ کفار سے جنگ کے لئے عمرؓ نے فوجوں کو (فارس کے) شہروں کی طرف بھیجا تھا (جب لشکر قادسیہ پہنچا اور لڑائی کا نتیجہ مسلمانوں کے حق میں نکلا) تو ہرمزان (شوستر کا حاکم) نے اسلام قبول کرلیا (عمرؓ اس کے بعد اہم معاملات میں اس سے مشورہ لیتے تھے) عمرؓ نے اس سے فرمایا کہ تم سے ان (ممالک فارس وغیرہ) پر مہم بھیجنے کے سلسلے میں مشورہ چاہتا ہوں۔ اس نے کہا کہ جی ہاں اس ملک کی مثال اور اس میں رہنے والے اسلام دشمن باشندوں کی مثال ایک ایسے پرندے جیسی ہے جس کا سر ہے دو بازو ہیں اور دو پاؤں ہیں۔ اگر اس کا ایک بازو توڑ دیا جائے تو وہ اپنے دونوں پاؤں پر ایک بازو اور ایک پر کے ساتھ کھڑا رہ سکتا ہے۔ اگر دوسرا بازو بھی توڑ دیا جائے تو وہ اپنے دونوں پاؤں اور سر کے ساتھ کھڑا رہ سکتا ہے لیکن اگر سر توڑ دیا جائے تو دونوں پاؤں دونوں بازو اور سر سب بے کار رہ جاتا ہے۔ پس سر تو کسریٰ ہے ایک بازو قیصر ہے اور دوسرا فارس اس لئے آپ مسلمانوں کو حکم دیجئے کہ پہلے وہ کسریٰ پر حملہ کریں۔ بکر بن عبداللہ اور زیاد بن جبیر دونوں حضرات نے بیان کیا کہ ان سے جبیر بن حیہ نے بیان کیا (اسی مشورہ کے مطابق) ہمیں عمرؓ نے طلب فرمایا (غزوہ کے لئے) اور نعمان بن مقرنؓ کو ہمارا امیر مقرر کیا جب ہم دشمن کی سرزمین (نہاوند کے قریب پہنچے) تو کسریٰ کا عامل چالیس ہزار کا لشکر لے کر ہماری طرف بڑھا پھر ایک ترجمان نے سامنے آکر کہا کہ تم میں سے کوئی ایک شخص (معاملات پر) گفتگو کرے۔ مغیرہ بن شعبہؓ نے

(مسلمانوں کی نمائندگی کی اور) فرمایا کہ جو تمہارے مطالبات ہوں انہیں بیان کرو۔ اس نے پوچھا آخر تم لوگ ہو کون؟ مغیرہؓ نے فرمایا کہ ہم عرب کے رہنے والے ہیں، ہم انتہائی بدبختیوں اور مصیبتوں میں مبتلا تھے، بھوک کی شدت میں ہم چمڑے اور گھٹلیاں چوسا کرتے تھے، اون اور بال ہماری پوشاک تھی اور پتھروں اور درختوں کی ہم پرستش کیا کرتے تھے، ہماری مصیبتیں اسی طرح قائم تھیں کہ آسمان اور زمین کے رب نے، جس کا ذکر اپنی تمام عظمت وجلال کے ساتھ سربلند ہے، ہماری طرف ہماری ہی طرح (کے انسانی عادات وخصائص رکھنے والا نبی بھیجا، ہم اس کے باپ اور ماں (یعنی خاندان کی عالی نسبی) کو جانتے ہیں) الٰہی ہمارے نبی، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تم سے جنگ اس وقت تک کرتے رہیں جب تک تم اللہ وحدہ کی عبادت نہ کرنے لگو یا پھر (عدل اسلام کی صورت میں) جزیہ دینا نہ قبول کرلو اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اپنے رب کا یہ پیغام بھی پہنچایا ہے کہ (اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے لڑتے ہوئے) ہمارا جو فرد بھی قتل کیا جائے گا وہ جنت میں جائے گا۔ جہاں اسے آرام وراحت ملے گی اور جو افراد ان میں سے زندہ باقی رہ جائیں گے وہ (فتح حاصل کرکے) تم پر حاکم بن سکیں گے، پھر اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے کہ جنگ کب شروع کی جائے) نعمان بن مقرنؓ نے مغیرہؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس جیسی جنگوں کے مواقع پر بارہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رکھا اور ان تمام مواقع پر تمہیں کوئی ندامت نہ اٹھانا پڑی اور نہ کوئی رسوائی۔ اسی طرح میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک رہا ہوں۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ اگر آپ دن کے ابتدائی حصے میں جنگ شروع نہ کرتے تو انتظار کرتے یہاں تک کہ ہوائیں چلنے لگتیں اور نماز کا وقت ہو جاتا (تب جنگ شروع کرتے نماز ظہر سے فارغ ہو کر)

بَاب إِذَا وَادَعَ الإِمَامُ مَلِكَ الْقَرْيَةِ هَلْ يَكُونُ ذَلِكَ لِبَقِيَّتِهِمْ

اگر امام کسی شہر کے حاکم سے کوئی معاہدہ کرلے تو کیا شہر کے تمام دوسرے افراد پر بھی معاہدہ کے احکام نافذ ہوں گے

← حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسٍ السَّاعِدِيِّ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم تَبُوكَ، وَأَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بَغْلَةً بَيْضَاءَ، وَكَسَاهُ بُرْدًا، وَكَتَبَ لَهُ بِبَحْرِهِمْ

ترجمہ۔ ہم سے سہل بن بکار نے حدیث بیان کی، ان سے وہیب نے حدیث بیان کی، ان سے عمرو بن یحییٰ نے ان سے عباس ساعدی نے اور ان سے ابوحمید ساعدیؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم غزوہ تبوک میں شریک تھے اور ایلہ کے حاکم نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سفید خچر اور ایک چادر ہدیہ میں بھیجی تھی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستاویز کے ذریعہ اس کے ملک پر اسے حاکم باقی رکھا۔

بَاب الْوَصَايَا بِأَهْلِ ذِمَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امان میں آنے والوں کے متعلق وصیت

وَالذِّمَّةُ الْعَهْدُ، وَالإِلُّ الْقَرَابَةُ ذمہ عہد کے معنی میں ہے اور الٌّ (قرآن مجید میں) قرابت کے معنی میں ہے۔

← حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ جُوَيْرِيَةَ بْنَ قُدَامَةَ التَّمِيمِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قُلْنَا أَوْصِنَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ أُوصِيكُمْ بِذِمَّةِ اللَّهِ، فَإِنَّهُ ذِمَّةُ نَبِيِّكُمْ، وَرِزْقُ عِيَالِكُمْ

ترجمہ۔ ہم سے آدم بن ابی ایاس نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے ابوجمرہ نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے جویریہ بن قدامہ تمیمی سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عمر بن خطابؓ سے سنا تھا۔ آپ سے ہم نے عرض کیا تھا ہمیں کوئی وصیت کیجئے تو آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے عہد کی (جو تم نے ذمیوں سے کیا ہے) وصیت کرتا ہوں (کہ اس کی حفاظت میں کوتاہی نہ کرو) کیونکہ وہ تمہارے نبی کا عہد ہے اور تمہارے اہل وعیال کی روزی ہے۔

باب مَا أَقْطَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مِنَ الْبَحْرَيْنِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین کی آراضی کی تقسیم جس طرح کی تھی

وَمَا وَعَدَ مِنْ مَالِ الْبَحْرَيْنِ وَالْجِزْيَةِ ، وَلِمَنْ يُقْسَمُ الْفَيْءُ وَالْجِزْيَةُ -

اور جو آپ نے وہاں سے آنے والے مال اور جزیہ کے متعلق (صحابہؓ سے انہیں دینے کا) وعدہ کیا تھا اور اس شخص کے متعلق جو فئی اور جزیہ کی تقسیم کرتا ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رضى الله عنه قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْأَنْصَارَ لِيَكْتُبَ لَهُمْ بِالْبَحْرَيْنِ فَقَالُوا لَا وَاللَّهِ حَتَّى تَكْتُبَ لِإِخْوَانِنَا مِنْ قُرَيْشٍ بِمِثْلِهَا فَقَالَ ذَاكَ لَهُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ عَلَى ذَلِكَ يَقُولُونَ لَهُ قَالَ فَإِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُثْرَةً ، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي على الحوض

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن یونس نے حدیث بیان کی' ان سے زہیر نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا کہ میں نے انسؓ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا تا کہ بحرین میں ان کے لئے کچھ زمین لکھ دیں' لیکن انہوں نے عرض کیا کہ نہیں' خدا کی قسم (ہمیں اسی وقت وہاں زمین عنایت فرمائیے) جب اتنی زمین ہمارے بھائی قریش (مہاجرین) کے لئے بھی آپ لکھیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو ان کے لئے بھی اس کا موقعہ آئے گا' لیکن انصار مصر رہے (کہ مہاجرین کو بھی دیا جائے) پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تم دیکھو گے کہ دوسروں کو تم پر ترجیح دی جائے گی' لیکن تم صبر سے کام لینا تا آنکہ تم حوض پر مجھ سے آملو۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنِي رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضى الله عنهما قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِي لَوْ قَدْ جَاءَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْ أَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَجَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَنْ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عِدَةٌ فَلْيَأْتِنِي فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ كَانَ قَالَ لِي لَوْ قَدْ جَاءَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَأَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا فَقَالَ لِي احْثُهْ فَحَثَوْتُ حَثْيَةً فَقَالَ لِي عُدَّهَا فَعَدَدْتُهَا فَإِذَا هِيَ خَمْسُمِائَةٍ ، فَأَعْطَانِي أَلْفًا وَخَمْسَمِائَةٍ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أُتِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ انْثُرُوهُ فِي الْمَسْجِدِ فَكَانَ أَكْثَرَ مَالٍ أُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِذْ جَاءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، أَعْطِنِي إِنِّي فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيلاً قَالَ خُذْ فَحَثَا فِي ثَوْبِهِ ، ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَقَالَ أْمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ إِلَيَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ، ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَلَمْ

يَرْفَعُهُ فَقَالَ أُمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعُهُ عَلَيَّ قَالَ لاَ قَالَ فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لاَ فَنَثَرَ ثُمَّ احْتَمَلَهُ عَلَى كَاهِلِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ ، فَمَا زَالَ يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ حَتَّى خَفِيَ عَلَيْنَا عَجَبًا مِنْ حِرْصِهِ ، فَمَا قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَثَمَّ مِنْهَا دِرْهَمٌ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' ان سے اسماعیل بن ابراہیم نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھے روح بن قاسم نے خبر دی' انہیں محمد بن منکدر نے کہ جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ ہمارے پاس اگر بحرین سے مال آیا تو میں تمہیں اتنا' اتنا' اتنا دوں گا' پھر جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور اس کے بعد بحرین کا مال آیا تو ابوبکرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کسی سے کوئی وعدہ کیا ہو تو وہ ہمارے پاس آئے (ہم وعدہ پورا کرنے کی کوشش کریں گے) چنانچہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر بحرین کا مال ہمارے یہاں آیا تو میں تمہیں اتنا' اتنا' اتنا دوں گا۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ اچھا ایک لپ بھرو' میں نے ایک لپ بھری تو انہوں نے فرمایا کہ اسے اب شمار کرو۔ میں نے شمار کیا تو پانچ سو تھا۔ پھر انہوں نے مجھے ڈیڑھ ہزار عنایت فرمایا۔ تین لپ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق) اور ابراہیم بن طہمان نے بیان کیا' ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں بحرین سے مال آیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے مسجد میں پھیلا دو' بحرین کا وہ مال' ان تمام اموال میں سب سے زیادہ تھا جو اب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں آچکے تھے' اتنے میں عباسؓ تشریف لائے اور فرمایا کہ یا رسول اللہ! مجھے بھی عنایت فرمایئے کیونکہ میں نے (بدر کے موقعہ پر) اپنا بھی فدیہ ادا کیا تھا اور عقیلؓ کا بھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا لے لیجئے چنانچہ انہوں نے اپنے کپڑے میں بھر لیا (لیکن اٹھ نہ سکا) تو اس میں سے کم کرنے لگے لیکن کم کرنے کے بعد بھی نہ اٹھ سکا تو عرض کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو حکم دیں کہ اٹھانے میں میری مدد کرے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہوسکتا انہوں نے کہا کہ پھر آپ خود ہی اٹھوا دیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بھی نہیں ہوسکتا (آپ جتنا اٹھا سکتے ہیں اٹھا کر لے جایئے) پھر عباسؓ نے اس میں سے کچھ کم کیا لیکن اس پر بھی نہ اٹھا سکے تو کہا کہ کسی کو حکم دیجئے کہ وہ اٹھا دیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں ہوسکتا' انہوں نے کہا پھر آپ ہی اٹھا دیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بھی نہیں ہوسکتا' آخر اس میں سے پھر انہیں کم کرنا پڑا اور تب کہیں جا کے اسے اپنے کاندھے پر اٹھا سکے اور لے کر جانے لگے' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک انہیں دیکھتے رہے جب تک وہ ہماری نظروں سے چھپ نہ گئے۔ ان کے لالچ پر آپ کو تعجب ہوا تھا (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مال وہیں تقسیم کر دیا) اور آپ اس وقت تک وہاں سے نہ اٹھے جب تک وہاں ایک درہم بھی باقی نہ رہا۔

باب إِثْمِ مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا بِغَيْرِ جُرْمٍ (جس کسی نے کسی جرم کے بغیر کسی معاہد کو قتل کیا؟)

حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضى الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ ، وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا

ترجمہ۔ ہم سے قیس بن حفص نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالواحد نے حدیث بیان کی' ان سے حسن بن عمرو نے

حدیث بیان کی' ان سے مجاہد نے حدیث بیان کی اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی معاہد کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکے گا' حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے۔

بَاب إِخْرَاجِ الْيَهُودِ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ (یہودیوں کا جزیرہ عرب سے اخراج)

وَقَالَ عُمَرُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أُقِرُّكُمْ مَا أَقَرَّكُمُ اللَّهُ بِهِ

عمرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے بیان فرمایا کہ میں تمہیں اس وقت تک (عرب میں) رہنے دوں گا جب تک اللہ کی مرضی ہوگی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ فَخَرَجْنَا حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَالَ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا ، وَاعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ، وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَرْضِ ، فَمَنْ يَجِدْ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ ، وَإِلاَّ فَاعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے سعید مقبری نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے کہ ابوہریرہؓ نے بیان کیا' ہم ابھی مسجد نبوی میں موجود تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ یہودیوں کی طرف چلو' چنانچہ ہم روانہ ہوئے اور جب بیت المدراس (یہودیوں کا مدرسہ) پر پہنچے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اسلام لاؤ تو سلامتی کے ساتھ رہو گے۔ اور سمجھ لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے' اور میرا ارادہ ہے کہ تمہیں اس زمین (حجاز) سے دوسری جگہ منتقل کر دوں۔ اس لئے جس شخص کی ملکیت میں کوئی (ایسی) چیز ہو (جسے منتقل نہ کیا جاسکتا ہو' تو وہ اسے یہیں بیچ دے اگر تم اس پر تیار نہیں ہو تو سمجھ لو اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما يَقُولُ يَوْمُ الْخَمِيسِ ، وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ ثُمَّ بَكَى حَتَّى بَلَّ دَمْعُهُ الْحَصَى قُلْتُ يَا أَبَا عَبَّاسٍ ، مَا يَوْمُ الْخَمِيسِ قَالَ اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَجَعُهُ فَقَالَ ائْتُونِي بِكَتِفٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لاَ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا فَتَنَازَعُوا وَلاَ يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوا مَا لَهُ أَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوهُ فَقَالَ ذَرُونِي ، فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ فَأَمَرَهُمْ بِثَلاَثٍ قَالَ أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ ، وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ وَالثَّالِثَةُ خَيْرٌ ، إِمَّا أَنْ سَكَتَ عَنْهَا ، وَإِمَّا أَنْ قَالَهَا فَنَسِيتُهَا قَالَ سُفْيَانُ هَذَا مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ

ترجمہ۔ ہم سے محمد نے حدیث بیان کی' ان سے ابن عیینہ نے حدیث بیان کی' ان سے سلیمان احول نے' انہوں نے سعید بن جبیر سے سنا اور انہوں نے ابن عباسؓ سے سنا۔ آپ نے جمعرات کے دن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا' تمہیں معلوم ہے کہ جمعرات کا دن کون سا دن ہے؟ اس کے بعد آپ اتنا روئے کہ آپ کے آنسوؤں سے کنکریاں تر ہوگئیں میں نے عرض کیا اے ابن عباس! جمعرات کا دن کون سا دن ہے؟ آپ نے بیان فرمایا کہ اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف میں (مرض وفات کی) شدت پیدا ہوئی تھی اور آپ نے فرمایا تھا کہ مجھے (لکھنے کا) ایک چمڑا دے دو' تاکہ میں تمہارے لئے ایک ایسی دستاویز لکھ جاؤں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوگے' اس پر لوگوں کا اختلاف ہوگیا (بعض صحابہؓ نے کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم

کو اس شدت تکلیف میں مزید تکلیف نہ دینی چاہئے' پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا کہ نبی کی موجودگی میں اختلاف ونزاع غیر مناسب ہے (اس لئے سب لوگ یہاں سے چلے جائیں) صحابہ نے کہا کہ بہتر ہے' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت زیادہ تکلیف نہ دینی چاہئے البتہ آپ سے پوچھا جائے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ مجھے میری حالت پر چھوڑ دو' کیونکہ اس وقت جس عالم میں' میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو' اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کا حکم دیا' فرمایا کہ مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا اور وفود کے ساتھ اسی طرح انعام ونوازش کا معاملہ کرنا' جس طرح میں کیا کرتا تھا' تیسرے حکم کے متعلق یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی کچھ نہیں فرمایا تھا یا اگر آپ نے فرمایا تھا تو میں بھول گیا ہوں سفیان نے بیان کیا کہ یہ آخری جملہ سلیمان نے کہا تھا۔

بَاب إِذَا غَدَرَ الْمُشْرِكُونَ بِالْمُسْلِمِينَ هَلْ يُعْفَى عَنْهُمْ

کیا مسلمانوں کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو توڑنے والے غیر مسلموں کو معاف کیا جا سکتا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم شَاةٌ فِيهَا سُمٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اجْمَعُوا إِلَيَّ مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنْ يَهُودَ فَجُمِعُوا لَهُ فَقَالَ إِنِّي سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْهُ فَقَالُوا نَعَمْ قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ أَبُوكُمْ قَالُوا فُلَانٌ فَقَالَ كَذَبْتُمْ ، بَلْ أَبُوكُمْ فُلَانٌ قَالُوا صَدَقْتَ قَالَ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُ عَنْهُ فَقَالُوا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ، وَإِنْ كَذَبْنَا عَرَفْتَ كَذِبَنَا كَمَا عَرَفْتَهُ فِي أَبِينَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ أَهْلُ النَّارِ قَالُوا نَكُونُ فِيهَا يَسِيرًا ثُمَّ تَخْلُفُونَا فِيهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اخْسَئُوا فِيهَا ، وَاللَّهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيهَا أَبَدًا ثُمَّ قَالَ هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هَذِهِ الشَّاةِ سُمًّا قَالُوا نَعَمْ قَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلَى ذَلِكَ قَالُوا أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا نَسْتَرِيحُ ، وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے سعید نے حدیث بیان کی' اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ جب خیبر فتح ہوا تو (یہودیوں کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بکری کے ایسے گوشت کا ہدیہ پیش کیا گیا جس میں زہر تھا) اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ جتنے یہودی یہاں موجود ہیں انہیں میرے پاس جمع کردو' چنانچہ سب آ گئے اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو میں تم سے ایک بات پوچھوں گا کیا تم لوگ صحیح صحیح واقعہ بیان کرو گے سب نے کہا جی ہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تمہارے والد کون تھے انہوں نے کہا کہ فلاں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو' تمہارے والد تو فلاں تھے' سب نے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہیں' پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ اگر میں تم سے ایک اور بات پوچھوں تو تم صحیح واقعہ بیان کردو گے؟ سب نے کہا جی ہاں! یا ابا القاسم! اور اگر ہم جھوٹ بھی بولیں تو آپ ہمارے جھوٹ کو اسی طرح پکڑ لیں گے جس طرح آپ نے ابھی ہمارے والد کے بارے میں ہمارے جھوٹ کو پکڑ لیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد دریافت فرمایا کہ دوزخ میں جانے والے لوگ کون ہیں' انہوں نے کہا کہ کچھ دنوں کے لئے تو ہم اس میں جائیں گے لیکن پھر

آپ لوگ ہماری جگہ داخل کر دیئے جائیں گے (اور ہم جنت میں چلے جائیں گے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس میں برباد رہو خدا گواہ ہے کہ ہم تمہاری جگہ اس میں کبھی داخل نہیں کئے جائیں گے' پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ اگر میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو کیا تم مجھ سے صحیح واقعہ بتا دو گے؟ اس مرتبہ بھی انہوں نے کہا کہ ہاں اے ابو القاسم! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے اس بکری کے گوشت میں زہر ملایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ ایسا تم نے کیوں کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں (نبوت میں) تو ہمیں آرام مل جائے گا (آپ کے زہر کھا لینے کے بعد) اور اگر آپ واقعی نبی ہیں تو یہ زہر آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

باب دُعَاءِ الإِمَامِ عَلَى مَنْ نَكَثَ عَهْدًا

عہد شکنی کرنے والوں کے حق میں امام کی بددعا

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا رضي الله عنه عَنِ الْقُنُوتِ قَالَ قَبْلَ الرُّكُوعِ فَقُلْتُ إِنَّ فُلَانًا يَزْعُمُ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ ، فَقَالَ كَذَبَ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ قَنَتَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ قَالَ بَعَثَ أَرْبَعِينَ أَوْ سَبْعِينَ يَشُكُّ فِيهِ مِنَ الْقُرَّاءِ إِلَى أُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ، فَعَرَضَ لَهُمْ هَؤُلَاءِ فَقَتَلُوهُمْ ، وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم عَهْدٌ ، فَمَا رَأَيْتُهُ وَجَدَ عَلَى أَحَدٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ

ترجمہ۔ ہم سے ابو النعمان نے حدیث بیان کی' ان سے ثابت بن زید نے حدیث بیان کی' ان سے عاصم نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے انسؓ سے دعاء قنوت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ رکوع سے پہلے ہونی چاہیئے۔ میں نے عرض کیا کہ فلاں صاحب تو کہتے ہیں کہ آپ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تھا کہ رکوع کے بعد ہوتی ہے۔ انسؓ نے اس پر فرمایا کہ انہوں نے غلط کہا ہے۔ پھر آپ نے ہم سے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک رکوع کے بعد دعا کی تھی اور آپ نے اس میں قبیلہ بنو سلیم کی شاخوں کے حق میں بددعا کی تھی انہوں نے کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس یا ستر) قرآن کے عالم صحابہؓ کی ایک جماعت راویوں کو شک تھا (کہ چالیس صحابہؓ تھے یا ستر) مشرکین کے پاس بھیجی تھی (انہیں کی درخواست پر) لیکن ان لوگوں نے تمام صحابہؓ کو شہید کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا معاہدہ تھا۔ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی معاملہ پر اتنا رنجیدہ اور غمگین نہیں دیکھا جتنا آپ ان صحابہؓ کی شہادت پر تھے۔

باب أَمَانِ النِّسَاءِ وَجِوَارِهِنَّ (عورتوں کی امان اور ان کی طرف سے کسی کو پناہ دینا)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ ابْنَةِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ ابْنَةَ أَبِي طَالِبٍ تَقُولُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ ، وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هَذِهِ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ ، فَصَلَّى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، زَعَمَ ابْنُ أُمِّي عَلِيٌّ أَنَّهُ قَاتِلٌ

رَجُلاً قَدْ أَجَرْتُهُ فُلاَنُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِءٍ قَالَتْ أُمُّ هَانِءٍ وَذَلِكَ ضُحًى

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں مالک نے خبر دی انہیں عمر بن عبیداللہ کے مولی ابوالنضر نے انہیں ام ہانی بنت ابی طالب کے مولیٰ ابومرہ نے خبر دی۔ انہوں نے ام ہانی بنت ابی طالب ؓ سے سنا آپ بیان کرتی تھیں کہ فتح مکہ کے موقعہ پر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی (مکہ میں) میں نے دیکھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم غسل کر رہے تھے اور فاطمہ ؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی پردہ کئے ہوئے تھیں۔ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کون صاحبہ ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ ام ہانی بنت ابی طالب ہوں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوش آمدید ام ہانی! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر آپ نے آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ آپ صرف ایک کپڑا جسم اطہر پر لپیٹے ہوئے تھے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے بھائی (علیؓ) کہتے ہیں کہ وہ ایک شخص کو جسے میں پناہ دے چکی ہوں قتل کئے بغیر نہیں رہیں گے یہ شخص ہبیرہ کا فلاں لڑکا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ام ہانی! جسے تم نے پناہ دے دی اسے ہماری طرف سے بھی پناہ ہے ام ہانی ؓ نے کہا کہ یہ وقت چاشت کا تھا۔

باب ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَجِوَارُهُمْ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ

مسلمانوں کا عہد اور ان کی پناہ ایک ہے کسی ادنی حیثیت کے فرد نے بھی اگر پناہ دے دی تو اس کی حفاظت کی جائے گی

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَطَبَنَا عَلِيٌّ فَقَالَ مَا عِنْدَنَا كِتَابٌ نَقْرَؤُهُ إِلاَّ كِتَابُ اللّٰهِ، وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ فَقَالَ فِيهَا الْجِرَاحَاتُ وَأَسْنَانُ الإِبِلِ، وَالْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلَى كَذَا، فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى فِيهَا مُحْدِثًا، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لاَ يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلاَ عَدْلٌ، وَمَنْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ مِثْلُ ذَلِكَ، وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ مِثْلُ ذَلِكَ

ترجمہ۔ مجھ سے محمد نے حدیث بیان کی انہیں وکیع نے خبر دی انہیں اعمش نے انہیں ابراہیم تیمی نے ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ علیؓ نے ہمارے سامنے خطبہ فرمایا کہ اس کتاب اللہ اور اس صحیفہ میں جو کچھ ہے اس کے سوا اور کوئی کتاب (احکام شریعت کی) ایسی ہمارے پاس نہیں جسے ہم پڑھتے ہوں پھر آپ نے فرمایا کہ اس میں زخموں کے احکام ہیں (یعنی اگر کسی نے کسی کو زخمی کر دیا ہو) اور دیت میں دیئے جانے والے اونٹ کے احکام ہیں۔ اور یہ کہ مدینہ حرم ہے عیر پہاڑی سے فلاں (احد پہاڑی تک) اس لئے اس میں جس شخص نے کوئی نئی بات (شریعت کے اندر داخل کی یا کسی ایسے شخص کو پناہ دی تو اس پر اللہ ملائکہ اور انسان سب کی لعنت ہے۔ نہ اسکی کوئی فرض عبادت قبول ہوگی اور نہ نفل اور جس نے اپنے موالی کے سوا دوسرے موالی بنائے ان پر اسی طرح (لعنت ہے) اور تمام مسلمانوں کا عہد ایک ہے (کسی ایک فرد کا عہد اور پناہ کسی غیر مسلم کے لئے) پس جس شخص نے کسی مسلمان کی پناہ میں جو کسی کافر کو دی گئی ہو مداخلت کی تو اس پر بھی اسی طرح (لعنت) ہے۔

باب إِذَا قَالُوا صَبَأْنَا وَلَمْ يُحْسِنُوا أَسْلَمْنَا

جب کسی نے کہا صبانا اور اسلمنا کہنا انہیں نہیں آتا تھا

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ وَقَالَ عُمَرُ إِذَا قَالَ

مَتْرَسْ فَقَدْ آمَنَهُ ، إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ الْأَلْسِنَةَ كُلَّهَا وَقَالَ تَكَلَّمْ لَا بَأْسَ

ابن عمرؓ نے (واقعہ کی تفصیل میں) بیان کیا کہ دیہات کے مشرک باشندوں کے صرف یہ کہنے پر کہ ہم صابی ہو گئے) خالدؓ نے انہیں قتل کرنا شروع کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اے اللہ) خالد نے جو کچھ کیا میں تیرے حضور میں اس کی برات کرتا ہوں۔ عمرؓ نے فرمایا کہ جب کسی (مسلمان) نے (کسی فارسی وغیرہ سے) کہا کہ مترس (ڈرومت) تو گویا اس نے اسے امان دے دی کیونکہ اللہ تعالی تمام زبانوں کو جانتا ہے۔ اور عمرؓ نے (ہرمزسے) جب اسے مسلمان پکڑ کر لائے تھے) فرمایا تھا کہ جو کچھ کہنا ہو کہو ڈرومت۔

بَاب الْمُوَادَعَةِ وَالْمُصَالَحَةِ مَعَ الْمُشْرِكِينَ بِالْمَالِ وَغَيْرِهِ ،

مشرکین کے ساتھ مال وغیرہ کے ذریعہ صلح اور معاہدہ اور عہد شکنی کرنے والے پر گناہ کا بیان

وَإِثْمِ مَنْ لَمْ يَفِ بِالْعَهْدِ وَقَوْلِهِ (وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا) الآيَةَ

اور اللہ تعالی کا ارشاد کہ اگر کفار صلح چاہیں تو تم بھی اس کے لئے تیار ہو جاؤ۔ آخر آیت تک۔

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ هُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ انْطَلَقَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودِ بْنِ زَيْدٍ إِلَى خَيْبَرَ ، وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ ، فَتَفَرَّقَا ، فَأَتَى مُحَيِّصَةُ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ وَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِي دَمٍ قَتِيلاً ، فَدَفَنَهُ ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِينَةَ ، فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ وَحُوَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ، فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ كَبِّرْ كَبِّرْ وَهُوَ أَحْدَثُ الْقَوْمِ ، فَسَكَتَ فَتَكَلَّمَا فَقَالَ أَتَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ قَاتِلَكُمْ أَوْ صَاحِبَكُمْ قَالُوا وَكَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَرَ قَالَ فَتُبْرِيكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ فَقَالُوا كَيْفَ نَأْخُذُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَعَقَلَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مِنْ عِنْدِهِ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے بشر بن مفضل نے حدیث بیان کی ان سے یحیٰی نے حدیث بیان کی ان سے بشیر بن یسار نے اور ان سے سہل بن ابی حثمہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود بن زید خیبر گئے ان دنوں خیبر (کے یہودیوں سے مسلمانوں کی) صلح تھی۔ پھر دونوں حضرات (خیبر پہنچ کر اپنے اپنے کاموں کے لئے جدا ہو گئے اس کے بعد محیصہ عبداللہ بن سہلؓ کے پاس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ انہیں کسی نے شہید کر دیا ہے اور وہ خون میں تڑپ رہے ہیں (جب روح قبض ہو گئی تو) انہوں نے عبداللہ کو دفن کر دیا پھر مدینہ آئے اس کے بعد عبدالرحمٰن بن سعد (عبداللہؓ کے بھائی) اور مسعود کے دونوں صاحبزادے محیصہ اور حویصہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ گفتگو عبدالرحمٰنؓ نے شروع کی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صاحب عمر میں بڑے ہوں انہیں گفتگو کرنی چاہیئے۔ عبدالرحمٰنؓ سب سے کم عمر تھے۔ چنانچہ وہ خاموش ہو گئے اور محیصہ اور حویصہؓ نے گفتگو شروع کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ کیا تم لوگ اس پر حلف اٹھا سکتے ہو تاکہ جس شخص کی نشاندہی قاتل کی حیثیت سے تم کر رہے ہو اس پر تمہارا حق ثابت ہو سکے ان حضرات نے عرض کیا کہ ہم ایک ایسے معاملے میں قسم کس طرح کھا سکتے ہیں جس کا ہم نے خود مشاہدہ نہ کیا ہو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر کیا یہود تمہارے دعوے سے اپنی برات اپنی طرف سے پچاس قسمیں پیش کر کے کر دیں؟ ان حضرات نے عرض کیا کہ کفار کی قسموں کا ہم کس طرح اعتبار کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے پاس سے ان کی دیت ادا کر دی۔

باب فَضْلِ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ (ایفائے عہد کی فضیلت)

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ كَانُوا تِجَارًا بِالشَّامِ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي مَادَّ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَبَا سُفْيَانَ فِي كُفَّارِ قُرَيْشٍ

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی ان سے یونس نے ان سے ابن شہاب نے انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی انہیں عبد اللہ بن عباس نے خبر دی اور انہیں ابوسفیان بن حرب نے خبر دی کہ ہرقل (فرمانروائے روم) نے انہیں قریش کے قافلے کے ساتھ بھیجا تھا۔ یہ لوگ شام اس زمانے میں تجارت کی غرض سے گئے تھے جب ابوسفیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار قریش کے نمائندہ کی حیثیت سے صلح کی تھی (صلح حدیبیہ)

باب هَلْ يُعْفَى عَنِ الذِّمِّيِّ إِذَا سَحَرَ

اگر کسی ذمی نے کسی پر سحر کر دیا تو کیا اسے معاف کیا جا سکتا ہے؟

وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ سُئِلَ أَعَلَى مَنْ سَحَرَ مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ قَتْلٌ قَالَ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ صُنِعَ لَهُ ذَلِكَ ، فَلَمْ يَقْتُلْ مَنْ صَنَعَهُ ، وَكَانَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ.

ابن وہب نے بیان کیا انہیں یونس نے خبر دی کہ ابن شہاب سے کسی نے پوچھا تھا کیا اگر کسی ذمی نے کسی پر سحر کر دیا تو اسے قتل کر دیا جائے گا؟ انہوں نے بیان کیا کہ یہ حدیث ہم تک پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا گیا تھا لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ سے سحر کرنے والے کو قتل نہیں کروایا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کرنے والا اہل کتاب میں سے تھا۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم سُحِرَ حَتَّى كَانَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ صَنَعَ شَيْئًا وَلَمْ يَصْنَعْهُ

ترجمہ۔ مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے ہشام نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی اور ان سے عائشہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کر دیا گیا تھا تو (اس سحر کے اثر کی وجہ سے بعض اوقات ایسا ہوتا کہ آپ سمجھتے کہ آپ نے فلاں کام کر لیا ہے حالانکہ آپ نے وہ کام نہ کیا ہوتا۔

تشریح حدیث

علامہ انور شاہ صاحب کشمیری نے لکھا ہے کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر عورتوں کے معاملہ میں سحر کر دیا گیا تھا۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم محسوس کرتے کہ آپ جماع پر قادر ہیں حالانکہ ایسا نہ ہوتا آپ نے لکھا ہے کہ سحر کی یہ قسم عوام میں معروف و مشہور ہے اور اردو میں اس کے لئے کہتے ہیں کہ "فلاں مرد کو باندھ دیا۔" آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سحر ہوا تھا وہ اسی حد تک تھا ظاہر ہے کہ اس سے وحی اور شریعت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ نبی اپنی زندگی میں بہر حال انسان ہی ہوتا ہے اور انسان کی طرح نفع

نقصان بھی اٹھاتا ہے۔ البتہ وحی اور شریعت کے تمام طریقے محفوظ رہتے ہیں کیونکہ اس کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہے وہ قادر وتوانا ہے اس لئے وہ خود اپنے پیغام اور وحی کی حفاظت کر سکتا ہے۔ اس بحث سے قطع نظر کہ سحر کی کیا حقیقت ہے ہمارے یہاں اتنی بات تسلیم شدہ ہے کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح کا بھی سحر کیا گیا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس درجہ بھی اس سے متاثر رہے ہوں بہر حال آپ کی دعوت‘ خدا کا پیغام اور وحی اس سے قطعاً بے غبار رہی‘ آپ کو ذہول ونسیان یوں بھی کسی وجہ سے ہو جایا کرتا تھا تو وہ نبوت ورسالت کے منافی نہیں ہے کیونکہ نبوت سے متعلق کسی بھی معاملہ میں اور وحی کی حفاظت کے کسی بھی طریقہ میں آپ کو کبھی کوئی ذہول یا نسیان نہیں ہوا۔ یہ ملحوظ رہے کہ سحر کا اثر جس درجہ بھی آپ پر ہوا تھا وہ ایک معمولی مدت تک تھا‘ پھر وہ اثر جاتا رہا تھا‘ جیسا کہ روایات سے ثابت ہے۔

بابُ مَا يُحْذَرُ مِنَ الْغَدْرِ (عہد شکنی سے بچا جائے)

وَقَوْلِهِ تَعَالَى (وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ) الآيَةَ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ اور اگر یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکا دینا چاہیں (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) تو اللہ آپ کیلئے کافی ہے۔ آخر آیت تک۔

← حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ بُسْرَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا إِدْرِيسَ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ فَقَالَ اعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ، مَوْتِي، ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، ثُمَّ مُوتَانٌ يَأْخُذُ فِيكُمْ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ، ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتَّى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِينَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا، ثُمَّ فِتْنَةٌ لَا يَبْقَى بَيْتٌ مِنَ الْعَرَبِ إِلَّا دَخَلَتْهُ، ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُونُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْأَصْفَرِ فَيَغْدِرُونَ، فَيَأْتُونَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِينَ غَايَةً، تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا

ترجمہ۔ مجھ سے حمیدی نے حدیث بیان کی‘ ان سے ولید بن مسلم نے حدیث بیان کی‘ ان سے عبداللہ بن علاء بن زبر نے حدیث بیان کی انہوں نے بیان کیا کہ میں نے بسر بن عبداللہ سے سنا‘ انہوں نے ابوادریس سے سنا کہا کہ میں نے عوف بن مالک ؓ سے سنا‘ آپ نے بیان کیا کہ میں غزوہ تبوک کے موقعہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت چمڑے کے ایک خیمے میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ قیام قیامت کی چھ شرطیں شمار کر لو‘ (۱) میری موت‘ پھر (۲) بیت المقدس کی فتح‘ (۳) پھر ایک وبا جو تم میں اتنی شدت سے پھیلے گی جیسے بکریوں میں طاعون پھیل جاتا ہے۔ (۴) پھر مال کی کثرت اس درجہ میں ایک شخص سو دینار بھی اگر کسی کو دے گا تو اسے اس پر ناگواری ہوگی (۵) پھر فتنہ اتنا ہلاکت خیز کہ عرب کا کوئی گھر باقی نہ رہے۔ گا جو اس کی لپیٹ میں نہ آ گیا ہوگا‘ (۶) پھر صلح‘ جو تمہارے اور بنی الاصفر (روم کے) درمیان ہوگی‘ لیکن وہ عہد شکنی کریں گے اور ایک عظیم لشکر کے ساتھ تم پر چڑھائی کریں گے۔ اس میں اسی علم ہوں گے اور ہر علم کے تحت بارہ ہزار فوج ہوگی۔

بابُ كَيْفَ يُنْبَذُ إِلَى أَهْلِ الْعَهْدِ (معاہدہ کو کب فسخ کیا جائے گا؟)

وَقَوْلُهُ (وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ) الآيَةَ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ اگر آپ کو کسی قوم کی جانب سے نقض عہد کا اندیشہ ہو تو آپ اس معاہدہ کو انصاف کیساتھ ختم کر دیجئے۔ آخر آیت تک

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ رضی الله عنه فِيمَنْ يُؤَذِّنُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى لاَ يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ ، وَلاَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَيَوْمُ الْحَجِّ الأَكْبَرِ يَوْمُ النَّحْرِ ، وَإِنَّمَا قِيلَ الأَكْبَرُ مِنْ أَجْلِ قَوْلِ النَّاسِ الْحَجُّ الأَصْغَرُ فَنَبَذَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى النَّاسِ فِي ذَلِكَ الْعَامِ ، فَلَمْ يَحُجَّ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الَّذِي حَجَّ فِيهِ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم مُشْرِكٌ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی انہیں زہری نے انہیں حمید بن عبدالرحمٰن نے کہ ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ ابوبکرؓ نے حجۃ الوداع سے پہلے والے حج کے موقعہ پر) قربانی کے دن منجملہ بعض دوسرے حضرات کے مجھے بھی منیٰ میں یہ اعلان کرنے بھیجا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کر سکے گا' کوئی شخص بیت اللہ کا طواف ننگے ہو کر نہ کر سکے گا۔ اور حج اکبر کا دن یوم النحر (قربانی کا دن) کو کہتے ہیں۔ اسے حج اکبر اس لئے کہا گیا کہ لوگ (عمرہ کو) حج اصغر کہنے لگے تھے۔ تو ابوبکرؓ نے کفار کے معاہدہ کو اسی موقعہ پر کالعدم قرار دے دیا تھا۔ (کیونکہ معاہدہ کی خلاف ورزی پہلے کفار قریش کی طرف سے ہو چکی تھی) چنانچہ حجۃ الوداع کے سال جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تھا' کوئی مشرک حج نہ کر سکا تھا۔

باب إِثْمِ مَنْ عَاهَدَ ثُمَّ غَدَرَ (معاہدہ کرنے کے بعد عہد شکنی کرنے والے پر گناہ)

وَقَوْلِهِ (الَّذِينَ عَاهَدْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لاَ يَتَّقُونَ)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ وہ لوگ جن سے آپ معاہدہ کرتے ہیں اور پھر ہر مرتبہ وہ عہد شکنی کرتے ہیں اور ان کے اندر تقویٰ نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضی الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم أَرْبَعُ خِلاَلٍ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا مَنْ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ ، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے جریر نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے ان سے عبداللہ بن مرہ نے ان سے مسروق نے ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار عادتیں ایسی ہیں کہ اگر یہ چاروں کسی ایک شخص میں جمع ہو جائیں تو وہ پکا منافق ہے۔ وہ شخص جو بات کہتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے اور جب معاہدہ کرتا ہے تو عہد شکنی کرتا ہے اور جب کسی سے لڑتا ہے تو گالی گلوچ پر اتر آتا ہے۔ اور اگر کسی شخص کے اندر ان چاروں عادات میں سے ایک عادت ہے تو اس کے اندر نفاق کی ایک عادت ہے یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ رضی الله عنه قَالَ مَا كَتَبْنَا عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم إِلاَّ الْقُرْآنَ ، وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ ، قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم الْمَدِينَةُ حَرَامٌ مَا بَيْنَ عَائِرٍ إِلَى كَذَا ، فَمَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا ، أَوْ آوَى مُحْدِثًا ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ، لاَ يُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَلاَ صَرْفٌ ، وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ، لاَ يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلاَ عَدْلٌ ، وَمَنْ وَالَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ، لاَ يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلاَ عَدْلٌ قَالَ أَبُو مُوسَى حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا لَمْ تَجْتَبُوا دِينَارًا وَلاَ دِرْهَمًا فَقِيلَ لَهُ وَكَيْفَ تَرَى ذَلِكَ كَائِنًا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ إِي وَالَّذِي نَفْسُ

أَبِی هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ عَنْ قَوْلِ الصَّادِقِ الْمَصْدُوقِ قَالُوا عَمَّ ذَاكَ قَالَ تُنْتَهَكُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ صلی اللہ علیہ وسلم ، فَيَشُدُّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قُلُوبَ أَهْلِ الذِّمَّةِ ، فَيَمْنَعُونَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن کثیر نے حدیث بیان کی انہیں سفیان نے خبر دی انہیں اعمش نے انہیں ابراہیم تیمی نے انہیں انکے والد نے اور ان سے علیؓ نے بیان کیا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید اور (احادیث کے مجموعہ) اس صحیفہ کے سوا اور کوئی چیز نہیں لکھی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مدینہ عائر پہاڑی اور فلاں پہاڑی کے درمیان حرم ہے پس جس نے (دین میں) کوئی نئی چیز داخل کی یا کسی ایسے شخص کو اس کے حدود میں پناہ دی تو اس پر اللہ تعالیٰ ملائکہ اور انسان سب کی لعنت ہے نہ اس کی کوئی فرض عبادت قبول ہوگی اور نہ نفل اور مسلمانوں کا عہد ایک ہے معمولی سے معمولی فرد کے عہد کی حفاظت کے لئے بھی کوشش کی جائے گی (جو اس نے کسی کافر سے کیا ہوگا) اور جو شخص بھی کسی مسلمان کے عہد کو توڑے گا اس پر اللہ ملائکہ اور انسان سب کی لعنت ہے اور نہ اس کی کوئی فرض عبادت قبول ہوگی اور نہ نفل اور جس نے اپنے مولا کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو اپنا مولا بنالیا تو اس پر اللہ ملائکہ اور انسان سب کی لعنت ہے نہ اسکی کوئی فرض عبادت قبول ہوگی اور نہ نفل ابوموسیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے ہاشم بن قاسم نے حدیث بیان کی ان سے ابواسحاق بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب نہ تمہیں درہم ملے گا اور نہ دینار (جزیہ اور خراج کے طور پر) اس پر کسی نے کہا کہ جناب ابوہریرہ! آپ کس بنیاد پر فرماتے ہیں کہ ایسا ہوسکے گا۔ ابوہریرہؓ نے فرمایا ہاں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں ابوہریرہ کی جان ہے۔ یہ صادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لوگوں نے پوچھا تھا کہ یہ کیسے ہوجائے گا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کا عہد (جو اسلامی حکومت غیر مسلموں سے ان کی جان و مال کی حفاظت کے لئے کرے گی) توڑا جانے لگے گا تو اللہ تعالیٰ بھی ذمیوں کے دلوں کو سخت کردے گا اور وہ اپنا مال دینا بند کردیں گے۔

باب

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا وَائِلٍ شَهِدْتَ صِفِّينَ قَالَ نَعَمْ ، فَسَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُولُ اتَّهِمُوا رَأْيَكُمْ ، رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيعُ أَنْ أَرُدَّ أَمْرَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم لَرَدَدْتُهُ ، وَمَا وَضَعْنَا أَسْيَافَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا لِأَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلَّا أَسْهَلْنَ بِنَا إِلَى أَمْرٍ ، نَعْرِفُهُ غَيْرِ أَمْرِنَا هَذَا

ترجمہ۔ ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی انہیں ابوحمزہ نے خبر دی کہا کہ میں نے اعمش سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ابووائل سے پوچھا کیا آپ صفین کی جنگ میں شریک تھے؟ انہوں نے بیان کیا کہ ہاں (میں شریک تھا) اور میں نے سہل بن حنیفؓ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ تم لوگ خود اپنی رائے کو الزام دو میں تو (صلح حدیبیہ کے موقعہ پر) ابوجندلؓ کے (مکہ سے فرار ہوکر آنے کے) دن کو دیکھ چکا ہوں (کہ کوئی مسلمان یہ نہیں چاہتا تھا کہ انہیں دوبارہ کفار کے حوالے کردیا جائے (معاہدہ کے مطابق) اگر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو رد کرسکتا تو اس دن رد کرتا (اور کفار سے جنگ کرتا) کسی بھی خوف ناک کام کے لئے جب بھی ہم نے اپنی تلواریں اپنے کاندھوں پر اٹھالیں تو ہماری تلواروں نے ہمارا کام آسان کردیا۔ اس کام کے سوا (جس میں مسلمان خود باہم دست و گریبان ہیں اور اس کی گرہیں کسی طرح نہیں کھلتیں

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو وَائِلٍ قَالَ كُنَّا بِصِفِّينَ فَقَامَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ اتَّهِمُوا أَنْفُسَكُمْ فَإِنَّا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ، وَلَوْ نَرَى قِتَالاً لَقَاتَلْنَا، فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ فَقَالَ بَلَى فَقَالَ أَلَيْسَ قَتْلانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلاهُمْ فِي النَّارِ قَالَ بَلَى قَالَ فَعَلَى مَا نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا أَنَرْجِعُ وَلَمَّا يَحْكُمِ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فَقَالَ ابْنَ الْخَطَّابِ، إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ، وَلَنْ يُضَيِّعَنِي اللّٰهُ أَبَدًا فَانْطَلَقَ عُمَرُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِلنَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم فَقَالَ إِنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ، وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللّٰهُ أَبَدًا فَنَزَلَتْ سُورَةُ الْفَتْحِ، فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم عَلَى عُمَرَ إِلَى آخِرِهَا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَوَفَتْحٌ هُوَ قَالَ نَعَمْ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ بن آدم نے حدیث بیان کی ان سے یزید بن عبدالعزیز نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے ان سے حبیب بن ابی ثابت نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے ابو وائل نے حدیث بیان کی انہوں نے بیان کیا کہ ہم مقام صفین میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے پھر سہل بن حنیفؓ کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو! تم خود کو الزام دو ہم صلح حدیبیہ کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اگر ہمیں لڑنا ہوتا تو اس وقت لڑتے عمرؓ اس موقعہ پر آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہیں۔ عمرؓ نے کہا کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں جائیں گے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہیں۔ پھر عمرؓ نے کہا کہ پھر ہم اپنے دین کے معاملہ میں کیوں دبیں۔ کیا ہم (مدینہ) واپس چلے جائیں گے اور ہمارے اور ان کے درمیان کوئی فیصلہ اللہ نہیں کرے گا (جنگ کے بعد) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابن خطاب! میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ مجھے کبھی برباد نہیں کرے گا۔ اس کے بعد عمرؓ ابو بکرؓ کے یہاں گئے اور ان سے وہی سوالات کئے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابھی کر چکے تھے انہوں نے بھی (وہی جواب دیا اور) کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور اللہ انہیں کبھی برباد نہیں ہونے دے گا۔ پھر سورۂ فتح نازل ہوئی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو اسے آخر تک پڑھ کر سنائی تو عمرؓ نے عرض کیا کیا یہی فتح ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔

تشریح حدیث

سہل بن حنیفؓ لڑائی میں کسی طرف سے بھی شریک نہیں تھے اس لئے دونوں فریق انہیں الزام دیتے تھے اس کا جواب انہوں نے دیا تھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مسلمانوں سے لڑنے کا حکم نہیں دیا تھا یہ تو خود تمہاری غلطی ہے کہ اپنی ہی تلوار سے اپنے بھائیوں کا خون بہا رہے ہو بہت سے دوسرے صحابہ بھی حضرت معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے جھگڑے میں شریک نہیں تھے صفین فرات کے قریب ایک جگہ کا نام ہے سب جانتے ہیں کہ اس لڑائی کی ہلاکت خیزیوں سے مسلمانوں کی قوت کس درجہ متاثر ہوئی تھی۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ رضی الله عنهما قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ، إِذْ عَاهَدُوا رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم وَمُدَّتِهِمْ، مَعَ أَبِيهَا، فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ عَلَيَّ، وَهِيَ رَاغِبَةٌ، أَفَأَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ، صِلِيهَا

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے حاتم نے حدیث بیان کی ان سے ہشام بن عروہ نے ان سے ان کے والد نے اور ان سے اسماء بنت ابی بکرؓ نے بیان کیا کہ قریش سے جس زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی تھی (صلح حدیبیہ) اسی مدت میں میری والدہ اپنے والد کو ساتھ لے کر میرے پاس تشریف لائیں۔ وہ اسلام میں داخل نہیں ہوئی تھیں (عروہ نے بیان کیا کہ) اسماءؓ نے اس سلسلے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ! میری والدہ آئی ہوئی ہیں اور مجھ سے ملنا چاہتی ہیں تو کیا مجھے ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنی چاہیئے؟ آنحضور نے فرمایا کہ ہاں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

بَاب الْمُصَالَحَةِ عَلَى ثَلاثَةِ أَيَّامٍ ، أَوْ وَقْتٍ مَعْلُومٍ

تین دن یا کسی متعین وقت کے لئے صلح

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ رضى الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَعْتَمِرَ أَرْسَلَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ يَسْتَأْذِنُهُمْ لِيَدْخُلَ مَكَّةَ ، فَاشْتَرَطُوا عَلَيْهِ أَنْ لا يُقِيمَ بِهَا إِلاَّ ثَلاثَ لَيَالٍ ، وَلا يَدْخُلَهَا إِلاَّ بِجُلُبَّانِ السِّلاحِ ، وَلا يَدْعُوَ مِنْهُمْ أَحَدًا ، قَالَ فَأَخَذَ يَكْتُبُ الشَّرْطَ بَيْنَهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ، فَكَتَبَ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالُوا لَوْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ لَمْ نَمْنَعْكَ وَلَبَايَعْنَاكَ ، وَلَكِنِ اكْتُبْ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ أَنَا وَاللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَأَنَا وَاللَّهِ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ وَكَانَ لا يَكْتُبُ قَالَ فَقَالَ لِعَلِيٍّ امْحُ رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ عَلِيٌّ وَاللَّهِ لا أَمْحَاهُ أَبَدًا قَالَ فَأَرِنِيهِ قَالَ فَأَرَاهُ إِيَّاهُ ، فَمَحَاهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِيَدِهِ ، فَلَمَّا دَخَلَ وَمَضَى الأَيَّامُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوا مُرْ صَاحِبَكَ فَلْيَرْتَحِلْ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ نَعَمْ ثُمَّ ارْتَحَلَ

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن عثمان بن حکیم نے حدیث بیان کی ان سے شریح بن مسلمہ نے حدیث بیان کی ان سے ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی ان سے ابواسحاق نے بیان کیا اور ان سے براء بن عازبؓ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم نے جب عمرہ کرنا چاہا تو آپ نے مکہ کے لوگوں سے اجازت لینے کے لئے آدمی بھیجا مکہ میں داخلہ کے لئے انہوں نے اس شرط کے ساتھ (اجازت دی) کہ مکہ میں تین دن سے زیادہ قیام نہ کریں ہتھیار نیام میں رکھے بغیر داخل نہ ہوں اور (مکہ کے) کسی فرد کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں (اگرچہ وہ جانا بھی چاہے انہوں نے بیان کیا کہ پھر ان شرائط کو علی بن ابی طالبؓ نے لکھنا شروع کیا اور اس طرح لکھا یہ محمد اللہ کے رسول کے صلح کی دستاویز ہے کفار نے کہا کہ اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر آپ کو روکتے ہی نا بلکہ آپ پر ایمان لاتے اس لئے تمہیں یوں لکھنا چاہیئے یہ محمد بن عبداللہ کے صلح کی دستاویز ہے۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا گواہ ہے کہ میں محمد بن عبد اللہ ہوں اور خدا گواہ ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا نہیں جانتے تھے بیان کیا کہ آپ نے علیؓ سے فرمایا رسول کا لفظ مٹادو۔ علیؓ نے عرض کیا خدا کی قسم! یہ لفظ تو میں کبھی نہ مٹاؤں گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر مجھے دکھاؤ۔ (یہ لفظ کہاں ہے) بیان کیا کہ علیؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ لفظ دکھایا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے مٹادیا پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لے گئے اور (تین) دن گزر گئے تو قریش علیؓ کے پاس آئے اور

کہا کہ اب اپنے ساتھی سے کہو کہ یہاں سے چلے جائیں (علیؓ نے بیان کیا کہ میں نے اس کا ذکر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہاں (اب چلنا چاہیئے) چنانچہ آپ وہاں سے روانہ ہوئے۔

باب الْمُوَادَعَةِ مِنْ غَيْرِ وَقْتٍ (غیر معین مدت کے لئے صلح)

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أُقِرُّكُمْ مَا أَقَرَّكُمُ اللّٰهُ بِهِ

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ میں اس وقت تک تمہیں یہاں رہنے دوں گا جب تک اللہ تعالی چاہے گا۔

باب طَرْحِ جِيَفِ الْمُشْرِكِينَ فِي الْبِئْرِ وَلَا يُؤْخَذُ لَهُمْ ثَمَنٌ

مشرکوں کی لاشوں کو کنوئیں میں ڈالنا اور ان کی لاشوں کی (اگر ان کے ورثاء کے حوالے کیا جائے) قیمت نہیں لی جائے گی

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضى الله عنه قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم سَاجِدٌ وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِذْ جَاءَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ بِسَلَى جَزُورٍ، فَقَذَفَهُ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ حَتَّى جَاءَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَأَخَذَتْ مِنْ ظَهْرِهِ، وَدَعَتْ عَلَى مَنْ صَنَعَ ذَلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اللَّهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ، وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ، وَعُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ، وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ أَوْ أُبَيَّ بْنَ خَلَفٍ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ قُتِلُوا يَوْمَ بَدْرٍ، فَأُلْقُوا فِي بِئْرٍ، غَيْرَ أُمَيَّةَ أَوْ أُبَيٍّ، فَإِنَّهُ كَانَ رَجُلًا ضَخْمًا، فَلَمَّا جَرُّوهُ تَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهُ قَبْلَ أَنْ يُلْقَى فِي الْبِئْرِ

ترجمہ۔ ہم سے عبدان بن عثمان نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی، انہیں شعبہ نے انہیں ابو اسحاق نے، انہیں عمرو بن میمون نے اور ان سے عبد اللہؓ نے بیان کیا کہ مکہ میں ابتداء اسلام کے دور میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کی حالت میں تھے اور قریب ہی قریش کے مشرکین بیٹھے ہوئے تھے، پھر عقبہ بن ابی معیط اونٹ کی اوجھڑی لایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر اسے ڈال دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ سے اپنا سر نہ اٹھا سکے، آخر فاطمہ آئیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ سے اوجھڑی کو ہٹایا اور جس نے یہ حرکت کی تھی اسے برا بھلا کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بددعا کی کہ اے اللہ! کفار کی اس جماعت کو پکڑ لے اے اللہ! ابو جہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ابی معیط، امیہ بن خلف اور ابی بن خلف کو برباد کر۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ یہ سب بدر کی لڑائی میں قتل کر دیئے گئے تھے اور ایک کنویں میں انہیں ڈال دیا گیا تھا، سوا امیہ یا ابی کے کہ یہ شخص بہت بھاری کم تھا۔ جب اسے صحابہ نے کھینچا تو کنوئیں میں ڈالنے سے پہلے ہی اس کے تمام جوڑ الگ ہو گئے تھے۔

باب إِثْمِ الْغَادِرِ لِلْبَرِّ وَالْفَاجِرِ

عہد شکنی کرنے والے پر گناہ، خواہ عہد نیک کیساتھ رہا ہو یا بے عمل کیساتھ

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَحَدُهُمَا يُنْصَبُ وَقَالَ الْآخَرُ يُرَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهِ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالولید نے حدیث بیان کی اُن سے شعبہ نے حدیث بیان کی اُن سے سلیمان بن اعمش نے اُن سے ابووائل اوران سے عبداللہ بن مسعودؓ نے۔اور ثابت نے انسؓ کے واسطے سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن ہر عہد شکن کے لئے ایک جھنڈا ہوگا۔ ان میں سے ایک صاحب نے یہ بیان کیا کہ وہ جھنڈا گاڑ دیا جائے گا (اسکے غدر کے علامت کے طور پر) اور دوسرے صاحب نے بیان کیا کہ اسے قیامت کے دن سب دیکھیں گے۔ اس کے ذریعہ اسے پہچانا جائے گا۔

⬅ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يُنْصَبُ لِغَدْرَتِهِ

ترجمہ۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی اُن سے حماد نے حدیث بیان کی اُن سے ایوب نے اُن سے نافع نے اوران سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ ہر غدار کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا جو اس کے غدر کی علامت کے طور پر گاڑ دیا جائے گا۔

⬅ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لاَ هِجْرَةَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا وَقَالَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ إِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللَّهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيهِ لأَحَدٍ قَبْلِي ، وَلَمْ يَحِلَّ لِي إِلاَّ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، لاَ يُعْضَدُ شَوْكُهُ ، وَلاَ يُنَفَّرُ صَيْدُهُ ، وَلاَ يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلاَّ مَنْ عَرَّفَهَا ، وَلاَ يُخْتَلَى خَلاَهُ فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلاَّ الإِذْخِرَ ، فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوتِهِمْ قَالَ إِلاَّ الإِذْخِرَ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی اُن سے جریر نے حدیث بیان کی اُن سے منصور نے اُن سے مجاہد نے اُن سے طاؤس نے اوران سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقعہ پر فرمایا تھا۔ اب (مکہ سے) ہجرت باقی نہیں رہی البتہ خلوص نیت کے ساتھ جہاد کا حکم باقی ہے اس لئے جب تمہیں جہاد کے لئے بلایا جائے تو فوراً تیار ہو جاؤ۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقعہ پر فرمایا تھا کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کئے تھے اسی دن اس شہر (مکہ) کو حرم قرار دیا تھا۔ پس یہ شہر اللہ کی حرمت کے ساتھ قیامت تک کے لئے حرام ہے مجھ سے پہلے یہاں کسی کے لئے قتال جائز نہیں ہوا تھا اور میرے لئے بھی دن کے صرف ایک حصے میں جائز کیا گیا تھا۔ پس یہ مبارک شہر اللہ تعالیٰ کی حرمت کے ساتھ حرام ہے۔ اس کے حدود میں (کسی درخت کا) کانٹا نہ کاٹا جائے۔ یہاں کے شکار کو بھڑکایا نہ جائے سوا اس شخص کے جو (مالک تک چیز کو پہنچانے کے لئے) اعلان کا ارادہ رکھتا ہو۔ اور کوئی یہاں کی گری ہوئی کوئی چیز نہ اٹھائے اور نہ یہاں کی گھاس کاٹی جائے۔ اس پر عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ! اذخر (ایک گھاس) کا اس سے استثناء کر دیجئے کیونکہ یہ یہاں کے سناروں اور گھروں کے کام آتی ہے۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اذخر کا استثناء فرما دیا۔
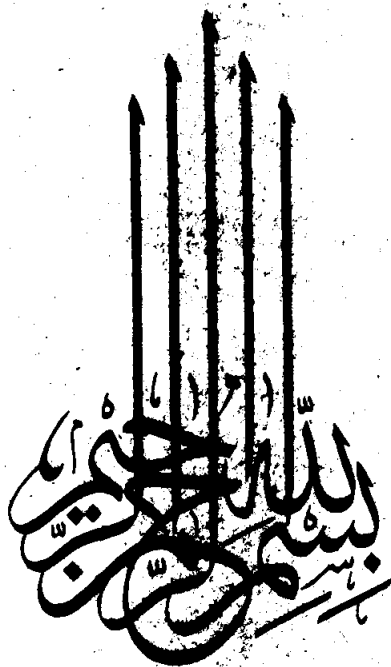
كِتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ .. كِتَابُ الْاَنْبِيَاءِ

كِتَابُ الْمَنَاقِبِ

كِتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ

مخلوق کی ابتداء

باب مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے متعلق روایات کہ اللہ ہی ہے جس نے مخلوق کو پہلی مرتبہ پیدا کیا اور وہی پھر دوبارہ (موت کے بعد) زندہ کرے گا اور یہ (دوبارہ زندہ کرنا) تو اور بھی آسان ہے (تمہارے مشاہدے کی حیثیت سے)

قَالَ الرَّبِيعُ بْنُ خُثَيْمٍ وَالْحَسَنُ كُلٌّ عَلَيْهِ هَيِّنٌ هَيْنٌ وَهَيِّنٌ مِثْلُ لَيْنٍ وَلَيِّنٍ ، وَمَيْتٍ وَمَيِّتٍ ، وَضَيْقٍ وَضَيِّقٍ (أَفَعَيِينَا) أَفَأَعْيَا عَلَيْنَا حِينَ أَنْشَأَكُمْ وَأَنْشَأَ خَلْقَكُمْ ، لُغُوبٌ النَّصَبُ (أَطْوَارًا) طَوْرًا كَذَا ، وَطَوْرًا كَذَا ، عَدَا طَوْرَهُ أَيْ قَدْرَهُ

ربیع بن خثیم اور حسن نے فرمایا کہ یوں تو دونوں (پہلی مرتبہ پیدا کرنا اور پھر دوبارہ زندہ کرنا) اس کے لئے آسان ہے (لیکن ایک کو زیادہ آسان تمہارے مشاہدہ کے اعتبار سے کہا) هَيْنٌ اور هَيِّنٌ کو لَيْنٌ اور لَيِّنٌ مَيْتٌ اور مَيِّتٌ۔ ضَيْقٌ اور ضَيِّقٌ کی طرح (مشدد اور مخفف دونوں طرح پڑھا جاسکتا ہے) اللہ تعالیٰ کے ارشاد) أَفَعَيِينَا کے معنی ہیں کہ) کیا ہمیں، جب تمہیں اور ساری مخلوق کو ہم نے پیدا کیا تھا، کوئی دشواری اور تعب پیدا ہوا تھا (کہ دوبارہ زندہ کرنے میں کوئی دشواری ہوگی) (اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں) لغوب کے معنی تھکن کے ہیں، اور دوسرے موقعہ پر) أَطْوَارًا کے معنی یہ ہیں کہ مختلف مراحل پر تمہیں پیدا کیا (عربی کے محاورہ میں بولتے ہیں) عدا طورہ یعنی اپنے مرتبہ سے (تجاویز کر گیا)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ .... لَيْتَنِي لَمْ أَقُمْ.

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن کثیر نے حدیث بیان کی انہیں سفیان نے خبر دی، انہیں جامع بن شداد نے، انہیں صفوان بن محرز نے اور ان سے عمران بن حصینؓ نے بیان کیا کہ بنی تمیم کے کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ اے بنی تمیم کے لوگو! تمہیں خوشخبری ہو، وہ کہنے لگے کہ بشارت جب آپ نے دی تو اب کچھ ہمیں دیجئے بھی۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا، پھر آپ کی خدمت میں یمن کے لوگ آئے تو آپؐ نے ان سے فرمایا کہ اے یمن کے لوگو! جب بنو تمیم کے لوگوں نے خوشخبری کو قبول نہیں کیا تو اب تم اسے قبول کرلو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے قبول کیا، پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم

مخلوق اور عرش الٰہی کی ابتدا کے متعلق گفتگو فرمانے لگے۔ اتنے میں ایک صاحب آئے اور کہا کہ عمران! تمہاری سواری بھاگ گئی (عمران ؓ کہتے ہیں) کاش! (اس اطلاع پر) میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے نہ اٹھتا۔

← حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ .... وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ

ترجمہ:۔ ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے ان سے اعمش نے حدیث بیان کی ان سے جامع بن شداد نے حدیث بیان کی ان سے صفوان بن محرز نے اور ان سے عمران بن حصین ؓ نے حدیث بیان کی کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے اونٹ کو دروازے پر باندھ دیا۔ اس کے بعد بنی تمیم کے کچھ لوگ خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے بنو تمیم! بشارت قبول کرو وہ کہنے لگے کہ جب آپ نے ہمیں بشارت دی ہے تو اب دو مرتبہ مال دیجئے۔ پھر یمن کے چند اصحاب خدمت نبوی میں حاضر ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بھی یہی فرمایا کہ بشارت قبول کر لو۔ اے یمن کے لوگو! بنو تمیم والوں نے تو نہیں قبول کی انہوں نے عرض کی ہم نے قبول کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر انہوں نے عرض کی ہم اس لئے حاضر ہوئے ہیں تا کہ آنحضور سے اس (عالم کی پیدائش وغیرہ کے) معاملے کے متعلق سوال کریں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ موجود تھا (ازل سے) اور اس کے سوا کوئی چیز موجود نہ تھی اس کا عرش پانی پر تھا۔ لوح محفوظ میں ہر چیز کے متعلق لکھ دیا گیا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین پیدا کی (ابھی یہ کلمات ارشاد فرما رہے تھے کہ) ایک صاحب نے ان سے (راوی) حضرت عمران ؓ سے کہا کہ ابن الحصین تمہاری سواری بھاگ گئی میں اس کے پیچھے دوڑا لیکن وہ اتنا طویل فاصلہ طے کر چکی تھی کہ سراب بھی وہاں سے نظر نہیں آتا تھا خدا گواہ ہے میرا دل بہت پچھتایا کہ کاش میں نے اسے چھوڑ دیا ہوتا (اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنی ہوتی) اور عیسیٰ نے رقبہ کے واسطے سے روایت کی انہوں نے قیس بن مسلم سے انہوں نے طارق بن شہاب سے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عمر بن خطاب ؓ سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر ہمیں خطاب کیا اور ابتدائے خلق کے متعلق ہمیں خبر دی (شروع سے آخر تک یعنی) جب جنت کے مستحق اپنی منزلوں میں داخل ہو جائیں گے۔ اور جہنم کے مستحق اپنے ٹھکانوں پر پہنچ جائیں گے جسے اس حدیث کو یاد رکھنا تھا اس نے یاد رکھا اور جسے بھولنا تھا وہ بھول گیا

← حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ .... لَيْسَ يُعِيدُنِي كَمَا بَدَأَنِي .

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن ابو شیبہ نے حدیث بیان کی ان سے ابو احمد نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے ان سے ابو الزناد نے ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ابن آدم نے مجھے گالی دی اور اس کے لئے یہ مناسب نہ تھا کہ وہ مجھے گالی دیتا اس نے مجھے جھٹلایا اور اس کے لئے یہ بھی مناسب نہ تھا۔ اس کی گالی یہ ہے کہ وہ کہتا ہے میرے لڑکا ہے اور اس کا جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ جس طرح اللہ نے مجھے پیدا کیا دوبارہ (موت کے بعد) زندہ نہیں کر سکتا۔

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ .... إِنَّ رَحْمَتِي غَلَبَتْ غَضَبِي

ترجمہ:۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے مغیرہ بن عبدالرحمٰن قرشی نے حدیث بیان کی ان سے ابو الزناد نے ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ۔۔۔ مخلوق کو پیدا کر چکا تو اپنی کتاب (لوح محفوظ) میں جو اس کے پاس عرش پر موجود ہے اس نے لکھا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

باب مَا جَاءَ فِي سَبْعِ أَرَضِينَ

باب سات زمینوں کے متعلق روایات

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى (اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا) (وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ) السَّمَاءُ (سَمْكَهَا) بِنَاءَهَا ، كَانَ فِيهَا حَيَوَانٌ الْحُبُكُ اسْتِوَاؤُهَا وَحُسْنُهَا (وَأَذِنَتْ) سَمِعَتْ وَأَطَاعَتْ (وَأَلْقَتْ) أَخْرَجَتْ مَا فِيهَا مِنَ الْمَوْتٰى ، (وَتَخَلَّتْ) عَنْهُمْ (طَحَاهَا) دَحَاهَا السَّاهِرَةُ وَجْهُ الْأَرْضِ ، كَانَ فِيهَا الْحَيَوَانُ نَوْمُهُمْ وَسَهَرُهُمْ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات گرامی ہیں جنہوں نے پیدا کئے سات آسمان اور آسمان کی طرح سات زمینیں' اللہ تعالیٰ ہی کے احکام جاری ہوتے ہیں ان کے درمیان۔ یہ اس لئے تا کہ تم کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر اپنے علم کے اعتبار سے قادر ہے" (قرآن مجید میں) والسقف المرفوع سے مراد آسمان ہے سمکہا بمعنی بناء آسمان الحبک۔ بمعنی آسمان کا استوا اور حسن واذنت کے معنی سمع وطاعت کی' والقت کے معنی زمین میں جو مردے دفن تھے' انہیں اس نے باہر ڈال دیا اور خود کو ان سے الگ کر دیا۔ طحاہا کے معنی اسے پھیلایا' الساہرہ روئے زمین کہ جس پر انسان کا سونا جاگنا ہوتا ہے۔

⬅ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ .... طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ

ترجمہ:۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی انہیں ابن علیہ نے خبر دی' انہیں علی بن مبارک نے' ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے حدیث بیان کی' ان سے محمد بن ابراہیم بن حارث نے' ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے' ان کا ایک دوسرے صاحب سے ایک زمین کے بارے میں نزاع ہو گیا تو وہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے واقعہ بیان کیا' انہوں نے (سب کچھ سن کر) فرمایا ابو سلمہ! زمین کے معاملات میں بڑی احتیاط رکھو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر ایک بالشت کے برابر بھی کسی نے (زمین کے معاملے میں) ظلم کیا تو (قیامت کے دن) سات زمینوں کا طوق اسے پہنایا جائے گا۔

⬅ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ .... يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلٰى سَبْعِ أَرَضِينَ

ترجمہ:۔ ہم سے بشر بن محمد نے حدیث بیان کی انہیں عبداللہ نے خبر دی' انہیں موسیٰ بن عقبہ نے' انہیں سالم نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی کی زمین میں سے بغیر حق کے لیا تو قیامت کے دن سات زمینوں تک اسے دھنسایا جائے گا۔

⬅ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى .... وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن مثنیٰ نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالوہاب نے حدیث بیان کی ان۔ سے ایوب نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن سیرین نے' ان سے ابوبکرہ کے صاحبزادے (عبدالرحمٰن) نے اور ان سے ابوبکرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' سال اپنی اصلی حالت پر آ گیا' اس دن کے مطابق جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کی تھی' سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے' چار مہینے اس میں سے حرمت کے ہیں' تین تو متواتر ذی قعدہ' ذی الحجہ اور محرم اور (چوتھا) رجب مضر جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان پڑتا ہے۔

حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ.................. سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ:۔ہم سے عبید بن اسماعیل نے حدیث بیان کی اُن سے ابواسامہ نے حدیث بیان کی اُن سے ہشام نے اُن سے ان کے والد نے اوران سے سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ نے کہ اروی بنت ابی اوس سے ان کا ایک حق (زمین) کے بارے میں نزاع، جس کے متعلق اروی کا خیال تھا کہ سعیدؓ نے ان کے حق میں کچھ کمی کردی ہے مروان خلیفہ کے یہاں فیصلہ کے لئے گیا سعیدؓ نے فرمایا کیا میں ان کے حق میں کوئی کمی کر سکتا ہوں میری گواہی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا کہ جس نے ایک بالشت زمین بھی ظلماً کسی سے لی تو قیامت کے دن ساتوں زمینوں کا طوق اس کی گردن میں ڈالا جائے گا ابن ابی الزناد نے بیان کیا ان سے ہشام نے ان سے ان کے والد نے بیان کیا اوران سے سعید بن زیدؓ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا (تو آپ نے یہ حدیث بیان کی تھی)

باب فِي النُّجُومِ

ستاروں کے بارے میں

وَقَالَ قَتَادَةُ (وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ) خَلَقَ هَذِهِ النُّجُومَ لِثَلاثٍ، جَعَلَهَا زِينَةً لِلسَّمَاءِ، وَرُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ، وَعَلامَاتٍ يُهْتَدَى بِهَا، فَمَنْ تَأَوَّلَ فِيهَا بِغَيْرِ ذَلِكَ أَخْطَأَ وَأَضَاعَ نَصِيبَهُ، وَتَكَلَّفَ مَا لاَ عِلْمَ لَهُ بِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (هَشِيمًا) مُتَغَيِّرًا وَالأَبُّ مَا يَأْكُلُ الأَنْعَامُ الأَنَامُ الْخَلْقُ (بَرْزَخٌ) حَاجِبٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (أَلْفَافًا) مُلْتَفَّةً وَالْغُلْبُ الْمُلْتَفَّةُ (فِرَاشًا) مِهَادًا كَقَوْلِهِ (وَلَكُمْ فِي الأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ) (نَكِدًا) قَلِيلاً

قتادہ نے (قرآن مجید کی اس آیت) ''اور ہم نے زینت دی آسمان دنیا کو (تاروں کے) چراغ سے'' فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو تین مقاصد کے لئے پیدا کیا ہے انہیں آسمان کی زینت بنایا (۲) شیطان پر چلانے کے لئے بنایا (۳) اور (رات کی اندھیریوں میں) انہیں صحیح راستہ پر چلتے رہنے کے لئے علامتیں بنایا پس جس شخص نے ان مقاصد کے سوا (جن کی طرف اشارے قرآن مجید میں ہیں) دوسری باتیں کہیں اس نے غلطی کی اپنے نصیب کو ضائع کیا اور ایسے مسئلے میں بلاوجہ دخل دیا جس کے متعلق اسے کوئی (واقعی اور حقیقی) علم نہ تھا ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہشیما بمعنی متغیر الاب کے معنی مویشیوں کا چارہ الانام بمعنی ملتفۃ مخلوق اور برزخ بمعنی حاجب۔مجاہد نے کہا کہ الفافا بمعنی ملتفۃ الغلب بھی بمعنی فراشا بمعنی مہادا جیسے خدا تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے ولکم فی الارض مستقر (مستقر بمعنی مہاد) نکدا بمعنی قلیلا۔

باب صِفَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ

چاند اور سورج کے اوصاف

(بِحُسْبَانٍ) قَالَ مُجَاهِدٌ كَحُسْبَانِ الرَّحَى، وَقَالَ غَيْرُهُ بِحِسَابٍ وَمَنَازِلَ لاَ يَعْدُوَانِهَا حُسْبَانٌ جَمَاعَةُ حِسَابٍ مِثْلُ شِهَابٍ وَشُهْبَانٍ (ضُحَاهَا) ضَوْؤُهَا (أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ) لاَ يَسْتُرُ ضَوْءُ أَحَدِهِمَا ضَوْءَ الآخَرِ، وَلاَ يَنْبَغِي لَهُمَا ذَلِكَ (سَابِقُ النَّهَارِ) يَتَطَالَبَانِ حَثِيثَانِ نَسْلَخُ نُخْرِجُ أَحَدَهُمَا مِنَ الآخَرِ، وَنُجْرِي كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا، وَاهِيَةٌ وَهْيُهَا تَشَقُّقُهَا أَرْجَائِهَا مَا لَمْ يَنْشَقَّ مِنْهَا فَهِيَ عَلَى حَافَتَيْهِ، كَقَوْلِكَ عَلَى أَرْجَاءِ الْبِئْرِ (أَغْطَشَ) وَ(جَنَّ) أَظْلَمَ وَقَالَ الْحَسَنُ (كُوِّرَتْ) تُكَوَّرُ حَتَّى يَذْهَبَ ضَوْؤُهَا، (وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ) جَمَعَ مِنْ دَابَّةٍ (اتَّسَقَ) اسْتَوَى (بُرُوجًا) مَنَازِلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ. الْحَرُورُ بِالنَّهَارِ مَعَ الشَّمْسِ وَقَالَ

ابْنُ عَبَّاسٍ وَرُؤْبَةُ الْحَرُورُ بِاللَّيْلِ، وَالسَّمُومُ بِالنَّهَارِ يُقَالُ يُولِجُ يُكَوِّرُ (وَلِيجَةً) كُلُّ شَیْءٍ أَدْخَلْتَهُ فِی شَیْءٍ

(قرآن مجید میں بحسبان کے متعلق مجاہدؒ نے بیان فرمایا کہ (معنی یہ ہیں) جیسے چکی گھومتی ہے' دوسرے حضرت نے فرمایا کہ معنی ہے' حساب اور منزلوں کے حدود میں جس سے وہ تجاوز نہ کرے حسبان' حساب کرنیوالوں کی جماعت کو کہتے ہیں' جیسے شہاب اور شہبان' ضحاھا سے مراد اس کی روشنی ہے' ان تدرک القمر کے معنی یہ ہیں کہ ایک دوسرے کی روشنی چھین نہیں سکتا اور ان سے یہ ممکن بھی نہیں' سابق النہار کے معنی یہ ہیں کہ دونوں تیزی سے حرکت کرتے ہیں اور اپنی حدود معینہ سے آگے نہیں بڑھتے سلخ کے معنی یہ ہیں کہ ہم ایک میں سے دوسرے کو نکالتے ہیں (یعنی دن اور رات میں کوئی حد فاصل نہیں اور دونوں کو ہم مسلسل ان کے کاموں پر لگائے رہتے ہیں۔ واھیۃ وھیھا سے مشتق ہے' یعنی وہ ٹکڑے ٹکڑے (تباہ و برباد ہوا) ارجائھا جو حصہ پھٹا ہوا نہ ہو' پس ملائکہ آسمان کے دونوں کناروں پر ہوں گے' عام محاورہ میں ارجاء البئر اسی معنی میں ہے۔ اغطش اور جن (دونوں) تاریک ہونے کے معنی میں ہیں۔ حسنؒ نے فرمایا کہ رات تکور کے معنی میں ہے یعنی جب اس کی روشنی بالکل ختم ہو جائے ۰ واللیل و ماوسق (میں وسق کے معنی ہیں) چوپایوں کو جمع کیا' اتسق بمعنی استویٰ بروجا منازل شمس و قمر۔ الحرور کا تعلق دن کے سورج کے ساتھ ہے' لیکن ابن عباسؓ نے فرمایا کہ الحرور کا تعلق رات سے ہے اور دن سے جس کا تعلق ہو اسے سموم کہتے ہیں۔ یولج بمعنی یکور ولیجہ ہر اس چیز کو کہتے ہیں' جسے کسی دوسری چیز میں داخل کر دیا جائے۔

⟵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوسُفَ .... ذٰلِکَ تَقْدِیرُ الْعَزِیزِ الْعَلِیمِ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے' ان سے ابراہیم تیمی نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوذرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سورج غروب ہوا' تو ان سے فرمایا کہ معلوم ہے' یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی کو علم ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جاتا ہے اور عرش کے نیچے پہنچ کر پہلے سجدہ کرتا ہے اور پھر اجازت چاہتا ہے (دوبارہ آنے کی) اور اسے اجازت دی جاتی ہے اور وہ دن بھی قریب ہے جب یہ سجدہ کرے گا تو اس کا سجدہ قبول نہ ہوگا اور اجازت چاہے گا لیکن اجازت نہ ملے گی (قیامت کے دن) بلکہ اس سے کہا جائے گا کہ جہاں سے آئے تھے وہیں واپس چلے جاؤ چنانچہ اس دن وہ مغرب ہی سے طلوع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد **والشمس تجری لمستقر لھا ذلک تقدیر العزیز العلیم** میں اسی طرف اشارہ موجود ہے۔

⟵ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ .... مُكَوَّرَانِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالعزیز بن مختار نے حدیث بیان کی' ان سے عبداللہ داناج نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی' اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' قیامت کے دن سورج اور چاند کو لپیٹ دیا جائے گا۔

⟵ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سُلَیْمَانَ .... فَإِذَا رَأَیْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا

ترجمہ:۔ ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھے عمرو نے خبر دی' ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے حدیث بیان کی' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے نقل کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا کہ سورج اور چاند میں کسی کی موت و حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اس لئے جب تم گرہن دیکھو تو نماز پڑھا کرو۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ .... فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ .

ترجمہ:۔ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے مالک نے حدیث بیان کی' ان سے زید بن اسلم نے' ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ایک نشانی ہے' کسی کی موت وحیات ۔ سے ان میں گرہن نہیں لگتا اسلئے جب گرہن ہو تو اللہ کی یاد میں لگ جایا کرو۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ .... فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ .

ترجمہ:۔ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عروہ نے خبر دی اور انہیں عائشہؓ نے خبر دی کہ جس دن سورج گرہن لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مصلیٰ پر) کھڑے ہوئے اللہ اکبر کہا اور بڑی دیر تک قرأت کرتے رہے۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا ایک طویل رکوع! پھر سر اٹھا کر کہا سمع اللہ لمن حمدہ اور پہلے کی طرح کھڑے ہو گئے اس قیام میں بھی طویل قرأت کی اگرچہ پہلی قرأت سے کم تھی اور پھر رکوع میں چلے گئے اور دیر تک رکوع میں رہے' اگرچہ پہلے رکوع سے یہ کم طویل تھا۔ اس کے بعد سجدہ کیا ایک طویل سجدہ' دوسری رکعت میں بھی آپ نے اسی طرح کیا اور اس کے بعد سلام پھیرا تو سورج صاف ہو چکا تھا۔ اب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو خطاب کیا اور سورج اور چاند گرہن کے متعلق فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے' اس میں کسی کی موت وحیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا اسلئے جب تم گرہن دیکھو تو فوراً نماز کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى .... فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا.

ترجمہ:۔ہم سے محمد بن مثنیٰ نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی' ان سے اسماعیل نے بیان کیا' ان سے قیس نے حدیث بیان کی' اور ان سے ابو مسعودؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' سورج اور چاند میں کسی کی موت وحیات پر گرہن نہیں لگتا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے' اس لئے جب تم ان میں گرہن دیکھو تو نماز پڑھو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِهِ (وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ نُشُرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے متعلق روایات کہ وہ "اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اپنی رحمت سے پہلے مختلف قسم کی ہواؤں کو بھیجتا ہے۔"

(قَاصِفًا) تَقْصِفُ كُلَّ شَيْءٍ (أَوَاقِحَ) مَلَاقِحَ مُلْقِحَةً (إِعْصَارٌ) رِيحٌ عَاصِفٌ ، تَهُبُّ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ كَعَمُودٍ فِيهِ نَارٌ (صِرٌّ) بَرْدٌ (نُشُرًا) مُتَفَرِّقَةً

(اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں مختلف مواقع پر) قاصفا بمعنی تقصف کل شئی لواقح بمعنی ملاقح اس کا واحد ملحقہ ہے اعصار کے معنی ہوا کا وہ جھکڑ جو ستون کی طرح زمین سے آسمان کی طرف اٹھتا ہے اور جس میں آگ ہوتی ہے صر بمعنی برد' نشر بمعنی متفرقہ۔)

حَدَّثَنَا آدَمُ .... وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُورِ .

ترجمہ:۔ہم سے آدم نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے حکم نے' ان سے مجاہد نے اور ان سے ابن عباسؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ باالصبا کے ذریعہ میری مدد کی گئی اور قوم عاد بادِ دبور سے ہلاک کی گئی تھی۔

حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ .... مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ الْآيَةَ

ترجمہ:۔ہم سے مکی بن ابراہیم نے حدیث بیان کی' ان سے ابن جریج نے' ان سے عطاء نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بادل کا کوئی ایسا ٹکڑا دیکھتے جس سے بارش کی توقع ہوتی تو آپ کبھی آگے آتے کبھی پیچھے جاتے' کبھی اندر تشریف لاتے' کبھی باہر جاتے اور چہرۂ مبارک کا رنگ بدل جاتا' لیکن جب بارش ہونے لگتی تو پھر یہ کیفیت باقی نہ رہتی' ایک مرتبہ عائشہؓ نے اس کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا (اس بادل کے متعلق) میں کچھ نہیں جانتا' ممکن ہے یہ بادل بھی ویسا ہی ہو جس کے متعلق قوم عاد نے کہا تھا' جب انہوں نے بادل کو اپنی وادیوں کی طرف جاتے دیکھا تھا' آخر آیت تک (کہ ان کے لئے رحمت کا بادل ہے' حالانکہ وہی عذاب تھا)

بَاب ذِكْرِ الْمَلَائِكَةِ

وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَدُوُّ الْيَهُودِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (لَنَحْنُ الصَّافُّونَ) الْمَلَائِكَةُ

انسؓ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن سلامؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جبریلؑ کو یہودی ملائکہ میں سے اپنا دشمن سمجھتے ہیں' ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ لنحن الصافون میں مراد ملائکہ سے ہے۔

← حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ............ فِي الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ

ترجمہ:۔ ہم سے ہدبہ بن خالد نے حدیث بیان کی' ان سے ہمام نے حدیث بیان کی' ان سے قتادہ نے ح۔ اور مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا۔ ان سے یزید بن زریع نے حدیث بیان کی' ان سے سعید اور ہشام نے حدیث بیان کی' کہا کہ ہم سے قتادہ نے حدیث بیان کی ان سے انس بن مالکؓ نے حدیث بیان کی اور ان سے مالک بن صعصعہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بیت اللہ کے قریب میں نیند اور بیداری کی درمیانی کیفیت میں تھا' پھر آنحضور نے دو آدمیوں کے درمیان ایک تیسرے واقعہ کی تفصیل بیان کی اس کے بعد میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جو حکمت اور ایمان سے لبریز تھا' میرے سینے کو پیٹ کے آخری حصے تک چاک کیا گیا' میرا پیٹ زمزم کے پانی سے دھویا گیا اور پھر اسے حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا اس کے بعد میرے پاس ایک سواری لائی گئی' سفید' خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی یعنی براق! میں اس پر جبریلؑ کے ساتھ چلا' جب ہم آسمان دنیا پر پہنچے تو پوچھا گیا کہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جبریل! پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کہ کیا انہیں کو لانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! اس پر جواب آیا کہ انہیں خوش آمدید! آنے والے کیا ہی مبارک ہیں۔ پھر میں آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں سلام کیا' انہوں نے فرمایا' خوش آمدید' بیٹے اور نبی! اس کے بعد ہم دوسرے آسمان پر پہنچے یہاں بھی وہی سوال ہوا کون صاحب ہیں؟ کہا کہ جبریل! سوال ہوا' آپ کے ساتھ کوئی اور صاحب بھی ہیں؟ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! سوال ہوا' انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ کہا کہ ہاں' اب ادھر سے جواب آیا' خوش آمدید! آنے والے کیا ہی مبارک ہیں! اس کے بعد میں عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام کی خدمت میں حاضر ہوا ان حضرات نے بھی خوش آمدید کہا' اپنے بھائی اور نبی کو! پھر ہم تیسرے آسمان پر آئے' یہاں بھی سوال ہوا' کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ جبریل! سوال ہوا۔ آپ کے ساتھ بھی کوئی ہے' کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! سوال ہوا' انہیں کو بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں! اب آواز آئی' خوش آمدید میرے بھائی اور نبی! آنے والے

کیا ہی صالح ہیں' یہاں میں یوسفؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں سلام کیا' انہوں نے فرمایا خوش آمدید میرے بھائی اور نبی! یہاں سے ہم چوتھے آسمان پر آئے' اس پر بھی یہی سوال ہوا اور کون صاحب؟ جواب دیا کہ جبریل' سوال ہوا آپ کے ساتھ اور کون صاحب ہیں' کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! پوچھا کیا انہیں لانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا۔ جواب دیا کہ ہاں! پھر آواز آئی انہیں خوش آمدید! کیا ہی اچھے آنے والے ہیں۔ یہاں میں ادریسؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا انہوں نے فرمایا خوش آمدید بھائی اور نبی۔ یہاں سے ہم پانچویں آسمان پر آئے۔ یہاں بھی سوال ہوا کہ کون صاحب؟ جواب دیا کہ جبریل! پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا گیا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ کہا کہ ہاں' آواز آئی۔ انہیں خوش آمدید۔ آنے والے کیا ہی اچھے ہیں!۔ یہاں' ہم ہارونؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں نے انہیں سلام کیا' انہوں نے فرمایا میرے بھائی اور نبی' خوش آمدید! یہاں سے ہم چھٹے آسمان پر آئے' یہاں بھی سوال ہوا کہ کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ جبریل! پوچھا گیا آپ کے ساتھ بھی کوئی ہے؟ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا گیا' کیا انہیں بلایا گیا تھا؟ خوش آمدید' اچھے آنے والے' یہاں میں موسیٰؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں سلام کیا' انہوں نے فرمایا میرا بھائی اور نبی خوش آمدید! جب میں وہاں سے آگے بڑھنے لگا تو آپ رونے لگے۔ میں نے پوچھا۔ آں محترم کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اے اللہ! یہ نوجوان جسے میرے بعد نبوت دی گئی (اور عمر۔۔۔ بھی کچھ زیادہ نہ ہوگی) اس کی امت میں سے جنت میں داخل ہونے والے' میری امت کے جنت میں داخل ہونے والے افراد سے افضل ہوں گے' اس کے بعد ہم ساتویں آسمان پر آئے' یہاں بھی سوال ہوا کہ کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ جبریل! سوال ہوا کہ کوئی صاحب آپ کے ساتھ بھی ہیں' جواب دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! پوچھا' انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ خوش آمدید اچھے آنے والے' یہاں میں ابراہیمؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں سلام کیا انہوں نے فرمایا میرے بیٹے اور نبی! خوش آمدید! اس کے بعد مجھے بیت معمور دکھایا گیا میں نے جبریلؑ سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ بیت معمور ہے۔ اس میں ستر ہزار ملائکہ روزانہ نماز پڑھتے ہیں اور ایک مرتبہ پڑھ کر جو اس میں سے نکل جاتا ہے تو پھر کبھی داخل نہیں ہوتا اور مجھے سدرۃ المنتہیٰ بھی دکھایا گیا اس کے پھل ایسے تھے جیسے مقام ہجر کے مٹکے ہوتے ہیں اور پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان اس کی جڑ سے چار نہریں نکلتی تھیں' دو نہریں تو باطنی تھیں اور دو ظاہری میں نے جبریلؑ سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ باطنی نہریں تو جنت میں ہیں اور ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں۔ اس کے بعد مجھ پر (اور تمام امت مسلمہ پر) پچاس وقت کی نمازیں فرض کی گئیں۔ میں جب واپس ہوا اور موسیٰؑ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا کیا کر کے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ پچاس نمازیں مجھ پر فرض کی گئی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ انسانوں کو میں تم سے زیادہ جانتا ہوں بنی اسرائیل کا مجھے بڑا تلخ تجربہ ہو چکا ہے' تمہاری امت بھی اتنی نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی' اسلئے اپنے رب کی بارگاہ میں دوبارہ حاضری دیجئے اور کچھ تخفیف کی درخواست کیجئے۔ میں واپس ہوا تو اللہ تعالیٰ نے نمازیں چالیس وقت کی کر دیں۔ پھر بھی موسیٰؑ اپنی بات (تخفیف) پر مصر رہے' اس مرتبہ تیس وقت کی رہ گئیں' پھر انہوں نے وہی فرمایا تو اب بیس وقت کی اللہ تعالیٰ نے کر دیں۔ پھر موسیٰؑ نے وہی فرمایا اور اس مرتبہ (بارگاہ رب العزت میں میری درخواست کی پیشی پر) اللہ تعالیٰ نے انہیں دس کر دیا۔ جب میں موسیٰؑ کی خدمت میں اس مرتبہ حاضر ہوا تو اب بھی انہوں نے اپنا اصرار جاری رکھا اور اس مرتبہ اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی کر دیں اب میں موسیٰؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ کیا ہوا؟ میں

نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ کردی ہیں' اس مرتبہ بھی انہوں نے اصرار کیا' میں نے کہا کہ اب تو میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کر چکا ہوں' پھر آواز آئی۔ میں نے اپنا فریضہ (پانچ نمازوں کا) نافذ کردیا۔ اپنے بندوں پر تخفیف کر چکا اور میں ایک نیکی کا بدلہ دس گنا دیتا ہوں۔ اور ہمام نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے' ان سے حسن نے' ان سے ابو ہریرہؓ نے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے' بیت معمور کے متعلق (الگ اس کی روایت کی ہے)

← حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ .... فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

ترجمہ:۔ ہم سے حسن بن ربیع نے حدیث بیان کی' ان سے ابوالاحوص نے حدیث بیان کی' ان سے اعمش نے' ان سے زید بن وہب نے اور ان سے عبداللہؓ نے بیان کیا کہ ہم سے صادق المصدوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کی' فرمایا کہ تمہاری تخلیق کی تیاری تمہاری ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک کی جاتی ہے (نطفہ کی صورت میں) اتنے ہی دنوں تک وہ پھر یک بستہ خون کی صورت اختیار کئے رہتا ہے اور پھر وہ اتنے ہی دنوں تک ایک مضغہ' گوشت رہتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتے ہیں اور اسے چار باتوں (کے لکھنے) کا حکم دیتے ہیں۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کے عمل' اس کا رزق' اسکی مدت حیات اور یہ کہ شقی ہے یا سعید' لکھ لے۔ اب اس نطفہ میں روح ڈالی جاتی ہے (خدا کی متعین کی ہوئی تقدیر اس قدر ناقابل تغیر ہے کہ) ایک شخص (زندگی بھر نیک) عمل کرتا رہتا ہے اور جب جنت اور اس کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر سامنے آجاتی ہے اور دوزخ والوں کے عمل شروع کر دیتا ہے اسی طرح ایک شخص (زندگی بھر برے) اعمال کرتا رہتا ہے اور جب دوزخ اور اس کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے (موت کے قریب) تو اس کی تقدیر آڑے آتی ہے اور جنت والوں کے عمل شروع کر دیتا ہے (توبہ کر کے)

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ .... ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ.

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن سلام نے حدیث بیان کی انہیں مخلد نے خبر دی انہیں ابن جریج نے خبر دی' انہیں نافع نے' انہوں نے بیان کیا کہ ابو ہریرہؓ نے فرمایا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے اور اس روایت کی متابعت ابو عاصم نے ابنجریج کے واسطے سے کی ہے' کہا کہ مجھے موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی انہیں نافع نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو جبریلؑ سے فرماتے ہیں کہ اللہ فلاں شخص سے محبت کرتے ہیں تم بھی اس سے محبت رکھو۔ چنانچہ جبریلؑ بھی اس سے محبت رکھنے لگتے ہیں۔ پھر جبریلؑ تمام اہل آسمان کو ندا دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت رکھتے ہیں' اس لئے سب لوگ اس سے محبت رکھیں۔ چنانچہ تمام اہل آسمان اس سے محبت رکھنے لگتے ہیں' اس کے بعد روئے زمین پر بھی اسے مقبولیت حاصل ہو جاتی ہے۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ............ مِائَةَ كَذْبَةٍ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد نے حدیث بیان کی' ان سے ابن ابی مریم نے حدیث بیان کی' انہیں لیث نے خبر دی' ان سے ابن ابی جعفر نے حدیث بیان کی' ان سے محمد بن عبدالرحمن نے' ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہؓ نے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ نے فرمایا تھا کہ ملائکہ عنان میں اترتے ہیں اور عنان سے مراد بادل (یا آسمان) ہے (راوی کی رائے میں) یہاں ملائکہ ان امور کا تذکرہ کرتے ہیں جن کا فیصلہ آسمان میں (جناب باری تعالیٰ کی بارگاہ سے) ہو چکا ہوتا ہے اور یہیں سے شیطان کچھ چوری چھپے سن لیتے ہیں' پھر کاہنوں کو اس کی اطلاع دیتے ہیں اور یہ کاہن سو جھوٹ اپنی طرف سے لگا کر اسے بیان کرتے ہیں۔

← حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ .... وَجَاءُوا يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ

ترجمہ:۔ ہم سے احمد بن یوسف نے حدیث بیان کی' ان سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی' ان سے ابن شہاب نے حدیث

بیان کی ان سے ابوسلمہ اور اغر نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ کا دن آتا ہے تو مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے متعین ہو جاتے ہیں اور سب سے پہلے آنے والے اور پھر ان کے بعد آنے والوں کو ترتیب کے ساتھ لکھتے جاتے ہیں پر جب امام بیٹھ جاتا ہے (منبر پر خطبے کے لئے) تو یہ فرشتے اپنے رجسٹر بند کر لیتے ہیں اور ذکر (خطبہ) سننے لگ جاتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ .... قَالَ نَعَمْ .

ترجمہ:۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے زہری نے حدیث بیان کی ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب مسجد میں تشریف لائے تو حسانؓ اشعار پڑھ رہے تھے (عمرؓ نے مسجد میں اشعار پڑھنے پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا) تو حسانؓ نے کہا کہ میں اس دور میں یہاں اشعار پڑھا کرتا تھا جب آپ سے بہتر (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم) یہاں تشریف رکھتے تھے پھر ابو ہریرہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ میں تم سے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے تم نے نہیں سنا کہ (اے حسان! کفار مکہ کو) میری طرف سے جواب دو (اشعار میں) اے اللہ! روح القدس کے ذریعہ حسان کی مدد کیجئے۔ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ جی ہاں (میں نے سنا تھا)

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ .... وَجِبْرِيلُ مَعَكَ .

ترجمہ:۔ ہم سے حفص بن عمر نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے عدی بن ثابت نے اور ان سے براءؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسانؓ سے فرمایا۔ مشرکین مکہ کی تم بھی ہجو کرو یا (یہ فرمایا کہ) ان کی ہجو کا جواب دو جبریلؑ تمہارے ساتھ ہیں۔

وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ .... زَادَ مُوسَى مَوْكِبَ جِبْرِيلَ.

ترجمہ:۔ ہم سے اسحاق نے حدیث بیان کی انہیں وہب بن جریر نے خبر دی ان سے میرے والد نے حدیث بیان کی اور انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حمید بن ہلال سے سنا اور ان سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ جیسے وہ غبار میری نظروں کے سامنے ہے جو قبیلہ بنی غنم کی گلی میں اٹھا تھا۔ موسیٰ نے روایت میں اضافہ کیا ہے کہ جبریلؑ کے (ساتھ آنے والے) سواروں کی وجہ سے۔

حَدَّثَنَا فَرْوَةُ .... فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ

ترجمہ:۔ ہم سے فروہ نے حدیث بیان کی ان سے علی بن مسہر نے حدیث بیان کی ان سے ہشام بن عروہ نے ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ حارث بن ہشامؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وحی آپ کے پاس کس طرح آتی ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھی وحی آتی ہے وہ فرشتہ کے ذریعہ آتی ہے (البتہ نزول وحی کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں) کبھی تو وہ گھنٹی بجنے کی آواز کی طرح نازل ہوتی ہے جب نزول وحی کا سلسلہ ختم ہوتا ہے تو جو کچھ فرشتے نے نازل کیا ہوتا ہے میں اسے پوری طرح محفوظ کر چکا ہوتا ہوں نزول وحی کی یہ صورت میرے لئے بہت سخت ہوتی ہے اور کبھی فرشتہ میرے سامنے انسان کی صورت میں آ جاتا ہے وہ مجھ سے (عام آدمیوں کی طرح) گفتگو کرتا ہے اور جو کچھ کہہ جاتا ہے میں اسے پوری طرح محفوظ کر لیتا ہوں۔

حَدَّثَنَا آدَمُ .... أَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ

ترجمہ:۔ ہم سے آدم نے حدیث بیان کی ان سے شیبان نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے حدیث بیان کی ان سے ابوسلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما رہے تھے کہ اللہ کے راستے میں جو شخص ایک جوڑا دے گا تو جنت کے داروغے) اسے بلائیں گے کہ اے فلاں! اس دروازے سے

اندر آ جاؤ۔ ابوبکرؓ نے اس پر فرمایا کہ یہ وہ شخص ہوگا جسے کوئی نقصان نہ ہوگا (خواہ کسی بھی دروازے سے جنت میں داخل ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ تم بھی انہیں میں سے ہوگے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ .... تُرِيدُ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے ہشام نے حدیث بیان کی انہیں معمر نے خبر دی انہیں زہری نے انہیں ابوسلمہ نے اور انہیں عائشہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا اے عائشہ! یہ جبریلؑ آئے ہیں۔ تمہیں سلام کہہ رہے ہیں عائشہؓ نے کہا کہ وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ چیزیں دیکھتے ہیں جنہیں میں نہیں دیکھ سکتی۔ عائشہؓ کی مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ .... مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا) الآيَةَ

ترجمہ:۔ ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی' ان سے عمر بن ذر نے حدیث بیان کی۔ ح کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن جعفر نے حدیث بیان کی' ان سے وکیع نے حدیث بیان کی' ان سے عمر بن ذر نے' ان سے ان کے والد نے' ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریلؑ سے ایک مرتبہ فرمایا ہم سے ملاقات کے لئے جتنی مرتبہ آپ آتے ہیں' اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے؟ بیان کیا کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''اور ہم نہیں اترتے لیکن آپ کے رب کے حکم سے۔ اسی کا ہے جو کچھ کہ ہمارے سامنے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے''۔ آخر آیت تک۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ .... إِلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ

ترجمہ:۔ ہم سے اسماعیل نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے سلیمان نے حدیث بیان کی ان سے یونس نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عبیداللہ بن عتبہ بن مسعود نے اور ان سے ابن عباسؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریلؑ نے قرآن مجید مجھے (عرب کے) ایک ہی لغت کے مطابق پڑھ کر سکھایا تھا' لیکن میں اس میں برابر اضافہ کی خواہش کا اظہار کرتا رہا' تا آنکہ سات لغات عرب پر اس کا نزول ہوا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ .... أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْآنَ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن مقاتل نے حدیث بیان کی انہیں عبداللہ نے خبر دی انہیں یونس نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' ان سے عبید اللہ بن عبداللہ نے حدیث بیان کی اور ان سے عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سخاوت رمضان المبارک کے مہینے میں اور بڑھ جاتی تھی۔ جب جبریلؑ آپ سے ملاقات کے لئے (روزانہ) آنے لگتے تھے جبریلؑ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان کی ہر رات میں ملاقات کے لئے آتے تھے اور آپ سے قرآن کا دور کرتے تھے یہ واقعہ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً اس دور میں جب جبریلؑ مسلسل آپ سے ملاقات کے لئے آتے تو آپ خیر و برکات کی اشاعت و شیوع میں تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ جواد اور سخی تھے۔ اور عبداللہ سے روایت ہے' ان سے معمر نے حدیث بیان کی' اسی اسناد کے ساتھ۔ اور اسی طرح ابوہریرہؓ اور فاطمہؓ نے روایت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے جبریلؑ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قران مجید کا ورد کیا کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ .... يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ

ترجمہ:۔ ہم سے قتیبہ نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے ابن شہاب نے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ۔ (خلیفۃ المسلمین) نے ایک دن عصر کی نماز کچھ تاخیر سے پڑھائی' اس پر عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا' لیکن جبریلؑ (نماز کا طریقہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھانے کے لئے) نازل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہو کر آپ کو نماز پڑھائی۔ عمرؓ نے فرمایا' عروہ! آپ (صلی اللہ

علیہ وسلم) کو معلوم بھی ہے کیا کہہ رہے ہیں آپ! انہوں نے کہا کہ میں نے حدیث بشیر بن ابی مسعود سے سنی تھی اور انہوں نے ابو مسعودؓ سے ا
سے سنا تھا' آپ نے بیان کیا تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپ فرمار ہے تھے کہ جبریلؑ نازل ہوئے اور آپ نے مجھے
نماز پڑھائی۔ میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر (دوسرے وقت کی) ان کے ساتھ میں نے نماز پڑھی' پھر ان کے ساتھ میں نے نماز پڑھی'
پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی' پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ اپنی انگلیوں پر آپ نے پانچ نمازوں کو گن کر بتایا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ .... وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ .

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی ان سے ابن عدی نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے ان سے حبیب بن ابی ثابت نے ا
ن سے زید بن وہب نے اور ان سے ابوذرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل علیہ السلام کہہ گئے ہیں (اللہ تعالیٰ کی طرف
سے) کہ تمہاری امت کا جو فرد اس حالت میں مرے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا رہا ہوگا (کم از کم اپنی موت سے پہلے) تو جنت
میں داخل ہوگا (آپ نے یہ فرمایا کہ) جہنم میں نہیں داخل ہوگا (یعنی ہمیشہ کے لئے) خواہ اس نے اپنی زندگی میں زنا کیا ہو' خواہ چوری کی ہو اور خواہ۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ .... وَأَتَيْنَاهُمْ يُصَلُّونَ .

ترجمہ:۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی' انہیں شعیب نے خبر دی' ان سے ابوالزناد نے حدیث بیان کی ان سے اعرج نے اور ان
سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ فرشتوں کی ڈیوٹی بدلتی رہتی ہے' کچھ فرشتے رات کے ہیں اور کچھ دن کے' اور یہ سب فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے
ہیں (ڈیوٹی بدلنے کے اوقات) پھر وہ فرشتے جنہوں نے تمہارے یہاں ڈیوٹی دی تھی (رب العزت کے حضور میں) جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان
سے دریافت فرماتا ہے۔ حالانکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا وہ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ جب
ہم نے انہیں چھوڑا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے (فجر کی) اور اسی طرح جب ہم ان کے یہاں گئے تھے' جب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے (عصر کی)

بَاب إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ آمِينَ

وَالْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ ، فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

اور فرشتے بھی آسمان پر آمین کہتے ہیں اور اس طرح دونوں کی زبان سے ایک ساتھ آمین نکلتی ہے تو بندے کے پچھلے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ .... يَقُولُ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد نے حدیث بیان کی' انہیں مخلد نے خبر دی' انہیں ابن جریج نے خبر دی' انہیں اسماعیل بن امیہ نے' ان سے نافع نے
حدیث بیان کی ان سے قاسم بن محمد نے حدیث بیان کی' اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک
تکیہ بنایا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں' وہ ایسا ہوگیا جیسے چھوٹا سا گدا' پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو دروازے پر کھڑے ہوگئے
اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ میں نے عرض کیا ہم سے کیا غلطی ہوئی یا رسول اللہ! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
دریافت فرمایا کہ یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا یہ تو میں نے آپ کے لئے بنایا ہے تاکہ آپ اس پر ٹیک لگا سکیں' اس پر آنحضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی تصویر ہوتی ہے۔ اور یہ کہ جو شخص بھی تصویر بنائے
گا قیامت کے دن اسے اس پر عذاب دیا جائے گا' اس سے کہا جائے گا کہ جس کی تم نے تخلیق کی تھی' اب اسے زندہ بھی کر کے دکھاؤ۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ .... وَلَا صُوْرَةُ تَمَاثِيْلَ.

ترجمہ:۔ ہم سے ابن مقاتل نے حدیث بیان کی انہیں عبداللہ نے خبردی انہیں معمر نے خبر دی انہیں زہری نے انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے اور انہوں نے ابن عباسؓ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے ابوطلحہؓ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتے ہوں اور اس میں بھی نہیں جہاں تصویر ہو۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ .... قَالَ بَلَى قَدْ ذَكَرَهُ.

ترجمہ:۔ ہم سے احمد نے حدیث بیان کی ان سے ابن وہب نے حدیث بیان کی انہیں عمرو نے خبر دی ان سے بکیر بن اشج نے حدیث بیان کی ان سے بسر بن سعید نے حدیث بیان کی اور ان سے زید بن خالد جہنیؓ نے حدیث بیان کی اور (راوی حدیث) بسر بن سعید کے ساتھ عبیداللہ خولانی بھی روایت حدیث میں شریک ہیں۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ میمونہؓ کی پرورش میں تھے ان دونوں حضرات نے زید بن خالد جہنیؓ سے بیان کیا کہ ان سے ابوطلحہؓ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں (جاندار کی) تصویر ہو بسر نے بیان کیا کہ پھر زید بن خالدؓ بیمار پڑے اور ہم آپ کی عیادت کے لئے آپ کے گھر گئے گھر میں ایک پردہ پڑا ہوا تھا اور اس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ میں نے عبیداللہ خولانی سے کہا کیا انہوں نے ہم سے تصویروں کے متعلق ایک حدیث نہیں بیان کی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ زیدؓ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ کپڑے پر اگر نقش ونگار ہوں (جاندار کی تصویر نہ ہو) تو وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے کیا آپ نے حدیث کا یہ حصہ نہیں سنا تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں مجھے یاد نہیں ہے انہوں نے بتایا کہ جی ہاں حضرت زید نے یہ بھی بیان کیا تھا۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ .... بَيْتًا فِيهِ صُوْرَةٌ وَلَا كَلْبٌ.

ترجمہ:۔ ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے عمرو نے حدیث بیان کی ان سے سالم نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جبریلؑ نے آنے کا وعدہ کیا تھا (لیکن نہیں آئے) پھر جب آئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وجہ پوچھی انہوں نے کہا ہم کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر یا کتا موجود ہو۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ .... غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

ترجمہ:۔ ہم سے اسماعیل نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے مالک نے حدیث بیان کی ان سے سمی نے ان سے ابوصالح نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب (نماز میں امام) کہے کہ سمع اللہ لمن حمدہ تو تم کہا کرو ربنا لک الحمد کیونکہ جس کا یہ ذکر ملائکہ کے ساتھ ادا ہو جاتا ہے اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ .... مَا لَمْ يَقُمْ مِنْ صَلَاتِهِ أَوْ يُحْدِثْ.

ترجمہ:۔ ہم سے ابراہیم بن منذر نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن فلیح نے حدیث بیان کی ان سے میرے والد نے حدیث بیان کی ان سے ہلال بن علی نے ان سے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ اور ان سے ابوہریرہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص نماز کی وجہ سے جب تک کہیں ٹھہرا رہے گا اسکا یہ سارا وقت نماز میں شمار ہوگا اور ملائکہ اس کے لئے یہ دعا کرتے رہیں گے کہ اے اللہ! اس کی مغفرت کیجئے اور اس پر اپنی رحمت نازل کیجئے (یہ اس وقت تک رہے گا) جب تک نماز سے فارغ ہو کر اپنی جگہ سے اٹھ نہ جائے یا بات نہ کرے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ .... وَنَادَوْا يَا مَالِ.

ترجمہ:۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے عمرو نے ان سے عطاء نے ان

سے صفوان بن یعلی نے اور ان سے ان کے والد (یعلی بن امیہ) نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) منبر پر اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے ونادوایا مالک (اور وہ پکاریں گے اے مالک! داروغہ جہنم کا نام) اور سفیان نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت میں یوں ہے ونادوایامال۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ .... وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا.

ترجمہ:۔ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں ابن وہب نے خبر دی' کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے عروہ نے حدیث بیان کی ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہؓ نے بیان کیا' انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا' کیا آپ پر کوئی دن احد کے دن سے بھی زیادہ سخت گزرا ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا (تمہیں معلوم ہی ہے کہ) تمہاری قوم (قریش) کی طرف سے میں نے کتنی مصیبتیں اٹھائی ہیں' لیکن اس سارے دور میں یوم عقبہ کا واقعہ مجھ پر سب سے زیادہ سخت تھا۔ یہ وہ موقعہ ہے جب میں نے (طائف کے سردار) ابن عبد یالیل بن عبد کلال کی پناہ کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔ لیکن اس نے میرے مطالبے کو رد کر دیا تھا۔ میں وہاں سے انتہائی ملول اور رنجیدہ واپس ہوا۔ پھر جب میں قرن الثعالب پہنچا تب میرا غم کچھ ہلکا ہوا۔ میں نے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بدلی کا ایک ٹکڑا اوپر ہے اور اس نے مجھ پر سایہ کر رکھا ہے' میں نے دیکھا کہ جبریلؑ اس میں موجود ہیں' انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں آپ کی قوم کی باتیں سن چکا ہے اور جو انہوں نے رد کر دیا ہے وہ بھی آپ کے پاس اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے' آپ ان کے بارے میں جو چاہیں اس کا اسے حکم دیجئے۔ اس کے بعد مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی انہوں نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر انہوں نے وہی بات کہی (جو جبریلؑ کہہ چکے تھے) آپ جو چاہیں (اس کا حکم مجھے فرمایئے) اگر آپ چاہیں تو میں اخشبین ان پر لا کر گرا دوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تو اسکی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی صلب سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو تنہا اسی اللہ کی عبادت کرے گی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے گی۔

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ .... لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ.

ترجمہ:۔ہم سے قتیبہ نے حدیث بیان کی ان سے ابوعوانہ نے حدیث بیان کی ان سے ابواسحاق شیبانی نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے زر بن حبیش سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد فکان قاب قوسین اوادنی فاوحی الی عبدہ مااوحی کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابن مسعودؓ نے بیان کیا تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریلؑ کو (اپنی اصلی صورت میں) دیکھا تو ان کے چھ سو بازو تھے۔

← حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ .... سَدَّ أُفُقَ السَّمَاءِ.

ترجمہ:۔ہم سے حفص بن عمر نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے اعمش نے' ان سے ابراہیم نے' ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہؓ نے (اللہ تعالیٰ کے ارشاد) لقدرای من آیات ربہ الکبری) کے متعلق فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سبز رنگ کا بچھونا دیکھا تھا جو آسمان میں افق پر محیط تھا۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ .... وَخَلْقُهُ سَادٌّ مَا بَيْنَ الْأُفُقِ

ترجمہ:۔ہم سے محمد بن عبداللہ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن عبداللہ انصاری نے حدیث بیان کی ان سے ابن عون نے' انہیں قاسم نے خبر دی اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تھا تو وہ بری بات زبان سے نکالتے ہیں۔ البتہ آپ نے جبریلؑ کو ان کی اصل صورت اور خلقت میں دیکھا تھا' افق کے درمیان وہ محیط تھے۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ .... فَسَدَّ الْأُفُقَ .

ترجمہ:۔ مجھ سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی ان سے ابواسامہ نے حدیث بیان کی' ان سے زکریا بن ابی زائدہ نے حدیث بیان کی ان سے ابن الاشوع نے' ان سے شعبی نے اوران سے مسروق نے بیان کیا کہ میں نے عائشہؓ سے پوچھا (ان کے اس کہنے پر کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا تھا) پھر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ثم دنی فتدلیٰ فکان قاب قوسین اوادنی۔ کے متعلق آپ کیا کہیں گی؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت تو جبریلؑ کے متعلق ہے' وہ ہمیشہ انسانی شکل میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے۔ اوراس مرتبہ اپنی اس شکل میں آئے تھے جواصلی اور واقعی تھی اور افق پر محیط ہو گئے تھے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى .... وَهٰذَا مِيكَائِيلُ .

ترجمہ:۔ ہم سے موسیٰ نے حدیث بیان کی' ان سے جریر نے حدیث بیان کی' ان سے ابورجاء نے حدیث بیان کی' ان سے سمرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں نے رات (خواب میں) دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے' ان دونوں نے مجھے بتایا کہ وہ جو آگ جلا رہے ہیں' جہنم کے داروغہ' مالک ہیں۔ میں جبریل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ........................وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے ابوعوانہ نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے' ان سے ابوحازم نے اوران سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی مرد نے اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلایا' لیکن اس نے آنے سے انکار کر دیا اور مرد اس پر غصہ ہو کر سو گیا تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں (اگر یہ واقعہ رات میں پیش آیا ہو) اس روایت کی متابعت ابوحمزہ' ابن داؤد ابومعاویہ نے اعمش کے واسطے سے کی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ........................قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَالرِّجْزُ الْأَوْثَانُ.

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں لیث نے خبر دی' کہا کہ مجھ سے عقیل نے حدیث بیان کی' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ میں نے ابوسلمہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ مجھے جابر بن عبداللہؓ نے خبر دی' اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ایک مرتبہ مجھ پر وحی کا نزول (تین سال) تک کے لئے بند ہو گیا تھا۔ ان دنوں میں کہیں جارہا تھا کہ آسمان سے میں نے ایک آواز سنی اور نظر آسمان کی طرف اٹھائی میں نے دیکھا کہ وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا (یعنی حضرت جبریل) آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں انہیں دیکھ کر اتنا مرعوب ہوا کہ زمین پر گر پڑا' پھر میں اپنے گھر آیا اور کہنے لگا کہ مجھے کمبل اوڑھادو' مجھے کمبل اوڑھادو' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یا ایھا المدثر' اللہ تعالیٰ کے ارشاد فاہجر تک ابوسلمہ نے بیان کیا کہ آیت میں الرجز' بتوں کے معنی میں ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ........................ تَحْرُسُ الْمَلَائِكَةُ الْمَدِينَةَ مِنَ الدَّجَّالِ .

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی ان سے غندر نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے قتادہ نے اور مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا' ان سے یزید بن زریع نے حدیث بیان کی ان سے سعید نے حدیث بیان کی' ان سے قتادہ نے' ان سے ابوالعالیہ نے اوران سے تمہارے نبی کے چچازاد بھائی ابن عباسؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب معراج میں نے موسیٰؑ کو دیکھا تھا' گندمی رنگ' قد نکلتا ہوا اور بال گھنگھریالے تھے' ایسے لگتے تھے جیسے قبیلہ شنوءۃ کا کوئی شخص۔ اور میں نے

عیسیٰؑ کو بھی دیکھا تھا۔ درمیانہ قد' سڈول جسم' رنگ سرخ اور سفیدی لئے ہوئے اور سر کے بال سیدھے تھے (یعنی گھنگھریالے نہیں تھے) اور میں نے جہنم کے داروغہ کو بھی دیکھا اور دجال کو بھی' منجملہ ان آیات کے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھائی تھیں' پس (اے نبی) ان سے ملاقات کے بارے میں آپ کسی شک وشبہ میں نہ رہیے۔ انس اور ابوبکرہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے بیان کیا کہ فرشتے دجال سے مدینہ کی حفاظت کریں گے (اور اسے شہر کے اندر داخل نہیں ہونے دیں گے۔

بَاب مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ

جنت کی صفت کے متعلق روایات اور یہ کہ جنت مخلوق ہے

قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ مُطَهَّرَةٌ مِنَ الْحَيْضِ وَالْبَوْلِ وَالْبُزَاقِ (كُلَّمَا رُزِقُوا) أُتُوا بِشَيْءٍ ثُمَّ أُتُوا بِآخَرَ (قَالُوا هَذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ) أُتِينَا مِنْ قَبْلُ (وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا) يُشْبِهُ بَعْضُهُ بَعْضًا ، وَيَخْتَلِفُ فِي الطُّعُومِ (قُطُوفُهَا) يَقْطِفُونَ كَيْفَ شَاءُوا دَانِيَةٌ قَرِيبَةٌ الْأَرَائِكُ السُّرُرُ وَقَالَ الْحَسَنُ النَّضْرَةُ فِي الْوُجُوهِ وَالسُّرُورُ فِي الْقَلْبِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (سَلْسَبِيلاً) حَدِيدَةُ الْجِرْيَةِ (غَوْلٌ) وَجَعُ الْبَطْنِ (يُنْزَفُونَ) لا تَذْهَبُ عُقُولُهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (دِهَاقًا) مُمْتَلِئًا (كَوَاعِبَ) نَوَاهِدَ الرَّحِيقُ الْخَمْرُ التَّسْنِيمُ يَعْلُو شَرَابَ أَهْلِ الْجَنَّةِ (خِتَامُهُ) طِينُهُ (مِسْكٌ) (نَضَّاخَتَانِ) فَيَّاضَتَانِ يُقَالُ مَوْضُونَةٌ مَنْسُوجَةٌ ، مِنْهُ وَضِينُ النَّاقَةِ وَالْكُوبُ مَا لا أُذْنَ لَهُ وَلا عُرْوَةَ وَالأَبَارِيقُ ذَوَاتُ الآذَانِ وَالْعُرَا (عُرُبًا) مُثَقَّلَةً وَاحِدُهَا عَرُوبٌ ، مِثْلُ صَبُورٍ وَصُبُرٍ ، يُسَمِّيهَا أَهْلُ مَكَّةَ الْعَرِبَةَ ، وَأَهْلُ الْمَدِينَةِ الْغَنِجَةَ ، وَأَهْلُ الْعِرَاقِ الشَّكِلَةَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (رَوْحٌ) جَنَّةٌ وَرَخَاءٌ ، (وَالرَّيْحَانُ) الرِّزْقُ ، وَالْمَنْضُودُ الْمَوْزُ ، وَالْمَخْضُودُ الْمُوقَرُ حَمْلاً وَيُقَالُ أَيْضًا لا شَوْكَ لَهُ ، وَالْعُرُبُ الْمُحَبَّبَاتُ إِلَى أَزْوَاجِهِنَّ وَيُقَالُ مَسْكُوبٌ جَارٍ ، وَ (فُرُشٍ مَرْفُوعَةٍ) بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ (لَغْوًا) بَاطِلاً (تَأْثِيمًا) كَذِبًا أَفْنَانٌ أَغْصَانٌ (وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ) مَا يُجْتَنَى قَرِيبٌ (مُدْهَامَّتَانِ) سَوْدَاوَانِ مِنَ الرِّيِّ

ابوالعالیہ نے فرمایا کہ جنت (کی عورتیں) حیض' پیشاب اور تھوک سے پاک ہوں گی' آیت) کلما رزقوا یعنی جب بھی ان کے پاس کوئی چیز لائی جائے گی اور پھر دوبارہ لائی جائے گی تو وہ کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے دی گئی تھی' یعنی ہمارے پاس پہلے لائی گئی تھی کیونکہ ان کے پاس متشابہ چیزیں لائی جائیں گی جو ایک دوسرے کی (صورت میں مشابہ ہوں گی' لیکن مزے میں مختلف ہوں گی' قطوفہا سے مراد ہے کہ جنت کے پھل جب اور جس طرح چاہیں گے توڑ سکیں گے دانیہ بمعنی قریب' الارائک بمعنی مسہری۔ حسنؒ نے فرمایا کہ نضرہ کا تعلق چہروں سے ہے اور سرور کا دل سے۔ مجاہد نے فرمایا کہ سلسبیلا بمعنی تیزی سے بہنے والا' غول کے معنی درد شکم' ینزفون بمعنی ان کی عقلیں جاتی نہیں رہتیں۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ دہاقا بمعنی بھرا ہوا کواعب بمعنی ابھرے ہوئے سینے والیاں الرحیق بمعنی شراب' التسنیم وہ چیز جو اہل جنت کے مشروب کے اوپر ہوں گی۔ ختامہ یعنی ان کا تلچھٹ مشک (جیسا خوشبودار) ہوگا۔ نضاختان بمعنی فیاضتان بولتے ہیں موضونہ بمعنی بنی ہوئی چیز وضین الناقۃ اسی سے آتا ہے۔ الکوب ایسا برتن جسکے نہ ٹونٹی ہو نہ دستہ اور الاباریق ٹونٹی اور دستے والے برتن کو کہتے ہی۔ عربا بمعنی مثقلۃ واحد عروب ہے' جیسے صبور اور صبر۔ اہل مکہ اسے عربہ کہتے ہیں اہل مکہ غنجہ اور اہل عراق شکلہ۔ مجاہدؒ نے فرمایا کہ روح باغ اور آرام کی زندگی کیلئے بولتے ہیں اور الریحان بمعنی رزق المنضو دبمعنی موز (کیلا) المخضو دبمعنی تہ بتہ اور اسے بھی کہتے ہیں جس میں کانٹے نہ ہوں' العرب وہ عورتیں جو اپنے شوہروں کو پسند ہوں کہا جاتا ہے مسکوب یعنی جاری۔ فرش مرفوعۃ۔ یعنی بعض بعض کے اوپر' لغوا یعنی باطل۔ تاثیما بمعنی جھوٹ۔ افنان یعنی شاخیں وجنی الجنتین۔ دان۔ یعنی جو پھل بہت قریب سے توڑے جاسکتے ہوں۔ مدہامتان یعنی سیرابی کی وجہ سے (سبزی مائل بہ) سیاہی۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ....فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ .

ترجمہ:۔ہم سے احمد بن یونس نے حدیث بیان کی ان سے لیث بن سعد نے حدیث بیان کی ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص مرتا ہے تو (روزانہ) صبح وشام اس کی قیام گاہ اس کے سامنے لائی جاتی ہے۔ اگر وہ جنتی ہے تو جنت کی قیام گاہ اس کے سامنے لائی جاتی ہے۔ اگر وہ دوزخی ہے تو دوزخ کی۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ....فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ .

ترجمہ:۔ہم سے ابوالولید نے حدیث بیان کی ان سے سلمہ بن زریر نے حدیث بیان کی ان سے ابورجاء نے حدیث بیان کی اور ان سے عمران بن حصین نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو جنتیوں میں زیادتی فقراء کی نظر آئی اور میں نے دوزخ میں جھانک کر دیکھا تو دوزخیوں میں زیادتی عورتوں کی نظر آئی۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ ....أَغَارُ يَا رَسُولَ اللَّهِ

ترجمہ:۔ہم سے سعید بن ابی مریم نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے عقیل نے حدیث بیان کی ان سے ابن شہاب نے بیان کیا انہیں سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں جنت دیکھی میں نے اس میں ایک عورت کو دیکھا جو ایک محل کے کنارے وضو کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے مجھے بتایا کہ عمر بن خطاب کا۔ مجھے اس وقت ان کی غیرت یاد آئی اور میں وہاں سے لوٹ آیا (اندر داخل نہیں ہوا) یہ سن کر عمرؓ رو دیے اور کہنے لگے کیا آپ کے ساتھ بھی غیرت کروں گا یا رسول اللہ!۔

حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ ....سِتُّونَ مِيلاً .

ترجمہ:۔ہم سے حجاج بن منہال نے حدیث بیان کی ان سے ہمام نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے ابو عمران جونی سے سنا ان سے ابوبکر بن عبداللہ بن قیس اشعری نے حدیث بیان کی اور ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جنتیوں) کا خیمہ موتیوں کا ایک مکان ہوگا آسمان میں اس کا طول تیس میل ہوگا اس کے ہر کنارے پر مومن کی ایک بیوی ہوگی جسے دوسرے نہ دیکھ سکیں گے۔ ابو عبدالصمد اور حارث بن عبید نے ابو عمران کے واسطے سے بیان کیا کہ ساٹھ میل (بجائے تیس میل کے)

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ....مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ .

ترجمہ:۔ہم سے حمیدی نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے ابوالزناد نے حدیث بیان کی ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں نہ آنکھوں نے دیکھا ہے نہ کانوں نے سنا ہے اور کسی انسان کے دل میں ان کا کبھی خیال گزرا ہے اگر جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو" پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ اسکی آنکھوں کی تازگی اور سرور کے لئے کیا چیزیں پوشیدہ کر کے رکھی گئی ہیں"۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ ....يُسَبِّحُونَ اللَّهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا .

ترجمہ:۔ہم سے محمد بن مقاتل نے حدیث بیان کی انہیں عبداللہ نے خبر دی انہیں معمر نے خبر دی انہیں ہمام بن منبہ نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں داخل ہونے والی سب سے پہلی جماعتوں والوں کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے چودھویں کا چاند اور نہ اس میں تھوکیں گے نہ ان کی ناک سے کوئی آلائش آئے گی اور نہ وہ بول و براز کریں گے ان کے

برتن سونے کے ہوں گے کنگھے سونے چاندی کے ہوں گے' ان کا ایندھن عود کا ہوگا' پسینہ مشک جیسا ہوگا اور ہر شخص کی دو بیویاں ہوں گی جن کی حسن وخوبصورتی کا یہ عالم ہوگا کہ پنڈلیوں کا گودا گوشت کے اوپر سے دکھائی دے گا' نہ جنتیوں میں کوئی اختلاف ہوگا اور نہ بغض و عناد۔ ان کے دل ایک ہوں گے اور وہ صبح وشام تسبیح پڑھتے رہیں گے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ .... أَنْ تُرَاهُ تَغْرُبَ

ترجمہ:۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی' انہیں شعیب نے خبر دی' ان سے ابوالزناد نے حدیث بیان کی' ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں داخل ہونے والی سب سے پہلی جماعت والوں کے چہرے ایسے منور ہوں گے جیسے چودھویں کا چاند جو جماعت اس کے بعد داخل ہوگی ان کے چہرے سب سے زیادہ چمک دار ستارے جیسے ہوں گے' ان کے دل ایک ہوں گے کہ کوئی بھی اختلاف ان میں نہ ہوگا اور نہ ایک دوسرے سے بغض وحسد کا کوئی سوال ہوگا' ہر شخص کی دو بیویاں ہوں گی' ان کی حسن وخوبصورتی کا یہ عالم ہوگا کہ ان کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے اوپر سے دکھائی دے گا وہ اس میں صبح وشام اللہ کی تسبیح کرتے رہیں گے' نہ ان کے پاس سے کسی بیماری کا گزر ہوگا' نہ ان کی ناک میں کوئی آلائش آئے گی اور نہ تھوک آئے گی' ان کے برتن سونے اور چاندی کے ہوں گے اور کنگھے سونے کے ہوں گے اور ان کی انگیٹھیوں کا ایندھن الوہ کا ہوگا۔ ابوالیمان نے بیان کیا کہ الوہ سے مراد عود ہے اور ان کا پسینہ مشک جیسا ہوگا' مجاہد نے فرمایا کہ ابکار سے مراد اول فجر ہے اور العشی سے مراد سورج کا اتنا ڈھل جانا ہے کہ غروب ہوتا نظر آنے لگے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ .... لَيْلَةَ الْبَدْرِ .

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے حدیث بیان کی' ان سے فضیل بن سلیمان نے حدیث بیان کی' ان سے ابوحازم نے اور ان سے سہل بن سعدؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میری امت میں سے ستر ہزار یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) سات لاکھ کی ایک جماعت جنت میں بیک وقت داخل ہوگی۔ اور ان سب کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے چودھویں کا چاند ہوتا ہے ان میں سے اگلے اس وقت تک داخل نہ ہوں گے جب تک پچھلے داخل نہ ہوں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ .... أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا.

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے حدیث بیان کی' ان سے یونس بن محمد نے حدیث بیان کی' ان سے شیبان نے حدیث بیان کی' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے حدیث بیان کی' آپ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سندس (ایک خاص قسم کا ریشم) کا ایک جبہ بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم (مردوں کے لئے) ریشم کے استعمال سے پہلے ہی منع کر چکے تھے' صحابہ نے جبے کو بہت ہی پسند کیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر ہیں۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ......... أَفْضَلُ مِنْ هٰذَا .

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے ابواسحاق نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے براء بن عازبؓ سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ریشم کا ایک کپڑا پیش کیا گیا' اس کی خوبصورتی اور نزاکت نے لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر اور افضل ہیں۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ .... خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا .

ترجمہ:۔ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نےحدیث بیان کی ان سے ابوحازم نے اوران سے سہل بن سعد ساعدیؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دیناو مافیہا سے بہتر ہے۔

حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ .... مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا .

ترجمہ:۔ ہم سے روح بن عبدالمومن نے حدیث بیان کی' ان سے یزید بن زریع نے حدیث بیان کی ان سے سعید نے حدیث بیان کی ان سے قتادہ نے اوران سے انس بن مالکؓ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جنت میں ایک درخت ہے جسکے سائے میں ایک سوار سوسال تک چل سکتارہےاور پھر بھی اس کو طے نہ کر سکے گا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ .... طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ أَوْ تَغْرُبُ .

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن سنان نے حدیث بیان کی ان سے فلیح بن سلیمان نے حدیث بیان کی ان سے ہلال بن علی نے حدیث بیان کی ان سے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نے اوران سے ابوہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک درخت ہے جسکے سائے میں ایک سوار سوسال تک چل سکے گا۔اوراگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو' اور لمبا سایہ اور کسی شخص کے لئے ایک کمان کے برابر جنت میں جگہ اس پوری کائنات سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ .... مِنْ وَرَاءِ الْعَظْمِ وَاللَّحْمِ .

ترجمہ:۔ ہم سے ابراہیم بن منذر نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن فلیح نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی ان سے ہلال نے' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نے اوران سے ابوہریرہؓ نے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے کہ سب سے پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی۔ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح ہوں گے' جو جماعت اس کے بعد داخل ہوگی' ان کے چہرے آسمان پر موتی کی طرح چمکنے والے ستاروں میں جو سب سے زیادہ روشن ستارہ ہوتا ہے' اس جیسے ہوں گے' سب کے دل ایک جیسے ہوں گے نہ ان میں بغض وفساد ہوگا اور نہ حسد۔ ہر جنتی کی دو حورالعین بیویاں ہوں گی (ان کے حسن وجمال کا یہ عالم ہوگا کہ) پنڈلی کی ہڈی اور گوشت کے اندر کا گودا بھی دیکھا جاسکے گا۔

حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ .... إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ

ترجمہ:۔ ہم سے حجاج بن منہال نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھے عدی بن ثابت نے خبر دی' کہا کہ میں نے براء بن عازبؓ سے سنا' انہوں نے بیان کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں اسے ایک دودھ پلانے والی خاتون کے حوالہ کردیا جائے گا

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ .... وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ.

ترجمہ:۔ ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے مالک بن انس نے حدیث بیان کی ان سے صفوان بن سلیم نے' ان سے عطاء بن یسار نے اوران سے ابوسعید خدریؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت پانے والوں کو ان سے اوپر کے بالا خانوں میں رہنے والے (یعنی دوسرے) ان سے بلند مرتبہ جنتی ایسے نظر آئیں گے جیسے مشرق ومغرب کی جانب' بہت دور افق پر چمکنے والا کوئی ستارہ تمہیں نظر آتا ہے۔ان میں ایک طبقہ کو دوسرے پر جو فضیلت حاصل ہوگی۔اس کی وجہ سے مراتب میں یہ فرق ہوگا صحابہ

ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ تو انبیاء کے محل ہوں گے جنہیں انبیاء کے سوا اور کوئی نہ پا سکے گا؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ ان لوگوں کے محلات ہوں گے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہوں گے اور انبیا کی تصدیق کی ہوگی (اور ایمان اور تصدیق کا پورا حق ادا کیا ہوگا)

باب صِفَةِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ

جنت کے دروازوں کے اوصاف

وَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجَنَّةِ فِيهِ عُبَادَةُ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے (اللہ کے راستے میں) ایک جوڑے کا انفاق کیا اسے جنت کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ اس حدیث (کے راویوں) میں عبادہؓ ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے۔

⬅ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ .... لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا الصَّائِمُونَ.

ترجمہ:۔ ہم سے سعید بن ابی مریم نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن مطرف نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے ابوحازم نے حدیث بیان کی' ان سے سہل بن سعدؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہوں گے' ایک دروازے کا نام ریان ہوگا جس سے داخل ہونے والے صرف روزے دار ہوں گے۔

باب صِفَةِ النَّارِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ

دوزخ کے اوصاف اور یہ کہ وہ مخلوق ہے

(غَسَّاقًا) يُقَالُ غَسَقَتْ عَيْنُهُ وَيَغْسِقُ الْجُرْحُ، وَكَأَنَّ الْغَسَاقَ وَالْغَسْقَ وَاحِدٌ (غِسْلِينَ) كُلُّ شَيْءٍ غَسَلْتَهُ فَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ فَهُوَ غِسْلِينَ، فِعْلِينَ مِنَ الْغَسْلِ مِنَ الْجُرْحِ وَالدَّبَرِ وَقَالَ عِكْرِمَةُ (حَصَبُ جَهَنَّمَ) حَطَبُ بِالْحَبَشِيَّةِ وَقَالَ غَيْرُهُ (حَاصِبًا) الرِّيحُ الْعَاصِفُ، وَالْحَاصِبُ مَا تَرْمِي بِهِ الرِّيحُ، وَمِنْهُ حَصَبُ جَهَنَّمَ، يُرْمَى بِهِ فِي جَهَنَّمَ هُمْ حَصَبُهَا، وَيُقَالُ حَصَبَ فِي الْأَرْضِ ذَهَبَ، وَالْحَصَبُ مُشْتَقٌّ مِنْ حَصْبَاءِ الْحِجَارَةِ (صَدِيدٌ) قَيْحٌ وَدَمٌ (خَبَتْ) طَفِئَتْ (تُورُونَ) تَسْتَخْرِجُونَ، أَوْرَيْتُ أَوْقَدْتُ (لِلْمُقْوِينَ) لِلْمُسَافِرِينَ، وَالْقِيُّ الْقَفْرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صِرَاطُ الْجَحِيمِ سَوَاءُ الْجَحِيمِ وَوَسَطُ الْجَحِيمِ (لَشَوْبًا مِنْ حَمِيمٍ) يُخْلَطُ طَعَامُهُمْ وَيُسَاطُ بِالْحَمِيمِ (زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ) صَوْتٌ شَدِيدٌ، وَصَوْتٌ ضَعِيفٌ (وِرْدًا) عِطَاشًا (غَيًّا) خُسْرَانًا، وَقَالَ مُجَاهِدٌ (يُسْجَرُونَ) تُوقَدُ بِهِمُ النَّارُ (وَنُحَاسٌ) الصُّفْرُ، يُصَبُّ عَلَى رُءُوسِهِمْ، يُقَالُ (ذُوقُوا) بَاشِرُوا وَجَرِّبُوا، وَلَيْسَ هَذَا مِنْ ذَوْقِ الْفَمِ مَارِجٌ خَالِصٌ مِنَ النَّارِ، مَرَجَ الْأَمِيرُ رَعِيَّتَهُ إِذَا خَلَّاهُمْ يَعْدُو بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ (مَرِيجٍ) مُلْتَبِسٌ، مَرَجَ أَمْرُ النَّاسِ اخْتَلَطَ، (مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ) مَرَجْتَ دَابَّتَكَ تَرَكْتَهَا

(قرآن مجید میں) غَسَّاقًا غَسَقَتْ عَيْنُهُ (اس وقت) بولتے ہیں (جب آنکھوں سے پانی آنے لگے اور یغسق الجرح (جب زخم سے پیپ بہنے لگے) گویا الغسق اور الغساق ہم معنی ہیں "غسلین" کوئی بھی چیز جب دھوئی جائے گی تو اس سے جو دھوون نکلے گا اسے غسلین کہیں گے فعلین کے وزن پر' زخم اور خاص طور سے اونٹ کے زخم کے دھوون کے لئے استعمال ہوتا ہے حصب جہنم میں لفظ حصب

حبشی زبان میں لکڑی کے معنی میں آتا ہے اور اسی معنی میں پھر عربی میں استعمال ہونے لگا اور دوسرے حضرات نے کہا کہ حاصب تیز ہوا کو کہتے ہیں۔ حاصب اسے بھی کہتے ہیں جسے ہوا اڑا لے جائے اور اسی سے حصب جہنم ہے جو چیزیں بھی جہنم میں ڈالی جائیں گی وہی اس کا حصب ہوں گی۔ بولتے ہیں حصب فی الارض بمعنی ذہب حصب' حصباء الحجارۃ (کنکری) سے مشتق ہے۔ صدید پیپ اور خون' خبت بجھ گئی۔ توروں نکالتے ہیں بولتے ہو اور یت یعنی میں نے روشن کیا للمقوین یعنی مسافروں کے لئے القی بمعنی بے آب و گیاہ میدان' ابن عباسؓ نے صراط الجحیم کے معنی بیان فرمائے کہ جہنم کا وسط اور درمیانی حصہ لشوبا من حمیم یعنی ان کے کھانوں میں گرم پانی ملا دیا جائے گا۔ زفیر و شہیق بمعنی تیز آواز اور نرم آواز یعنی پیاس کی حالت میں ضیا یعنی خاسر و نامراد۔ مجاہد نے فرمایا کہ یسجرون یعنی آگ کا ایندھن بنایا جائے گا۔ نحاس سے مراد ہے تانبا جوان کے سروں پر (پگھلا کر گرم گرم) بہایا جائے گا بولتے ہیں ذوقوا بمعنی برتو اور تجربہ کرو یہ لفظ ذوق فم سے ماخوذ نہیں ہے۔ مارج یعنی خالص آگ (محاورہ میں بولتے ہیں) مرج الامیر رعیتہ جب امیر رعایا کو آزاد چھوڑ دے کہ ایک دوسرے پر ظلم کرتے رہیں۔ مریج بمعنی ملتبس کہتے ہیں مرج امر الناس جب التباس پیدا ہو جائے۔ مرج البحرین اسی محاورہ سے ماخوذ ہے۔ مرجت دابتک جب تم نے اسے چھوڑ دیا ہو۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ.................. مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ .

ترجمہ:۔ ہم سے ابوالولید نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے مہاجر ابوالحسن نے بیان کیا کہ میں نے زید بن وہب سے سنا' انہوں نے بیان کیا میں نے ابوذرؓ سے سنا۔ آپ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے (جب حضرت بلالؓ ظہر کی اذان دینے اٹھے) تو آپ نے فرمایا کہ وقت ذرا ٹھنڈا ہو لینے دو' پھر دوبارہ (جب وہ اذان کے لئے اٹھے تو پھر) آپ نے انہیں یہی حکم دیا کہ وقت اور ٹھنڈا ہو لینے دو یہاں تک کہ ٹیلوں کے سائے نیچے اتر جائیں اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ نماز' ٹھنڈے اوقات میں پڑھا کرو' کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس لینے سے پیدا ہوتی ہے۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ.................. مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ .

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے اعمش نے' ان سے ذکوان سے اور ان سے ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو' کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس لینے سے پیدا ہوتی ہے۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ.................. مَا تَجِدُونَ مِنَ الزَّمْهَرِيرِ .

ترجمہ:۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی' انہیں شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی' اور انہیں شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی اور انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا آپ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم نے اپنے رب کے حضور میں شکایت کی اور کہا کہ میرے رب! میرے ہی بعض حصے نے بعض کو کھا لیا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانسوں کی اجازت دی ایک سانس جاڑے میں اور ایک گرمی میں' تم انتہائی گرمی اور انتہائی سردی جو ان موسموں میں محسوس کرتے ہو (یہ اسی جہنم کے سانس لینے کا نتیجہ ہے)

← حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ.................. شَكَّ هَمَّامٌ

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے ابوعامر نے حدیث بیان کی ان سے ہمام نے حدیث بیان کی ان سے ابوجمرہ ضبعی نے بیان کیا کہ میں مکہ میں' ابن عباسؓ کی خدمت میں بیٹھا کرتا تھا۔ وہاں مجھے بخار آنے لگا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ

اس بخار کو زمزم کے پانی سے ٹھنڈا کرلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخار جہنم کے سانس کے اثر سے ہوتا ہے اس لئے اسے پانی سے ٹھنڈا کرلیا کرو یا یہ فرمایا کہ زمزم کے پانی سے ہمام کو شبہ تھا۔

➡ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ .... فَأَبْرِدُوهَا عَنْكُمْ بِالْمَاءِ .

ترجمہ:۔ مجھ سے عمرو بن عباس نے حدیث بیان کی ان سے عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے ان سے عبایہ بن رفاعہ نے بیان کیا' انہیں رافع بن خدیج نے خبر دی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ نے فرمایا تھا کہ بخار جہنم کے جوش مارنے کے اثر سے ہوتا ہے۔ اس لئے اسے پانی سے ٹھنڈا کرلیا کرو۔

➡ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ .... فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ .

ترجمہ:۔ ہم سے مالک بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے زہیر نے حدیث بیان کی' ان سے ہشام نے حدیث بیان کی' ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے سانس کے اثر سے ہوتا ہے اسے پانی سے ٹھنڈا کرلیا کرو۔

➡ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ .... فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے ان سے عبیداللہ نے بیان کیا' انہیں نافع نے خبر دی اور انہیں ابن عمرؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے سانس کے اثر سے ہوتا ہے اس لئے اسے پانی سے ٹھنڈا کرلیا کرو۔

➡ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ .... كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا .

ترجمہ:۔ ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے مالک نے حدیث بیان کی' ان سے ابوالزناد نے' ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تمہاری (دنیا کی) آگ جہنم کی آگ کے مقابلے میں سترواں حصہ ہے (اپنی گرمی اور ہلاکت خیزی میں) کسی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کفار اور گنہگاروں کے عذاب کے لئے تو) یہ ہماری دنیا کی آگ بھی بہت تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی آگ کے مقابلے میں جہنم کی آگ انہتر گنا بڑھ کر ہے۔

➡ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ............ (وَنَادَوْا يَا مَالِكُ)

ترجمہ:۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے عمرو نے' انہوں نے عطاء سے سنا انہوں نے صفوان بن یعلی کے واسطے سے خبر دی' انہوں نے اپنے والد کے واسطے سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر اس طرح آیت پڑھتے سنا ونادوا یا ملک'' (اور وہ پکاریں گے اے مالک)

➡ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ .... شُعْبَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ

ترجمہ:۔ ہم سے علی نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے اعمش نے ان سے ابووائل نے بیان کیا کہ اسامہ بن زیدؓ سے کسی نے کہا اگر فلاں صاحب (عثمانؓ) کے یہاں جا کر ان سے (مسلمانوں کے باہمی اختلاف ونزاع کو ختم کرنے کے لئے) گفتگو کریں (تو شاید بہتر صورت پیدا ہو جائے) انہوں نے فرمایا غالباً تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ اگر میں تم لوگوں کی موجودگی میں ان سے اس معاملے پر کوئی گفتگو نہیں کرتا تو گویا کبھی نہیں کرتا ہوں' حالانکہ میں ان سے (اس مسئلہ پر) تنہائی میں باتیں کیا کرتا ہوں بغیر کسی (فتنے کے) دروازے کو کھولے ہوئے۔ میں یہ ہرگز نہیں پسند کرتا کہ کسی فتنے کے دروازے کو سب سے پہلے کھولنے والا بنوں' اور میں کسی بھی

شخص کے متعلق صرف اس لئے کہ وہ میرا حاکم ہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ سب سے اچھا آدمی وہی ہے' کیونکہ میں نے ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رکھی ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حدیث سنی ہے وہ کیا ہے؟ حضرت اسامہ نے فرمایا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا تھا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا' اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ آگ میں اس کی آنکھیں باہر نکل آئیں گی اور وہ شخص اس طرح چکر لگانے لگے گا' جیسے گدھا اپنی چکی پر گردش کیا کرتا ہے (تیزی کے ساتھ) جہنم میں ڈالے جانے والے اس کے قریب آ کر جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے اے فلاں' یہ تمہاری کیا درگت بنی۔ کیا تم ہمیں اچھے کام کرنے کے لئے نہیں کہتے تھے اور کیا تم برے کاموں سے ہمیں منع نہیں کیا کرتے تھے؟ وہ شخص کہے گا کہ جی ہاں' میں تمہیں تو اچھے کاموں کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا' برے کاموں سے تمہیں منع بھی کرتا تھا' لیکن میں اسے خود کیا کرتا تھا اس حدیث کی روایت غندر نے شعبہ کے واسطے سے اور انہوں نے اعمش کے واسطے سے کی۔

بَاب صِفَةِ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (يُقْذَفُونَ) يُرْمَوْنَ (دُحُورًا) مَطْرُودِينَ

(وَاصِبٌ) دَائِمٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (مَدْحُورًا) مَطْرُودًا يُقَالُ (مَرِيدًا) مُتَمَرِّدًا بَتَّكَهُ قَطَّعَهُ (وَاسْتَفْزِزْ) اسْتَخِفَّ (بِخَيْلِكَ) الْفُرْسَانُ وَالرَّجْلُ الرَّجَّالَةُ وَاحِدُهَا رَاجِلٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَصَحْبٍ ، وَتَاجِرٍ وَتَجْرٍ ، (لَأَحْتَنِكَنَّ) لَأَسْتَأْصِلَنَّ (قَرِينٌ) شَيْطَانٌ

مجاہد نے فرمایا کہ یقذفون کے معنی ہیں' پھینک کر مارا جاتا ہے دحور بمعنی دھتکارے ہوئے واصب بمعنی دائم ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سحوا بمعنی دھتکارا ہوا مرید بمعنی متمردا استعمال ہوگا اور بتکہ یعنی چیز کو کاٹ دیا استفزز بمعنی استخف بخیلک یعنی گھوڑے سوار رجل اور رجالہ کا واحد راجل آتا ہے جیسے صاحب اور صحب تاجر اور تجر۔ لا حتنکن بمنعی لا ستاصلن قرین۔ یعنی شیطان۔

← حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى .... ثُمَّ دُفِنَتِ الْبِئْرُ .

ترجمہ:۔ ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی انہیں عیسی نے خبر دی' انہیں ہشام نے' انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر ہوا تھا۔ اور لیث نے بیان کیا کہ مجھے ہشام نے لکھا تھا کہ انہوں نے اپنے والد سے سنا تھا اور محفوظ رکھا تھا اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر ہو گیا تھا۔ آپ کے ذہن میں یہ بات ہوتی تھی کہ فلاں کام میں کر سکتا ہوں لیکن آپ اسے کر نہیں پاتے تھے' ایک دن آپ نے بلایا (عائشہؓ کو) اور پھر دوبارہ بلایا اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم بھی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ چیز بتا دی ہے جس میں میری شفا مقدر ہے' میرے پاس دو حضرات آئے' ایک صاحب تو میرے سر کی طرف بیٹھ گئے اور دوسرے پاؤں کی طرف' پھر ایک صاحب نے دوسرے سے کہا انہیں (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو) بیماری کیا ہے؟ دوسرے صاحب نے جواب دیا کہ ان پر سحر ہوا ہے انہوں نے پوچھا' سحر ان پر کس نے کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے' پوچھا کہ وہ سحر (ٹونا) رکھا کس چیز میں ہے؟ کہا کہ کنگھے میں' کتان میں اور کھجور کے خشک خوشے کے غلاف میں' پوچھا اور وہ چیزیں ہیں کہاں؟ کہا کہ بیر ذروان میں' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بئر ذروان تشریف لے گئے اور واپس آئے تو عائشہؓ سے فرمایا' وہاں کے کھجور کے درخت ایسے ہیں جیسے شیطان کی کھوپڑی۔ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا وہ ٹونا آپ نے نکلوایا بھی؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں مجھے تو اللہ تعالیٰ نے خود شفا دے دی ہے اور میں نے اسے اس خیال سے نہیں نکلوایا کہ کہیں اس کی وجہ سے لوگوں میں کوئی مفسدہ نہ پھیل جائے' اس کے بعد وہ کنواں پاٹ دیا گیا۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ .... خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ .

ترجمہ:۔ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے میرے بھائی نے حدیث بیان کی ان سے سلیمان بن بلال نے ان سے یحییٰ بن سعید نے ان سے سعید بن مسیب نے اوران سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان جب سویا ہوا ہوتا ہے تو شیطان اس کے سر کی گدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے خوب اچھی طرح سے اور کہتا ہے ابھی بہت رات باقی ہے پڑے سوتے رہو لیکن اگر وہ شخص بیدار ہو کر اللہ کا ذکر شروع کر دیتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے پھر جب نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور اس کی صبح نشاط اور پاکیزہ مسرت سے بھر پور ہوتی ہے ورنہ بد باطنی ردل میں ناپاکی لئے ہوئے اٹھتا ہے۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ............أَوْ قَالَ فِي أُذُنِهِ .

ترجمہ:۔ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے حدیث بیان کی ان سے جریر نے حدیث بیان کی ان سے منصور نے ان سے ابووائل نے اوران سے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ میں حاضر خدمت تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کا تذکرہ فرمایا جو رات بھر دن چڑھے تک پڑا سوتا رہا ہو۔آپ نے فرمایا کہ یہ ایسا شخص ہے جسکے دونوں کانوں میں شیطان نے پیشاب کردیا ہے یا آپ نے یہ فرمایا کہ کان میں۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ .... لَمْ يَضُرُّهُ الشَّيْطَانُ .

ترجمہ:۔ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے ہمام نے حدیث بیان کی ان سے منصور نے ان سے سالم بن ابی الجعد نے ان سے کریب نے اوران سے ابن عباسؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس آتا ہے اور یہ دعا پڑھتا ہے۔اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اے اللہ! ہم سے شیطان کو دور رکھ اور جو کچھ ہمیں دے (اولاد) اس سے بھی شیطان کو دور رکھ۔پھر اگر ان کے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ............ قَالَ هِشَامٌ

ترجمہ:۔ہم سے محمد نے حدیث بیان کی انہیں عبدہ نے خبر دی انہیں ہشام بن عروہ نے انہیں ان کے والد نے اوران سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سورج طلوع ہو تو اس وقت تک کے لئے نماز چھوڑ دو جب تک وہ پوری طرح ظاہر نہ ہو جائے اور جب غروب ہونے لگے تب بھی اس وقت تک کے لئے نماز چھوڑ دو جب تک بالکل غروب نہ ہو جائے اور نماز سورج کے طلوع اور غروب کے وقت نہ پڑھو کیونکہ یہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے (شیطان یا الشیطان) مجھے یقین نہیں کہ ہشام نے ان دو الفاظ میں سے کون سا لفظ استعمال کیا تھا۔

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ .... ذَاكَ شَيْطَانٌ .

ترجمہ:۔ہم سے ابو معمر نے حدیث بیان کی ان سے عبدالوارث نے حدیث بیان کی ان سے یونس نے حدیث بیان کی ان سے حمید بن ہلال نے ان سے ابو صالح نے اوران سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نماز پڑھتے میں کسی شخص کے سامنے سے کوئی گزرے تو اسے گزرنے سے روکنا چاہیے اگر وہ نہ رکے تو پھر روکنا چاہیے اور اگر اب بھی نہ رکے تو اسے بشدت روکنے کی کوشش کرنی چاہیے (لیکن نماز کے منافی کوئی عمل نہ کرنا چاہیے) کیونکہ ایسا کرنے والا آدمی شیطان ہے (جو قصداً

نمازی کے آگے سے گزرتا ہے اور روکنے سے بھی نہیں رُکتا) اور عثمان بن ہیثم نے بیان کیا' ان سے عوف نے حدیث بیان کی' ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صدقہ فطر کی حفاظت پر مجھے مامور کیا۔ ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھ سے غلہ بھر بھر کر لینے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ اب تجھے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا' پھر انہوں نے (تفصیل کے ساتھ) حدیث بیان کی (آخر الامر) اس چور نے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا کہ جب تم اپنے بستر پر سونے کے لئے لیٹنے لگو تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر ایک نگہبان مقرر ہو جائے گا اور شیطان تمہارے قریب بھی نہ آسکے گا' صبح تک آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بات تو اس نے سچی کہی' اگرچہ ہے جھوٹا جادو شیطان تھا۔

← حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ .... وَلْيَنْتَهِ

ترجمہ:۔ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' انہیں عروہ نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس شیطان آتا ہے اور تمہارے دل میں پہلے تو یہ سوال پیدا کرتا ہے کہ فلاں چیز کس نے پیدا کی' فلاں چیز کس نے پیدا کی اور آخر میں بات یہاں تک پہنچاتا ہے کہ خود تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا' جب اس حد تک پہنچ جائے تو اللہ سے پناہ مانگنی چاہیے اور تصورات کا سلسلہ ختم کر دینا چاہیے۔

← حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ .... وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ

ترجمہ:۔ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے عقیل نے حدیث بیان کی' ان سے ابن شہاب نے ان سے تیمیین کے مولیٰ ابن ابی انس نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی' کہ ابو ہریرہؓ کو یہ فرماتے انہوں نے سنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں' جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں باندھ دیا جاتا ہے۔

← حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ .... أَمَرَ اللَّهُ بِهِ.

ترجمہ:۔ ہم سے حمیدی نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے عمرو نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھے سعید بن جبیر نے خبر دی' کہا کہ میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم سے ابی بن کعبؓ نے حدیث بیان کی تھی' انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپ فرما رہے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رفیق سفر (یوشع بن نون) سے فرمایا کہ ہمارا کھانا لاؤ اس پر انہوں نے بتایا کہ آپ کو معلوم بھی ہے' جب ہم نے چٹان پر پڑاؤ ڈالا تھا' تو میں مچھلی وہیں بھول گیا تھا (اور اپنے ساتھ نہ لا سکا تھا) اور مجھے اسے یاد رکھنے سے صرف شیطان نے غافل رکھا۔ اور موسیٰؑ نے اس وقت تک کوئی تھکن محسوس نہیں کی جب تک اس حد سے نہ گزر لئے جہاں کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ .... قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے حدیث بیان کی ان سے مالک نے حدیث بیان کی ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرما رہے تھے کہ ہاں! فتنہ اسی طرف ہے جہاں سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ .... وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ شَيْئًا .

ترجمہ:۔ہم سے یحییٰ بن جعفر نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن عبداللہ انصاری نے حدیث بیان کی' ان سے ابن جریج نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھے عطاء نے خبر دی اور انہیں جابرؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' رات شروع ہوتے ہی اپنے بچوں کو اپنے پاس گھر میں جمع کرلیا کرو کیونکہ شیاطین اسی وقت ہجوم کرنا شروع کرتے ہیں۔ پھر جب رات کی کچھ تاریکی پھیل جائے تو انہیں چھوڑ دو (سونے کے لئے) پھر اللہ کا نام لے کر اپنا دروازہ بند کرو' اللہ کا نام لے کر چراغ بجھاؤ' پانی کے برتن اللہ کا نام لے کر ڈھک دو اور دوسرے برتن بھی اللہ کا نام لے کر ڈھک دو اور اگر ڈھکن نہ ہو تو عرض میں ہی کوئی چیز رکھ دو۔

حَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ .... أَوْ قَالَ شَيْئًا .

ترجمہ:۔ہم سے محمود بن غیلان نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی' انہیں معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے انہیں علی بن حسین نے اور ان سے ام المومنین صفیہ بنت حیی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے تو میں رات کے وقت آپ کی زیارت کے لئے (مسجد میں) آئی۔ میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے باتیں کرتی رہی۔ پھر جب واپس ہونے کے لئے کھڑی ہوئی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی مجھے چھوڑنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ ام المومنین کا مسکن اسامہ بن زیدؓ کے مکان میں تھا۔ اسی وقت دو انصاری صحابہ گزرے۔ جب انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تیز تیز چلنے لگے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ٹھہر جاؤ' یہ صفیہ بنت حیی ہیں۔ ان دونوں صحابہؓ نے عرض کیا سبحان اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کیا ہم بھی آپ کے بارے میں کوئی شبہ کرسکتے ہیں) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا ہے اس لئے مجھے ڈر لگا کہ کہیں تمہارے دلوں میں بھی کوئی بری بات پیدا نہ ہوجائے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سوء کی بجائے شیئاً فرمایا۔)

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ .... فَقَالَ وَهَلْ بِي جُنُونٌ .

ترجمہ:۔ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی' ان سے ابوحمزہ نے ان سے اعمش نے' ان سے عدی بن ثابت نے اور ان سے سلیمان بن صردؓ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اور قریب ہی) دو آدمی گالی گلوچ کررہے تھے اتنے میں ایک شخص کا چہرہ (غصے سے) سرخ ہوگیا اور گردن کی رگیں پھول گئیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ اگر یہ شخص اسے پڑھ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے۔ اگر یہ شخص پڑھ لے (ترجمہ) میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان سے' تو اس کا غصہ جاتا رہے گا۔ لوگوں نے اس پر اس سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ تمہیں شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیے اس نے کہا کیا میں کوئی دیوانہ ہوں۔

حَدَّثَنَا آدَمُ .... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ .

ترجمہ:۔ہم سے آدم نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے منصور نے حدیث بیان کی ان سے سلام بن ابی الجعد نے ان سے کریب نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص جب اپنی بیوی کے پاس جائے اور یہ دعا پڑھ لے (ترجمہ) اے اللہ! مجھے شیطان سے دور رکھیے اور میری جو اولاد پیدا ہو اسے بھی شیطان سے دور رکھیے پھر اس قربت کے نتیجہ میں اگر کوئی بچہ پیدا ہوگا تو شیطان اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا اور نہ اس پر تسلط قائم کرسکے گا۔ شعبہ نے بیان کیا اور ہم سے اعمش نے حدیث بیان کی' ان سے سالم نے' ان سے کریب نے اور ان سے ابن عباسؓ نے مذکورہ حدیث کی طرح۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ .... فَذَكَرَهُ.

ترجمہ:۔ ہم سے محمود نے حدیث بیان کی ان سے شبابہ نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن زیاد نے اوران سے ابو ہریرۃؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ نماز پڑھی اور فارغ ہونے کے بعد فرمایا کہ شیطان میرے سامنے آ گیا تھا اور نماز تڑوانے کی بڑی کوششیں شروع کردی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دے دی پھر حدیث (تفصیل کے ساتھ) ذکر کی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ .... سَجْدَتَيِ السَّهْوِ.

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی ان سے اوزاعی نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے ان سے ابو سلمہ نے اوران سے ابو ہریرۃؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پشت پھیر کر بھاگتا ہے گوز مارتا ہوا لیکن جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو پھر آ جاتا ہے۔ پھر جب اقامت ہونے لگتی ہے تو بھاگ کھڑا ہوتا ہے اور جب ختم ہوتی ہے تو پھر آ جاتا ہے اور آدمی کے دل میں وسواس ڈالنے لگتا ہے کہ فلاں بات یاد کرو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس شخص کو بھی یادنہیں رہتا کہ تین رکعت نماز پڑھی تھی یا چار رکعت۔ ایسی صورت میں سجدہ سہو کرنا چاہیے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ .... فَطَعَنَ فِي الْحِجَابِ.

ترجمہ:۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی انہیں ابوالزناد نے انہیں اعرج نے اوران سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شیطان ہر انسان کی پیدائش کے وقت اپنی انگلی سے اس کے پہلو میں کچوکے لگاتا ہے۔ سوا عیسیٰ بن مریمؑ کے کہ جب وہ کچوکے لگانے گیا تو پردے پر لگا آیا تھا۔

حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ .... علی لسان نبی صلی الله علیه وسلم

ترجمہ:۔ ہم سے مالک بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے اسرائیل نے حدیث بیان کی ان سے مغیرہ نے ان سے ابراہیم نے اوران سے علقمہ نے بیان کیا کہ میں شام پہنچا تو میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہاں (صحابہ میں سے) کن کا قیام رہتا ہے لوگوں نے بتایا کہ ابودرداء کا۔ ابودرداء کی خدمت میں حاضر ہونے کے بعد علقمہ نے آپ سے دریافت فرمایا اچھا جنہیں (عمارؓ کو) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی شیطان سے اپنی پناہ میں لینے کا اعلان کیا ہے وہ آپ میں سے ہی ہیں۔

حدثنا سليمان بن حرب .... مِائَةَ كَذْبَةٍ

ترجمہ:۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے مغیرہ نے (سابقہ سند کے ساتھ) کہ انہوں نے فرمایا وہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی شیطان سے اپنی پناہ میں لینے کا اعلان کیا تھا آپ کی مراد عمارؓ سے تھی بیان کیا کہ لیث نے کہا کہ مجھ سے خالد بن یزید نے حدیث بیان کی ان سے سعید بن ابی ہلال نے ان سے ابوالاسد نے انہیں عروہ نے خبر دی اور انہیں عائشہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ملائکہ عنان میں آپس میں کسی ایسے معاملے سے گفتگو کرتے ہیں جو زمین میں ہونے والا ہوتا ہے۔ عنان سے مراد بادل ہے تو شیاطین اس میں سے کوئی ایک کلمہ سن لیتے ہیں اور وہی کاہنوں کے کان میں اس طرح لا کر ڈال دیتے ہیں جیسے شیشی میں کوئی چیز ڈالی جاتی ہے اور یہ کاہن اس میں سو جھوٹ ملا کر (لوگوں سے بیان کرتے ہیں)

حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ .... ضَحِكَ الشَّيْطَانُ

ترجمہ:۔ ہم سے عاصم بن علی نے حدیث بیان کی ان سے ابن ابی ذئب نے حدیث بیان کی ان سے سعید مقبری نے ان سے ان

کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جمائی شیطان کی طرف سے ہے۔ پس جب کسی کو جمائی آئے تو اسے حتی الامکان روکنے کی کوشش کرنی چاہیے' کیونکہ جب (جمائی لیتے ہوئے) آدمی "ہا" کرتا ہے شیطان اس پر ہنستا ہے۔

حَدَّثَنَا زَکَرِیَّاءُ بْنُ یَحْیٰی..................حَتّٰی لَحِقَ بِاللّٰهِ

ترجمہ:۔ ہم سے زکریا بن یحییٰ نے حدیث بیان کی' ان سے ابو اسامہ نے حدیث بیان کی' کہا کہ ہشام نے ہمیں اپنے والد کے واسطے سے خبر دی' ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی میں جب مشرکین کو شکست ہوگئی تو ابلیس نے چلا کر کہا کہ اے اللہ کے بندو! یعنی مسلمانو! دشمن تمہارے پیچھے ہے' چنانچہ آگے کے مسلمان پیچھے کی طرف پل پڑے اور پیچھے والوں کو انہوں نے مارنا شروع کر دیا۔ حذیفہؓ نے دیکھا تو ان کے والد یمان بھی پیچھے تھے انہوں نے بہتیرا کہا کہ اے اللہ کے بندو! یہ میرے والد ہیں' یہ میرے والد ہیں۔ لیکن خدا گواہ ہے کہ لوگوں نے جب تک انہیں قتل نہ کر لیا نہ چھوڑا' بعد میں حذیفہؓ نے صرف نہ اتنا کہا کہ خیر' اللہ تمہیں معاف کرے (کہ یہ فعل صرف غلط فہمی کی وجہ سے ہو گیا ہے) عروہ نے بیان کیا کہ پھر حذیفہؓ اپنے والد کے قاتلوں کے لئے (جو صحابہ ہی تھے) برابر مغفرت کی دعا کرتے رہے' تا آنکہ اللہ سے جا ملے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِیعِ..................صَلَاةِ أَحَدِکُمْ.

ترجمہ:۔ ہم سے حسن بن ربیع نے حدیث بیان کی' ان سے ابو الاحوص نے حدیث بیان کی' ان سے اشعث نے' ان سے ان کے والد نے' ان سے مسروق نے بیان کیا اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے متعلق پوچھا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ یہ ایک دست درازی ہے جو شیطان تمہاری نماز میں کرتا ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِیرَةِ..................فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ.

ترجمہ:۔ ہم سے ابو المغیرہ نے حدیث بیان کی ان سے اوزاعی نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے یحییٰ نے حدیث بیان کی' ان سے عبداللہ بن ابی قتادہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ ۵۲۱۔ مجھ سے سلیمان بن عبدالرحمن نے حدیث بیان کی ان سے ابو الولید نے حدیث بیان کی ان سے الاوزاعی نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن ابی کثیر نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی قتادہ نے حدیث بیان کی اور ان سے ان کے والد (ابو قتادہؓ) نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہے اس لئے اگر کوئی برا اور ڈراؤنا خواب دیکھے تو بائیں طرف تھوتھو کر کے اللہ کی شیطان کے شر سے پناہ مانگے۔ اس وقت شیطان اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوسُفَ..................إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ.

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی' انہیں مالک نے خبر دی' انہیں ابوبکر کے مولیٰ سمی نے' انہیں ابو صالح نے اور انہیں ابو ہریرہؓ نے کہ رسول اللہ نے فرمایا جو شخص دن بھر میں سو مرتبہ یہ دعا پڑھے گا (ترجمہ) نہیں ہے کوئی معبود سوا اللہ تعالیٰ کے' اس کا کوئی شریک نہیں' ملک اسی کا ہے اور تمام تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے' تو اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا سو نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی۔ اس روز دن بھر یہ دعا شیطان سے اسکی نگہبانی کرتی رہے گی' تا آنکہ شام ہو جائے اور کوئی شخص اس وقت تک اس سے زیادہ افضل عمل کرنے والا نہیں سمجھا جائے گا جبتک وہ اس سے بھی زیادہ عمل نہ کر لے۔

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ..................فَجًّا غَیْرَ فَجِّکَ.

ترجمہ:۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے یعقوب بن ابراہیم نے حدیث بیان کی' ان سے ان کے والد نے

حدیث بیان کی' ان سے صالح نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' کہا کہ مجھے عبد الرحمٰن بن زید نے خبر دی' انہیں محمد بن سعد بن ابی وقاص نے خبر دی اور ان سے ان کے والد سعد بن ابی وقاصؓ نے بیان کیا کہ عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی' اس وقت چند قریشی خواتین' (ازواج مطہرات) اپ کے پاس بیٹھیں آپ سے گفتگو کر رہی تھیں۔ اور آپ سے (نفقہ میں) اضافہ کا مطالبہ کر رہی تھیں' خوب آواز بلند کر کے لیکن جوں ہی عمرؓ نے اجازت چاہی' ازواج مطہرات جلدی سے پردے کے پیچھے چلی گئیں' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دی (عمرؓ اندر داخل ہوئے تو) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے۔ عمرؓ نے کہا' اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو راضی اور خوش رکھے یا رسول اللہ! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ان پر تعجب ہوا' ابھی ابھی میرے پاس تھیں' لیکن جوں ہی تمہاری آواز سنی تو پردے کے پیچھے جلدی سے بھاگ گئیں۔ عمرؓ نے عرض کیا' لیکن آپ یا رسول اللہ! زیادہ اس کے مستحق تھے کہ آپ سے یہ ڈرتیں۔ پھر انہوں نے کہا' اے اپنی جانوں کی دشمن! مجھ سے تو تم ڈرتی ہو' لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں (ازواج مطہرات) بولیں' کہ واقعہ یہی ہے' کیونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف بہت سخت گیر ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر شیطان بھی کہیں راستے میں تم سے مل جاتا ہے تو اپنا راستہ بدل دیتا ہے۔

← حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ .... يَبِيتُ عَلَى خَيْشُومِهِ .

ترجمہ:۔ ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے ابن حازم نے حدیث بیان کی' ان سے یزید نے' ان سے محمد بن ابراہیم نے' ان سے عیسیٰ بن طلحہ نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص سو کر اٹھے اور پھر وضو کرے تو تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالنا چاہیے۔ کیونکہ شیطان رات بھر اس کی ناک کے سرے پر رہتا ہے۔

بَاب ذِكْرِ الْجِنِّ وَثَوَابِهِمْ وَعِقَابِهِمْ

لِقَوْلِهِ (يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي) إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى (عَمَّا يَعْمَلُونَ) (بَخْسًا) نَقْصًا قَالَ مُجَاهِدٌ (وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا) قَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ الْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللَّهِ ، وَأُمَّهَاتُهُمْ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ قَالَ اللَّهُ (وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ) سَتُحْضَرُ لِلْحِسَابِ (جُنْدٌ مُحْضَرُونَ) عِنْدَ الْحِسَابِ

اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی روشنی میں کہ اے معشر جن وانس! کیا انبیاء تمہارے پاس میری نشانیاں بیان کرنے کے لئے نہیں آئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "عمایعملون" تک (قرآن مجید میں) بخساً بمعنی نقص ہے۔ مجاہد نے (قرآن کی آیت) و جعلوا بینه و بین الجنة نسبا کے متعلق فرمایا کہ کفار قریش کہا کرتے تھے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور جنوں کے سرداروں کی بیٹیاں ان کی مائیں ہیں (اس کی تردید میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتوں کو خوب معلوم ہے کہ یہ کفار حاضر کئے جائیں گے' یعنی حساب کے لئے (اللہ کے حضور) حاضر ہوں گے۔ جند محضرون سے مراد بھی حساب کے وقت حاضر ہونا ہے۔

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ .... صلی الله علیه وسلم .

ترجمہ:۔ ہم سے قتیبہ نے حدیث بیان کی' ان سے مالک نے' ان سے عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی صعصعہ انصاری نے اور انہیں ان کے والد نے خبر دی کہ ان سے ابو سعید خدریؓ نے فرمایا۔ میرا خیال ہے کہ تم بکریوں کے ساتھ جنگل و بیابان کی زندگی کو پسند کرتے ہو۔ اس لئے جب کبھی اپنی بکریوں کے ساتھ تم کسی بیابان میں موجود ہو اور (وقت ہونے پر) نماز کے لئے اذان دو تو' اذان

دیتے ہوئے اپنی آواز خوب بلند کیا کرو' کیونکہ موذن کی آواز اذان کو جہاں تک بھی کوئی انسان' جن یا کوئی چیز بھی سنے گی تو قیامت کے دن اس کیلئے گواہی دے گی۔ ابوسعیدؓ نے فرمایا کہ یہ حدیث میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ (وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ)

اور جب ہم نے آپ کی طرف جنوں کی جماعت کا رخ کر دیا

إِلَى قَوْلِهِ (أُولَئِكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ) (مَصْرِفًا) مَعْدِلاً (صَرَفْنَا) أَيْ وَجَّهْنَا

اللہ تعالیٰ کے ارشاد اولئک فی ضلال مبین تک مصرف بمعنی لوٹنے کی جگہ صرفنا یعنی ہم نے رخ کر دیا۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى (وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔ اور پھیلا دئے ہم نے زمین پر ہر طرح کے جانور۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الثُّعْبَانُ الْحَيَّةُ الذَّكَرُ مِنْهَا يُقَالُ الْحَيَّاتُ أَجْنَاسٌ الْجَانُّ وَالْأَفَاعِي وَالْأَسَاوِدُ (آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا) فِي مِلْكِهِ وَسُلْطَانِهِ يُقَالُ (صَافَّاتٍ) بُسُطٌ أَجْنِحَتَهُنَّ (يَقْبِضْنَ) يَضْرِبْنَ بِأَجْنِحَتِهِنَّ

بن عباسؓ نے فرمایا کہ (قرآن مجید میں لفظ) ثعبان نر سانپ کے لئے آتا ہے سانپوں کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔ جان' افعی اور اسود (وغیرہ) آیت میں) اخذ بناصیتھا سے مراد اس (کے زیر فرمان اور زیر حکم ہونا ہے۔ صافات بمعنی اپنے بازوؤں کو پھیلائے ہوئے یقبضن بمعنی اپنے بازوؤں کو پھڑ پھڑاتے ہوئے۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ .... وَزَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ .

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے ہشام بن یوسف نے حدیث بیان کی ان سے معمر نے حدیث بیان کی ان سے زہری نے' ان سے سالم اور ان سے ابن عمرؓ نے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے کہ سانپوں کو مار ڈالا کرو (خصوصاً) ان کو جن کے سروں پر دو نقطے ہوتے ہیں اور دم بریدہ سانپ کو بھی' کیونکہ یہ دونوں آنکھوں کی روشنی تک کو زائل کر دیتے ہیں (اگر آدمی کی نظر ان پر پڑ جائے اور حمل تک گرا دیتے ہیں (اگر کوئی عورت انہیں دیکھ لے) عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں ایک سانپ کو مارنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اور مجھ کو ابولبابہ نے پکارا اور کہا کہ اسے نہ مارئیے میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سانپوں کو مارنے کا حکم دیا تھا۔ لیکن انہوں نے بتایا کہ بعد میں پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو مارنے سے منع کر دیا تھا۔ ایسے سانپ کو عوامر کہتے ہیں اور عبدالرزاق نے معمر کے واسطے سے بیان کیا اور ان سے زہری نے کہ پھر مجھے ابولبابہؓ یا زید بن خطابؓ نے بتایا (شبہ کے ساتھ) معمر کی متابعت یونس' ابن عیینہ' اسحاق کلبی اور زبیدی نے کی' صالح ابن ابی حفصہ اور ابن مجمع نے زہری کے واسطے سے بیان کیا ان سے سالم نے اور ان سے ابن عمرؓ نے کہ مجھے ابولبابہ اور زید بن خطابؓ نے بتایا۔

باب خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ

مسلمان کا سب سے عمدہ سرمایہ وہ بکریاں ہوں گی' جنہیں وہ پہاڑ کی چوٹی پر لے کر چلا جائے گا۔

← حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ .... يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ .

ترجمہ:۔ ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے مالک نے حدیث بیان کی ان سے عبدالرحمٰن بن عبد اللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ آئے گا جب مسلمان کا سب سے عمدہ سرمایہ اس کی وہ بکریاں ہوں گی جنہیں وہ پہاڑ کی چوٹیوں پر اور وادیوں میں لے کر چلا جائے گا تا کہ اس طرح اپنے دین و ایمان کو فتنوں سے بچالے۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ..................وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ.

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں مالک نے خبر دی' انہیں ابوالزناد نے' انہیں اعرج نے اور انہیں ابو ہریرہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کفر کی بنیاد مشرق میں ہے اور فخر اور تکبر گھوڑے والوں' اونٹ والوں اور کسانوں میں ہوتا ہے جو (عموماً) گاؤں کے رہنے والے ہوتے ہیں' لیکن بکری والوں میں سکینت ہوتی ہے۔

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ.................. فِي رَبِيعَةَ وَمُضَرَ .

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی' ان سے اسماعیل نے بیان کیا کہ مجھ سے قیس نے حدیث بیان کی اور ان سے عقبہ بن عمرو ابومسعودؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایمان تو ادھر ہے' یمن میں' ہاں اور قساوت اور سخت دلی اس طرف ہے جدھر سے شیطان کے دونوں سینگ طلوع ہوتے ہیں (سورج کے طلوع کے وقت' مشرق کی طرف سے) قبیلہ ربیعہ اور مضر کے کسانوں میں' ان کی اونٹنیوں کی دم کے پیچھے۔

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ.................. فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا .

ترجمہ:۔ ہم سے قتیبہ نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے جعفر بن ربیعہ نے' ان سے اعرج نے' ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جب مرغ کو بانگ دیتے سنا کرو (سحر کے وقت) تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کے لئے دعا کیا کرو' کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھ کر (بانگ دیتا ہے) اور جب گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو کہ وہ شیطان کو دیکھ کر (آواز دیتا ہے)

← حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ.................. وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ .

ترجمہ:۔ ہم سے اسحاق نے حدیث بیان کی انہیں روح نے خبر دی' انہیں ابن جریج نے خبر دی' کہا کہ مجھے عطاء نے خبر دی اور انہوں نے جابر بن عبداللہؓ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات کی تاریکی محیط ہونے لگے یا (آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ فرمایا کہ) جب شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو اپنے پاس بلا لیا کرو' کیونکہ شیاطین ۔۔۔ اسی وقت پھیلتے ہیں۔ پھر جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو (سونے' کھانے وغیرہ کے لئے) اور دروازے بند کر لو اور اللہ کا ذکر کرو کیونکہ شیطان کسی بند دروازے کو نہیں کھول سکتا بیان کیا اور مجھے عمرو بن دینار نے خبر دی کہ انہوں نے جابر بن عبداللہؓ سے بعینہ اسی طرح حدیث سنی تھی جس طرح مجھے عطاء نے خبر دی تھی' البتہ انہوں نے اس کا ذکر نہیں کیا کہ اللہ کا ذکر کرو۔

← حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ..................فَقُلْتُ أَفَأَقْرَأُ التَّوْرَاةَ .

ترجمہ:۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے وہیب نے حدیث بیان کی ان سے خالد نے' ان سے محمد نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بنی اسرائیل کا ایک طبقہ (مسخ ہونے کے بعد) ناپید ہو گیا' کچھ معلوم نہیں ا

ن کا کیا ہوا۔ میرا تو خیال ہے کہ انہیں چوہے کی صورت میں مسخ کر دیا گیا تھا۔ چوہوں کے سامنے جب اونٹنی کا دودھ رکھا جاتا ہے تو وہ اسے نہیں پیتے لیکن اگر بکری کا دودھ رکھا جائے تو پی جاتے ہیں' پھر میں نے یہ حدیث کعب احبار سے بیان کی تو انہوں نے (حیرت سے) پوچھا کہ واقعی آپ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے؟ کتنی مرتبہ انہوں نے یہ سوال کیا۔ میں اس پر بولا۔ کیا کوئی میں نے تورات پڑھی ہے (کہ اس میں سے دیکھ کر بیان کردوں گا)

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ .... أَمَرَ بِقَتْلِهِ.

ترجمہ:۔ ہم سے سعید بن عفیر نے حدیث بیان کی ان سے ابن وہب نے بیان کیا' ان سے یونس نے حدیث بیان کی ان سے ابن شہاب نے ان سے عروہ نے عائشہؓ کے واسطے سے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ موذی (فویسق) ہے' لیکن میں نے آپ سے اسے مار ڈالنے کا حکم نہیں سنا تھا۔ اور سعد بن ابی وقاصؓ بتاتے تھے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مار ڈالنے کا حکم دیا تھا۔

حَدَّثَنَا صَدَقَةُ .... أَمَرَهَا بِقَتْلِ الْأَوْزَاغِ.

ترجمہ:۔ ہم سے صدقہ نے حدیث بیان کی' انہیں ابن عیینہ نے خبر دی' ان سے عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ نے حدیث بیان کی' ان سے سعید بن المسیب نے اور انہیں ام شریکؓ نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کو مار ڈالنے کا حکم دیا تھا۔

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ .... وَيُصِيبُ الْحَبَلَ.

ترجمہ:۔ ہم سے عبید بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے ابواسامہ نے حدیث بیان کی' ان سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سانپ کے سر پر دو نقطے ہوتے ہیں اسے (اگر وہ کہیں مل جائے تو) مار ڈالا کرو' کیونکہ وہ اندھا بنا دیتے ہیں اور حمل کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ .... وَيُذْهِبُ الْحَبَلَ.

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی اسے ہشام نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی' اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دم بریدہ سانپ کو مار ڈالنے کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ وہ بینائی کو نقصان پہنچاتا ہے اور حمل کو ساقط کر دیتا ہے۔

حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ .... فَاقْتُلُوهُ

ترجمہ:۔ ہم سے عمرو بن علی نے حدیث بیان کی' ان سے ابن عدی نے حدیث بیان کی' ان سے ابو یونس قشیری نے' ان سے ابن ابی ملیکہ نے کہ ابن عمرؓ سانپوں کو مار ڈالا کرتے تھے' لیکن بعد میں انہیں مارنے سے منع کرنے لگے تھے' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک دیوار گروائی تو اس میں سے ایک سانپ کی کینچلی نکلی' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تلاش کرو' سانپ کہاں ہے' صحابہؓ نے تلاش کیا (اور وہ مل گیا) تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے مار ڈالو' میں بھی اسی وجہ سے سانپوں کو مار ڈالا کرتا تھا۔ پھر میری ملاقات ایک دن ابولبابہؓ سے ہوئی تو انہوں نے مجھے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ سانپوں کو نہ مارا کرو' سوا دم بریدہ سانپ کے جس کے سر پر دو نقطے ہوتے ہیں کہ یہ حمل کو ساقط کر دیتا ہے اور آدمی کو اندھا بنا دیتا ہے' اس لیے اس سانپ کو مار ڈالا کرو۔

حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ .... فَأَمْسَكَ عَنْهَا.

ترجمہ:۔ ہم سے مالک بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے جریر بن حازم نے حدیث بیان کی اور ان سے نافع نے کہا

بن عمرؓ سانپوں کو مار ڈالا کرتے تھے (جب بھی انہیں موقعہ مل جاتا) پھر ان سے ابولبابہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں کے سانپوں کو مارنے سے منع کیا تھا اس لئے انہیں نہ مارا کیجئے۔

اذا وقع الذباب فی شراب .... یقتلن فی الحرم

ترجمہ:۔ اگر کسی کے مشروب میں مکھی گر جائے تو اسے ڈبو لینا چاہئے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری (کے جراثیم) ہوتے ہیں اور دوسرے پر میں (ان جراثیم سے پیدا ہونے والی بیماری کی) شفا ہوتی ہے اور پانچ جانور موذی ہیں انہیں حرم میں مارا جاسکتا ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ.......................وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ.

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے یزید بن زریع نے حدیث بیان کی' ان سے معمر نے حدیث بیان کی ان سے زہری نے' ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' پانچ جانور موذی ہیں' انہیں حرم میں مارا جاسکتا ہے۔ چوہا' بچھو' چیل' کوا اور کاٹ لینے والا کتا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ.......................وَالْغُرَابُ، وَالْحِدَأَةُ.

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے حدیث بیان کی انہیں مالک نے خبر دی' انہیں عبداللہ بن دینار نے اور انہیں عبداللہ بن عمرؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' پانچ جانور ایسے ہیں جنہیں اگر کوئی شخص حالت احرام میں بھی مار ڈالے تو اس کے لئے کوئی مضائقہ نہیں' بچھو' چوہا' کاٹ لینے والا کتا' کوا اور چیل۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ.......................فَإِنَّ لِلشَّيَاطِينِ.

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے حماد بن زید نے حدیث بیان کی' ان سے کثیر نے' ان سے عطاء نے اور ان سے جابر بن عبداللہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برتنوں کو ڈھک لیا کرو' مشکیزوں (کے منہ) کو باندھ لیا کرو' دروازے بند کر لیا کرو اور اپنے بچوں کو اپنے پاس جمع کر لیا کرو' شام ہوتے ہی' کیونکہ شیطان اسی وقت (روئے زمین پر) پھیلتے ہیں اور دست درازی کرتے ہیں۔ اور سوتے وقت چراغ بجھا لیا کرو کیونکہ موذی (چوہا) بعض اوقات جلتی بتی کو کھینچ لاتا ہے' اور اس طرح گھر والوں کو جلا دیتا ہے' ابن جریج اور حبیب نے عطاء کے واسطے سے بیان کیا کہ "بعض اوقات شیطان" (بجائے لفظ فویسق بمعنی موذی کے)

حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ .... عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ.

ترجمہ:۔ ہم سے عبدہ بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' انہیں یحیٰی بن آدم نے خبر دی' انہیں اسرائیل نے' انہیں منصور نے' انہیں ابراہیم نے انہیں علقمہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ (مقام منیٰ میں) ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں قیام کئے ہوئے تھے کہ آیت والمرسلات عرفاً نازل ہوئی۔ ابھی ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اسے سیکھ رہے تھے کہ ایک سانپ ایک سوراخ سے نکلا۔ ہم اسے مارنے کے لئے آگے بڑھے لیکن وہ بھاگ گیا اور اپنے سوراخ میں داخل ہو گیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا تمہارے ضرر سے وہ اسی طرح' جیسے تم اس کے ضرر سے محفوظ رہے اور اسرائیل سے روایت ہے ان سے اعمش نے ان سے ابراہیم نے' ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہؓ نے اسی طرح بیان کیا' کہا کہ ہم آنحضور کی زبان سے آیت تازہ بتازہ سیکھ رہے تھے اور اسکی متابعت ابوعوانہ نے مغیرہ کے واسطے سے کی اور حفص ابومعاویہ اور سلیمان بن قرم نے اعمش کے واسطے سے بیان کیا' ان سے ابراہیم نے' ان سے اسود نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے۔

حَدَّثَنَا نَصرُ بْنُ عَلِيٍّ .... عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِثْلَهُ

ترجمہ:۔ ہم سے نصر بن علی نے حدیث بیان کی انہیں عبد الاعلیٰ نے خبر دی ان سے عبید اللہ بن عمر نے حدیث بیان کی ان سے نافع نے اوران سے ابن عمرؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔ ایک عورت ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں گئی اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا' نہ تو اسے کھانے کے لئے دیتی تھی اور نہ چھوڑتی ہی تھی کہ کیڑے مکوڑے کھا کر (اپنی جان بچالے)۔ کہا اور ہم سے عبید اللہ نے حدیث بیان کی ان سے سعید مقبری نے اوران سے ابو ہریرہؓ نے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے اسی طرح۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ .... نَمْلَةً وَاحِدَةً.

ترجمہ:۔ ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے مالک نے حدیث بیان کی ان سے ابو الزناد نے' ان سے اعرج نے اوران سے ابو ہریرہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گروہ انبیا میں سے ایک نبی ایک درخت کے سائے میں ٹھہرے' وہاں انہیں کسی چیونٹی نے کاٹ لیا تو انہوں نے اس کے چھتے کو درخت کے نیچے سے نکالنے کا حکم دیا' وہ نکالا گیا' پھرانہوں نے اس کے گھر کو جلا دینے کا حکم دیا اور وہ آگ سے جلا دیا گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی بھیجی کہ آپ نے ایک ہی چیونٹی پر اکتفا کیوں نہیں کیا (جس نے کاٹا تھا) سزا صرف اسے ہی ملنی چاہیے تھی)۔

باب إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ

جب مکھی کسی کے مشروب میں پڑ جائے تو اسے ڈبو لینا چاہیے

فَإِنَّ فِي إِحْدَى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الْأُخْرَى شِفَاءً

کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری (کے جراثیم) ہوتے ہیں اور دوسرے میں اس کی شفاء ہوتی ہے

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ .... وَالْأُخْرَى شِفَاءً.

ترجمہ:۔ ہم سے خالد بن مخلد نے حدیث بیان کی ان سے سلیمان بن بلال نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے عتبہ بن مسلم نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھے عبید بن حنین نے خبر دی' کہا کہ میں نے ابو ہریرہؓ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مکھی کسی کے مشروب میں پڑ جائے تو اسے ڈبو لینا چاہیے۔ اور پھر نکال کر پھینک دینا چاہیے' کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری (کے جراثیم) ہوتے ہیں اور دوسرے میں اس کی شفا ہوتی ہے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ .... فَغُفِرَ لَهَا بِذَلِكَ.

ترجمہ:۔ ہم سے حسن بن صباح نے حدیث بیان کی ان سے اسحاق ازرق نے حدیث بیان کی ان سے حسن اور ابن سیرین نے اوران سے ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک فاحشہ عورت کی اس وجہ سے مغفرت ہو گئی تھی کہ وہ ایک کتے کے قریب سے گزر رہی تھی جو ایک کنویں کے قریب کھڑا ہانپ رہا تھا' ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پیاس کی شدت کی وجہ سے ابھی مر جائے گا' اس عورت نے اپنا جوتا نکالا اوراس میں اپنا دوپٹہ باندھ کر اس کے لئے پانی نکالا اور کتے کو پانی پلا کر اس کی جان بچائی' تو اس کی مغفرت اسی (عمل) کی وجہ سے ہو گئی تھی۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ .... أَوْ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ.

ترجمہ:۔ ہم سے علی بن عبد اللہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے زہری سے اسی

طرح (سن کر) یہ حدیث یاد کی تھی' جیسے تم یہاں موجود ہو (انہوں نے بیان کیا کہ) مجھے عبیداللہ نے خبر دی' انہیں ابن عباسؓ نے اور انہیں ابوطلحہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' فرشتے ان گھروں میں نہیں داخل ہوتے جن میں کتا یا تصویر ہو۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ .... أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ .

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی' انہیں مالک نے خبر دی' انہیں نافع نے اور انہیں عبداللہ بن عمرؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کو مارنے کا حکم دیا تھا۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ .... كَلْبَ مَاشِيَةٍ .

ترجمہ:۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے ہمام نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے ابوسلمہ نے حدیث بیان کی اور ان سے ابوہریرہؓ نے حدیث بیان کی' کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جو شخص کتا پالتا ہے' اس کے عمل نیک سے روزانہ ایک قیراط کم کر دیا جاتا ہے (ثواب) البتہ کھیت کے لئے یا مویشی کے لئے جو کتے پالے جائیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ .... وَرَبِّ هٰذِهِ الْقِبْلَةِ

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے حدیث بیان کی' ان سے سلیمان نے حدیث بیان کی۔ کہا کہ مجھے یزید بن خصیفہ نے خبر دی کہا کہ مجھے سائب بن یزید نے خبر دی' انہوں نے سفیان بن ابی زہیر شنوئیؓ سے سنا' انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ بیان فرما رہے تھے کہ جس نے کوئی کتا پالا' نہ تو پالنے والے کا مقصد کھیت کی حفاظت تھی اور نہ مویشیوں کی' تو روزانہ اس کے عمل خیر میں سے ایک قیراط (ثواب) کی کمی ہو جایا کرے گی' سائب نے پوچھا۔ کیا آپ نے خود یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی انہوں نے فرمایا ہاں! اس قبلہ کے رب کی قسم! (میں نے خود سنا تھا)

کتاب الأنبیاء صلوات اللہ علیہم

ذکر انبیاء علیہم السلام

باب خَلْقِ آدَمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَذُرِّيَّتِهِ

حضرت آدمؑ اوران کی ذریت کی پیدائش

صَلْصَالٌ طِينٌ خُلِطَ بِرَمْلٍ فَصَلْصَلَ كَمَا يُصَلْصِلُ الْفَخَّارُ وَيُقَالُ مُنْتِنٌ يُرِيدُونَ بِهِ صَلَّ ، كَمَا يُقَالُ صَرَّ الْبَابُ وَصَرْصَرَ عِنْدَ الْإِغْلَاقِ مِثْلُ كَبْكَبْتُهُ يَعْنِي كَبَبْتُهُ (فَمَرَّتْ بِهِ) اسْتَمَرَّ بِهَا الْحَمْلُ فَأَتَمَّتْهُ (أَنْ لَا تَسْجُدَ) أَنْ تَسْجُدَ

(قرآن مجید میں لفظ) صلصال کے معنی ایسی مٹی کے ہیں، جس میں ریت ملایا گیا ہو اور وہ اس طرح بجنے لگے جیسے پکی ہوئی مٹی بجتی ہے منتن بولتے ہیں اور اس سے صَلَّ مراد لیتے ہیں (اور اس کی مضاعف صلصل ہے اسی کے ہم معنی) کہتے ہیں۔ صرالباب اور صرصر (مضاعف کرکے) دروازہ بند کرتے وقت کی آواز کے لئے جیسے کبکبتہ کببتہ کے معنی میں ہے (تضعیف اور بغیر تضعیف کے) قران مجید میں مرت بہ کے معنی یہ ہیں کہ (حواؑ) ایام حمل گزارتی رہیں یہاں تک کہ دن پورے کر لئے۔ ان لاتسجد معنی میں ان تسجد کے ہے۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى (وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر اپنا ایک خلیفہ بنانے والا ہوں''۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ) إِلَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ (فِي كَبَدٍ) فِي شِدَّةِ خَلْقٍ وَرِيَاشًا الْمَالُ وَقَالَ غَيْرُهُ الرِّيَاشُ وَالرِّيشُ وَاحِدٌ ، وَهُوَ مَا ظَهَرَ مِنَ اللِّبَاسِ (مَا تُمْنُونَ) النُّطْفَةُ فِي أَرْحَامِ النِّسَاءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (إِنَّهُ عَلَى رَجْعِهِ لَقَادِرٌ) النُّطْفَةُ فِي الْإِحْلِيلِ كُلُّ شَيْءٍ خَلَقَهُ فَهُوَ شَفْعٌ ، السَّمَاءُ شَفْعٌ ، وَالْوِتْرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ) فِي أَحْسَنِ خَلْقٍ (أَسْفَلَ سَافِلِينَ) إِلَّا مَنْ آمَنَ (خُسْرٍ) ضَلَالٌ ، ثُمَّ اسْتَثْنَى إِلَّا مَنْ آمَنَ (لَازِبٍ) لَازِمٌ (نُنْشِئَكُمْ) فِي أَيِّ خَلْقٍ نَشَاءُ (نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ) نُعَظِّمُكَ وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ (فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ) فَهُوَ قَوْلُهُ (رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا) ، (فَأَزَلَّهُمَا) فَاسْتَزَلَّهُمَا وَ (يَتَسَنَّهْ) يَتَغَيَّرْ ، آسِنٌ مُتَغَيِّرٌ ، وَالْمَسْنُونُ الْمُتَغَيِّرُ (حَمَإٍ) جَمْعُ حَمْأَةٍ وَهُوَ الطِّينُ الْمُتَغَيِّرُ (يَخْصِفَانِ) أَخْذُ الْخِصَافِ (مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ) يُؤَلِّفَانِ الْوَرَقَ وَيَخْصِفَانِ بَعْضَهُ إِلَى بَعْضٍ (سَوْآتُهُمَا) كِنَايَةٌ عَنْ فَرْجِهِمَا (وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ) هَا هُنَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، الْحِينُ عِنْدَ الْعَرَبِ مِنْ سَاعَةٍ إِلَى مَا لَا يُحْصَى عَدَدُهُ (قَبِيلُهُ) جِيلُهُ الَّذِي هُوَ مِنْهُمْ

ابن عباسؓ نے فرمایا کہ (قرآن مجید میں) لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ اِلَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ کے معنی میں ہے (قبیلہ ہذیل کی زبان کے مطا

بق' فی کبد بمعنی فی شدۃ خلق وریشاً (حسن کی قرأت کے مطابق' قرات متواترہ وریشا ہے' جس کی قرأت کے مطابق بمعنی مال' دوسرے حضرات نے کہا ہے کہ ریاش اور ریش ہم معنی ہیں' لباس کا جو حصہ اوپر ہو اس کے لئے استعمال ہوتے ہیں ماتمنون یعنی نطفہ جو عورت کے رحم میں (جاتا ہے) مجاہد نے انہ علی رجعہ لقادر کے متعلق فرمایا (مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ) نطفہ کو پھر دوبارہ احلیل ذکر میں (لوٹا دے) جتنی چیزیں بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں' انہیں جوڑا کر کے پیدا کیا' آسمان کا بھی جوڑا بنایا (زمین کو) یکتا ذات صرف اللہ کی ہے فی احسن تقویم بمعنی سب سے عمدہ پیدائش میں (اللہ تعالیٰ انسان کو) عمر کے سب سے ناقص حصے (پیری و ضعیفی) میں پہنچا دیتے ہیں (کہ کوئی کام نہیں کر سکتا اور حسنات کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے) سوا ان کے جو ایمان لائے (اور آخر تک اعمال خیر کرتے رہے) خسر بمعنی گمراہی اور بے راہی' پھر الا من امن سے استثناء کیا (یعنی مومن اس سے مستثنیٰ ہیں) لازب بمعنی لازم ننشئکم یعنی جس صورت و ہیئت میں بھی ہم چاہیں گے نسبح بحمدک یعنی ہم تیری تعظیم و تنزیہ کرتے ہیں۔ ابو العالیہ نے کہا ہے کہ آیت فتلقی آدم من ربہ کلمات سے مراد کلمات دعائیہ یہ ہیں۔ ربنا ظلمنا انفسنا الخ فازلھما یعنی انہیں لغزش اور غلطی پر اکسایا تیسنہ بمعنی تغیر آسن بمعنی متغیر' مسنون بمعنی متغیر حَمَاءِ حَمَأۃٍ کی جمع ہے' ایسی مٹی کو کہتے ہیں جس کا رنگ (امتداد زمانہ سے) بدل گیا ہو (یخصفان یعنی ملانے لگے' من ورق الجنۃ مطلب یہ ہے کہ پتوں کو ملا کر ایک کو دوسرے کے ساتھ جوڑنے لگے تھے (تا کہ ستر پوشی کر سکیں (سَوْاٰتِھِمَا شرمگاہ سے کنایہ ہے مَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ سے اس موقعہ پر مراد قیامت تک کا وقت ہے لفظ حین عربی محاورہ میں تھوڑی دیر سے لے کر زمانہ کے غیر متناہی سلسلے تک کے لئے بولا جاتا ہے قَبِیْلُہٗ یعنی وہ طبقہ جس سے اس کا تعلق ہے۔

حَدَّثَنِی عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ .... حَتَّی الآنَ .

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی' ان سے معمر نے ان سے ہمام نے اور ان سے ابو ہریرہؓ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ عزوجل نے آدمؑ کو پیدا کیا تو ان کی لمبائی ساٹھ ہاتھ بنائی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور ان ملائکہ کو سلام کرو' دیکھو کن الفاظ سے وہ تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں' کیونکہ وہی تمہارا اور تمہاری ذریت کا سلام و جواب ہوگا' آدم علیہ السلام (گئے اور) کہا السلام علیکم ملائکہ نے جواب دیا السلام علیک ورحمۃ اللہ' گویا انہوں نے ورحمۃ اللہ کا اضافہ کیا پس جو کوئی بھی جنت میں داخل ہوگا وہ آدم علیہ السلام کی شکل وصورت میں داخل ہوگا۔ آدمؑ کے بعد انسانوں میں (حسن و جمال اور طول و عرض کی) کمی ہوتی رہی' تا آنکہ نوبت اس دور تک پہنچی۔

حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ .... ذِرَاعًا فِی السَّمَاءِ .

ترجمہ:۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی' ان سے جریر نے حدیث بیان کی' ان سے عمارہ نے' ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' سب سے پہلا جو گروہ جنت میں داخل ہوگا' ان کی صورتیں ایسی ہوں گی جیسے چودھویں کا چاند ہوتا ہے' پھر جو لوگ اس کے بعد داخل ہوں گے وہ آسمان کے سب سے زیادہ روشن ستارے کی طرح ہوں گے' نہ تو ان لوگوں کو پیشاب کی ضرورت ہوگی' نہ قضائے حاجت کی' نہ وہ تھوکیں گے نہ ناک سے آلائش نکالیں گے۔ ان کے کنگھے سونے کے ہوں گے اور پسینہ مشک کی طرح' ان کی انگیٹھیوں میں الوہ یعنی انجوج پڑا ہوا ہوگا' یہ نہایت پاکیزہ عود ہے' ان کی بیویاں بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔ سب کی صورتیں ایک ہوں گی یعنی اپنے والد آدمؑ کی صورت پر' ساٹھ گز لمبی' آسمان سے باتیں کرتی ہوئیں۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ .... فَبِمَا یُشْبِہُ الْوَلَدُ .

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے' ان سے زینب بنت ابی

سلمہ نے ان سے (ام المومنین) ام سلمہؓ نے کہ ام سلیم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (قرآن مجید میں ہے کہ) اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا' تو کیا اگر عورت کو احتلام ہو تو اس پر بھی غسل واجب ہو جاتا ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں' بشرطیکہ پانی دیکھ لے۔ ام المومنین ام سلمہؓ کو اس بات پر ہنسی آ گئی اور فرمانے لگیں اچھا' عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اگر ایسا نہیں ہے) تو پھر بچے میں (ماں کی) شباہت کہاں سے آتی ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ......................وَوَقَعُوا فِيهِ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن سلام نے حدیث بیان کی انہیں فزاری نے خبر دی' انہیں حمید نے اور ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن سلامؓ کو (جو تورات اور شریعت موسوی کے نہایت اونچے درجے کے عالم تھے) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری کی اطلاع ملی تو وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے تین چیزوں کے متعلق پوچھوں گا۔ جنہیں نبی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا' قیامت کی سب سے پہلی علامت؟ وہ کون سا کھانا ہے جو سب سے پہلے اہل جنت کو کھانے کے لئے دیا جائے گا؟ اور کس چیز کی وجہ سے بچہ اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کے مشابہ ہوتا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریلؑ نے ابھی ابھی مجھے' آ کر اس کی اطلاع دی ہے۔ اس پر عبداللہؓ بولے۔ کہ ملائکہ میں یہی تو یہودیوں کے دشمن ہیں' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کی سب سے پہلی علامت ایک آگ کی صورت میں ظہور پذیر ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی۔ سب سے پہلا کھانا جو اہل جنت کی ضیافت کے لئے پیش کیا جائے گا وہ مچھلی کی کلیجی کا ایک منفرد ٹکڑا ہوگا (جو سب سے زیادہ لذیذ اور پاکیزہ ہوتا ہے) اور بچے کی شباہت کا جہاں تک تعلق ہے' تو جب مرد عورت کے قریب جاتا ہے اس وقت اگر مرد کی منی سبقت کر جاتی ہے تو بچہ اسکی شکل وصورت پر ہوتا ہے (یہ سن کر) عبداللہ بن سلامؓ بول اٹھے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ! یہود حیرت انگیز حد تک جھوٹی قوم ہے۔ اگر آپ کے دریافت کرنے سے پہلے میرے اسلام کے متعلق انہیں علم ہو گیا تو آپ کے سامنے مجھ پر ہر طرح کی تہمتیں دھرنی شروع کر دیں گے (اس لئے ابھی انہیں میرے اسلام کے متعلق کچھ نہ بتایئے) چنانچہ کچھ یہودی آئے اور عبداللہؓ گھر کے اندر بیٹھ گئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا تم لوگوں میں عبد اللہ بن سلام کون صاحب ہیں؟ سارے یہودی کہنے لگے ہم میں سب سے بڑے عالم اور ہمارے سب سے بڑے عالم کے صاحبزادے! ہم میں سب سے زیادہ بہتر اور ہم میں سب سے بہتر کے صاحبزادے' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا' اگر عبداللہ مسلمان ہو جائیں' پھر تمہارا کیا طرز عمل ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس سے محفوظ رکھے' اتنے میں عبداللہؓ باہر تشریف لائے اور کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اب وہ سب ان کے متعلق کہنے لگے کہ ہم میں سب سے بدترین اور سب سے بدترین کا بیٹا وہیں ساری حقیقت کھل گئی۔

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ......................لَمْ تَخُنْ أُنْثَى زَوْجَهَا

ترجمہ:۔ ہم سے بشر بن محمد نے حدیث بیان کی' انہیں عبداللہ نے خبر دی' انہیں ہمام نے اور انہیں ابو ہریرہؓ نے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے (عبدالرزاق کی) روایت کی طرح یعنی اگر قوم بنی اسرائیل نہ ہوتی تو گوشت نہ سڑا کرتا اور اگر حواؑ نہ ہوتیں تو عورت اپنے شوہر کے ساتھ خیانت نہ کیا کرتی۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ .... فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ.

ترجمہ:۔ ہم سے ابو کریب اور موسیٰ بن حزام نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے حسین بن علی نے حدیث بیان کی ان سے زائدہ نے ان سے میسرہ اشجعی نے ان سے ابو حازم نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عورتوں کے معاملے میں میری وصیت کا ہمیشہ خیال رکھنا کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے پسلی میں بھی سب سے ٹیڑھا اوپر کا حصہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اسے بالکل سیدھی کرنے کی کوشش کرے گا تو انجام کار توڑ کے رہے گا اور اگر (اس کی اصلاح واستقامت کی طرف سے بے توجہی برتے گا) اسے یونہی چھوڑ دے گا تو پھر وہ ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہ جائے گی پس عورتوں کے بارے میں میری وصیتوں پر ہمیشہ عامل رہنا (کہ ان کے ساتھ معاملے میں میانہ روی اور سوجھ بوجھ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا)

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ .... فَيَدْخُلُ النَّارَ.

ترجمہ:۔ ہم سے عمرو بن حفص نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے حدیث بیان کی ان سے زید بن وہب نے حدیث بیان کی اور ان سے عبداللہؓ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی اور آپ صادق المصدوق تھے کہ انسان کی خلقت اس کے ماں کے پیٹ میں پہلے چالیس دن تک پوری کی جاتی ہے پھر وہ اتنے ہی دنوں تک علقہ (غلیظ اور جامد خون) کی صورت میں باقی رہتا ہے پھر اتنے ہی دنوں کے لئے مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ پھر (چوتھے مرحلہ پر) اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو چار باتوں کا حکم دے کر بھیجتا ہے پس وہ فرشتہ اس کے عمل اس کی مدت حیات روزی اور یہ کہ سعید ہے یا شقی کو لکھ دیتا ہے اس کے بعد اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ چنانچہ انسان (زندگی بھر) دوزخیوں کے کام کرتا رہتا ہے اور جب اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے تو اس کی کتاب (تقدیر) سامنے آ جاتی ہے اور وہ جنتیوں جیسے اعمال کرنے لگتا ہے اور جنت میں جاتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص جنتیوں جیسے کام کرتا رہتا ہے اور جب اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے تو اس کی کتاب (تقدیر) سامنے آتی ہے اور وہ دوزخیوں کے اعمال شروع کر دیتا ہے اور دوزخ میں جاتا ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ .... فِي بَطْنِ أُمِّهِ.

ترجمہ:۔ ہم سے ابوالنعمان نے حدیث بیان کی ان سے حماد بن زید نے حدیث بیان کی ان سے عبید اللہ بن ابی بکر بن انس نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے رحم مادر کے لئے ایک فرشتہ متعین کر دیا ہے۔ وہ فرشتہ عرض کرتا ہے اے رب! نطفہ ہے اے رب مضغہ ہے اے رب! علقہ ہے پھر جب اللہ تعالیٰ انہیں پیدا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو فرشتہ پوچھتا ہے اے رب! یہ مرد ہے یا اے رب! یہ عورت ہے اے رب! یہ شقی ہے یا سعید اس کی روزی کیا ہے؟ اور مدت حیات کتنی ہے؟ چنانچہ اسی کے مطابق ماں کے پیٹ ہی میں سب کچھ فرشتہ لکھ دیتا ہے۔

حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ .... فَأَبَيْتَ إِلَّا الشِّرْكَ.

ترجمہ:۔ ہم سے قیس بن حفص نے حدیث بیان کی ان سے خالد بن حارث نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے ابو عمران جونی نے اور ان سے انسؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس شخص سے پوچھے گا جسے جہنم کا سب سے ہلکا عذاب دیا گیا ہوگا کہ اگر دنیا میں تمہاری کوئی چیز ہوتی تو کیا تم اس عذاب سے نجات پانے کے لئے اسے بدلے میں

دے سکتے تھے؟ وہ شخص کہے گا کہ جی ہاں' اس پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ جب تم آدم کی پیٹھ میں تھے تو میں نے تم سے اس سے بھی معمولی چیز کا مطالبہ کیا تھا (یوم میثاق میں) کہ میرا کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرانا۔ لیکن (جب تم دنیا میں آئے تو) اسی شرک کا راستہ اختیار کیا۔

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ....مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ.

ترجمہ:۔ ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے حدیث بیان کی' ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی' ان سے اعمش نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن مرہ نے حدیث بیان کی' ان سے مسروق نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب بھی کوئی انسان ظلماً قتل کیا جاتا ہے تو آدمؑ کے سب سے پہلے بیٹے (قابیل) کے نامہ اعمال میں بھی اس قتل کا گناہ لکھا جاتا ہے' کیونکہ قتل کا طریقہ سب سے پہلے اسی نے ایجاد کیا تھا۔

باب الأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ

ارواح ایک جگہ جمع لشکر کی صورت میں تھیں

قَالَ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ الأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ ، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ بِهَذَا

مصنفؒ بیان کرتے ہیں اور لیث نے روایت بیان کی ان سے یحییٰ بن سعید نے' ان سے عمرو نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ ارواح ایک جگہ لشکر کی صورت میں تھیں' پس وہاں جن روحوں میں باہم اتفاق واتحاد طبیعت ہوا وہ (اس دنیا میں جسم کے اندر آنے کے بعد بھی) باہم طبیعت اور اخلاق کے اعتبار سے متفق و متحد ہیں اور جن میں باہم وہاں اجنبیت رہی وہ یہاں بھی مختلف رہیں اور یحییٰ بن ایوب نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن سعید نے اسی طرح حدیث بیان کی۔

باب قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کے پاس اپنا رسول بنا کر بھیجا۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (بَادِئَ الرَّأْيِ) مَا ظَهَرَ لَنَا (أَقْلِعِي) أَمْسِكِي (وَفَارَ التَّنُّورُ) نَبَعَ الْمَاءُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَجْهُ الأَرْضِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْجُودِيُّ جَبَلٌ بِالْجَزِيرَةِ دَأْبٌ مِثْلُ حَالٌ (وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ) إِلَى قَوْلِهِ (مِنَ الْمُسْلِمِينَ)

ابن عباسؓ نے (قرآن مجید کی آیت میں) بادی الرای کے متعلق فرمایا کہ وہ چیز جو ہمارے سامنے (بغیر کسی غور و فکر کے) واضح ہو۔ اقلعی یعنی روک لو۔ فار التنور۔ یعنی پانی اس میں سے ابل پڑے اور عکرمہ نے فرمایا کہ (تنور بمعنی) روئے زمین اور مجاہد نے فرمایا کہ الجودی جزیرہ کا ایک پہاڑ ہے۔ داب بمعنی حال اور نوح کی خبر ان پر تلاوت کیجئے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اے قوم! اگر میرا یہاں ٹھہرنا اور اللہ تعالیٰ کی آیات تمہارے سامنے بیان کرنا تمہیں زیادہ ناگوار ہے' اللہ تعالیٰ کے ارشاد من المسلمین تک کہ بے شک ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا کہ اپنی قوم کو ڈراؤ' اس سے پہلے کہ انہیں دردناک عذاب آ پکڑے آخر سورۃ تک۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى (إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلٰى قَوْمِه

أَنْ أَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ) إِلٰى آخِرِ السُّورَةِ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ بیشک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا کہ اپنی قوم کو ڈراؤ اس سے پہلے کہ انہیں دردناک عذاب آ پکڑے آخر سورت تک ۔

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ .... وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ .

ترجمہ:۔ ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی انہیں عبداللہ نے خبر دی انہیں یونس نے انہیں زہری نے کہ سالم نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطاب فرمایا پہلے اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق ثنا بیان کی پھر دجال کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ میں تمہیں دجال کے فتنے سے ڈراتا ہوں اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو۔ نوحؑ نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا لیکن میں تمہیں اس کے بارے میں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی تھی تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ دجال کانا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس عیب سے پاک ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ .... كَمَا أَنْذَرَ بِهِ نُوحٌ قَوْمَهُ

ترجمہ:۔ ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی ان سے شیبان نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے ان سے ابوسلمہ نے اور انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہ میں تمہیں دجال کے متعلق ایک ایسی بات بتادوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو اب تک نہیں بتائی تھی وہ کانا ہوگا اور جنت اور جہنم جیسی چیز لائے گا۔ پس جسے وہ جنت کہے گا درحقیقت وہی دوزخ ہوگی اور میں تمہیں اس کے فتنے سے اسی طرح ڈراتا ہوں جیسے نوحؑ نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ .... وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ .

ترجمہ:۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے عبدالواحد بن زیاد نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے ان سے ابو صالح نے اور ان سے ابوسعیدؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) نوحؑ بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوں گے اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا' کیا (میرا پیغام) تم نے پہنچا دیا تھا۔ نوحؑ عرض کریں گے میں نے آپ کا پیغام پہنچا دیا تھا اے رب العزت! اب اللہ تعالیٰ ان کی امت سے دریافت فرمائیں گے' کیا (نوحؑ نے) تم تک میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ جواب دیں گے کہ نہیں' ہمارے پاس آپ کا کوئی نبی نہیں آیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نوحؑ سے دریافت فرمائیں گے آپ کی طرف سے کوئی گواہی بھی دے سکتا ہے؟ وہ عرض کریں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کے لوگ میرے گواہ ہیں) چنانچہ ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ نوحؑ نے پیغام خداوندی اپنی قوم تک پہنچایا تھا اور یہی مفہوم اللہ جل ذکرہ کے اس ارشاد کا ہے کہ اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہی دو۔ اور وسط کے معنی درمیانی کے ہیں۔

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ .... لَا أَحْفَظُ سَائِرَهُ

ترجمہ:۔ مجھ سے اسحاق نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن عبید نے حدیث بیان کی ان سے ابوحیان نے حدیث بیان کی ان سے ابوزرعہ نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دعوت میں شریک تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ

وسلم کی خدمت میں دست کا گوشت پیش کیا گیا جو آپ کو بہت مرغوب تھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کی ہڈی کا گوشت دانتوں سے نکال کر تناول فرمایا۔ پھر فرمایا کہ میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا' تمہیں معلوم ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مخلوق کو ایک چٹیل میدان میں جمع کرے گا اس طرح کہ دیکھنے والا سب کو ایک ساتھ دیکھ سکے گا (کیونکہ جگہ برابر ہوگی) اور حجاب کوئی نہ ہوگا' آواز دینے والے کی آواز ہر جگہ سنی جا سکے گی اور سورج بالکل قریب ہو جائے گا۔ ایک شخص اپنے قریب کے دوسرے شخص سے کہے گا' دیکھتے نہیں کہ سب لوگ کیسی پریشانی میں مبتلا ہیں اور مصیبت کس حد تک پہنچ چکی ہے۔ کیوں نہ کسی ایسے شخص کی تلاش کی جائے جو رب العزت کی بارگاہ میں ہم سب کی شفاعت کے لئے جائے' کچھ لوگوں کا مشورہ ہوگا کہ جد امجد آدمؑ! آپ انسانوں کے جد امجد ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا تھا' اپنی روح آپ کے اندر پھونکی تھی' ملائکہ کو حکم دیا تھا اور انہوں نے آپ کو سجدہ کیا تھا اور جنت میں آپ کو (پیدا کرنے کے بعد) ٹھہرایا تھا' آپ اپنے رب کے حضور میں ہماری شفاعت کر دیں' آپ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہم کس درجہ الجھن اور پریشانی میں مبتلا ہیں' وہ فرمائیں گے کہ (گناہگاروں پر) اللہ تعالیٰ آج اس درجہ غضب ناک ہیں کہ کبھی اتنے غضب ناک نہیں ہوئے تھے اور آئندہ کبھی نہ ہوں گے اور مجھے پہلے ہی درخت (جنت) کے کھانے سے منع کر چکے تھے' لیکن میں اس فرمان کو بجالانے میں کوتاہی کر گیا تھا' آج تو مجھے اپنی ہی پڑی ہے (نفسی نفسی) تم لوگ کسی اور کے پاس جاؤ' ہاں نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ' چنانچہ سب لوگ نوحؑ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے' اے نوحؑ آپ (آدمؑ کے بعد) روئے زمین پر سب سے پہلے نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو عبد الشکور کہہ کر پکارا ہے' آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ آج ہم کیسی مصیبت و پریشانی میں مبتلا ہیں' آپ اپنے رب کے حضور میں ہماری شفاعت کر دیجئے' وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میرا رب آج اس درجہ غضب ناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضبناک نہیں ہوا تھا اور نہ کبھی اس کے بعد اتنا غضب ناک ہوگا' آج تو مجھے خود اپنی ہی فکر ہے (نفسی نفسی) تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ۔ چنانچہ وہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میں (ان کی شفاعت کے لئے) عرش کے نیچے سجدے میں گر پڑوں گا۔ پھر آواز آئے گی اے محمد! سر اٹھاؤ اور شفاعت کرو' تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ مانگو تمہیں دیا جائے گا' محمد بن عبید اللہ نے بیان کیا کہ ساری حدیث میں یاد نہ رکھ سکا۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ .... مِثْلَ قِرَاءَةِ الْعَامَّةِ

ترجمہ:۔ ہم سے نصر بن علی بن نصر نے حدیث بیان کی' انہیں ابو احمد نے خبر دی' انہیں سفیان نے' انہیں ابو اسحاق نے' انہیں اسود بن یزید نے اور انہیں عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (آیت) فھل من مدکر مشہور قرأت کے مطابق تلاوت کی تھی (ادغام کیساتھ)

باب (وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ

اور بے شک الیاس رسولوں میں سے تھے

إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُونَ *أَتَدْعُونَ بَعْلاً وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ *اللَّهُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ *فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ *إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ *وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُذْكَرُ بِخَيْرٍ (سَلَامٌ عَلَى آلِ يَاسِينَ * إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ *إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ) يُذْكَرُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ إِلْيَاسَ هُوَ إِدْرِيسُ

جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ تم (خدا کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرنے سے) ڈرتے کیوں نہیں (خدا کے عذاب سے) تم بعل

(بت) کی تو عبادت کرتے ہو اور سب سے اچھے پیدا کرنے والے کی عبادت سے اعراض کرتے ہو اللہ ہی تمہارا رب ہے اور تمہارا آباؤ اجداد کا بھی لیکن ان کی قوم نے انہیں جھٹلایا۔ پس بے شک وہ سب لوگ (عذاب کے لئے) حاضر کئے جائیں گے۔ سوا اللہ کے ان بندوں کے جو مخلص تھے (کہ انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا) اور ہم نے بعد میں آنے والی امتوں میں ان کا ذکر خیر چھوڑا ہے۔" ابن عباسؓ نے ترکنا علیہ فی الآخرین کے متعلق فرمایا کہ بھلائی کے ساتھ انہیں یاد کیا جاتا رہے گا' سلامتی ہو الیاسین (الیاس علیہ السلام اور ان کے متبعین) پر' بے شک ہم اسی طرح مخلصین کو بدلہ دیتے ہیں' بے شک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھے۔ ابن عباس اور ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ الیاس' ادریسؑ کا نام تھا۔

بَاب ذِكْرِ إِدْرِيسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى (وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا) وقوله لله تعالى وهو جد ابى نوح و يقال جد نوح عليه السلام ورفعنا مكانا عليا قال عبدان اخبرنا عبد الله اخبرنا يونس عن الزهرى.

آپ نوحؑ کے والد کے دادا تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ خود نوحؑ کے دادا تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد" کہ اور ہم نے ان کو بلند مکان (آسمان) پر اٹھالیا تھا' عبدان نے کہا کہ ہمیں عبداللہ نے خبر دی' انہیں یونس نے خبر دی اور انہیں زہری نے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ..........................وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ .

ترجمہ:۔ ہم سے احمد بن صالح نے حدیث بیان کی' ان سے عنبسہ نے حدیث بیان کی' ان سے یونس نے حدیث بیان کی ان سے ابن شہاب نے بیان کیا اور ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ ابو ذرؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میرے گھر کی چھت کھولی گئی (شب معراج میں) میرا قیام ان دنوں میں مکہ میں تھا' پھر جبریلؑ اترے اور میرا سینہ چاک کیا اور اسے زمزم کے پانی سے دھویا۔ اس کے بعد سونے کا ایک طشت لائے جو حکمت اور ایمان سے لبریز تھا' اسے میرے سینے میں انڈیل دیا پھر میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف چلے' جب آسمان دنیا پر پہنچے تو جبریلؑ نے آسمان کے داروغہ سے کہا کہ دروازہ کھولو۔ پوچھا کہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ جبریل۔ پھر پوچھا کہ آپ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ جواب دیا کہ میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' کیا انہیں لانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا جواب دیا کہ ہاں۔ اب دروازہ کھلا۔ جب ہم آسمان پر پہنچے تو وہاں ایک بزرگ سے ہماری ملاقات ہوئی' کچھ انسانی روحیں ان کے دائیں طرف تھیں اور کچھ بائیں طرف' جب وہ دائیں طرف دیکھتے تو مسکرا دیتے اور جب بائیں طرف دیکھتے تو رو پڑتے۔ انہوں نے کہا خوش آمدید صالح نبی اور صالح بیٹے! میں نے پوچھا جبریل' یہ کون صاحب ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ آدمؑ ہیں۔ اور یہ جو انسانی روحیں ان کے دائیں اور بائیں طرف تھیں' ان کی اولاد (بنی آدم) کی روحیں تھیں' ان میں جو روحیں دائیں طرف تھیں۔ وہ جنتی تھیں اور جو بائیں طرف تھیں وہ دوزخی تھیں اس لئے جب وہ دائیں طرف دیکھتے تھے تو وہ مسکراتے تھے اور جب بائیں طرف دیکھتے تھے تو روتے تھے' پھر جبریلؑ مجھے اوپر لے کر چڑھے اور دوسرے آسمان پر آئے۔ اس آسمان کے داروغہ سے بھی انہوں نے کہا کہ دروازہ کھولو' انہوں نے بھی اسی طرح کے سوالات کئے جو پہلے آسمان پر ہو چکے تھے۔ پھر دروازہ کھولا' انسؓ نے بیان کیا کہ ابو ذرؓ نے بتفصیل بتایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف آسمانوں پر ادریس' موسیٰ' عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو پایا' لیکن انہوں نے ان انبیائے کرام کے مراتب کی کوئی تعیین نہیں کی' صرف اتنا کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمؑ کو آسمان دنیا (پہلے آسمان) پر پایا اور

ابراہیمؑ کو چھٹے پر۔ اور انسؓ نے بیان کیا کہ پھر جب جبریلؑ ادریسؑ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا خوش آمدید صالح نبی اور صالح بھائی! میں نے جبریل سے پوچھا' یہ کون صاحب ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ ادریسؑ ہیں۔ پھر میرا گزر موسیٰؑ کے قریب سے ہوا تو انہوں نے بھی کہا کہ خوش آمدید صالح نبی اور صالح بھائی! میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ جبریلؑ نے بتایا کہ موسیٰؑ ہیں۔ پھر میں عیسیٰؑ کے پاس سے گزرا' انہوں نے بھی کہا خوش آمدید' صالح نبی اور صالح بھائی' میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ تو بتایا کہ عیسیٰؑ پھر میں ابراہیمؑ کے پاس سے گزرا تو انہوں نے فرمایا خوش آمدید صالح نبی اور صالح بیٹے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ ابراہیمؑ ہیں' ابن شہاب زہری نے بیان کیا اور مجھے ابن حزم نے خبر دی کہ ابن عباس اور ابو حیہ انصاریؓ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر مجھے اوپر لے کر چڑھے اور میں اتنے بلند مقام پر پہنچ گیا جہاں سے قلم کے لکھنے کی آواز صاف سننے لگا تھا' ابن حزم نے بیان کیا اور انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے پچاس وقت کی نمازیں مجھ پر فرض کیں میں اس فریضہ کے ساتھ واپس ہوا اور جب موسیٰؑ کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کی امت پر کیا چیز فرض کی گئی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ پچاس وقت کی نمازیں ان پر فرض ہوئی ہیں' انہوں نے کہا کہ آپ اپنے رب سے مراجعت کیجئے' کیونکہ آپ کی امت میں اتنی نمازوں کی طاقت نہیں ہے' چنانچہ میں واپس ہوا اور رب العزت کے حضور میں مراجعت کی' اس کے نتیجے میں اس کا ایک حصہ کم ہوگیا' پھر میں موسیٰؑ کے پاس آیا اور اس مرتبہ بھی انہوں نے کہا کہ اپنے رب سے مراجعت کیجئے (اور مزید کمی کرائیے) پرانہوں نے (پہلی تفصیلات کا) ذکر کیا کہ رب العزت نے ایک حصہ کی کمی کردی' پھر میں موسیٰؑ کے پاس آیا اور انہیں خبر کی' انہوں نے کہا کہ اپنے رب سے مراجعت کیجئے' کیونکہ آپ کی امت میں اس کی بھی طاقت نہیں ہے۔ میں پھر واپس ہوا اور اپنے رب سے مراجعت کی' اللہ تعالیٰ نے اس مرتبہ فرمایا کہ نمازیں پانچ وقت کی کردی گئیں اور ثواب پچاس نمازوں کا ہی باقی رکھا گیا۔ ہمارا قول بدلا نہیں کرتا پھر میں موسیٰؑ کے پاس آیا تو انہوں نے اب بھی اسی پر زور دیا کہ اپنے رب سے آپ کو مراجعت کرنی چاہیے' لیکن میں نے کہا کہ مجھے رب العزت سے شرم آتی ہے (بار بار درخواست کرتے ہوئے) پھر جبریلؑ مجھے لے کر آگے بڑھے اور سدرۃ المنتہیٰ کے پاس لائے جہاں مختلف قسم کے رنگ محیط تھے' مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا چیز تھی۔ اس کے بعد مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ موتی کے قبے بنے ہوئے ہیں اور اس کی مٹی مشک کی ہے۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى (وَإِلَى عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور قوم عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو (نبی بنا کر بھیجا)

قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَقَوْلِهِ (إِذْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ) إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى (كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ) فِيهِ عَنْ عَطَاءٍ وَسُلَيْمَانَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

انہوں نے کہا' اے قوم اللہ کی عبادت کرو"۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ "جب ہود نے اپنی قوم کو ریت کے مرتفع اور مستطیل سلسلوں میں (جہاں ان کی قوم رہتی تھی) ڈرایا"۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "یوں ہی ہم بدلہ دیتے ہیں مجرم قوموں کو" تک۔ اس باب میں عطاء اور سلیمان کی عائشہؓ سے بحوالہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روایت ہے۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ شَدِيدَةٍ عَاتِيَةٍ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔ ''لیکن قوم عاد تو انہیں ایک نہایت سخت قسم کی آندھی سے ہلاک کیا گیا جو بڑی ہی غضب ناک تھی''۔

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَتَتْ عَلَى الْخُزَّانِ (سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا) مُتَتَابِعَةً (فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ) أُصُولُهَا (فَهَلْ تَرَى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ) بَقِيَّةٍ

ابن عیینہ نے (آیت کے لفظ عاتیہ کی تشریح میں فرمایا کہ) عتت علی الخزان ''جوان پر متواتر سات رات اور آٹھ دن تک مسلط رہی تھی (آیت میں لفظ حسوما بمعنی) متتابعۃ ہے۔'' پس تو اس قوم کو وہاں یوں گرا ہوا دیکھتا ہے کہ گویا گری ہوئی کھجور کے تنے پڑے ہیں' سو کیا تجھ کو ان میں سے بچا ہوا کچھ نظر آتا ہے'' باقیۃ بمعنی بقیہ۔

⬅ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ......................لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ.

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن عرعرہ نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے حکم نے' ان سے مجاہد نے اور ان سے ابن عباسؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (غزوہ خندق کے موقعہ پر) پروا ہوا سے میری مدد کی گئی اور قوم عاد پچھوا ہوا سے ہلاک کی گئی تھی (مصنفؒ نے) کہا کہ ابن کثیر نے بیان کیا' ان سے سفیان نے' ان سے ان کے والد نے' ان سے ابن ابی نعیم نے اور ان سے ابو سعیدؓ نے بیان کیا کہ علیؓ نے (یمن سے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چار حضرات میں تقسیم کر دیا' اقرع بن حابس حنظلی ثم المجاشعی' عیینہ بن بدر فزاری' زید طائی' جو بعد میں بنو نبہان میں شامل ہو گئے تھے اور علقمہ بن علاثہ عامری جو بعد میں بنو کلاب میں شامل ہو گئے تھے۔ اس پر قریش اور انصار نے ناگواری محسوس کی اور کہنے لگے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کے سرداروں کو دیا لیکن ہمیں نظر انداز کر دیا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں صرف ان کی تالیف قلب کے لئے انہیں دیتا ہوں' پھر ایک شخص سامنے آیا اسکی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں' رخسار بھدے طریقے پر ابھرے ہوئے تھے' پیشانی بھی اٹھی ہوئی تھی' ڈاڑھی بہت گھنی تھی اور سر منڈا ہوا تھا۔ اس نے کہا اے محمد! اللہ سے ڈریئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں ہی اللہ کی نافرمانی کرنے لگوں گا تو پھر اس کی اطاعت کون کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے مجھے روئے زمین پر امین بنا کر بھیجا ہے' لیکن کیا تم مجھے امین نہیں سمجھتے؟ اس شخص کی اس گستاخی پر ایک صحابی نے اس کے قتل کی اجازت چاہی' میرا خیال ہے کہ یہ حضرت خالد بن ولیدؓ تھے' لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس سے روک دیا' پھر جب وہ شخص وہاں سے چلنے لگا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کی نسل سے یا (آپ نے فرمایا کہ) اس شخص کے بعد (اسی کی قوم سے) ایک ایسی جماعت پیدا ہوگی (جو قرآن کی تلاوت تو کرے گی لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے وہ اس طرح نکل چکے ہوں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے' یہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے' اگر میری زندگی اس وقت تک باقی رہی تو میں اس کا اس طرح استیصال کروں گا جیسے قوم عاد کا استیصال (عذاب الٰہی سے) ہوا تھا۔

⬅ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ......................(فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ)

ترجمہ:۔ ہم سے خالد بن یزید نے حدیث بیان کی' ان سے اسرائیل نے حدیث بیان کی ان سے ابو اسحاق نے' ان سے اسود نے۔ کہا کہ میں نے عبداللہؓ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ آیت' فہل من مدکر کی تلاوت فرما رہے تھے۔

بَاب قِصَّةِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (قَالُوا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ) وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا *إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا *فَاتَّبَعَ سَبَبًا) إِلَى قَوْلِهِ (ائْتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ) وَاحِدُهَا زُبْرَةٌ وَهِيَ الْقِطَعُ (حَتَّى إِذَا سَاوَى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ) يُقَالُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْجَبَلَيْنِ ، وَالسُّدَّيْنِ الْجَبَلَيْنِ (خَرْجًا) أَجْرًا (قَالَ انْفُخُوا حَتَّى إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا) أَصْبُبْ عَلَيْهِ رَصَاصًا ، وَيُقَالُ الْحَدِيدُ وَيُقَالُ الصُّفْرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ النُّحَاسُ (فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ) يَعْلُوهُ ، اسْتَطَاعَ اسْتَفْعَلَ مِنْ أَطَعْتُ لَهُ فَلِذَلِكَ فُتِحَ أَسْطَاعَ يَسْطِيعُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اسْتَطَاعَ يَسْتَطِيعُ ، (وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا *قَالَ هَذَا رَحْمَةٌ مِنْ رَبِّي فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكًّا) أَلْزَقَهُ بِالْأَرْضِ ، وَنَاقَةٌ دَكَّاءُ لَا سَنَامَ لَهَا ، وَالدَّكْدَاكُ مِنَ الْأَرْضِ مِثْلُهُ حَتَّى صَلُبَ مِنَ الْأَرْضِ وَتَلَبَّدَ (وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا *وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ) (حَتَّى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ) قَالَ قَتَادَةُ حَدَبٍ أَكَمَةٍ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم رَأَيْتُ السَّدَّ مِثْلَ الْبُرْدِ الْمُحَبَّرِ قَالَ رَأَيْتَهُ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد انہوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین یاجوج اور ماجوج زمین پر فساد مچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔ "اور آپ سے ذوالقرنین کے متعلق یہ لوگ پوچھتے ہیں' آپ کہیے کہ ان کا ذکر ابھی تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں' ہم نے انہیں زمین پر حکومت دی تھی اور ہم نے ان کو ہر طرح کا سامان دیا تھا' پھر وہ ایک راہ پر ہو لئے"۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ"۔ تک زبر کا واحد زبرۃ ہے اور ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان دونوں پہاڑوں کی چوٹیوں کے درمیان کو برابر کر دیا۔ ابن عباسؓ سے (بین الصدفین) کی تفسیر میں منقول ہے کہ دو پہاڑوں کے درمیان اور السدین (الصدفین کی دوسری قرأت) بھی الجبلین (دو پہاڑ) کے معنی میں ہے۔ خرجا بمعنی اجر عظیم (دونوں پہاڑوں کے سروں کے درمیان کو برابر کرنے کے بعد) ذوالقرنین نے (عملہ سے) کہا کہ اب دھونکو یہاں تک کہ جب اسے آگ بنا دیا تو کہا کہ اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ تو میں اس پر ڈال دوں (افرغ علیہ قطرا کے معنی ہیں کہ) میں اس پر پگھلا ہوا سیسہ ڈال دوں (قطر کے معنی) بعض نے لوہے (پگھلے ہوئے) سے کئے ہیں اور بعض نے پیتل سے۔ ابن عباسؓ نے اس کے معنی تانبا بتایا ہے۔ سو قوم یاجوج و ماجوج کے لوگ (اس سد کے بعد) نہ اس پر چڑھ سکتے تھے" (یظھروہ بمعنی) یعلوہ استطاع اطعت لہ سے استفعال کا صیغہ ہے۔ اسی لئے اسطاع یسطیع (کے ہمزہ کو تا کے حذف کے بعد) فتح کے ساتھ پڑھا جاتا ہے' لیکن بعض حضرات اسے استطاع یستطیع ہی پڑھتے ہیں۔ اور نہ وہ اس میں نقب ہی لگا سکتے ہیں' ذوالقرنین نے کہا کہ یہ بھی میرے پروردگار کی ایک رحمت ہی ہے پھر جب میرے پروردگار کا وعدہ آ پہنچے گا تو وہ اسے ڈھا کر برابر کر دے گا' یعنی اسے زمین کے برابر کر دے گا' اسی سے بولتے ہیں ناقۃ دکاء جس اونٹ کے کوہان نہ ہو اور الدکداک من الارض۔ زمین کی اس ہموار سطح کو کہتے ہیں جو خشک ہو چکی ہو اور کہیں سے اٹھی ہوئی نہ" ہو۔ اور میرے پروردگار کا ہر وعدہ برحق ہے۔ اور اس روز ہم انہیں ایک کو دوسرے سے گڈمڈ کر دیں گے یہاں تک کہ جب یاجوج و ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے نکلنے لگیں گے"۔ قتادہ نے بیان کیا کہ حدب بمعنی ٹیلہ ہے' ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں نے سد سکندری کو منقش چادر کی طرح دیکھا ہے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اچھا تم اسے دیکھ چکے ہو۔

⬅ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ.......إِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ.

ترجمہ:۔ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' ان

سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے زنیب بنت ابی سلمہؓ نے حدیث بیان کی' ان سے ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ نے' ان سے زینب بنت جحشؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف لائے آپ گھبرائے ہوئے تھے' پھر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں' عرب میں اس شر کی وجہ سے تباہی مچ جائے گی۔ جسکے دن اب قریب آنے کو ہیں۔ آج یاجوج و ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ ہوگیا' پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھے اور اس کے قریب کی انگلی سے حلقہ بنا کر بتایا۔ ام المومنین زینب بنت جحشؓ نے بیان کیا کہ میں نے سوال کیا یا رسول اللہ! کیا ہم اس کے باوجود ہلاک کر دیے جائے گے کہ ہم میں صالح اصحاب بھی موجود ہوں گے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں' جب فسق و فجور بڑھ جائے گا۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ .... وَعَقَدَ بِيَدِهِ تِسْعِينَ

ترجمہ:۔ ہم سے مسلم بن ابراہیم نے حدیث بیان کی' ان سے وہب نے حدیث بیان کی' ان سے ابن طاؤس نے حدیث بیان کی' ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے یاجوج و ماجوج کی دیوار سے اتنا کھول دیا ہے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی انگلیوں سے نوے کے عدد کی طرح کر کے واضح کیا۔

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ .... جِلْدِ ثَوْرٍ أَسْوَدَ.

ترجمہ:۔ مجھ سے اسحاق بن نصر نے حدیث بیان کی' ان سے ابو اسامہ نے حدیث بیان کی' ان سے اعمش نے' ان سے ابو صالح نے حدیث بیان کی اور ان سے ابو سعید خدریؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) فرمائے گا اے آدم! آدمؑ عرض کریں گے' ہر وقت میں آپ کی اطاعت و بندگی کے لئے حاضر ہوں' ساری بھلائیاں صرف آپ ہی کے قبضے میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' جہنم میں جانے والوں کو باہر نکالو آدمؑ عرض کریں گے' اے اللہ! جہنمیوں کی تعداد کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے اس وقت (کی ہولناکی) کا اور وحشت کا یہ عالم ہوگا کہ) بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر حاملہ عورت اپنا حمل ساقط کر لے گی' اس وقت تم (خوف و وحشت کی وجہ سے) لوگوں کو مدہوشی کے عالم میں دیکھو گے' حالانکہ وہ مدہوش نہ ہوں گے' لیکن اللہ کا عذاب بڑا ہی سخت ہے' صحابہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! (ایک ہزار میں سے) وہ ایک شخص (جنت کا مستحق) ہم میں سے کون ہوگا؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں بشارت ہو وہ ایک آدمی تم میں سے ہوگا اور ایک ہزار (جہنم میں جانے والے) یاجوج و ماجوج کی قوم سے ہوں گے' پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! مجھے توقع ہے کہ تم (امت مسلمہ) تمام اہل جنت کے چوتھائی ہوں گے' اس پر ہم نے (خوشی میں) اللہ اکبر کہا' پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے توقع ہے کہ تم تمام اہل جنت کا ایک تہائی ہو گے' پھر ہم نے اللہ اکبر کہا تو آپ نے فرمایا مجھے توقع ہے کہ تم لوگ تمام اہل جنت کے نصف ہو گے' پھر ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ (محشر میں) تم لوگ تمام انسانوں کے مقابلے میں اتنے ہو گے جتنے کسی سفید بیل کے جسم پر سیاہ بال ہوتے ہیں یا جتنے کسی سیاہ بیل کے جسم پر سفید بال ہوتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی (وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلاً)

وَقَوْلِهِ (إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا) وَقَوْلِهِ (إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ) وَقَالَ أَبُو مَيْسَرَةَ الرَّحِيمُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ "بے شک ابراہیم (تمام عمدہ خصائل کے جامع ہونے کی حیثیت سے) ایک امت تھے اور

اللہ تعالیٰ کے مطیع وفرمانبردار''۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ''بے شک ابراہیم نہایت نرم طبیعت اور بڑے ہی بردبار تھے''۔ ابومیسرہ نے کہا کہ (اواہ) حبشی زبان میں رحیم کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ .... إِلَى قَوْلِهِ (الْحَكِيمُ .

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن کثیر نے حدیث بیان کی' انہیں سفیان نے خبر دی ان سے مغیرہ بن نعمان نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے سعید بن جبیر نے حدیث بیان کی اور ان سے ابن عباسؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ حشر میں ننگے پاؤں' ننگے جسم اور غیر مختون اٹھائے جاؤ گے۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی ''جیسا کہ ہم نے پیدا کیا تھا پہلی مرتبہ ایسے ہی لوٹائیں گے۔ یہ ہماری طرف سے ایک وعدہ ہے جس کو ہم پورا کر کے رہیں گے''۔ اور انبیا میں سب سے پہلے ابراہیمؑ کو کپڑا پہنایا جائے گا اور میرے اصحاب میں سے بعض کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا تو میں پکار اٹھوں گا کہ یہ تو میرے اصحاب ہیں میرے اصحاب' لیکن مجھے بتایا جائے گا کہ آپ کی وفات کے بعد ان لوگوں نے پھر کفر اختیار کر لیا تھا۔ اس وقت میں بھی وہی جملہ کہوں گا جو عبد صالح (عیسیٰؑ) کہیں گے کہ ''جب تک میں ان کے ساتھ تھا ان پر نگران تھا'' اللہ تعالیٰ کے ارشاد الحکیم تک۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ .... فَيُلْقَى فِي النَّارِ .

ترجمہ:۔ ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' کہا کہ میرے بھائی عبدالحمید نے خبر دی' انہیں ابن ابی ذئب نے' انہیں سعید مقبری نے اور انہیں ابوہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابراہیمؑ اپنے والد آزر سے قیامت کے دن جب ملیں گے تو ان کے چہرے پر سیاہی اور غبار ہوگا۔ ابراہیمؑ کہیں گے کہ کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ میری رسالت کی مخالفت نہ کیجئے وہ کہیں گے کہ آج میں آپ کی مخالفت نہیں کرتا۔ ابراہیمؑ کہیں گے کہ اے رب! آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ آپ مجھے قیامت کے دن رسوا نہیں کریں گے۔ آج اس رسوائی سے بڑھ کر اور کون سی رسوائی ہوگی کہ میرے والد (آپ کی رحمت سے) سب سے زیادہ دور ہیں' اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے جنت کافروں پر حرام قرار دی ہے پھر کہا جائے گا کہ اے ابراہیم تمہارے قدموں کے نیچے کیا چیز ہے؟ وہ دیکھیں گے تو ایک ذبح کیا ہوا جانور خون میں لتھڑا ہوا وہاں پڑا ہوگا اور پھر اس کے پاؤں پکڑ کر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ .... لَهُ يَسْتَقْسِمُ .

ترجمہ:۔ ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھے عمرو نے خبر دی' ان سے بکیر نے حدیث بیان کی' ان سے ابن عباسؓ کے مولیٰ کریب نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس میں ابراہیمؑ اور مریمؑ کی تصویریں دیکھیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ قریش کو کیا ہو گیا ہے حالانکہ انہیں معلوم ہو چکا ہے کہ فرشتے کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویریں رکھی ہوں۔ یہ ابراہیمؑ کی تصویر ہے اور وہ بھی پانسہ پھینکتے ہوئے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى .... بِالْأَزْلَامِ قَطُّ .

ترجمہ:۔ ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی' انہیں ہشام نے خبر دی' انہیں معمر نے' انہیں ایوب نے' انہیں عکرمہ نے اور انہیں ابن عباسؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیت اللہ میں تصویریں دیکھیں تو اندر اس وقت تک داخل نہ ہوئے جب تک وہ مٹا نہ دی گئیں اور آپ نے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی تصویریں دیکھیں کہ ان کے ہاتھوں میں تیر (پانسے کے) تھے تو آپ نے فرمایا' اللہ ان پر بربادی لائے۔ واللہ! ان حضرات نے کبھی تیر (پانسے کے) نہیں پھینکے تھے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ .... صلی الله علیه وسلم

ترجمہ:۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے عبیداللہ نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے سعید بن ابی سعید نے حدیث بیان کی' ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! سب سے زیادہ شریف کون ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق نہیں پوچھتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اللہ کے نبی یوسف بن نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ (سب سے زیادہ شریف ہیں) صحابہ نے کہا کہ ہم اس کے متعلق بھی نہیں پوچھتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا' عرب کے خانوادوں کے متعلق تم پوچھنا چاہتے ہو' جو جاہلیت میں شریف تھے' اسلام میں بھی وہ شریف ہیں (بلکہ اس سے بڑھ کر) جب کہ دین کی سمجھ انہیں آ جائے۔ ابو اسامہ اور معتمر نے عبیداللہ کے واسطے سے بیان کیا' ان سے سعید نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے۔

حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ .... وانه ابراهيم صلى الله عليه وسلم

ترجمہ:۔ ہم سے مؤمل نے حدیث بیان کی' ان سے اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے عوف نے حدیث بیان کی' ان سے ابو رجاء نے حدیث بیان کی اور ان سے سمرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات میرے پاس (خواب میں) دو فرشتے (جبریل و میکائیل) آئے پھر یہ دونوں حضرات مجھے ساتھ لیکر ایک لمبے بزرگ کے پاس گئے وہ اتنے لمبے تھے کہ ان کا سر میں نہیں دیکھ پاتا تھا اور یہ ابراہیمؑ تھے۔

حَدَّثَنِي بَيَانُ بْنُ عَمْرٍو .... فِي الْوَادِي.

ترجمہ:۔ ہم سے بیان بن عمرو نے حدیث بیان کی' ان سے نضر نے حدیث بیان کی' انہیں عون نے خبر دی' انہیں مجاہد نے اور انہوں نے ابن عباسؓ سے سنا آپ کے سامنے دجال کا لوگ تذکرہ کر رہے تھے کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا' کافر یا (یوں لکھا ہوگا) ک' ف' ر ابن عباسؓ نے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے یہ حدیث نہیں سنی تھی۔ البتہ آپ نے ایک مرتبہ یہ حدیث بیان فرمائی کہ ابراہیمؑ (کی شکل و وضع معلوم کرنے) کے لئے تم اپنے صاحب کو دیکھ سکتے ہو۔ اور موسیٰؑ میانہ قد' گندم گوں' ایک سرخ اونٹ پر سوار تھے جس کی لگام کھجور کی چھال کی تھی جیسے میں انہیں اس وقت بھی وادی میں اترتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ .... عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ.

ترجمہ:۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی' ان سے مغیرہ بن عبدالرحمٰن القرشی نے حدیث بیان کی' ان سے ابو الزناد نے' ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیمؑ نے اسی سال کی عمر میں ختنہ کرایا تھا' مقام قدوم میں) اس روایت کی متابعت عبدالرحمٰن بن اسحاق نے ابو الزناد کے واسطے کی ہے۔ ان کی (عبدالرحمٰن بن اسحاق یا شعیب کی) متابعت عجلان نے بھی ابو ہریرہؓ کے واسطے سے کی ہے' اور محمد بن عمرو نے اس کی روایت ابو سلمہ سے کی ہے۔ ہم سے ابو الیمان نے حدیث بیان کی' انہیں شعیب نے خبر دی' ان سے ابو الزناد نے حدیث بیان کی' بالقدوم بالتخفیف

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ الرُّعَيْنِيُّ .... إِلَّا ثَلَاثًا.

ترجمہ:۔ ہم سے سعید بن تلید رعینی نے حدیث بیان کی' انہیں ابن وہب نے خبر دی' کہا کہ مجھے جریر بن حازم نے خبر دی' انہیں ایوب نے' انہیں محمد نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابراہیمؑ نے توریہ (کذب) تین مرتبہ کے سوا کبھی نہیں کیا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ .... یَا بَنِی مَاءِ السَّمَاءِ

ترجمہ:۔ہم سے محمد بن محبوب نے حدیث بیان کی ان سے حماد بن زید نے حدیث بیان کی ان سے ایوب نے ان سے محمد نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ ابراہیمؑ نے تین مرتبہ جھوٹ بولا تھا' دو ان میں سے خالص اللہ عز وجل کی رضا کے لئے تھے۔ایک تو ان کا فرمانا (بطور توریہ کے) میں بیمار ہوں اور دوسرا ان کا یہ فرمانا کہ بلکہ یہ کام تو ان کے بڑے (بت) نے کیا ہے۔اور بیان کیا کہ ایک مرتبہ ابراہیمؑ اور سارہؓ ایک ظالم بادشاہ کی حدود سلطنت سے گزر رہے تھے۔بادشاہ کو اطلاع ملی کہ یہاں ایک شخص آیا ہوا ہے اور اس کے ساتھ دنیا کی ایک خوبصورت ترین عورت ہے۔بادشاہ نے ابراہیمؑ کے پاس اپنا آدمی بھیج کر انہیں بلوایا اور سارہؓ کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میری بہن (دینی رشتے کے اعتبار سے) پھر آپ سارہؓ کے پاس آئے اور فرمایا کہ اے سارہ! یہاں میرے اور تیرے سوا اور کوئی بھی مومن نہیں ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور اس بادشاہ نے مجھ سے پوچھا تو میں نے اس سے کہہ دیا ہے کہ تم میری بہن ہو (دینی اعتبار سے) اس لئے اب تم کوئی ایسی بات نہ کہنا جس سے میں جھوٹا بنوں' پھر اس ظالم نے سارہؓ کو بلوایا اور جب آپ اس کے پاس گئیں تو اس نے آپ کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا' لیکن فوراً ہی پکڑ لیا گیا (خدا کی طرف سے) پھر وہ کہنے لگا کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو (کہ اس مصیبت سے مجھے نجات دے) میں اب تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔چنانچہ آپ نے اللہ سے دعا کی اور وہ چھوڑ دیا گیا' لیکن پھر دوسری مرتبہ اس نے ہاتھ بڑھایا اور اس مرتبہ بھی اسی طرح پکڑ لیا گیا بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت اور کہنے لگا کہ اللہ سے میرے لئے دعا کرو میں اب تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچاؤں گا۔حضرت سارہ نے دعا کی اور وہ چھوڑ دیا گیا۔اس کے بعد اس نے اپنے کسی جب (ایک معزز درباری عہدہ) کو بلا کر کہا کہ تم لوگ میرے پاس کسی انسان کو نہیں لائے ہو' یہ تو کوئی سرکش جن ہے (جاتے ہوئے) حضرت ہاجرہؓ کو حضرت سارہؓ کی خدمت کے لئے دیا۔جب حضرت سارہ آئیں تو حضرت ابراہیمؑ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے ان کا حال پوچھا۔انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (یہ کہا کہ) فاجر کے فریب کو اسی کے منہ پر دے مارا اور ہاجرہ کو خدمت کے لئے دیا۔ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ اے بنی ماء السماء (اہل عرب) تمہاری والدہ یہی (حضرت ہاجرہؓ ہیں)

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسَى .... ابراهيم عَلَيْهِ السَّلَامُ.

ترجمہ:۔ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے حدیث بیان کی یا ابن سلام نے (ہم سے حدیث بیان کی عبید اللہ بن موسیٰ کے واسطے سے' انہوں نے ابن جریج سے حدیث بیان کی' انہیں عبد الحمید بن جبیر نے' انہیں سعید بن مسیب نے اور انہیں ام شریکؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کو مارنے کا حکم دیا تھا اور فرمایا اس نے ابراہیمؑ کی آگ پر پھونکا تھا (تاکہ اور بھڑکے' جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تھا)

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ .... لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ.

ترجمہ:۔ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے حدیث بیان کی' ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے ابراہیم نے حدیث بیان کی' ان سے علقمہ نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت اتری۔جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی قسم کے ظلم (گناہ) کی آمیزش نہ کی' تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں کون ایسا ہو گا جس نے اپنی جان پر ظلم نہ کیا ہو گا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واقعہ وہ نہیں جو تم سمجھتے ہو جس نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی آمیزش نہ کی (میں ظلم سے مراد) شرک ہے۔کیا تم نے لقمانؑ کی اپنے بیٹے کو نصیحت نہیں سنی کہ "اے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا' بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے"

باب (يَزِفُّونَ) النَّسَلَانُ فِي الْمَشْيِ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد یزفون یعنی تیز چلتے ہوئے۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ نَصْرٍ..........تابعه انس عن النبی صلی الله علیه وسلم .

ترجمہ:۔ ہم سے اسحاق بن ابراہیم بن نصر نے حدیث بیان کی ان سے ابواسامہ نے حدیث بیان کی ان سے ابوحیان نے ان سے ابوزرعہ نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اولین وآخرین کو ایک ہموار اور وسیع علاقے میں جمع کرے گا۔ اس طرح کہ پکارنے والا سب کو اپنی بات سنا سکے گا اور دیکھنے والا سب کو ایک ساتھ دیکھ سکے گا (سطح کے ہموار ہونے کی وجہ سے) اور لوگوں سے سورج بالکل قریب ہو جائے گا۔ پھر حدیث شفاعت ذکر کی کہ لوگ ابراہیمؑ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ آپ روئے زمین پر اللہ کے نبی اور اس کے خلیل ہیں۔ ہمارے لئے اپنے رب کے حضور میں شفاعت کیجئے پھر انہیں اپنے جھوٹ (توریہ) یاد آ جائیں گے اور کہیں گے کہ آج تو مجھے اپنی ہی جان کی پڑی ہے تم لوگ موسیٰ کے یہاں جاؤ۔ اس روایت کی متابعت انسؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے کی۔

حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ.......... وَبِابْنِهَا إِسْمَاعِيلَ

ترجمہ:۔ مجھ سے ابوعبداللہ احمد بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے ابن وہب بن جریر نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی ان سے ایوب نے ان سے عبداللہ بن سعید بن جبیر نے ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابن عباسؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اسماعیلؑ کی والدہ پر رحم کرے اگر انہوں نے جلدی نہ کی ہوتی (اور زمزم کے پانی کو بہنے سے روک نہ دیا ہوتا) تو زمزم ایک بہتا ہوا چشمہ ہوتا (تمام روئے زمین پر) محمد بن عبداللہ انصاری نے کہا کہ ہم سے ابن جریج نے حدیث بیان کی (انہوں نے کہا) کہ کثیر بن کثیر نے مجھ سے جو حدیث بیان کی کہ میں اور عثمان بن ابی سلیمان۔ سعید بن جبیر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ ابن عباسؓ نے مجھ سے اس طرح حدیث نہیں بیان کی تھی بلکہ انہوں نے بیان کیا تھا کہ ابراہیمؑ اسماعیل اور ان کی والدہ علیہم السلام کو لے کر آئے وہ ابھی اسماعیل کو دودھ پلاتی تھیں ان کے پاس ایک مشکیزہ تھا۔ اس روایت حدیث کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے منسوب کر کے نہیں بیان کیا ہے۔ پھر انہیں اور ان کے بیٹے اسماعیل کو ابراہیم لے کر آئے۔

وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ.......... أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ .

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی انہیں معمر نے خبر دی انہیں سختیانی اور کثیر بن کثیر بن مطلب بن ابی وداعہ نے دونوں حضرات اضافہ وکمی کے ساتھ روایت کرتے ہیں سعید بن جبیر کے واسطے سے کہ ابن عباسؓ نے بیان کیا عورتوں میں (کام اور مصروفیت کے وقت کمر پر) پٹکا باندھنے کا طریقہ (اسماعیلؑ کی والدہ ہاجرہؑ) سے چلا ہے سب سے پہلے انہوں نے پٹکا اس لئے باندھا تھا تا کہ سارہؑ کی ناراضگی کو دور کر دیں (پٹکا باندھ کر خود کو خادمہ کی صورت میں پیش کر کے) پھر انہیں اور اس کے بیٹے اسماعیل کو ابراہیم (علیہم السلام) ساتھ لے کر نکلے اس وقت ابھی آپ اسماعیلؑ کو دودھ پلاتی تھیں اور بیت اللہ کے قریب ایک بڑے درخت کے پاس جو زمزم کے اوپر مسجد الحرام کے بالائی حصے میں تھا انہیں لا کر بٹھا دیا ان دنوں مکہ کسی بھی انسان کے

وجود سے خالی تھا۔ اور ہاجرہ کے ساتھ پانی بھی نہیں تھا۔ ابراہیمؑ نے ان دونوں حضرات کو وہیں چھوڑ دیا۔ اور ان کے لئے چمڑے کے تھیلے میں کھجور اور ایک مشکیزہ میں پانی رکھ دیا (کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم یہی تھا) پھر ابراہیمؑ (گھر شام آنے تک کیلئے روانہ ہوئے اس وقت اسماعیل کی والدہ ان کے پیچھے پیچھے آئیں اور کہا کہ اے ابراہیم! اس بے آب وگیاہ وادی میں جہاں کوئی بھی متنفس موجود نہیں' آپ ہمیں چھوڑ کر کہاں جارہے ہیں انہوں نے بار بار اس جملے کو دہرایا' لیکن ابراہیمؑ ان کی طرف دیکھتے نہیں تھے۔ آخر ہاجرہؑ نے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے ابراہیمؑ نے فرمایا کہ ہاں' اس پر ہاجرہؑ بول اٹھیں کہ پھر اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا چنانچہ وہ واپس آ گئیں اور ابراہیمؑ روانہ ہو گئے' جب وہ مقام ثنیۃ پر' جہاں سے یہ لوگ آپ کو دیکھ نہیں سکتے تھے پہنچے تو آپ نے بیت اللہ کی طرف رخ کر کے ان الفاظ میں دعا کی' آپ نے ہاتھ اٹھا کر عرض کی' میرے رب! میں نے اپنے خاندان کو اس وادی غیر ذی زرع میں ٹھہرایا ہے (قرآن مجید کی آیت) یشکرون تک۔ آپ کے دعائیہ کلمات نقل ہوئے ہیں۔ اسماعیلؑ کی والدہ انہیں دودھ پلانے لگیں اور خود پانی پینے لگیں۔ آخر جب مشکیزہ کا سارا پانی ختم ہو گیا تو وہ پیاسے رہنے لگیں اور ان کے صاحبزادے بھی پیاسے رہنے لگے' وہ اب دیکھ رہی تھیں کہ سامنے ان کا لخت جگر (پیاس کی شدت سے پیچ وتاب کھا رہا ہے یا کہا کہ زمین پر لوٹ رہا ہے' وہ وہاں سے ہٹ گئیں۔ کیونکہ اس حالت میں انہیں دیکھنے سے دل بے چین ہوتا تھا۔ صفا پہاڑی وہاں سے سب سے زیادہ قریب تھی وہ اسی پر چڑھ گئیں (پانی کی تلاش میں) اور وادی کی طرف رخ کر کے دیکھنے لگیں کہ کہیں کوئی متنفس نظر آتا ہے۔ لیکن کوئی انسان نظر نہ آیا وہ صفا سے اتر گئیں اور جب وادی میں پہنچیں تو اپنا دامن اٹھا لیا (تاکہ دوڑتے وقت نہ الجھیں) اور کسی پریشان حال کی طرح دوڑنے لگیں۔ پھر وادی سے نکل کر مروہ پہاڑی پر آئیں۔ اس پر کھڑی ہو کر دیکھنے لگیں کہ کہیں کوئی متنفس نظر آتا ہے لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ اس طرح انہوں نے سات مرتبہ کیا۔ ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (صفا اور مروہ کے درمیان) لوگوں کے لئے سعی اسی وجہ سے مشروع ہوئی (ساتویں مرتبہ) جب وہ مروہ پر چڑھیں تو انہیں ایک آواز سنائی دی' انہوں نے کہا' خاموش' یہ خود اپنے ہی سے وہ کہہ رہی تھیں۔ اور آواز کی طرف انہوں نے کان لگا دیئے' آواز اب' بھی سنائی دے رہی تھی۔ پھر انہوں نے کہا کہ تمہاری آواز میں نے سنی' اگر تم میری مدد کر سکتے ہو تو کرو' کہا کیا دیکھتی ہوں کہ جہاں اب زمزم (کا کنواں ہے) وہیں ایک فرشتہ موجود ہے۔ فرشتے نے اپنی ایڑی سے زمین میں گڑھا کر دیا۔ یا یہ کہا کہ اپنے بازو سے' جس سے وہاں پانی ظاہر ہو گیا' حضرت ہاجرہ نے اسے حوض کی شکل میں بنا دیا اور اپنے ہاتھ سے اس طرح کر دیا (تاکہ پانی بہنے نہ پائے) اور چلو سے پانی اپنے مشکیزہ میں ڈالنے لگیں' جب وہ بھر چکیں تو وہاں سے چشمہ ابل پڑا' ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ! ام اسماعیل پر رحم کرے اگر زمزم کو انہوں نے یوں ہی چھوڑ دیا ہوتا۔ یا آپ نے فرمایا کہ چلو سے مشکیزہ نہ بھرا ہوتا تو زمزم تمام روئے زمین پر) ایک بہتے ہوئے چشمے کی صورت اختیار کر لیتا۔ بیان کیا کہ حضرت ہاجرہ نے خود بھی وہ پانی پیا اور اپنے بیٹے اسماعیلؑ کو بھی پلایا' اس کے بعد ان سے فرشتے نے کہا کہ اپنے ضیاع کا خوف ہرگز نہ کرنا' کیونکہ یہیں خدا کا گھر ہو گا' جسے یہ بچہ اور اس کے والد تعمیر کریں گے' اور اللہ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا۔ اب جہاں بیت اللہ ہے' اس وقت وہاں ٹیلے کی طرح زمین اٹھی ہوئی تھی۔ سیلاب کا دھارا آتا اور اس کے دائیں بائیں سے زمین کاٹ کرلے جاتا۔ اس طرح وہاں کے شب وروز گزرتے رہے اور آخر ایک دن قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ وہاں سے گزرے یا (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا) کہ قبیلہ جرہم کے چند گھرانے

مقام کداء (مکہ کا بالائی حصہ) کے راستے سے گزر کر مکہ کے نشیبی علاقے میں انہوں نے پڑاؤ کیا (قریب ہی) انہوں نے منڈلاتے ہوئے کچھ پرندے دیکھے' ان لوگوں نے کہا کہ یہ پرندہ پانی پر منڈلا رہا ہے' حالانکہ اس سے پہلے جب بھی ہم اس وادی سے گزرے' یہاں پانی کا نام ونشان بھی نہ پایا' آخر انہوں نے اپنا ایک آدمی یا دو آدمی بھیجے' وہاں انہوں نے واقعی پانی پایا۔ چنانچہ انہوں نے واپس آ کر پانی کی موجودگی کی طلاع دی۔ اب یہ سب لوگ یہاں آئے۔ بیان کیا کہ اسماعیلؑ کی والدہ اس وقت پانی پر ہی بیٹھی ہوئی تھیں' ان لوگوں نے کہا کہ کیا آپ ہمیں اپنے پڑوس میں قیام کی اجازت دیں گی ہاجرہؓ نے فرمایا کہ ہاں' لیکن اس شرط کے ساتھ کہ پانی پر تمہارا کوئی حق (ملکیت کا) نہیں قائم ہوگا۔ انہوں نے اسے تسلیم کرلیا' ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب ام اسماعیل کو پڑوسی مل گئے تھے' بنی آدم کی موجودگی ان کے لئے باعث انس ودل بستگی تو تھی ہی چنانچہ ان لوگوں نے خود بھی یہاں قیام کیا اور اپنے قبیلے کے دوسرے لوگوں کو بھی بلوایا اور سب لوگ بھی یہیں آ کر قیام پذیر ہو گئے' اس طرح یہاں ان کے گھرانے آ کر آباد ہو گئے اور بچہ (اسماعیلؑ جرہم کے بچوں میں) جوان ہوا اور ان سے عربی سیکھ لی' جوانی میں اسماعیلؑ ایسے تھے کہ آپ پر سب کی نظریں اٹھتی تھیں اور سب سے زیادہ آپ بھلے لگتے۔ چنانچہ جرہم والوں نے آپ کی اپنے قبیلے کی ایک لڑکی سے شادی کردی' پھر اسماعیلؑ کی والدہ (ہاجرہؓ) کا بھی انتقال ہو گیا۔ حضرت اسماعیل کی شادی کے بعد ابراہیمؑ یہاں' اپنے چھوڑے ہوئے سرمایہ کو دیکھنے تشریف لائے' اسماعیلؑ گھر میں موجود نہیں تھے۔ اس لئے آپ نے ان کی بیوی سے ان کے متعلق دریافت فرمایا۔ انہوں نے بتایا کہ روزی کی تلاش میں کہیں گئے ہیں۔ پھر آپ نے ان سے ان کے معاش وغیرہ کے متعلق دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا کہ حالت اچھی نہیں ہے بڑی تنگی ترشی میں گزر اوقات ہوتی ہے۔ اس طرح انہوں نے شکایت کی' ابراہیمؑ نے فرمایا کہ جب تمہارا شوہر آئے تو ان سے میرا اسلام کہیں اور یہ بھی کہ وہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ کو بدل ڈالیں' پھر جب اسماعیلؑ واپس تشریف لائے تو جیسے انہوں نے کچھ انسیت سی محسوس کی اور فرمایا کیا کوئی صاحب یہاں آئے تھے ان کی بیوی نے بتایا کہ ہاں ایک بزرگ اس اس صورت کے یہاں آئے تھے اور آپ کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ میں نے انہیں بتایا (کہ آپ باہر گئے ہوئے ہیں) پھر انہوں نے پوچھا کہ تمہاری معیشت کا کیا حال ہے میں نے ان سے کہا کہ ہماری گزر اوقات بڑی تنگی ترشی سے ہوتی ہے اسماعیلؑ نے کہا کہ انہوں نے تمہیں کچھ نصیحت بھی کی تھی ان کی بیوی نے بتایا کہ ہاں' مجھ سے انہوں نے کہا تھا کہ آپ کو سلام کہہ دوں اور کہہ گئے ہیں کہ آپ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل دیں۔ اسماعیلؑ نے فرمایا کہ وہ بزرگ میرے والد تھے اور مجھے حکم دے گئے ہیں کہ میں تمہیں جدا کردوں' اب تم اپنے گھر جا سکتی ہو' چنانچہ اسماعیلؑ نے' انہیں طلاق دے دی۔ اور بنو جرہم ہی میں ایک دوسری عورت سے شادی کرلی' جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور رہا' ابراہیمؑ ان کے یہاں نہیں آئے۔ پھر جب کچھ دنوں کے بعد تشریف لائے تو اس مرتبہ بھی وہ اپنے گھر میں موجود نہیں تھے' آپ ان کی بیوی کے یہاں گئے اور ان سے اسماعیلؑ کے متعلق دریافت فرمایا' انہوں نے بتایا ہمارے لئے روزی تلاش کرنے گئے ہیں۔ ابراہیمؑ نے پوچھا کہ تم لوگوں کا کیسا حال ہے آپ نے ان کی گزر بسر اور دوسرے حالات کے متعلق دریافت فرمایا۔ انہوں نے بتایا کہ ہمارا حال بہت اچھا ہے' بڑی فراخی ہے۔ انہوں نے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی تعریف وثنا کی۔ ابراہیمؑ نے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کھاتے کیا ہو انہوں نے بتایا کہ گوشت! آپ نے دریافت فرمایا اور پیتے کیا ہو بتایا کہ پانی۔ ابراہیمؑ نے ان کے لئے دعا کی' اے اللہ! ان کے گوشت اور پانی میں برکت نازل فرمایئے ان دنوں انہیں اناج

میسر نہیں تھا' اگر اناج بھی ان کے کھانے میں شامل ہوتا تو ضرور آپ اس میں بھی برکت کی دعا کرتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صرف گوشت اور پانی پر خوراک میں انحصار' مداومت کے ساتھ مکہ کے سوا اور کسی خطہ زمین پر بھی موافق نہیں' (مکہ میں اس پر انحصار و مداومت ابراہیمؑ کی دعا کے نتیجے میں موافق آجاتا ہے) ابراہیمؑ نے جاتے ہوئے ان سے فرمایا کہ جب تمہارے شوہر واپس آجائیں تو ان سے میرا اسلام کہنا اور ان سے کہہ دینا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو باقی رکھیں۔ جب اسماعیلؑ تشریف لائے تو پوچھا کہ یہاں کوئی آیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں' ایک بزرگ بڑی اچھی وضع وشکل کے آئے تھے' بیوی نے آنے والے بزرگ کی تعریف کی' پھر انہوں نے مجھ سے آپ کے متعلق پوچھا اور میں نے بتادیا' پھر انہوں نے پوچھا کہ تمہاری گزر بسر کا کیا حال ہے۔ تو میں نے بتایا کہ ہم اچھی حالت میں ہیں' اسماعیلؑ نے دریافت فرمایا کیا انہوں نے تمہیں کوئی وصیت بھی کی تھی انہوں نے کہا کہ جی ہاں! آپ کو انہوں نے سلام کہا تھا اور حکم دیا تھا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو باقی رکھیں' اسماعیلؑ نے فرمایا کہ یہ بزرگ میرے والد تھے چوکھٹ تم ہو اور آپ مجھے حکم دے گئے ہیں کہ تمہیں اپنے ساتھ رکھوں' پھر جتنے دنوں اللہ تعالیٰ کو منظور رہا ابراہیمؑ ان کے یہاں نہیں تشریف لے گئے۔ جب تشریف لائے تو دیکھا کہ اسماعیلؑ زمزم کے قریب ایک بڑے درخت کے سائے میں (جہاں ابراہیمؑ انہیں چھوڑ گئے تھے) اپنے تیر بنا رہے تھے۔ جب اسماعیلؑ نے ابراہیمؑ کو دیکھا تو سروقد کھڑے ہوگئے۔ اور جس طرح ایک باپ اپنے بیٹے کے ساتھ معاملہ کرتا ہے۔ وہی طرز عمل ان دونوں حضرات نے ایک دوسرے کے ساتھ اختیار کیا۔ پھر ابراہیمؑ نے فرمایا اسماعیل اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک حکم دیا ہے۔ اسماعیلؑ نے عرض کیا کہ آپ کے رب نے جو حکم آپ کو دیا ہے آپ اسے ضرور انجام دیجئے۔ انہوں نے فرمایا اور تم بھی میری مدد کر سکو گے۔ عرض کیا کہ میں آپ کی مدد کروں گا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اسی مقام پر ایک گھر بناؤں (اللہ کا اور آپ نے ایک اونچے ٹیلے کی طرف اشارہ کیا کہ اس کے چاروں طرف! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت ان دونوں حضرات نے بیت اللہ کی بنیاد پر عمارت کی تعمیر شروع کی' اسماعیلؑ پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے اور ابراہیمؑ تعمیر کرتے جاتے تھے جب دیواریں بلند ہوگئیں تو اسماعیلؑ یہ پتھر لائے اور ابراہیمؑ کے لئے اسے رکھ دیا۔ اب ابراہیمؑ اس پتھر پر کھڑے ہو کر تعمیر کرنے لگے' اسماعیلؑ پتھر دیتے جاتے تھے اور یہ دونوں حضرات یہ دعا پڑھتے جاتے تھے۔ "ہمارے رب! ہماری طرف سے قبول کیجئے' بے شک آپ بڑے سننے والے' بہت جاننے والے ہیں۔ فرمایا کہ دونوں حضرات تعمیر کرتے رہے اور بیت اللہ کے چاروں طرف گھوم گھوم کر یہ دعا پڑھتے رہے ہمارے رب ہماری طرف سے یہ قبول کیجئے' بے شک آپ بڑے سننے والے بہت جاننے والے ہیں۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ.................أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ.

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی' ان سے ابو عامر عبدالملک بن عمرو نے حدیث بیان کی' کہا کہ ہم سے ابراہیم بن نافع نے حدیث بیان کی' ان سے کثیر بن کثیر نے' ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ ابراہیمؑ اور ان کی اہلیہ (حضرت سارہؓ) کے درمیان جو کچھ ہونا تھا جب وہ ہوا تو آپ اسماعیلؑ اور ان کی والدہ (حضرت ہاجرہؓ) کو لے کر نکلے' ان کے پاس ایک مشکیزہ تھا جس میں پانی تھا' اسماعیلؑ کی والدہ اسی مشکیزہ کا پانی پیتی رہیں اور اپنا دودھ اپنے بچے کو پلاتی رہیں' جب ابراہیمؑ مکہ پہنچے اور انہیں ایک بڑے درخت کے پاس ٹھہرا کر اپنے گھر واپس آنے لگے' اسماعیلؑ کی والدہ آپ کے پیچھے پیچھے آئیں (اسماعیلؑ کو گود میں اٹھائے ہوئے) جب مقام کداء پر پہنچے تو آپ نے پیچھے سے آواز دی کہ اے ابراہیم! ہمیں کس پر چھوڑے جا رہے ہیں انہوں نے فرمایا

کہ اللہ پر! ہاجرہؓ نے کہا کہ پھر میں اللہ پر خوش ہوں۔ بیان کیا کہ پھر حضرت ہاجرہ اپنی جگہ پر واپس چلی آئیں اور اسی مشکیزے سے پانی پیتی رہیں اور اپنا دودھ بچے کو پلاتی رہیں' جب پانی ختم ہو گیا تو انہوں نے سوچا کہ ادھر ادھر دیکھنا چاہیے ممکن ہے کوئی متنفس نظر آ جائے۔ بیان کیا کہ یہی سوچ کر وہ صفا پر چڑھ گئیں اور چاروں طرف دیکھا کہ شاید کوئی نظر آ جائے' لیکن کوئی نظر نہ آیا' پھر جب وادی میں اتریں تو دوڑ کر مروہ تک آئیں' اسی طرح کئی چکر لگائے۔ پھر سوچا کہ چلوں' ذرا بچے کو تو دیکھوں کہ کس حالت میں ہے۔ چنانچہ آئیں اور دیکھا تو بچہ اسی حالت میں تھا' جیسے موت کے لئے تڑپ رہا ہو' ان کا دل بہت بے چین ہوا' سوچا' چلوں دوبارہ دیکھوں' ممکن ہے کوئی متنفس نظر آ جائے۔ آئیں اور صفا پر چڑھ گئیں اور چاروں طرف نظر پھیر پھیر کر دیکھتی رہیں' لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ اس طرح حضرت ہاجرہؓ نے سات چکر لگائے' پھر سوچا چلوں' دیکھوں بچہ کس حالت میں ہے۔ اسی وقت انہیں ایک آواز سنائی دی' انہوں نے (آواز سے مخاطب ہو کر) کہا کہ اگر تمہارے پاس کوئی بھلائی ہے تو میری مدد کرو' وہاں جبریلؑ موجود تھے' انہوں نے اپنی ایڑی سے یوں کیا (اشارہ کر کے بتایا) اور زمین ایڑی سے کھودی۔ بیان کیا کہ اس عمل کے نتیجے میں پانی پھوٹ پڑا۔ ام اسماعیل دہشت زدہ ہو گئیں' پھر وہ زمین کھودنے لگیں بیان کیا کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اگر وہ پانی کو یوں ہی رہنے دیتیں تو پانی پھیل جاتا۔ بیان کیا کہ پھر حضرت ہاجرہ زمزم کا پانی پیتی رہیں اور اپنا دودھ اپنے بچے (حضرت اسماعیلؑ) کو پلاتی رہیں بیان کیا کہ اس کے بعد قبیلہ جرہم کے کچھ افراد وادی کے نشیب سے گزرے انہیں وہاں پرندے نظر آئے' انہیں کچھ عجیب سا معلوم ہوا (کیونکہ اس سے پہلے انہوں نے کبھی اس وادی میں پانی نہیں دیکھا تھا) انہوں نے آپس میں کہا کہ پرندہ تو صرف پانی ہی پر (اس طرح) منڈلا سکتا ہے۔ ان لوگوں نے اپنا آدمی وہاں بھیجا۔ اس نے جا کر دیکھا تو واقعی وہاں پانی موجود تھا' اس نے آ کر اپنے قبیلہ والوں کو اطلاع دی تو یہ سب لوگ آ گئے اور کہا کہ اے ام اسماعیل! کیا آپ ہمیں اپنے ساتھ رہنے کی یا (یہ کہا کہ) اپنے ساتھ قیام کی اجازت دیں گی پھر ان کے بچے (اسماعیلؑ) بالغ ہوئے اور قبیلہ جرہم کی ہی ایک لڑکی سے ان کا نکاح ہو گیا' بیان کیا کہ پھر ابراہیمؑ کے سامنے ایک صورت آئی اور انہوں نے اپنی اہل (سارہؓ) سے فرمایا کہ میں جن لوگوں کو (مکہ) چھوڑ آیا تھا' ان کی خبر لینے جاؤں گا' بیان کیا کہ پھر ابراہیمؑ تشریف لائے اور سلام کر کے دریافت فرمایا کہ اسماعیل کہاں ہیں ان کی بیوی نے بتایا کہ شکار کے لئے گئے ہیں انہوں نے فرمایا کہ جب وہ آئیں تو ان سے کہنا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل ڈالیں۔ جب اسماعیلؑ آئے تو ان کی بیوی نے واقعہ کی اطلاع دی۔ اسماعیلؑ نے فرمایا کہ وہ تمہیں ہو (جسے بدلنے کے لئے ابراہیمؑ کہہ گئے ہیں) اب تم اپنے گھر جا سکتی ہو' بیان کیا کہ پھر دوبارہ ابراہیمؑ کے سامنے ایک صورت آئی اور انہوں نے اپنی اہل سے فرمایا کہ میں جن لوگوں کو چھوڑ آیا ہوں انہیں دیکھنے جاؤں گا' بیان کیا کہ ابراہیمؑ تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ اسماعیل کہاں ہیں ان کی بیوی نے بتایا کہ شکار کے لئے گئے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ ٹھہریے اور کچھ تناول فرما لیجئے (پھر تشریف لے جایئے گا) ابراہیمؑ نے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کھاتے پیتے کیا ہو' انہوں نے بتایا کہ گوشت کھاتے ہیں اور پانی پیتے ہیں۔ آپ نے دعا کی کہ اے اللہ! ان کے کھانے اور ان کے پانی میں برکت نازل فرمایئے۔ بیان کیا کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابراہیمؑ کی اس دعا کی برکت اب تک چلی آ رہی ہے (کہ اگر مکہ میں کوئی مسلسل صرف انہیں دونوں چیزوں پر کھانے پینے میں انحصار کرے' پھر بھی انہیں کوئی نقصان نہیں ہوتا) بیان کیا کہ پھر (تیسری بار) ابراہیمؑ کے سامنے ایک صورت آئی اور اپنی اہل سے انہوں نے کہا کہ جن کو میں چھوڑ آیا ہوں' ان کی خبر لینے جاؤں گا

چنانچہ آپ تشریف لائے اور اس مرتبہ اسماعیلؑ سے ملاقات ہوئی' جو زمزم کے پیچھے اپنے تیر ٹھیک کر رہے تھے۔ ابراہیمؑ نے فرمایا' اسماعیل! تمہارے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کا ایک گھر بناؤں' بیٹے نے عرض کیا کہ پھر اپنے رب کا حکم بجالایئے' انہوں نے فرمایا اور مجھے یہ بھی حکم دیا ہے کہ تم اس کام میں میری مدد کرو۔ عرض کیا کہ میں اس کے لئے تیار ہوں۔ اوکما قال۔ یہ بیان کیا کہ پھر دونوں حضرات اٹھے اور ابراہیمؑ ردے رکھتے تھے اور اسماعیلؑ انہیں پتھر لا لاکر دیتے تھے اور دونوں حضرات یہ دعا کرتے جاتے تھے "ہمارے رب! ہماری طرف سے اسے قبول کیجئے' بے شک آپ بڑے سننے والے بہت جاننے والے ہیں"۔ بیان کیا کہ آخر جب دیوار بلند ہوگئی اور بزرگ (حضرت ابراہیم) کو پتھر (دیوار پر) رکھنے میں دشواری ہوئی تو وہ مقام (ابراہیم) کے پتھر پر کھڑے ہوئے اور اسماعیلؑ آپ کو پتھر اٹھا اٹھا کر دیتے جاتے تھے۔ اور یہ دعا زبان پر جاری تھی "اے ہمارے رب! ہماری طرف سے اسے قبول کیجئے بے شک آپ بڑے سننے والے' بہت جاننے والے ہیں"۔

⬅ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ .... فَإِنَّ الْفَضْلَ فِيهِ .

ترجمہ:۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالواحد نے حدیث بیان کی' ان سے اعمش نے حدیث بیان کی' ان سے ابراہیم تیمی نے' ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے ابوذرؓ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! سب سے پہلے روئے زمین پر کون سی مسجد تعمیر ہوئی تھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد حرام! انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے عرض کیا اور اس کے بعد۔ فرمایا مسجد اقصی (بیت المقدس) میں نے عرض کیا ان دونوں مساجد کی تعمیر کے درمیان کتنا وقفہ رہا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چالیس سال لیکن اب جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے فوراً اسے ادا کرلو کہ فضیلت اسی میں ہے (کہ وقت پر نماز پڑھی جائے)

⬅ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ .... عن النبی صلی الله غلیه وسلم

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے حدیث بیان کی' ان سے مالک نے ان سے مطلب کے مولیٰ عمرو بن ابی عمرو نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد پہاڑی کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیمؑ نے مکہ معظمہ کو باحرمت شہر قرار دیا تھا اور میں مدینہ کے دو پتھریلے علاقے کے درمیانی حصے کو باحرمت قرار دیتا ہوں' اس کی روایت عبداللہ بن زیدؓ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کی ہے۔

⬅ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ .... مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ .

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی' انہیں مالک نے خبر دی' انہیں ابن شہاب نے' انہیں سالم بن عبداللہ نے کہ عبداللہ بن عمرؓ کو ابن ابی بکر نے خبر دی اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تمہیں معلوم نہیں کہ جب تمہاری قوم نے کعبہ کی (نئی) تعمیر کی تو قواعد ابراہیم کو چھوڑ دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر آپ اسے قواعد ابراہیم کے مطابق دوبارہ اس کی تعمیر کیوں نہیں کر دیتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہاری قوم کا زمانہ کفر سے قریب نہ ہوتا (تو میں ایسا ہی کرتا' عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ جب یہ حدیث عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے تو میرا خیال ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دونوں رکنوں کے' جو مقام ابراہیم کے قریب ہیں' استلام کو صرف اس وجہ سے چھوڑا تھا کہ بیت اللہ کی تعمیر مکمل طور پر بنا ابراہیمؑ کے مطابق نہیں ہوئی تھی۔ اور اسماعیل نے کہا کہ عبداللہ بن محمد بن ابی بکر (بجائے ابن ابی بکر کے)

⬅ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ .... إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی' انہیں مالک بن انس نے خبر دی' انہیں عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن

حزم نے انہیں ان کے والد نے' انہیں عمرو بن سلیم زرقی نے اور انہیں ابو حمید ساعدیؓ نے خبر دی کہ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں کہا کرو۔ "اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد پر' ان کی ازواج اور ان کی ذریت پر' جیسی کہ تو نے اپنی رحمت نازل فرمائی ابراہیمؑ پر اور اپنی برکت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر' ان کی ازواج اور ذریت پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیمؑ پر' بے شک تو انتہائی ستودہ صفات ہے اور عظمت والا ہے"۔

حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ .... إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ .

ترجمہ:۔ ہم سے قیس بن حفص نے اور موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' کہا کہ ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے حدیث بیان کی' ان سے ابو قرہ مسلم بن سالم ہمدانی نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن عیسیٰ نے حدیث بیان کی' انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ کعب بن عجرہؓ سے میری ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا کیوں نہ میں تمہیں (حدیث کا) ایک ہدیہ پہنچاؤں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ میں نے عرض کی' جی ہاں یہ ہدیہ مجھے ضرور عنایت فرمائیے' انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ! آپ پر اور اہل بیت پر صلاۃ (درود) کس طرح بھیجا کریں' اللہ تعالیٰ نے سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں خود ہی سکھا دیا ہے (نماز کے قعدہ التحیات میں) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں کہا کرو۔ "اے اللہ! اپنی رحمت نازل فرمائیے محمد پر آل محمد پر جیسا کہ آپ نے اپنی رحمت نازل فرمائی' ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر' بے شک آپ ستودہ صفات اور عظمت والے ہیں' اے اللہ برکت نازل فرمائیے محمد پر اور آل محمد پر جیسا کہ آپ نے برکت فرمائی' ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر' بے شک آپ ستودہ صفات اور عظمت والے ہیں۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ .... وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ .

ترجمہ:۔ ہم نے عثمان بن ابی شیبہ نے حدیث بیان کی' ان سے جریر نے حدیث بیان کی' ان سے منصور نے' ان سے منہال نے' ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حسنؓ اور حسینؓ کے لئے پناہ طلب کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے تمہارے جد امجد ابراہیمؑ بھی ان کلمات کے ذریعہ اللہ کی پناہ اسماعیل اور اسحاقؑ کے لئے طلب کیا کرتے تھے۔ میں پناہ مانگتا ہوں' اللہ کے کامل و مکمل کلمات کے ذریعہ' ہر جنس کے شیطان سے' ہر زہریلے جانور سے اور ہر ضرر رساں نظر سے۔

باب قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ) قَوْلُهُ (وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد' "اور انہیں ابراہیمؑ کے مہمانوں کے واقعہ کی خبر کر دیجئے" "اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اے میرے رب مجھے دکھا دیجئے کہ آپ مردوں کو کس طرح زندہ کرتے ہیں"۔ ارشاد "اور لیکن اس لئے کہ میرا دل مطمئن ہو جائے"۔ تک۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ .... لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ .

ترجمہ:۔ ہم سے احمد بن صالح نے حدیث بیان کی' ان سے ابن وہب نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی' انہیں ابن شہاب نے انہیں ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن اور سعید بن مسیب نے' انہیں ابو ہریرہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم ابراہیمؑ کے مقابلے میں شک کے زیادہ مستحق ہیں۔ جب انہوں نے کہا تھا کہ میرے رب! مجھے دکھا دیجئے کہ آپ مردوں کو کس طرح زندہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم ایمان نہیں لائے انہوں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں' یہ صرف اس لئے تا کہ میرا دل مطمئن ہو جائے (پوری

طرح)''اور اللہ لوطؑ پر رحم کرے کہ انہوں نے رکن شدید کی پناہ چاہی تھی۔اور اگر میں اتنی مدت تک قید خانے میں رہتا جتنی مدت تک یوسفؑ رہے تھے تو بلانے والے کی بات ضرور مان لیتا' جب وہ بادشاہ کی طرف سے انہیں بلانے آیا تھا۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ تعَالَى (وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''اور یاد کرو اسماعیل کو کتاب قرآن مجید میں' بے شک وہ وعدے کے سچے تھے''۔

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ .... وَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ.

ترجمہ:۔ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی' ان سے حاتم نے حدیث بیان کی' ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوعؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم قبیلہ اسلم کی ایک جماعت سے گزرے جو تیر اندازی میں مقابلہ کر رہی تھی۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بنو اسماعیل! تیر اندازی کئے جاؤ کہ تمہارے جد امجد بھی تیر انداز تھے۔اور میں بنو فلاں کے ساتھ ہوں۔بیان کیا کہ یہ سنتے ہی دوسرے فریق نے تیر اندازی بند کر دی۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کیا بات ہوئی تم لوگ تیر کیوں نہیں چلاتے' انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب آپ فریق مقابل کے ساتھ ہو گئے تو اب ہم کس طرح تیر چلا سکتے ہیں اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا' مقابلہ جاری رکھو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

باب قِصَّةِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

فِيهِ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

اس سلسلے میں ابن عمرؓ ابو ہریرہؓ کی روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہے۔

باب (أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ) إِلَى قَوْلِهِ (وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''کیا تم لوگ اس وقت موجود تھے جب یعقوب کی وفات ہو رہی تھی''۔اللہ تعالیٰ کے ارشاد و نحن له مسلمون تک

← حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ .... إِذَا فَقِهُوا.

ترجمہ:۔ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے حدیث بیان کی' انہوں نے معتمر سے سنا' انہوں نے عبید اللہ سے' انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا سب سے زیادہ شریف کون ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سب سے زیادہ متقی ہو وہ سب سے زیادہ شریف ہے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے سوال کا مقصود یہ نہیں ہے۔آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ شریف یوسف بن نبی اللہ (یعقوب) بن نبی اللہ (اسحاق) بن خلیل اللہ (ابراہیمؑ) تھے' صحابہ نے عرض کی کہ ہمارے سوال کا مقصد یہ بھی نہیں ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم لوگ عرب کے شرفا کے متعلق پوچھنا چاہتے ہو؟ صحابہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی کہ جی ہاں۔آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر جاہلیت میں جو لوگ شریف اور اچھے اخلاق وعادات کے تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی شریف اور اچھے سمجھے جائیں گے' جب کہ دین کی سمجھ بھی انہیں آ جائے۔

باب (وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ

باب ''اور لوطؑ نے جب اپنی قوم سے کہا کہ تم جانتے ہوئے بھی کیوں فحش کام کا ارتکاب کرتے ہو''

أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِنْ دُونِ النِّسَاءِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ *فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِنْ

قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا مِنَ الْغَابِرِينَ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ

تم آخر کیوں عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی شہوت پوری کرتے ہو کچھ نہیں تم محض جاہل ہو اس پر ان کی قوم کا جواب اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوا کہ انہوں نے کہا کہ آل لوط کو اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ بڑے پاک باز بنتے ہیں۔ پس ہم نے انہیں اور ان کے متبعین کو نجات دی سوا ان کی بیوی کے کہ ہم نے اس کے متعلق فیصلہ کر دیا تھا کہ وہ عذاب میں باقی رہنے والی ہے اور ہم نے ان پر (پتھروں کی) بارش برسائی' پھر ڈرائے ہوئے لوگوں پر بارش (کا عذاب) بڑا ہی برا تھا۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ............ إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ .

ترجمہ:۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے حدیث بیان کی ان سے ابوالزناد نے حدیث بیان کی ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ لوطؑ کی مغفرت فرمائے کہ وہ رکن شدید کی پناہ میں آنا چاہتے تھے۔

باب (فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ)

باب پھر جب آل لوط کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے آئے تو لوطؑ نے کہا کہ آپ لوگ کسی دوسری جگہ کے معلوم ہوتے ہیں۔

(بِرُكْنِهِ) بِمَنْ مَعَهُ لِأَنَّهُمْ قُوَّتُهُ (تَرْكَنُوا) تَمِيلُوا فَأَنْكَرَهُمْ وَنَكِرَهُمْ وَاسْتَنْكَرَهُمْ وَاحِدٌ (يُهْرَعُونَ) يُسْرِعُونَ ، دَابِرٌ آخِرٌ صَيْحَةٌ هَلَكَةٌ (لِلْمُتَوَسِّمِينَ) لِلنَّاظِرِينَ (لَبِسَبِيلٍ) لَبِطَرِيقٍ

(موسیٰؑ کے واقعہ میں) برکنہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو فرعون کیساتھ تھے۔ کیونکہ وہ اسکی قوت بازو تھے ترکنوا بمعنی تمیلوا۔ فانکرھم' نکرھم اور استنکر ھم کے معنی ہوتے ہیں۔ ایک ہیں یھرعون بمعنی یسرعون۔ دا بر بمعنی اخر صیحة بمعنی هلكة للمتوسمين ای للناظرين لبسبيل ای لبطريق

حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ............ (فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ)

ترجمہ:۔ ہم سے محمود نے حدیث بیان کی ان سے ابو احمد نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے ابو اسحاق نے ان سے اسود نے اور ان سے عبداللہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فھل من مدکر پڑھا تھا۔

باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور قوم ثمود کے پاس ہم نے ان کے (قومی) بھائی صالح کو بھیجا"

(كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ) مَوْضِعُ ثَمُودَ ، وَأَمَّا (حَرْثٌ حِجْرٌ) حَرَامٌ ، وَكُلُّ مَمْنُوعٍ فَهُوَ حِجْرٌ مَحْجُورٌ ، وَالْحِجْرُ كُلُّ بِنَاءٍ بَنَيْتَهُ ، وَمَا حَجَرْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْأَرْضِ فَهُوَ حِجْرٌ وَمِنْهُ سُمِّيَ حَطِيمُ الْبَيْتِ حِجْرًا ، كَأَنَّهُ مُشْتَقٌّ مِنْ مَحْطُومٍ ، مِثْلُ قَتِيلٍ مِنْ مَقْتُولٍ ، وَيُقَالُ لِلْأُنْثَى مِنَ الْخَيْلِ الْحِجْرُ وَيُقَالُ لِلْعَقْلِ حِجْرٌ وَحِجًى وَأَمَّا حَجْرُ الْيَمَامَةِ فَهُوَ مَنْزِلٌ

حجر والوں نے اپنے نبی کو (جھٹلایا) حجر' ثمود کی بستی تھی اور حرث حجر کے معنی حرام کے ہیں۔ ہر ممنوع چیز کو حجر محجور کہتے ہیں۔ جو بھی عمارت تم تعمیر کرو اسے حجر کہہ سکتے ہیں۔ اسی طرح جو زمین احاطہ کے ذریعہ گھیر دو اسے بھی حجر کہتے ہیں گویا وہ محطوم سے مشتق ہے جیسے قتیل مقتول سے' گھوڑی کو بھی حجر کہتے ہیں۔ عقل کو حجر کہتے ہیں اور حجی بھی لیکن حجر الیمامہ بستی تھی (قوم ثمود کی)

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ............ كَأَبِي زَمْعَةَ .

ترجمہ:۔ ہم سے حمیدی نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے ہشام بن عروہ نے حدیث بیان کی ان

سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن زمعہؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا (کہ آپ خطبہ دے رہے تھے اور خطبہ کے درمیان) آپ نے اس قوم کا ذکر کیا جنہوں نے اونٹنی کو ذبح کر دیا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی بھیجی ہوئی اس (اونٹنی کو ذبح کرنے والا) قوم کا ایک ہی بہت با اقتدار اور باعزت فرد تھا' ابوزمعہ کی طرح۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ .... مَنِ اعْتَجَنَ بِمَائِهِ .

ترجمہ:۔ہم سے محمد بن مسکین ابوالحسن نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ بن حسان بن حیان ابوزکریا نے حدیث بیان کی' ان سے سلیمان نے حدیث بیان کی' ان سے عبداللہ بن دینار نے' ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حجر (ثمود کی بستی) میں پڑاؤ کیا۔ غزوہ تبوک کے لئے جاتے ہوئے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ یہاں کے کنوؤں کا پانی نہ پئیں اور نہ اپنے برتنوں میں ساتھ لیں' صحابہؓ نے عرض کی کہ ہم نے تو اس سے اپنا آٹا بھی گوندھ لیا اور پانی اپنے برتنوں میں بھی رکھ لیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ گندھا ہوا آٹا پھینک دیں اور پانی بہا دیں اور سبرہ بن معبد اور ابوالشموس کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کو پھینک دینے کا حکم دیا تھا' اور ابوذرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جس نے آٹا اس پانی سے گوندھ لیا ہو (وہ اسے پھینک دے)

← حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ .... تَابَعَهُ أُسَامَةُ عَنْ نَافِعٍ .

ترجمہ:۔ ہم سے ابراہیم بن منذر نے حدیث بیان کی' ان سے انس بن عیاض نے حدیث بیان کی' ان سے عبیداللہ نے' ان سے نافع نے اور انہیں عبداللہ بن عمرؓ نے خبر دی کہ صحابہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثمود کی بستی حجر میں پڑاؤ کیا تو وہاں کے کنوؤں کا پانی اپنے برتنوں میں بھر لیا اور آٹا بھی اس پانی سے گوندھ لیا۔ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ جو پانی انہوں نے اپنے برتنوں میں بھر لیا ہے اسے انڈیل دیں اور گندھا ہوا آٹا جانوروں کو کھلا دیں اس کے بجائے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ حکم دیا کہ اس کنویں سے پانی لیں جس سے صالحؑ کی اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ .... وَهُوَ عَلَى الرَّحْلِ .

ترجمہ:۔ ہم سے محمد نے حدیث بیان کی' انہیں عبداللہ نے حدیث بیان کی' انہیں معمر نے' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں سالم بن عبداللہ نے خبر دی اور انہیں ان کے والد (عبداللہ) نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام حجر سے گزرے تو فرمایا کہ ان لوگوں کی بستی میں جنہوں نے ظلم کیا تھا نہ داخل ہو اس صورت میں تم روتے ہوئے ہو) کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہی عذاب آ جائے جو ان پر آیا تھا۔ پھر آپ نے اپنی چادر چہرہ مبارک پر ڈال لی' آپ کجاوے پر تشریف رکھتے تھے۔

← حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ .... مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ .

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ نے حدیث بیان کی' ان سے وہب نے حدث بیان کی' ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی' انہوں نے یونس سے سنا' انہوں نے زہری سے' انہوں نے سالم سے اور ان سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ تمہیں ان لوگوں کی بستی سے گزرنا پڑ رہا ہے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا تو روتے ہوئے گزرو کہیں تمہیں بھی عذاب نہ آ پکڑے جس میں ظالم لوگ گرفتار کیے گئے تھے۔

باب (أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ)

''کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کی موت کا وقت آیا''۔

← حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ .... إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

ترجمہ:۔ ہم سے اسحاق بن منصور نے حدیث بیان کی، انہیں عبدالصمد نے خبر دی، ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے حدیث بیان کی، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابن عمرؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، شریف بن شریف بن شریف بن شریف، یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیمؑ تھے۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ تعَالَى (لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ بے شک یوسف اور ان کے بھائیوں کو واقعات میں پوچھنے والوں کے لئے عبرتیں ہیں"۔

حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ .... إِذَا فَقِهُوا

ترجمہ:۔ ہم سے عبید بن اسماعیل نے حدیث بیان کی، ان سے ابواسامہ نے، ان سے عبیداللہ نے بیان کیا، انہیں سعید بن ابی سعید نے خبر دی انہیں ابوہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، سب سے زیادہ شریف آدمی کون ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کا خوف سب سے زیادہ رکھتا ہو۔ صحابہ نے عرض کی کہ ہمارے سوال کا مقصد یہ نہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر سب سے زیادہ شریف اللہ کے نبی یوسف بن نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہمارے سوال کا مقصد یہ بھی نہیں ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اچھا تم لوگ عرب کے انوادوں کے متعلق پوچھنا چاہتے ہو انسانی برادری (سونے چاندی کی) کانوں کی طرح ہے (کہ اس میں اچھے اور برے ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں) جو لوگ تم میں زمانہ جاہلیت میں شریف اور بہتر اخلاق کے تھے اسلام کے بعد بھی وہ ایسے ہی ہیں جبکہ دین کی سمجھ بھی انہیں آجائے۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ .... بِهٰذَا

ترجمہ:۔ ہم سے محمد نے حدیث بیان کی، انہیں عبدہ نے خبر دی، انہیں عبیداللہ نے، انہیں سعید نے، انہیں ابوہریرہؓ نے اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، اسی طرح۔

حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ .... مُرُوا أَبَا بَكْرٍ

ترجمہ:۔ ہم سے بدل بن محبر نے حدیث بیان کی، انہیں شعبہ نے حدیث بیان کی، ان سے سعد بن ابراہیم نے بیان کی، انہوں نے عروہ بن زبیر سے سنا اور انہوں نے عائشہؓ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مرض الموت میں) ان سے فرمایا، ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہؓ نے عرض کی کہ وہ بہت رقیق القلب ہیں۔ آپ کی جگہ جب کھڑے ہوں گے تو ان پر رقت طاری ہو جائے گی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دوبارہ یہی حکم دیا، لیکن انہوں نے بھی دوبارہ یہی عذر بیان کیا، شعبہ نے بیان کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا کہ تم لوگ بھی صواحب یوسف ہی ہو، ابوبکر سے کہو۔

حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ يحيى البصرى .... رَجُلٌ رَقِيقٌ

ترجمہ:۔ ہم سے ربیع بن یحییٰ نے حدیث بیان کی، ان سے زائدہ نے حدیث بیان کی، ان سے عبدالملک بن عمیر نے ان سے ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار پڑے تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، عائشہؓ نے عرض کی کہ ابوبکرؓ رقیق القلب انسان ہیں، لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ یہی حکم دیا اور انہوں

نے بھی یہی عذر دہرایا۔ آخر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ان سے کہو۔ تم لوگ بھی صواحب یوسف ہی ہو چنانچہ ابوبکرؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں امامت کی تھی۔ اور حسین نے زائدہ کے واسطے سے ''رجل رقیق'' کے الفاظ بیان کئے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ.................. كَسِنِي يُوسُفَ

ترجمہ:۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی' ان سے ابوالزناد نے حدیث بیان کی' ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی' اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دیجئے' اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دیجئے' اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دیجئے' اے اللہ! تمام ضعیف اور کمزور مسلمانوں کو نجات دیجئے (مشرکوں کی زیادتی اور ظلم سے) اے اللہ! قبیلہ مضر کو سخت گرفت میں لے لیجئے۔ اے اللہ! یوسف ؑ کے عہد کی سی قحط سالی ان پر نازل فرمائیے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ.................. لَأَجَبْتُهُ

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن محمد بن اسماء ابن اخی جویریہ ان سے جویریہ نے حدیث بیان کی' ان سے جویریہ بن اسماء نے' ان سے مالک نے' ان سے زہری نے' انہیں سعید بن مسیب اور ابوعبیدہ نے خبر دی اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوطؑ پر رحم فرمائے کہ وہ رکن شدید کی پناہ لینا چاہتے تھے اور اگر میں اتنی طویل مدت تک قید میں رہتا' جتنی یوسف ؑ رہے تھے اور پھر میرے پاس (بادشاہ کا آدمی) بلانے کے لئے آتا تو میں ضرور اس کے ساتھ چلا جاتا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ.................. لَا بِحَمْدِ أَحَدٍ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن سلام نے حدیث بیان کی انہیں ابن فضیل نے خبر دی' ان سے حصین نے حدیث بیان کی' ان سے شقیق نے' ان سے مسروق نے بیان کیا کہ میں نے ام رومانؓ سے (آپ عائشہؓ کی والدہ ہیں) عائشہؓ کے بارے میں جو افواہ اڑائی گئی تھی' اسکے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں عائشہؓ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک انصاری خاتون ہمارے یہاں آئیں اور کہا کہ اللہ فلاں (مسطح) کو بدلہ دے اور وہ بدلہ بھی دے چکے' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ اس نے ادھر کی ادھر لگائی ہے۔ پھر انصاری خاتون نے (حضرت عائشہ کی تہمت کا سارا) واقعہ بیان کیا۔ حضرت عائشہؓ نے (اپنی والدہ سے) پوچھا کہ کون سا واقعہ ہے؟ تو ان کی والدہ نے انہیں واقعہ کی تفصیل بتائی۔ عائشہؓ نے پوچھا کہ کیا ابوبکرؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معلوم ہوگیا؟ ان کی والدہ نے بتایا کہ ہاں۔ یہ سنتے ہی حضرت عائشہؓ بے ہوش ہوگئیں اور گر پڑیں اور جب ہوش آیا تو جاڑے کے ساتھ بخار چڑھا ہوا تھا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ انہیں کیا ہوا؟ میں نے عرض کی کہ ایک بات اس سے کہی گئی تھی اور اسی کے صدمے سے بخار ہوگیا ہے۔ پھر حضرت عائشہؓ اٹھ کر بیٹھ گئیں اور کہا کہ بخدا اگر میں قسم کھاؤں' جب بھی آپ لوگ میری بات نہیں مان سکتے اور اگر کوئی عذر بیان کروں تو اسے بھی نہیں تسلیم کرسکتے' بس میری اور آپ لوگوں کی مثال یعقوب ؑ اور ان کے بیٹوں کی سی ہے (کہ انہوں نے اپنے بیٹوں کی من گھڑت کہانی سن کر فرمایا تھا کہ) ''جو کچھ تم کہہ رہے ہو میں اس پر اللہ ہی کی مدد چاہتا ہوں'' اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کو جو کچھ منظور تھا وہ نازل فرمایا (حضرت عائشہؓ کی برأت کے سلسلے میں) جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اطلاع عائشہؓ کو دی تو انہوں نے کہا کہ اس کے لئے صرف اللہ کی حمد و ثنا ہے' کسی اور کی نہیں۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ.................. اسحق بن ابراهيم عليهم السلام

ترجمہ:۔ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے کہا

کہ مجھے عروہ نے خبر دی انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہؓ سے اس آیت کے متعلق پوچھا حتی اذا استیاس الرسل وظنوا انھم قد کذبوا (بالتشدید) ہے یا کذبوا (بالتخفیف) یہاں تک کہ جب انبیا ناامید ہو گئے اور انہیں خیال گزرنے لگا کہ اب انہیں جھٹلا دیا جائے گا' تو اللہ کی مدد پہنچی تو انہوں نے فرمایا یہ بالتشدید ہے اور مطلب یہ ہے کہ) ان کی قوم نے انہیں جھٹلایا تھا۔ میں نے عرض کی کہ اس کا تو انہیں یقین تھا ہی کہ قوم انہیں جھٹلا رہی ہے پھر قرآن میں لفظ ظن (گمان و خیال کے معنی میں) استعمال کیوں کیا گیا؟ عائشہؓ نے فرمایا۔ عریہ! انبیا اسے پوری طرح جانتے تھے اور یقین رکھتے تھے (کہ ان کی قوم انہیں جھٹلا رہی ہے) میں نے عرض کی شاید یہ او کذبوا (بالتخفیف) ہو' انہوں نے فرمایا معاذ اللہ! انبیا اپنے رب کے ساتھ اس طرح کا گمان نہیں کر سکتے (خلاف وعدہ کا) لیکن یہ آیت' انہوں نے فرمایا تو اس کا تعلق انبیا کے ان متبعین سے ہے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور اپنے انبیا کی تصدیق کی تھی' پھر جب آزمائشوں اور مشکلات کا سلسلہ طویل ہوا اور اللہ کی مدد پہنچنے میں تاخیر پر تاخیر ہوتی رہی (کیونکہ اس کا وقت ابھی نہیں آیا تھا' انبیا اپنی قوم کے ان افراد سے تو بالکل مایوس ہو گئے تھے' جنہوں نے ان کی تکذیب کی تھی اور (مدد کی تاخیر کی وجہ سے) انہیں یہ گمان ہوا (شدت مایوسی کی وجہ سے) کہ کہیں ان کے متبعین بھی تکذیب نہ کر بیٹھیں تو ایک دم اللہ کی مدد آ پہنچی۔ ابو عبداللہ نے کہا کہ استیاسوا' افتعلوا کے وزن پر ہے یست سے۔ منہا ے من یوسف۔ لا تیاسوا من روح اللہ کے معنی رجا و امید کے ہیں۔ ہم کو عبدہ نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالصمد نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالرحمٰن نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابن عمرؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' شریف بن شریف بن شریف یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیمؑ ہیں۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی (وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ) (ارْكُضْ) اضْرِبْ (يَرْكُضُونَ) يَعْدُونَ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد' اور ایوب (علیہ السلام) نے جب اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تکلیف اور مرض نے آ گھیرا ہے اور آپ ارحم الرحمین ہیں۔

ارکض بمعنی ضرب' یرکضون اے یعدون۔

← حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ.......................عَنْ بَرَكَتِكَ .

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی' انہیں معمر نے خبر دی' انہیں ہمام نے اور انہیں ابوہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایوبؑ برہنہ غسل کر رہے تھے کہ سونے کی ٹڈیاں ان پر گرنے لگیں' آپ انہیں اپنے کپڑے میں جمع کرنے لگے' ان کے پروردگار نے ان سے کہا کہ اے ایوب! جو کچھ تم دیکھ رہے ہو (سونے کی ٹڈیاں) کیا میں نے تمہیں اس سے بے نیاز نہیں کر دیا ہے) ایوبؑ نے فرمایا کہ صحیح ہے اے رب العزت! لیکن آپ کی برکت سے میں کس طرح بے نیاز ہو سکتا ہوں۔

باب (وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَى إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا.

باب۔ اور یاد کرو کتاب (قرآن مجید) میں موسیٰ کو کہ وہ (اپنی عبادات و ایمان میں) مخلص اور موحد تھے اور رسول و نبی تھے

وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا) كَلَّمَهُ (وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا) يُقَالُ لِلْوَاحِدِ وَلِلِاثْنَيْنِ

وَالْجَمِيعِ نَجِيٌّ وَيُقَالُ خَلَصُوا نَجِيًّا اعْتَزَلُوا نَجِيًّا وَالْجَمِيعُ أَنْجِيَةٌ يَتَنَاجَوْنَ تلقف تلقم

جب کہ ہم نے طور کی داہنی جانب سے انہیں آواز دی اور سرگوشی کے لئے انہیں قریب بلایا اور ان کے لئے اپنی رحمت سے ہم نے ان کی بھائی ہارون کو نبوت سے سرفراز کیا"۔ واحد تثنیہ اور جمع سب کے لئے لفظ نجی استعمال ہوتا ہے' بولتے ہیں خلصوا نجیا یعنی سرگوشی کے لئے علیحدہ جگہ چلے گئے اگر نجی کا لفظ مفرد کے لئے استعمال ہوا تو اس کی جمع انجیہ ہو گی۔ تلقف بمعنی تلقم۔

باب (وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ) إِلَى قَوْلِهِ (مُسْرِفٌ كَذَّابٌ)

باب "اور فرعون کے خاندان کے ایک مومن فرد نے نے کہا جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھے" اللہ تعالیٰ کے ارشاد مسرف کذاب تک۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ .... يَسْتُرُهُ عَنْ غَيْرِهِ

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے عقیل نے حدیث بیان کی' ان سے ابن شہاب نے' انہوں نے عروہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ عائشہؓ نے فرمایا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (غار حرا سے) سب سے پہلی مرتبہ وحی کے نازل ہونے کے بعد ام المومنین خدیجہؓ کے پاس تشریف لائے تو آپ بہت گھبرائے ہوئے تھے۔ خدیجہؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو (اپنے عزیز) ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں وہ نصرانی ہو گئے تھے اور انجیل کو عربی میں پڑھتے تھے۔ ورقہ نے پوچھا۔ کہ آپ کیا دیکھتے ہیں؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتایا تو انہوں نے بتایا کہ یہی وہ ہیں ناموس جنہیں اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کے پاس بھیجا تھا اور اگر میں تمہارے زمانے تک زندہ رہا تو میں تمہاری پوری پوری مدد کروں گا۔ ناموس' راز دار کو کہتے ہیں۔ جو ایسے راز پر بھی مطلع ہو جو آدمی دوسرے سے چھپاتا ہے۔

باب قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى إِذْ رَأَى نَارًا) إِلَى قَوْلِهِ (بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى)

"اور کیا آپ کو موسیٰ (علیہ السلام) کا واقعہ معلوم ہوا۔ جب انہوں نے آگ دیکھی۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد بالوادی المقدس طوی تک

(آنَسْتُ) أَبْصَرْتُ (نَارًا لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ) الآيَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُقَدَّسُ الْمُبَارَكُ طُوًى اسْمُ الْوَادِي (سِيرَتَهَا) حَالَتَهَا وَ (النُّهَى) التُّقَى (بِمَلْكِنَا) بِأَمْرِنَا (هَوَى) شَقِيَ (فَارِغًا) إِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوسَى (رِدْءًا) كَيْ يُصَدِّقَنِي وَيُقَالُ مُغِيثًا أَوْ مُعِينًا يَبْطُشُ وَيَبْطِشُ (يَأْتَمِرُونَ) يَتَشَاوَرُونَ وَالْجِذْوَةُ قِطْعَةٌ غَلِيظَةٌ مِنَ الْخَشَبِ لَيْسَ فِيهَا لَهَبٌ (سَنَشُدُّ) سَنُعِينُكَ كُلَّمَا عَزَّزْتَ شَيْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهُ عَضُدًا وَقَالَ غَيْرُهُ كُلَّمَا لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ أَوْ فِيهِ تَمْتَمَةٌ أَوْ فَأْفَأَةٌ فَهِيَ عُقْدَةٌ (أَزْرِي) ظَهْرِي (فَيُسْحِتَكُمْ) فَيُهْلِكَكُمْ (الْمُثْلَى) تَأْنِيثُ الأَمْثَلِ، يَقُولُ بِدِينِكُمْ، يُقَالُ خُذِ الْمُثْلَى، خُذِ الأَمْثَلَ (ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا) يُقَالُ هَلْ أَتَيْتَ الصَّفَّ الْيَوْمَ يَعْنِي الْمُصَلَّى الَّذِي يُصَلَّى فِيهِ (فَأَوْجَسَ) أَضْمَرَ خَوْفًا، فَذَهَبَتِ الْوَاوُ مِنْ (خِيفَةً) لِكَسْرَةِ الْخَاءِ (فِي جُذُوعِ النَّخْلِ) عَلَى جُذُوعِ (خَطْبُكَ) بَالُكَ (مِسَاسَ) مَصْدَرُ مَاسَّهُ مِسَاسًا (لَنَنْسِفَنَّهُ) لَنُذْرِيَنَّهُ الضَّحَاءُ الْحَرُّ (قُصِّيهِ) اتَّبِعِي أَثَرَهُ، وَقَدْ يَكُونُ أَنْ تَقُصَّ الْكَلَامَ (نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ) (عَنْ جُنُبٍ) عَنْ بُعْدٍ وَعَنْ جَنَابَةٍ وَعَنِ اجْتِنَابٍ وَاحِدٌ قَالَ مُجَاهِدٌ (عَلَى قَدَرٍ) مَوْعِدٌ (لَا تَنِيَا) (

لاَ تَضْعُفَا) (يَبَسًا) يَابِسًا (مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ) الْحُلِيِّ الَّذِى اسْتَعَارُوا مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ (فَقَذَفْتُهَا) أَلْقَيْتُهَا (أَلْقَى) صَنَعَ (فَنَسِيَ) مُوسَى هُمْ يَقُولُونَهُ أَخْطَأَ الرَّبَّ أَنْ لاَ يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ قَوْلاً فِي الْعِجْلِ

انست ای ابصرت میں نے آگ دیکھی ہے' ممکن ہے تمہارے لئے اس میں سے کوئی انگارہ لاسکوں (تاپنے کے لئے) آخر آیت تک۔ ابن عباسؓ سے فرمایا کہ المقدس مبارک کے معنی میں ہے طوی وادی کا نام ہے۔ سیر تھا یعنی اس کی حالت النھی بمعنی پرہیز گاری۔ بملکنا یعنی اپنے حکم سے۔ هوی یعنی بدبخت رہا۔ فارغا یعنی (ہر چیز' خوف وڈر سے موسیٰؑ کی والدہ کا دل خالی تھا' سوا موسیٰؑ کے ذکر کے ردأيُصَدِّقُنِي (یعنی میرے ساتھ ہارونؑ کو مددگار کے طور پر بھیجئے تاکہ فرعون کے دربار میں میری رسالت کی تصدیق کریں) رداء کے معنی فریادرس کے بھی آتے ہیں اور مددگار کے بھی يبطش اور يبطش (طاء کے ضمہ اور کسرہ کے ساتھ) یا تمرون بمعنی یتشاورون (الجذوة لکڑی کا وہ موٹا ٹکڑا جس میں لپٹ نہ ہو (اگرچہ آگ ہو) سنشد یعنی ہم تمہاری مدد کریں گے کہ جب تم نے کسی کی مدد کی تو گویا تم اس کے دست و بازو بن گئے اور دوسرے حضرات نے کہا کہ جب کوئی حرف زبان سے نہ ادا ہو پائے لکنت ہو یا فا زبان پر آجاتا ہے تو اس کے لئے لفظ عقدہ استعمال کرتے ہیں ازری بمعنی ظهری فيسحتكم بمعنی فيهلكم المثلى' امثل کی تانیث ہے۔ (بمعنی افضل) کہتے ہیں خذ المثلى' خذ الامثل۔ ثم ائتوا صفا کہتے ہیں۔ هل اتيت الصف اليوم (میں الصّف سے مراد) وہ جگہ ہے جہاں نماز پڑھی جاتی ہو۔ فاوجس. یعنی دل میں پیدا ہو خوف۔ خيفة (جو اصل میں خوفۃ تھا) کا واؤ خاء کے کسر کی وجہ سے یا سے بدل گیا ہے في جذوع النخل اى على جذوع النخل خطبک بمعنی بالک۔ مساس مصدر ہے ماسه مساسا سے لنسفنه یعنی لنذرينه الضحاء بمعنی الحر قصيه یعنی اس کے پیچھے پیچھے چلی جائے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نقص الکلام سے اس کے معنی ماخوذ ہوں (جیسے آیت) نَحنُ نقصُّ عَلَيكَ۔ میں ہے عن جنب یعنی عن بعد اور عن جنابة وعن اجتناب ایک معنی میں ہیں مجاہد نے فرمایا کہ علی قدر (میں قدر کا ترجمہ) وعدہ متعینہ ہے۔ لاتنيا یعنی لا تضعفا يبسا بمعنی يابسا۔ من زينة القوم سے مراد وہ زیورات ہیں جو انہوں نے آل فرعون سے مستعار لئے تھے فقذفتها ای القيتها۔ القى بمعنی صَنَع . فنسى موسىٰ یعنی سامری اور اس کے متبعین یہ کہتے تھے کہ موسیٰؑ پروردگار (ان کی مراد گوسالہ سے تھی' معاذ اللہ) کو چھوڑ کر دوسری جگہ (طور پر) چلے گئے۔ ان لا يرجع اليهم قولا گوسالہ کے بارے میں ہے۔

← حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ.................. عن انس عن النبى صلى الله عليه وسلم .

ترجمہ:۔ ہم سے ہدبہ بن خالد نے حدیث بیان کی' ان سے ہمام نے حدیث بیان کی' ان سے قتادہ نے حدیث بیان کی' ان سے انس بن مالکؓ نے اور ان سے مالک بن صعصعہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس رات کے متعلق حدیث بیان کی جس میں آپ معراج کے لئے تشریف لے گئے تھے کہ جب آپ پانچویں آسمان پر تشریف لائے تو وہاں ہارونؑ تشریف رکھتے تھے' جبریلؑ نے بتایا کہ آپ ہارونؑ ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا تو انہوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا خوش آمدید' صالح بھائی اور صالح نبی۔ اس روایت کی متابعت ثابت اور عباد بن ابی علی نے انسؓ کے واسطے سے بیان کیا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى) (وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور کیا آپ کو موسیٰ کا واقعہ معلوم ہوا اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو اپنے کلام سے نوازا۔

← حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى.................. غَوَتْ أُمَّتُكَ .

ترجمہ:۔ ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی انہیں ہشام بن یوسف نے خبر دی انہیں معمر نے خبر دی انہیں زہری نے انہیں سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کی سرگزشت بیان کی جس میں آپ معراج کے لئے تشریف لے گئے تھے کہ میں نے موسیٰؑ کو دیکھا کہ وہ گٹھے ہوئے بدن کے تھے بال گھنگھریالے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قبیلہ شنوءۃ کے افراد میں سے ہوں۔ اور میں نے عیسیٰؑ کو بھی دیکھا وہ میانہ قد اور نہایت سرخ وسفید تھے (چہرے پر اتنی شادابی تھی کہ) معلوم ہوتا تھا کہ ابھی غسل خانے سے نکلے ہیں۔ اور میں ابراہیمؑ کی اولاد میں ان سے سب سے زیادہ مشابہ ہوں پھر دو برتن میرے سامنے لائے گئے۔ ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب جبریلؑ نے کہا کہ دونوں چیزوں میں سے آپ کا جو جی چاہے پیجئے۔ میں نے دودھ کا پیالہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور دودھ پی گیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ آپ نے فطرت (اسلام اور استقامت) کو اختیار کیا اگر اس کے بجائے آپ نے شراب پی ہوتی تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ..........وَذَكَرَ الدَّجَّالَ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی ان سے غندر نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے قتادہ نے بیان کیا انہوں نے ابوالعالیہ سے سنا اور ان سے تمہارے نبی کے چچازاد بھائی یعنی ابن عباسؓ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کے لئے یہ درست نہیں کہ مجھے یونس بن متیؑ پر ترجیح دے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام آپ کے والد کی طرف سے منسوب کر کے لیا۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ موسیٰؑ گندم گوں اور دراز قد تھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے قبیلہ شنوءۃ کے کوئی صاحب ہوں اور فرمایا کہ عیسیٰؑ درمیانہ قد تھے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے داروغۂ جہنم مالک کا بھی ذکر فرمایا اور دجال کا بھی ذکر فرمایا۔

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ..........وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ

ترجمہ:۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے ایوب سختیانی نے حدیث بیان کی ان سے سعید بن جبیر کے صاحبزادے (عبداللہ) نے اپنے والد کے واسطے سے اور ان سے ابن عباسؓ نے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے وہاں کے لوگ ایک دن یعنی عاشورا کا روزہ رکھتے تھے۔ ان لوگوں (یہودیوں) نے بتایا کہ یہ بڑا باعظمت دن ہے۔ اسی دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو نجات دی تھی اور آل فرعون کو غرق کیا تھا اس کے شکرانہ میں موسیٰؑ نے اس دن کا روزہ رکھا تھا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰؑ کا ان سے زیادہ قریب ہوں چنانچہ آپ نے خود بھی اس دن کا روزہ رکھنا شروع کیا اور صحابہؓ کو بھی اس کا حکم دیا۔

باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (وَوَاعَدْنَا مُوسَى ثَلَاثِينَ لَيْلَةً)

وَأَتْمَمْنَاهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً وَقَالَ مُوسَى لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ * وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِي) إِلَى قَوْلِهِ (وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ) يُقَالُ دَكَّهُ زَلْزَلَهُ (فَدُكَّتَا) فَدُكِكْنَ، جَعَلَ الْجِبَالَ كَالْوَاحِدَةِ كَمَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (أَنَّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا) وَلَمْ يَقُلْ كُنَّ رَتْقًا مُلْتَصِقَتَيْنِ (أُشْرِبُوا) ثَوْبٌ مُشَرَّبٌ مَصْبُوغٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (انْبَجَسَتْ) انْفَجَرَتْ (وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ) رَفَعْنَا

پھر اس میں دس دن کا مزید اضافہ کر دیا اور اس طرح ان کے رب کے متعین کردہ چالیس دن پورے ہو گئے۔ اور موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میری غیر موجودگی میں میری قوم کی نگرانی کرتے رہنا اور ان کے ساتھ نرم رویہ رکھنا اور مفسدوں کی راستے کی پیروی

نہ کرنا' پھر جب موسیٰ ہمارے متعین کردہ وقت پر آئے اور ان کے رب نے ان سے (بلاواسطہ) گفتگو کی تو انہوں نے عرض کی میرے پروردگار! مجھے اپنا دیدار کرا دیجئے۔ میں آپ کو دیکھ لوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد وانا اول المؤمنین تک بولتے ہیں دکہ یعنی اسے جھنجھوڑ دیا (آیت میں) فکدتا معنی میں فدککن کے ہے الجبال کو واحد کے حکم میں تسلیم کرکے (اور اسی طرح الارض کو آیت میں تثنیہ کا صیغہ لائے) جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان السموات والارض کانتا رتقا (بصیغہ تثنیہ) اس کے بجائے کن رتقا (بصیغہ جمع) نہیں فرمایا (رتقا کے معنی) ملے ہوئے کے ہیں۔ اشربوا (یعنی ان کے دلوں میں گوسالے کی محبت رس بس گئی تھی) ثوب مشرب رنگا ہوا کپڑا' ابن عباسؓ نے فرمایا کہ انجست کے معنی پھوٹ پڑی واذ نتقنا الجبل یعنی پہاڑ کو ہم نے ان کے اوپر اٹھایا۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ .... بِصَعْقَةِ الطُّورِ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے عمرو بن یحییٰ ان سے ان کے باپ نے ان سے ابو سعید خدریؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' قیامت کے دن سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے' پھر سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا اور دیکھوں گا کہ موسیٰؑ عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ پکڑے ہوئے ہیں' اب مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے ہوں گے یا (بے ہوش ہی نہیں کئے گئے ہوں گے بلکہ) انہیں کوہ طور کی بے ہوشی کا بدلہ ملا ہوگا۔

← حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ .... زَوْجَهَا الدَّهْرَ

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی' انہیں معمر نے خبر دی' انہیں ہمام نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت کبھی خراب نہ ہوا کرتا۔ اور اگر حواءؑ نہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے شوہر کی خیانت کبھی نہ کرتی (حدیث پر نوٹ گزر چکا ہے)۔

بَاب طُوفَانٍ مِنَ السَّيْلِ

قرآن مجید میں طوفان سے مراد سیلاب کا طوفان ہے

يُقَالُ لِلْمَوْتِ الْكَثِيرِ طُوفَانٌ الْقُمَّلُ الْحُمْنَانُ يُشْبِهُ صِغَارَ الْحَلَمِ (حَقِيقٌ) حَقٌّ (سُقِطَ) كُلُّ مَنْ نَدِمَ فَقَدْ سُقِطَ فِي يَدِهِ

بکثرت اموات کا وقوع ہونے لگے تو اسے بھی طوفان کہتے ہیں القمل اس چچڑی کو کہتے ہیں جو چھوٹی جوں کے مشابہ ہوتی ہے۔ حقیق بمعنی حق سقط (بمعنی نادم ہوا) جو شخص بھی نادم ہوتا ہے تو (گویا) وہ اپنے ہاتھ میں گر پڑتا ہے (یعنی کبھی ہاتھ کو دانتوں سے شدت غم میں کاٹتا ہے اور کبھی ہاتھ سے دوسری حرکتیں کرتا ہے جو غم والم پر دلالت کرتی ہیں)۔

بَاب حَدِيثِ الْخَضِرِ مَعَ مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

← حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ .... قَصَّ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ

ترجمہ:۔ ہم سے عمرو بن محمد نے حدیث بیان کی' ان سے یعقوب بن ابراہیم نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی' ان سے صالح نے' ان سے ابن شہاب نے' انہیں عبید اللہ بن عبداللہ نے خبر دی اور انہیں ابن عباسؓ نے کہ حر بن قیس فزاریؓ سے صاحب موسیٰؑ کے بارے میں ان کا اختلاف ہوا۔ پھر ابی بن کعبؓ وہاں سے گزرے تو ابن عباسؓ نے انہیں بلایا اور فرمایا کہ میرا' اپنے ان ساتھی سے

صاحب موسیٰ کے بارے میں اختلاف ہو گیا ہے جن سے ملاقات کے لئے موسیٰؑ نے راستہ پوچھا تھا' کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے ان کے حالات کا تذکرہ سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا جی ہاں! میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا کہ موسیٰؑ بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص نے ان سے آ کر پوچھا' کیا آپ کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں جو اس روئے زمین پر آپ سے زیادہ علم رکھنے والا ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی نازل کی کہ کیوں نہیں' ہمارا بندہ خضر ہے (جنہیں ان امور کا علم ہے جن کا آپ کو نہیں) موسیٰؑ نے ان تک پہنچنے کا راستہ پوچھا تو انہیں مچھلی کو اس کی نشانی کے طور پر بتایا گیا اور کہا گیا کہ جب مچھلی گم ہو جائے (تو جہاں گم ہوئی تو وہاں) واپس آ جانا وہیں ان سے ملاقات ہوگی۔ چنانچہ موسیٰؑ دریا میں (سفر کے دوران) مچھلی کی برابر نگرانی کرتے رہے۔ پھر ان سے ان کے رفیق سفر نے کہا کہ آپ نے خیال نہیں کیا جب ہم چٹان کے پاس ٹھہرے تو میں مچھلی (کے متعلق بتانا) بھول گیا تھا اور مجھے محض شیطان نے اسے یاد رکھنے سے غافل رکھا۔ موسیٰؑ نے فرمایا کہ اسی کی تو ہمیں تلاش تھی۔ چنانچہ یہ حضرات اسی راستے سے پیچھے کی طرف لوٹے اور خضرؑ سے ملاقات ہوئی ان دونوں حضرات کے ہی وہ حالات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ .... أَوْ ثَلَاثًا وَحَفِظْتُهُ مِنْهُ

ترجمہ:۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے عمرو بن دینار نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھے سعید بن جبیر نے خبر دی' انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عباسؓ سے عرض کی کہ نوف بکالی کہتے ہیں کہ موسیٰ' صاحب خضر بنی اسرائیل کے موسیٰ نہیں ہیں' بلکہ وہ دوسرے موسیٰ ہیں ابن عباسؓ نے فرمایا کہ دشمن خدا نے قطعاً بے بنیاد بات کہی۔ ہم سے ابن کعبؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بیان کیا کہ موسیٰؑ بنی اسرائیل کو کھڑے ہو کر خطاب کر رہے تھے کہ ان سے پوچھا گیا' کون سا شخص سب سے زیادہ جاننے والا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب فرمایا۔ کیونکہ (جیسا کہ چاہیے تھا' انہوں نے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ کیوں نہیں! میرا ایک بندہ ہے جہاں دو دریا آ کر ملتے ہیں وہاں رہتا ہے اور تم سے زیادہ جاننے والا ہے' انہوں نے عرض کیا' اے رب العزت! میں ان سے کس طرح مل سکوں گا؟ سفیان نے (اپنی روایت میں یہ الفاظ) بیان کئے کہ اے رب وکیف لی بہ) اللہ جل شانہ نے فرمایا' ایک مچھلی پکڑ کر اپنے تھیلے میں رکھ لو' جہاں وہ مچھلی گم ہو جائے' بس میرا بندہ وہیں تمہیں ملے گا' بعض اوقات انہوں نے (بجائے فہوثم کے) فھو ثمہ کہا۔ چنانچہ موسیٰؑ نے مچھلی لی اور اسے ایک تھیلے میں رکھ لیا' پھر آپ اور آپ کے رفیق سفر یوشع بن نونؑ روانہ ہوئے۔ جب یہ حضرات چٹان پر پہنچے اور سر سے ٹیک لگائی تو موسیٰؑ کو نیند آ گئی اور مچھلی تڑپ کر نکلی اور دریا کے اندر چلی گئی۔ اور اس نے دریا میں اپنا راستہ اچھی طرح بنا لیا اللہ تعالیٰ نے مچھلی سے پانی کے بہاؤ کو روک دیا اور وہ محراب کی طرح ہو گئی' انہوں نے واضح کیا کہ یوں محراب کی طرح۔ پھر دونوں حضرات اس دن اور رات کے باقی ماندہ حصے میں چلتے رہے۔ جب دوسرا دن آیا تو موسیٰؑ نے اس وقت اپنے رفیق سفر سے فرمایا کہ اب ہمارا کھانا لاؤ' کیونکہ ہم اپنے سفر میں بہت تھک گئے ہیں موسیٰؑ نے اس وقت تک کوئی تھکان محسوس نہیں کی تھی جب تک وہ اس متعینہ جگہ سے آگے نہ بڑھ گئے جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا' ان کے رفیق نے کہا کہ دیکھئے تو سہی جب ہم چٹان پر اترے ہوئے تھے تو میں مچھلی (کے متعلق کہنا) آپ سے بھول گیا اور مجھے اس کی یاد سے صرف شیطان نے غافل رکھا اور اس مچھلی نے تو (وہیں چٹان کے قریب) دریا میں اپنا راستہ حیرت انگیز طور پر بنا لیا تھا' مچھلی کو تو راستہ مل گیا تھا اور یہ حضرات (خدا کی اس قدرت پر) حیرت زدہ تھے' موسیٰؑ نے فرمایا کہ یہی جگہ تھی جس کی ہم تلاش میں ہیں۔

چنانچہ دونوں حضرات اسی راستے سے پیچھے کی طرف واپس ہوئے اور جب اس چٹان پر پہنچے تو وہاں ایک صاحب موجود تھے' سارا جسم ایک کپڑے میں لپیٹے ہوئے' موسیٰؑ نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا پھر کہا اس خطے میں سلام کا رواج نہیں تھا۔ موسیٰؑ نے کہا کہ میں موسیٰ ہوں' انہوں نے پوچھا بنی اسرائیل کے موسیٰ' فرمایا کہ جی ہاں! میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوں کہ آپ مجھے وہ علم مفید سکھادیں جو آپ کو سکھایا گیا ہے' انہوں نے فرمایا' اے موسیٰ! میرے پاس اللہ کا دیا ہوا ایک علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھایا ہے۔ تو اسے نہیں جانتا' اسی طرح آپ کے پاس اللہ کا دیا ہوا ایک علم ہے اللہ تعالیٰ نے تجھے وہ علم سکھایا ہے اور میں اس کو نہیں جانتا موسیٰؑ نے کہا' کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں' انہوں نے کہا آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے' اور واقعی آپ ان امور کے متعلق صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں جو آپ کے احاطہ علم میں نہیں' اللہ تعالیٰ کے ارشاد امراً تک۔ آخر موسیٰ اور خضرؑ چلے' دریا کے کنارے کنارے' پھر ان کے قریب سے' ایک کشتی گزری' ان حضرات نے کہا کہ انہیں بھی کشتی والے کشتی پر سوار کرلیں' کشتی والوں نے خضرؑ کو پہچان لیا اور کسی اجرت کے بغیر اس پر سوار کرلیا۔ جب یہ اصحاب اس پر سوار ہوگئے تو ایک چڑیا آئی اور کشتی کے ایک کنارے پر بیٹھ کر اس نے پانی اپنی چونچ میں ایک یا دو مرتبہ ڈالا۔ خضرؑ نے فرمایا اے موسیٰ! میرے اور آپ کے علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے علم میں اتنی بھی کمی نہیں ہوئی۔ جتنی اس چڑیا کے دریا میں چونچ مارنے سے دریا کے پانی میں کمی ہوگی' اتنے میں خضرؑ نے کلہاڑی اٹھائی اور کشتی میں سے ایک تختہ نکال لیا۔ موسیٰؑ نے جو نظر اٹھائی تو وہ اپنی کلہاڑی سے نکال چکے تھے۔ اس پر وہ بول پڑے کہ یہ آپ نے کیا کیا؟ جن لوگوں نے ہمیں بغیر کسی اجرت کے سوار کرلیا انہیں کی کشتی پر آپ نے بری نظر ڈالی اور اسے چیر دیا کہ سارے کشتی والے ڈوب جائیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ نے نہایت ناگوار کام کیا۔ خضرؑ نے فرمایا کہ (کیا میں نے آپ سے پہلے ہی نہیں کہہ دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے) موسیٰؑ نے فرمایا کہ (یہ بے صبری اپنے وعدہ کو بھول جانے کی وجہ سے ہوئی' اس لئے آپ اس چیز کا مجھ سے مواخذہ نہ کریں جو میں بھول گیا ہوں اور میرے معاملے میں تنگی نہ فرمائیں' یہ پہلی بات موسیٰؑ سے بھول کر ہوئی تھی۔ پھر جب دریائی سفر ختم ہوا تو ان کا گزر ایک بچے کے پاس سے ہوا جو دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ خضرؑ نے اس کا سر پکڑ کر اپنے ہاتھ سے (دھڑ سے) جدا کردیا۔ سفیان نے اپنے ہاتھ کی انگلی سے (جدا کرنے کی کیفیت بتانے کے لئے) اشارہ کیا' جیسے وہ کوئی چیز اچک رہے ہوں' اس پر موسیٰؑ نے فرمایا کہ آپ نے ایک جان کو ضائع کردیا' کسی دوسرے کی جان کے بدلے میں بھی یہ نہیں تھا' بلاشبہ آپ نے ایک برا کام کیا' خضرؑ نے فرمایا کہ کیا میں نے آپ سے پہلے ہی نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے' موسیٰؑ نے فرمایا' اچھا اس کے بعد اگر میں نے آپ سے کوئی بات پوچھی تو پھر آپ مجھے ساتھ نہ لے چلئے گا' بے شک آپ میرے بارے میں حد عذر کو پہنچ چکے۔ یہ دونوں حضرات آگے بڑھے اور جب ایک بستی میں پہنچے تو بستی والوں سے کہا کہ وہ انہیں اپنا مہمان بنالیں' لیکن انہوں نے انکار کردیا' پھر اس بستی میں انہیں ایک دیوار دکھائی دی جو بس گرنے ہی والی تھی۔ خضرؑ نے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کیا' سفیان نے (کیفیت بتانے کے لئے) اس طرح اشارہ کیا جیسے وہ کوئی چیز اوپر کی طرف پھر رہے ہوں۔ میں نے سفیان سے مائلا کا لفظ صرف ایک مرتبہ سنا تھا۔ موسیٰؑ نے کہا کہ یہ لوگ تو ایسے تھے ہم ان کے یہاں آئے اور انہوں نے ہماری میزبانی سے بھی انکار کیا۔ پر ان کی دیوار آپ نے ٹھیک کردی' اگر آپ چاہتے تو اس کی اجرت ان سے لے سکتے تھے۔ خضرؑ نے فرمایا کہ بس یہاں سے میرے اور آپ کے درمیان جدائی ہوگئی۔ جن باتوں پر آپ صبر نہیں کر سکتے تھے میں ان کی تاویل و

توجیہہ آپ پر واضح کروں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہماری تو یہ خواہش تھی کہ موسیٰؑ صبر کرتے اور اللہ تعالیٰ تکوینی واقعات ہمارے لئے بیان کرتا۔ سفیان نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ موسیٰؑ پر رحم کرے اگر انہوں نے صبر کیا ہوتا تو ان کے مزید واقعات ہمیں معلوم ہوتے۔ ابن عباسؓ نے (جمہور کی قرأت وراءہم کے بجائے) اما مہم ملک یا خذ کل سفینۃ غصبا پڑھا ہے اور وہ بچہ (جس کی خضرؑ نے جان لی تھی) کافر تھا اور اس کے والدین مومن تھے پھر مجھ سے سفیان نے بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے دو مرتبہ سنی تھی اور انہیں سے (سن کر) یاد کی تھی۔ سفیان سے کسی نے پوچھا تھا۔ کیا یہ حدیث آپ نے عمرو بن دینار سے سننے سے پہلے ہی کسی دوسرے شخص سے سن کر (جس سے عمرو بن دینار سے سنی ہو) یاد کی تھی یا (اس کے بجائے یہ ہملہ کہا) تحفظہ من انسان (شک علی بن عبداللہ کو تھا) تو سفیان نے فرمایا کہ دوسرے کسی شخص سے سن کر میں یاد کرتا' کیا اس حدیث کو عمرو بن دینار کے واسطے سے میرے سوا کسی اور نے بھی روایت کیا ہے؟ میں نے ان سے یہ حدیث دو یا تین مرتبہ سنی تھی اور انہیں سے سن کر یاد کی تھی۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَصْبَهَانِيُّ .... خَلْفِهِ خَضْرَاءَ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن سعید اصبہانی سے حدیث بیان کی' انہیں ابن مبارک نے خبر دی' انہیں معمر نے' انہیں ہمام بن منبہ نے اور انہیں ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خضرؑ کا یہ نام اس وجہ سے پڑا وہ ایک صاف اور بے آب و گیاہ زمین پر بیٹھے تھے لیکن جوں ہی اٹھے تو وہ جگہ سر سبز شاداب تھی۔

← حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ .... حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ

ترجمہ:۔ ہم سے اسحاق بن نصر نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی' ان سے معمر نے' ان سے ہمام بن منبہ نے اور انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم نے فرمایا بنی اسرائیل کو حکم ہوا تھا کہ دروازے سے جھک کر خشوع وخضوع کے ساتھ داخل ہوں۔ یہ کہتے ہوئے کہ ہمارا سوال صرف مغفرت کا ہے' لیکن انہوں نے اس کے برعکس کیا اور اپنے سرین کے بل گھسیٹتے ہوئے داخل ہوئے اور یہ کہتے ہوئے حبۃ فی شعرۃ (ایک مہمل جملہ)۔

← حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ .... عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا.

ترجمہ:۔ ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے حدیث بیان کی ان سے روح بن عبادہ نے حدیث بیان کی' ان سے عوف نے حدیث بیان کی' ان سے حسن' محمد بن سیرین اور خلاس نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' موسیٰؑ بڑے ہی باحیا اور ستر پوشی کے معاملہ میں انتہائی محتاط تھے۔ ان کی حیا اور شرم کا یہ عالم تھا کہ ان کے بدن کا کوئی حصہ بھی دیکھا نہیں جا سکتا تھا' بنی اسرائیل کے جو لوگ انہیں اذیت پہنچانے کے درپے تھے وہ کیوں باز رہ سکتے تھے' ان لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ اس درجہ ستر پوشی کا اہتمام صرف اس لئے ہے کہ ان کے جسم میں عیب ہے یا برص ہے یا انتفاخ خصیتین ہے۔ یا پھر کوئی اور بیماری ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ یہ ارادہ کر چکا تھا کہ موسیٰؑ کی ان کی ہفوات سے برأت کرے گا' ایک دن موسیٰؑ تنہا غسل کرنے کے لئے آئے اور ایک پتھر پر اپنے کپڑے (اتار کر) رکھ دیئے پھر غسل کیا' جب فارغ ہوئے تو کپڑے اٹھانے کے لئے بڑھے' لیکن پتھر ان کے کپڑوں کے سمیت بھاگنے لگا (خدا کے حکم سے)۔ موسیٰؑ نے اپنا عصا اٹھایا اور پتھر کے پیچھے پیچھے دوڑے یہ کہتے ہوئے کہ پتھر میرا کپڑا دے دے' آخر بنی اسرائیل کی ایک جماعت تک پہنچ گئے (بے خبری میں)۔ ان سب نے آپ کو ننگا دیکھ لیا' اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر حالت میں۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی تہمت سے آپ کی

برائت کردی اب پتھر بھی رک گیا اور آپ نے کپڑا اٹھا کر پہنا پھر پتھر کو اپنے عصا سے مارنے لگے۔ بخدا! اس پتھر پر موسیٰؑ کے مارنے کی وجہ سے تین یا چار یا پانچ جگہ نشانات پڑ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد۔ تم ان کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰؑ کو اذیت دی تھی' پھر ان کی تہمت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بری قرار دیا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وجیہہ اور باعزت تھے' میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ .... مِنْ هَذَا فَصَبَرَا

ترجمہ:۔ ہم سے ابوالولید نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے اعمش نے بیان کیا' انہوں نے ابووائل سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہؓ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مال) ایک مرتبہ تقسیم کیا۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ ایک ایسی تقسیم ہے جس میں اللہ کی رضا کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا ہے۔ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اس کی اطلاع دی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم غصہ ہوئے اور میں نے آپ کے چہرۂ مبارک پر غصے کے آثار دیکھے' پھر فرمایا' اللہ تعالیٰ موسیٰؑ پر رحم فرمائے' انہیں اس سے بھی زیادہ اذیت دی گئی تھی اور انہوں نے صبر کیا تھا۔

باب (يَعْكِفُونَ عَلَى أَصْنَامٍ لَهُمْ)

''وہ اپنے بتوں کے پاس (ان کی عبادت کے لئے) آ کر بیٹھتے ہیں''

(مُتَبَّرٌ) خُسْرَانٌ (وَلِيُتَبِّرُوا) يُدَمِّرُوا (مَا عَلَوْا) مَا غَلَبُوا متبر کے معنی خسران۔ ولیتبروا ای یدمروا ماعلوا ای ماغلبوا

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ .... إِلَّا وَقَدْ رَعَاهَا.

ترجمہ:۔ ہم سے یحیٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے یونس نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (سفر میں تھے) پیلو کے پھل توڑنے لگے' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سیاہ ہو گئے ہوں انہیں توڑو' کیونکہ وہ زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا' کیا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بکریاں چرائی ہیں؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

باب (وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً) الآيَة

باب ''اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو' آخر آیت تک

قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ الْعَوَانُ النَّصَفُ بَيْنَ الْبِكْرِ وَالْهَرِمَةِ (فَاقِعٌ) صَافٍ (لَا ذَلُولٌ) لَمْ يُذِلَّهَا الْعَمَلُ ، (تُثِيرُ الْأَرْضَ) لَيْسَتْ بِذَلُولٍ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَعْمَلُ فِي الْحَرْثِ (مُسَلَّمَةٌ) مِنَ الْعُيُوبِ (لَا شِيَةَ) بَيَاضٌ (صَفْرَاءُ) إِنْ شِئْتَ سَوْدَاءُ ، وَيُقَالُ صَفْرَاءُ ، كَقَوْلِهِ (جِمَالَاتٌ صُفْرٌ) (فَادَّارَأْتُمْ) اخْتَلَفْتُمْ

ابوالعالیہ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں لفظ' العوا ن نوجوان اور بوڑھے کے درمیان کے معنی میں ہے۔ فاقع بمعنی صاف لاذلول یعنی جسے کام نے نڈھال اور لاغر نہ کر دیا ہو۔ تُثِيرُ الارض یعنی وہ اتنی کمزور نہ ہو کر نہ زمین جوت سکے اور کھیتی باڑی کے کام کی ہو مسلمة یعنی عیوب سے پاک ہو لاشیة یعنی سفیدی (نہ ہو) صفراء اگر تم چاہو تو اس کے معنی سیاہ کے بھی ہو سکتے ہیں اور (اپنے معنی مشہور پر بھی محمول ہو سکتا ہے یعنی زرد جیسے جمالات صفر میں فادارا تم بمعنی فاختلفتم۔

باب وَفَاةِ مُوسَى ، وَذِكْرُما بَعْدُ

موسیٰؑ کی وفات اوران کے بعد کے حالات

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى ....عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم .

ترجمہ:۔ ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے حدیث بیان کی ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی انہیں معمر نے خبر دی انہیں ابن طاؤس نے اوران سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کے پاس ملک الموتؑ کو بھیجا جب ملک الموت موسیٰؑ کے پاس آئے تو آپ نے ا سے چانٹا مارا (کیونکہ انسان کی صورت میں آئے تھے) ملک الموت اللہ رب العزت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ نے اپنے ایک ایسے بندے کے پاس مجھے بھیجا جو موت کے لئے تیار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ دوبارہ اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ اپنا ہاتھ کسی بیل کی پیٹھ پر رکھیں ان کے ہاتھ میں جتنے بال اسکے آجائیں اس کے ہر بال کے بدلے میں ایک سال کی عمر انہیں دی جائے گی (ملک الموت دوبارہ آئے اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ سنایا) موسیٰؑ بولے اے رب! پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر موت ہے۔ موسیٰؑ نے عرض کیا کہ ابھی کیوں نہ آجائے۔ ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ پھر موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ بیت المقدس سے مجھے اتنا قریب کر دیا جائے کہ (جہاں ان کی قبر ہو وہاں سے) اگر کوئی پتھر پھینکنے والا پھینکے تو بیت المقدس تک پہنچ سکے۔ ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں وہاں موجود ہوتا تو تمہیں ان کی قبر دکھاتا' راستے کے کنارے ریت کے سرخ ٹیلے کے نیچے عبدالرزاق بن ہمام نے بیان کیا اور ہمیں معمر نے خبر دی انہیں ہمام نے اوران سے ابو ہریرہؓ نے حدیث بیان کی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے۔ اسی طرح۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ.................. مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ

ترجمہ:۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی' انہیں شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور سعید بن مسیب نے خبر دی' اوران سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ مسلمانوں کی جماعت کے ایک فرد اور یہودیوں سے ایک شخص کا باہم جھگڑا ہوا' مسلمانوں نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا میں برگزیدہ بنایا' ہاقسم کھاتے ہوئے انہوں نے یہ جملہ کہا' اس پر یہودی نے کہا قسم اس ذات کی جس نے موسیٰؑ کو ساری دنیا میں برگزیدہ بنایا! اس پر مسلمان نے' اپنا ہاتھ اٹھایا اور یہودی کو تھپڑ مار دیا۔ یہودی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے اور مسلمان کے معاملے کی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اطلاع دی' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی موقع پر فرمایا تھا کہ مجھے موسیٰؑ پر ترجیح نہ دیا کرو۔ لوگ قیامت کے دن بے ہوش کر دیے جائیں گے اور سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا' پھر دیکھوں گا کہ موسیٰؑ عرش کا کنارہ پکڑے ہوئے ہیں۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ وہ بھی بے ہوش ہونے والوں میں تھے اور مجھ سے پہلے ہی ہوش میں آگئے تھے یا انہیں اللہ تعالیٰ نے بے ہوش ہونے والوں میں ہی نہیں رکھا تھا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ..................مَرَّتَيْنِ

ترجمہ:۔ ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' ان سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی' ان سے ابن شہاب نے' ا ن سے حمید بن عبدالرحمٰن نے اوران سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ اور آدمؑ نے آپس میں بحث کی

(آسمان پر) موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ آپ آدم ہیں (تمام انسانوں کے جدامجد اور عظیم المرتبت پیغمبر) جنہیں ان کی لغزش نے جنت سے نکالا تھا۔ آدمؑ نے فرمایا' اور آپ موسیٰ ہیں (علیہ السلام) کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور اپنے کلام سے نوازا۔ پھر بھی آپ مجھے ایک ایسے معاملے پر ملامت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے پہلے مقدر کر دیا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' چنانچہ آدمؑ موسیٰؑ پر غالب رہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ دو مرتبہ فرمایا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ.................... فِي قَوْمِهِ

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے حصین بن نمیر نے حدیث بیان کی' ان سے حصین بن عبدالرحمٰن نے' ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا میرے سامنے تمام امتیں لائی گئیں اور میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی جماعت افق پر محیط ہے۔ پھر بتایا گیا کہ یہ موسیٰؑ ہیں اپنی قوم کے ساتھ۔

باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلاً لِلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَةَ فِرْعَوْنَ) إِلَى قَوْلِهِ (وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ)

اللہ تعالیٰ کا رشاد' اور ایمان والوں کیلئے اللہ تعالیٰ فرعون کی بیوی کی مثال بیان کرتا ہے''۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد و کانت من القانتین تک

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ.................... عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ .

ترجمہ:۔ ہم سے یحییٰ بن جعفر نے حدیث بیان کی' ان سے وکیع نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے' ان سے عمرو بن مرہ نے' ان سے ہمدانی نے اور ان سے ابوموسیٰؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کی بیوی آسیہؓ اور مریم بنت عمرانؑ کے سوا اور کوئی کامل نہیں پیدا ہوئی اور عورتوں پر عائشہؓ کی فضیلت ایسی ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی۔

باب (إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَى) الآيَةَ

باب ''بے شک قارون' موسیٰؑ کی قوم کا ایک فرد تھا''۔ الایۃ

(لَتَنُوءُ) لَتُثْقِلُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (أُولِي الْقُوَّةِ) لاَ يَرْفَعُهَا الْعُصْبَةُ مِنَ الرِّجَالِ ، يُقَالُ (الْفَرِحِينَ) الْمَرِحِينَ (وَيْكَأَنَّ اللَّهَ) مِثْلُ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ (يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ) وَيُوَسِّعُ عَلَيْهِ وَيُضَيِّقُ

(آیت میں) لتنوء بمعنی ثقل۔ ابن عباسؓ نے اولی القوۃ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس کی کنجیوں کو لوگوں کی ایک پوری جماعت بھی نہ اٹھا پاتی تھی' الفرحین بمعنی المرحین و یکان الم تران کی طرح ہے۔ اللہ یبسط الرزق لمن یشاء و یقدر یعنی کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ جسکے لئے چاہتا ہے رزق میں وسعت پیدا کر دیتا ہے جسکے لئے چاہتا ہے تنگی پیدا کر دیتا ہے۔

باب (وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا)

إِلَى أَهْلِ مَدْيَنَ ، لأَنَّ مَدْيَنَ بَلَدٌ ، وَمِثْلُهُ (وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ) وَاسْأَلِ (الْعِيرَ) يَعْنِي أَهْلَ الْقَرْيَةِ وَأَهْلَ الْعِيرِ (وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا)

لَمْ يَلْتَفِتُوا إِلَيْهِ ، يُقَالُ إِذَا لَمْ يَقْضِ حَاجَتَهُ ظَهَرْتَ حَاجَتِي وَجَعَلْتَنِي ظِهْرِيًّا قَالَ الظِّهْرِيُّ أَنْ تَأْخُذَ مَعَكَ دَابَّةً أَوْ وِعَاءً تَسْتَظْهِرُ بِهِ مَكَانَتُهُمْ وَمَكَانُهُمْ وَاحِدٌ (يَغْنَوْا) يَعِيشُوا (يَأْيَسُ) يَحْزَنُ (آسَى) أَحْزَنُ وَقَالَ الْحَسَنُ (إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ) يَسْتَهْزِئُونَ بِهِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَيْكَةُ الْأَيْكَةُ (يَوْمِ الظُّلَّةِ) إِظْلَالُ الْغَمَامِ الْعَذَابَ عَلَيْهِمْ

''والی مدین اخاهم شعیبا'' سے اہل مدین مراد ہیں' کیونکہ مدین ایک شہر تھا (اور مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیب نبی بنا کر بھیجے گئے' اسی طرح واسئال القریه اورواسئال العیر سے اہل قریہ اور اہل عیر مراد ہیں۔ وراء کم ظهر یا یعنی ان کی طرف انہوں نے کوئی توجہ نہ کی۔ جب کوئی کسی کی ضرورت پوری نہ کر سکے تو کہتے ہیں ظهرت حاجتی اور جعلتنی ظهر یا امام بخاریؒ نے فرمایا کہ الظهر ی یہ ہے کہ تم اپنے ساتھ کوئی چوپایہ یا برتن رکھو جس سے تمہیں مدد حاصل ہوتی رہے مکانتهم اور مکانهم ایک چیز ہے یغنوا بمعنی یعیشوا اتاس بمعنی تحزن' اسی بمعنی احزن اور حسن نے فرمایا کہ انک لأنت الحلیم کہہ کر وہ ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ مجاہد نے فرمایا کہ لیکۃ اور الایکۃ ہم معنی ہیں۔ یوم الظلة سے مراد یہ ہے کہ عذاب کے بادلوں نے ان پر (سایہ ڈالا تھا)۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى (وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ)

إِلَى قَوْلِهِ وهو مليم قال مجاهد مذنب المشحون الموقر فلولا انه كان من المسبحين الاية فنبذناه بالعراء بوجه الارض وهو سقيم وانبتنا عليه شجرة من يقطين من غير ذات اصل الدباء ونحوه وارسلنا الى مائة الف او يزيدون فامنوا (فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَى حِينٍ) (وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَى وَهُوَ مَكْظُومٌ) (كَظِيمٌ) وَهُوَ مَغْمُومٌ

ارشاد خداوندی وهو مليم تک مجاہدؒ نے فرمایا کہ (ملیم بمعنی مذنب ہے۔) المشحون۔ بمعنی الموقر۔ پس اگر وہ اللہ کی تسبیح پڑھنے والے نہ ہوتے الآیۃ فنبذناه بالعراء (میں العراء سے مراد) زمین (خشکی کا علاقہ) ہے یعنی ہم نے ان کو خشکی پر ڈال دیا اور نڈھال تھے اور ہم نے ان کے قریب بغیر تنے کا ایک پودا جیسے کدو وغیرہ پیدا کر دیا تھا اور ہم نے انہیں ایک لاکھ یا اس سے زیادہ آدمیوں کے پاس بھیجا چنانچہ وہ لوگ ایمان لائے اور ہم نے ایک مدت تک انہیں نفع اٹھانے کا موقعہ دیا اور (اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صاحب حوت یونسؑ کی طرح نہ ہو جائیے کہ جب انہوں نے (مچھلی کے پیٹ سے) مغموم حالت میں اللہ تعالیٰ کو پکارا۔ آیت میں مکظوم کظیم کے معنی میں ہے یعنی مغموم۔

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ .... يُونُسَ بْنِ مَتَّى .

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے بیان کیا کہ مجھ سے اعمش نے حدیث بیان کی۔ ح۔ ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے اعمش نے' ان سے ابو وائل نے اور ان سے عبداللہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کوئی شخص میرے متعلق یہ نہ کہے کہ میں یونسؑ سے بہتر ہوں' مسدد نے اس اضافہ کے ساتھ روایت کی ہے کہ یونس بن متی۔

← حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ .... وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيهِ

ترجمہ:۔ ہم سے حفص بن عمر نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے قتادہ نے ان سے ابوالعالیہ نے اور ان سے ابن عباسؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کے لئے مناسب نہیں کہ مجھے یونس بن متی سے بہتر قرار دے' آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کے والد کی طرف منسوب کر کے ان کا نام لیا تھا۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ .... وَلَا أَقُولُ إِنَّ أَحَدًا أَفْضَلُ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى

ترجمہ:۔ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے ان سے عبدالعزیز بن ابوسلمہ نے ان سے عبداللہ بن فضل نے ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک یہودی اپنا سامان دکھا رہا تھا (لوگوں کو بیچنے کے لئے) لیکن اسے اس کی جو قیمت دی گئی اس پر وہ راضی نہ تھا اس لئے کہنے لگا کہ ہرگز نہیں اس ذات کی قسم جس نے موسیٰؑ کو تمام انسانوں میں برگزیدہ قرار دیا! جملہ ایک انصاری صحابی نے سن لیا اور وہ کھڑے ہو کر انہوں نے ایک تھپڑ اس کے منہ پر مارا اور کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں بھی موجود ہیں اور تم اس طرح قسم کھاتے ہو کہ اس ذات کی قسم جس نے موسیٰؑ کو تمام انسانوں میں برگزیدہ قرار دیا! اس پر وہ یہودی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے ابوالقاسم! میرا مسلمانوں کے ساتھ امن وصلح کا عہد و پیمان ہے پھر فلاں شخص کا کیا حال ہوگا (جو مسلمان ہے اور) اس نے میرے منہ پر چانٹا مارا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی سے دریافت فرمایا کہ تم نے اس کے منہ پر کیوں چانٹا مارا تھا؟ انہوں نے وجہ بیان کی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم غصے ہوگئے اور غصے کے آثار چہرۂ مبارک پر نمایاں ہوگئے پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء میں باہم ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دیا کرو جب صور پھونکا جائے گا تو آسمان وزمین کی تمام مخلوق پر بے ہوشی طاری ہو جائے گی۔ سوا ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا۔ اور سب سے پہلے مجھے اٹھایا جائے گا لیکن میں دیکھوں گا موسیٰؑ عرش پکڑے ہوئے کھڑے ہوں گے۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ یہ انہیں طور کی بے ہوشی کا بدلہ دیا گیا تھا یا مجھ سے بھی پہلے ان کی بے ہوشی ختم کر دی گئی تھی اور میں تو یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ کوئی شخص یونس بن متیؑ سے افضل ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ .... يُونُسَ بْنِ مَتَّى

ترجمہ:۔ہم سے ابوالولید نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے سعد بن ابراہیم نے انہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن سے سنا اور انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کے لئے یہ کہنا مناسب نہیں کہ میں یونس بن متیؑ سے افضل ہوں۔

باب (وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ

باب ''اور ان سے اس بستی کے متعلق پوچھیے جو دریا کے کنارے تھی۔

إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ) يَتَعَدَّوْنَ يُجَاوِزُونَ فِي السَّبْتِ (إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا) شَوَارِعَ إِلَى قَوْلِهِ (كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ)

اذ یعدون فی السبت'' (میں یعدون) یعتدون کے معنی میں ہے یعنی سبت کے دن انہوں نے حد سے تجاوز کیا جب سبت کے دن اس کی مچھلیاں ان کے گھاٹ پر آجاتی تھیں۔ شرعا بمعنی شوارع۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کونوا قردة خاسئین'' تک۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى (وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا) .

الزُّبُرُ الْكُتُبُ ، وَاحِدُهَا زَبُورٌ ، زَبَرْتُ كَتَبْتُ (وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ) قَالَ مُجَاهِدٌ سَبِّحِي مَعَهُ ، (وَالطَّيْرَ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ *أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ) الدُّرُوعَ ، (وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ) الْمَسَامِيرِ وَالْحَلَقِ ، وَلَا يُدِقَّ الْمِسْمَارَ فَيَتَسَلْسَلَ ، وَلَا يُعَظِّمْ فَيَفْصِمَ ، (وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ)

الزبر معنی الکتب اس کا واحد زبور ہے۔ زبرت بمعنی کتبت اور بے شک ہم نے داؤدؑ کو اپنے پاس سے فضل دیا تھا (اور ہم نے کہا تھا کہ) اے پہاڑ! ان کے ساتھ تسبیح پڑھا کر''۔ مجاہد نے فرمایا کہ (اوبی معہ معنی) سبحی معہ ہے اور پرندوں کو بھی (ہم نے ان کی ساتھ تسبیح پڑھنے کا حکم دیا تھا) اور لوہے کو ان کے لئے نرم کیا تھا کہ اس سے زرہیں بنائیں'' سابغات بمعنی دروع۔ اور بنانے میں ایک خاص انداز رکھو (یعنی زرہ کی) کیلوں اور حلقے بنانے میں یعنی کیلوں کو اتنا باریک بھی نہ کردو کہ ڈھیلی ہو جائیں اور نہ اتنی بڑی ہوں کہ حلقہ ٹوٹ جائے'' اور اچھے عمل کرو، بے شک تم جو عمل کرو گے میں اسے دیکھ رہا ہوں''۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ .... عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

رَوَاهُ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم.

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی انہیں معمر نے خبر دی انہیں ہمام نے اور انہیں ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ داؤدؑ کے لئے قرآن (یعنی زبور) کی قرأت بہت آسان کر دی گئی تھی' چنانچہ وہ اپنی سواری پر زین کسنے کا حکم دیتے تھے اور زین کسنے سے پہلے ہی پوری زبور کی تلاوت کر لیتے تھے اور آپ صرف اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے۔ اسکی روایت موسیٰ بن عقبہ نے کی ان سے صفوان نے' ان سے عطاء بن یسار نے ان سے ابو ہریرہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ .... لَا أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ

ترجمہ:۔ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' انہیں سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ میں نے کہا ہے کہ خدا کی قسم! جب تک زندہ ہوں گا' دن کے روزے رکھوں گا اور رات بھر عبادت میں گزاردوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تمہیں نے یہ کہا ہے کہ خدا کی قسم! جب تک زندہ رہوں گا دن کے روزے رکھوں گا اور رات بھر عبادت میں گزاروں گا؟ میں نے عرض کی کہ جی ہاں میں نے یہ جملہ کہا تھا۔ آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اسے نبھا نہیں سکو گے۔ اسی لئے روزہ بھی رکھا کرو اور بغیر روزے کے بھی رہا کرو' اور رات میں عبادت بھی کیا کرو اور سویا بھی کرو' ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھا کرو۔ کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گناہ ملتا ہے' اس طرح روزے کا یہ طریقہ بھی (ثواب کے اعتبار سے) زندگی بھر کے روزے جیسا ہو جائے گا۔ میں نے عرض کی کہ میں اس سے افضل طریقہ کی طاقت رکھتا ہوں یا رسول اللہ! آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ پھر ایک دن روزہ رکھا کرو اور دو دن بغیر روزے کے رہا کرو۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی' میں اس سے بھی افضل طریقہ کی طاقت رکھتا ہوں' آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر ایک دن روزہ رکھا کرو اور ایک دن روزہ کے بغیر رہا کرو' داؤد کے روزے کا طریقہ بھی یہی تھا اور یہی سب سے افضل طریقہ ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں اس سے بھی افضل طریقے کی طاقت رکھتا ہوں' لیکن آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے افضل اور کوئی طریقہ نہیں۔

حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى .... وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى

ترجمہ:۔ ہم سے خلاد بن یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے مسعر نے حدیث بیان کی ان سے حبیب بن ابی ثابت نے حدیث بیان کی ان سے ابو العباس نے اور ان سے عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ کیا میری یہ اطلاع صحیح ہے کہ تم رات بھر عبادت کرتے ہو اور دن میں (روزانہ) روزے رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی ہاں۔ آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' لیکن

اگر تم اسی طرح کرتے رہو تو تمہاری آنکھیں کمزور ہو جائیں گی اور تمہارا جی اکتا جائے گا۔ ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرو۔ کہ یہی (ثواب کے اعتبار سے) زندگی بھر کا روزہ ہے یا (آپ نے فرمایا کہ) زندگی بھر کے روزے کی طرح ہے۔ میں نے عرض کی کہ اپنے میں' میں محسوس کرتا ہوں' مسعر نے بیان کیا کہ آپ کی مراد قوت سے تھی' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر داؤد ؑ کے روزہ کی طرح روزے رکھا کرو' آپ ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے اور ایک دن بغیر روزے کے رہا کرتے تھے اور دشمن سے مڈبھیڑ ہو جاتی تو راہ فرار نہیں اختیار کرتے تھے۔

باب أَحَبُّ الصَّلاةِ إِلَى اللَّهِ صَلاةُ دَاوُدَ

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے پسندیدہ نماز داؤد ؑ کی نماز کا طریقہ ہے

وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ ، كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ ، وَيَصُومُ يَوْمًا ، وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ عَلِيٌّ وَهُوَ قَوْلُ عَائِشَةَ مَا أَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِي إِلَّا نَائِمًا

اور سب سے پسندیدہ روزہ داؤد ؑ کے روزے کا طریقہ ہے' آپ (ابتدائی) آدھی رات سویا کرتے تھے' اور ایک تہائی رات میں عبادت کیا کرتے تھے' پھر جب رات کا چھٹا حصہ باقی رہ جاتا تو سویا کرتے تھے' اسی طرح ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے اور ایک دن بغیر روزے کے رہا کرتے تھے۔ علی نے بیان کیا کہ عائشہ ؓ نے بھی اسی کے متعلق فرمایا تھا کہ جب بھی سحر کے وقت میرے ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موجود رہے تو سوئے ہوئے ہوتے تھے۔

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ .... وَيَنَامُ سُدُسَهُ

ترجمہ:۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے عمرو بن دینار نے' ان سے عمرو بن اوس ثقفی نے' انہوں نے عبداللہ بن عمروؓ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزے کا سب سے پسندیدہ طریقہ داؤد ؑ کا طریقہ ہے۔ آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن بغیر روزے کے رہتے تھے' اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کا سب سے زیادہ پسندیدہ طریقہ داؤد ؑ کی نماز کا طریقہ ہے۔ آپ آدھی رات تک سوتے تھے اور ایک تہائی حصے میں عبادت کرتے تھے' پھر بقیہ چھٹے حصے میں بھی سوتے تھے۔

باب (وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ)

"اور یاد کیجئے ہمارے بندے داؤد بڑی قوت والے کو وہ بڑے رجوع کرنے والے تھے۔"

إِلَى قَوْلِهِ (وَفَصْلَ الْخِطَابِ) قَالَ مُجَاهِدٌ الْفَهْمُ فِي الْقَضَاءِ (وَلَا تُشْطِطْ) لَا تُسْرِفْ (وَاهْدِنَا إِلَى سَوَاءِ الصِّرَاطِ * إِنَّ هَذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً) يُقَالُ لِلْمَرْأَةِ نَعْجَةٌ ، وَيُقَالُ لَهَا أَيْضًا شَاةٌ ، (وَلِي نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا) مِثْلُ (وَكَفَلَهَا زَكَرِيَّاءُ) ضَمَّهَا (وَعَزَّنِي) غَلَبَنِي ، صَارَ أَعَزَّ مِنِّي ، أَعْزَزْتُهُ جَعَلْتُهُ عَزِيزًا (فِي الْخِطَابِ) يُقَالُ الْمُحَاوَرَةُ (قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَى نِعَاجِهِ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْخُلَطَاءِ) الشُّرَكَاءِ (لَيَبْغِي) إِلَى قَوْلِهِ (أَنَّمَا فَتَنَّاهُ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اخْتَبَرْنَاهُ وَقَرَأَ عُمَرُ فَتَّنَّاهُ بِتَشْدِيدِ التَّاءِ (فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ)

اللہ تعالیٰ کے ارشاد و فصل الخطاب (فیصلہ کرنے والی تقریر ہم نے انہیں عطا کی تھی) تک مجاہد نے فرمایا (فصل الخطاب سے

مراد) فیصلے کی سوجھ بوجھ ہے۔ ولا تشطط یعنی بے انصافی نہ کیجئے خبر اور ہمیں سیدھی راہ بتا دیجئے۔ یہ شخص میرا بھائی ہے اس کے ننانوے نعجة (دنبیاں) ہیں عورت کے لئے نعجہ کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور نعجہ بکری کو بھی کہتے ہیں اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے سو یہ کہتا ہے وہ بھی مجھ کو دے ڈال یہ کفلھا زکریا کی طرح ہے بمعنی ضمھا اور گفتگو میں مجھے دباتا ہے داؤد نے کہا کہ اس نے تیری دنبی اپنی دنبیوں میں ملانے کی درخواست کر کے واقعی تجھ پر ظلم کیا اور اکثر شرکا یوں ہی ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں"۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد انما فتناه تک ابن عباسؓ نے فرمایا کہ (فتناہ کے معنی ہیں) ہم نے اس کا امتحان لیا۔ عمرؓ اس کی قرآت تاء کی تشدید کے ساتھ فتناہ) کیا کرتے تھے۔ سوانہوں نے اپنے پروردگار کے سامنے توبہ کی اور وہ جھک پڑے اور رجوع ہوئے۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ.................. يَقْتَدِىَ بِهِمْ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد نے حدیث بیان کی ان سے سہل بن یوسف نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے العوام سے سنا ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا کیا میں سورہ ص میں سجدہ کیا کروں؟ تو آپ نے آیت "ومن ذریته داود و سلیمان" کی تلاوت کی فبھد اھم اقتدہ تک۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں میں سے تھے جنہیں انبیاءؑ کی اقتدا کا حکم تھا۔

← حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ.................. يَسْجُدُ فِيهَا

ترجمہ:۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے وہیب نے حدیث بیان کی ان سے ایوب نے حدیث بیان کی ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ سورہ ص کا سجدہ ضروری نہیں، لیکن میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سورۃ میں سجدہ کرتے دیکھا ہے۔

باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا وہ بہت اچھے بندے تھے وہ بہت رجوع ہونے والے تھے

الرَّاجِعُ الْمُنِيبُ ، وَقَوْلُهُ (هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي) وَقَوْلُهُ (وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ) (وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ) أَذَبْنَا لَهُ عَيْنَ الْحَدِيدِ (وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ) إِلَى قَوْلِهِ (مِنْ مَحَارِيبَ) قَالَ مُجَاهِدٌ بُنْيَانٌ مَا دُونَ الْقُصُورِ (وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ) كَالْحِيَاضِ لِلْإِبِلِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَالْجَوْبَةِ مِنَ الْأَرْضِ (وَقُدُورٍ رَاسِيَاتٍ) إِلَى قَوْلِهِ (الشَّكُورُ) ، (فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ) الْأَرَضَةُ (تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ) عَصَاهُ (فَلَمَّا خَرَّ) إِلَى قَوْلِهِ (الْمُهِينِ) (حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي) (فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ) يَمْسَحُ أَعْرَافَ الْخَيْلِ وَعَرَاقِيبَهَا الْأَصْفَادُ الْوَثَاقُ قَالَ مُجَاهِدٌ (الصَّافِنَاتُ) صَفَنَ الْفَرَسُ رَفَعَ إِحْدَى رِجْلَيْهِ حَتَّى تَكُونَ عَلَى طَرَفِ الْحَافِرِ (الْجِيَادُ) السِّرَاعُ (جَسَدًا) شَيْطَانًا (رُخَاءً) طَيِّبَةً ، (حَيْثُ أَصَابَ) حَيْثُ شَاءَ (فَامْنُنْ) أَعْطِ (بِغَيْرِ حِسَابٍ) بِغَيْرِ حَرَجٍ

الراجع بمعنی المنیب۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ سلیمانؑ نے دعا کی"۔ مجھے ایسی سلطنت دیجئے کہ میرے سوا کسی کو میسر نہ ہو"۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور یہ لوگ پیچھے لگ گئے اس علم کے جو سلیمانؑ کی بادشاہت میں شیطان پڑھا کرتے تھے"۔ اور (ہم نے) سلیمان کے لئے ہوا کو (مسخر کر دیا) کہ اس کی صبح کی منزل مہینہ بھر کی ہوتی اور اس کی شام منزل مہینہ بھر کی ہوتی اور ہم نے ان کے لئے تانبے کا چشمہ بہا دیا" (واسلناله عین القطر) بمعنی (اذ بنالہ عین الحدید) ہے اور جنات میں کچھ وہ تھے جو ان کے آگے ان کے پروردگار کے

حکم سے خوب کام کرتے تھے''۔ارشاد (من محاریب)۔ مجاہد نے فرمایا کہ (محاریب سے مراد بڑی عمارتیں ہیں) جو محلات سے چھوٹی ہوں۔اور مجسمے ''اور لگن جیسے حوض' جیسے اونٹوں کے لئے حوض ہوا کرتے ہیں اور ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جیسے زمین میں گڑھے (بڑے بڑے) ہوا کرتے ہیں اور (بڑی بڑی) جمی ہوئی دیگیں''۔ارشاد الشکور تک۔''پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم جاری کر دیا تو کسی چیز نے ان کی موت کا پتہ نہ دیا۔بجز ایک زمین کے کیڑے کے کہ وہ سلیمانؑ کے عصا کو کھاتا رہا۔سو جب وہ گر پڑے تب جنات پر حقیقت واضح ہوئی''۔اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''المخلصین تک''۔سلیمانؑ کہنے لگے کہ میں اس مال کی محبت میں پروردگار کی یاد سے غافل ہو گیا' پھر آپ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے)۔یعنی گھوڑوں کے ایال اور ان کی کونچیں کاٹنے لگے۔(یہ ابن عباسؓ کا قول ہے) الاصفاد بمعنی الوثاق۔مجاہد نے فرمایا کہ الصافنات صفن الفرس سے مشتق ہے' اس وقت بولتے ہیں جب گھوڑا ایک پاؤں اٹھا کر کھر کی نوک پر کھڑا ہو جائے الجیاد یعنی دوڑنے میں تیز۔جسدا بمعنی شیطان۔رخاء یعنی پاکیزہ' حیث اصاب یعنی جہاں چاہے فامنن' اعط کے معنی میں ہے۔بغیر حساب یعنی بغیر کسی مضائقے کے۔

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ .... جَمَاعَتُهَا الزَّبَانِيَةُ

ترجمہ:۔ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے محمد بن جعفر نے حدیث بیان کی' ان سے محمد بن زیاد نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک سرکش جن کل رات میرے سامنے آ گیا تا کہ میری نماز خراب کرے' لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دے دی اور میں نے اسے پکڑ لیا' پھر میں نے چاہا کہ اسے مسجد کے کسی ستون سے باندھ دوں کہ تم سب لوگ بھی دیکھ سکو' لیکن مجھے اپنے بھائی سلیمانؑ کی دعا یاد آ گئی کہ مجھے ایسی سلطنت دیجیے جو میرے سوا کسی کو میسر نہ ہو' اس لئے میں نے اسے نامراد واپس کر دیا۔عفریت سرکش کے معنی میں ہے خواہ انسانوں سے ہو یا جنوں میں سے۔

← حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ .... وَهُوَ أَصَحُّ

ترجمہ:۔ہم سے خالد بن مخلد نے حدیث بیان کی' ان سے مغیرہ بن عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی' ان سے ابو الزناد نے' ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلیمان ابن داؤدؑ نے کہا کہ آج رات میں اپنی بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر بیوی ایک شہسوار جنے گی جو اللہ کے راستے میں جہاد کریگا ان کے رفیق نے کہا ان شاء اللہ لیکن انہوں نے نہیں کہا' چنانچہ کسی بیوی کے یہاں بچہ پیدا نہیں ہوا صرف ایک کے یہاں ہوا اور اس کی بھی ایک جانب بیکار تھی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سلیمانؑ ان شاء اللہ کہہ لیتے تو (سب کے یہاں بچے پیدا ہوتے) اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے شعیب اور ابن ابی الزناد نے ''نوے'' بیان کیا (بجائے ستر کے) اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

← حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ .... لَکَ مَسْجِدٌ

ترجمہ:۔ہم سے عمرو بن حفص نے بیان کیا' کہا ہم سے میرے باپ نے کہا' ہم سے اعمش نے کہا' ہم سے ابراہیم تیمی نے' انہوں نے اپنے باپ سے' انہوں نے ابو ذرؓ سے' انہوں نے کہا یا رسول اللہ کونسی مسجد (دنیا میں) پہلے بنائی گئی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ مسجد حرام میں نے پوچھا پھر کونسی۔مسجد آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا مسجد اقصیٰ۔میں نے پوچھا ان دونوں میں کتنا فاصلہ تھا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا چالیس برس کا پھر فرمایا تجھ کو جہاں نماز کا وقت آ جائے وہاں پڑھ لے ساری زمین تیرے لئے مسجد ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ .... إِلَّا الْمُدْيَةُ

ترجمہ:۔ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی ان سے ابوالزناد نے حدیث بیان کی ان سے عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ نے فرمایا کہ میری اور تمام انسانوں کی مثال ایک ایسے شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی ہو پھر پروانے اور کیڑے مکوڑے اس آگ میں گرنے لگے ہوں۔اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو عورتیں تھیں اور دونوں کے بچے تھے۔اتنے میں ایک بھیڑیا آیا اور ایک عورت کے بیٹے کو اٹھالے گیا۔ان دونوں میں سے ایک عورت نے کہا کہ بھیڑیا تمہارے بیٹے کو لے گیا ہے اور دوسری نے کہا تمہارے بیٹے کو لے گیا ہے۔دونوں داوٗدؑ کے یہاں اپنا مقدمہ لے گئیں۔آپ نے بڑی عورت کی حق میں فیصلہ کر دیا اس کے بعد وہ دونوں سلیمان بن داوٗدؑ کے یہاں آئیں اور انہیں صورت حال کی اطلاع دی۔انہوں نے فرمایا کہ اچھا چھری لاوٗ اس بچے کے دو ٹکڑے کر کے دونوں کو حصے دے دوں۔چھوٹی عورت نے یہ سن کر کہا' اللہ آپ پر رحم فرمائے ایسا نہ کیجئے۔میں نے مان لیا کہ یہ اسی بڑی کا لڑکا ہے۔اس پر سلیمانؑ نے اس چھوٹی کے حق میں فیصلہ کیا۔ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے سکین (چھری) کا لفظ اسی دن سنا۔ورنہ ہمیشہ (چھری کے لئے) مدیہ کا لفظ استعمال کرتے تھے۔

باب قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى (وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد" اور بے شک دی تھی ہم نے لقمان کو حکمت کہ اللہ کا شکر ادا کرو۔

إِلَى قَوْلِهِ (إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ) (وَلَا تُصَعِّرْ) الْإِعْرَاضُ بِالْوَجْهِ

ارشاد ان اللہ لا یحب کل مختال فخور تک" لا تصعر یعنی چہرہ نہ پھیرو۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ .... لَظُلْمٌ عَظِيمٌ.

ترجمہ:۔ہم سے ابوالولید نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی انہیں اعمش نے ان سے ابراہیم نے ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہؓ نے بیان کیا کہ جب آیت جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں ظلم کی آمیزش نہیں کی۔نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے عرض کی' ہم میں ایسا کون ہو گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراوٗ' بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ .... لَظُلْمٌ عَظِيمٌ

ترجمہ:۔ہم سے اسحاق نے حدیث بیان کی انہیں عیسیٰ بن یونس نے خبر دی' ان سے اعمش نے حدیث بیان کی' ان سے ابراہیم نے' ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہؓ نے بیان کیا کہ جب آیت' جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی آمیزش نہیں کی' نازل ہوئی تو مسلمانوں پر بڑا شاق گزرا۔اور انہوں نے عرض کی ہم میں کون ایسا ہو سکتا ہے جس نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی آمیزش نہ کی ہو گی؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا' یہ مطلب نہیں' ظلم سے مراد آیت میں شرک ہے کیا تم نے نہیں سنا کہ لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا تھا' اسے نصیحت کرتے ہوئے کہ اے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا' بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔

باب (وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ) الْآيَةَ

(فَعَزَّزْنَا) قَالَ مُجَاهِدٌ شَدَّدْنَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (طَائِرُكُمْ) مَصَائِبُكُمْ

فعززنا کے معنی کے متعلق مجاہد نے فرمایا کہ ہم نے انہیں تقویت پہنچائی۔ابن عباسؓ نے فرمایا کہ طائرکم کے معنی تمہاری مصیبتیں ہیں۔

باب قَوْلِ اللّٰہِ تعالٰی (ذِکْرُ رَحْمَةِ رَبِّکَ عَبْدَهُ زَکَرِيَّاء

اللہ تعالیٰ کا ارشاد (یہ) تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کی رحمت (فرمانے کا) اپنے بندے زکریا پر

إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاء خَفِيًّا *قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا) إِلَى قَوْلِهِ (لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلاً يُقَالُ رَضِيًّا مَرْضِيًّا عُتِيًّا عَصِيًّا يَعْتُو (قَالَ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلامٌ) إِلَى قَوْلِهِ (ثَلاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا) وَيُقَالُ صَحِيحًا ، (فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَى إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا) (فَأَوْحَى) فَأَشَارَ (يَا يَحْيَى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ) إِلَى قَوْلِهِ (وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا) (حَفِيًّا) لَطِيفًا (عَاقِرًا) الذَّكَرُ وَالأُنْثَى سَوَاءٌ

جب انہوں نے اپنے پروردگار کو خفیہ طور پر پکارا' کہا اے میرے پروردگار میری ہڈیاں کمزور ہو گئیں اور سر میں بالوں کی سفیدی پھیل پڑی ہے۔" ارشاد لم نجعل له من قبل سميا ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رضیا مرضیا کے معنی میں استعمال ہوا ہے عتیا بمعنی عصیا۔ عتا یعتوا (سویا بمعنی) صحیحا۔ پھر وہ اپنی قوم کے روبرو حجرہ سے برآمد ہوئے اور ان سے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی پاکی صبح وشام بیان کیا کرو۔ فاوحی ای فاشار۔ اے یحییٰ! کتاب کو مضبوط پکڑلو۔ ارشاد۔ ویوم یبعث حیا ۔ حفیا بمعنی لطیفا۔ عاقرا۔ مونث اور مذکر دونوں کے لئے آتا ہے۔

← حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ .... وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ

ترجمہ:۔ ہم سے ہدبہ بن خالد نے حدیث بیان کی' ان سے ہمام بن یحییٰ نے حدیث بیان کی' ان سے قتادہ نے حدیث بیان کی' ان سے انس بن مالکؓ نے اور ان سے مالک بن صعصعہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کے متعلق حدیث بیان کی کہ آپ اوپر چڑھے اور دوسرے آسمان پر تشریف لائے' پھر دروازہ کھولنے کے لئے کہا پوچھا گیا کون صاحب ہیں؟ کہا کہ جبریلؑ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہیں؟ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا گیا۔ کیا انہیں لانے کے لئے بھیجا گیا تھا؟ کہا کہ جی ہاں۔ پھر جب میں وہاں پہنچا تو عیسیٰؑ اور یحییٰؑ وہاں تشریف رکھتے تھے' یہ دونوں حضرات آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں' جبریلؑ نے بتایا کہ یہ یحییٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) ہیں' انہیں سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا۔ دونوں حضرات نے جواب دیا اور کہا' خوش آمدید صالح بھائی اور صالح نبی!

باب قَوْلِ اللّٰہِ تعالٰی (وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد' اور اس کتاب میں مریم کا ذکر کیجئے جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر ایک شرقی مکان میں گئیں

(إِذْ قَالَتِ الْمَلائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ) (إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ) إِلَى قَوْلِهِ (يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَآلُ عِمْرَانَ الْمُؤْمِنُونَ مِنْ آلِ إِبْرَاهِيمَ ، وَآلِ عِمْرَانَ ، وَآلِ يَاسِينَ ، وَآلِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ (إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ) وَهُمُ الْمُؤْمِنُونَ ، وَيُقَالُ آلُ يَعْقُوبَ ، أَهْلُ يَعْقُوبَ فَإِذَا صَغَّرُوا (آلَ) ثُمَّ رَدُّوهُ إِلَى الأَصْلِ قَالُوا أُهَيْلٌ

(اور وہ وقت یاد کرو) جب فرشتوں نے کہا کہ اے مریم' اللہ آپ کو خوش خبری دے رہا ہے اپنی طرف سے ایک کلمہ کی' بے شک اللہ نے آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام جہاں میں منتخب کیا ہے"۔ ارشاد یرزق من یشاء بغیر حساب تک۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ آل عمران' آل ابراہیم آل یاسین اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی سائر الانبیاء کے مومنین ہیں۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ سے

سب سے زیادہ قریب وہی لوگ ہیں جنہوں نے آپکی اتباع کی ہے اور یہ مومنین کا طبقہ ہے آل یعقوب کی اصل اہل یعقوب بتاتے ہیں۔ چنانچہ جب اس کی تصغیر کی جائے گی تو اپنی اصل حالت پر آ جائے گا اور کہیں گے۔ اُھیل۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ .... الشيطان الرَّجِيمِ.

ترجمہ:۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی ان سے زہری نے بیان کی ان سے سعید بن مسیب نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ ہر ایک بنی آدم جب پیدا ہوتا ہے تو پیدائش کے وقت شیطان اسے چھوتا ہے اور بچہ شیطان کے چھونے سے زور سے چیختا ہے سوا مریمؑ اور ان کے صاحبزادے عیسیٰؑ کے پھر ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ اس کی وجہ مریمؑ کی والدہ کی یہ دعا ہے کہ اے اللہ! میں اسے (مریمؑ) اور اسکی ذریت کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

باب (وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ)

(يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ) يُقَالُ يَكْفُلُ يَضُمُّ ، كَفَلَهَا ضَمَّهَا ، مُخَفَّفَةً لَيْسَ مِنْ كَفَالَةِ الدُّيُونِ وَشِبْهِهَا

اے مریم! اپنے پروردگار کی عبادت کرتی رہ اور سجدہ کرتی رہ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرتی رہ یہ (واقعات) غیب کی خبروں میں سے ہیں ہم آپ کے اوپر ان کی وحی کر رہے ہیں اور آپ ان لوگوں کے پاس نہیں تھے اس وقت جب وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم کی سرپرستی کرے اور نہ آپ اس وقت ان کے پاس تھے جب وہ باہم اختلاف کر رہے تھے" یکفل یضم کے معنی میں بولتے ہیں۔ کفلھا یعنی ضمھا (بعض قراتوں میں) تخفیف کے ساتھ ہے یہاں کفالت دیون وغیرہ سے ماخوذ ہو کر استعمال ہوا ہے (بلکہ ضم واخذ کے معنی میں ہے۔

حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ .... نِسَائِهَا خَدِيجَةُ

ترجمہ:۔ ہم سے احمد بن ابی رجاء نے حدیث بیان کی ان سے نضر نے حدیث بیان کی ان سے ہشام نے کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی کہا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر سے سنا۔ کہا کہ میں نے علیؓ سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ مریم بنت عمرانؑ (اپنے زمانہ میں) سب سے بہترین خاتون تھیں اور اس امت کی سب سے بہترین خاتون خدیجہؓ ہیں۔

باب قَوْلِهِ تَعَالَى (إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ)

إِلَى قَوْلِهِ (فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ) (يُبَشِّرُكِ) وَيَبْشُرُكِ وَاحِدٌ (وَجِيهًا) شَرِيفًا وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ الْمَسِيحُ الصِّدِّيقُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْكَهْلُ الْحَلِيمُ ، وَالْأَكْمَهُ مَنْ يُبْصِرُ بِالنَّهَارِ وَلَا يُبْصِرُ بِاللَّيْلِ وَقَالَ غَيْرُهُ مَنْ يُولَدُ أَعْمَى

ارشاد۔ فانما یقول له کن فیکون یبشرک (بالتشدید) اور یبشرک (بالتخفیف) ایک ہی چیز ہے وجیھاً شریفا اور ابراہیم نے المسیح، الصدیق مجاہد نے فرمایا کہ الکھل یعنی حلیم ہے اور الاکمہ اس شخص کو کہتے ہیں جو دن میں تو دیکھ سکتا ہو لیکن رات میں اسے کچھ نظر نہ آتا ہو اور دوسرے حضرات نے کہا ہے کہ اسے کہتے ہیں جو پیدائشی نابینا ہو۔

حَدَّثَنَا آدَمُ .... عَنِ الزُّهْرِيِّ

ترجمہ:۔ ہم سے آدم نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے عمرو بن مرہ نے' کہا کہ میں نے مرہ ہمدانی سے سنا وہ ابوموسیٰ اشعریؓ کے واسطے سے حدیث بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں پر عائشہؓ کی فضیلت ایسی ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی! مردوں میں تو بہت سے کامل اٹھے' لیکن عورتوں میں مریمؑ اور فرعون کی بیوی آسیہؓ کے سوا اور کوئی کامل پیدا نہیں ہوئی۔ اور ابن وہب نے بیان کیا کہ مجھے یونس نے خبر دی' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ اونٹ پر سوار ہونے والوں (عربی خواتین) میں سب سے بہترین قریشی خواتین ہیں' اپنے بچے پر سب سے زیادہ شفقت و محبت کرنے والی اور اپنے شوہر کے مال و اسباب کی سب سے بہتر نگران و محافظ۔ ابوہریرہؓ نے اس کے بعد ہی فرمایا کہ مریم بنت عمرانؓ اونٹ پر کبھی سوار نہیں ہوئی تھیں۔ اس روایت کی متابعت زہری کے بھتیجے (محمد بن عبداللہ بن مسلم) نے اور اسحاق کلبی نے زہری کے واسطے سے کی۔

باب قَوْلُهُ (يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔ اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو'

وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ انْتَهُوا خَيْرًا لَكُمْ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا۔ قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ (كَلِمَتُهُ) كُنْ فَكَانَ، وَقَالَ غَيْرُهُ (وَرُوحٌ مِنْهُ) أَحْيَاهُ فَجَعَلَهُ رُوحًا، (وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ)

اور اللہ کے بارے میں کوئی بات حق کے سوا نہ کہو' مسیح عیسیٰ بن مریم تو بس اللہ کے ایک پیغمبر ہیں اور اس کا ایک کلمہ جسے اللہ نے پہنچا دیا تھا مریم تک اور ایک جان ہیں اس کی طرف سے' پس اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لاؤ اور یہ نہ کہو کہ خدا تین ہیں اس سے باز آ جاؤ تمہارے حق میں یہی بہتر ہے' اللہ تو بس ایک ہی معبود ہے' وہ پاک ہے اس سے کہ اس کے بیٹا ہو' اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ ہی کا کارساز ہونا کافی ہے"۔ ابوعبید نے بیان کیا کہ کلمتہ سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا ہے کہ ہو جاؤ اور وہ ہو گئے۔ دوسرے حضرات نے کہا کہ اور روح منہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے انہیں زندہ کیا اور روح ڈالی' اور یہ نہ کہو کہ خدا تین ہیں۔

حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ .... أَيُّهَا شَاءَ

ترجمہ:۔ ہم سے صدقہ بن فضل نے حدیث بیان کی' ان سے ولید نے حدیث بیان کی' ان سے اوزاعی نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عمیر بن ہانی نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے جنادہ بن ابی امیہ نے حدیث بیان کی' اور ان سے عبادہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں' وہ وحدہ لاشریک ہے اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ عیسیٰ اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے پہنچا دیا تھا مریم تک اور ایک جان ہیں اس کی طرف سے اور یہ کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو اس نے جو بھی عمل کیا ہو گا (آخر الامر) اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کریں گے۔ ولید نے بیان کیا کہ مجھ سے ابن جابر نے حدیث بیان کی' ان سے عمیر نے اور جنادہ نے اور اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے (ایسا شخص) جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے چاہے گا (داخل ہو گا)۔

باب (وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا)

باب اور (اس) کتاب میں مریم کا ذکر کیجئے جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر ایک شرقی مکان میں گئیں

نَبَذْنَاهُ أَلْقَيْنَاهُ اعْتَزَلَتْ (شَرْقِيًّا) مِمَّا يَلِي الشَّرْقَ (فَأَجَاءَهَا) أَفْعَلْتُ مِنْ جِئْتُ ، وَيُقَالُ أَلْجَأَهَا اضْطَرَّهَا (تَسَّاقَطْ) تَسْقُطْ (قَصِيًّا) قَاصِيًا (فَرِيًّا) عَظِيمًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (نِسْيًا) لَمْ أَكُنْ شَيْئًا وَقَالَ غَيْرُهُ النِّسْيُ الْحَقِيرُ وَقَالَ أَبُو وَائِلٍ عَلِمَتْ مَرْيَمُ أَنَّ التَّقِيَّ ذُو نُهْيَةٍ حِينَ قَالَتْ (إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا)

قَالَ وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ (سَرِيًّا) نَهَرٌ صَغِيرٌ بِالسُّرْيَانِيَّةِ

نبذناه ای القیانه۔ اعتزلت۔ شرقیا یعنی شرقی گوشہ کی طرف فاجاء ھا جئت سے افعال (مزید) کا صیغہ ہے۔ الجاھا اضطرھا کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ تساقط بمعنی تسقط' قصیا۔ یعنی قاصیاء فریا بمعنی عظیما۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نسیا کے معنی یہ ہیں کہ میں کچھ ہوتا ہی نہ دوسرے حضرات نے کہا کہ انسی حقیر کے معنی میں ہے۔ ابووائل نے فرمایا کہ مریمؑ کو اس پر یقین تھا کہ تقوی ہی دانائی ہے اسی وجہ سے انہوں نے فرمایا تھا (جبریلؑ سے) کہ اگر تم متقی ہو۔ اور وکیع نے بیان کیا' ان سے اسرائیل نے' ان سے ابواسحاق نے اور ان سے براءؓ نے کہ سریا سریانی زبان میں چھوٹی نہر کو کہتے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ .... وَلَمْ تَفْعَلْ

ترجمہ:۔ ہم سے مسلم بن ابراہیم نے حدیث بیان کی' ان سے جریر بن حازم نے حدیث بیان کی' ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' گہوارہ میں تین بچوں کے سوا اور کسی نے گفتگو نہیں کی۔ اول عیسیٰؑ (دوسرے کا واقعہ یہ ہے کہ) بنی اسرائیل میں ایک بزرگ تھے نام جریج تھا' وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کی والدہ نے انہیں پکارا' انہوں نے (اپنے دل میں) کہا کہ میں اپنی والدہ کو جواب دوں یا نماز پڑھتا رہوں؟ آخر انہوں نے نماز نہیں توڑی' اس پر ان کی والدہ نے (غصہ ہو کر) بددعا کی' اے اللہ! اس وقت تک اسے موت نہ آئے جب تک یہ زانیہ عورتوں کا چہرہ نہ دیکھ لے' جریج اپنے عبادت خانے میں رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے سامنے ایک عورت آئی اور ان سے گفتگو کی' لیکن انہوں نے (اس کی خواہش پوری کرنے سے) انکار کیا۔ پھر ایک چرواہے کے پاس آئی اور اسے اپنے اوپر قابو دے دیا' اس سے ایک بچہ پیدا ہوا اور اس نے اس پر یہ تہمت دھری کہ جریج کا بچہ ہے' ان کی قوم سے لوگ آئے اور ان کا عبادت خانہ توڑ دیا' انہیں نیچے اتار کر لائے اور انہیں گالی دی۔ پھر انہوں نے وضو کر کے نماز پڑھی۔ اس کے بعد بچے کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ تمہارا باپ کون ہے؟ بچہ (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) بول پڑا کہ چرواہا! اس پر (ان کی قوم شرمندہ ہوئی اور کہا) کہ ہم آپ کا عبادت خانہ سونے کا بنائیں گے' لیکن انہوں نے کہا کہ نہیں مٹی ہی کا بنے گا (تیسرا واقعہ) ایک بنی اسرائیل کی عورت تھی۔ اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ قریب سے ایک سوار نہایت وجیہ اور خوش پوش گزرا۔ اس عورت نے دعا کی کہ اے اللہ! میرے بچے کو بھی اسی جیسا بنا دے لیکن بچہ (اللہ کے حکم سے بول پڑا کہ مجھے اس جیسا نہ بنانا' پھر اس کے سینے سے لگ کر دودھ پینے لگا۔ ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ جیسے میں اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی چوس رہے ہیں (بچے کے دودھ پینے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے) پھر ایک باندی اس کے پاس قریب سے لے جائی گئی (جسے اس کے مالک مار رہے تھے) تو اس عورت نے دعا کی کہ اے اللہ! میرے بچے کو اس جیسا نہ بنانا۔ بچے نے پھر اس کا پستان چھوڑ دیا اور کہا اے

اللہ! مجھے اسی جیسا بنادے' اس عورت نے پوچھا' ایسا تم کیوں کہہ رہے ہو؟ بچے نے کہا وہ سوار ظالموں میں سے ایک ظالم شخص تھا۔ اور اس باندی سے لوگ کہہ رہے تھے کہ تم نے چوری اور زنا کیا' حالانکہ اسنے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى.................. غَوْثُ أُمَّتِكَ

ترجمہ:۔ مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی' انہیں ہشام نے خبر دی' انہیں معمر نے۔ اور مجھ سے محمود نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی' انہیں معمر نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں سعید بن میسب نے خبر دی' اور اس سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات میری معراج ہوئی تھی' میں نے موسیٰؑ سے ملاقات کی تھی انہوں نے بیان کیا کہ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حلیہ بیان کیا کہ وہ میرا خیال ہے کہ معمر نے کہا' دراز قد اور سیدھے بالوں والے تھے جیسے قبیلہ شنوءۃ کے افراد ہوتے ہیں۔ آپ نے بیان کیا کہ میں نے عیسیٰؑ سے بھی ملاقات کی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بھی حلیہ بیان فرمایا کہ درمیانہ قد اور سرخ وسپید تھے' جیسے ابھی ابھی غسل خانے سے باہر آئے ہوں۔ اور میں نے ابراہیمؑ سے بھی ملاقات کی تھی اور میں ان کی اولاد میں ان سے سب سے زیادہ مشابہ ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ میرے پاس دو برتن لائے گئے' ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب۔ مجھ سے کہا گیا کہ جو آپ کا جی چاہے لے لیجیے میں نے دودھ کا برتن لے لیا اور پی لیا۔ اس پر مجھ سے کہا گیا کہ فطرت کی طرف آپ نے راہ پالی یا فطرت کو آپ نے پالیا۔ اس کے بجائے اگر آپ شراب کا برتن لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ.................. رِجَالِ الزُّطِّ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن کثیر نے حدیث بیان کی' انہیں اسرائیل نے خبر دی' انہیں عثمان بن مغیرہ نے خبر دی' انہیں مجاہد نے اور ان سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ میں نے عیسیٰ' موسیٰ اور ابراہیمؑ کو دیکھا' عیسیٰؑ نہایت سرخ' گھنگھریالے بال والے اور چوڑے سینے والے تھے اور موسیٰؑ گندم گوں' دراز قامت اور سیدھے بالوں والے تھے جیسے کوئی قبیلہ زط کا فرد ہو۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ.................. تَابَعَهُ عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ

ترجمہ:۔ ہم سے ابراہیم بن منذر نے حدیث بیان کی' ان سے ابوحمزہ نے حدیث بیان کی' ان سے موسیٰ نے حدیث بیان کی' ان سے نافع نے کہ عبداللہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن لوگوں کے سامنے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے لیکن دجال داہنی آنکھ سے کانا ہوگا (اس لئے اس کا خدائی کا دعویٰ بداہتہً غلط ہوگا) اس کی آنکھ اٹھے ہوئے انگور کی طرح ہوگی۔ اور میں نے رات کعبہ کے پاس خواب میں ایک گندمی رنگ کے آدمی کو دیکھا' گندمی رنگ کے آدمیوں میں شکل و صورت کے اعتبار سب سے زیادہ حسین وجمیل! ان کے سر کے بال شانوں تک لٹک رہے تھے' سر سے پانی ٹپک رہا تھا اور دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے شانوں پر رکھے ہوئے وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ آپ مسیح بن مریم ہیں اس کے بعد میں نے ایک شخص کو دیکھا سخت اور مڑے ہوئے بالوں والا اور داہنی آنکھ سے کانا تھا' اسے میں نے ابن قطن سے سب سے زیادہ شکل وصورت میں ملتا ہوا پایا۔ وہ بھی ایک شخص کے شانوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرشتوں نے بتایا کہ دجال ہے۔ اس روایت کی متابعت عبداللہ نے نافع کے واسطے کی ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ.................. فِي الْجَاهِلِيَّةِ

ترجمہ:۔ ہم سے احمد بن محمد مکی نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے ابراہیم بن سعد سے سنا' کہا کہ مجھ سے زہری نے حدیث بیان

کی ان سے سالم نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ہرگز نہیں' خدا کی قسم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ کے متعلق یہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ سرخ تھے بلکہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ میں نے خواب میں ایک مرتبہ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے آپ کو دیکھا تھا' اس وقت مجھے ایک صاحب نظر آئے جو گندمی رنگ لٹکے ہوئے بالوں والے تھے' دو آدمیوں کے درمیان ان کا سہارا لئے ہوئے اور سر سے پانی صاف کر رہے تھے میں نے پوچھا کہ آپ کون صاحب ہیں؟ تو فرشتوں نے جواب دیا کہ آپ ابن مریمؑ ہیں۔ اس پر میں نے انہیں غور سے جو دیکھا تو مجھے ایک اور شخص بھی دکھائی دیا جو سرخ موٹا' سر کے بال مڑے ہوئے اور داہنی آنکھ سے کانا تھا۔ اس کی آنکھ ایسے دکھائی دیتی تھی' جیسے اٹھا ہوا انگور ہو میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ یہ دجال ہے اس سے شکل وصورت میں ابن قطن بہت زیادہ مشابہ تھا۔ زہری نے بیان کیا کہ یہ قبیلہ خزاعہ کا ایک شخص تھا۔ جاہلیت کے زمانہ میں مر گیا تھا۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ............ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ .

ترجمہ:۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی' انہیں شعیب نے خبر دی ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں ابو سلمہ نے خبر دی' اور ان سے ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ فرمار ہے تھے کہ میں ابن مریم (عیسیٰؑ) سے دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ قریب ہوں۔ انبیا علاتی بھائیوں کی طرح ہیں اور میرے اور عیسیٰؑ کے درمیان کوئی نبی نہیں مبعوث ہوا۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ .... صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن سنان نے حدیث بیان کی' ان سے فلیح بن سلیمان نے حدیث بیان کی' ان سے ہلال بن علی نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں عیسیٰ بن مریم سے اور لوگوں کی بہ نسبت سب سے زیادہ قریب ہوں' دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور انبیا علاتی بھائیوں کی طرح ہیں' مسائل فروع میں اگر چہ اختلاف ہے لیکن دین وعقیدہ سب کا ایک ہی ہے۔

← وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ .... وَكَذَّبْتُ عَيْنِي .

ترجمہ:۔ اور ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی' انہیں معمر نے خبر دی' انہیں ہمام نے اور انہیں ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عیسیٰ بن مریمؑ نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا۔ پھر اس سے دریافت فرمایا تم نے چوری کی؟ اس نے کہا کہ ہرگز نہیں اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! عیسیٰؑ نے فرمایا کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور میری آنکھوں کو دھوکا ہوا۔

← حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ............ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ

ترجمہ:۔ ہم سے حمیدی نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے زہری سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی اور انہیں ابن عباسؓ نے' انہوں نے عمرؓ کو منبر پر کہتے ہوئے سنا تھا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے میرے مرتبے سے زیادہ نہ بڑھاؤ جیسے عیسیٰ بن مریم کو نصاریٰ نے ان کے مرتبے سے زیادہ بڑھا دیا ہے۔ میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں اس لئے یہی کہا کرو (میرے متعلق) کہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ............ فَلَهُ أَجْرَانِ .

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن مقاتل نے حدیث بیان کی' انہیں عبد اللہ نے خبر دی' انہیں صالح بن حی نے خبر دی کہ خراسان کے ایک شخص

نے شعبی سے پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھے ابو بردہ نے خبر دی اور ان سے ابو موسیٰ اشعریؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اگر کوئی شخص اپنی باندی کی نہایت عمدہ طریقے پر تربیت کرے اور تمام رعایتوں کے ساتھ اسے تعلیم دے پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کرلے تو اسے دہرا اجر ملتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص جو پہلے سے عیسیٰؑ پر ایمان رکھتا تھا۔ پھر مجھ پر ایمان لایا تو اسے بھی دہرا اجر ملتا ہے اور غلام جو اپنے رب کا بھی تقویٰ رکھتا ہے اور اپنے آقا کی بھی اطاعت کرتا ہے تو اسے بھی دہرا اجر ملتا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ .... فَقَاتَلَهُمْ أَبُو بَكْرٍ رضی الله عنه

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے مغیرہ بن نعمان نے' انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) تم لوگ ننگے پاؤں' ننگے بدن اور بغیر ختنے کے اٹھائے جاؤ گے۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی "جس طرح ہم نے انہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا' اسی طرح ہم دوبارہ لوٹائیں گے۔ یہ ہماری جانب سے وعدہ ہے اور بے شک ہم اسے کرنے والے ہیں" پھر سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو کپڑا پہنایا جائے گا۔ پھر میرے اصحاب کو دائیں (جنت کی) طرف لے جایا جائے گا لیکن کچھ کو بائیں (دوزخ کی) جانب لیجایا جائے گا۔ میں کہوں گا کہ یہ تو میرے اصحاب ہیں' لیکن مجھے بتایا جائے گا کہ جب آپ ان سے جدا ہوئے اسی وقت انہوں نے ارتداد اختیار کرلیا تھا۔ میں اس وقت وہی کہوں گا جو عبد صالح عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا کہ "جب تک میں ان میں موجود رہا ان کی نگرانی کرتا رہا۔ لیکن جب آپ نے مجھے اٹھالیا تو آپ ہی ان کے نگہبان ہیں۔ اور آپ ہر چیز پر نگہبان ہیں۔ ارشاد "العزیز الحکیم" تک۔ محمد بن یوسف نے بیان کیا کہ ابو عبداللہ سے روایت ہے اور اس سے قبیصہ نے بیان کیا کہ یہ مرتدین ہیں۔ جنہوں نے ابو بکرؓ کے عہد خلافت میں ارتداد اختیار کیا تھا اور جن سے ابو بکرؓ نے جنگ کی تھی۔

باب نُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عليهما السلام

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ .... عَلَيْهِمْ شَهِيدًا

ترجمہ:۔ ہم سے اسحاق نے حدیث بیان کی' انہیں یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی' ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی' ان سے صالح نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے سعید بن مسیب نے اور انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! وہ زمانہ قریب ہے کہ عیسیٰ بن مریمؑ تمہارے درمیان ایک عادل حاکم کی حیثیت سے نزول کریں گے وہ صلیب کو توڑ دیں گے سور کو مار ڈالیں گے اور جزیہ قبول نہیں کریں گے' اس وقت مال و دولت کی اتنی کثرت ہوجائے گی کہ کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا اور ایک سجدہ دنیا اور مافیہا سے بڑھ کر ہوگا پھر ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو۔ اور کوئی اہل کتاب ایسا نہیں ہوگا جو عیسیٰ کی وفات سے پہلے ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوں گے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ .... وَالْأَوْزَاعِيُّ

ترجمہ:۔ ہم سے ابن بکیر نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے یونس نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے ابو قتادہ انصاریؓ کے مولیٰ نافع نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں اتریں گے (تم نماز پڑھ رہے ہوگے) اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا اس روایت کی متابعت عقیل اور اوزاعی نے کی۔

باب مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ .... وَكَانَ نَبَّاشًا

ترجمہ:۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے ابوعوانہ نے حدیث بیان کی' ان سے ربعی بن حراش نے بیان کیا کہ عقبہ بن عمروؓ نے حذیفہؓ سے کہا' کیا آپ یہ حدیث ہم سے نہیں بیان کریں گے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا کہ "جب دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ آگ اور پانی دونوں ہوں گے۔ لیکن جو لوگوں کو آگ دکھائی دے گی وہ ٹھنڈا پانی ہوگا اور جو لوگوں کو ٹھنڈا پانی دکھائی دے گا تو وہ جلانے والی آگ ہوگی۔ اس لئے تم میں سے جو کوئی اس زمانے میں ہو تو اسے اس میں گرنا چاہیے جو آگ دکھائی دیتی ہو کیونکہ وہ انتہائی شیریں اور ٹھنڈا پانی ہوگا۔ حذیفہؓ نے فرمایا کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا کہ عہد گزشتہ میں ایک شخص کے پاس ملک الموت آئے ان کی روح قبض کرنے (اور ان کی روح قبض کی) پھر ان سے پوچھا گیا' کوئی اپنی نیکی تمہیں یاد ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے تو یاد نہیں پڑتی' ان سے کہا گیا کہ یاد کرو! انہوں نے کہا کہ مجھے کوئی اپنی نیکی یاد نہیں سوا اس کے کہ میں دنیا میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کیا کرتا تھا اور لین دین کیا کرتا تھا جو لوگ خوشحال اور مالدار ہوتے انہیں تو میں (اپنا قرض وصول کرتے وقت' مہلت دیا کرتا تھا اور تنگ دستوں کو معاف کر دیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی پر جنت میں داخل کیا۔ اور حذیفہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ ایک شخص کی موت کا جب وقت آ گیا اور وہ اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہو گیا تو اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میری موت واقع ہو جائے تو میرے لئے بہت ساری لکڑیاں جمع کرنا' اس میں آگ لگانا (پھر میری نعش اس میں ڈال دینا) جب آگ میرے گوشت کو جلا چکے اور آخر ہڈی کو بھی جلا دے تو ان جلی ہوئی ہڈیوں کو پیس لینا اور کسی تند ہوا والے دن کا انتظار کرنا اور (ایسے کسی دن) میری راکھ کو دریا میں بہا دینا اس کے گھر والوں نے ایسا ہی کیا' لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی راکھ کو جمع کیا اور اس سے دریافت کیا' ایسا تم نے کیوں کروایا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ تیرے ہی خوف سے اے اللہ! اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے اس کی مغفرت فرما دی۔ عقبہ بن عمروؓ نے فرمایا کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا کہ یہ شخص کفن چور تھا۔

حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ .... يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا

ترجمہ:۔ ہم سے بشر بن محمد نے حدیث بیان کی' انہیں عبداللہ نے خبر دی' انہیں معمر اور یونس نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی کہ عائشہ اور ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزع کی کیفیت طاری ہوئی تو آنحضور اپنی چادر چہرہ مبارک پر بار بار ڈال لیتے تھے' پھر جب شدت بڑھتی تو اسے ہٹا دیتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حالت میں فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم (اس شدید وقت میں بھی ان کی گمراہی کا ذکر کر کے اپنی امت کو) ان کے کئے سے ڈرانا چاہتے تھے۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ .... عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے محمد بن جعفر نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے فرات قزاز نے بیان کی' انہوں نے ابوحازم سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں ابوہریرہؓ کی مجلس میں پانچ سال تک بیٹھا ہوں۔ میں نے

انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کرتے سنا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کے انبیا ان کی سیاسی راہنمائی بھی کیا کرتے تھے جب بھی ان کے کوئی نبی ہلاک ہو جاتے تو دوسرے ان کی قائم مقامی کے لئے موجود ہوتے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ البتہ خلفا ہوں گے اور بہت ہوں گے' صحابہؓ نے عرض کیا کہ ان کے متعلق آپ کا ہمیں کیا حکم ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس سے بیعت کرلو' بس اسی کی وفاداری کو لازم جانو اور اس کا جو حق ہے اس کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن ان کی رعایا کے بارے میں سوال کرے گا (کہ انہیں جو فرض سونپا گیا تھا اس سے کس طرح وہ عہد برآ ہوئے)

← حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ.................. قَالَ فَمَنْ

ترجمہ:۔ ہم سے سعید بن ابی مریم نے حدیث بیان کی' ان سے ابو غسان نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے زید بن اسلم نے حدیث بیان کی' ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو سعید خدریؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ پہلی امتوں کی قدم بہ قدم پیروی کرو گے' یہاں تک کہ اگر وہ لوگ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی داخل ہو گے۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا آپ کی مراد پہلی امتوں سے یہود و نصاریٰ ہیں؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اور کون ہو سکتا ہے۔

← حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ.................. وَأَنْ يُوتِرَ الْإِقَامَةَ

ترجمہ:۔ ہم سے عمران بن میسرہ نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالوارث نے حدیث بیان کی' ان سے خالد نے حدیث بیان کی' ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ (نماز کے لئے اعلان کے طریقے پر بحث کرتے ہوئے) صحابہ نے آگ اور ناقوس کا ذکر کیا لیکن بعض حضرات نے کہا کہ یہ تو یہود اور نصاریٰ کا طریقہ ہے۔ آخر بلالؓ کو حکم ہوا کہ اذان میں (کلمات) دو دو دفعہ کہیں اور اقامت میں ایک ایک دفعہ۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ.................. عَنِ الْأَعْمَشِ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے اعمش نے' ان سے ابو الضحیٰ نے' ان سے مسروق نے کہ عائشہؓ کوکھ پر ہاتھ رکھنے کو ناپسند کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ اس طرح یہود کرتے ہیں۔ اس روایت کی متابعت شعبہ نے اعمش کے واسطے سے کی۔

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ.................. أُعْطِيهِ مَنْ شِئْتُ.

ترجمہ:۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمرؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارا زمانہ پچھلی امتوں کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے عصر سے مغرب تک کا وقت (بقیہ دن کے مقابلے میں) تمہاری مثال "یہود و انصاریٰ" کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کچھ مزدور کئے اور کہا کہ میرا کام آدھے دن پر کون' ایک ایک قیراط کی مزدوری پر کرے گا؟ یہود نے آدھے دن تک ایک ایک قیراط کی مزدوری پر کام کرنا طے کر لیا' پھر ایک شخص نے کہا کہ آدھے دن سے عصر کی نماز تک میرا کام کون شخص ایک ایک قراط کی مزدوری پر کرے گا۔ اب نصاریٰ ایک ایک قیراط کی مزدوری پر آدھے دن سے عصر کے وقت تک مزدوری کرنے پر تیار ہو گئے' پھر اس شخص نے کہا کہ عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک دو دو قیراط پر کون شخص میرا کام کرے گا؟ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ تمہیں لوگ ہو جو دو دو قیراط کی مزدوری پر عصر سے سورج ڈوبنے تک کام کرو گے' تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمہاری مزدوری دگنی ہے۔ یہود و نصاریٰ اس فیصلہ پر غصہ ہو گئے اور کہنے

لگے کام تو ہم زیادہ کریں اور مزدوری ہمیں کو کم ملے' اللہ تعالیٰ نے ان سے دریافت فرمایا' کیا میں نے تمہیں تمہارا حق دینے میں کوئی کمی کی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہوں دوں۔

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ .... عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ:۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے عمرو نے' ان سے طاؤس نے' ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ میں نے عمرؓ سے سنا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فلاں کو غارت کرے' کیا انہیں معلوم نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا' یہود پر اللہ کی لعنت ہو' ان کے لئے چربی حرام ہوئی تو انہوں نے اسے پگھلا کر بیچنا شروع کر دیا اس روایت کی متابعت جابر اور ابو ہریرہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے کی۔

← حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاکُ .... مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

ترجمہ:۔ ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے حدیث بیان کی' انہیں اوزاعی نے خبر دی' ان سے حسان بن عطیہ نے حدیث بیان کی' ان سے ابو کبشہ نے اور ان سے عبداللہ بن عمروؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میرا پیغام لوگوں کو پہنچاؤ اگرچہ ایک آیت ہی ہو سکے اور بنی اسرائیل کے واقعات تم بیان کر سکتے ہو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ باندھا تو اسے اپنے جہنم کے ٹھکانے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ .... فَخَالِفُوهُمْ

ترجمہ:۔ ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی' ان سے صالح نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا اور اس سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' یہود ونصاریٰ (ڈاڑھی وغیرہ میں) خضاب نہیں دیتے' تم لوگ اس کے خلاف طریقہ اختیار کرو (یعنی خضاب دیا کرو)

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ .... حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے حجاج نے حدیث بیان کی' ان سے جریر نے حدیث بیان کی' ان سے حسن نے اور ان سے جندب بن عبداللہؓ نے اسی مسجد میں حدیث بیان کی (حسن نے کہا کہ) انہوں نے جب ہم سے حدیث بیان کی ہم اسے بھولے نہیں (بلکہ برابر حفظ و مذاکرہ کرتے رہے) اور نہ ہمیں اس کا اندیشہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی نسبت غلطی کی ہوگی' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچھلے زمانہ میں ایک شخص (کے ہاتھ میں) زخم ہو گیا تھا اور اسے اس سے بڑی تکلیف تھی۔ آخر اس نے چھری سے اپنا ہاتھ کاٹ لیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خون مسلسل بہنے لگا اور اسی سے وہ مر گیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے نے خود میرے پاس آنے والی عجلت کی۔ اس لئے میں نے بھی جنت اس پر حرام کر دی۔

بَابُ حَدِيثُ أَبْرَصَ وَأَعْمَى وَأَقْرَعَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ

← حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ .... عَلَى صَاحِبَيْكَ

ترجمہ:۔ ہم سے احمد بن اسحاق نے حدیث بیان کی' ان سے عمرو بن عاصم نے حدیث بیان کی' ان سے ہمام نے حدیث بیان کی' ان سے اسحاق بن عبداللہ نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نے حدیث بیان کی' ان سے ابو ہریرہؓ نے حدیث بیان کی

کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ ح۔ اور مجھ سے محمد نے حدیث بیان کی' ان سے عبداللہ بن رجاء نے حدیث بیان کی' انہیں ہمام نے خبر دی' ان سے اسحاق بن عبداللہ نے بیان کیا' انہیں عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نے خبر دی' اور ان سے ابو ہریرہؓ نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین شخص تھے' ایک ابرص' دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا' اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کا امتحان لے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا' فرشتہ پہلے ابرص کے پاس آیا اور اس سے پوچھا۔ تمہیں سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اچھا رنگ اور اچھی جلد' کیونکہ (ابرص ہونے کی وجہ سے) مجھ سے لوگ پرہیز کرتے ہیں۔ بیان کیا کہ فرشتے نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری جاتی رہی اور اس کا رنگ بھی خوبصورت ہو گیا اور جلد بھی اچھی ہو گئی۔ فرشتے نے پوچھا کس طرح کا مال تم زیادہ پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ اونٹ یا اس نے گائے کا کہا اسحاق بن عبد اللہ کو اس سلسلے میں شک تھا کہ ابرص اور گنجے' دونوں میں ایک نے اونٹ کی خواہش کی تھی اور دوسرے نے گائے کی (اس کی تعیین کے سلسلے میں شک تھا) چنانچہ اسے حاملہ اونٹنی دی گئی اور کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے گا' پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا۔ اور اس سے پوچھا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ اس نے کہا کہ عمدہ بال' اور موجودہ عیب میرا ختم ہو جائے' کیونکہ لوگ اس کی وجہ سے مجھ سے پرہیز کرتے ہیں۔ بیان کیا کہ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کا عیب جاتا رہا اور اس کے بجائے عمدہ بال آ گئے۔ فرشتے نے پوچھا کس طرح کا مال پسند کرو گے' اس نے کہا کہ گائے' بیان کیا کہ فرشتہ نے اسے گائے حاملہ دے دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے گا۔ پھر اندھے کے پاس فرشتہ آیا اور کہا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے بصارت دے دے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ بیان کیا کہ فرشتے نے ہاتھ پھیرا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بصارت اسے واپس کر دی۔ پھر پوچھا کہ کس طرح کا مال تم پسند کرو گے؟ اس نے کہا کہ بکریاں! فرشتے نے اسے حاملہ بکری دے دی۔ پھر تینوں جانوروں کے بچے پیدا ہوئے اور کچھ دنوں بعد ان میں برکت ہوئی) ابرص کے اونٹوں سے اسکی وادی بھر گئی گنجے کے گائے بیل سے اس کی وادی بھر گئی اور اندھے کی بکریوں سے اس کی وادی بھر گئی' پھر دوبارہ فرشتہ اپنی اسی پہلی ہیئت اور صورت میں ابرص کے یہاں آیا اور کہا کہ میں ایک نہایت مسکین آدمی ہوں' سفر کا تمام سامان واسباب ختم ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی سے مقصد برآری کی توقع نہیں' لیکن میں تم سے اسی ذات کا واسطہ دے کر جس نے تمہیں اچھا رنگ اور اچھی جلد اور مال عطا کیا' ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں جس سے سفر کی ضرورت پوری کر سکوں۔ اس نے فرشتے سے کہا کہ حقوق اور بہت سے ہیں (تمہارے لئے گنجائش نہیں) فرشتے نے کہا' غالباً میں تجھے پہچانتا ہوں' کیا تمہیں برص کی بیماری نہیں تھی جسکی وجہ سے لوگ تم سے گھن کیا کرتے تھے' ایک فقیر اور قلاش! پھر تمہیں اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں عطا کیں؟ اس نے کہا کہ یہ ساری دولت تو پشتہا پشت سے چلی آ رہی ہے' فرشتے نے کہا کہ تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تم کو اپنی پہلی حالت پر لوٹا دے' پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا' اپنی پہلی اسی ہیئت وصورت میں آیا اور اس سے وہی درخوست کی' اس نے بھی وہی ابرص والا جواب دیا۔ فرشتہ نے کہا اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی پہلی حالت پر لوٹا دے۔ اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اپنی اسی پہلی صورت میں۔ اور کہا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں' سفر کے تمام اسباب ووسائل ختم ہو چکے ہیں اور سوا اللہ تعالیٰ کے کسی سے مقصد برآری کی توقع نہیں۔ میں تم سے اس ذات کا واسطہ دے کر جس نے تمہیں تمہاری بصارت دی ایک بکری مانگتا ہوں جس سے اپنے سفر کی ضروریات پوری کر سکوں۔ اندھے نے جواب دیا کہ واقعی میں اندھا تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بصارت عطا فرمائی اور واقعی میں فقیر ومفلس تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مال دار بنایا' تم جتنی بکریاں چاہو لے

سکتے ہو۔ بخدا جب تم نے خدا کا واسطہ دیا ہے تو جتنا بھی تمہارا جی چاہے لے لو میں تمہیں ہرگز نہیں روک سکتا۔ فرشتہ نے کہا تم اپنا مال اپنے پاس رکھو یہ تو صرف امتحان تھا اور اللہ تعالیٰ تم سے راضی اور خوش ہے اور تمہارے دونوں ساتھیوں سے ناراض۔

باب (أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ)

اَلْكَهْفُ الْفَتْحُ فِي الْجَبَلِ ، وَالرَّقِيمُ الْكِتَابُ مَرْقُومٌ مَكْتُوبٌ مِنَ الرَّقْمِ (رَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ) أَلْهَمْنَاهُمْ صَبْرًا (شَطَطًا) إِفْرَاطًا ، الْوَصِيدُ الْفِنَاءُ وَجَمْعُهُ وَصَائِدُ وَوُصُدٌ ، وَيُقَالُ الْوَصِيدُ الْبَابُ (مُؤْصَدَةٌ) مُطْبَقَةٌ ، آصَدَ الْبَابَ وَأَوْصَدَ (بَعَثْنَاهُمْ) أَحْيَيْنَاهُمْ (أَزْكَى) أَكْثَرُ رَيْعًا فَضَرَبَ اللَّهُ عَلَى آذَانِهِمْ ، فَنَامُوا (رَجْمًا بِالْغَيْبِ) لَمْ يَسْتَبِنْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (تَقْرِضُهُمْ) تَتْرُكُهُمْ

کھف پہاڑ میں شگاف کو کہتے ہیں اور رقیم بمعنی کتاب مرقوم بمعنی مکتوب رقم ہی سے مشتق ہے۔ ربطنا علی قلوبھم یعنی ہم نے ان کے دل میں صبر ڈال دیا تھا شططا بمعنی افراطا الوصید بمعنی فنا اس کی جمع وصائد اور وصد آتی ہے' بولتے ہیں وصد الباب موصدۃ یعنی مطبقۃ۔ اسی سے اصد الباب (بمعنی اغلق (آتا ہے اور اوصد بھی بولتے ہیں۔ بعثناھم ای احییناھم ازکی ای اکثر ریعا فضرب اللہ علی اذانھم یعنی وہ سو گئے۔ رجما بالغیب یعنی جو چیز واضح نہ ہو مجاہدؒ نے فرمایا کہ تقرضھم معنی تترکھم ہے۔

باب حَدِيثُ الْغَارِ

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ .... فَخَرَجُوا .

ترجمہ:۔ ہم سے اسماعیل بن خلیل نے حدیث بیان کی' انہیں علی بن مسہر نے خبر دی' انہیں عبید اللہ بن عمر نے انہیں نافع نے اور انہیں ابن عمرؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچھلے زمانے میں تین آدمی کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں بارش نے انہیں آلیا۔ تینوں نے ایک غار میں پناہ لی' لیکن (جب وہ اندر گئے تو) غار کا منہ بند ہو گیا اس موقعہ پر ایک نے دوسرے سے کہا' بخدا' تمہیں اس مصیبت سے اب صرف سچائی (نیک عمل) ہی نجات دلا سکتی ہے۔ اب ہر شخص کو اپنے کسی ایسے عمل کا واسطہ دے کر دعا کرنی چاہیے جس کے بارے میں اسے یقین ہو کہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے تھا۔ چنانچہ ایک نے اس طرح دعا کی' اے اللہ! آپ کو خوب معلوم ہے کہ میں نے ایک مزدور کیا تھا جس نے ایک فرق چاول کی مزدوری پر میرا کام کیا تھا لیکن وہ شخص (کام کر کے) چلا گیا اور اپنی مزدوری چھوڑ گیا۔ پھر میں نے اس ایک فرق چاول کو لیا اور اس کی کاشت کی۔ اس سے اتنا کچھ ہو گیا کہ میں نے پیداوار سے ایک گائے خرید لی۔ اس کے بعد وہی شخص مجھ سے اپنی مزدوری مانگنے آیا۔ میں نے کہا کہ یہ گائے کھڑی ہے اسے لے جاؤ اس نے کہا کہ میرا تو صرف ایک فرق چاول تم پر تھا۔ میں نے اس سے کہا اس گائے کو لے جاؤ۔ کیونکہ یہ اسی ایک فرق کی ہے آخر وہ گائے کو لے کر چلا گیا۔ پس اے اللہ اگر تو سمجھتا ہے کہ یہ کام میں نے صرف تیری خشیت سے کیا تھا تو غار کا منہ کھول دے چنانچہ چٹان (جوان کے اندر داخل ہونے کے بعد غار کے منہ پر گر پڑی تھی) تھوڑی سے ہٹ گئی۔ پھر دوسرے نے اس طرح دعا کی' اے اللہ! تجھے خوب علم ہے کہ میرے والدین جب بوڑھے ہو گئے تھے تو میں ان کی خدمت میں روزانہ رات میں اپنی بکریوں کا دودھ لا کر پیش کیا کرتا تھا۔ ایک دن اتفاق سے میں دیر سے آیا اور جب آیا تو وہ سو چکے تھے۔ ادھر میری بیوی اور بچے بھوک سے بے چین تھے' لیکن میری عادت تھی کہ جب تک والدین کو دودھ نہ پلا لوں' بیوی بچوں کو نہیں دیتا تھا مجھے انہیں بیدار کرنا بھی پسند نہیں تھا اور چھوڑنا بھی پسند نہ تھا (کیونکہ) یہی ان کا

شام کا کھانا تھا اور اس کے نہ پینے کی وجہ سے وہ کمزور ہو جاتے چنانچہ میں ان کا وہیں انتظار کرتا رہا' یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پس اگر تیرے علم میں بھی میں نے یہ کام صرف تیرے خوف وخشیت کی وجہ سے کیا تھا تو ہمارا راستہ کھول دے۔ چٹان تھوڑی سے اور ہٹ گئی اور اب آسمان نظر آنے لگا۔ پھر آخری شخص نے یوں دعا کی۔ اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میری ایک چچازاد بہن تھی جو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی۔ میں نے اسے اپنے پاس بلایا' لیکن اس نے انکار کیا اور صرف ایک شرط پر تیار ہوئی کہ میں اسے سو دینار لا کر دے دوں میں نے یہ رقم حاصل کرنے کے لئے دوڑ دھوپ کی اور آخر مجھے مل گئی تو میں اس کے پاس آیا اور رقم اس کے حوالے کر دی (شرط کے مطابق) اس نے مجھے اپنے اوپر قدرت دے دی۔ جب میں اس کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھ چکا تھا تو اس نے کہا کہ اللہ سے ڈرو اور مہر کو بغیر حق کے نہ توڑو میں (یہ سنتے ہی) کھڑا ہو گیا اور سو دینار بھی واپس نہیں لئے۔ پس اگر تیرے علم میں بھی میں نے یہ عمل تیرے خوف وخشیت کی وجہ سے کیا تھا تو ہمارا راستہ صاف کر دے۔ اب راستہ صاف ہو چکا تھا اور وہ تینوں باہر نکل آئے تھے۔

باب

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ .... وَتَقُولُ حَسْبِيَ اللَّهُ

ترجمہ:۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی' انہیں شعیب نے خبر دی ان سے ابوالزناد نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی' انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی کہ ایک سوار ادھر سے گزرا' وہ اس وقت بھی بچے کو دودھ پلا رہی تھی (سوار کو دیکھ کر) عورت نے دعا کی' اے اللہ! میرے بچے کو اس وقت تک موت نہ آئے جب تک اس سوار جیسا نہ ہو لے' اسی وقت بچہ بول پڑا' اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا' اور پھر دودھ پینے لگا۔ اس کے بعد ایک عورت کو ادھر سے لے جایا گیا' اسے لے جانے والے اسے گھسیٹ رہے تھے اور اس کا مذاق بنا رہے تھے۔ ماں نے دعا کی' اے اللہ! میرے بچے کو اس عورت جیسا نہ بنانا' لیکن بچے نے کہا کہ اے اللہ! مجھے اسی جیسا بنا دے' پھر اس بچے نے (بطور خرق عادت) بتایا کہ سوار تو کافر تھا اور اس عورت کے متعلق لوگ کہتے تھے کہ تم نے زنا کیا ہے تو وہ جواب دیتی کہ حسبی اللہ (اللہ میرے لئے کافی ہے) لوگ کہتے کہ تم نے چوری کی ہے تو وہ جواب دیتی کہ حسبی اللہ (اللہ میرے لئے کافی ہے)۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ .... فَغُفِرَ لَهَا بِهِ

ترجمہ:۔ ہم سے سعید بن تلید نے حدیث بیان کی' ان سے ابن وہب نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھے جریر بن حازم نے خبر دی' انہیں ایوب نے' انہیں محمد بن سیرین نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یک کتا ایک کنوئیں کے چاروں طرف چکر کاٹ رہا تھا جیسے پیاس کی شدت سے اس کی جان نکل جانے والی ہو کہ بنی اسرائیل کی ایک زانیہ عورت نے اسے دیکھ لیا۔ اس عورت نے اپنا جرموق' اتار کر کتے کو پانی پلایا (کنویں سے کھینچنے کے بعد) اور اس کی مغفرت اسی عمل کی وجہ سے ہو گئی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ .... نِسَاؤُهُمْ

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے حدیث بیان کی' ان سے مالک نے حدیث بیان کی' ان سے ابن شہاب نے' ان سے حمید بن عبدالرحمٰن نے اور انہوں نے معاویہ بن ابی سفیانؓ نے سنا۔ ایک سال جب وہ حج کے لئے گئے تھے تو منبر نبوی پر کھڑے ہو کر انہوں نے

پیشانی پر کے بالوں کا ایک لچھالیا' جوان کے محافظ کے ہاتھ میں تھا اور فرمایا اے اہل مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپ نے اس طرح (بال سنوارنے کی) ممانعت فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ بنی اسرائیل پر بربادی اس وقت آئی تھی جب ان کی عورتوں نے اس طرح بال سنوارنے شروع کردیئے تھے۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ .... فَإِنَّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

ترجمہ:۔ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' ان سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی' ان سے ان کے والد نے' ان سے ابوسلمہ نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گزشتہ امتوں میں محدث حضرات ہوا کرتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی ایسا ہے تو وہ عمر بن خطاب ہیں (رضی اللہ عنہ)

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ .... فَغُفِرَ لَهُ .

ترجمہ:۔ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے محمد بن ابی عدی نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے' ان سے قتادہ نے' ان سے ابوصدیق ناجی نے' ان سے ابوسعید خدریؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کئے تھے اور پھر مسئلہ پوچھنے نکلا تھا۔ وہ ایک راہب کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کیا اس گناہ سے توبہ کی کوئی صورت ممکن ہے راہب نے جواب دیا کہ نہیں۔ اس نے راہب کو بھی قتل کردیا۔ پھر وہ (دوسروں سے) پوچھنے لگا' آخر اس سے ایک راہب نے بتایا کہ فلاں بستی میں جاؤ (وہ اس بستی کی طرف روانہ ہوا' لیکن آدھے راستے میں بھی نہیں پہنچا تھا کہ) اس کی موت واقع ہوگئی' موت کے وقت اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف کرلیا' آخر رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں باہم نزاع ہوا (کہ کون اسے لے جائے) لیکن اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو (جہاں توبہ کے لئے وہ جارہا تھا) حکم دیا کہ اس کی نعش سے قریب ہوجائے اور دوسری بستی کو (جہاں سے نکلا تھا) حکم دیا کہ اسکی نعش سے دور ہوجائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اب دونوں کا فاصلہ دیکھو اور جب ناپا تو' اس بستی کو (جہاں وہ توبہ کرنے جارہا تھا) ایک بالشت نعش سے زیادہ قریب پایا تو اسکی مغفرت ہوگئی۔

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ .... عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ

ترجمہ:۔ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے ابوالزناد نے حدیث بیان کی' ان سے اعرج نے ان سے ابوسلمہ نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی اور پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ایک شخص (بنی اسرائیل کا) اپنی گائے ہانکے لئے جارہا تھا کہ اس پر سوار ہوگیا اور پھر اسے مارا۔ اس گائے نے (خرق عادت کے طور پر) کہا کہ ہم اس کے لئے نہیں پیدا کئے گئے ہیں۔ ہماری پیدائش تو کھیتی کے لئے ہوئی ہے۔ لوگوں نے کہا' سبحان اللہ! بیل بول رہا ہے۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی اس پر ایمان لاتے ہیں' حالانکہ یہ دونوں حضرات وہاں موجود بھی نہیں تھے۔ اسی طرح ایک شخص اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیا آیا اور ریوڑ میں سے ایک بکری اٹھا کر لے جانے لگا۔ ریوڑ والا دوڑا اور اس نے بکری کو بھیڑیئے سے چھڑا لیا۔ اس پر بھیڑیا بولا۔ آج تو تم نے مجھ سے اسے چھڑا لیا ہے لیکن بھیڑیئے والے دن (قرب قیامت میں) اسے کون بچائے گا جس دن میرے سوا اور کوئی اس کا نگہبان نہ ہوگا؟ لوگوں نے کہا سبحان اللہ بھیڑیا (آدمیوں کی زبان میں) باتیں کررہا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس واقعہ کی صداقت پر ایمان لایا

اور ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی اس پر ایمان لائے' حالانکہ یہ دونوں حضرات وہاں موجود نہیں تھے۔

اور ہم سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے مسعر نے' ان سے سعد بن ابراہیم نے' ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے اسی حدیث کی طرح۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ .... وَتَصَدَّقَا

ترجمہ:۔ ہم سے اسحاق بن نصر نے حدیث بیان کی' انہیں عبد الرزاق نے خبر دی' انہیں معمر نے' انہیں ہمام نے اور ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ایک شخص نے دوسرے شخص سے اس کی جائیداد خریدی' جائیداد کے خریدار کو اس جائیداد میں ایک گھڑا ملا جس میں سونا تھا جس سے وہ جائیداد اس نے خریدی تھی اس سے اس نے کہا کہ مجھ سے اپنا سونا لے لو۔ کیونکہ میں نے تم سے زمین خریدی تھی' سونا نہیں خریدا تھا' لیکن سابق مالک نے کہا کہ میں نے تو زمین کو ان تمام چیزوں سمیت تمہیں فروخت کر دیا تھا جو اس کے اندر موجود تھیں یہ دونوں ایک تیسرے شخص (حضرت داؤد علیہ السلام) کے پاس اپنا مقدمہ لے گئے' فیصلہ کرنیوالے نے' ان دونوں سے پوچھا' کیا تمہارے کوئی اولاد بھی ہے؟ اس پر ایک شخص نے کہا کہ میرے ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا کہ میرے ایک لڑکی ہے۔ فیصلہ کرنے والے نے ان سے کہا کہ لڑکے کا لڑکی سے نکاح کر دو اور سونا انہیں پر خرچ کر دو اور یوں کار خیر میں لگا دو۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ .... إِلَّا فِرَارًا مِنْهُ

ترجمہ:۔ ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے مالک نے حدیث بیان کی' ان سے محمد بن منکدر نے' ان سے عمر بن عبید اللہ کے مولیٰ ابو النضر نے' ان سے عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اور انہوں نے اپنے والد کو اسامہ بن زیدؓ سے یہ پوچھتے سنا تھا کہ طاعون کے بارے میں آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا تھا؟ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) ایک گزشتہ امت پر (بجائے اسرائیل کے) اس لئے جب کسی جگہ کے متعلق تمہیں معلوم ہو جائے (کہ وہاں طاعون کی وبا پھیلی ہوئی ہے) تو وہاں نہ جاؤ' لیکن اگر کسی ایسی جگہ پر وبا پھیل جائے جہاں تم پہلے سے موجود ہو تو وہاں سے راہ فرار بھی نہ اختیار کرو۔ ابو النضر نے بیان کیا کہ ایسا ہونا چاہئے کہ صرف بھاگنے کی غرض سے نہ نکلو (یعنی اگر کوئی دوسری ضرورت طبعی کی وجہ سے وہاں سے کہیں جانا ہو جائے تو اس میں کوئی مضائقہ بھی نہیں)۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ .... مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ

ترجمہ:۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے داؤد بن ابی فرات نے حدیث بیان کی' ان سے عبد اللہ بن بریدہ نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ بن یعمر نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے بھیجتا ہے لیکن اسی کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے رحمت بنا دیا ہے۔ اگر کسی شخص کی بستی میں طاعون کی وبا پھیل جائے اور وہ صبر کے ساتھ خدا کی رحمت سے امید لگائے ہوئے وہیں ٹھہرا رہے کہ ہوگا وہی جو اللہ تعالیٰ نے مقدر کر دیا ہے تو اسے ایک شہید کے برابر ثواب ملے گا۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ .... لَقَطَعْتُ يَدَهَا.

ترجمہ:۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عروہ نے اور ان

سے عائشہؓ نے کہ مخزومی خاتون جس نے (غزوۂ فتح کے موقعہ پر) چوری کر لی تھی، کے معاملے سے قریش بہت غمگین اور رنجیدہ تھے (کہ ایک معزز خاتون کا چوری کی سزا میں اسلامی شریعت کے مطابق کس طرح ہاتھ کٹے گا) انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس معاملہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کون کر سکتا ہے؟ آخر یہ طے پایا کہ اسامہ بن زیدؓ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت عزیز ہیں، اسکے سوا اور کوئی اس کی جرات نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اسامہؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملہ پر کچھ کہنا چاہا، لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں مجھ سے سفارش کرنے آئے ہو۔ پھر آپ اٹھے اور خطبہ دیا (خطبہ میں) آپ نے فرمایا پچھلی بہت سی امتیں اس لئے ہلاک ہوئیں کہ جب ان کا کوئی شریف آدمی چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے تھے۔ اور اگر کوئی مزدور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے۔ اور خدا کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹتا (اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ)

← حَدَّثَنَا آدَمُ .... فَهَلَكُوا

ترجمہ:۔ ہم سے آدم نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی، ان سے عبد الملک بن میسرہ نے حدیث بیان کی، کہا کہ میں نے نزال بن سبرہ ہلالی سے سنا اور ان سے ابن مسعودؓ نے بیان کیا کہ میں نے ایک صحابی کو قرآن مجید کی ایک آیت پڑھتے سنا۔ وہی آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف قرآت کے ساتھ سن چکا تھا۔ اس لئے میں انہیں ساتھ لے کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو واقعہ کی اطلاع دی لیکن میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر اس کی وجہ سے ناپسندیدگی کے آثار دیکھے اور آپ نے فرمایا، تم دونوں کی قرآت درست ہے۔ اختلافات نہ اٹھایا کرو، تم سے پہلی امتیں باہم اختلافات پیدا کیا کرتی تھیں۔ اور اسی کی وجہ سے وہ ہلاک ہوگئیں۔

← حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ .... فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

ترجمہ:۔ ہم سے عمر بن حفص نے حدیث بیان کی، ان سے ان کے والد نے، ان سے اعمش نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھ سے شقیق نے حدیث بیان کی کہ عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا، گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے انور میری نظروں کے سامنے ہے جب آپ انبیاء سابقین میں سے ایک نبی کا واقعہ بیان کر رہے تھے کہ ان کی قوم نے انہیں مارا اور خون آلود کر دیا، لیکن وہ نبی خون صاف کرتے جاتے تھے اور یہ دعا کرتے جاتے تھے اے اللہ! میری قوم کی مغفرت فرمائے کہ یہ لوگ جانتے نہیں۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ .... عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم.

ترجمہ:۔ ہم سے ابو الولید نے حدیث بیان کی، ان سے ابو عوانہ نے حدیث بیان کی، ان سے قتادہ نے، ان سے عقبہ بن عبد الغافر نے، ان سے ابو سعید خدریؓ نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گزشتہ امتوں میں ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے خوب مال و دولت دی تھی۔ جب اس کی موت کا وقت قریب ہوا تو اس نے اپنے بیٹوں سے پوچھا۔ میں تمہارے حق میں کس طرح کا باپ ثابت ہوا، بیٹوں نے کہا کہ آپ ہمارے بہترین باپ تھے اس شخص نے کہا، لیکن میں نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا اس لئے جب میری موت ہو جائے تو میری میت کو جلا ڈالنا پھر میری (باقیماندہ ہڈیوں کو) پیس لینا اور (راکھ کو) کسی سخت آندھی کے دن اڑا دینا۔ بیٹوں نے یوں ہی کیا۔ لیکن اللہ عزوجل نے اسے جمع کیا اور اس سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا تھا؟ اس شخص نے جواب دیا کہ تیرے ہی خوف وخشیت سے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے سایہ رحمت میں جگہ دی معاذ نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے حدیث بیان کی، ان سے قتادہ نے، انہوں نے عقبہ بن عبد الغافر سے سنا، انہوں نے ابو سعید خدریؓ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ .... وانا سمعة بقول

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے ابوعوانہ نے حدیث بیان کی ان سے عبدالملک بن عمیر نے ان سے ربعی بن حراش نے بیان کیا کہ عقبہ بن عمرؓ نے حذیفہؓ سے کہا کہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حدیثیں سنی ہیں وہ ہم سے بھی بیان کیجئے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا تھا کہ ایک شخص کی موت کا وقت جب قریب ہوا اور وہ زندگی سے بالکل مایوس ہوگیا تو اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میری موت ہو جائے تو پہلے میرے لئے خوب زیادہ لکڑیاں جمع کرنا اور اس سے آگ جلانا (پھر میرے جسم کو اس آگ میں ڈال دینا) جب آگ میرے جسم کو خاکستر بنا دے اور صرف ہڈی ہڈی باقی رہ جائے تو ہڈیوں کو پیس لینا اور کسی شدید گرمی کے دن یا (فرمایا کہ) شدید ہوا کے دن اسے دریا میں اڑا دینا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے جمع کیا اور اس سے دریافت فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا تھا؟ اس نے کہا کہ تیری ہی خشیت سے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی۔ عقبہؓ نے فرمایا کہ میں نے بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا۔

حدثنا موسیٰ .... فی یوم راح

ترجمہ:۔ ہم سے موسیٰ نے حدیث بیان کی ان سے ابوعوانہ نے حدیث بیان کی ان سے عبدالملک نے حدیث بیان کی اور کہا کہ کسی تیز ہوا کے دن (یعنی اس روایت میں راوی کو شک نہیں تھا)۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ .... فَتَجَاوَزَ عَنْهُ

ترجمہ:۔ ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی ان سے ابن شہاب نے ان سے عبید اللہ بن عبداللہ بن عقبہ نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے کارندے کو اس نے یہ ہدایت کر رکھی تھی کہ جب تمہارا سابقہ کسی تنگدست سے پڑے جو میرا مقروض ہو تو اسے معاف کر دیا کرو۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ بھی ہمیں (اس عمل کی وجہ سے) معاف فرمادے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چنانچہ جب وہ اللہ تعالیٰ سے مسد تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرمایا۔

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ .... يَا رَبِّ

ترجمہ:۔ مجھ سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے ہشام نے حدیث بیان کی انہیں معمر نے خبر دی انہیں زہری نے انہیں حمید بن عبدالرحمٰن نے اور انہیں ابوہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص تھا جس نے اپنی جان پر بڑی زیادتیاں کر رکھی تھیں۔ (گناہ کر کے) پھر جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹوں سے اس نے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا ڈالنا پھر میری ہڈیوں کو پیس کر ہوا میں اڑا دینا خدا کی قسم! اگر میرے رب نے مجھے پالیا تو مجھے اتنا شدید عذاب دے گا جو پہلے کسی کو بھی اس نے نہیں دیا ہوگا جب وہ مر گیا تو (اس کی وصیت کے مطابق) اس کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا اور فرمایا اگر ایک ذرہ بھی کہیں اس کا تمہارے پاس ہے تو اسے جمع کر کے لاؤ' زمین حکم بجالائی اور وہ شخص اب (اپنے رب کے حضور) کھڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا' اسنے عرض کیا اے رب! تیری خشیت کی وجہ سے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت کر دی۔ دوسرے حضرات نے یوں بیان کیا۔ مخافتک۔ یارب (تیرے خوف کی وجہ سے اے میرے رب) دوسرے راویوں نے مخافتک کی جگہ خشیتک کہا۔

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ .... خَشَاشِ الْأَرْضِ

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن محمد بن اسماء نے حدیث بیان کی ان سے جویریہ بن اسماء نے حدیث بیان کی ان سے نافع نے اور ان

سے عبداللہ بن عمرؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا تھا جس نے اسے باندھ رکھا تھا جس سے بلی مرگئی تھی اور اسی کی پاداش میں وہ جہنم میں گئی' جب وہ عورت بلی کو باندھے ہوئے تھی تو نہ اس نے اسے کھانے کے لئے کوئی چیز دی تھی' نہ پینے کے لئے اور نہ اس نے بلی کو چھوڑا ہی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھالیتی۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ .... فَافْعَلْ مَا شِئْتَ

ترجمہ:۔ ہم سے احمد بن یونس نے حدیث بیان کی' ان سے زہیر نے' ان سے منصور نے حدیث بیان کی' ان سے ربعی بن حراش نے اور ان سے ابو مسعود عقبہ بن عمرؓ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کلام نبوت سے جو چیز تمام انسانوں کو ملی ہے (اور جس پر تمام انبیاء نے ہر زمانہ میں متفقہ طور پر تنبیہ کی) وہ یہ جملہ ہے کہ جب حیا نہ ہو تو پھر جو جی چاہے کرو۔

حَدَّثَنَا آدَمُ .... فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

ترجمہ:۔ ہم سے آدم نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے منصور نے بیان کیا' انہوں نے ربعی بن حراش سے سنا اور وہ ابو مسعودؓ کے واسطے سے حدیث بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کلام نبوت سے جو چیز تمام انسانی برادری کو ملی ہے وہ یہ جملہ ہے کہ جب حیاء نہ ہو تو پھر جو جی چاہے کرو۔

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ .... عَنِ الزُّهْرِيِّ

ترجمہ:۔ ہم سے بشر بن محمد نے حدیث بیان کی' انہیں عبید اللہ نے خبر دی' انہیں یونس نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں سالم نے خبر دی اور ان سے ابن عمرؓ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک شخص تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند زمین سے گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا کہ اسے زمین میں دھنسا دیا گیا اور اب وہ قیامت تک یوں ہی زمین میں دھنستا اور پیچ و تاب کھاتا چلا جائے گا۔ اس روایت کی متابعت عبدالرحمٰن بن خالد نے زہری کے واسطے سے کی۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ .... وَجَسَدَهُ

ترجمہ:۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے وہیب نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے ابن طاؤس نے حدیث بیان کی' ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم (اس دنیا میں تمام امتوں سے بعد میں آئے لیکن (قیامت کے دن) پہلے ہوں گے صرف فرق اتنا ہے کہ انہیں کتاب پہلے دی گئی تھی اور ہمیں ان کے بعد میں ملی ہے۔ اور یہی وہ (جمعہ کا) دن ہے جن کے بارے میں امتوں کا اختلاف ہو گیا تھا۔ یہودیوں نے تو اسے اس کے دوسرے دن (سبت کو) کرلیا اور نصاریٰ نے تیسرے دن (اتوار کو) پس ہر مسلمان کو ہفتے میں ایک دن تو ضرور ہی اپنے جسم اور اپنے سر کو دھولینا چاہیے (یعنی جمعہ کے دن)۔

حَدَّثَنَا آدَمُ .... عَنْ شُعْبَةَ

ترجمہ:۔ ہم سے آدم نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے عمرو بن مرہ نے' انہوں نے سعید بن مسیّب سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ معاویہ بن ابی سفیانؓ نے مدینہ کے اپنے آخری سفر میں ہمیں خطاب فرمایا (خطبہ کے دوران) آپ نے ایک بالوں کا گچھا نکالا اور فرمایا۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہودیوں کے سوا اور کوئی اس طرح کرتا ہوگا (مراد ان کی عورتیں ہیں) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بال سنوارنے کا نام الزور (فریب اور جھوٹ) رکھا تھا۔ آپ کی مراد وصال فی الشعر سے تھی' اس روایت کی متابعت غندر نے شعبہ کے واسطے سے کی ہے۔

کتاب المناقب

باب قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى (يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ "اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے

وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ) وَقَوْلُهُ (وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا) وَمَا يُنْهَى عَنْ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ الشُّعُوبُ النَّسَبُ الْبَعِيدُ ، وَالْقَبَائِلُ دُونَ ذَلِكَ

اور تم کو مختلف قومیں اور خاندان بنا دیا ہے تا کہ ایک دوسری کو پہچان سکو بے شک تم سب میں سے پرہیزگار تر اللہ کے نزدیک معزز تر ہے"۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور اللہ سے تقویٰ اختیار کرو جس کے واسطے سے ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور قرابتوں کے باب میں بھی (تقویٰ اختیار کرو) بے شک اللہ تمہارے اوپر نگہبان ہے۔ شعوب کا اطلاق دور کے نسب پر ہوتا ہے اور قبائل کا اس کے مقابلے میں قریبی نسب پر۔

← حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ الْكَاهِلِيُّ .... الْبُطُونُ

ترجمہ:۔ ہم سے خالد بن یزید الکاھلی نے حدیث بیان کی ان سے ابو بکر نے حدیث بیان کی ان سے ابو حصین نے ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباسؓ نے (آیت) وجعلنا کم شعوبا وقبائل کے متعلق فرمایا کہ شعوب بڑے قبیلوں کے معنی میں ہے اور قبائل بڑے قبیلے کی شاخیں۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ .... نَبِيُّ اللّٰهِ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے عبید اللہ نے بیان کیا ان سے سعید بن ابی سعید نے حدیث بیان کی اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے زیادہ شریف کون ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سب سے زیادہ متقی ہو۔ صحابہؓ نے عرض کی کہ ہمارا سوال اسکے متعلق نہیں ہے۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اللہ کے نبی یوسفؑ (سب سے زیادہ شریف ہیں)۔

← حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ .... بْنِ كِنَانَةَ

ترجمہ:۔ ہم سے قیس بن حفص نے حدیث بیان کی ان سے عبد الواحد نے حدیث بیان کی ان سے کلیب بن وائل نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے زینب بنت ابی سلمہؓ نے بیان کیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر پرورش رہ چکی تھیں۔ کلیب نے بیان کیا کہ میں نے آپ سے پوچھا آپ کا کیا خیال ہے کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق قبیلہ مضر سے تھا؟ انہوں نے فرمایا پھر کس سے تھا؟ یقیناً آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مضر کی شاخ بنی النضر بن کنانہ سے تعلق رکھتے تھے۔

← حَدَّثَنَا مُوسَى .... النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ

ترجمہ:۔ ہم سے موسیٰ نے حدیث بیان کی ان سے عبد الواحد نے بیان کی ان سے کلیب نے حدیث بیان کی اور ان سے ربیبہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے' میرا خیال ہے کہ مراد زینب ؓ سے ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دباء و حنتم' نقیر اور مزفت کے استعمال سے منع فرمایا تھا۔ اور میں نے ان سے پوچھا تھا کہ آپ مجھے بتائیے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق کس قبیلے سے تھا' کیا واقعی آپ کا تعلق مضر سے تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ پھر اور کس سے ہوسکتا ہے؟ یقیناً آپ کا تعلق اسی قبیلہ سے تھا آپ نضر بن کنانہ کی اولاد میں سے تھے۔

← حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ .... هَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ

ترجمہ:۔ ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے حدیث بیان کی' انہیں جریر نے خبر دی' انہیں عمارہ نے' انہیں ابو زرعہ نے اور ان سے ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم انسانوں کو کان کی طرح پاؤ گے (بھلائی اور برائی میں) جو لوگ جاہلیت کے زمانہ میں بہتر اور اچھی صفات کے ساتھ تھے وہ اسلام کے بعد بھی' بہتر اور اچھی صفات والے ہیں جبکہ انہوں نے دین کی سمجھ بھی حاصل کر لی ہو اور تم دیکھو گے کہ اس (خلافت و امارت کے) معاملے میں سب سے بہترین وہ لوگ ثابت ہوں گے جو سب سے زیادہ اسے ناپسند کرتے ہوں اور تم دیکھو گے کہ سب سے بدترین دوزخی لوگ ہیں جو اس کے منہ پر اس کے جیسی باتیں بناتے ہیں اور اس کے منہ پر اس کے جیسی!

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ .... حَتَّى يَقَعَ فِيهِ

ترجمہ:۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی' ان سے مغیرہ نے حدیث بیان کی' ان سے ابو الزناد نے' ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ ؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اس (خلافت کے) معاملے میں لوگ قریش کے تابع رہیں گے' جب کہ انہوں نے دین کی سمجھ بھی حاصل کر لی ہو۔ تم دیکھو گے کہ بہترین اور لائق وہی ثابت ہوں گے جو خلافت و امارت کے عہدے کو بہت زیادہ ناپسند کرتے رہے ہوں' یہاں تک کہ جب انہیں اس کی ذمہ داری قبول کرنی ہی پڑی (تو نہایت کامیاب اور بہتر ثابت ہوئے)۔

باب

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ .... بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے یحیٰی نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے' ان سے عبد الملک نے حدیث بیان کی' ان سے طاؤس نے ابن عباس ؓ کے حوالے سے الا المودۃ فی القربی کے متعلق (طاؤس نے) بیان کیا کہ سعید بن جبیر ؒ نے فرمایا کہ اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت ہے۔ اس پر ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ قریش کی کوئی شاخ ایسی نہیں تھی جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت نہ رہی ہو اور اسی وجہ سے یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ (میرا اور تم سے کوئی مطالبہ نہیں بلکہ) صرف یہ ہے کہ تم لوگ میری اور اپنی قرابت کا لحاظ کرو (اور دعوت اسلام کو قبول کر لو)

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ .... فِي رَبِيعَةَ وَمُضَرَ.

ترجمہ:۔ ہم سے علی بن عبد اللہ نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے اسماعیل نے' ان سے قیس نے اور ان سے ابو مسعود ؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اسی طرف سے فتنے اٹھیں گے یعنی مشرق سے اور شقاوت اور سخت دلی ان چیختے اور شور مچاتے رہنے والے بدوؤں میں سے' ان کے اونٹ اور گائے کی دموں کے پیچھے ربیعہ اور مضر والوں میں۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ .... الْأَيْسَرُ الْأَشَأَمُ

ترجمہ:۔ ہم سے ابو الیمان نے حدیث بیان کی' انہیں شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے

خبردی اوران سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ فخر اور تکبر ان چیختے اور شور مچاتے رہنے والے بدوؤں میں (زیادہ) ہوتا ہے اور بکری چرانے والوں میں وقار و تواضع ہوتی ہے اور ایمان تو یمن میں ہے اور حکومت و معرفت بھی یمنی ہے۔ ابوعبداللہ (امام بخاری) نے کہا کہ یمن کا نام یمن اسلئے پڑا کہ یہ کعبہ کے دائیں طرف ہے اور شام کو شام اسلئے کہتے ہیں کہ یہ کعبہ کے بائیں طرف ہے الشامۃ۔ بائین جانب کو کہتے ہیں۔ بائیں ہاتھ کو الشومی کہتے ہیں اور بائین جانب کو الاشام کہتے ہیں۔

باب مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ .... مَا أَقَامُوا الدِّيْنَ

ترجمہ:۔ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبردی ان سے زہری نے بیان کیا کہ محمد بن جبیر بن مطعم بیان کرتے تھے کہ میں نے معاویہؓ تک یہ بات پہنچائی۔ محمد بن جبیر آپ کی خدمت میں قریش کے ایک وفد کے ساتھ حاضر ہوئے تھے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ عنقریب (قرب قیامت میں) بنی قحطان سے ایک حکمران اٹھے گا اس پر معاویہؓ غصے ہوگئے پھر آپ اٹھے اور اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق حمد وثنا کے بعد فرمایا اما بعد! مجھے معلوم ہوا کہ بعض حضرات ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جو نہ قرآن مجید میں موجود ہیں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے ان کی روایت کی ہے تم میں سب سے جاہل یہی لوگ ہیں۔ پس گمراہ کن خیالات سے بچتے رہو۔ میں نے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ یہ خلافت قریش میں رہے گی اور ان سے جو بھی چھیننے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کردے گا (لیکن یہ صورت حال اس وقت تک رہے گی) جب تک وہ دین کو قائم رکھیں گے (انفرادی اور اجتماعی طور پر)

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ .... مَا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ

ترجمہ:۔ہم سے ابوالولید نے حدیث بیان کی ان سے عاصم بن محمد نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا اور انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خلافت اس وقت تک قریش کے ہاتھوں میں باقی رہے گی۔ جب تک ان میں دو افراد بھی ایسے ہوں گے (جو علیٰ منہاج النبوۃ حکومت کرنے کی پوری صلاحیتیں رکھتے ہوں)۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ .... من رسول الله صلى الله عليه وسلم

ترجمہ:۔ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی ان سے عقیل نے ان سے ابن شہاب نے ان سے ابن مسیب نے اور ان سے جبیر بن مطعمؓ نے بیان کیا کہ میں اور عثمان بن عفانؓ چل رہے تھے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو مطلب کو تو آپ نے عطا فرمایا اور ہمیں نظر انداز کردیا۔ حالانکہ آپ کے لئے ہم اور وہ ایک درجے کے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (صحیح کہا) بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہی ہیں۔ اور لیث نے بیان کیا ان سے ابوالاسود محمد نے حدیث بیان کی اور ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ عبیداللہ بن زبیرؓ بنی زہرہ کے چند افراد کے ساتھ عائشہؓ کے یہاں تشریف لے گئے حضرت عائشہؓ بنی زہرہ کے ساتھ نہایت اچھی طرح پیش آتی تھیں۔ کیونکہ ان لوگوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت تھی۔

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ .... دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

ترجمہ:۔ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی اور ان سے سعد نے۔ ح۔ یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہ ہم سے میرے والد نے حدیث بیان کی اور ان سے ان کے اولاد نے بیان کیا کہ مجھ سے عبداللہ بن ہرمز الاعرج نے

حدیث بیان کی اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش، انصار، جہینہ، مزینہ، اسلم، اشجع اور غفار میرے مولا (مددگار اور سب سے زیادہ قریب) ہیں اور ان کا بھی مولا اللہ اور اس کے رسول کے سوا اور کوئی نہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوسُفَ .... فَأَفْرُغَ مِنْهُ

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی، ان سے لیث نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھ سے ابوالاسود نے حدیث بیان کی، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کے بعد عبداللہ بن زبیرؓ سے عائشہؓ کو سب سے زیادہ محبت تھی۔ حضرت عائشہؓ کی عادت تھی کہ اللہ کا جو رزق بھی انہیں ملتا تھا وہ اسے صدقہ کر دیا کرتی تھیں (جمع نہیں کرتی تھیں ابن زبیرؓ نے (کسی سے) کہا کہ ام المومنین کو اس سے روکنا چاہیے (جب عائشہ رضی اللہ عنہا کو ابن زبیرؓ کا یہ جملہ پہنچا تو) آپ نے فرمایا اچھا، مجھے روکا جائے گا؟ اب اگر میں نے اس سے بات کی تو مجھ پر نذر واجب ہے۔ ابن زبیرؓ نے (ام المومنین کو راضی کرنے کے لئے) قریش کے چند اصحاب اور خاص طور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ننھیالی رشتہ داروں (بنی زہرہ) کو ان کی خدمت میں سفارش کے لئے بھیجا، لیکن حضرت عائشہؓ پھر بھی نہ مانیں۔ اس پر بنو زہرہ نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (رشتے میں) ماموں ہوتے تھے اور ان میں عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث اور مسور بن مخرمہ بھی تھے۔ ابن زبیرؓ نے کہا کہ (آپ ہمارے ساتھ عائشہؓ کی خدمت میں چلیے) اور جب ہم ان سے اجازت چاہیں تو آپ (بلا اجازت) اندر چلے آئیں، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا (جب عائشہؓ خوش ہو گئیں تو) انہوں نے ان کی خدمت میں دس غلام بھیجے (آزاد کرنے کے لئے بطور کفارہ قسم) اور ام المومنین نے انہیں آزاد کر دیا۔ پھر آپ برابر غلام آزاد کرتی رہیں۔ یہاں تک کہ چالیس غلام آزاد کر دئے، پھر آپ نے فرمایا، قسم کھا لینے کے بعد میں چاہتی تھی کہ کوئی ایسا عمل کروں جس کی وجہ سے اس قسم کا کفارہ ادا ہو جائے۔

باب نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ....فَفَعَلُوا ذٰلِكَ

ترجمہ:۔ ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے حدیث بیان کی، ان سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے انسؓ نے کہ عثمانؓ نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن العاص اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشامؓ کو بلایا اور (آپ کے حکم سے) ان حضرات نے قرآن مجید کو کئی مصحفوں میں نقل کیا۔ اور عثمانؓ نے (ان چار حضرات میں) تین قریشی صحابہ سے فرمایا تھا کہ جب آپ لوگوں کا زید بن ثابتؓ سے (جو مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے) قرآن کے کسی موقعہ پر (اس کے کلمات کی ہجے میں) اختلاف ہو جائے تو اس کی کتابت قریش کی زبان کے مطابق کرنا۔ کیونکہ قرآن مجید کا نزول قریش کی زبان میں ہوا ہے۔ ان حضرات نے یوں ہی کیا۔

باب نِسْبَةِ الْيَمَنِ إِلَى إِسْمَاعِيلَ

مِنْهُمْ أَسْلَمُ بْنُ أَفْصَى بْنِ حَارِثَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ مِنْ خُزَاعَةَ

اہل یمن کی نسبت اسماعیل علیہ السلام کی طرف قبیلہ خزاعہ کی شاخ بنو اسلم بن افصیٰ بن حارثہ بن عمرو بن عامر بنو خزاعہ میں سے تھے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ.................... مَعَكُمْ كُلِّكُمْ

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی، ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی، ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن الاکوع

نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ اسلم کے صحابہ کی طرف سے گزرے جو بازار (کے میدان) میں تیر اندازی کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ بنو اسماعیل! خوب تیر اندازی کرو کہ تمہارے جد امجد (اسماعیل علیہ السلام) بھی تیر انداز تھے اور میں بنی فلاں کے ساتھ ہوں فریقین میں سے ایک کی طرف (آپ ہو گئے) اس پر دوسرے فریق نے اپنے ہاتھ روک لئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہوئی انہوں نے عرض کیا۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بنی فلاں (فریق مخالف) کے ساتھ ہو گئے تو پھر ہمارے لئے تیر اندازی میں ان سے مقابلہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا تیر اندازی جاری رکھو میں تم سب لوگوں کے ساتھ ہوں۔

باب

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ .... مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

ترجمہ:۔ ہم سے ابو معمر نے حدیث بیان کی ان سے عبدالوارث نے حدیث بیان کی ان سے حسین نے ان سے عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن یعمر نے حدیث بیان کی ان سے ابو الاسود دیلی نے حدیث بیان کی اور ان سے ابو ذرؓ نے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ جس شخص نے بھی جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا اور سے اپنا نسب ملایا تو اس نے کفر کیا اور جس شخص نے بھی اپنا نسب کسی ایسی قوم سے ملایا جس سے اس کا کوئی (نسبی) تعلق نہیں تھا تو اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں سمجھنا چاہیے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ .... مَا لَمْ يَقُلْ

ترجمہ:۔ ہم سے علی بن عیاش نے حدیث بیان کی ان سے جریر نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھ سے عبدالواحد بن عبداللہ نصری نے حدیث بیان کی، کہا کہ میں نے واثلہ بن اسقعؓ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا بہتان یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے سوا اپنا نسب کسی اور سے ملائے یا جو چیز اس نے نہیں دیکھی ہے (خواب میں) اس کے دیکھنے کا دعویٰ کرے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی حدیث منسوب کرے جو آپ نے نہ فرمائی ہو۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ .... وَالْمُزَفَّتِ

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے حماد نے حدیث بیان کی ان سے ابو جمرہ نے بیان کیا اور انہوں نے ابن عباسؓ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ قبیلہ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! ہمارا تعلق اسی قبیلہ ربیعہ سے ہے اور ہمارے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان (راستے میں) کفار مضر کا قبیلہ پڑتا ہے۔ اس لئے ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صرف حرمت کے مہینوں میں ہی حاضر ہو سکتے ہیں۔ مناسب ہوتا اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایسے احکام و ہدایات دے دیں جس پر ہم خود بھی مضبوطی سے قائم رہیں اور جو لوگ ہمارے ساتھ (ہمارے قبیلے کے) نہیں آ سکے ہیں انہیں بھی بتا دیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے روکتا ہوں (حکم دیتا ہوں) اللہ پر ایمان لانے کا یعنی اس کی گواہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور نماز قائم کرنے کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا اور اس بات کا کہ جو کچھ بھی تمہیں مال غنیمت ملے اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کو ادا کرو۔ اور میں تمہیں دباء حنتم نقیر اور مزفت (کے استعمال سے) منع کرتا ہوں۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ .... قَرْنُ الشَّيْطَانِ

ترجمہ:۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی انہیں زہری نے ان سے سالم بن عبداللہ نے اور ان سے

عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ منبر پر فرما رہے تھے' آگاہ ہو جاؤ' فتنہ اسی طرف ہے۔ آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کر کے یہ جملہ فرمایا جدھر سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے۔

باب ذِكْرِ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ وَأَشْجَعَ

قبیلۂ اسلم' مزینہ' اور جہینہ اور اشجع کا تذکرہ

← حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ .... دون اللّٰهِ وَرَسُولِهِ

ترجمہ:۔ ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے سعد نے' ان سے عبدالرحمٰن بن ہرمز نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' قریش' انصار' جہینہ' مزینہ' اسلم غفار اور اشجع میرے مولا (انصرو مددگار) ہیں اور ان کا بھی مولی اللہ اور اس کے رسول کے سوا اور کوئی نہیں۔

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ .... عصمت الله وَرَسُولَهُ

ترجمہ:۔ مجھ سے محمد بن غریر زہری نے حدیث بیان کی' ان سے یعقوب بن ابراہیم نے حدیث بیان کی' ان سے ان کے والد نے ان سے صالح نے' ان سے نافع نے اور انہیں عبداللہ (ابن عمرؓ) نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر ارشاد فرمایا۔ قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے۔ اور قبیلہ عصیہ نے اللہ تعالیٰ کی عصیان و نافرمانی کی۔

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ............ وَغِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا

ترجمہ:۔ مجھ سے محمد نے حدیث بیان کی' انہیں عبدالوہاب ثقفی نے خبر دی' انہیں ایوب نے' انہیں محمد نے' انہیں ابوہریرہؓ نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔

← حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ .... صَعْصَعَةَ

ترجمہ:۔ ہم سے قبیصہ نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' اور مجھ سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے ابن مہدی نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے' ان سے عبدالملک بن عمیر نے' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اور ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تمہارا کیا خیال ہے' کیا جہینہ مزینہ' اسلم اور غفار کے قبیلے بنی تمیم بنی اسد' بنی عبداللہ بن غطفان اور بنی عمر بن صعصعہ کے مقابلے میں بہتر ہیں؟ ایک صاحب نے کہا کہ وہ تو ناکام و نامراد ہوئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قبیلے بنو تمیم بنو اسد بن عبداللہ بن غطفان اور بنو عامر بن صعصعہ کے قبیلے سے بہتر ہیں۔

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ .... إِنَّهُمْ لَخَيْرٌ مِنْهُمْ.

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے غندر نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے محمد بن ابی یعقوب نے بیان کیا' انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے سنا انہوں نے اپنے والد سے کہ اقرع بن حابسؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلم' غفار اور مزینہ میرا خیال ہے کہ انہوں نے جہینہ کا بھی نام لیا' کے قبائل نے بیعت کی ہے (اسلام پر) اس موقعہ پر شک راوی حدیث محمد بن ابی یعقوب کو تھا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تمہارا کیا خیال

ہے' کیا اسلم' غفار' مزینہ میرا خیال ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہینہ کا بھی نام لیا' کے قبائل بنوتمیم' بنو عامر' اور غطفان کے قبائل سے بہتر ہیں یا نا کام و نامراد ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ یہ لوگ نا کام و نامراد ہیں۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے۔ اول الذکر قبائل آخر الذکر سے مقابلے میں بہتر ہیں۔

باب ابن اخت القوم ومولى القوم منهم

کسی قوم کا بھانجہ یا آزاد کردہ غلام اسی قوم میں شمار ہوتا ہے

حدثنا سليمان بن حرب .... القوم منهم

ترجمہ:۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے قتادہ نے' ان سے انس ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو خاص طور سے ایک مرتبہ بلایا' پھر ان سے دریافت فرمایا۔ کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا شخص بھی رہتا ہے جس کا تعلق تمہارے قبیلے سے نہ ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ صرف ہمارا ایک بھانجہ ایسا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھانجہ بھی اسی قوم کا ایک فرد ہوتا ہے

باب قصة زمزم

حدثنا زيد هو ابن اخزم .... اسلام ابى ذر رضى الله عنه

ترجمہ:۔ ہم سے زید نے' جو اخزم کے بیٹے ہیں' بیان کیا' کہا کہ ہم سے ابوقتیبہ سالم بن قتیبہ نے حدیث بیان کی' ان سے مثنیٰ بن سعید قصیر نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے ابو ہریرہ ؓ نے حدیث بیان کی' کہا کہ ہم سے ابن عباس ؓ نے فرمایا ابوذر ؓ کے اسلام کا واقعہ تمہیں سناؤں۔ ہم نے عرض کیا' ضرور! انہوں نے بیان کیا کہ ابوذر ؓ نے فرمایا' میرا تعلق قبیلہ غفار سے تھا۔ ہمارے یہاں یہ خبر پہنچی کہ مکہ میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہے (پہلے تو) میں نے اپنی بھائی سے کہا کہ اس شخص کے پاس جاؤ' اس سے گفتگو کرو' اور پھر اس کے سارے حالات آ کر مجھے بتاؤ۔ چنانچہ میرے بھائی خدمت نبوی میں حاضر ہوئے' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور واپس آ گئے۔ میں نے پوچھا کہ کیا خبر لائے؟ انہوں نے کہا بخدا میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا ہے جو اچھے کاموں کیلئے کہتا ہے اور برے کاموں سے منع کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ تمہاری باتوں سے مجھے تشفی نہیں ہوئی۔ اب میں نے ناشتے کا تھیلا اور چھڑی اٹھائی اور مکہ آ گیا۔ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتا نہیں تھا اور آپ کے متعلق کسی سے پوچھتے ہوئے بھی ڈر لگتا تھا (کہ پریشان کرنا شروع کر یں گے) میں (صرف) زمزم کا پانی پی لیا کرتا تھا اور مسجد حرام میں ٹھہرا ہوا تھا' انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ علی ؓ میرے پاس سے گزرے اور بولے کہ معلوم ہوتا ہے' آپ اس شہر میں اجنبی ہیں؟ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا جی ہاں! بیان کیا کہ پھر وہ مجھے اپنے ساتھ لے گئے بیان کیا کہ میں آپ کے ساتھ ساتھ گیا' نہ انہوں نے مجھ سے کوئی بات پوچھی اور نہ میں نے کچھ کہا' صبح ہوئی تو مسجد حرام میں آ گیا۔ تا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کسی سے پوچھوں' لیکن آپ کے بارے میں کوئی بتانے والا نہیں تھا۔ کیا کہ پھر علی ؓ میرے پاس سے گزرے اور فرمایا' کیا ابھی تک آپ اپنی منزل کو نہیں پا سکے؟ بیان کیا کہ میں نے کہا کہ نہیں۔ انہوں رمایا کہ اچھا پھر میرے ساتھ آیئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر حضرت علی ؓ نے پوچھا' آپ کا معاملہ کیا ہے۔ آپ اس شہر میں کیوں

تشریف لائے ہیں؟ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا اگر آپ رازداری سے کام لیں تو میں آپ کو اپنے معاملے کے متعلق بتا سکتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ میری طرف سے مطمئن رہیے۔ بیان کیا کہ میں نے ان سے کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہاں کوئی شخص پیدا ہوا ہے جو نبوت کا دعوی کرتا ہے۔ میں نے اپنے بھائی کو اس سے گفتگو کرنے کے لئے بھیجا تھا' لیکن جب وہ واپس ہوئے تو انہوں نے مجھے کوئی تسلی بخش اطلاعات نہیں دیں۔ اس لئے اس ارادہ سے آیا ہوں کہ ان سے خود ملاقات کروں۔ علیؓ نے فرمایا' پھر اب آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔ میں انہیں کے یہاں جا رہا ہوں' آپ میرے پیچھے پیچھے چلیں' جہاں میں داخل ہوں آپ بھی داخل ہو جائیں' اگر میں کسی ایسے شخص کو دیکھوں گا جس سے آپ کے بارے میں مجھے خطرہ ہوگا تو میں کسی دیوار کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو جاؤں گا گویا میں اپنا چپل ٹھیک کرنے لگا ہوں' اس وقت آپ آگے بڑھ جائیں۔ چنانچہ وہ چلے اور میں بھی آپ کے پیچھے ہولیا' اور آ کر وہ اندر گئے اور میں بھی ان کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اندر داخل ہو گیا۔ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اسلام کے اصول و مبادی مجھے سمجھا دیجئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے ان کی وضاحت کی اور میں مسلمان ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا اے ابو ذر! اس معاملے کو ابھی راز میں رکھنا اور اپنے شہر چلے جانا۔ پھر جب تمہیں ہمارے متعلق یہ معلوم ہو جائے کہ ہم نے دین کی اشاعت کی کوششیں پوری طرح شروع کر دی ہیں تب یہاں دوبارہ آنا۔ میں نے عرض کی' اس ذات کی قسم' جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے' میں سب کے سامنے ڈنکے کی چوٹ اس کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ وہ مسجد حرام میں آئے۔ قریش وہاں موجود تھے اور کہا۔ اے معشر قریش! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) قریشیوں نے کہا' پکڑو اس بے دین کو' چنانچہ وہ میری طرف بڑھے اور مجھے اتنا مارا کہ میں موت کے قریب پہنچ گیا۔ اتنے میں عباس (رضی اللہ عنہ) آ گئے اور مجھ پر گر کر مجھے اپنے جسم سے چھپا لیا اور قریشیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا بدبختو! قبیلہ غفار کے آدمی کو قتل کرتے ہو' غفار سے تو تمہاری تجارت بھی ہے اور تمہارے قافلے بھی اسی طرف سے گزرتے ہیں۔ اس پر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ پھر جب دوسری صبح ہوئی تو پھر میں وہیں آیا اور جو کچھ میں نے کل کہا تھا اسی کو پھر دہرایا۔ قریشیوں نے پھر کہا پکڑو اس بے دین کو! جو کچھ انہوں نے میرے ساتھ کل کیا تھا وہی آج بھی کیا۔ اتفاق سے پھر عباسؓ آ گئے اور مجھ پر گر کر مجھے اپنے جسم سے انہوں نے چھپا لیا۔ اور جو کچھ انہوں نے قریشیوں سے کل کہا تھا اسی کو آج بھی دہرایا ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ یہ ہے ابوذرؓ کے اسلام کی ابتداء۔

← حدثنا سلیمان بن حرب حدثنا حماد .... وھوازن وغطفان

ترجمہ:۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے قتادہ نے' ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو خاص طور سے ایک مرتبہ بلایا' پھر ان سے دریافت فرمایا۔ کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا شخص بھی رہتا ہے جس کا تعلق تمہارے قبیلے سے نہ ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ صرف ہمارا ایک بھانجہ ایسا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھانجہ بھی اسی قوم کا ایک فرد ہوتا ہے۔

بَابُ ذِكْرِ قَحْطَانَ

← حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ .... بِعَصَاهُ

ترجمہ:۔ ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے سلیمان بن بلال نے حدیث بیان کی' ان سے ثور بن ز:

نے ان سے ابوالغیث نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک قبیلہ قحطان میں ایک شخص نہ پیدا ہولیں گے جو مسلمانوں کی قیادت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لیں گے۔

باب مَا يُنْهَى مِنْ دَعْوَةِ الْجَاهِلِيَّةِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ .... كَانَ يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ

ترجمہ:۔ہم سے محمد نے حدیث بیان کی انہیں مخلد بن یزید نے خبر دی انہیں ابن جریج نے خبر دی' کہا کہ مجھے عمرو بن دینار نے خبر دی' اور انہوں نے جابرؓ سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوے میں شریک تھے کہ مہاجرین بڑی تعداد میں ایک جگہ جمع ہو گئے وجہ یہ ہوئی کہ مہاجرین میں ایک صحابی تھے بڑے زندہ دل' انہوں نے ایک انصاری صحابی کو (مزاحاً) ماردیا۔ اس پر انصار بہت غصے ہو گئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ (جاہلیت کے طریقے پر اپنے اپنے اعوان وانصار کی) ان حضرات نے دہائی۔ انصاری نے کہا اے قبائل انصار! مدد کو پہنچو اور مہاجر نے کہا اے قبائل مہاجر مدد کو پہنچو۔ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور دریافت فرمایا کیا بات ہے' یہ جاہلیت کے دعوے کیسے! آپ کے صورت حال دریافت کرنے پر مہاجر صحابی کے انصاری صحابی کو ماردینے کا واقعہ بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا جاہلیت کے دعوے ختم ہونے چاہیں کیونکہ یہ نہایت بدترین چیز ہے۔ عبداللہ بن ابی سلول (منافق) نے کہا کہ یہ مہاجرین اب ہمارے خلاف اپنے اعوان وانصار کی دہائی دینے لگے ہیں' مدینہ واپس ہو کر باعزت' ذلیل کو یقیناً نکال دے گا۔ عمرؓ نے اجازت چاہی یارسول اللہ! ہم اس خبیث عبداللہ بن ابی کو قتل کیوں نہ کر دیں؟ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ایسا نہ ہونا چاہیے کہ (بعد میں آنے والی نسلیں) کہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیا کرتے تھے۔

حَدَّثَنِي ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ .... وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ

ترجمہ:۔ہم سے ثابت بن محمد نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے اعمش نے' ان سے عبداللہ بن مرہ نے' ان سے مسروق نے اور ان سے عبداللہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے۔ اور سفیان نے زبید کے واسطے سے' انہوں نے ابراہیم سے' انہوں نے مسروق سے اور انہوں نے عبداللہؓ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو (نوحہ کرتے ہوئے) اپنے رخسار پیٹے' گریبان پھاڑ ڈالے اور جاہلیت کے دعوے کرے۔

باب قِصَّةُ خُزَاعَةَ

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ .... أَبُو خُزَاعَةَ

ترجمہ:۔مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ بن آدم نے حدیث بیان کی' انہیں اسرائیل نے خبر دی' انہیں ابوحصین نے' انہیں ابوصالح نے اور انہیں ابوہریرہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف قبیلہ خزاعہ کا جد امجد ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ .... سَيَّبَ السَّوَائِبَ.

ترجمہ:۔ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی' انہیں شعیب نے خبر دی ان سے زہری نے بیان کیا' انہوں نے سعید بن مسیب سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ بحیرہ (اس اونٹنی کو کہا جاتا تھا) جس کے دودھ کی ممانعت ہوتی تھی' کیونکہ وہ بتوں کے لئے وقف ہوتی تھیں

اس لئے کوئی شخص بھی ان کا دودھ نہیں دوہتا تھا اور سائبہ اسے کہتے تھے جنہیں وہ اپنے معبودوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے اور ان پر بار برداری نہیں کی جاتی تھی (اور نہ سواری) انہوں نے بیان کیا کہ ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے عمرو بن عامر بن لحی خزاعی کو دیکھا کہ جہنم میں اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا تھا۔ اور یہی عمرو وہ پہلا شخص تھا جس نے سائبہ کی بدعت نکالی تھی۔

بَاب قِصَّةِ زَمْزَمَ وَ جَهْلِ الْعَرَب

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ......... وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ.

ترجمہ:۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی ان سے ابوعوانہ نے حدیث بیان کی ان سے ابوبشر نے ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ اگر تم عرب کی جہالت کے متعلق جاننا چاہتے ہو تو سورۂ انعام میں ایک سو تیس آیتوں کے بعد یہ آیتیں پڑھ لو۔ یقیناً وہ لوگ نامراد ہوئے جنہوں نے اپنی اولاد (خصوصاً لڑکیوں) کو بے وقوفی کی وجہ سے بلا کسی علم کے مار ڈالا۔ ارشاد وقد ضلوا وما کانوا مهتدین تک۔

بَاب مَنِ انْتَسَبَ إِلَى آبَائِهِ فِي الإِسْلامِ وَالْجَاهِلِيَّةِ

جس نے اسلام اور جاہلیت کے زمانے میں اپنی نسبت اپنے آباء واجداد کی طرف کی

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِنَّ الْكَرِيمَ ابْنَ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ اللَّهِ وَقَالَ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

ابن عمر اور ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کریم بن کریم بن کریم بن کریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام تھے۔ اور براء بن عازبؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بیان کیا کہ میں "ابن عبدالمطلب" ہوں۔

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ .... قَبَائِلَ قَبَائِلَ

ترجمہ:۔ ہم سے عمر بن حفص نے حدیث بیان کی، ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی، ان سے اعمش نے حدیث بیان کی، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت اتری۔ آپ اپنے قریبی عزیزوں کو ڈرایئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی مختلف شاخوں کو بلایا۔ اے بنی فہر! اے بنی عدی! اور ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، انہیں سفیان نے خبر دی، انہیں حبیب بن ابی ثابت نے، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ جب یہ "آیت اور آپ اپنے قریبی عزیزوں کو ڈرایئے اتری" تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک قبیلے کو بلایا۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ .... مَا شِئْتُمَا

ترجمہ:۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی، انہیں شعیب نے خبر دی انہیں اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے بنی عبد مناف! اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ سے خرید لو (یعنی انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا لو) اے بنی عبد المطلب! اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ سے خرید لو اے زبیر بن عوام کی والدہ! رسول اللہ کی پھوپھی! اے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ سے خرید لو۔ میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کچھ نہیں کر سکتا، تم دونوں میرے مال میں سے جتنا چاہو مانگ سکتی ہو۔

باب قِصَّةِ الْحَبَشِ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يَا بَنِي أَرْفِدَةَ

حبشہ کے لوگوں کا واقعہ اوران کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ اے بنی ارفدہ!

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ .... يَعْنِي مِنَ الْأَمْنِ

ترجمہ:۔ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی ان سے عقیل نے ان سے ابن شہاب نے ان سے عروہ نے اوران سے عائشہؓ نے کہ ابوبکرؓ ان کے یہاں تشریف لائے تو وہاں دولڑکیاں دف بجا کر گا رہی تھیں یہ حج کے ایام (بقرعید) کا واقعہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روئے مبارک پر کپڑا ڈالے ہوئے (دوسری طرف رخ کر کے لیٹے ہوئے تھے) ابوبکرؓ نے انہیں ڈانٹا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرۂ مبارک سے کپڑا ہٹا کر فرمایا ابوبکرؓ! انہیں گانے دو یہ عید کے دن ہیں یہ دن منیٰ (بقرعید) کے تھے۔ اور عائشہؓ نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے چھپانے کی (پوری طرح) کوشش فرما رہے ہیں اور میں حبشہ کے صحابہ کو دیکھ رہی تھی جو (حراب کے) کھیل کا مظاہرہ مسجد میں (مسجد کے سامنے صحن میں) کر رہے تھے۔ عمرؓ نے انہیں ڈانٹا (جب وہ تشریف لائے) لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی ارفدہ! اطمینان وسکون کے ساتھ اپنے کھیل کا مظاہرہ جاری رکھو۔

باب مَنْ أَحَبَّ أَنْ لَا يُسَبَّ نَسَبُهُ

حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ .... عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ:۔ مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے حدیث بیان کی ان سے عبدہ نے حدیث بیان کی ان سے ہشام نے ان سے ان کے والد نے اوران سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ حسانؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین (قریش) کی ہجو کرنے کی اجازت چاہی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر میرے نسب کا کیا ہوگا؟ (کیونکہ آپ بھی قریشی تھے) اس پر حسانؓ نے عرض کی کہ میں آپ کو اس طرح نکال لے جاؤں گا جیسے آٹے میں سے بال نکال لیا جاتا ہے اور (ہشام نے) اپنے والد کے واسطے سے کہ انہوں نے فرمایا عائشہؓ کے یہاں میں حسانؓ کو برا بھلا کہنے لگا تو آپ نے فرمایا انہیں برا بھلا نہ کہو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مدافعت کیا کرتے تھے (اشعار کے ذریعہ)

باب مَا جَاءَ فِي أَسْمَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی کے متعلق روایات

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ) وَقَوْلِهِ (مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ)

اوراللہ تعالیٰ کا قول "محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہ تھے"۔ اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد۔ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے حق میں انتہائی سخت ہیں"۔ اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد۔ "من بعدی اسمہ احمد"۔

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ .... وَأَنَا الْعَاقِبُ

ترجمہ:۔ مجھ سے ابراہیم بن منذر نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے معن نے حدیث بیان کی ان سے مالک نے ان سے ابن شہا

ب نے ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد جبیر بن مطعمؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پانچ نام ہیں میں محمد، احمد اور ماحی (مٹانے والا) ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر ہوں کہ تمام انسانوں کا (قیامت کے دن) میرے بعد حشر ہوگا اور میں عاقب ہوں (بعد میں آنے والا)

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ......... وَأَنَا مُحَمَّدٌ

ترجمہ:۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے ابوالزناد نے ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہیں تعجب نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ قریش کے سب وشتم اور لعنت وملامت کو مجھ سے کس طرح دور کرتا ہے مجھے وہ مذمم کہہ کر سب وشتم کرتے ہیں۔ مذمم کہہ کر مجھے لعنت ملامت کرتے ہیں حالانکہ میرا نام (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

باب خَاتِمِ النَّبِيِّينَ صلى الله عليه وسلم

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ......... مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن سنان نے حدیث بیان کی ان سے سلیم نے حدیث بیان کی ان سے سعید بن میناء نے حدیث بیان کی اور ان سے جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور دوسرے انبیا کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی مکان بنایا دلآویزی اور ہر حیثیت سے اسے کامل ومکمل کردیا صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی تھی۔ لوگ اس گھر میں داخل ہوتے اور (اس کے حسن ودلآویزی سے) حیرت زدہ رہ جاتے اور کہتے کاش یہ ایک اینٹ کی جگہ بھی خالی نہ رہتی (اور اس اینٹ کی جگہ پر کرنے والے اور مکان کی دلآویزی کو ہر حیثیت سے تکمیل تک پہنچانے والے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں)۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ......... وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ

ترجمہ:۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے اسماعیل بن جعفر نے حدیث بیان کی ان سے عبداللہ بن دینار نے ان سے ابوصالح نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری اور مجھ سے پہلے کے تمام انبیا کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا ہو اور اس میں ہر طرح حسن ودلاویزی پیدا کی ہو۔ لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹ گئی ہو۔ اب تمام لوگ آتے ہیں اور مکان کے چاروں طرف سے گھوم کر دیکھتے اور حیرت زدہ رہ جاتے ہیں، لیکن یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبین ہوں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ......... مِثْلَهُ

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی ان سے عقیل نے ان سے ابن شہاب نے ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی تھی۔ اور ابن شہاب نے بیان کیا اور انہیں سعید بن مسیب نے خبر دی اسی طرح۔

باب كُنْيَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ......... بِكُنْيَتِي

ترجمہ:۔ ہم سے حفص بن عمر نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے حمید نے اور ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک صاحب کی آواز آئی یا ابا القاسم! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے (معلوم ہوا کہ انہوں نے کسی اور کو پکارا تھا) اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ اختیار کرو۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ .... بِكُنْيَتِي

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن کثیر نے حدیث بیان کی انہیں شعبہ نے خبر دی انہیں منصور نے انہیں سالم نے اور انہیں جابرؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میرے نام پر نام رکھا کرو لیکن میری کنیت نہ اختیار کرو۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ .... بِكُنْيَتِي

ترجمہ:۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے ایوب نے' ان سے ابن سیرین نے بیان کیا اور انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ اختیار کرو۔

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ .... قَالَ فَدَعَا لِي

ترجمہ:۔ مجھ سے اسحاق نے حدیث بیان کی' انہیں فضل بن موسیٰ نے خبر دی' انہیں جعید بن عبدالرحمٰن نے کہ میں نے سائب بن یزیدؓ کو چورانوے سال کی عمر میں دیکھا کہ نہایت قوی و توانا تھے۔ کمر ابھی نہیں جھکی تھی' انہوں نے فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ میرے اعضاء و حواس میں جو اتنی توانائی ہے وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے نتیجے میں ہے۔ میری خالہ مجھے ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ میرا بھانجہ بیمار ہو رہا ہے۔ آپ اس کے لئے دعا فرما دیجئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے دعا فرمائی۔

باب خَاتِمِ النُّبُوَّةِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عبدِ اللّٰهِ .... مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ.

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' ان سے حاتم نے حدیث بیان کی' ان سے جعید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا اور انہوں نے سائب بن یزیدؓ سے سنا کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرا بھانجا بیمار ہو گیا ہے۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر دست مبارک پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی (جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے ٹپکتا تھا) پیا' پھر آپ کی پیٹھ کی طرف جا کے کھڑا ہو گیا اور میں نے مہر نبوت کو دونوں شانوں کے درمیان میں دیکھا' ابن عبیداللہ نے فرمایا حجلہ حجل الفرس سے مشتق ہے جو گھوڑے کی دونوں آنکھوں کے درمیان میں ہوتا ہے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا کہ (مہر نبوت) عروس کے پردے کی گھنڈی کی طرح تھی۔

باب صِفَةِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ .... وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ

ترجمہ:۔ ہم سے ابو عاصم نے حدیث بیان کی' ان سے عمر بن سعید بن ابی حسین نے حدیث بیان کی' ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عقبہ بن حارث نے بیان کیا کہ ابو بکرؓ عصر کی نماز سے فارغ ہو کر باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ

حسنؓ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ آپ نے انہیں اپنے کندھے پر بٹھالیا اور فرمایا' میرے باپ تم پر فدا ہوں' تم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شباہت ہے' علی کی نہیں۔ اس پر علیؓ ہنس دیئے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ .... يُشْبِهُهُ

ترجمہ:۔ ہم سے احمد بن یونس نے حدیث بیان کی' ان سے زہیر نے حدیث بیان کی' ان سے اسماعیل نے حدیث بیان کی' اور ان سے ابوجحیفہؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے حسنؓ میں آپ کی پوری شباہت موجود ہے۔

حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ .... قَبْلَ أَنْ نَقْبِضَهَا

ترجمہ:۔ مجھ سے عمرو بن علی نے حدیث بیان کی' ان سے ابن فضیل نے حدیث بیان کی' ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے ابوجحیفہؓ سے سنا آپ بیان کرتے تھے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے' حسن بن علیؓ میں آپ کی شباہت پوری طرح موجود تھی۔ میں نے ابوجحیفہؓ سے عرض کیا کہ آپ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان فرمادیجئے' انہوں نے فرمایا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سرخ وسفید تھے' کچھ بال سفید ہو گئے تھے (آخر عمر میں) آنحضور نے ہمیں تیرہ اونٹنیوں کے دیئے جانے کا حکم دیا تھا' لیکن ابھی ان اونٹنیوں کو ہم نے اپنے قبضہ میں بھی نہیں لیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ .... الْعَنْفَقَةَ

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن رجاء نے حدیث بیان کی' ان سے اسرائیل نے حدیث بیان کی' ان سے وہب ابوجحیفہ السوائیؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا میں نے دیکھا کہ نچلے ہونٹ مبارک کے نیچے ٹھوڑی کے کچھ بال سفید تھے۔

حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ خَالِدٍ .... شَعَرَاتٌ بِيضٌ

ترجمہ:۔ ہم سے عصام بن خالد نے حدیث بیان کی' ان سے حریز بن عثمان نے حدیث بیان کی' اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبداللہ بن بسرؓ سے پوچھا' کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (آخر عمر میں) بوڑھے دکھائی دیتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھوڑی کے چند بال سفید ہو گئے تھے۔

حَدَّثَنِي ابْنُ بُكَيْرٍ .... فَقِيلَ احْمَرُ مِنَ الطِّيبِ

ترجمہ:۔ ہم سے ابن بکیر نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے خالد نے' ان سے سعید بن ابی ہلال نے' ان سے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالکؓ سے سنا۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قد تھے نہ بہت لمبے اور نہ چھوٹے قد کے' رنگ کھلتا ہوا تھا (سرخ وسفید) نہ خالی سفید تھے اور نہ بالکل گندم گوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نہ بالکل مڑے ہوئے سخت قسم کے تھے اور نہ سیدھے لٹکے ہوئے ہی۔ آپ پر نزول وحی کا جب سلسلہ شروع ہوا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چالیس سال تھی۔ مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سال تک قیام فرمایا۔ اور اس پورے عرصے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی رہی۔ اور مدینہ میں بھی آپ کا قیام دس سال رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور ڈاڑھی میں بیس بال بھی سفید نہیں ہوئے تھے۔ ربیعہ (راوی حدیث) نے بیان کیا کہ پھر میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال دیکھا تو وہ سرخ تھا۔ میں نے اس کے متعلق پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ خوشبو سے سرخ ہو گیا تھا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ .... شَعْرَةً بَيْضَاءَ

ترجمہ:۔ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں مالک بن انس نے خبر دی انہیں ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے اور انہوں نے انس بن مالکؓ سے سنا آپ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے تھے اور نہ چھوٹے قد کے نہ بالکل سفید تھے اور نہ گندمی رنگ کے نہ آپ کے بال بہت زیادہ گھنگھریالے سخت تھے اور نہ بالکل سیدھے لٹکے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر میں مبعوث فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں دس سال تک قیام کیا اور مدینہ میں دس سال تک قیام کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی تو آپ کے سر اور داڑھی کے بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ .... وَلَا بِالْقَصِيرِ

ترجمہ:۔ہم سے ابوعبداللہ احمد بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے اسحاق بن منصور نے حدیث بیان کی ان سے ابراہیم بن یوسف نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے ان سے ابواسحاق نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازبؓ سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن و جمال میں بھی سب سے بڑھ کر تھے عادات و اخلاق میں بھی اور عادات و اخلاق میں بھی سب سے بہتر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد نہ بہت لانبا تھا اور نہ چھوٹا۔

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ .... فِي صُدْغَيْهِ

ترجمہ:۔ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی ان سے ہمام نے حدیث بیان کی ان سے قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے انسؓ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خضاب بھی استعمال فرمایا تھا انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خضاب نہیں لگایا صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں کنپٹیوں پر (سر میں) چند بال سفید تھے۔

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ .... إِلَى مَنْكِبَيْهِ

ترجمہ:۔ہم سے حفص بن عمر نے حدیث بیان کی ان سے ابواسحاق نے اور ان سے براء بن عازبؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قد تھے۔ آپ کا سینہ بہت کشادہ اور کھلا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے (سر کے) بال کانوں کی لوتک لٹکے رہتے تھے۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ ایک سرخ حلہ میں دیکھا میں نے اتنا حسین اور دلآویز منظر کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یوسف بن ابی اسحاق نے اپنے والد کے واسطے سے الی منکبیہ بیان کیا (بجائے شحمۃ اذنیہ کے)۔

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ .... مِثْلَ الْقَمَرِ

ترجمہ:۔ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی ان سے زہیر نے حدیث بیان کی ان سے ابواسحاق نے بیان کیا کہ کسی نے براءؓ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار کی طرح تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں چہرہ مبارک چاند کی طرح تھا۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مَنْصُورٍ .... رَائِحَةً مِنَ الْمِسْكِ

ترجمہ:۔ہم سے ابوعلی حسن بن منصور نے حدیث بیان کی ان سے حجاج بن محمد الاعور نے مصیصہ (ایک شہر) میں حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے حکم نے بیان کیا کہ میں نے ابوجحیفہؓ سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت (سفر کے ارادہ سے) نکلے۔ بطحاء پر پہنچ کر آپ نے وضو کیا۔ اور ظہر کی نماز دو رکعت پڑھی اور عصر کی بھی دو رکعت پڑھی

(جب آپ نماز پڑھ رہے تھے تو) آپ کے سامنے ایک چھوٹا سا نیزہ (بطور سترہ کے) گڑا ہوا تھا۔ عون نے اپنے والد کے واسطے سے اس روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ابوجحیفہؓ نے فرمایا کہ اس نیزے کے آگے سے آنے جانے والے آ جا رہے تھے۔ پھر صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے اور آپ کے ہاتھ کو لے کر اپنے چہروں پر اسے پھیرنے لگے۔ ابوجحیفہؓ نے بیان کیا کہ میں نے بھی دست مبارک کو اپنے چہرے پر رکھا' اس وقت وہ برف سے بھی زیادہ ٹھنڈے محسوس ہوتے تھے اور ان کی خوشبو مشک سے بھی زیادہ خوشگوار تھی۔

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ .... مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ

ترجمہ:۔ ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی' ان سے عبداللہ نے حدیث بیان کی' انہیں یونس نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ نے حدیث بیان کی اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جبریل علیہ السلام ملاقات کے لئے آیا کرتے تھے' آپ کی سخاوت اور بھی بڑھ جایا کرتی تھی۔ جبریل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے اور آپ کے ساتھ قرآن مجید کا دور کرتے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر و بھلائی کے معاملے میں باد سحری سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى .... مِنْ بَعْضٍ

ترجمہ:۔ ہم سے یحییٰ نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی' ان سے ابن جریج نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھے ابن شہاب نے خبر دی' انہیں عروہ نے اور انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں بہت مسرور اور خوش داخل ہوئے خوشی اور مسرت سے چہرہ مبارک کھلا جا رہا تھا۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے سنا نہیں مجزز مدلجی نے زید و اسامہ کے صرف قدم دیکھ کر کیا بات کہی؟ اس نے کہا کہ ایک کے پاؤں دوسرے کے پاؤں سے نکلے معلوم ہوتے ہیں۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ .... كُنَّا نَعْرِفُ ذَلِكَ مِنْهُ

ترجمہ:۔ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب نے اور ان سے عبداللہ بن کعب نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالکؓ سے سنا' آپ غزوۂ تبوک میں اپنی عدم شرکت کا واقعہ۔ بیان کر رہے تھے (جب اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی تھی) انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے حاضر ہو کر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو چہرۂ مبارک مسرت و خوشی سے چمک رہا تھا۔ کعبؓ کی توبہ قبول ہو جانے کی وجہ سے۔ جب بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات پر مسرور ہوتے تو چہرۂ مبارک چمک اٹھتا۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو اور آپ کی مسرت کو ہم اسی سے سمجھ جاتے تھے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ .... كُنْتُ فِيهِ

ترجمہ:۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی' ان سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی' ان سے عمرو نے' ان سے سعید مقبری نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انقلاب زمانہ کے ساتھ ساتھ مجھے بنی آدم کے بہترین خانوادوں میں منتقل کیا جاتا رہا۔ اور آخر دور میں میرا وجود ہوا جس میں کہ مقدر تھا۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ .... رَأْسَهُ

ترجمہ:۔ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے یونس نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی اور انہیں ابن عباسؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سر کے آگے کے بال کو

پیشانی پر) پڑا رہنے دیتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان معاملات میں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم آپ کو نہ ملا ہوتا۔ اہل کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے تھے (اور حکم نازل ہونے کے بعد وحی پر عمل کرتے تھے) پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی آگے کے بال کے دو حصے کرنے لگے تھے (اور پیشانی پر پڑا نہیں رہنے دیتے تھے)۔

← حَدَّثَنَا عَبْدَانُ .... أَخْلَاقًا

ترجمہ:۔ ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی ان سے ابوحمزہ نے ان سے اعمش نے ان سے ابووائل نے ان سے مسروق نے اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدزبان اور لڑنے جھگڑنے والے نہیں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ .... فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ بِهَا

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں مالک نے خبر دی انہیں ابن شہاب نے انہیں عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بھی دو چیزوں میں کسی ایک کے اختیار کرنے کے لئے کہا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اسی کو اختیار فرمایا جس میں زیادہ سہولت ہوئی۔ بشرطیکہ اس میں کوئی گناہ کا پہلو نہ نکلتا ہو۔ کیونکہ اگر اس میں گناہ کا کوئی شائبہ بھی ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا، لیکن اگر اللہ کی حرمت کو کوئی توڑتا تو آپ اس سے) ضرور انتقام لیتے تھے۔

← حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ .... صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ:۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی ان سے حماد نے حدیث بیان کی ان سے ثابت نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم و نازک کوئی حریر دیباج میرے ہاتھوں نے کبھی نہیں چھوا اور نہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو یا آپ کے پسینے سے زیادہ بہتر اور پاکیزہ کوئی خوشبو یا عطر سونگھا۔

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ .... فِي خِدْرِهَا

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے ان سے قتادہ نے ان سے عبداللہ بن ابی عتبہ نے اور ان سے ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نشین کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ .... فِي وَجْهِهِ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی اور ان سے یحییٰ اور ابن مہدی نے حدیث بیان کی اور ان سے شعبہ نے اسی طرح حدیث بیان کی (اس اضافہ کے ساتھ کہ) جب کوئی خاص بات پیش آتی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر اس کا اثر ظاہر ہو جاتا۔

← حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ .... وَإِلَّا تَرَكَهُ

ترجمہ:۔ ہم سے علی بن جعد نے حدیث بیان کی انہیں شعبہ نے خبر دی انہیں اعمش نے انہیں ابوحازم نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغوب ہوتا تو تناول فرماتے ورنہ چھوڑ دیتے۔

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ .... بیاض إِبْطَيْهِ

ترجمہ:۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے بکر بن مضر نے ان سے جعفر بن ربیعہ نے ان سے اعرج نے ان

سے عبداللہ بن مالک بن بحینہ اسدی ؓ نے حدیث بیان کی کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو دونوں بازووں کو اتنا کشادہ رکھتے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل دیکھ سکتے تھے۔ بیان کیا کہ ابن بکیر نے روایت کی اور ان سے بکر نے حدیث بیان کی کہ ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل کی سفیدی دیکھ سکتے تھے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ .... بَيَاضُ إِبْطَيْهِ

ترجمہ:۔ ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے حدیث بیان کی ان سے یزید بن زریع نے حدیث بیان کی ان سے سعید نے حدیث بیان کی ان سے قتادہ نے اور ان سے انس ؓ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعائے استسقاء کے سوا اور کسی دعا میں (بمبالغہ) ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ اس دعا میں آپ اتنا ہاتھ اٹھاتے تے کہ بغل مبارک کی سفیدی دیکھی جاسکتی تھی۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ .... وَالْمَرْأَةُ

ترجمہ:۔ ہم سے حسن بن صباح نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن سابق نے حدیث بیان کی ان سے مالک بن مغول نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے عون بن ابی جحیفہ سے سنا وہ اپنے والد کے واسطے سے بیان کرتے تھے کہ میں بلاقصد وارد ہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ابطح میں (مکہ سے باہر) خیمہ کے اندر تشریف رکھتے تھے بھری دوپہر کا وقت تھا۔ پھر بلال ؓ نے باہر نکل کر نماز کے لئے اذان دی اور اندر آگئے اس کے بعد بلال ؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی نکالا تو صحابہ اسے لینے کے لئے ٹوٹ پڑے بلال ؓ نے اندر سے ایک نیزہ نکالا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے گویا آپ کی پنڈلیوں کی چمک اب بھی میری نظروں کے سامنے ہے۔ بلال ؓ نے نیزہ گاڑ دیا (سترہ کے لئے) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی دو دو رکعت نماز پڑھائی۔ گدھے اور عورتیں آپ کے سامنے سے گزر رہی تھیں۔

حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ الْبَزَّارُ .... كَسَرْدِكُمْ

ترجمہ:۔ ہم سے حسن بن صباح بزار نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے زہری نے ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ ؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (اتنی متانت اور ترتیل کے ساتھ) باتیں کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ) شمار کرنا چاہتا تو کرسکتا تھا اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے حدیث بیان کی ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ ابوفلاں کے طرز عمل پر تمہیں تعجب نہیں ہوا وہ آئے اور میرے حجرہ کے ایک طرف بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے احادیث بیان کرنے لگے۔ میں اس وقت نماز پڑھ رہی تھی۔ پھر وہ نماز ختم کرنے سے پہلے ہی اٹھ کر چلے گئے اگر وہ مجھے مل جاتے تو انہیں میں ٹوکتی (کہ آپ جلدی جلدی حدیث بیان کیوں کرتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو تمہاری طرح یوں جلدی جلدی باتیں نہیں کیا کرتے تھے۔

باب كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ

رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

اس کی روایت سعید بن میناء نے جابر ؓ کے واسطے سے کی ہے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ .... وَلَا يَنَامُ قَلْبِي

ترجمہ:۔ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے حدیث بیان کی' ان سے مالک نے ان سے سعید مقبری نے' ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور انہوں نے عائشہؓ سے پوچھا کہ رمضان المبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیا کیفیت ہوتی تھی؟ آپ نے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک یا دوسرے کسی بھی مہینے میں (آخر شب میں) گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے' پہلے آپ چار رکعت پڑھتے تھے وہ رکعتیں کتنی لمبی ہوتی تھیں' کتنی ان میں دلآویزی ہوتی تھی' اس کے متعلق نہ پوچھو۔ پھر آپ چار رکعتیں پڑھتے یہ رکعتیں بھی کتنی لمبی ہوتی تھیں اور کتنی دلآویز' اس کے متعلق نہ پوچھو' پھر آپ تین رکعت پڑھتے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ وتر پڑھے بغیر کیوں سوتے ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں' لیکن میرا دل بیدار رہتا ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ .... إِلَى السَّمَاءِ

ترجمہ:۔ہم سے اسماعیل نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے میرے بھائی نے حدیث بیان کی' ان سے سلیمان نے ان سے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے' انہوں نے انس بن مالکؓ سے سنا۔ آپ مسجد حرام سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج سے متعلق ان سے حدیث بیان کر رہے تھے کہ (معراج سے پہلے) تین فرشتے آئے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے سے بھی پہلے کا واقعہ ہے۔ اس وقت آپ مسجد حرام میں (دو آدمیوں کے درمیان میں) سو رہے تھے۔ ایک فرشتے نے پوچھا وہ کون سے ہیں؟ دوسرے نے کہا کہ وہ درمیان والے ہیں' وہی سب سے بہتر ہیں۔ تیسرے نے کہا کہ پھر جو سب سے بہتر ہیں انہیں ساتھ لے چلو۔ اس رات صرف اتنا ہی واقعہ پیش آیا۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نہیں دیکھا' لیکن یہی حضرات ایک رات اور آئے اس حالت میں جب صرف آپ کا قلب بیدار تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں جب سوتی تھیں' قلب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس وقت بھی بیدار رہتا تھا تمام انبیا کی یہی کیفیت ہوتی ہے کہ جب آنکھیں سوتی ہیں۔ قلب اس وقت بھی بیدار رہتا ہے پھر جبریل علیہ السلام نے انتظام واہتمام کیا اور آپ کو آسمان پر لے گئے۔

باب عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْإِسْلَامِ

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ .... وَأَسْلَمُوا

ترجمہ:۔ہم سے ابوالولید نے حدیث بیان کی' ان سے سلم بن زریر نے حدیث بیان کی' انہوں نے ابورجاء سے سنا کہ ہم سے عمران بن حصینؓ نے حدیث بیان کی کہ یہ حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے' رات بھر سب لوگ چلتے رہے تھے' پھر جب صبح کا وقت قریب ہوا تو پڑاؤ کیا' اس لئے سب لوگ اتنی گہری نیند سوتے رہے کہ سورج پوری طرح نکل آیا سب سے پہلے ابوبکرؓ جاگے' لیکن آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو' جب آپ سوتے ہوئے ہوتے' نہیں جگاتے تھے تا آنکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی بیدار ہو جاتے۔ پھر عمرؓ بھی بیدار ہو گئے آخر ابوبکرؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے قریب بیٹھ گئے اور بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے لگے۔ اس سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی جاگ گئے (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے بغیر نماز پڑھے) کچھ فاصلہ پر تشریف لائے اور یہاں آپ اترے اور ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ ایک صاحب ہم سے دور کھڑے تھے اور انہوں نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب فارغ ہوئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا' اے فلاں! ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے کیا چیز تمہیں مانع بنی؟ انہوں نے عرض کیا کہ مجھے غسل کی حاجت ہو گئی ہے (اور پانی نہیں ہے) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا

کہ پاک مٹی سے تیمم کرلو۔ پھر انہوں نے بھی (تیمم کے بعد) نماز پڑھی' پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چند سواروں کے ساتھ آگے بھیجدیا ہمیں بڑی شدید پیاس لگی ہوئی تھی۔ اب ہم اسی حالت میں چل رہے تھے کہ ہمیں ایک عورت ملی جو دو مشکوں کے درمیان (سواری پر) اپنے پاؤں لٹکائے ہوئے جارہی تھی ہم نے اس سے کہا کہ پانی کہاں ہے۔ اس نے جوابدیا کہ پانی نہیں ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ تمہارے گھر سے پانی کتنے فاصلے پر ہے؟ اس نے بتایا کہ ایک دن رات کا فاصلہ ہے۔ ہم نے اس سے کہا کہ اچھا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلو۔ وہ بولی' رسول اللہ کیا چیز ہوتی ہے۔ آخر ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسے لائے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی باتیں کیں جو ہم سے کرچکی تھی اتنا اور کہا کہ وہ یتیم بچوں کی ماں ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے دونوں مشکوں کو اتارا گیا اور آپ نے ان کے منہ پر دست مبارک کو پھیرا۔ ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے اس میں سے خوب سیراب ہوکر پیا اور اپنے تمام مشکیزے اور برتن بھی بھر لئے صرف ہم نے اونٹوں کو پانی نہیں پلایا' اس کے باوجود اس کی مشکیں پانی سے اتنی بھری ہوئی تھیں کہ معلوم ہوتا تھا' ابھی بہہ پڑیں گی (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پھیرنے کی برکت سے) اسکے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے پاس (کھانے کی چیز باقی رہ گئی) ہے میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ اس عورت کے سامنے ٹکڑے اور کھجوریں لاکر جمع کردی گئیں۔ پھر جب وہ اپنے قبیلے میں آئی تو اپنے آدمیوں سے اس نے کہا کہ آج میں سب سے بڑے ساحر سے مل کر آئی ہوں یا پھر جیسا کہ اس کے ماننے والوں کا خیال ہے وہ واقعی نبی ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس قبیلے کو اسی عورت کی وجہ سے ہدایت دی۔ وہ خود بھی اسلام لائی اور قبیلے والے بھی اسلام لائے۔

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ .... ثَلَاثِمِائَةٍ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے ابن ابی عدی نے حدیث بیان کی' ان سے سعد نے' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک برتن حاضر کیا گیا (پانی کا) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مقام زوراء میں تشریف رکھتے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن پر اپنا ہاتھ رکھا تو اس میں سے پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے ابلنے لگا اور اسی پانی سے پوری جماعت نے وضو کیا۔ قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ آپ حضرات کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ تین سو یا تقریباً تین سو۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ .... مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے حدیث بیان کی' ان سے مالک نے' ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' عصر کی نماز کا وقت ہوگیا تھا اور لوگ وضو (کے لئے پانی) کی تلاش کررہے تھے لیکن پانی کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وضو (کا پانی برتن میں) لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس برتن پر رکھا اور لوگوں سے فرمایا کہ اسی پانی سے وضو کریں۔ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے ابل رہا تھا۔ چنانچہ لوگوں نے وضو شروع کیا اور ہر شخص نے وضو کرلیا۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُبَارَكٍ .... أَوْ نَحْوَهُ

ترجمہ:۔ ہم سے عبدالرحمٰن بن مبارک نے حدیث بیان کی' ان سے حزم نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے حسن سے سنا' کہا کہ ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کی بھی ایک جماعت

تھی، لوگ چلتے رہے جب نماز کا وقت ہوا تو وضو کے لئے کہیں پانی نہیں ملا، آخر جماعت میں سے ایک صاحب اٹھے اور ایک بڑے پیالے میں تھوڑا سا پانی لے کر حاضر خدمت ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لیا اور اس کے پانی سے وضو کیا۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ پیالے پر پھیلا دیا اور فرمایا کہ آؤ اور وضو کرو۔ پوری جماعت نے وضو تمام آداب وسنن کے ساتھ پوری طرح کیا۔ ستر یا اسی کے لگ بھگ افراد تھے۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيرٍ .... ثَمَانُونَ رَجُلاً

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن منیر نے حدیث بیان کی، انہوں نے یزید سے سنا، انہیں حمید نے خبر دی اور ان سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ مسجد نبوی سے جن کے گھر قریب تھے انہوں نے تو وضو کر لیا ~~~~ بہت سے لوگ باقی رہ گئے اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پتھر کی بنی ہوئی ایک لگن لائی گئی اس میں پانی تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا لیکن اس کا منہ اتنا تنگ تھا کہ آپ اس کے اندر اپنا ہاتھ پھیلا کر نہیں رکھ سکتے تھے، چنانچہ آپ نے انگلیاں ملالیں لگن کے اندر ہاتھ کو ڈال دیا۔ پھر (اسی پانی سے) جتنے لوگ باقی رہ گئے تھے سب نے وضو کیا میں نے پوچھا کہ ان کی تعداد کیا تھی؟ انسؓ نے بتایا کہ اسی آدمی تھے۔

← حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ .... عَشْرَةَ مِائَةً

ترجمہ:۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی، ان سے عبدالعزیز بن مسلم نے حدیث بیان کی، ان سے حصین نے حدیث بیان کی ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ان سے جابرؓ نے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر لوگوں کو پیاس لگی ہوئی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چھاگل رکھا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضو کیا۔ اتنے میں لوگ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اس پانی کے سوا جو آپ کے سامنے ہے، نہ تو ہمارے پاس وضو کے لئے کوئی دوسرا پانی ہے اور نہ پینے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ چھاگل میں رکھ دیا اور پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے چشمے کی طرح ابلنے لگا اور ہم سب نے اس پانی کو پیا بھی اور اس سے وضو بھی کیا۔ میں نے پوچھا آپ حضرات کتنی تعداد میں تھے؟ فرمایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی کافی ہوتا ویسے ہماری تعداد اس وقت پندرہ سو تھی۔

← حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ .... رَكَائِبُنَا

ترجمہ:۔ ہم سے مالک بن اسماعیل نے حدیث بیان کی، ان سے اسرائیل نے حدیث بیان کی، ان سے ابواسحاق نے اور ان سے براءؓ نے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر ہم چودہ سو کی تعداد میں تھے حدیبیہ ایک کنوئیں کا نام ہے۔ ہم نے اس سے اتنا پانی کھینچا کہ ایک قطرہ بھی اس میں باقی نہیں رہا (جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صورت حال کی اطلاع ہوئی تو آپ تشریف لائے) اور کنوئیں کے کنارے بیٹھ کر پانی طلب فرمایا، پانی سے غرغر کیا اور کلی کا پانی کنوئیں میں ڈال دیا۔ ابھی تھوڑی دیر بھی نہیں ہوئی تھی کہ کنواں پھر پانی سے بھر گیا تھا، ہم بھی اس سے خوب سیراب ہوئے اور ہماری سواریاں بھی۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ .... أَوْ ثَمَانُونَ رَجُلاً

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی، انہیں مالک نے خبر دی، انہیں اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور انہوں نے انس بن مالکؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ ابوطلحہؓ نے ام سلیمؓ سے کہا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی تو آپ کی آواز میں بہت ضعف محسوس ہوا۔ میرا خیال ہے کہ آپ فاقے سے ہیں۔ کیا تمہارے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی

ہاں۔ چنانچہ انہوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں' پھر اپنی اوڑھنی نکالی اور اس کے ایک حصے سے روٹیوں کو لپیٹ کر میرے ہاتھ میں اسے چھپا دیا اور اس کا دوسرا حصہ میرے اوپر رکھ دیا' اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مجھے بھیجا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں گیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت سے صحابہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں آپ کے پاس کھڑا ہو گیا تو آپ نے دریافت فرمایا' کیا ابو طلحہ نے تمہیں بھیجا ہے؟ میں نے عرض کی' جی ہاں! آپ نے دریافت فرمایا کھانے کے لئے؟ میں نے عرض کیا' جی ہاں! جو صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وقت بیٹھے ہوئے تھے ان سب حضرات سے آپ نے فرمایا کہ چلو۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے لگے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے چل رہا تھا۔ ابو طلحہؓ کے گھر پہنچ کر میں نے انہیں اطلاع دی۔ ابو طلحہؓ نے کہا' ام سلیم! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو بہت سے لوگوں کو ساتھ لائے ہیں۔ ہمارے پاس اتنا کھانا کہاں ہے کہ سب کو کھلایا جا سکے۔ ام سلیمؓ نے کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں (یعنی آپ سے صورت حال کوئی چھپی ہوئی نہیں ہے) پھر ابو طلحہؓ استقبال کے لئے آئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ بھی چل رہے تھے (گھر پہنچ کر) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ام سلیم! تمہارے پاس جو کچھ ہے' یہاں لاؤ۔ ام سلیم نے وہی روٹی لا کر آپ کے سامنے رکھ دی۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے روٹیوں کو چورا کر دیا گیا۔ ام سلیمؓ نے اس پر گھی ڈال دیا جو گویا اس کا سالن تھا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد اس پر دعا کی' جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر فرمایا دس آدمیوں کو (اندر آ کر کھانے کے لئے) بلا لو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا' ان سب حضرات نے (وہی گھی میں چری ہوئی روٹی) پیٹ بھر کر کھائی اور جب یہ حضرات باہر آ گئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر دس آدمیوں کو بلا لو۔ انہوں نے بلا لیا اور اس جماعت نے بھی پیٹ بھر کر کھایا جب باہر گئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر دس ہی آدمیوں کو اندر بلا لو اسی طرح سب حضرات نے پیٹ بھر کر کھایا' جن کی تعداد ستر یا اسی تھی۔

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى .... وَهُوَ يُؤْكَلُ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن مثنیٰ نے حدیث بیان کی' ان سے ابو احمد زبیری نے حدیث بیان کی' ان سے اسرائیل نے حدیث بیان کی' ان سے منصور نے' ان سے ابراہیم نے ان سے علقمہ نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ آیات و معجزات کو ہم باعث برکت سمجھتے تھے اور تم لوگ اسے باعث خوف جانتے ہو۔ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور پانی تقریباً ختم ہو گیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ بھی پانی بچ گیا ہو اسے تلاش کرو چنانچہ صحابہؓ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ برتن میں ڈال دیا۔ اور فرمایا کہ بابرکت پانی کی طرف آؤ اور برکت تو اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ میں نے دیکھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان میں سے پانی ابل رہا تھا اور ہم بعض تو اس کھانے کو تسبیح کرتا ہوا بھی سنتے تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھایا جاتا تھا۔

← حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ .... مَا أَعْطَاهُمْ

ترجمہ:۔ ہم سے ابو نعیم نے حدیث بیان کی' ان سے زکریا نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے عامر نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے جابرؓ نے حدیث بیان کی کہ ان کے والد (عبد اللہؓ جنگ احد میں) شہید ہو گئے تھے اور مقروض تھے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرے والد اپنے اوپر قرض چھوڑ گئے ہیں' ادھر میرے پاس سوا اس پیداوار کے جو نخلستان سے ہوتی ہے

اور کچھ نہیں اور اس کی پیداور سے تو دو سال میں بھی قرض ادا نہیں ہو سکتا' اس لئے آپ میرے ساتھ تشریف لے چلئے تاکہ قرض خواہ میرے ساتھ سخت معاملہ نہ کریں (یعنی ان سے کوئی معاملہ طے کرا دیجئے لیکن وہ نہیں مانے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے جو ڈھیر لگے ہوئے تھے' پہلے ان میں سے ایک کے چاروں طرف چلے اور دعا کی اسی طرح دوسرے ڈھیر کے بھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں بیٹھ گئے اور فرمایا کہ کھجوریں نکال کر انہیں دو۔ چنانچہ آپ نے سارا قرض ادا کر دیا اور جتنی قرض میں دی تھی اتنی ہی بچ بھی گئی۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ.........أَجْمَعُونَ

ترجمہ:۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے معتمر نے حدیث بیان کی' ان سے ان کے والد نے' ان سے ابو عثمان نے حدیث بیان کی اور ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے حدیث بیان کی کہ اصحاب صفہ محتاج وغریب تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ جس کے گھر میں دو آدمیوں کا کھانا ہو (اور اس کے گھر کھانیوالے بھی دو ہوں) تو وہ ایک تیسرے کو بھی اپنے ساتھ لیتا جائے اور جس کے گھر چار آدمیوں کا کھانا ہو' وہ ایک پانچواں بھی اپنے ساتھ لیتا جائے یا چھٹے کو بھی (اصحاب صفہ میں سے) (او کما قال) ابو بکرؓ تین اصحاب صفہ کو اپنے ساتھ لائے تھے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ دس اصحاب کو لے گئے۔ ابو بکرؓ کے گھر میں تین آدمی تھے۔ میں' میرے والد اور میری والدہ مجھے یاد نہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کا بھی ذکر کیا تھا یا نہیں اور ان کے خادم جو ان کے اور ابو بکرؓ کے گھر مشترک طور پر کام کیا کرتا تھا لیکن خود ابو بکرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا۔ پھر وہاں کچھ دیر تک ٹھہرے رہے اور عشا کی نماز پڑھ کر واپس ہوئے (مہمانوں کو پہلے ہی بھیج چکے تھے) اس کے لئے انہیں اتنی دیر ٹھہرنا پڑا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تناول فرمالیا پھر اللہ تعالیٰ کو جتنا منظور تھا جب رات کا اتنا حصہ گزر گیا تو آپ گھر واپس آئے ان کی بیوی نے ان سے کہا' کیا بات ہوئی۔ آپ کو اپنے مہمان یاد نہیں رہے یا ان کی ضیافت یاد نہیں رہی' انہوں نے آپ کو بتایا کہ مہمانوں نے آپ کے آنے تک کھانے سے انکار کیا۔ ان کے سامنے ماحضر پیش کیا گیا تھا' لیکن وہ نہیں مانے۔ تو میں جلدی سے چھپ گیا (ابو بکرؓ غصہ ہو گئے تھے) آپ نے ڈانٹا' اے بدبخت! اور بہت برا بھلا کہا۔ اور پھر فرمایا (مہمانوں سے) آپ حضرات تناول فرمائیں۔ میں تو اسے قطعاً نہیں کھاؤں گا۔ عبدالرحمٰنؓ نے بیان کیا کہ خدا گواہ ہے' پھر ہم جو لقمہ بھی (اس کھانے میں سے) اٹھاتے تھے تو جیسے نیچے سے کھانا اور زیادہ ہو جاتا تھا۔ اتنی اس میں برکت ہوئی۔ سب حضرات نے شکم سیر ہو کر کھایا اور کھانا پہلے سے زیادہ بچ رہا ابو بکرؓ نے جو دیکھا تو کھانا جوں کا توں تھا یا پہلے سے بھی زیادہ اس پر انہوں نے اپنی بیوی سے کہ' اے اخت بنی فراس! (دیکھو تو سہی یہ کیا معاملہ ہوا) انہوں نے کہا کچھ بھی نہیں میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! کھانا تو پہلے سے تین گنا زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ پھر وہ کھانا ابو بکرؓ نے بھی تناول فرمایا اور فرمایا کہ یہ تو شیطان کا کرشمہ تھا آپ کا اشارہ اپنی قسم کی طرف تھا۔ ایک لقمہ کھا کر اسے آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے وہاں صبح ہوئی۔ اتفاق سے ایک قوم جس کا ہم (مسلمانوں) سے معاہدہ تھا اور معاہدہ کی مدت ختم ہو چکی تھی (اس لئے اس سلسلے میں گفتگو کرنے وہ آئے ہوئے تھے) ہم نے بارہ آدمیوں کو نمائندہ کے طور پر منتخب کر لیا۔ ہر شخص کے ساتھ ایک جماعت تھی۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کی تعداد کیا تھی' البتہ وہ کھانا ان کی تحویل میں دے دیا گیا اور سب نے اسی کھانے کو (شکم سیر ہو کر) کھایا او کما قال۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ.........أَنَّهُ إِكْلِيلٌ

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے حماد نے حدیث بیان کی ان سے عبدالعزیز نے اور ان سے انسؓ نے۔ اور

یونس سے روایت ہے ان سے ثابت نے اور ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک سال قحط پڑا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز کے لئے خطبہ دے رہے تھے کہ ایک صاحب نے اٹھ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! گھوڑے ہلاک ہو گئے' بکریاں ہلاک ہو گئیں آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں سیراب کر دے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔ انسؓ نے بیان کیا کہ اس وقت آسمان شیشے کی طرح (صاف وشفاف) تھا اتنے میں ایک ہوا اٹھی۔ بادل کا ایک ٹکڑا دکھائی دیا اور پھر بہت سے ٹکڑے جمع ہو گئے اور بارش شروع ہو گئی۔ ہم جب نکلے تو گھر پہنچتے پہنچتے پانی میں ڈوب چکے تھے۔ بارش یوں ہی دوسرے جمعہ تک برابر ہوتی رہی۔ دوسرے جمعہ کو وہی صاحب پا کوئی اور پھر کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مکانات گر گئے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ بارش روک دے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر مسکرائے اور فرمایا' ہمارے چاروں طرف بارش برسائیے (جہاں اس کی ضرورت ہے) ہم پر (مدینہ میں) بارش نہ برسائیے میں نے جو نظر اٹھائی تو بادل کے ٹکڑے چاروں طرف پھیل گئے تھے اور مدینہ تاج کی طرح نکل آیا تھا۔

◀ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی .... عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم.

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن مثنیٰ نے حدیث بیان کی' ان سے ابو غسان یحییٰ بن کثیر نے حدیث بیان کی' ان سے ابو حفص نے' جن کا نام عمر بن علاء ہے' ابو عمرو بن علاء کے بھائی نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے نافع سے سنا اور انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک تنے کا سہارا لے کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ پھر جب منبر بن گیا تو آپ (خطبہ دینے کے لئے) اس پر تشریف لے گئے۔ اس پر اس تنے سے رونے کی آواز سنائی دی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب تشریف لائے اور اپنا ہاتھ اس پر پھیرا اور عبد الحمید نے کہا کہ ہمیں عثمان بن عمر نے خبر دی' انہیں معاذ بن علاء نے خبر دی اور انہیں نافع نے' اسی حدیث کی اور اس کی روایت ابو عاصم نے کی' ان سے ابو رواد نے ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمرؓ نے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے۔

◀ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ .... مِنَ الذِّكْرِ عِنْدَهَا.

ترجمہ:۔ ہم سے ابو نعیم نے حدیث بیان کی' ان سے عبد الواحد بن ایمن نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا' اور انہوں نے جابر بن عبد اللہؓ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ کے لئے ایک درخت (کے تنے) کے پاس کھڑے ہوتے تھے یا (بیان کیا کہ) کھجور کے درخت کے پھر ایک انصاری خاتون نے یا کسی صحابی نے کہا یا رسول اللہ! کیوں نہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منبر تیار کر دیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تمہارا جی چاہے چنانچہ انہوں نے آپ کے لئے منبر تیار کر دیا۔ جب جمعہ کا دن ہوا تو آپ اس منبر پر تشریف لے گئے اس پر اس کھجور کی تنے سے بچوں کی طرح رونے کی آواز آنے لگی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور اسے اپنے سے لگا لیا جس طرح بچوں کو چپ کرانے کے لئے لوریاں دیتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے اسی طرح چپ کرایا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تنا اس لئے رو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ذکر کو سنتا تھا جو اسکے قریب ہوا کرتا تھا۔

◀ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ .... فَسَكَنَتْ

ترجمہ:۔ ہم سے اسماعیل نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے میرے بھائی نے حدیث بیان کی' ان سے سلیمان بن بلال نے' ان سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا' انہیں حفص بن عبید اللہ بن انس بن مالک نے خبر دی اور انہوں نے جابر بن عبد اللہؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ مسجد نبوی کی چھت کھجور کے تنوں پر بنائی گئی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ کے لئے تشریف لاتے تو آپ (انہیں ستونوں میں سے) ایک تنے

کے قریب کھڑے ہوتے' لیکن جب آپ کے لئے منبر بنادیا گیا تو آپ اس پر تشریف لائے پھر ہم نے اس تنے سے اس طرح رونے کی آواز سنی جیسے بچہ جننے کے قریب اونٹنی کی آواز ہوتی ہے۔ آخر جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قریب آ کر اس پر ہاتھ رکھا تو وہ چپ ہوا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ............ قَالَ عُمَرُ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے ابن ابی عدی نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے۔ ح۔ مجھ سے بشر بن خالد نے حدیث بیان کی' ان سے محمد نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے' ان سے سلیمان نے' انہوں نے ابووائل سے سنا' وہ حذیفہؓ کے حوالے سے حدیث بیان کرتے تھے کہ عمر بن خطابؓ نے پوچھا فتنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کسے یاد ہے؟ حذیفہؓ نے کہا کہ مجھے زیادہ یاد ہے' جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا عمرؓ نے فرمایا۔ پھر بیان کرو' تم جری بھی تھے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' انسان کی ایک آزمائش (فتنہ) تو اس کے گھر' مال اور پڑوس میں ہوتی ہے' جس کا کفارہ نماز' روزہ' صدقہ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بن جاتی ہے عمرؓ نے فرمایا کہ اس کے متعلق میں نہیں پوچھتا۔ بلکہ میری مراد اس فتنہ سے ہے جو سمندر کی طرح (ٹھاٹھیں) مارتا ہوگا' انہوں نے کہا کہ اس فتنے کا آپ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا آپ کے اور اس فتنے کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ عمرؓ نے پوچھا وہ دروازہ کھولا جائے گا (فتنوں کے داخل ہونے کے لئے) یا توڑ دیا جائے گا؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں بلکہ توڑ دیا جائے گا۔ آپ نے اس پر فرمایا کہ پھر تو بند نہ ہو سکے گا۔ ہم نے حذیفہؓ سے پوچھا' کیا عمرؓ اس دروازے کے متعلق جانتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اس طرح جانتے تھے جیسے دن کے بعد رات کے آنے کو ہر شخص جانتا ہے۔ میں نے ایسی حدیث بیان کی جو غلط نہیں تھی۔ ہمیں حذیفہؓ سے (دروازہ کے متعلق) پوچھتے ہوئے ڈر معلوم ہوا۔ اس لئے ہم نے مسروق سے کہا' انہوں نے جب پوچھا کہ وہ دروازہ کون صاحب ہیں؟ تو آپ نے بتایا کہ عمرؓ۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ............ مِثْلُ أَهْلِهِ وَمَالِهِ.

ترجمہ:۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی' انہیں شعیب نے خبر دی' ان سے ابوالزناد نے حدیث بیان کی' ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' قیامت اس وقت تک نہیں برپا ہوگی جب تک تم ایک ایسی قوم کے ساتھ جنگ نہ کرلو گے جن کے جوتے بال کے ہوں گے اور جب تک تم ترکوں سے جنگ نہ کرلو گے' جن کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی' چہرے سرخ ہوں گے' ناک چھوٹی اور چپٹی ہوگی' چہرے ایسے ہوں گے جیسے پٹی ہوئی ڈھال اور تم سب سے زیادہ مناسب شخص اسے پاؤ گے جو اس معاملہ (خلافت) کی ذمہ داری اٹھانے سے سب سے زیادہ دور بھاگتا ہوا لایا کہ اسے اٹھانا ہی پڑ جائے (تو اخلاص کے ساتھ اس سے عہدہ برہونے کی ہر طرح کوشش کرتا ہے) لوگوں کی مثال کان کی سی ہے جو افراد جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی بہتر ہیں اور تم میں ایک دور ایسا بھی آنے والا ہے (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد) کہ مجھے دیکھنے کی تمنا اسے اپنے اہل و مال سے بھی بڑھ کر ہوگی۔

حَدَّثَنِي يَحْيَى .... عَبْدِ الرَّزَّاقِ

ترجمہ:۔ مجھ سے یحییٰ نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی' ان سے معمر نے ان سے ہمام نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم عجم کے ممالک خوز و کرمان سے جنگ نہ کرلو گے چہرے ان کے سرخ ہوں گے' ناک چپٹی ہوگی' آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ چہرے ایسے ہوں گے جیسے پٹی ہوئی ڈھال ہوتی ہے اور ان کے جوتے بالوں کے ہوں گے' عبدالرزاق کے واسطے سے اس حدیث کی متابعت یحییٰ کے علاوہ دوسروں نے بھی کی ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ .... أَهْلُ الْبَازِرِ

ترجمہ:۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی کہا کہ اسماعیل نے بیان کیا انہیں قیس نے خبر دی انہوں نے بیان کیا کہ ہم ابو ہریرہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں تین سال رہا ہوں اپنی پوری عمر میں مجھے حدیث یاد کرنے کا اتنا شوق کبھی نہیں ہوا جتنا ان تین سالوں میں تھا میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کر کے فرمایا کہ قیامت کے قریب تم لوگ (مسلمان) ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے مراد یہی اہل عجم ہیں۔ سفیان نے ایک مرتبہ روایت یوں بیان کی۔ وھم اھل المبارز (وھوھذا البارز کے بجائے)

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ .... الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ.

ترجمہ:۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی ان سے جریر بن حازم نے حدیث بیان کی انہوں نے حسن سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے عمرو بن تغلب ؓ نے حدیث بیان کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے قریب تم ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جو بالوں کا جوتا پہنتے ہوں گے اور ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے چہرے پٹی ہوئی ڈھال کی طرح ہوں گے۔

حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ .... وَرَائِي فَاقْتُلْهُ

ترجمہ:۔ ہم سے حکم بن نافع نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی ان سے زہری نے بیان کیا کہا کہ مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا کہ تم یہودیوں سے ایک جنگ کرو گے اور اس میں ان پر غالب آ جاؤ گے۔ اس وقت یہ کیفیت ہوگی کہ (اگر کوئی یہودی جان بچانے کے لئے کسی پہاڑ میں بھی چھپ جائے گا تو) پتھر بولے گا کہ اے مسلم! یہ یہودی میری آڑ میں چھپا ہوا ہے اسے قتل کر دو۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ .... فَيُفْتَحُ لَهُمْ

ترجمہ:۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے عمرو نے ان سے جابر بن عبد اللہؓ نے اور ان سے ابو سعید خدریؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ غزوہ کے لئے فوج جمع ہوگی۔ پوچھا جائے گا کہ فوج میں کوئی صحابی بھی ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہو؟ معلوم ہوگا کہ ہاں ہیں تو ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی۔ پھر ایک غزوہ ہوگا پوچھا جائے گا کیا فوج میں کوئی تابعی ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کی صحبت اٹھائی ہو؟ معلوم ہوگا کہ ہاں ہیں تو ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ .... عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن حکیم نے حدیث بیان کی انہیں نضر نے خبر دی انہیں اسرائیل نے انہیں سعید طائی نے خبر دی انہیں محل بن خلیفہ نے خبر دی ان سے عدی بن حاتمؓ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک صاحب آئے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فقر و فاقہ کی شکایت کی پھر دوسرے صاحب آئے اور راستوں کے غیر محفوظ ہونے کی شکایت کی اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عدی! تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی کہ میں نے نہیں دیکھا ہے البتہ اس کے متعلق مجھے معلومات ضرور ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم کچھ دنوں اور زندہ رہ سکے تو دیکھو گے کہ ہودج میں ایک عورت حیرہ سے

سفر کرے گی اور (مکہ پہنچ کر) کعبہ کا طواف کرے گی اور اللہ کے سوا اسے کسی کا بھی خوف نہیں ہوگا (کیونکہ راستے محفوظ ہوں گے) میں نے (حیرت سے) اپنے دل میں کہا۔ پھر قبیلہ طے کے ان ڈاکوؤں کا کیا ہوگا جنہوں نے ہر جگہ شر و فساد مچا رکھا ہے (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا) اگر تم کچھ دنوں زندہ رہ سکے تو کسریٰ کے خزانوں کو کھولو گے میں (حیرت میں) بول اٹھا کسریٰ بن ہرمز (ایران کا بادشاہ)! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہاں کسریٰ بن ہرمز! اور اگر تم کچھ دنوں زندہ رہے تو دیکھو گے کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں سونا یا چاندی بھر کر نکلے گا۔ اسے کسی ایسے آدمی کی تلاش ہوگی جو اسے قبول کر لے لیکن اسے کوئی ایسا آدمی نہیں ملے گا جو اسے قبول کر لے۔ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا جو دن مقرر ہے (قیامت کا) اس دن انسان اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ درمیان میں کوئی ترجمان نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے دریافت فرمائیں گے' کیا میں نے تمہارے پاس رسول نہیں بھیجے تھے جس نے تم تک میرا پیغام پہنچا دیا تھا۔ وہ عرض کرے گا' آپ نے بھیجا تھا' اللہ تعالیٰ دریافت فرمائیں گے' کیا میں نے تمہیں مال نہیں دیا تھا؟ کیا میں نے ان کے ذریعہ تمہیں فضیلت نہیں دی تھی؟ وہ عرض کرے گا' آپ نے دیا تھا پھر وہ اپنی داہنی طرف دیکھے گا اور سوا جہنم کے اسے اور کچھ نظر نہ آئے گا۔ پھر بائیں طرف دیکھے گا اور ادھر بھی جہنم کے سوا اور کچھ نہیں نظر آئے گا عدیؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ جہنم سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ ہو (اسے صدقہ میں دے کر) اگر کسی کو کھجور کی گٹھلی میسر نہ آ سکے تو (کسی سے) ایک اچھا کلمہ ہی کہہ دے عدیؓ نے بیان کیا کہ میں نے ہودج میں بیٹھی ہوئی عورت کو تو خود دیکھ لیا کہ حیرہ سے سفر کیلئے نکلی اور (مکہ پہنچ کر) کعبہ کا اس نے طواف کیا اور اسے اللہ کے سوا اور کسی (ڈاکو وغیرہ کا راستے میں) خوف نہیں تھا۔ اور مجاہدین کی اس جماعت میں تو میں خود شریک تھا جس نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کئے تھے۔ اور اگر تم لوگ کچھ دنوں اور زندہ رہے تو وہ بھی دیکھ لو گے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں (سونا چاندی) بھر کر نکلے گا (اور اسے لینے والا کوئی نہیں ملے گا)۔ ہم سے عبد اللہ نے حدیث بیان کی' ان سے ابو عاصم نے حدیث بیان کی انہیں سعدان بن بشر نے خبر دی' ان سے ابو مجاہد نے حدیث بیان کی' ان سے محل بن خلیفہ نے حدیث بیان کی' اور انہوں نے عدیؓ سے سنا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔

حَدَّثَنِی سَعِیدُ بْنُ شُرَحْبِیلَ .... أَنْ تَنَافَسُوا فِیهَا

ترجمہ:۔ ہم سے سعید بن شرحبیل نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے یزید بن ابی الخیر نے' ان سے عقبہ بن عامرؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر تشریف لائے اور شہدائے احد کے لئے اس طرح دعائیں کیں جیسے میت کے لئے کی جاتی ہیں۔ پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا۔ میں (حوض پر) تم سے پہلے پہنچوں گا۔ میں تم پر گواہ ہوں اور میں بخدا' اپنے حوض کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں' مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ اللہ گواہ ہے کہ مجھے تمہارے بارے میں اس کا خوف نہیں کہ تم شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے' میں تو اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا کے لئے تمہارے اندر باہمی منافست پیدا ہو جائے گی۔

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَیمٍ .... مَوَاقِعَ الْقَطْرِ

ترجمہ:۔ ہم سے ابو نعیم نے حدیث بیان کی' ان سے ابن عیینہ نے حدیث بیان کی' ان سے زہری نے' ان سے عروہ نے اور ان سے اسامہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مدینہ کے ایک ٹیلے پر چڑھے اور فرمایا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں کیا تمہیں بھی نظر آ رہا ہے؟ میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے گھروں میں وہ اس طرح گر رہے ہیں جیسے بارش کی بوندیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ .... مِنَ الْفِتَنِ

ترجمہ:۔ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی انہیں زہری نے کہا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے حدیث بیان کی ان سے زینب بنت ابی سلمہؓ نے حدیث بیان کی ان سے ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ نے حدیث بیان کی اور ان سے زینب بنت جحشؓ نے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف لائے تو آپ بہت پریشان نظر آ رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں، عرب کے لئے تباہی اس شر سے آئے گی جس کے واقع ہونے کا زمانہ قریب آ گیا ہے آج یا جوج ماجوج کے سد میں اتنا شگاف پیدا ہو گیا ہے اور آپ نے انگلیوں سے حلقہ بنا کر اس کی وضاحت کی ام المومنین زینبؓ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں صالح افراد ہوں گے، پھر بھی ہم ہلاک کر دیئے جائیں گے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں جب خباثتیں بڑھ جائیں گی (تو ایسا بھی ہو گا) زہری سے روایت ہے، ان سے ہند بنت الحارث نے حدیث بیان کی کہ ام سلمہؓ نے بیان کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو فرمایا سبحان اللہ! کیسے کیسے خزانے اور کیسے کیسے فتنے نازل ہوئے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ .... مِنَ الْفِتَنِ

ترجمہ:۔ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی، ان سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ بن ماجشون نے حدیث بیان کی، ان سے عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ نے، ان سے ان کے والد نے کہ ان سے ابوسعید خدریؓ نے فرمایا۔ میرا خیال ہے کہ تمہیں بکریوں سے بہت لگاؤ ہے۔ اور تم انہیں پالتے ہو۔ تو تم ان کی نگہداشت کیا کرو۔ اور ان کی ناک سے نکلنے والی آلائش کی صفائی کا بھی خیال رکھا کرو (جو عموماً بیماری کی وجہ سے نکلتی ہے) کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ مسلمان کا سب سے عمدہ مال اس کی بکریاں ہوں گی، جنہیں لے کر وہ پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھ جائے گا یا (آپ نے فرمایا) سعف الجبال۔ بارش کے پانی گرنے کی جگہوں میں (یعنی وادیوں اور پہاڑ کے دامن میں، جہاں گھاس اور چری کی افراط ہوتی ہے) اس طرح وہ اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لئے راہ فرار اختیار کرے گا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الْأُوَيْسِيُّ .... وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ

ترجمہ:۔ہم سے عبدالعزیز اویسی نے حدیث بیان کی، ان سے ابراہیم نے حدیث بیان کی، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے ان سے ابن زینب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فتنے کا دور جب آئے گا تو اس میں بیٹھنے والا کھڑے رہنے والے سے بہتر ہو گا، کھڑا رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہو گا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا۔ جو اس میں جھانکے گا فتنہ بھی اسے اچک ہی لے گا اور اس وقت جسے جہاں بھی جائے پناہ مل جائے بس وہیں پناہ پکڑ لے (اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کیلئے) اور ابن شہاب سے روایت ہے، ان سے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث نے حدیث بیان کی، ان سے عبدالرحمٰن بن مطیع بن اسود نے اور ان سے نوفل بن معاویہؓ نے ابو ہریرہؓ کی اسی حدیث کی طرح، البتہ ابوبکر (راوی حدیث) نے اس روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ نمازوں میں ایک نماز ایسی ہے کہ جس سے چھوٹ جائے گویا اس کے اہل وعیال برباد ہو گئے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ .... الَّذِي لَكُمْ

ترجمہ:۔ہم سے محمد بن کثیر نے حدیث بیان کی انہیں سفیان نے خبر دی انہیں اعمش نے انہیں زید بن وہب نے اور انہیں ابن مسعودؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، (میرے بعد) تم پر ایک ایسا دور آئے گا جس میں تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی اور ایسی باتیں سامنے آئیں

گی (دین کے معاملات میں) جن میں تم اجنبیت محسوس کرو گے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس وقت ہمیں کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حقوق تم پر واجب ہوں انہیں ادا کرتے رہنا اور اپنے حقوق کی طلب بس اللہ تعالیٰ ہی سے کرنا۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ .... أَبَا زُرْعَةَ

ترجمہ:۔ مجھ سے محمد بن عبدالرحیم نے حدیث بیان کی ان سے ابو معمر اسمٰعیل بن ابراہیم نے حدیث بیان کی ان سے ابو اسامہ نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے ابوالتیاح نے ان سے ابوزرعہ نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 'اس قبیلہ قریش کے بعض افراد (طلب دنیا وسلطنت کے پیچھے) لوگوں کو ہلاک و برباد کردیں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا' ایسے وقت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا حکم ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کاش لوگ اس سے بس علیحدہ ہی رہتے! محمود نے بیان کیا کہ ہم سے ابوداؤد نے حدیث بیان کی انہیں شعبہ نے خبر دی انہیں ابوالتیاح نے اور انہوں نے ابوزرعہ سے سنا تھا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ .... فُلَانٍ وَبَنِي فُلَانٍ

ترجمہ:۔ مجھ سے احمد بن محمد مکی نے حدیث بیان کی ان سے عمرو بن یحییٰ بن سعید اموی نے حدیث بیان کی ان سے ان کے دادا نے بیان کیا کہ میں مروان بن حکم اور ابوہریرہؓ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اس وقت میں نے ابوہریرہؓ سے سنا آپ نے فرمایا کہ میں نے الصادق والمصدوق صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے کہ میری امت کی بربادی قریش کے چند نوجوانوں کے ہاتھوں ہوگی' مروان نے پوچھا نوجوان! (غلمۃ) کے۔ ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ تمہارا جی چاہے تو میں ان کے نام لے دوں۔ بنی فلاں! بنی فلاں!

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى .... وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ

ترجمہ:۔ ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے حدیث بیان کی ان سے ولید نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے ابن جابر نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے بسر بن عبیداللہ حضرمی نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے ابوادریس خولانی نے حدیث بیان کی' انہوں نے حذیفہ بن الیمانؓ سے سنا تھا' آپ بیان کرتے تھے کہ دوسرے صحابہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق سوال کیا کرتے تھے' لیکن میں شر کے متعلق پوچھتا تھا۔ اس خوف سے کہ کہیں میری زندگی میں ہی نہ پیدا ہوجائے (اس لئے اس دور کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام مجھے معلوم ہونے چاہئیں) تو میں نے ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یارسول اللہ ہم جاہلیت اور شر کے زمانے میں تھے' پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خیر (اسلام) عطا فرمائی۔ اب کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا کوئی زمانہ آئے گا؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! میں نے سوال کیا' اور اس شر کے بعد پھر خیر کا زمانہ آئے گا؟ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں' لیکن اس خیر پر کچھ دھبے ہوں گے میں نے عرض کی۔ وہ دھبے کیسے ہوں گے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میری سنت اور طریقے کے علاوہ وہ طریقے اختیار کریں گے' تم ان میں (خیر کو) پہچان لوگے' اس کے باوجود (ان کی بدعات کی وجہ سے) انہیں ناپسند کروگے میں نے سوال کیا' کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا زمانہ آئے گا؟ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں' جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے پیدا ہوجائیں گے اور جو ان کی پذیرائی کرے گا اسے وہ جہنم میں جھونک دیں۔ گے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان کے اوصاف بھی بیان فرمادیجیے' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ ہماری ہی قوم و مذہب کے ہوں گے' ہماری ہی زبان بولیں گے میں نے عرض کی۔ پھر اگر میں ان کا زمانہ پاؤں تو آپ کا میرے لئے کیا حکم ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کی

جماعت اوران کے امام کا ساتھ نہ چھوڑنا۔ میں نے عرض کی۔ اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ ہوئی اور نہ ان کا کوئی امام ہوا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا۔ پھران تمام فرقوں سے اپنے کو الگ رکھنا۔ اگرچہ تمہیں اس کے لئے کسی درخت کی جڑ دانت سے پکڑنی پڑے (خواہ کسی قسم کے بھی مشکل حالات کا سامنا ہو) یہاں تک کہ تمہاری موت آجائے اور تم اسی حالت میں ہو۔

حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ .... دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ

ترجمہ:۔ ہم سے حکم بن نافع نے حدیث بیان کی ان سے شعیب نے حدیث بیان کی ان سے زہری نے بیان کیا انہیں ابوسلمہ نے خبر دی اوران سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک دو جماعتیں (مسلمانوں کی) باہم جنگ نہ کرلیں گی اور دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ .... أَنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی انہیں معمر نے خبر دی انہیں ہمام نے اور انہیں ابوہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی۔ جب تک دو جماعتیں باہم جنگ نہ کرلیں گی دونوں میں بڑی زبردست جنگ ہوگی حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی۔ جب تک تقریباً تیس جھوٹے دجال نہ پیدا ہولیں گے ان میں ہر ایک کا یہی دعویٰ ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ .... الَّذِي نَعَتَهُ

ترجمہ:۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی ان سے زہری نے بیان کیا انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اوران سے ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے اور آپ تقسیم کررہے تھے۔ اتنے میں بنی تمیم کا ایک شخص ذوالخویصرہ نامی آیا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ! انصاف سے کام لیجئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا افسوس! اگر میں بھی انصاف نہ کروں گا تو پھر کون کرے گا اگر میں انصاف نہ کروں تو میں بھی تباہ و برباد ہوجاؤں۔ عمرؓ نے عرض کیا۔ اس کے بارے میں آپ اجازت دیں میں اس کی گردن ماردوں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اس کے ایسے ساتھی پیدا ہوں گے کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلے میں (بظاہر) کم درجے کی سمجھوگے وہ قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا (یعنی دل سے مومن نہیں ہوں گے) اور وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکلتا ہے اس تیر کے پھل کو اگر دیکھا جائے تو اس میں کوئی چیز نظر نہ آئے گی پھر اس کے پٹھے کو اگر دیکھا جائے جو چھڑ میں اس کے پھل کے داخل ہونے کی جگہ سے اوپر لگایا جاتا ہے تو وہاں ابھی کچھ نہ ملے گا اس کے نضی (نضی تیر میں لگائی جانے والی لکڑی کو کہتے ہیں) کو دیکھا جائے تو وہاں بھی کچھ نہیں ملے گا اسی طرح اگر اس کے پر کو دیکھا جائے تو اس میں بھی کچھ نہیں ملے گا حالانکہ گندگی اور خون سے وہ تیر گزر چکا ہے۔ ان کی علامت ایک سیاہ شخص ہوگا۔ اس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح (اٹھا ہوا) ہوگا۔ یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوگا اور حرکت کر رہا ہوگا۔ یہ لوگ مسلمانوں کے افضل طبقہ کے خلاف بغاوت کریں گے اور شروفساد پھیلائیں گے) ابوسعیدؓ نے بیان کیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علی بن ابی طالبؓ نے ان سے جنگ کی تھی یعنی (خوارج) اس وقت میں بھی علی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ علیؓ نے اس شخص کے تلاش کئے جانے کا حکم دیا (جسے آنحضور صلی اللہ علیہ

وسلم نے اس گروہ کی علامت کے طور پر بیان فرمایا تھا' چنانچہ اس کی تلاش ہوئی اور آخر وہ لایا گیا میں نے اسے دیکھا تو اس کا پورا حلیہ بعینہٖ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ اوصاف کے مطابق پایا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ .... قَتْلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن کثیر نے حدیث بیان کی انہیں سفیان نے خبر دی انہیں اعمش نے' انہیں خیثمہ نے' ان سے سوید بن غفلہ نے بیان کیا کہ علیؓ نے فرمایا۔ جب تم سے میں کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے بیان کروں تو میرے لئے آسمان پر سے گر جانا اس سے بہتر ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ کی نسبت کروں' البتہ جب ہمارے باہمی معاملات کی بات چیت ہوگی تو جنگ ایک چال ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ فرماتے تھے کہ آخر زمانہ میں ایک جماعت پیدا ہوگی تو نو عمروں اور بے وقوفوں کی' زبان سے ایسی باتیں کہیں گے جو دنیا کی بہترین بات ہوگی' لیکن اسلام سے اس طرح نکل چکے ہوں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے' ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا تم انہیں جہاں بھی پاؤ' قتل کر دو' کیونکہ ان کا قتل' قاتل کے لئے قیامت کے دن باعث اجر ہوگا۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى .... تَسْتَعْجِلُونَ.

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن مثنی نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی' ان سے اسماعیل نے' ان سے قیس نے حدیث بیان کی' ان سے خباب بن ارتؓ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی' آپ اس وقت اپنی ایک چادر اوڑھے کعبہ کے سائے میں ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے' ہم نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے مدد کیوں نہیں طلب کرتے' ہمارے لئے اللہ سے دعا کیوں نہیں کرتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (ایمان لانے کی سزا میں) گزشتہ امتوں کے افراد کے لئے گڑھا کھودا جاتا تھا اور انہیں اس میں ڈال دیا جاتا تھا' پھر آرا ان کے سر پر رکھ کر ان کے دو ٹکڑے کر دئے جاتے تھے اور یہ سزا بھی انہیں ان کے دین سے روک نہیں سکتی تھی' لوہے کے کنگھے ان کے گوشت میں دھنسا کر ان کی ہڈیوں اور پٹھوں پر پھیرے جاتے تھے اور یہ سزا بھی انہیں ان کے دین سے نہیں روک سکتی تھی۔ خدا گواہ ہے کہ یہ امر (اسلام) بھی کمال کو پہنچے گا اور ایک زمانہ آئے گا کہ ایک سوار مقام صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا لیکن (راستوں کے قطعاً مامون ہونے کی وجہ سے) اسے اللہ کے سوا اور کسی کا خوف نہیں ہوگا یا پھر اسے بھیڑیوں کا خوف ہوگا کہیں اس کی بکریوں کو نہ کھا جائے' لیکن تم عجلت سے کام لیتے ہو۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ .... أَهْلِ الْجَنَّةِ

ترجمہ:۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' ان سے ازہر بن سعد نے حدیث بیان کی' ان سے ابن عون نے حدیث بیان کی' انہیں موسیٰ بن انس نے خبر دی' اور انہیں انس بن مالکؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن ثابت بن قیسؓ نہیں ملے تو ایک صحابی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے لئے ان کی خبر لاتا ہوں۔ چنانچہ وہ ان کے یہاں آئے تو دیکھا کہ اپنے گھر میں سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کیا حال ہے۔ کہا کہ برا حال ہے یہ بدبخت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کے سامنے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اونچی آواز سے بولا کرتا تھا اور اسی لئے اس کا عمل غارت گیا اور یہ دوزخیوں میں ہو گیا۔ وہ صحابی آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اطلاع دی کہ ثابت یوں کہہ رہے ہیں۔ موسیٰ بن انس نے بیان کیا' لیکن دوسری مرتبہ وہی صحابی ثابتؓ کے پاس ایک عظیم بشارت لے کر واپس ہوئے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ ثابت کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اہل جہنم میں سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ اہل جنت میں سے ہے۔

حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ .... أَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ

ترجمہ:۔ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے غندر نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے ابواسحاق نے اور انہوں نے براء بن عازبؓ سے سنا۔ آپ نے بیان فرمایا کہ ایک صحابی نے (نماز میں) سورہ کہف کی تلاوت کی' اس گھر میں گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ گھوڑے نے اچھلنا کودنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد جب انہوں نے سلام پھیرا تو دیکھا کہ بادل کے ایک ٹکڑے نے ان پر سایہ کر رکھا ہے اس واقعہ کا ذکر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ تلاوت کو مزید طول دینا چاہیے تھا' کیونکہ یہ سکینت تھی جو قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی تھی یا (اسکے بجائے راوی نے تنزلت اللقرآن (کے الفاظ کہے)۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوسُفَ .... وَوَفَى لَنَا.

ترجمہ:۔ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی' ان سے احمد بن یزید بن ابراہیم ابوالحسن حرانی نے حدیث بیان کی ان سے زہیر بن معاویہ نے حدیث بیان کی ان سے ابواسحاق نے حدیث بیان کی اور انہوں نے براء بن عازبؓ سے سنا'' آپ نے بیان کیا کہ ابوبکرؓ میرے والد کے پاس ان کے گھر آئے اور ان سے ایک کجاوہ خریدا۔ پھر انہوں نے والد سے فرمایا کہ اپنے بیٹے کے ذریعہ اسے میرے ساتھ بھیج دیجئے۔ جابرؓ نے بیان کیا' چنانچہ میں اس کجاوے کو اٹھا کر آپ کے ساتھ چلا اور میرے والد بھی قیمت لینے آئے میرے والد نے آپ سے پوچھا اے ابوبکر مجھے وہ واقعہ بتایئے جب آپ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تھی تو آپ دونوں حضرات نے کیسے وقت گذارا تھا۔ اس پر انہوں نے بیان کیا جی ہاں رات بھر تو ہم چلتے رہے اور دوسرے دن صبح کو بھی' لیکن جب دوپہر کا وقت ہوا اور راستہ بالکل سنسان پڑ گیا کہ کوئی بھی متنفس گذرتا ہوا دکھائی نہیں دیتا تھا تو ہمیں ایک لمبی چٹان دکھائی دی' اس کے (بھرپور) سائے میں دھوپ نہیں آتی تھی ہم وہیں اتر گئے اور میں نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک جگہ اپنے ہاتھ سے آپ کے آرام فرمانے کیلئے ٹھیک کر دی اور ایک پوستین وہاں بچھا دی۔ پھر عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ آرام فرمائیں میں پاسبانی کے فرائض انجام دوں گا۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور میں چاروں طرف دیکھنے بھالنے کیلئے نکلا۔ اتفاق سے مجھے ایک چرواہا ملا۔ وہ بھی اپنی بکریوں کے ریوڑ کو اسی چٹان کے سائے میں لانا چاہتا تھا۔ جس مقصد کے تحت ہم نے وہاں پڑاؤ کیا تھا وہی اس کا بھی مقصد تھا میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارا کس قبیلے سے تعلق ہے اس نے بتایا کہ مکہ یا (راوی نے بیان کیا کہ) مدینہ کے ایک شخص سے میں نے پوچھا کیا تمہارے ریوڑ سے دودھ بھی حاصل ہو سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں میں نے پوچھا' کیا ہمارے لئے تم دودھ دوہ سکتے ہو؟ اس نے کہا ہاں چنانچہ وہ بکری پکڑ کے لایا' میں نے اس سے کہا پہلے تھن کو مٹی بال اور دوسری گندگیوں سے صاف کر لو ابواسحاق نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازبؓ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مار کر تھن کو جھاڑنے کی کیفیت بیان کی اس نے لکڑی کے ایک پیالے میں دودھ دوہا میں نے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک برتن اپنے ساتھ رکھ لیا تھا' آپ اس سے پانی پیا کرتے تھے' اس سے پانی پیا جا سکتا تھا اور وضو بھی کیا جا سکتا تھا۔ پھر میں آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ میں آپ کو جگانا پسند نہیں کرتا' لیکن جب میں حاضر ہوا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو چکے تھے۔ میں نے پہلے دودھ کے برتن پر پانی بہایا جب اس کے نیچے کا حصہ تر ہو گیا تو میں نے عرض کی' نوش فرمایئے' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے بیان کیا کہ پھر آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا جس سے مجھے سکون اور مسرت حاصل ہوئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا ابھی کوچ کا وقت نہیں ہوا ہے؟ میں نے عرض کی کہ ہو گیا

ہے۔انہوں نے بیان کیا کہ جب سورج ڈھل گیا تو ہم نے کوچ کیا تھا۔ سراقہ بن مالک ہمارا پیچھا کرتا ہوا یہیں آ پہنچا تھا۔ میں نے کہا' اب تو یہ ہمارے قریب پہنچ گیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس کے حق میں بددعا کی اور اس کا گھوڑا اسے لئے ہوئے پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ میرا خیال ہے کہ زمین بڑی سخت تھی' یہ شک (راوی حدیث) زہیر کو تھا سراقہ نے اس پر کہا میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں نے میرے لئے بددعا کی ہے اگر اب آپ لوگ میرے لئے اس مصیبت سے نجات کی دعا کریں تو خدا کی قسم' میں آپ لوگوں کی تلاش میں آنے والے تمام لوگوں کو واپس لے جاؤں گا۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے دعا کی اور وہ نجات پا گیا (وعدہ کے مطابق) جو بھی اسے راستے میں ملتا تھا اس سے وہ کہتا تھا کہ میں بہت تلاش کر چکا ہوں' یہاں قطعی طور پر وہ موجود نہیں ہیں؟ اس طرح جو بھی ملتا اسے اپنے ساتھ لے جاتا تھا۔ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اس نے ہمارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا۔

← حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ.................. فَنَعَمْ إِذًا

ترجمہ:۔ ہم سے معلیٰ بن اسد نے حدیث بیان کی ان سے عبدالعزیز بن مختار نے حدیث بیان کی' ہم سے خالد نے حدیث بیان کی' ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے' آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی مریض کی عیادت کیلئے تشریف لے جاتے تو فرماتے کوئی مضائقہ نہیں' ان شاء اللہ (گناہوں کو) دھو دے گا' آپ نے اس اعرابی سے بھی یہی فرمایا کہ "کوئی مضائقہ نہیں ان شاء اللہ (گناہوں کو) دھو دے گا۔ اس نے اس پر کہا' آپ کہتے ہیں گناہوں کو دھونے والا' قطعاً غلط ہے۔ یہ تو نہایت شدید قسم کا بخار ہے یا (راوی نے) تفور کہا (دونوں کا مفہوم ایک ہے) کہ اگر کسی بوڑھے کو آ جاتا ہے تو قبر کی زیارت کرائے بغیر نہیں رہتا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر یوں ہی ہوگا۔

← حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ.................. فَأَلْقَوْهُ

ترجمہ:۔ ہم سے ابو معمر نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالوارث نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالعزیز نے حدیث بیان کی اور ان سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ ایک شخص پہلے عیسائی تھا' پھر اسلام میں داخل ہو گیا' سورۂ بقرہ اور آل عمران پڑھ لی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی (وحی) کی کتابت بھی کرنے لگا تھا لیکن پھر وہ شخص عیسائی ہو گیا اور کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو کچھ میں نے لکھ دیا ہے اس کے سوا اسے اور کچھ بھی معلوم نہیں (نعوذ باللہ) پھر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق اس کی موت واقع ہو گئی اور اس کے آدمیوں نے اسے دفن کر دیا۔ لیکن صبح ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ اس کی لاش زمین سے باہر پڑی ہوئی ہے انہوں نے کہا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھیوں کا فعل ہے۔ چونکہ ان کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا۔ اس لئے انہوں نے اس کی قبر کھودی اور لاش کو باہر نکال کر پھینک دیا ہے چنانچہ دوسری قبر انہوں نے کھودی' بہت زیادہ گہری لیکن صبح ہوئی تو پھر لاش باہر تھی۔ اس مرتبہ بھی انہوں نے یہی کہا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھیوں کا فعل ہے چونکہ ان کا دین اس نے ترک کر دیا تھا اس لئے اس کی قبر کھود کر انہوں نے لاش باہر پھینک دی ہے۔ پھر انہوں نے قبر کھودی اور جتنی گہری ان کے بس میں تھی' کر کے اسے اس کے اندر ڈال دیا۔ لیکن صبح ہوئی تو پھر لاش باہر تھی۔ اب انہیں یقین آیا کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے چنانچہ انہوں نے اسے یونہی (زمین پر) چھوڑ دیا۔

← حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ.................. فِي سَبِيلِ اللَّهِ

ترجمہ:۔ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے یونس نے' ان سے ابن شہاب

نے بیان کیا انہیں ابن مسیب نے خبر دی تھی کہ ابو ہریرہؓ نے فرمایا' کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جب کسریٰ ہلاک ہوجائے گا تو پھر کوئی کسریٰ پیدا نہیں ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوجائے گا تو پھر کوئی قیصر پیدا نہیں ہوگا۔ اور اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے تم ان کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے۔

حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ .... فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

ترجمہ:۔ ہم سے قبیصہ نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالملک بن عمیر نے اور ان سے جابر بن سمرہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے' کہ جب کسریٰ ہلاک ہوجائے گا تو کوئی کسریٰ پیدا نہیں ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوجائے گا تو کوئی قیصر پھر پیدا نہیں ہوگا اور انہوں نے (پہلی حدیث کی طرح اس حدیث کو بھی) بیان کیا اور کہا (آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) تم ان دونوں کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ .... صَاحِبَ الْيَمَامَةِ

ترجمہ:۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی انہیں عبداللہ بن ابی حسین نے' ان سے نافع بن جبیر نے حدیث بیان کی اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مسیلمہ کذاب پیدا ہوا تھا اور یہ کہنے لگا تھا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم "امر" (یعنی نبوت وخلافت) کو اپنے بعد مجھے سونپ دیں تو میں ان کی اتباع کیلئے تیار ہوں۔ مسیلمہ اپنی قوم کی ایک بہت بڑی فوج لے کر مدینہ کی طرف آیا تھا۔ لیکن اولاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس (اسے سمجھانے کیلئے) تشریف لے گئے' آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماسؓ تھے اور آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی کا ٹکڑا تھا۔ آپ جب وہاں پہنچے جہاں مسیلمہ اپنے آدمیوں کے ساتھ موجود تھا تو آپ نے اس سے فرمایا' اگر تم مجھ سے یہ ٹکڑا (لکڑی کا جو آپ کے ہاتھ میں تھا' بھی مانگو گے (اس عنوان پر) تو میں نہیں دے سکتا' تمہارے بارے میں اللہ کا جو حکم ہو چکا ہے اس سے تم آگے نہیں جاسکتے اور اگر تم نے کوئی سرتابی کی تو اللہ تعالیٰ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا میں تو سمجھتا ہوں کہ تم وہی ہو جو مجھے خواب میں دکھائے گئے تھے' تمہارے ہی بارے میں میں نے دیکھا تھا' ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مجھے ابو ہریرہؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں سونے کے دو کنگن اپنے ہاتھوں میں دیکھے' مجھے اس خواب سے بہت رنج ہوا۔ پھر جواب میں ہی وحی کے ذریعہ مجھے ہدایت کی گئی کہ میں ان پر پھونک ماردوں۔ چنانچہ جب میں نے پھونک ماری تو وہ اڑ گئے میں نے اس سے یہ تاویل لی کہ میرے بعد دو جھوٹے پیدا ہوں گے۔ پس ان میں سے ایک اسود عنسی تھا اور دوسرا یمامہ کا مسیلمہ کذاب۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ .... يَوْمَ بَدْرٍ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن علاء نے حدیث بیان کی ان سے حماد بن اسامہ نے حدیث بیان کی ان سے یزید بن عبداللہ بن ابی بردہ نے' ان سے ان کے دادا ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعریؓ نے' میرا خیال ہے (امام بخاری نے فرمایا) کہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب دیکھا تھا کہ میں ایک ایسی سرزمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجور کے باغات ہیں اس پر میرا خیال ادھر منتقل ہوا کہ یہ مقام یمامہ یا ہجر ہوگا لیکن وہ مدینہ نکلا یثرب! اور اسی خواب میں میں نے دیکھا کہ میں نے تلوار ہلائی تو وہ بیچ میں سے ٹوٹ گئی یہ اس نقصان اور مصیبت کی طرف اشارہ تھا جو احد کی لڑائی میں مسلمانوں کو اٹھانی پڑی تھی۔ پھر میں نے دوسری مرتبہ اسے ہلایا تو وہ پہلے سے بھی اچھی صورت میں جڑ گئی یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ

کی فتح دی تھی اور مسلمانوں کو اجتماعی زندگی میں قوت وتوانائی عنایت فرمائی تھی' میں نے اسی خواب میں ایک گائے دیکھی اور اللہ تعالیٰ کی تقدیرات میں بھلائی ہی ہوتی ہے ان گایوں سے ان مسلمانوں کی طرف اشارہ تھا جو احد کی لڑائی میں قتل کئے گئے تھے اور خیر و بھلائی وہ تھی جو ہمیں اللہ تعالیٰ نے صدق وسچائی کا بدلہ بدر کی لڑائی کے بعد عنایت فرمایا (خیبر اور مکہ کی فتح کی صورت میں)۔

حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ .... فَضَحِكْتُ لِذٰلِكَ

ترجمہ:۔ ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی' ان سے زکریا نے حدیث بیان کی' ان سے فراس نے' ان سے عامر نے' ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ فاطمہؓ آئیں' ان کی چال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال سے بڑی مشابہت تھی' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! بیٹی مرحبا! اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھایا پھر ان کے کان میں آپ نے بات کہی تو وہ رو دیں میں نے ان سے پوچھا آپ رونے کیوں لگی تھیں- پھر دوبارہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں کچھ کہا تو وہ ہنس دیں میں نے آج غم کے فوراً بعد ہی خوشی کی جو کیفیت میں نے آپ کے چہرے پر محسوس کی' اس کا مشاہدہ میں نے کبھی نہیں کیا تھا پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا (ان کے کان میں) انہوں نے کہا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باحیات ہیں میں آپ کے راز کو کسی پر نہیں کھول سکتی۔ چنانچہ میں نے (آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد) پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کان میں یہ کہا تھا کہ جبریل علیہ السلام ہر سال قرآن مجید کا ایک مرتبہ دور کیا کرتے تھے لیکن اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا' مجھے یقین ہے کہ اب میری موت کا وقت قریب آ چکا ہے اور میرے گھرانے میں سب سے پہلے مجھ سے آ ملنے والی تم ہو گی میں (آپ کی اس گفتگو پر) رونے لگی تو آپ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں کہ جنت کی عورتوں کی سردار ہو۔ یا (آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) مومنہ عورتوں کی' اور میں اسی پر ہنسی تھی۔

حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ .... فَضَحِكْتُ

ترجمہ:۔ مجھ سے یحییٰ بن قزعہ نے حدیث بیان کی' ان سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی' ان سے ان کے والد نے ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ مرض میں اپنی صاحبزادی فاطمہؓ کو بلایا اور آہستہ سے ان سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں پھر آپ نے انہیں بلایا اور آہستہ سے کوئی بات کہی تو وہ ہنسیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے فاطمہؓ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے بتایا کہ پہلی مرتبہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے آہستہ جو گفتگو کی تھی تو اس میں آپ نے فرمایا تھا کہ آپ کی اسی مرض میں وفات ہو جائے گی جس میں واقعی آپ کی وفات ہوئی میں اس پر رو پڑی۔ پھر دوبارہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ سے مجھ سے بات کہی اس میں آپ نے فرمایا کہ آپ کے اہل بیت میں' میں سب سے پہلے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملوں گی اس پر ہنسی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ .... إِلَّا مَا تَعْلَمُ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن عرعرہ نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے ابی بشر نے' ان سے سعید بن جبیر نے ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ عمر بن خطابؓ ابن عباسؓ کو اپنے قریب بٹھاتے تھے۔ اس پر عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے نے عمرؓ سے شکایت کی کہ ان جیسے تو ہمارے لڑکے ہیں لیکن عمرؓ نے جواب دیا کہ یہ محض ان کے علم وفضل کی وجہ سے ہے پھر عمرؓ نے ابن عباسؓ سے آیت اذا جاء نصر اللہ والفتح کے متعلق دریافت فرمایا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تھی جس کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی۔ عمرؓ نے فرمایا جو مفہوم تم نے بتایا میں بھی وہی سمجھتا تھا۔

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ .... جلس به النبی صلی الله علیه وسلم .

ترجمہ:۔ ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی ان سے عبدالرحمٰن بن سلیمان بن حنظلہ بن غسیل نے حدیث بیان کی ان سے عکرمہ نے حدیث بیان کی اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ مرض الوفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے آپ سر مبارک پر ایک سیاہ پٹی باندھے ہوئے تھے (مسجد نبوی میں تشریف لائے اور) منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور فرمایا اما بعد (آنے والے دور میں) دوسرے لوگوں کی تعداد بہت بڑھ جائے گی لیکن انصار کم ہوتے جائیں گے اور ایک زمانہ آئے گا کہ دوسروں کے مقابلے میں ان کی تعداد اتنی کم ہو جائے گی جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے پس اگر تم میں سے کوئی شخص کہیں کا والی ہو اور اپنی ولایت کی وجہ سے وہ کسی کو نقصان اور نفع بھی پہنچا سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ انصار کے نیکوں (کی نیکی) کو قبول کرے اور جو نیک نہ ہوں انہیں معاف کیا کرے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری مجلس تھی۔

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ .... فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

ترجمہ:۔ مجھ سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے یحیٰی بن آدم نے حدیث بیان کی ان سے حسین جعفی نے حدیث بیان کی ان سے ابوموسیٰ نے ان سے حسن نے اور ان سے ابوبکرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حسنؓ کو ایک دن ساتھ لے کر باہر تشریف لائے اور منبر پر فروکش ہوئے پھر فرمایا میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ .... وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ

ترجمہ:۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی ان سے حماد بن زید نے حدیث بیان کی ان سے ایوب نے ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر اور زیدؓ کی شہادت کی اطلاع (محاذ جنگ سے) اطلاع آنے سے پہلے ہی صحابہؓ کو دے دی تھی (کیونکہ آپ کو وحی کے ذریعہ معلوم ہو گیا تھا) اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ .... فَأَدَعُهَا

ہم سے عمرو بن عباس نے حدیث بیان کی ان سے ابن مہدی نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن منکدر نے اور ان سے جابرؓ نے بیان کیا کہ (ان کی شادی کے موقعہ پر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تمہارے پاس نمط (ایک خاص قسم کے بستر ے) ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس نمط کس طرح ہو سکتے ہیں؟ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یاد رکھو ایک وقت آئے گا کہ تمہارے پاس نمط ہوں گے۔ اب جب میں اس سے یعنی مراد اپنی بیوی سے بھی کہتا ہوں کہ اپنے نمط ہٹالو تو وہ کہتی ہے کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے نہیں کہا تھا کہ ایک وقت آئے گا جب تمہارے پاس نمط ہوں گے چنانچہ میں انہیں وہیں رہنے دیتا ہوں۔

حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ .... فَقَتَلَهُ اللّٰهُ

ترجمہ:۔ مجھ سے احمد بن اسحاق نے حدیث بیان کی ان سے عبیداللہ بن موسیٰ نے حدیث بیان کی ان سے اسرائیل نے حدیث بیان کی ان سے ابواسحاق نے ان سے عمرو بن میمون نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ سعد بن معاذؓ عمرہ کے ارادہ سے مکہ آئے اور ابوصفوان امیہ بن خلف کے یہاں قیام کیا امیہ بھی شام جاتے ہوئے (تجارت وغیرہ کیلئے) جب مدینہ سے گذرتا تو سعدؓ کے یہاں قیام کرتا تھا۔ امیہ نے سعدؓ سے کہا۔ ابھی ٹھہرو جب نصف النہار کا وقت ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں (تو طواف کرنا) چنانچہ میں (اس کے کہنے کے مطابق آیا اور طواف کرنے لگا۔ سعدؓ ابھی طواف کر رہے تھے کہ ابوجہل آ گیا اور کہنے لگا یہ کعبہ کا طواف

کون کر رہا ہے؟ سعدؓ نے فرمایا کہ میں سعد ہوں، ابوجہل بولا تم کعبہ کا طواف محفوظ و مامون حالت میں کر رہے ہو حالانکہ تم نے محمد اور اس کے ساتھیوں کو پناہ دے رکھی ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) انہوں نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے اس طرح بات بڑھ گئی۔ پھر امیہ نے سعدؓ سے کہا، ابوالحکم (ابوجہل) کے سامنے اونچی آواز کر کے نہ بولو وہ اس وادی کا سردار ہے، اس پر سعدؓ نے فرمایا، خدا کی قسم! اگر تم نے مجھے بیت اللہ کے طواف سے روکا تو میں بھی تمہاری شام کی تجارت بند کر دوں گا (کیونکہ شام جانے کا صرف ایک ہی راستہ مدینے سے جاتا تھا) بیان کیا کہ امیہ، سعدؓ سے برابر یہی کہتا رہا کہ اپنی آواز بلند نہ کرو، اور (مقابلہ سے) روکتا رہا۔ سعدؓ کو اس پر غصہ آ گیا اور آپ نے فرمایا، اس حمیت جاہلیت سے باز آ جاؤ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں قتل کریں گے۔ امیہ نے پوچھا مجھے؟ آپ نے فرمایا، ہاں۔ اس پر وہ کہنے لگا بخدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات کہتے ہیں تو غلط نہیں ہوتی۔ پھر وہ اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس سے کہا۔ تمہیں معلوم نہیں، میرے یثربی بھائی نے مجھے کیا بات بتائی ہے؟ اس نے پوچھا۔ انہوں نے کیا کہا؟ اس نے بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ چکے ہیں کہ وہ مجھے قتل کریں گے وہ کہنے لگی بخدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم غلط بات زبان سے نہیں نکالتے بیان کیا کہ پھر اہل مکہ بدر کی لڑائی کیلئے روانہ ہونے لگے اور کوچ کی اطلاع دینے والا آیا تو امیہ سے اس کی بیوی نے کہا تمہیں یاد نہیں رہا۔ تمہارا یثربی بھائی تمہیں کیا اطلاع دے گیا تھا؟ بیان کیا کہ اس کی یاددھانی پر اس کا ارادہ ہو گیا تھا کہ اب جنگ میں شرکت کیلئے نہیں جائے گا لیکن ابوجہل نے کہا کہ تم وادی مکہ کے اشراف میں سے ہو اس لئے کم از کم ایک یا دو دن کیلئے ہی تمہیں چلنا چاہیے۔ اس طرح وہ ان کے ساتھ جنگ کیلئے نکلا اور اللہ تعالیٰ نے بدبخت کو قتل کر دیا۔

حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شَيْبَةَ .... ذَنُوبَيْنِ

ترجمہ:۔ مجھ سے عبدالرحمن بن شیبہ نے حدیث بیان کی، ان سے عبدالرحمن بن مغیرہ نے حدیث بیان کی، ان سے ان کے والد نے ان سے موسیٰ بن عقبہ نے ان سے سالم بن عبداللہ نے اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے (خواب میں) دیکھا کہ لوگ ایک میدان میں جمع ہیں۔ پھر ابوبکرؓ اٹھے اور ایک یا دو ڈول پانی بھر کر انہوں نے نکالا۔ پانی نکالنے میں بعض اوقات ان میں کمزوری محسوس ہوتی تھی اور اللہ ان کی مغفرت کرے پھر ڈول عمرؓ نے سنبھالا جس نے ان کے ہاتھ میں ایک بڑے ڈول کی صورت اختیار کر لی، میں نے ان جیسا مدبر اور بہادر انسان نہیں دیکھا جو اس درجہ جرآت اور حسن تدبیر سے کام کا عادی ہو (اور انہوں نے اتنے ڈول کھینچے) کہ لوگوں نے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ کو پانی سے بھر لیا اور ہمام نے بیان کیا۔ ان سے ابوہریرہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے کہ ابوبکرؓ نے دو ڈول کھینچے تھے۔

حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ النَّرْسِيُّ .... قَالَ مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

ترجمہ:۔ مجھ سے عباس بن الولید نرسی نے حدیث بیان کی، ان سے معتمر نے حدیث بیان کی، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، ان سے ابوعثمان نے حدیث بیان کی، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، ان سے ابوعثمان نے حدیث بیان کی کہ مجھے یہ حدیث معلوم ہوئی ہے کہ جبریلؑ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے گفتگو کرتے رہے۔ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ام المومنین ام سلمہؓ بیٹھی ہوئی تھیں جب حضرت جبریلؑ چلے گئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہؓ سے دریافت فرمایا، یہ کون صاحب تھے؟ اوکما قال! ابوعثمان نے بیان کیا کہ ام سلمہؓ نے بیان کیا، خدا گواہ ہے میں سمجھے بیٹھی تھی کہ وہ دحیہ کلبی ہیں آخر جب میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا جس میں آپ جبریل علیہ السلام (کی آمد کی) اطلاع دے رہے تھے تو میں سمجھی کہ وہ جبریلؑ ہی تھے اوکما قال۔ بیان کیا کہ میں نے ابوعثمان سے پوچھا کہ آپ نے یہ حدیث کس سے سنی تھی۔ تو انہوں نے بتایا کہ اسامہ بن زیدؓ سے۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی (يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَ هُمْ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ" اہل کتاب نبی کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں
وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ)

اور بیشک ان میں ایک فریق حق کو جانتے ہوئے چھپاتا ہے۔"

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ .... يَقِيهَا الْحِجَارَةَ

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں مالک بن انس نے خبر دی انہیں نافع نے اور انہیں عبداللہ بن عمرؓ نے یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ کو بتایا کہ ان کے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا رجم کے بارے میں تورات میں کیا حکم ہے انہوں نے بتایا یہ کہ ہم انہیں بے عزت اور شرمندہ کریں اور انہیں کوڑے لگائے جائیں۔ اس پر عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا (جو اسلام لانے سے پہلے تورات کے بہت بڑے عالم سمجھے جاتے تھے) کہ تم لوگ غلط بیانی سے کام لے رہے ہو۔ تورات میں رجم کا حکم موجود ہے۔ پھر یہودی تورات لائے اور اسے کھولا لیکن رجم سے متعلق جو آیت تھی اسے ایک یہودی نے اپنے ہاتھ سے چھپالیا اور اس سے پہلے اور اس کے بعد کی آیتیں پڑھ ڈالیں عبداللہ بن سلامؓ نے کہا کہ اچھا اپنا ہاتھ اٹھاؤ جب اس نے ہاتھ اٹھایا تو وہاں آیت رجم موجود تھی اب وہ سب کہنے لگے کہ عبداللہ بن سلامؓ نے سچ کہا تھا' اے محمد! تورات میں رجم کی آیت موجود ہے چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان دونوں کو رجم کیا گیا۔ عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا' میں نے دیکھا کہ (رجم کے وقت) مرد پتھر کی ضربات سے عورت کو بچانے کے لئے اس پر گر پڑتا تھا۔

باب سُؤَالِ الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُرِيَهُمُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم

آيَةً فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شق قمر کا معجزہ دکھایا تھا۔

حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ .... اشْهَدُوا

ترجمہ:۔ ہم سے صدقہ بن فضل نے حدیث بیان کی انہیں ابن عیینہ نے خبر دی انہیں ابن ابی نجیح نے انہیں مجاہد نے انہیں ابو معمر نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے) اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس پر گواہ رہنا۔

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ .... فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ

ترجمہ:۔ مجھ سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی' ان سے یونس نے حدیث بیان کی' ان سے شیبان نے حدیث بیان کی' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے اور مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا' ان سے یزید بن زریع نے حدیث بیان کی' ان سے سعید نے حدیث بیان کی' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے حدیث بیان کی کہ اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا تھا کہ انہیں کوئی معجزہ دکھائیں تو آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شق قمر کا معجزہ دکھایا تھا۔

حَدَّثَنِی خَلَفُ بْنُ خَالِدِ الْقُرَشِیُّ .... فی زمان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ:۔ مجھ سے خلف بن خالد قرشی نے حدیث بیان کی اُن سے بکر بن مضر نے حدیث بیان کی اُن سے جعفر بن ربیعہ نے ان سے عراک بن مالک نے اُن سے عبید اللہ بن مسعود نے اور ان سے ابن عباسؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے۔

باب

حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی .... اَتٰی اَھْلَهُ

ترجمہ:۔ مجھ سے محمد بن مثنی نے حدیث بیان کی۔ ان سے معاذ نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی' ان سے قتادہ نے اور ان سے انسؓ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے دو صحابہ اٹھ کر (اپنے گھر) واپس ہوئے' رات تاریک تھی' لیکن دو چراغ کی طرح کی کوئی چیز ان کے آگے روشنی کرتی جاتی تھی' پھر جب یہ دونوں حضرات (راستے میں' اپنے اپنے گھر کی طرف جانے کیلئے) جدا ہوئے تو وہ چیز دونوں حضرات کے ساتھ الگ الگ ہو گئی اور اس طرح وہ اپنے گھر پہنچ گئے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ .... وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ

ترجمہ:۔ ہم سے عبد اللہ بن ابی الاسود نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی اور انہوں نے مغیرہ بن شعبہؓ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میری امت کے کچھ افراد ہمیشہ غالب رہیں گے' یہاں تک کہ جب قیامت آئے گی جب بھی وہ غالب ہی ہوں گے (یعنی اپنے فضل و کمال اور باطل کے مقابلے میں پامردی اور استقلال کے ساتھ)۔

حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ............ وَهُمْ بِالشَّامِ

ترجمہ:۔ ہم سے حمیدی نے حدیث بیان کی' ان سے ولید نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے ابن جابر نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے عمیر بن ہانی نے حدیث بیان کی اور انہوں نے معاویہؓ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپ فرمارہے تھے کہ میری امت میں ہمیشہ ایک طبقہ ایسا موجود رہے گا جو اللہ تعالیٰ کی شریعت پر قائم رہے گا' انہیں ذلیل کرنے کی کوشش کرنے والے اور اسی طرح ان کی مخالفت کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ قیامت آئے گی اور امت کا یہ طبقہ حق پر اسی طرح قائم رہے گا عمیر نے بیان کیا کہ اس پر مالک بن یخامر نے کہا۔ معاذ بن جبلؓ نے بیان کیا تھا کہ وہ طبقہ شام میں ہوگا' معاویہؓ نے فرمایا کہ یہ مالک یہاں موجود ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے معاذؓ سے سنا تھا کہ وہ طبقہ شام میں ہوگا۔

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ .... کانها اضحیة

ترجمہ:۔ ہم سے علی بن عبد اللہ نے حدیث بیان کی' انہیں سفیان نے خبر دی' ان سے شبیب بن غرقدہ نے حدیث بیان کی کہ میں نے اپنے قبیلہ کے لوگوں سے سنا تھا وہ لوگ عروہؓ کے واسطے سے بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک دینار دیا کہ اس کی بکری خرید لائیں۔ انہوں نے اس دینار سے دو بکریاں خریدیں' پھر ایک کو ایک دینار میں بیچ کر دینار بھی واپس کر دیا اور ایک بکری بھی پیش کر دی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ان کی خرید و فروخت میں برکت کی دعا کی' پھر تو ان کا یہ حال تھا کہ اگر مٹی بھی خریدتے تو اس میں بھی انہیں نفع ہو جاتا۔ سفیان نے بیان کیا کہ حسن بن عمارہ نے ہمیں یہ حدیث پہنچائی تھی شبیب بن غرقدہ کے واسطے سے' حسن بن عمارہ نے بیان کیا کہ شبیب نے حدیث عروہؓ سے خود سنی تھی۔ چنانچہ میں شبیب کی خدمت میں حاضر ہوا (واقعہ کی

تحقیق کیلئے) تو انہوں نے بتایا کہ میں نے حدیث خود عروہؓ سے نہیں سنی تھی' البتہ میں نے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو ان کے حوالے سے بیان کرتے سنا تھا البتہ یہ حدیث خود میں نے ان سے سنی تھی آپ بیان کرتے تھے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا' خیر اور بھلائی گھوڑوں کی پیشانی کے ساتھ قیامت تک وابستہ رہے گی۔ شبیب نے بیان کیا کہ میں نے عروہؓ کے گھر میں ستر گھوڑے دیکھے تھے۔ سفیان نے بیان کیا کہ عروہؓ نے حضور اکرم کیلئے بکری خریدی تھی غالباً وہ قربانی کیلئے تھی۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ .... إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی' ان سے عبداللہ نے بیان کیا انہیں نافع نے خبر دی اور انہیں ابن عمرؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر و بھلائی قیامت تک کیلئے وابستہ کر دی گئی ہے۔

حدثنا قيس بن حفص .... الخير

ترجمہ:۔ ہم سے قیس بن حفص نے حدیث بیان کی' ان سے خالد بن حارث نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے ابو التیاح نے حدیث بیان کی اور انہوں نے انس بن مالکؓ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر و بھلائی وابستہ کر دی گئی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ .... شَرًّا يَرَهُ

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے حدیث بیان کی ان سے مالک نے ان سے زید بن اسلم نے ان سے ابو صالح سمان نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' گھوڑے کا انجام تین قسم کا ہے ایک شخص کیلئے تو وہ باعث اجر و ثواب ہے' ایک شخص کیلئے وہ صرف پردہ ہے اور ایک شخص کیلئے وبال ہے' جس شخص کیلئے گھوڑا باعث اجر و ثواب ہے' یہ وہ شخص ہے جو جہاد کیلئے اسے پالتا ہے اور چراگاہ یا باغ میں اس کی رسی کو (جس سے وہ بندھا ہوتا ہے) خوب دراز کر دیتا ہے (تاکہ خوب اچھی طرح چر سکے) تو وہ اپنے اس طول و عرض میں جو کچھ بھی چرتا چگتا ہے وہ سب اس کیلئے نیکیاں بن جاتی ہیں اور اگر کبھی وہ اپنی رسی تڑا کر دو چار قدم دوڑ لیتا ہے تو اس کی لید بھی مالک کے لئے باعث اجر و ثواب بن جاتی ہے اور کبھی اگر وہ کسی نہر سے گذرتے ہوئے اس میں سے پانی پی لیتا ہے اگر چہ مالک کے دل میں پہلے سے اسے پلانے کا خیال بھی نہیں تھا' پھر گھوڑے کا پانی پینا اس کیلئے اجر و ثواب بن جاتا ہے اور ایک شخص وہ ہے جو گھوڑے کو لوگوں کے سامنے اظہار استغنا' پردہ پوشی اور سوال سے بچے رہنے کی غرض سے پالتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا جو حق اس کی گردن اور اس کی پیٹھ کے ساتھ وابستہ ہے اسے بھی وہ فراموش نہیں کرتا تو یہ گھوڑا اس کی خواہش کے مطابق اس کے لئے ایک پردہ ہوتا ہے۔ اور ایک شخص وہ ہے جو گھوڑے کو فخر اور دکھاوے اور اہل اسلام کی دشمنی میں پالتا ہے تو وہ اس کیلئے وبال جان ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس جامع اور منفرد آیت کے سوا مجھ پر اس کے بارے میں اور کچھ نازل نہیں ہوا کہ "جو شخص ایک ذرہ کے برابر بھی نیکی کرے گا تو اس کا بدلہ پائیگا اور جو شخص ایک ذرہ کے برابر بھی برائی کریگا تو اس کا بدلہ بھی پائیگا"۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ .... صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ

ترجمہ:۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے ایوب نے حدیث بیان کی' ان سے محمد نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں صبح تڑکے ہی پہنچ گئے تھے۔ خیبر کے یہودی اس وقت اپنے پھاوڑے لے کر (کھیتوں اور باغات وغیرہ پر) جا رہے تھے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور یہ کہتے ہوئے کہ محمد

لشکر لے کر آ گئے قلعہ کی طرف بھاگے۔ اس کے بعد آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھا کر فرمایا اللہ اکبر: خیبر تو برباد ہوا کہ جب ہم کسی قوم کے میدان میں (جنگ کے لئے) اتر جاتے ہیں تو پھر ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ.................حديثا بَعْدَهُ

ترجمہ:۔ مجھ سے ابراہیم بن منذر نے حدیث بیان کی ان سے ابن ابی الفدیک نے حدیث بیان کی ان سے ابن ابی ذئب نے ان سے مقبری نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث اب تک سنی ہیں لیکن میں انہیں بھول جاتا ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی چادر پھیلاؤ میں نے چادر پھیلا دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس پر ڈالا اور فرمایا کہ اسے اب سمیٹ لو چنانچہ میں نے سمیٹ لیا اور اس کے بعد کبھی کوئی حدیث نہیں بھولا۔

باب فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی فضیلت

وَمَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَوْ رَآهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَهُوَ مِنْ أَصْحَابِهِ

مسلمانوں کے جس فرد نے بھی آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہو یا آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار اسے نصیب ہوا ہو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ .... فَيُفْتَحُ لَهُمْ

ترجمہ:۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے عمرو نے بیان کیا اور انہوں نے جابر بن عبداللہؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ ہم سے ابو سعید خدریؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مسلمانوں کی جماعت غزوہ کرے گی تو لوگ پوچھیں گے کہ کیا تمہارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی صحابی ہیں؟ جواب ملے گا کہ ہاں، تو انہیں کے ذریعہ فتح کی دعا کی جائے گی پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مسلمانوں کی جماعت غزوہ کرے گی اور اس موقعہ پر سوال اٹھے گا کہ کیا یہاں کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کی صحبت اٹھانے والے (تابعی) موجود ہیں؟ جواب ہوگا کہ ہاں ہیں اور ان کے ذریعہ فتح کی دعا کی جائے گی اس کے بعد ایک زمانہ آئے گا کہ مسلمانوں کی جماعت غزوہ کرے گی اور اس وقت سوال اٹھے گا کہ یہاں کوئی بزرگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے صحبت یافتہ کسی بزرگ کی صحبت میں رہے ہوں۔ جواب ہوگا کہ ہاں تو ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی۔

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ .... وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ

ترجمہ:۔ مجھ سے اسحاق نے حدیث بیان کی ان سے نضر نے حدیث بیان کی انہیں شعبہ نے خبر دی انہیں ابو حمزہ نے انہوں نے زہدم بن مضرب سے سنا انہوں نے عمران بن حصینؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا سب سے بہترین دور میرا دور ہے پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے عمرانؓ نے بیان کیا کہ مجھے یاد نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دور کے بعد دو دور کا ذکر کیا یا تین کا پھر (آپ نے فرمایا) تمہارے بعد ایک ایسی نسل پیدا ہوگی جو بغیر کہے شہادت دینے کیلئے تیار ہو جایا کرے گی ان میں خیانت اتنی عام ہو جائے گی کہ ان پر کسی قسم کا اعتماد باقی نہیں رہے گا اور نذریں مانیں گے لیکن انہیں پوری نہیں کریں گے ان میں موٹاپا عام ہو جائے گا (بوجہ طمع دنیا کے)۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ .... وَنَحْنُ صِغَارٌ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن کثیر نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے منصور نے ان سے ابراہیم نے ان سے عبیدہ نے اوران سے عبداللہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین دور میرا دور ہے پھران لوگوں کا جواس کے بعد آئیں گے پھران لوگوں کا جواس کے بعد آئیں گےاس کے بعدایک ایسی نسل پیداہوگی کہ گواہی (دینے کیلئے جب وہ کھڑے ہوں گےتواس) سے پہلے قسم ان کے زبان پرآجایا کرے گی اورقسم (کھاناچاہیں گےتواس سے) پہلے گواہی ان کی زبان پرآجایا کرے گی (جھوٹ کی کثرت کی وجہ سے) ابراہیم نے بیان کیا کہ جب ہم چھوٹے تھے تو شہادت اورعہد (کے الفاظ زبان پرلانے) کی وجہ سے ہمارے بڑے ہمیں مارا کرتے تھے۔

باب مَنَاقِبِ الْمُهَاجِرِينَ وَفَضْلِهِمْ

مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي قُحَافَةَ التَّيْمِيُّ رضی الله عنه وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى (لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلاً مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ) وَقَالَ (إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ) إِلَى قَوْلِهِ (إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا) قَالَتْ عَائِشَةُ وَأَبُو سَعِيدٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ رضی الله عنهم وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ مَعَ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم فِي الْغَارِ

ابوبکرصدیق یعنی عبداللہ بن ابی قحافہ تیمی بھی مہاجرین کی جماعت میں شامل ہیں اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ''ان حاجتمند مہاجروں کا یہ (خاص طور پر) حق ہے جواپنے گھروں اوراپنے مالوں سے جدا کردیئے گئے ہیں اللہ کے فضل اوررضامندی کے طلبگار ہیں اوراللہ اوراس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ تو صادق ہیں'' اوراللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا'' اگرتم لوگ ان کی (یعنی رسول کی) مدد نہ کروگےتوان کی مددتوخوداللہ کرچکاہے'ارشادان اللہ معنا'' تک حضرت عائشہؓ ابوسعیداورابن عباسؓ نے بیان کیا کہ ابوبکرصدیقؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غارمیں تھے (ہجرت کرتے ہوئے)۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ .... لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا .

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن رجاء نے حدیث بیان کی ان سے اسرائیل نے حدیث بیان کی ان سے ابواسحاق نے اوران سے براءؓ نے بیان کیا کہ ابوبکرؓ نے (ان کے والد) عازبؓ سے ایک کجاوہ تیرہ درہم میں خریدا پھرابوبکرؓ نے عازبؓ سے فرمایا کہ براء (رضی اللہ عنہ) سے کہئے کہ وہ میرے یہاں یہ کجاوہ اٹھا کرپہنچادیں۔اس پرعازبؓ نے کہا کہ یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک آپ وہ واقعہ نہ بیان کردیں کہ آپ اوررسول صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے (ہجرت کے ارادہ سے) کس طرح نکلنے میں کامیاب ہوئے تھے جبکہ مشرکین آپ حضرات کوتلاش بھی کررہے تھے۔انہوں نے بیان کیا کی ان سے ہمام نے حدیث بیان کی ان سے ثابت نے ان سے انس نے اوران سے ابوبکرؓ نے بیان کیا کہ مکہ سے نکلنے کے بعد ہم رات بھرچلتے رہےاور دن میں بھی سفرجاری رکھا لیکن جب دوپہر گئی تومیں نے چاروں طرف نظردوڑائی کی کہیں کوئی سایہ نظرآجائے اورہم اس میں پناہ لےسکیں آخرایک چٹان دکھائی دی اورمیں نے اس کے قریب پہنچ کرسائے کے طول وعرض کا جائزہ لیا۔پھرنبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک فرش وہاں میں نے بچھادیا اورعرض کی یارسول اللہ اب آپ آرام فرمائیں حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے۔پھرچاروں طرف دیکھتاہوامیں نکلا کہ ممکن ہے کوئی انسان نظرآجائے۔اتفاق سے بکریوں کا چرواہادکھائی دیا جواپنی بکریاں ہانکتاہوااسی چٹان کی طرف بڑھ رہاتھا جوکام ہم نےس چٹان سے لیا

تھا وہی اس کا بھی ارادہ ہوگا۔ میں نے بڑھ کر اس سے پوچھا کہ لڑکے! تمہارا تعلق کس قبیلے سے ہے؟ اس نے قریش کے ایک شخص کا نام لیا تو میں نے اسے پہچان لیا پھر میں نے اس سے پوچھا کیا تمہاری بکریوں میں دودھ ہوگا؟ اس نے کہا کہ جی ہاں ہے۔ میں نے کہا' تو کیا تم دودھ دوہ سکتے ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں چنانچہ میں نے اس سے کہا اور اس نے اپنے ریوڑ کی ایک بکری باندھ دی' پھر میرے کہنے پر اس نے اس کے تھن کو غبار سے جھاڑا۔ اب میں نے کہا کہ اپنا ہاتھ جھاڑ لو' اس نے یوں اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا اور میرے لئے تھوڑا سا دودھ دوہا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک برتن میں نے پہلے ہی سے ساتھ لے لیا تھا اور اس کے منہ کو کپڑے سے بند کر دیا تھا پھر میں نے دودھ (کے برتن) پر پانی بہایا (ٹھنڈا کرنے کے لئے) اور جب اس کے نیچے کا حصہ ٹھنڈا ہو گیا تو اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا میں جب حاضر خدمت ہوا تو آپ بیدار ہو چکے تھے میں نے عرض کی' نوش فرمایئے' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا اور مجھے مسرت حاصل ہوئی پھر میں نے عرض کیا' کوچ کا وقت ہو گیا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہاں ٹھیک ہے چنانچہ ہم آگے بڑھے اور مکہ والے ہماری تلاش میں تھے' لیکن سراقہ بن مالک بن جعشم کے سوا ہمیں کسی نے نہیں پایا' وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے اسے دیکھتے ہی کہا کہ ہمارا پیچھا کرنے والا ہمارے قریب آ پہنچا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' فکر نہ کرو' اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ .... ثَالِثُهُمَا

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن سنان نے حدیث بیان کی کہ جب ہم غار میں تھے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اگر مشرکین کے کسی فرد نے اپنے قدموں کے قریب سے جھک کر ہمیں تلاش کیا تو وہ ضرور ہمیں دیکھ لے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا' اے ابوبکر! ان دو کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔

باب قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم سُدُّوا الأَبْوَابَ إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ "ابوبکر کے دروازے کو چھوڑ کر (مسجد نبوی کے) کے تمام دروازے بند کر دو"

قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

اس کی روایت ابن عباسؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کی ہے۔

← حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ .... إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ

ترجمہ:۔ مجھ سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی' ان سے ابو عامر نے حدیث بیان کی' ان سے فلیح نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے سالم ابوالنضر نے حدیث بیان کی' ان سے بسر بن سعید نے اور ان سے ابو سعید خدریؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے ان دونوں میں سے کسی ایک کا اختیار دیا تو اس بندے نے اسے اختیار کر لیا جو اللہ کے پاس تھا' انہوں نے بیان کیا کہ اس پر ابوبکرؓ رونے لگے' ہمیں ان کی اس گریہ زاری پر حیرت ہوئی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اختیار دیا گیا تھا لیکن بات یہ تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ تھے جنہیں اختیار دیا گیا تھا اور ابوبکرؓ ہم میں سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ اپنی صحبت اور مال کے ذریعہ مجھ پر ابوبکرؓ کا سب سے زیادہ احسان ہے اور اگر میں اپنے رب کے سوا خلیل بنا سکتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ لیکن اسلام کی اخوت اور مودت کافی ہے مسجد کے تمام دروازے جو صحابہ کے گھروں کی طرف کھلتے تھے بند کر دیئے جائیں سوا ابوبکر کی طرف کے دروازے کے۔

باب فَضْلِ أَبِی بَکْرٍ بَعْدَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکرؓ کی فضیلت

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ..........عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم

ترجمہ:۔ ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' ان سے سلیمان نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ بن سعید نے' ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جب ہمیں صحابہ کے درمیان انتخاب کیلئے کہا جاتا تو سب میں منتخب اور ممتاز ہم ابوبکرؓ کو قرار دیتے پھر عمر بن خطابؓ کو' پھر عثمان بن عفانؓ کو۔

باب قَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیلاً

قَالَہُ أَبُو سَعِیدٍ اس کی روایت ابوسعیدؓ نے کی ہے۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاھِیمَ .... عن ایوب مثلہ

ترجمہ:۔ ہم سے مسلم بن ابراہیم نے حدیث بیان کی' ان سے وہیب نے حدیث بیان کی' ان سے ایوب نے حدیث بیان کی ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباسؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اگر اپنی امت کے کسی فرد کو میں خلیل بنا سکتا تو ابوبکر کو بناتا' لیکن وہ میرے بھائی اور میرے ساتھی ہیں۔ ہم سے معلیٰ بن اسد اور موسیٰ نے حدیث بیان کی۔ کہا کہ ہم سے وہیب نے حدیث بیان کی ان سے ایوب نے (اس روایت میں یوں ہے) کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو خلیل بنا سکتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اسلام کی اخوت سب سے بہتر ہے۔ ہم سے قتیبہ نے حدیث بیان کی ان سے عبدالوہاب نے حدیث بیان کی اور ان سے ایوب نے حدیث بیانؒ کی سابق کی طرح۔

حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ .... یَعْنِی أَبَا بَکْرٍ

ترجمہ:۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی انہیں حماد بن زید نے خبر دی انہیں ایوب نے ان سے عبداللہ بن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ کوفہ والوں نے ابن زبیرؓ سے دادا کی میراث کے سلسلے میں استفتاء کیا تو آپ نے انہیں جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اگر اس امت میں کسی کو میں اپنا خلیل بنا سکتا تو ابوبکرؓ کو بناتا اور انہوں نے دادا کو باپ کے درجے میں قرار دیا تھا۔ آپ کی مراد ابوبکرؓ سے تھی۔

باب

حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ ....فَأْتِی أَبَا بَکْرٍ

ترجمہ:۔ ہم سے حمیدی اور محمد بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی' ان سے ان کے والد نے ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے ان سے دوبارہ آنے کیلئے فرمایا' انہوں نے کہا' لیکن اگر میں نے آپ کو نہ پایا۔ پھر آپ کا کیا خیال ہے؟ غالباً وہ وفات کی طرف اشارہ کر رہی تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مجھے نہ پا سکیں تو ابوبکرؓ کے پاس چلی جانا۔

حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ أَبِی الطَّیِّبِ ....وَأَبُو بَکْرٍ

ترجمہ:۔ ہم سے احمد بن ابی طیب نے حدیث بیان کی۔ ان سے اسماعیل بن مجالد نے حدیث بیان کی۔ ان سے بیان بن بشر نے

حدیث بیان کی۔ ان سے وبرہ بن عبدالرحمٰن نے ان سے ہمام نے بیان کیا کہ میں نے عمارؓ سے سنا آپ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھا تھا جب آپ کے ساتھ (اسلام لانے والوں میں پانچ غلام دو عورتوں اور ابوبکر صدیقؓ کے سوا اور کوئی نہ تھا۔

حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ .... أَوْ ذِي بَعْدَهَا

ترجمہ:۔ مجھ سے ہشام بن عمارہ نے حدیث بیان کی ان سے صدقہ بن خالد نے حدیث بیان کی ان سے زید بن واقد نے حدیث بیان کی ان سے بسر بن عبیداللہ نے ان سے عائذ اللہ ابوادریس نے اور ان سے ابودرداءؓ نے بیان کیا کہ میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ابوبکرؓ اپنے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے آئے (کپڑا انہوں نے اس طرح پکڑ رکھا تھا کہ) اس سے گھٹنا کھل گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا معلوم ہوتا ہے تمہارے دوست کسی سے لڑ کر آئے ہیں پھر ابوبکرؓ نے حاضر ہو کر سلام کیا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے اور ابن خطاب کے درمیان کچھ بات ہو گئی تھی اور اس سلسلے میں میں نے جلد بازی سے کام لیا' لیکن بعد میں مجھے ندامت ہوئی تو میں نے ان سے معافی چاہی اب وہ مجھے معاف کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! تمہیں اللہ معاف کرے' تین مرتبہ یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ آخر عمرؓ کو بھی ندامت ہوئی اور وہ ابوبکرؓ کے گھر پہنچے اور پوچھا' یہاں ابوبکر موجود ہیں؟ معلوم ہوا کہ موجود نہیں ہیں تو آپ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا (ناگواری کی وجہ سے) اور ابوبکرؓ ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کرنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا گواہ ہے زیادتی میری طرف سے تھی دو مرتبہ یہ جملہ کہا اس پر آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا تھا' اور تم لوگوں نے کہا تھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو' لیکن ابوبکرؓ نے کہا تھا کہ میں سچا ہوں اور اپنی جان اور مال کے ذریعہ انہوں نے میری مدد کی تھی تو کیا تم لوگ میرے ساتھی کو مجھ سے الگ کردو گے دو مرتبہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ فرمایا اور اس کے بعد ابوبکرؓ کو کبھی کسی نے تکلیف نہیں پہنچائی۔

حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ .... فَعَدَّ رِجَالاً

ترجمہ:۔ ہم سے معلّٰی بن اسد نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالعزیز بن مختار نے حدیث بیان کی کہ خالد حذاء نے ہم سے ابوعثمان کے واسطے سے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے عمرو بن عاصؓ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں غزوہ ذات السلاسل کے لئے بھیجا' عمرؓ نے بیان کیا کہ پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ سب سے زیادہ محبت آپ کو کس شخص سے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ سے میں نے پوچھا اور مردوں میں؟ فرمایا اس کے والد سے میں نے پوچھا اس کے بعد فرمایا کہ عمر بن خطاب سے اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی اشخاص کے نام لئے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ .... رضى الله عنهما.

ترجمہ:۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ بھیڑیا آ گیا اور ریوڑ سے ایک بکری اٹھا کر لے جانے لگا۔ چرواہے نے اس سے بکری چھڑانی چاہی تو بھیڑیا بول پڑا یوم السبع میں اس کی رکھوالی کرنے والا کون ہوگا' جس دن میرے سوا اور کوئی اس کا چرواہا نہ ہوگا؟ اس طرح ایک شخص بیل لئے جا رہا

تھا اس پر سوار ہو کر' بیل اس کی طرف متوجہ ہو کر گویا ہوا اور کہا کہ میری تخلیق اس کے لئے نہیں ہوئی ہے میں تو کھیتی باری کے کاموں کیلئے پیدا کیا گیا ہوں وہ شخص بول پڑا سبحان اللہ! (جانور اور انسانوں کی طرح باتیں کرتا ہے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ میں ا ن واقعات پر ایمان لاتا ہوں اور ابوبکر اور عمر بن خطابؓ بھی۔

← حَدَّثَنَا عَبْدَانُ.................. حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ

ترجمہ:۔ ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی' انہیں عبداللہ نے خبر دی' انہیں یونس نے ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں ابن المسیب نے خبر دی اور انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ خواب میں میں نے خود کو ایک کنوئیں پر دیکھا' اس پر ایک ڈول تھا' اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا میں نے اس سے پانی کھینچا پھر اسے ابن ابی قحافہ (ابوبکرؓ) نے لے لیا اور انہوں نے ایک یا دو ڈول کھینچے' ان کے کھینچنے میں کچھ کمزوری محسوس ہوئی اور اللہ ان کی اس کمزوری کو معاف کرے پھر اس ڈول نے ایک بہت بڑے ڈول کی صورت اختیار کر لی اور اسے ابن خطاب نے اپنے ہاتھ میں لے لیا میں نے اتنا قوی اور باہمت انسان نہیں دیکھا جو عمرؓ کی طرح ڈول کھینچ سکتا ہو' یہ حال تھا کہ لوگوں نے اونٹوں کے پانی پینے کی جگہوں کو بھر لیا تھا۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ.................. ذَكَرَ إِلَّا ثَوْبَهُ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن مقاتل نے حدیث بیان کی' انہیں عبداللہ نے خبر دی' انہیں موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی' انہیں سالم بن عبداللہ نے اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا کپڑا (پاجامہ یا تہبند وغیرہ) کبر وغرور کی وجہ سے زمین پر گھسیٹتا چلے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف دیکھیں گے بھی نہیں۔ اس پر ابوبکرؓ نے عرض کی کہ میرے کپڑے کا ایک حصہ لٹک جایا کرتا ہے البتہ اگر میں پوری طرح نگہداشت رکھوں (تو اس سے بچنا ممکن ہوگا) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ ایسا تکبر کے طور پر نہیں کرتے (اس لئے آپ اس حکم کے تحت داخل نہیں ہیں) موسیٰ نے بیان کیا کہ میں نے سالم سے پوچھا' کیا عبداللہؓ نے یہ فرمایا تھا کہ جو اپنے تہبند کو گھسیٹتے ہوئے چلا تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ان سے کپڑے ہی کے متعلق سنا تھا (تہبند وغیرہ کی تخصیص کے ساتھ نہیں سنا تھا)۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ.................. مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ.

ترجمہ:۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی ان سے شعیب نے حدیث بیان کی ان سے زہری نے بیان کیا کہا کہ مجھے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ جس نے اللہ کے راستے میں کسی چیز کا ایک جوڑا خرچ کیا تو اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ بہتر ہے پس جو شخص اہل نماز میں سے ہوگا اسے نماز کے دروزے سے بلایا جائے گا جو شخص اہل جہاد میں سے ہوگا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا' جو شخص اہل صدقہ میں سے ہوگا اسے صدقہ کے دروزے سے بلایا جائے گا اور جو شخص اہل صیام (روزہ) میں سے ہوگا اسے صیام اور ریان وسیرابی کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ ابوبکرؓ نے عرض کی جس شخص کو ان تمام ہی دروازوں سے بلایا جائے گا پھر تو اسے کسی قسم کا خوف واندیشہ باقی نہیں رہے گا۔ اور پوچھا کیا کوئی شخص ایسا بھی ہوگا جسے ان تمام دروازوں سے بلایا جائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اور مجھے توقع ہے کہ آپ بھی انہیں میں سے ہوں گے اے ابوبکر!

← حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ.................. الشَّاكِرِينَ

ترجمہ:۔ ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سلیمان بن بلال نے حدیث بیان کی۔ ان سے ہشام بن عروہ

نے ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہؓ نے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی تو ابوبکرؓ اس وقت مقام سنح میں تھے۔ اسماعیل نے کہا آپ کی مراد مدینہ کے بالائی علاقہ سے تھی۔ پھر عمرؓ اٹھ کر یہ کہنے لگے کہ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی انہوں نے بیان کیا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ میرا دل اس کے سوا کسی اور بات کیلئے تیار نہیں تھا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیں گے جو آپ کی موت کی باتیں کرتے ہیں اتنے میں ابوبکرؓ تشریف لائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعش مبارک کو کھول کر بوسہ دیا اور کہا میرے باپ اور ماں آپ پر فدا ہوں آپ زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات کے بعد بھی اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپ پر دو مرتبہ اموات ہرگز طاری نہیں کرے گا اس کے بعد آپ باہر تشریف لائے اور کہا کہ اے قسم کھانے والے! خطاب عمرؓ سے تھا' جو قسم کھا کھا کر کہہ رہے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی ہے' عجلت نہ کیجئے پھر جب ابوبکرؓ نے گفتگو شروع کی تو عمرؓ بیٹھ گئے ابوبکرؓ نے پہلے اللہ کی حمد وثنا کی اور پھر فرمایا (ہاں) اگر کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی ہے اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ ہے اس پر موت کبھی طاری نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا تھا کہ آپ پر بھی موت طاری ہوگی اور انہیں بھی موت کا سامنا کرنا ہوگا' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا' کہ ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف رسول ہیں' اس سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر چکے ہیں پس کیا اگر ان کی وفات ہو جائے (یا انہیں شہید کر دیا جائے تو تم ارتداد اختیار کر لو گے اور جو شخص ارتداد اختیار کرے گا تو اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور اللہ عنقریب شکر گذار بندوں کو بدلہ دینے والا ہے''۔ بیان کیا یہ سن کر لوگ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے بیان کیا کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہؓ کے پاس جمع ہو گئے تھے اور کہنے لگے تھے کہ ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر تم (مہاجرین) میں سے ہوگا۔ پھر ابوبکر عمر بن الخطاب اور ابوعبیدہ بن جراحؓ ان کی مجلس میں پہنچے۔ عمرؓ نے گفتگو کی ابتدا کرنی چاہی لیکن ابوبکرؓ نے ان سے خاموش رہنے کے لئے کہا۔ عمرؓ کہا کرتے تھے کہ خدا گواہ ہے میں نے ایسا صرف اس وجہ سے کیا تھا کہ میں نے پہلے سے ہی ایک تقریر تیار کر لی تھی جو مجھے بہت پسند آئی تھی' پھر بھی مجھے ڈر تھا کہ ابوبکرؓ کی برابری اس سے بھی نہیں ہو سکے گی۔ آخر ابوبکرؓ نے گفتگو شروع کی انتہائی بلاغت کے ساتھ انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہم (قریش) امراء ہیں اور تم (جماعت انصار) وزراء ہو۔ اس پر حباب بن منذرؓ بولے کہ نہیں خدا گواہ ہے ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے' ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک تم میں سے ابوبکرؓ نے پھر فرمایا کہ نہیں ہم امراء ہیں اور تم وزراء ہو (حدیث کی رو سے) قریش گھرانے کے اعتبار سے بھی سب سے بہتر شمار کئے جاتے ہیں اور اپنے عادات واخلاق میں عربیت کی بہت سے زیادہ نمائندگی کرتے ہیں۔ اس لئے عمر یا ابوعبیدہ کے ہاتھ پر بیعت کر لو عمرؓ نے کہا' نہیں ہم آپ سے ہی بیعت کریں گے آپ ہمارے سردار ہیں ہم میں سب سے بہتر ہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں عمرؓ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی پھر سب لوگوں نے بیعت کی۔ اتنے میں کسی کی آواز آئی کی بیعت عبادہؓ کو تم لوگوں نے نظر انداز اور بے وقعت کر دیا۔ عمرؓ نے فرمایا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے نظر انداز کیا ہے (یعنی اللہ کے حکم سے وہ خلافت کے مستحق نہیں ہیں) اور عبداللہ بن سالم نے زبیدی کے واسطے سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا انہیں قاسم نے خبر دی اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مبارک اٹھی (وفات سے پہلے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اے اللہ مجھے) رفیق اعلیٰ میں

داخل کیجئے۔ آپ نے یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا۔ اور پوری حدیث بیان کی عائشہؓ نے فرمایا کہ ابوبکر اور عمرؓ دونوں ہی خطبوں سے نفع پہنچا (عمر رضی اللہ نے لوگوں کو دھمکایا) کیونکہ ان میں بعض منافق بھی تھے اس لئے انہیں اللہ تعالیٰ نے اس طرح باز رکھا (غلط افواہیں پھیلانے سے) اور (بعد میں) ابوبکرؓ نے لوگوں کو صحیح راستہ دکھایا اور انہیں بتایا کہ جو کچھ ان کے علم میں آ چکا ہے وہی صحیح ہے اور یہی وجہ تھی کہ جب لوگ باہر آئے تو یہ آیت تلاوت کر رہے تھے "محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے بھی رسول گذر چکے ہیں۔" الشاکرین تک۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ .... مِنَ الْمُسْلِمِينَ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن کثیر نے حدیث بیان کی' انہیں سفیان نے خبر دی' ان سے جامع بن ابی راشد نے حدیث بیان کی' ان سے ابویعلی نے حدیث بیان کی' ان سے محمد بن حنفیہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد (علیؓ) سے پوچھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل صحابی کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ ابوبکرؓ۔ میں نے پوچھا اس کے بعد؟ انہوں نے فرمایا کہ اس کے بعد عمرؓ مجھے اس کا اندیشہ تھا کہ (اگر پھر میں نے اتنا پوچھا کہ اس کے بعد؟ تو (کہہ دیں گے عثمان۔ اس لئے میں نے عرض کی۔ اس کے بعد آپ کا درجہ ہے؟ فرمایا کہ میں تو صرف مسلمانوں کی جماعت کا ایک فرد ہوں۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ .... فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ

ترجمہ:۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی' ان سے مالک نے' ان سے عبدالرحمن بن قاسم نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے۔ جب ہم مقام بیداء یا مقام ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ایک ہار گم ہوگیا۔ اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش کیلئے وہاں ٹھہر گئے اور صحابہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ٹھہرے لیکن نہ اس جگہ پانی کا نام ونشان تھا اور نہ ان کے ساتھ پانی تھا۔ لوگ ابوبکرؓ کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے کہ آپ ملاحظہ نہیں فرماتے۔ عائشہؓ نے کیا کر رکھا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہیں روک لیا۔ اتنے صحابہ آپ کے ساتھ ہیں نہ تو یہاں پانی کا نام ونشان ہے اور نہ لوگ اپنے ساتھ لئے ہوئے ہیں اس کے بعد ابوبکرؓ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سر مبارک میری رانوں پر رکھے ہوئے سو رہے تھے وہ کہنے لگے تمہاری وجہ سے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سب لوگوں کو رکنا پڑا اب نہ یہاں کہیں پانی ہے اور نہ لوگوں کے ساتھ ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ابوبکرؓ نے مجھے بہت برا بھلا کہا' جو کچھ اللہ کو منظور تھا اور اپنے ہاتھ سے کوکھ میں کچوکے لگانے لگے ان کچوکوں کے باوجود حرکت کرنے سے صرف ایک چیز مانع رہی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوتے رہے اور جب صبح ہوئی تو پانی نہیں تھا اور اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے تیمّم کا حکم نازل فرمایا اور سب نے تیمّم کیا اس پر اسید بن حضیرؓ نے کہا کہ اے آل ابوبکر! یہ تمہاری کوئی پہلی حرکت نہیں ہے۔ عائشہؓ نے بیان کیا کہ پھر ہم نے جب اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اسی کے نیچے ملا۔

حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ .... عَنِ الأَعْمَشِ

ترجمہ:۔ ہم سے آدم بن ابی ایاس نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے اعمش نے بیان کیا انہوں نے ذکوان سے سنا اور ان سے ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میرے اصحاب کو برا بھلا نہ کہو اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا اللہ کے راستے میں خرچ کر ڈالے تو ان کے ایک مد غلہ کی برابری بھی نہیں کر سکتا اور نہ ان کے آدھے مد کی۔ اس روایت کی متابعت جریر' عبداللہ بن داؤد' ابومعاویہ اور محاضر نے اعمش کے واسطے سے کی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ .... قُبُورَهُمْ

ترجمہ:۔ہم سے محمد بن مسکین ابوالحسن نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ بن حسان نے حدیث بیان کی ان سے سلیمان نے حدیث بیا ن کی ان سے شریک بن ابی نمر نے ان سے سعید بن مسیّب نے بیان کیا اور انہیں ابوموسیٰ اشعریؓ نے خبر دی کہ آپ نے ایک دن اپنے گھر میں وضو کیا اور اس ارادہ سے نکلے کہ آج دن بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں گذاروں گا۔انہوں نے بیان کیا کہ پھر آپ مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا تو وہاں موجود لوگوں نے بتایا کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو تشریف لے جا چکے ہیں اور آپ اس طرف تشریف لے گئے۔ چنانچہ میں آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھتا ہوا آپ کے پیچھے پیچھے نکلا اور آخر میں میں نے دیکھا کہ آپ (قباء کے قریب ایک باغ) بئر اریس میں داخل ہو رہے ہیں۔میں دروازے پر بیٹھ گیا اور اس کا دروازہ کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا تھا۔جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کر چکے اور وضو بھی کر لیا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا میں نے دیکھا کہ آپ بئر اریس (اس باغ کے کنویں) کے من پر بیٹھے ہوئے تھے اپنی پنڈلیاں آپ نے کھول رکھی تھیں اور کنوئیں میں پاؤں لٹکائے ہوئے تھے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور پھر واپس آ کر باغ کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے سوچا کہ آج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان رہوں گا پھر ابوبکرؓ آئے اور دروازہ کھولنا چاہا تو میں نے پوچھا کہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ ابوبکر! میں نے کہا تھوڑی دیر ٹھہر جایئے۔پھر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ابوبکرؓ دروازے پر موجود ہیں آپ سے اجازت چاہتے ہیں (اندر آنے کی) آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی! میں دروازہ پر آیا اور ابوبکرؓ سے کہا کہ اندر تشریف لے جایئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے۔ابوبکرؓ اندر داخل ہوئے اور اس کنویں کے من پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنی طرف بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا لئے جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لٹکائے ہوئے تھے اور اپنی پنڈلیوں کو بھی کھول لیا تھا پھر میں واپس آ کر اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ میں آتے وقت اپنے بھائی کو وضو کرتا ہو چھوڑ آیا تھا۔وہ میرے ساتھ آنے والے تھے میں نے اپنے دل میں کہا' کاش اللہ تعالیٰ فلاں کو خبر دے دیتا ان کی مراد اپنے بھائی سے تھی اور انہیں یہاں کسی طرح پہنچا دیتا اتنے میں کسی صاحب نے دروازہ پر دستک دی۔میں نے پوچھا کون صاحب ہیں؟ کہا کہ عمر بن خطاب۔میں نے کہا تھوڑی دیر کیلئے ٹھہر جایئے چنانچہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کے بعد عرض کیا کہ عمرؓ بن خطاب دروازے پر کھڑے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی پہنچا دو میں واپس آیا اور کہا کہ اندر تشریف لے جایئے اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے آپ بھی داخل ہوئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی من پر بائیں طرف بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا لئے میں پھر دروازہ پر آ کر بیٹھ گیا اور سوچتا رہا کاش اللہ تعالیٰ فلاں (آپ کے بھائی) کے ساتھ خیر چاہتے اور انہیں یہاں پہنچا دیتے۔اتنے میں ایک صاحب آئے اور دروازے پر دستک دی میں نے پوچھا کون صاحب ہیں؟ بولے عثمان بن عفان میں نے کہا تھوڑی دیر کیلئے توقف کیجئے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو ان کی آمد کی اطلاع دی۔آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور ایک مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی جنت کی بشارت پہنچا دو۔میں دروازے پر آیا اور ان سے کہا کہ اندر تشریف لے جائیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے ایک مصیبت پر جو آپ کو پہنچے گی۔آپ جب داخل

ہوئے تو دیکھا کہ چبوترہ پر جگہ نہیں ہے۔اس لئے آپ دوسری طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے۔شریک نے بیان کیا کہ سعید بن مسیّب نے فرمایا' میں نے اس سے ان حضرات کی قبروں کی تاویل لی (کہ اسی ترتیب سے بنیں گی)۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ .... وَشَهِيدَانِ.

ترجمہ:۔مجھ سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی ان سے یحیٰ نے حدیث بیان کی ان سے سعید نے ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے حدیث بیان کی کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' ابوبکر' عمر اور عثمانؓ کو ساتھ لے کر احد پہاڑ پر چڑھے تو احد کانپ اٹھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' احد! قرار پکڑ کہ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ .... فَأَنَاخَتْ

ترجمہ:۔مجھ سے ابوعبداللہ احمد بن سعید نے حدیث بیان کی' ان سے وہب بن جریر نے حدیث بیان کی' ان سے صخر نے حدیث بیان کی' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا' میں ایک کنوئیں پر (خواب میں) کھڑا اس سے پانی کھینچ رہا تھا کہ میرے پاس ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی پہنچ گئے ابوبکرؓ نے ڈول لے لیا اور ایک یا دو ڈول کھینچے ان کے کھینچنے میں ضعف تھا اور اللہ ان کی مغفرت کرے گا پھر ابوبکرؓ کے ہاتھ سے ڈول عمرؓ نے لے لیا اور ان کے ہاتھ میں پہنچتے ہی وہ ایک بہت بڑے ڈول کی صورت میں تبدیل ہو گیا۔میں نے کوئی باہمت اور قوی انسان نہیں دیکھا جو اتنی حسن تدبیر اور مضبوط قوت ارادی کے ساتھ کام کرنے کا عادی ہو چنانچہ انہوں نے اتنا پانی کھینچا کہ لوگوں نے اونٹوں کو پانی پلانے کی جگہیں بھر لیں وہب نے بیان کیا ''العطن'' اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ کو کہتے ہیں بولتے ہیں اونٹ اتنا سیراب ہوئے کہ (وہیں) بیٹھ گئے۔

حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ صَالِحٍ .... عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

ترجمہ:۔ہم سے ولید بن صالح نے حدیث بیان کی ان سے عیسیٰ بن یونس نے حدیث بیان کی' ان سے عمر بن سعید بن ابی الحسین مکی نے حدیث بیان کی ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ میں کچھ لوگوں کے ساتھ کھڑا تھا جو عمر بن خطابؓ کیلئے دعائیں کر رہے تھے اس وقت آپ کا جنازہ تابوت پر رکھا ہوا تھا اتنے میں ایک صاحب نے میرے پیچھے سے آکر میرے شانوں پر اپنی کہنیاں رکھ دیں اور عمرؓ کو مخاطب کر کے کہنے لگے اللہ آپ پر رحم کرے مجھے تو یہی توقع تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ) کے ساتھ (دفن) کرے گا۔میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے سنا کرتا تھا کہ ''میں' ابوبکر اور عمر تھے۔'' ''میں نے ابوبکر اور عمر نے یہ کام کیا'' ''میں اور ابوبکر اور عمر گئے۔'' اس لئے مجھے تو یہی توقع تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو انہیں دونوں حضرات کے ساتھ رکھے گا۔میں نے مڑ کر دیکھا تو آپ علیؓ تھے۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ .... مِنْ رَبِّكُمْ

ترجمہ:۔مجھ سے محمد بن یزید کوفی نے حدیث بیان کی' ان سے ولید نے حدیث بیان کی۔ان سے اوزاعی نے' ان سے یحیٰ بن ابی کثیر نے ان سے محمد بن ابراہیم نے اور ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے مشرکین مکہ کے سب سے زیادہ شدید اور سنگین معاملے کے متعلق پوچھا جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ عقبہ بن ابی معیط حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ اس وقت نماز پڑھا رہے تھے۔اس بدبخت نے اپنی چادر گردن مبارک میں ڈال کر کھینچی

جس سے آپ کا گلا بڑی شدت کے ساتھ پھنس گیا اتنے میں ابوبکر تشریف لائے اور بدبخت کو دفع کیا اور فرمایا کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور وہ تمہارے پاس اپنے پروردگار کی طرف سے بینات (معجزات و دلائل) بھی لایا ہے۔

باب مَنَاقِبُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَبِي حَفْصٍ الْقُرَشِيِّ الْعَدَوِيِّ رضی الله عنه

← حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ .... أَعَلَيْكَ أَغَارُ.

ترجمہ:۔ہم سے حجاج بن منہال نے حدیث بیان کی ان سے عبدالعزیز ماجشون نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن منکدر نے حدیث بیان کی اور ان سے جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں (خواب میں) جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے ابوطلحہؓ کی بیوی رمیصاء کو دیکھا اور میں نے قدموں کی چاپ کی آواز سنی تو میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ بتایا گیا بلالؓ اور میں نے ایک محل دیکھا اس کے سامنے ایک عورت تھی' میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ تو بتایا گیا کہ عمرؓ کا میرے دل میں آیا کہ اندر داخل ہو کر اسے دیکھوں لیکن مجھے عمرؓ کی غیرت یاد آئی (اور اس لئے اندر داخل نہیں ہوا) اس پر عمرؓ نے عرض کی' میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا میں آپ سے بھی غیرت کروں گا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

← حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ .... أَغَارُ يَا رَسُولَ اللهِ.

ترجمہ:۔ہم سے سعید بن ابی مریم نے حدیث بیان کی' انہیں لیث نے خبر دی کہا کہ مجھ سے عقیل نے حدیث بیان کی ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں جنت دیکھی میں نے دیکھا کہ ایک عورت ایک محل کے کنارے وضو کر رہی ہے میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ عمرؓ کا پھر مجھے ان کی غیرت وحمیت یاد آئی اور میں وہیں سے لوٹ آیا۔ اس پر عمرؓ رو دئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی غیرت کروں گا۔

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ .... قَالَ الْعِلْمَ

ترجمہ:۔ مجھ سے محمد بن صلت ابوجعفر کوفی نے حدیث بیان کی' ان سے ابن المبارک نے حدیث بیان کی' ان سے یونس نے' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں حمزہ نے خبر دی اور انہیں ان کے والد نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دودھ پیا اور سیرابی کے اثر کو اپنے ناخنوں تک محسوس کیا۔ پھر میں نے پیالہ عمرؓ کو دے دیا۔ صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس خواب کی تعبیر کیا ہوگی؟ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ .... (مَبْثُوثَةٌ) كَثِيرَةٌ

ترجمہ:۔ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن بشر نے حدیث بیان کی' ان سے عبیداللہ نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے ابوبکر بن سالم نے حدیث بیان کی' ان سے سالم اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنوئیں سے ایک اچھا بڑا ڈول کھینچ رہا ہوں۔ پھر ابوبکرؓ آئے اور انہوں نے بھی ایک یا دو ڈول کھینچے ضعف کیساتھ اور اللہ انکی مغفرت کریگا۔ پھر عمرؓ آئے اور انکے ہاتھ میں وہ ڈول بہت بڑے ڈول کی صورت اختیار کر گیا' میں نے ان جیسا قوی وباعظمت شخص نہیں دیکھا جو اتنی مضبوط قوت ارادی کیساتھ کام کا عادی ہو انہوں نے اتنا کھینچا کہ لوگ سیراب ہو گئے اور اونٹوں کے سیراب ہونے کی جگہوں کو بھر کر محفوظ کر لیا۔

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ .... غَيْرَ فَجِّكَ .

ترجمہ:۔ مجھ سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی ح' ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے یعقوب بن ابراہیم نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی ان سے صالح نے ان سے ابن شہاب نے انہیں عبدالحمید نے خبر دی انہیں محمد بن سعد نے خبر دی اور ان سے ان کے والد (سعد بن ابی وقاصؓ) نے بیان کیا اور' کہ عمرؓ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت چاہی اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی چند عورتیں (امہات المومنین میں سے) بیٹھی باتیں کر رہی تھیں اور آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بھی بلند آواز کے ساتھ آپ سے نفقہ میں زیادتی کا مطالبہ کر رہی تھیں یوں ہی عمرؓ نے اجازت چاہی تو وہ تمام خواتین کھڑی ہو کر پردے کے پیچھے جلدی سے بھاگ کھڑی ہوئیں آخر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دی اور وہ داخل ہوئے تو آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے عمرؓ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ان عورتوں پر ہنسی آ رہی تھی جو ابھی میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ لیکن آپ کی آواز سنتے ہی پردے کے پیچھے بھاگ گئیں۔ عمرؓ نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ڈرنا تو انہیں آپ سے چاہیے تھا پھر انہوں نے (عورتوں سے کہا) اے اپنی جانوں کی دشمن! تم مجھ سے تو ڈرتی ہو اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں۔ عورتوں نے کہا کہ ہاں آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں آپ کہیں زیادہ سخت ہیں اس پر آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن خطاب! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے' اگر کبھی شیطان آپ کو کسی راستے پر چلتا دیکھ لیتا ہے تو اسے چھوڑ کر کسی دوسرے راستے پر ہو لیتا ہے۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى .... عُمَرُ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن مثنیٰ نے حدیث بیان کی ان سے قیس نے حدیث بیان کی ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا' عمرؓ کے اسلام لانے کے بعد پھر ہمیں ہمیشہ عزت حاصل رہی۔

← حَدَّثَنَا عَبْدَانُ .... وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ

ترجمہ:۔ ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی انہیں عبداللہ نے خبر دی' ان سے عمر بن سعید نے حدیث بیان کی' ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور انہوں نے ابن عباسؓ کو فرماتے سنا کہ جب عمرؓ کو تابوت میں (شہادت کے بعد) رکھا گیا تو تمام لوگوں نے نعش مبارک کو گھیر لیا اور ان کیلئے دعائے صلاۃ پڑھنے لگے۔ نعش ابھی اٹھائی نہیں گئی تھی میں بھی وہیں موجود تھا اسی حالت میں اچانک ایک صاحب نے میرا شانہ پکڑ لیا میں نے دیکھا تو وہ علی کرم اللہ وجہہ تھے پھر انہوں نے عمرؓ کیلئے دعاء رحمت کی اور ان کی نعش کو مخاطب کر کے فرمایا' آپ نے اپنے بعد کسی بھی شخص کو نہیں چھوڑا کہ جسے دیکھ کر مجھے یہ تمنا ہوتی کہ تمہارے جیسا عمل کرتے ہوئے اللہ سے جا ملوں اور خدا کی قسم مجھے تو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہی رکھے گا میرا یہ یقین اس وجہ سے تھا کہ میں نے اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے تھے کہ "میں' ابوبکر اور عمر گئے' میں' ابوبکر اور عمر داخل ہوئے' میں ابوبکر اور عمر باہر آئے۔"

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ .... أَوْ شَهِيدَانِ

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے یزید بن زریع نے حدیث بیان کی' ان سے سعید نے حدیث بیان کی۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں اور مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا' ان سے محمد بن سواء اور کہمس بن منہال نے حدیث بیان کی' ان سے سعید نے حدیث بیان کی' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو بکرؓ عمر اور عثمانؓ بھی تھے۔ پہاڑ کانپنے لگا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاؤں سے تھپکی دی اور فرمایا' احد؛ ٹھہرا رہ کہ تجھ پر ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

← حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ .... مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

ترجمہ:۔ ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد نے حدیث بیان کی' ان سے زید بن اسلم نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی' انہوں نے بیان کیا کہ ابن عمرؓ نے مجھ سے اپنے والد عمرؓ کے بعض حالات پوچھے' جو میں نے انہیں بتا دیئے تو انہوں نے فرمایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں نے کسی شخص کو معاملات میں اتنی انتھک کوشش کرنے والا اور اتنا زیادہ سخی نہیں دیکھا اور یہ خصائل عمر بن خطابؓ پر ہی ختم ہو گئے۔

← حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ.................. بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ

ترجمہ:۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی۔ ان سے حماد بن زید نے حدیث بیان کی۔ ان سے ثابت نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے متعلق پوچھا کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تم نے قیامت کے لئے تیاری کیا کی ہے؟ انہوں نے عرض کی کچھ بھی نہیں سوا اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تمہارا حشر بھی انہیں کے ساتھ ہوگا جن سے تمہیں محبت ہے۔ انسؓ نے بیان کیا کہ ہمیں کبھی اتنی خوشی کسی بات سے بھی نہیں ہوئی ہوگی جتنی آپ کے اس ارشاد سے ہوئی'' کہ تمہارا حشر انہیں کے ساتھ ہوگا جن سے تمہیں محبت ہے۔'' انسؓ نے فرمایا کہ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابو بکرؓ سے محبت رکھتا ہوں اور ان سے اپنی اس محبت کی وجہ سے امیدوار ہوں کہ میرا حشر انہیں حضرات کے ساتھ ہوگا۔ اگر چہ میرے عمل ان کے جیسے نہیں ہیں۔

← حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ .... مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعُمَرُ

ترجمہ:۔ ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے حدیث بیان کی ان سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی' ان سے ان کے والد نے ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم سے پہلی امتوں میں محدث (جن کی زبان پر حق اور فیصلہ خداوندی خود بخود اللہ کے حکم سے جاری ہو جایا کرتا تھا) ہوا کرتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہے تو وہ عمرؓ ہیں۔ زکریا بن ابو زائدہ نے اپنی روایت میں سعد کے واسطے سے یہ اضافہ کیا ہے کہ ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم سے پہلے بنی اسرائیل کی امتوں میں کچھ لوگ ایسے ہوا کرتے تھے کہ نبی نہیں ہوتے تھے اور اس کے باوجود' (فرشتوں کے ذریعہ) ان سے کلام ہوا کرتا تھا۔ اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہو سکتا ہے تو عمرؓ ہیں۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ .... وَمَا ثَمَّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے عقیل نے حدیث بیان کی' ان سے ابن شہاب نے' ان سے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ ہم نے ابو ہریرہؓ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ایک چرواہا اپنا ریوڑ چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیے نے اس کی ایک بکری پکڑ لی' چرواہے نے اس کا پیچھا کیا اور بکری کو اس سے چھڑا لیا۔ پھر بھیڑیا اس کی طرف متوجہ ہوا اور بولا (خرق عادت کے طور پر) یوم السبع میں اس کی حفاظت کرنے والا کون ہوگا' جب میرے سوا اس کا کوئی چرواہا نہ ہوگا صحابہؓ اس پر بول اٹھے' سبحان اللہ! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس واقعہ پر ایمان لاتا ہوں اور ابو بکر و عمر بھی حالانکہ ابو بکر و عمرؓ موجود نہیں تھے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ.......................قَالَ الدِّيْنَ

ترجمہ:۔ ہم سے یحیٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' انہیں ابو امامہ بن سہل بن حنیف نے خبر دی اور ان سے ابو سعید خدریؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کچھ لوگ میرے سامنے پیش کیے گئے جو قمیص پہنے ہوئے تھے ان میں سے بعض کی قمیص صرف سینے تک کی تھی اور بعض کی اس سے بھی چھوٹی اور میرے سامنے عمرؓ پیش کیے گئے تو وہ اتنی بڑی قمیص پہنے ہوئے تھے کہ چلتے ہوئے گھسٹتی تھی صحابہؓ نے عرض کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعبیر کیا لی؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین۔

حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ.......................دخلت على عمر بهذا

ترجمہ:۔ ہم سے صلت بن محمد نے حدیث بیان کی' ان سے اسماعیل بن ابراہیم نے حدیث بیان کی' ان سے ایوب نے حدیث بیان کی' ان سے ابو ملیکہ نے اور ان سے مسور بن مخرمہؓ نے بیان کیا کہ جب عمرؓ زخمی کر دیے گئے تو بڑی کرب و بے چینی کا اظہار آپ کی طرف سے ہوا اس موقعہ پر ابن عباسؓ نے آپ سے تسلی و تشفی کے طور پر کہا کہ یا امیر المومنین! آپ اس درجہ گھبرا کیوں رہے ہیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے خوش اور راضی تھے۔ اس کے بعد ابو بکرؓ کی صحبت اٹھائی اور ان کی صحبت کا بھی آپ نے پورا حق ادا کیا اور جب جدا ہوئے تو وہ بھی آپ سے راضی اور خوش تھے' آخر میں مسلمانوں کی صحبت آپ کو حاصل رہی' ان کی صحبت کا بھی آپ نے پورا حق ادا کیا ہے اور اگر آپ ان سے جدا ہوئے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انہیں بھی آپ اپنے سے خوش اور راضی ہی چھوڑیں گے۔ اس پر عمرؓ نے فرمایا' آپ نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا اور آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشی کا جو ذکر کیا ہے تو یقیناً یہ صرف اللہ تعالیٰ کا ایک فضل اور احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا ہے' اس طرح جو آپ نے ابو بکرؓ کی صحبت اور ان کی رضا و خوشی کا ذکر کیا ہے تو یہ بھی مجھ پر اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان تھا' لیکن جو گھبراہٹ اور پریشانی مجھ پر طاری آپ دیکھ رہے ہیں وہ آپ کی وجہ سے اور آپ کے ساتھیوں کی وجہ سے ہے اور خدا کی قسم اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا سامنا کرنے سے پہلے اس کا فدیہ دے کر اس سے نجات کی کوشش کرتا! حماد بن زید نے بیان کیا ان سے ایوب نے حدیث بیان کی' ان سے ابو ملیکہ نے اور ان سے ابن عباسؓ نے کہ میں عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہی حدیث۔

حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى.......................قَالَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

ترجمہ:۔ ہم سے یوسف بن موسیٰ نے حدیث بیان کی' ان سے ابو اسامہ نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے عثمان بن غیاث نے حدیث بیان کی ان سے ابو عثمان نہدی نے حدیث بیان کی اور ان سے ابو موسیٰ اشعریؓ نے بیان کیا کہ مدینہ کے ایک باغ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ ایک صاحب نے آ کر دروازہ کھلوایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کیلئے دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی

بشارت سنادو۔ میں نے دروازہ کھولا تو ابوبکرؓ تھے، میں نے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق جنت کی بشارت سنائی تو انہوں نے اس پر اللہ کی حمد وثنا کی پھر ایک صاحب آئے اور دروازہ کھلوایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر بھی یہی فرمایا کہ دروازہ ان کے لئے کھول دو، اور انہیں جنت کی بشارت سنادو میں نے دروازہ کھولا تو عمرؓ تھے۔ انہیں بھی جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی اطلاع سنائی تو انہوں نے اللہ کی حمد وثنا کی۔ پھر ایک تیسرے صاحب نے دروازہ کھلوایا ان کیلئے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنادو۔ ان مصائب اور آزمائشوں کے بعد جن سے انہیں (دنیا میں) دوچار ہونا پڑے گا۔ آپ عثمانؓ تھے۔ جب آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی اطلاع دی تو آپ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد میں فرمایا کہ اللہ مدد کرنے والا ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ .... عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

ترجمہ:۔ ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھے حیوۃ نے خبر دی۔ کہا کہ مجھ سے ابوعقیل زہرہ بن معبد نے حدیث بیان کی اور انہوں نے اپنے دادا عبداللہ بن ہشامؓ سے سنا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت عمر بن خطابؓ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔

باب مَنَاقِبُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَبِي عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ رضی الله عنه

وَقَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم مَنْ يَحْفِرْ بِئْرَ رُومَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَحَفَرَهَا عُثْمَانُ وَقَالَ مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَجَهَّزَهُ عُثْمَانُ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو شخص بئر رومہ (ایک کنواں) کو خرید کر سب کیلئے عام کر دے گا وہ جنت کا مستحق ہوگا۔ تو عثمانؓ نے اسے خرید کر عام کر دیا تھا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو شخص جیش عسرہ (غزوہ تبوک کے لشکر) کو سامان سے لیس کرے گا وہ جنت کا مستحق ہوگا تو عثمانؓ نے ایسا کیا تھا۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ .... دَخَلَ عُثْمَانُ غَطَّاهَا.

ترجمہ:۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی، ان سے حماد نے حدیث بیان کی، ان سے ایوب نے، ان سے ابوعثمان نے اور ان سے ابوموسیٰؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ کے اندر تشریف لے گئے اور مجھ سے فرمایا کہ میں دروازہ پر حفاظت کرتا رہوں پھر ایک صاحب آئے اور اجازت چاہی، آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری بھی سنادو۔ آپ ابوبکرؓ تھے۔ پھر دوسرے صاحب آئے اور اجازت چاہی۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں بھی اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری سنادو۔ آپ عمرؓ تھے پھر تیسرے صاحب آئے اور اجازت چاہی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر کیلئے خاموش ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ انہیں بھی اجازت دے دو اور (دنیا میں) ایک آزمائش سے گذرنے کے بعد جنت کی بشارت بھی سنادو۔ آپ عثمانؓ تھے حماد نے بیان کیا اور ہم سے عاصم احول اور علی بن حکم نے حدیث بیان کی، انہوں نے ابوعثمان سے سنا اور وہ ابوموسیٰؓ کے حوالے سے اسی طرح حدیث بیان کرتے تھے، لیکن عاصم نے اپنی اس روایت میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے جس کے اندر پانی تھا اور آپ اپنے دونوں گھٹنے یا ایک گھٹنہ کھولے ہوئے تھے لیکن جب عثمانؓ داخل ہوئے تو آپ نے چھپا لیا تھا۔

حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ .... فَجَلَدَهُ ثَمَانِينَ

ترجمہ:۔ ہم سے احمد بن شبیب بن سعد نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی، ان سے یونس نے

کہ ابن شہاب نے بیان کیا اور انہیں عروہ نے خبر دی' انہیں عبد اللہ بن عدی بن خیار نے خبر دی کہ مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمٰن بن اسود بن عبد یغوثؓ نے ان سے کہا کہ آپ عثمانؓ سے ان کے بھائی ولید کے بارے میں (جسے عثمانؓ نے کوفہ کا گورنر بنایا تھا) کیوں گفتگو نہیں کرتے لوگوں میں اس مسلہ پر بڑی بے چینی پائی جاتی ہے چنانچہ عثمانؓ کے یہاں گیا اور جب وہ نماز کے لئے باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کی کہ مجھے آپ سے ایک ضرورت ہے اور وہ ہے آپ کے ساتھ ایک خیر خواہی! اس پر عثمانؓ نے فرمایا' اے میاں! تم سے (میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں) معمر نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ عثمانؓ نے فرمایا تھا اعوذ باللہ منک۔" میں واپس ان حضرات کے پاس آ گیا۔ اتنے میں عثمانؓ کا قاصد بلانے کیلئے آیا۔ میں جب اس کے ساتھ عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہاری خیر خواہی (نصیحت) کیا تھی؟ میں نے عرض کی' اللہ سبحانہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا اور ان پر کتاب نازل کی آپ بھی ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا تھا۔ آپ نے دو ہجرتیں کیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی اور آپ کے طریقے اور سنت کو دیکھا لیکن لوگوں میں ولید کی وجہ سے بڑی بے چینی پیدا ہو گئی ہے (اس کے خلاف شریعت کاموں کی وجہ سے) عثمانؓ نے اس پر پوچھا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ میں نے عرض کی کہ نہیں (اگر چہ پیدائش حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور ہی کی ہے) لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ایک کنواری لڑکی تک اس کے تمام پردوں کے باوجود جب پہنچ چکی ہیں تو مجھے کیوں نہ معلوم ہوتیں۔ اس پر عثمانؓ نے فرمایا' امابعد! بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا اور میں اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کرنے والوں میں ہی تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس دعوت کو لے کر بھیجے گئے تھے میں اس پر مکمل طریقے سے ایمان لایا اور جیسا کہ آپ نے کہا دو ہجرتیں بھی کیں۔ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے بھی فیض یاب ہوا ہوں اور آپ سے بیعت بھی کی ہے' پس خدا گواہ ہے کہ میں نے کبھی آپ کے حکم سے سرتابی نہیں کی اور نہ آپ کے ساتھ کبھی کوئی فریب کیا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی' اس کے بعد ابو بکرؓ کے ساتھ بھی میرا یہی معاملہ رہا اور عمرؓ کے ساتھ بھی یہی معاملہ رہا تو کیا جب کہ مجھے ان کا جانشین بنا دیا گیا ہے تو مجھے وہ حقوق حاصل نہیں ہوں گے جو انہیں تھے؟ میں نے عرض کی کہ کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر ان باتوں کیلئے کیا جواز رہ جاتا ہے جو آپ لوگوں کی طرف سے مجھے پہنچتی رہتی ہیں لیکن آپ نے جو ولید کے حالات کا ذکر کیا ہے تو ان شاء اللہ ہم اس معاملے میں حق پر ہی قائم رہیں گے پھر آپ نے علیؓ کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ ولید کو کوڑے لگوائیں۔ چنانچہ آپ نے اسے اسی کوڑے لگوائے۔

حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ .... عَنْ عَبْدِ الْعَزِیزِ

ترجمہ:۔ مجھ سے محمد بن حاتم بن بزیع نے حدیث بیان کی' ان سے شاذان نے حدیث بیان کی' ان سے عبد العزیز بن ابی سلمہ الماجشون نے حدیث بیان کی' ان سے عبید اللہ نے ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہم ابو بکرؓ کے برابر کسی کو نہیں قرار دیتے تھے۔ پھر عمرؓ کو اور پھر عثمانؓ کو اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ پر ہم کوئی بحث نہیں کرتے تھے اور کسی کو ایک دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے اس روایت کی متابعت عبد اللہ نے عبد العزیز کے واسطے سے کی۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ .... الآنَ مَعَکَ

ترجمہ:۔ ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے حدیث بیان کی' ان سے ابو عوانہ نے حدیث بیان کی' ان سے عثمان بن موہب نے حدیث بیا

ن کی کہ اہل مصر میں سے ایک صاحب آئے اور حج بیت اللہ کیا پھر کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ ان حضرات کا تعلق کس قبیلے سے ہے؟ کسی نے کہا کہ یہ حضرات قریش ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ ان میں بزرگ صاحب کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ عبداللہ بن عمرؓ انہوں نے پوچھا' اے ابن عمر! میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں' امید ہے کہ آپ مجھے بتائیں گے کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمانؓ نے احد کی لڑائی سے راہ فرار اختیار کی تھی؟ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے تھے؟ جواب دیا کہ ہاں ایسا ہوا تھا انہوں نے پوچھا' کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بیعت رضوان میں بھی شریک نہیں ہوئے تھے جواب دیا کہ ہاں یہ بھی صحیح ہے۔ یہ سن کر ان کی زبان سے نکلا' اللہ اکبر! تو ابن عمرؓ نے فرمایا' قریب آ جاؤ میں تمہیں ان واقعات کی تفصیل سمجھاؤں گا۔ احد کی لڑائی سے فرار کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ بدر کی لڑائی میں عدم شرکت کا واقعہ یہ ہے کہ ان کے نکاح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں اور اس وقت بیمار تھیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا (لڑائی میں عدم شرکت کی اجازت دیتے ہوئے) کہ تمہیں اتنا ہی اجر و ثواب ملے گا جتنا اس شخص کو جو بدر کی لڑائی میں شریک ہوگا اور اسی کے مطابق مال غنیمت سے حصہ بھی! اور بیعت رضوان میں عدم شرکت کا واقعہ یہ ہے کہ اس موقع پر وادی مکہ میں کوئی بھی شخص (مسلمانوں کی طرف کا) عثمانؓ سے زیادہ ہر دل عزیز اور با اثر ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی کو آپ کی جگہ وہاں بھیجتے' یہی وجہ ہوئی تھی کہ آن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مکہ بھیج دیا تھا (تاکہ قریش کو یہ باور کرایا جاسکے کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف عمرہ کی غرض سے آئے ہیں' لڑائی ہرگز مقصود نہیں) اور جب بیعت رضوان ہو رہی تھی تو عثمانؓ مکہ جا چکے تھے۔ اس موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا تھا کہ عثمان کا ہاتھ ہے اور پھر اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا تھا کہ یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے۔ اس کے بعد ابن عمرؓ نے سوال کرنے والے شخص سے فرمایا کہ جاؤ ان باتوں کو ہمیشہ یاد رکھنا۔ (تاکہ عثمانؓ کے خلاف کوئی جذبہ نہ پیدا ہو)

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ.................. وَشَهِيدَانِ

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے یحیٰی نے حدیث بیان کی' ان سے سعید نے ان سے قتادہ نے اور ان سے انسؓ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب احد پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے ساتھ ابوبکرؓ' عمر اور عثمانؓ بھی تھے تو پہاڑ کانپنے لگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا' احد ٹھہر جا۔ میرا خیال ہے کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے پاؤں سے مارا بھی تھا۔ کہ تجھ پر ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

بَاب قِصَّةُ الْبَيْعَةِ ، وَالاتِّفَاقُ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضى الله عنه

← حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ.................. وَوَلَجَ أَهْلُ الدَّارِ فَبَايَعُوهُ

ترجمہ:۔ ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے حدیث بیان کی۔ ان سے ابو عوانہ نے حدیث بیان کی' ان سے حصین نے' ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ میں نے عمر بن خطابؓ کو شہادت سے چند دن پہلے مدینہ میں دیکھا کہ آپ حذیفہ بن یمان اور عثمان بن حنیفؓ کے ساتھ کھڑے تھے اور ان سے فرما رہے تھے کہ (عراق کی اراضی کیلئے' جس کا انتظام خلافت کی جانب سے ان حضرات کے سپرد کیا گیا تھا) آپ لوگوں نے کیا کیا؟ ان حضرات نے جواب دیا کہ ہم نے ان پر (جزیہ و خراج کا) اتنا ہی بار ڈالا ہے جسے ادا کرنے کی ان

میں طاقت ہے' اس میں کوئی زیادتی نہیں کی گئی ہے۔ عمرؓ نے فرمایا کہ بہرحال ہمیشہ اس کا لحاظ رکھنا کہ اس زمین پر خراج کا اتنا بار نہ پڑے جو زمین والوں کی طاقت سے باہر ہو۔ بیان کیا کہ ان دو حضرات نے کہا ایسا نہیں ہونے پائے گا۔ اس کے بعد عمرؓ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ رکھا تو میں عراق کی بیوہ عورتوں کیلئے اتنا کر دوں گا کہ پھر میرے بعد وہ کسی کی محتاج نہیں رہیں گی۔ بیان کیا کہ ابھی گفتگو پر چوتھا دن ہی آیا تھا کہ عمرؓ شہید کر دئے گئے۔ عمر ابن میمون نے بیان کیا کہ جس صبح کو آپ شہید کئے گئے' میں (فجر کی نماز کے انتظار میں' صف کے اندر) کھڑا تھا اور میرے اور آپ کے درمیان عبداللہ بن عباسؓ کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ آپ کی عادت تھی کہ جب صف سے گذرتے تو فرماتے جاتے کہ صفیں سیدھی کر لو اور جب دیکھتے کہ صفوں میں کوئی خلل باقی نہیں رہ گیا ہے تب آگے (مصلے پر) بڑھتے اور تکبیر کہتے۔ آپ (فجر کی نماز کی) پہلی رکعت میں عموماً سورۂ یوسف' سورۂ نحل یا اتنی ہی طویل کوئی سورت پڑھتے یہاں تک لوگ جمع ہو جاتے اس دن بھی آپ نے تکبیر کہی ہی تھی کہ میں نے سنا' آپ فرما رہے ہیں کہ مجھے قتل کر دیا یا کتے نے کاٹ لیا۔ ابولوءلوء نے آپ کو زخمی کر دیا تھا اس کے بعد بدبخت اپنا دو دھاری ہتھیار لئے دوڑنے لگا اور دائیں بائیں جدھر بھی پھرتا تو لوگوں کو زخمی کرتا جاتا اس طرح اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا جن میں سات حضرات نے شہادت پائی مسلمانوں میں سے ایک صاحب نے جب یہ صورت حال دیکھی تو انہوں نے اپنی لمبی ٹوپی (برنس) اس پر ڈال دی بدبخت کو جب یقین ہو گیا کہ اب پکڑ لیا جائے گا تو اس نے خود اپنا بھی گلا کاٹ دیا پھر عمرؓ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں آگے بڑھا دیا (نماز پڑھانے کیلئے' عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ) جو لوگ عمرؓ کے قریب تھے انہوں نے بھی وہ صورت حال دیکھی جو میں دیکھ رہا تھا۔ لیکن جو لوگ مسجد کے کنارے پر تھے (پیچھے کی صفوں میں) تو انہیں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ چونکہ عمرؓ کی آواز (نماز میں) انہوں نے نہیں سنی تو کہتے رہے کہ سبحان اللہ' سبحان اللہ! حیرت و تعجب کی وجہ سے' آخر عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے لوگوں کو بہت ہلکی نماز پڑھائی پھر جب لوگ واپس ہونے لگے تو عمرؓ نے فرمایا' ابن عباس دیکھو مجھے کس نے زخمی کیا ہے؟ ابن عباسؓ نے تھوڑی دیر گھوم پھر کر دیکھا اور فرمایا کہ مغیرہؓ کے غلام (ابولوءلوء) نے آپ کو زخمی کیا ہے۔ عمرؓ نے دریافت فرمایا وہی جو کاریگر ہے؟ جواب دیا کہ جی ہاں۔ اس پر عمرؓ نے فرمایا' خدا اسے برباد کرے میں نے تو اسے اچھی بات کہی تھی (جس کا اس نے یہ بدلہ دیا) اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میری موت اس نے کسی ایسے شخص کے ہاتھوں نہیں مقدر کی جو اسلام کا مدعی ہو۔ تم اور تمہارے والد (عباسؓ) اس کے بہت خواہشمند تھے کہ عجمی غلام مدینے میں زیادہ سے زیادہ لائے جائیں' یوں بھی ان کے پاس غلام بہت تھے۔ اس پر ابن عباسؓ نے عرض کی' اگر فرمائیں تو ہم بھی کر گذریں مقصد یہ تھا کہ اگر آپ چاہیں تو ہم (مدینہ میں) مقیم عجمی غلاموں کو قتل کر ڈالیں۔ عمرؓ نے فرمایا یہ انتہائی غلط فکر ہے۔ خصوصاً جب کہ تمہاری زبان میں گفتگو کرتے ہیں' تمہارے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور تمہاری طرح حج ادا کرتے ہیں (یعنی جب وہ مسلمان ہو گئے ہیں پھر ان کا قتل کس طرح جائز ہو سکتا ہے) پھر عمرؓ کو ان کے گھر اٹھا کر لایا گیا اور ہم آپ کے ساتھ ساتھ آئے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے لوگوں پر کبھی اس سے پہلے اتنی بڑی مصیبت آئی ہی نہیں تھی عمرؓ کے زندہ بچ جانے کے متعلق لوگوں کی رائے بھی مختلف تھی' بعض تو یہ کہتے تھے کہ کچھ نہیں ہوگا (اچھے ہو جائیں گے) اور بعض یہ کہتے تھے کہ آپ کی زندگی خطرہ میں ہے اس کے بعد کھجور کا پانی لایا گیا اور آپ نے اسے نوش فرمایا تو وہ آپ کے پیٹ سے باہر نکل آیا پھر دودھ لایا گیا۔ اسے بھی جوں ہی آپ نے پیا زخم کے راستے وہ بھی باہر نکل آیا اب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آپ کی

شہادت یقینی ہے۔ پھر ہم اندر گئے اور لوگ آپ کی تعریف وتوصیف کرنے لگے۔ اتنے میں ایک نوجوان اندر آیا اور کہنے لگے یا امیر المومنین! آپ کو خوشخبری اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ابتدا میں اسلام لانے کا شرف حاصل کیا جو آپ کو معلوم ہے (یعنی جو بشارتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ملی ہیں) پھر آپ والی بنائے گئے عدل وانصاف سے حکومت کی اور پھر شہادت پائی۔ عمرؓ نے فرمایا میں تو اس پر بھی خوش تھا کہ ان باتوں کی وجہ سے برابر پر میرا معاملہ ختم ہو جاتا۔ نہ عقاب ہوتا اور نہ ثواب! جب وہ نوجوان جانے لگا تو اس کا تہبند (ازار) لٹک رہا تھا۔ عمرؓ نے فرمایا' لڑکے کو میرے پاس واپس بلا لاؤ۔ (جب وہ آئے تو) آپ نے فرمایا۔ میرے بیٹے! یہ اپنا کپڑا اٹھائے رکھو (زمین سے) کہ اس سے تمہارا کپڑا بھی زیادہ دنوں تک چلے گا اور تمہارے رب سے تقویٰ کا بھی باعث ہے اے عبداللہ بن عمر! دیکھو مجھ پر کتنا قرض ہے؟ جب لوگوں نے آپ پر قرض کا شمار کیا تو تقریباً چھیاسی ہزار نکلا۔ عمرؓ نے اس پر فرمایا کہ اگر یہ قرض آل عمر کے مال سے ادا ہو سکے تو انہیں کے مال سے اس کی ادائیگی کرنا ورنہ پھر بنی عدی بن کعب سے کہنا' اگر ان کے مال کے بعد بھی ادائیگی نہ ہو سکے تو قریش سے کہنا' ان کے سوا اور کسی سے امداد طلب نہ کرنا اور میری طرف سے اس قرض کی ادائیگی کر دینا۔ اچھا اب ام المومنین عائشہؓ کے یہاں جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ عمر نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے۔ امیر المومنین (میرے نام کے ساتھ) نہ کہنا کیونکہ اب میں مسلمانوں کا امیر نہیں رہا ہوں۔ تو ان سے عرض کرنا کہ عمر بن خطاب نے آپ سے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے ابن عمرؓ نے عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کہا ہے اور اپنے دونوں ساتھوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے۔ عائشہؓ نے فرمایا میں نے اس جگہ کو اپنے لئے منتخب کر رکھا تھا لیکن آج میں انہیں اپنے پر ترجیح دوں گی پھر جب ابن عمرؓ واپس آئے تو لوگوں نے بتایا کہ عبداللہ آ گئے تو عمرؓ نے فرمایا کہ پھر مجھے اٹھاؤ ایک صاحب نے سہارا دے کر آپؓ کو اٹھایا۔ آپؓ نے دریافت فرمایا کیا خبر لائے؟ کہا کہ جو آپ کی تمنا تھی یا امیر المومنین! عمرؓ نے فرمایا' الحمدللہ! اس سے اہم چیز اب میرے لئے کوئی نہیں رہ گئی تھی لیکن جب میری وفات ہو چکے اور مجھے اٹھا کر (دفن کیلئے) لے چلو تو پھر میرا سلام ان سے کہنا اور عرض کرنا کہ عمر بن خطاب نے آپ سے اجازت چاہی ہے اگر وہ میرے لئے اجازت دے دیں تب مجھے وہاں دفن کرنا اور اگر اجازت نہ دیں تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا۔ اسکے بعد ام المومنین حفصہؓ آئیں ان کے ساتھ کچھ دوسری خواتین بھی تھیں جب ہم نے انہیں دیکھا تو ہم اٹھ گئے۔ آپ عمرؓ کے قریب آئیں اور وہاں تھوڑی دیر تک آنسو بہاتی رہیں پھر جب مردوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ مکان کے اندرونی حصہ میں چلی گئیں اور ہم نے ان کے رونے کی آواز سنی پھر لوگوں نے عرض کی' امیر المومنین! کوئی وصیت کر دیجئے خلافت کے متعلق! فرمایا کہ خلافت کا میں ان حضرات سے زیادہ اور کسی کو مستحق نہیں پاتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک جن سے راضی اور خوش تھے پھر آپ نے علی' عثمان' زبیر' طلحہ' سعد اور عبدالرحمن رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نام لیا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ عبداللہ بن عمر کو بھی صرف مشورہ کی حد تک شریک رکھنا لیکن خلافت سے انہیں کوئی سروکار نہیں رہے گا' جیسے آپ نے ابن عمرؓ کی تسکین کیلئے یہ فرمایا ہو۔ پھر اگر خلافت سعد کو مل جائے تو وہ اس کے اہل ہیں اور اگر وہ نہ ہو سکیں تو جو شخص بھی خلیفہ ہو وہ اپنے زمانہ خلافت میں ان کا تعاون حاصل کرتا رہے' کیونکہ میں نے انہیں (کوفہ کی گورنری سے) نااہلی یا کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا ہے۔ اور عمرؓ نے فرمایا' میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کے حقوق کو پہچانے اور ان کے احترام و

عزت کوملحوظ رکھے۔ اور میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ انصار کے ساتھ بہتر معاملہ کرے' جو دار الہجرت اور دار الایمان (مدینہ منورہ) میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی تشریف آوری سے پہلے سے مقیم ہیں' (خلیفہ کو چاہیے) کہ وہ ان کے نیکوں کو نوازے اور ان کے بروں کو معاف کر دیا کرے اور میں ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ شہری آبادی کے ساتھ بھی اچھا معاملہ رکھے کہ یہ لوگ اسلام کی مدد' مال جمع کرنے کا ذریعہ اور اسلام کے دشمنوں کیلئے ایک مصیبت ہیں اور یہ کہ ان سے وہی وصول کیا جائے جوان کے پاس فاضل ہو اور ان کی خوشی سے لیا جائے۔ اور میں ہونے والے خلیفہ کو اعراب کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ اصل عرب ہیں اور اسلام کی جڑ ہیں۔ اور یہ کہ ان سے ان کا بچا کھچا مال وصول کیا جائے اور انہیں کے محتاجوں میں تقسیم کر دیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کی نگہداشت کی (جو اسلامی حکومت کے تحت غیر مسلموں سے کیا ہے) وصیت کرتا ہوں کہ ان سے کئے گئے عہد کو پورا کیا جائے ان کی حفاظت کیلئے جنگ کی جائے اور ان کی حیثیت سے زیادہ ان پر بوجھ نہ ڈالا جائے جب عمرؓ کی وفات ہوگئی تو وہاں سے (عائشہؓ کے حجرہ کی طرف) آئے (دفن کیلئے) عبداللہ بن عمرؓ نے (عائشہؓ) کو سلام کیا اور عرض کی کہ عمر بن خطابؓ نے اجازت چاہی ہے۔ ام المومنین نے فرمایا۔ انہیں یہیں دفن کیا جائے۔ چنانچہ وہیں دفن ہوئے (عائشہؓ ہی کے حجرہ میں) اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ آرام فرما ہیں۔ پھر جب لوگ دفن سے فارغ ہو چکے تو وہ جماعت (جن میں سے کسی ایک کو خلیفہ منتخب کرنا تھا) جمع ہوئی۔ عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا' تمہیں اپنا معاملہ اپنے ہی میں سے تین آدمیوں کے سپرد کر دینا چاہیے۔ اس پر زبیرؓ نے اپنا معاملہ علیؓ کے سپرد کیا طلحہؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنا معاملہ عثمانؓ کے سپرد کیا اور سعدؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنا معاملہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے سپرد کیا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰنؓ نے (عثمان اور علیؓ کو مخاطب کر کے) فرمایا کہ آپ حضرات میں سے جو بھی خلافت سے براءت ظاہر کرے گا ہم خلافت اسی کو دیں گے اور اللہ اس کا نگران و نگہبان ہوگا اور اسلام کے حقوق کی ذمہ داری اس پر لازم ہوگی۔ ہر شخص کو غور کرنا چاہیے کہ اس کے خیال میں کون افضل ہے اس پر حضرات شیخین خاموش ہو گئے تو عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا۔ کیا آپ حضرات انتخاب کی ذمہ داری مجھ پر ڈالتے ہیں۔ خدا گواہ ہے کہ میں آپ حضرات میں اسی کو منتخب کروں گا جو سب میں افضل ہوگا۔ ان حضرات نے فرمایا کہ جی ہاں' پھر آپ نے ان حضرات (حضرت عثمان اور حضرت علیؓ) میں سے ایک ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ آپ کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت بھی ہے اور ابتدا میں اسلام لانے کا شرف بھی! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے! پس اللہ آپ کا نگران ہے کہ اگر میں آپ کو خلیفہ بنا دوں تو کیا آپ عدل وانصاف سے کام لیں گے اور اگر عثمان کو بنا دوں تو کیا آپ ان کے احکام کو سنیں گے اور انکی اطاعت کریں گے؟ اس کے بعد دوسرے صاحب کو تنہائی میں لے گئے اور ان سے بھی یہی کہا اور جب ان سے وعدہ لے لیا تو فرمایا' اے عثمان آپ اپنا ہاتھ بڑھائیے چنانچہ آپ نے ان سے بیعت کی اور علیؓ نے بھی ان سے بیعت کی۔ پھر اہل مدینہ آئے اور سب نے بیعت کی۔

باب مَنَاقِبُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبِ الْقُرَشِيِّ الْهَاشِمِيِّ أَبِي الْحَسَنِ رضی الله عنه

وَقَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ وَقَالَ عُمَرُ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فرمایا تھا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک آپ سے راضی اور خوش تھے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ.......................لَکَ حُمْرُ النَّعَمِ

ترجمہ:۔ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے عبدالعزیز نے حدیث بیان کی ان سے ابوحازم نے اوران سے سہل بن سعدؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جنگ خیبر کے موقعہ پر) فرمایا۔کل میں ایک ایسے شخص کو اسلامی علم دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا۔بیان کیا کہ رات کو لوگ یہ سوچتے رہے کہ دیکھیے علم کسے ملتا ہے۔جب صبح ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سب حضرات (جو سر کردہ تھے) حاضر ہوئے سب کو امید تھی کہ علم انہیں ہی ملے گا۔لیکن آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ ان کی آنکھوں میں آشوب ہوگیا ہے۔یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر ان کے یہاں کسی کو بھیج کر بلوالو۔جب وہ آئے تو آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا تھوک ڈالا اوران کیلئے دعا کی اس سے انہیں ایسی شفاء حاصل ہوئی جیسے کوئی مرض پہلے تھا ہی نہیں۔چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم انہیں کو عنایت فرمایا۔علیؓ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ان سے اتنا لڑوں گا کہ وہ ہمارے جیسے ہوجائیں۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اسی طرح چلے جاؤ جب ان کے میدان میں اترو تو پہلے انہیں اسلام کی دعوت دو اور انہیں بتاؤ کہ اللہ کے ان پر کیا حقوق واجب ہیں۔خدا گواہ ہے کہ اگر تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ....فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ

ترجمہ:۔ہم سے قتیبہ نے حدیث بیان کی۔ان سے حاتم بن یزید بن ابی عبید نے حدیث بیان کی ان سے سلمہ بن الاکوعؓ نے بیان کیا کہ علیؓ غزوہ خیبر کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بوجہ آشوب چشم کے نہیں آسکے تھے۔پھر انہوں نے سوچا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ میں شریک نہ ہوسکوں (تو بڑی بدقسمتی ہوگی) چنانچہ گھر سے نکلے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر سے جا ملے۔جب اس رات کی شام آئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے فتح عنایت فرمائی تھی تو آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل میں ایک ایسے شخص کو علم دوں گا یا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا کہ کل) ایک ایسا شخص علم کو لے گا جس سے اللہ اور اس کے رسول محبت کرتے ہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائے گا۔اتفاق سے علیؓ آگئے۔حالانکہ ان کے آنے کی کوئی توقع نہیں تھی۔لوگوں نے بتایا کہ یہ ہیں علیؓ! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علم انہیں کو دیا اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ.......................يَا أَبَا تُرَابٍ مَرَّتَيْنِ

ترجمہ:۔ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے حدیث بیان کی۔ان سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے کہ ایک شخص سہل بن سعدؓ کے یہاں آیا اور کہا کہ یہ فلاں اس کا اشارہ امیر مدینہ (مروان بن حکم) کی طرف تھا۔برسر منبر علیؓ کو برا بھلا کہتا ہے۔ابوحازم نے بیان کیا کہ سہل بن سعدؓ نے دریافت فرمایا کیا کہتا ہے؟ اس نے بتایا کہ انہیں "ابوتراب" کہتا ہے۔اس پر سہلؓ ہنسنے لگے اور فرمایا کہ خدا گواہ ہے یہ نام تو انکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا اور خود علیؓ کو اس نام سے زیادہ اپنے لئے اور کوئی نام پسند نہیں تھا یہ سن کر میں نے سہلؓ سے واقعہ کی تفصیل بیان کرنے کی خواہش ظاہر کی اور عرض کی اے ابوعباس اس کا واقعہ کیا ہے؟ بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ علیؓ فاطمہؓ کے یہاں آئے اور پھر باہر آکر مسجد میں لیٹ رہے۔پھر آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (فاطمہؓ)

سے دریافت کیا تمہارے چچازاد بھائی (علیؓ) کہاں ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ مسجد میں ہیں؟ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہیں تشریف لائے دیکھا تو ان کی چادر پیٹھ سے نیچے آ گئی ہے اور ان کی پیٹھ اچھی طرح خاک آلود ہو چکی ہے۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مٹی ان کی پیٹھ سے صاف کرنے لگے اور فرمایا' اٹھو ابوتراب۔ دو مرتبہ (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا)۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ .... فَاجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَكَ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن رافع نے حدیث بیان کی' ان سے حسین نے' ان سے زائدہ نے' ان سے ابوحصین نے' ان سے سعد بن عبیدہ نے بیان کیا کہ ایک شخص ابن عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عثمانؓ کے متعلق پوچھا' آپ نے ان کے محاسن کا ذکر کیا پھر فرمایا' غالباً یہ باتیں تمہیں بری لگی ہوں گی اس نے کہا جی ہاں ابن عمرؓ نے فرمایا' اللہ تجھے ذلیل کرے۔ پھر اس نے علیؓ کے متعلق پوچھا اور ان کے بھی آپ نے محاسن ذکر کئے اور فرمایا کہ علیؓ کا گھرانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کا نہایت عمدہ گھرانہ ہے۔ پھر فرمایا غالباً یہ باتیں بھی تمہیں بری لگی ہوں گی۔ اس نے کہا جی ہاں ابن عمرؓ نے فرمایا' خدا تجھے ذلیل کرے۔ جاؤ اور میرا جو بگاڑنا چاہتے ہو بگاڑ لینا۔

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ .... خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے غندر نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے حکم نے' انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے سنا' کہا کہ ہم سے علیؓ نے بیان کیا کہ فاطمہ علیہا السلام نے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے) چکی پیسنے کی تکلیف کی شکایت کی' اس کے بعد آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں کچھ قیدی آئے تو فاطمہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں آئیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہیں تھے۔ عائشہؓ سے ان کی ملاقات ہوئی تو ان سے اس کے متعلق انہوں نے بات کی پھر جب آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عائشہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فاطمہؓ کے آنے کی اطلاع دی۔ اس پر آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ہمارے یہاں تشریف لائے' اس وقت ہم اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے۔ میں نے چاہا کہ کھڑا ہو جاؤں' لیکن آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں ہی لیٹے رہو۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دونوں کے درمیان میں بیٹھ گئے اور میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈا اپنے سینے پر محسوس کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں نے جو مطالبہ مجھ سے کیا ہے' کیا میں تمہیں اس سے بہتر بات نہ بتاؤں' جب سونے کے لئے بستر پر لیٹو تو چونتیس مرتبہ اللہ اکبر تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہارے لئے کسی خادم سے بہتر ہے۔

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ .... بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى.

ترجمہ:۔ مجھ سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے غندر نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے سعد نے حدیث بیان کی' انہوں نے ابراہیم بن سعد سے سنا' ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے ساتھ اس درجہ میں رہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام تھے۔

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ .... عَلِيٌّ الْكَذِبُ

ترجمہ:۔ ہم سے علی بن جعد نے حدیث بیان کی' انہیں شعبہ نے خبر دی' انہیں ایوب نے' انہیں ابن سیرین نے' انہیں عبیدہ نے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا' اہل عراق سے کہ جس طرح تم پہلے فیصلہ کیا کرتے تھے ویسے ہی اب بھی کیا کرو' کیونکہ میں اختلاف کو پسند نہیں کرتا' تاکہ لوگوں کی ایک جماعت رہے اور تاکہ میری بھی موت انہیں حالات میں ہو جن میں میرے ساتھی (ابوبکر وعمرؓ) کی ہوئی تھی۔ ابن سیرینؒ فرمایا کرتے تھے کہ عام طور سے (روافض) جو علیؓ کے حوالے سے روایات بیان کرتے ہیں (شیخین کی مخالفت میں) وہ قطعاً جھوٹ ہیں۔

باب مَنَاقِبُ جعفرِ بنِ أَبِی طَالِبٍ

جعفر بن ابی طالب الہاشمی کے مناقب

وَقَالَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم أَشْبَهْتَ خَلْقِی وَخُلُقِی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم صورت اور سیرت میں مجھ سے زیادہ مشابہ ہو۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِی بَكْرٍ .... فَنَلْعَقُ مَا فِيهَا

ترجمہ:۔ ہم سے احمد بن ابی بکر نے حدیث بیان کی' ان سے محمد بن ابراہیم بن دینار ابو عبداللہ جہنی نے حدیث بیان کی' ان سے ابن ابی ذئب نے' ان سے سعید مقبری نے اور ان سے ابو ہریرہ نے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ بہت احادیث بیان کرتا ہے' حالانکہ پیٹ بھرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر وقت رہتا تھا۔ میں خمیری روٹی نہیں کھاتا تھا اور نہ عمدہ لباس پہنتا تھا (کہ اس کے حاصل کرنے میں مجھے وقت لگانا پڑتا) اور نہ میری خدمت کیلئے کوئی فلاں یا فلانی تھی۔ بلکہ میں بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتا تھا بعض اوقات میں کسی کو کوئی آیت اس لئے پڑھ کر اس کا مطلب پوچھتا تھا کہ وہ اپنے گھر لے جا کر مجھے کھانا کھلا دے۔ حالانکہ مجھے اس کا مطلب معلوم ہوتا تھا۔ مسکینوں کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرنے والے جعفر بن ابی طالب تھے۔ ہمیں اپنے گھر لے جاتے اور جو کچھ بھی موجود ہوتا اس سے ہماری ضیافت کرتے تھے۔ بعض اوقات تو ایسا ہوتا کہ صرف گھی کی خالی کپی نکال کر لاتے اور ہم اسے پھاڑ کر اس میں جو کچھ لگا رہتا اسے چاٹ لیتے تھے۔

حَدَّثَنِی عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ .... ذِی الْجَنَاحَيْنِ

ترجمہ:۔ ہم سے عمرو بن علی نے حدیث بیان کی' ان سے یزید بن ہارون نے حدیث بیان کی' انہیں اسماعیل بن ابی خالد نے خبر دی' انہیں شعبی نے کہ ابن عمر جب جعفر کے صاحبزادے کو سلام کرتے تو یوں فرماتے'' السلام علیکم یا بن ذی الجناحین۔''

باب ذِكْرُ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضی الله عنه

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ .... قَالَ فَيُسْقَوْنَ

ترجمہ:۔ ہم سے حسن بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن عبداللہ انصاری نے حدیث بیان کی' ان سے ابی عبداللہ بن مثنی نے حدیث بیان کی' ان سے ثمامہ بن عبداللہ بن انس نے اور ان سے انس نے کہ عمر بن خطاب قحط کے زمانہ میں عباس بن مطلب کو آگے بڑھا کر دعائے استسقا کراتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے اللہ! پہلے ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعائے استسقا کرتے تھے اور آپ ہمیں سیرابی عطا فرماتے تھے اور اب ہم اپنے نبی کے چچا کے ذریعہ استسقا کی دعا کرتے ہی اس لئے ہمیں سیرابی عطا فرمائیے۔ بیان کیا کہ اس کے بعد خوب بارش ہوئی۔

باب مَنَاقِبُ قَرَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم

وَمَنْقَبَةِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم وَقَالَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

اور فاطمہ علیہا السلام بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ .... فِي أَهْلِ بَيْتِهِ

ترجمہ:۔ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی ان سے زہری نے بیان کیا ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے عائشہؓ نے کہ فاطمہ علیہا السلام نے ابوبکرؓ کے یہاں اپنا آدمی بھیج کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے والی اپنی میراث کا مطالبہ کیا۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فے کی صورت میں دی تھی، یعنی آپ کا مطالبہ مدینہ کی اس جائیداد سے متعلق تھا جو آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مصارف خیر میں خرچ کرتے تھے اور اس طرح فدک کی جائیداد اور خیبر کے خمس کا بھی۔ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرما گئے ہیں، ہماری میراث نہیں ہوتی، ہم (انبیا) جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور یہ کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اخراجات اسی مال سے پورے کئے جائیں گے اگرچہ انہیں یہ حق نہیں ہوگا کہ پیداوار کے مقررہ حصہ سے زیادہ لیں اور میں خدا کی قسم! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مصارف خیر میں، جو خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اس کا نظم تھا۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں کروں گا۔ بلکہ وہی نظام جاری رکھوں گا۔ جسے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کیا تھا۔ اس پر حضرت علیؓ نے کلمہ شہادت پڑھ کر فرمایا۔ اے ابوبکر! ہم آپ کی فضیلت و مرتبہ سے خوب واقف ہیں اس کے بعد آپ نے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قرابت کا اور اپنے حق کا ذکر کیا۔ ابوبکرؓ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے، اپنی قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کرنے سے بھی زیادہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت ہے۔ مجھے عبداللہ بن عبدالوہاب نے خبر دی ان سے خالد نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی، ان سے واقد نے بیان کیا میں نے اپنے والد سے سنا وہ ابن عمرؓ کے واسطے سے حدیث بیان کرتے تھے کہ ابوبکرؓ نے فرمایا تھا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی آپ کے اہل بیت کے ساتھ محبت رکھنے میں سمجھو۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ .... أَغْضَبَنِي

ترجمہ:۔ہم سے ابوالولید نے حدیث بیان کی، ان سے ابن عیینہ نے حدیث بیان کی، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے ان سے مسور بن مخرمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فاطمہؓ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس لئے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ............... فَضَحِكْتُ

ترجمہ:۔ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے حدیث بیان کی، ان سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی، ان سے ان کے والد نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی فاطمہ کو اپنے مرض کے موقعہ پر بلایا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی پھر آہستہ سے کوئی بات کہی تو آپ رونے لگیں۔ پھر آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا اور آہستہ سے کوئی بات کہی تو آپ ہنسنے لگیں عائشہؓ نے بیان کیا پھر میں نے آپ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے بتایا کہ پہلے جب مجھے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ سے یہ کہا تھا کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس بیماری میں وفات پا جائیں گے جس میں آپ کی وفات ہوئی۔ میں اس پر رونے لگی پھر مجھے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ سے فرمایا کہ آپ کے اہل بیت میں سب سے پہلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملوں گی۔ اس پر میں ہنسی تھی۔

باب مَنَاقِبُ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ حَوَارِيُّ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ، وَسُمِّيَ الْحَوَارِيُّونَ لِبَيَاضِ ثِيَابِهِمْ

ابن عباسؓ نے فرمایا کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری تھے اور حواری انہیں (عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین) کو اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کپڑے سفید ہوتے تھے۔

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ .... الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ:۔ ہم سے خالد بن مخلد نے حدیث بیان کی ان سے علی بن مسہر نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھے مروان بن حکم نے خبر دی کہ جس سال نکسیر پھوٹنے کی بیماری پھوٹ پڑی تھی اس سال حضرت عثمانؓ کو اتنی سخت نکسیر پھوٹی کہ آپ حج کیلئے بھی نہ جا سکے اور زندگی سے مایوس ہو کر) وصیت بھی کر دی۔ پھر ان کی خدمت میں قریش کے ایک صاحب گئے اور کہا کہ کسی کو اپنے بعد خلیفہ بنا دیجئے۔ عثمانؓ نے دریافت فرمایا کیا یہ سب کی خواہش ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کسے بناؤں؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دوسرے صاحب گئے۔ میرا خیال ہے کہ وہ حارث تھے۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ آپ کسی کو خلیفہ بنا دیجئے۔ آپ نے ان سے بھی دریافت فرمایا کہ کیا یہ سب کی خواہش ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ لوگوں کی رائے کس کے متعلق ہے؟ اس پر وہ بھی خاموش ہو گئے تو آپ نے فرمایا' غالباً زبیرؓ کی طرف لوگوں کا رجحان ہے؟ انہوں کہا کہ جی ہاں پھر آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میرے علم کے مطابق بھی وہ ان میں سب سے بہتر ہیں اور بلاشبہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھی ان میں سب سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب تھے۔

حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ .... أَنَّهُ خَيْرُكُمْ ثَلَاثًا

ترجمہ:۔ مجھ سے عبید بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے ابواسامہ نے حدیث بیان کی' ان سے ہشام نے' انہیں ان کے والد نے خبر دی کہ میں نے مروان سے سنا کہ میں عثمانؓ کی خدمت میں موجود تھا۔ اتنے میں ایک صاحب آئے اور کہا کہ کسی کو اپنا خلیفہ بنا دیجئے۔ آپ نے دریافت فرمایا' کیا اس کی خواہش کی جا رہی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں' زبیرؓ کی طرف لوگوں کا رجحان ہے آپ نے اس پر فرمایا کہ ٹھیک ہے تمہیں بھی معلوم ہے کہ وہ تم میں بہترین ہیں۔ تین مرتبہ یہ جملہ فرمایا

حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ .... الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ

ترجمہ:۔ ہم سے مالک بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے عبدالعزیز نے حدیث بیان کی جو ابوسلمہ کے صاحبزادے تھے۔ ان سے محمد بن منکدر نے اور ان سے جابرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر بن عوام ہیں۔ رضی اللہ عنہ

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ .... فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي

ترجمہ:۔ ہم سے احمد بن محمد نے حدیث بیان کی' انہیں ہشام بن عروہ نے خبر دی' انہیں ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن زبیرؓ نے بیان کیا' جنگ احزاب کے موقعہ پر مجھے اور عمر بن ابی سلمہؓ کو عورتوں میں چھوڑ دیا گیا تھا (کیونکہ دونوں حضرات بچے تھے) میں نے اچانک دیکھا کہ زبیرؓ (آپ کے والد) اپنے گھوڑے پر سوار بنی قریظہ (یہودیوں کا ایک قبیلہ) کی طرف آ جا رہے ہیں' دو یا تین مرتبہ ایسا ہوا' پھر جب وہاں سے واپس آیا تو میں نے عرض کی ابا جان! میں نے آپ کو کئی مرتبہ آتے جاتے دیکھا آپ نے فرمایا' بیٹے! کیا واقعی تم نے بھی دیکھا تھا؟ میں نے عرض کی جی ہاں آپ نے فرمایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو بنوقریظہ کی طرف جا کر ان کی (نقل و حرکت کے متعلق) اطلاع میرے پاس لا سکتا ہے؟ اس پر میں گیا اور جب میں واپس آیا تو آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (فرط مسرت میں) اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کر کے فرمایا کہ "میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں"۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ .... أَلْعَبُ وَأَنَا صَغِيرٌ

ترجمہ:۔ ہم سے علی بن حفص نے حدیث بیان کی' ان سے ابن المبارک نے حدیث بیان کی' انہیں ہشام بن عروہ نے خبر دی اور انہیں ان کے والد نے جنگ یرموک کے موقعہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے زبیر بن عوامؓ سے کہا آپ حملہ کیوں نہیں کرتے' تاکہ ہم بھی آپ کے ساتھ حملہ کریں۔ چنانچہ آپ نے ان پر (رومیوں پر) پرحملہ کیا۔ اس موقعہ پر انہوں نے آپ کے دو کاری زخم شانے پر لگائے' درمیان میں وہ زخم تھا جو بدر کے موقعہ پر آپ کو لگا تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ یہ زخم اتنے گہرے تھے کہ اچھے ہونے کے بعد بچپن میں ان زخموں کے اندر اپنی انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتا تھا۔

باب ذِكْرِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ

وَقَالَ عُمَرُ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ

عمرؓ نے ان کے متعلق فرمایا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک ان سے راضی اور خوش تھے۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ .... عَنْ حَدِيثِهِمَا

ترجمہ:۔ مجھ سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے حدیث بیان کی' ان سے ان کے والد نے ان سے ابو عثمانؓ نے بیان کیا کہ بعض ان جنگوں میں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود شریک ہوئے تھے (احد کی جنگ) طلحہ اور سعدؓ کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہا تھا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ .... قَدْ شَلَّتْ

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے خالد نے حدیث بیان کی' ان سے ابن ابی خالد نے حدیث بیان کی' ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ میں نے طلحہؓ کا وہ ہاتھ دیکھا ہے جس سے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (جنگ احد میں) حفاظت کی تھی کہ بالکل بیکار ہو چکا تھا۔

باب مَنَاقِبُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ الزُّهْرِيِّ

وَبَنُو زُهْرَةَ أَخْوَالُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہوتے تھے آپ کا اصل نام سعد بن ابی مالک ہے

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى .... يَوْمَ أُحُدٍ

ترجمہ:۔ مجھ سے محمد بن مثنی نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالوہاب نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے یحییٰ سے سنا' کہا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا' کہا کہ میں نے سعدؓ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ جنگ احد کے موقعہ پر میرے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کیا (اور فرمایا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں)۔

حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ .... وَأَنَا ثُلُثُ الْإِسْلَامِ

ترجمہ:۔ ہم سے مکی بن ابراہیم نے حدیث بیان کی' ان سے ہاشم بن ہاشم نے حدیث بیان کی' ان سے عامر بن سعد نے اور ان سے ان کے والد (سعد بن ابی وقاصؓ) نے بیان کیا کہ مجھے خوب یاد ہے میں (مردوں میں) تیسرا شخص تھا جو اسلام میں داخل ہوا تھا۔

حَدَّثَنِی اِبْرَاهِیمُ بْنُ مُوسَی .... حَدَّثَنَا هَاشِمٌ

ترجمہ:۔ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی انہیں ابن ابی زائدہ نے خبر دی ان سے ہاشم بن ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا کہا کہ میں نے سعد بن ابی وقاصؓ سے سنا آپ نے فرمایا کہ جس دن میں اسلام لایا ہوں اسی دن دوسرے (سب سے پہلے اسلام میں داخل ہونے والے حضرات صحابہ) بھی اسلام میں داخل ہوئے ہیں اور میں سات دن تک اسی حیثیت سے اسلام کا تیسرا فرد تھا۔ اس روایت کی متابعت ابو اسامہ نے کی اور ان سے ہاشم نے حدیث بیان کی تھی۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ.......... لَا یُحْسِنُ یُصَلِّی

ترجمہ:۔ہم سے عمرو بن عون نے حدیث بیان کی ان سے خالد بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے اسماعیل نے ان سے قیس نے بیان کیا کہ میں نے سعد بن اب وقاصؓ سے سنا آپ بیان کرتے تھے کہ عرب میں سب سے پہلے اللہ کے راستے میں میں نے تیر اندازی کی تھی (ابتدائے اسلام میں) ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح غزوات میں شرکت کرتے تھے کہ ہمارے ساتھ درختوں کے پتوں کے سوا کھانے کیلئے بھی کچھ نہ ہوتا اس سے ہمیں اونٹ اور بکریوں کی طرح اجابت ہوتی تھی (مینگنیوں کی طرح) یعنی ملی ہوئی نہیں ہوتی تھی لیکن اب بنی اسد کا یہ حال ہے کہ اسلامی احکام پر عمل میں میرے اندر عیب نکالتے ہیں (اگر ان کے کہنے کے مطابق میں واقعی نماز اچھی طرح نہیں پڑھ پاتا تو) میں ناکام و نامراد رہا اور میرا عمل برباد ہو گیا۔ واقعہ یہ پیش آیا تھا کہ بنی اسد نے حضرت عمرؓ (کی خلافت کے عہد میں آپ سے) شکایت کی تھی کہ سعدؓ نماز اچھی طرح نہیں پڑھتے۔

باب ذِكْرُ أَصْهَارِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم مِنْهُمْ أَبُو الْعَاصِ بْنُ الرَّبِيعِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابو العاصؓ بن ربیع بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے۔"

حَدَّثَنَا أَبُو الْیَمَانِ.......... وَوَعَدَنِی فَوَفَی لِی

ترجمہ:۔ہم سے ابو الیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی ان سے زہری نے بیان کیا ان سے علی بن حسین نے حدیث بیان کی اور ان سے مسور بن مخرمہؓ نے بیان کیا کہ علیؓ نے ابو جہل کی لڑکی کو (جو مسلمان تھیں) پیغام نکاح دیا اس کی اطلاع جب فاطمہؓ کو ہوئی تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کی کہ آپ کی قوم کا خیال ہے کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کی خاطر (جب انہیں کوئی تکلیف دے) کسی پر غصہ نہیں آتا اب دیکھیے یہ علی (رضی اللہ عنہ) ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں + اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو خطاب فرمایا میں نے آپ کو کلمہ شہادت پڑھتے سنا پھر آپ نے فرمایا اما بعد! میں نے ابو العاص بن ربیع سے (زینبؓ کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی) شادی کی تو انہوں نے جو بات بھی کہی اس میں وہ سچے اترے اور بلاشبہ فاطمہ بھی میرے (جسم کا) کا ایک ٹکڑا ہے اور مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی بھی اسے تکلیف دے خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے پاس جمع نہیں ہو سکتیں چنانچہ علیؓ نے شادی کا ارادہ ترک کر دیا۔ محمد بن عمرو بن حلحلہ نے ابن شہاب کے واسطے سے یہ اضافہ کیا ہے انہوں نے علی بن حسین کے واسطے سے اور انہوں نے مسورؓ کے واسطے سے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے بنی عبد شمس کے اپنے ایک داماد کا ذکر کیا اور حقوق دامادی کی ادائیگی میں ان کی وقیع الفاظ میں تعریف فرمائی اور پھر فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے جو بات بھی کہی سچی کہی اور جو وعدہ بھی کیا پورا کر دکھایا۔

باب مَنَاقِبُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

وَقَالَ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا

براءؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے بیان کیا کہ (آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زیدؓ سے فرمایا تھا) تم ہمارے بھائی اور ہمارے مولا ہو۔

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ .... إِلَيَّ بَعْدَهُ

ترجمہ:۔ ہم سے خالد بن مخلد نے حدیث بیان کی' ان سے سلیمان نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن دینار نے حدیث بیان کی اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم بھیجی اور اس کا امیر اسامہ بن زیدؓ کو بنایا! ان کے امیر بنائے جانے پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر آج تم اس کے امیر بنائے جانے پر اعتراض کر رہے ہو تو اس سے پہلے اس کے باپ کے امیر بنائے جانے پر بھی تم نے اعتراض کیا تھا اور خدا گواہ ہے کہ وہ (زیدؓ) امارت کے مستحق تھے اور مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے۔ اور یہ (اسامہؓ) اب ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ .... فَأَخْبَرَ بِهِ عَائِشَةَ

ترجمہ:۔ ہم سے یحیٰ بن قزعہ نے حدیث بیان کی' ان سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی' ان سے زہری نے ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ ایک قیافہ شناس میرے یہاں آیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت وہیں تشریف رکھتے تھے' اور اسامہ بن زید اور زید بن حارثہؓ (ایک چادر میں لیٹے ہوئے منہ اور جسم کا سارا حصہ قدموں کے سوا چھپا ہوا تھا) اس قیافہ شناس نے کہا یہ پاؤں بعض' بعض سے نکلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں (یعنی باپ بیٹے کے ہیں) قیافہ شناس نے پھر بتایا کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اس اندازہ پر بہت مسرور ہوئے اور پھر آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہؓ سے بھی واقعہ بیان فرمایا۔

باب ذِكْرُ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ .... لَقَطَعْتُ يَدَهَا

ترجمہ:۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی ان سے زہری نے ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہؓ نے کہ قریش مخزومیہ عورت کے معاملے کی وجہ سے (جس نے غزوہ فتح مکہ کے موقعہ پر چوری کر لی تھی) بہت ملول اور رنجیدہ تھے تو انہوں نے یہ فیصلہ آپس میں کیا کہ اسامہ بن زیدؓ کے سوا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی عزیز ہیں (اس عورت کی سفارش کی) اور کون جرات کر سکتا ہے۔ ہم سے علیؓ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے زہری سے مخزومیہ کی حدیث پوچھی تو مجھ پر بہت غصہ ہو گئے میں نے اس پر سفیان سے پوچھا تو پھر آپ کسی اور ذریعہ سے اس حدیث کی روایت نہیں کرتے؟ انہوں نے بیان کیا کہ ایوب بن موسیٰ کی لکھی ہوئی ایک کتاب میں میں نے یہ حدیث دیکھی وہ زہری کے واسطے سے روایت کرتے تھے۔ وہ عروہ کے واسطے سے اور وہ عائشہؓ کے واسطے سے کہ بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کر لی تھی قریش نے یہ سوال اٹھایا (اپنی مجلس میں) کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس عوت کی سفارش کون لے جا سکتا ہے؟ کوئی اس کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ آخر اسامہ بن زیدؓ نے سفارش کی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں یہ دستور بن گیا تھا کہ جب کوئی شریف چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے لیکن اگر کوئی معمولی درجے کا آدمی چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹتے اگر آج فاطمہؓ نے چوری کی ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹتا۔

باب

حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ .... لَأَحَبَّهُ

ترجمہ:۔ مجھ سے حسن بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے ابوعباد یحییٰ بن عباد نے حدیث بیان کی ان سے ماجشون نے حدیث بیان کی انہیں عبداللہ بن دینار نے خبر دی کہ ابن عمرؓ نے ایک دن ایک شخص کو مسجد میں دیکھا کہ اپنا کپڑا ایک کونے میں پھیلا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا' دیکھو یہ کون صاحب ہیں' کاش میرے قریب ہوتے (تو میں انہیں نصیحت کرتا) ایک شخص نے کہایا ابا عبدالرحمٰن کیا آپ انہیں نہیں پہچانتے یہ محمد بن اسامہ ہیں ابن دینار نے بیان کیا کہ یہ سنتے ہی عمرؓ نے اپنا سر جھکا لیا اور اپنے ہاتھوں سے زمین کریدنے لگے پھر فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھتے تو یقیناً آپ انہیں عزیز رکھتے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ .... حاضنة النبي صلى الله عليه وسلم.

ترجمہ:۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے معتمر نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا' ان سے ابو عثمان نے حدیث بیان کی اور ان سے اسامہ بن زیدؓ نے حدیث بیان کی' کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اور حسن کو (رضی اللہ عنہما) پکڑ لیتے تھے اور فرماتے تھے' اے اللہ! آپ انہیں اپنا محبوب بنا لیجئے کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں اور نعیم نے ابن المبارک کے واسطے سے بیان کیا' انہیں معمر نے خبر دی انہیں زہری نے انہیں اسامہ بن زید کے ایک مولا (حرملہ) نے خبر دی کہ حجاج بن ایمن بن ام ایمن کو ابن عمرؓ نے دیکھا کہ (نماز میں) انہوں نے رکوع اور سجدہ پوری طرح نہیں ادا کیا ہے۔ ایمن بن ام ایمن' اسامہؓ کے ماں کی طرف سے بھائی تھے' ایمن قبیلہ انصار کے ایک فرد تھے تو ابن عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ (نماز) دوبارہ پڑھ لو۔ ابو عبداللہ (امام بخاریؒ) نے بیان کیا اور مجھ سے سلیمان بن عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی' ان سے ولید نے حدیث بیان کی ' ان سے عبدالرحمٰن بن نمر نے حدیث بیان کی' ان سے زہری نے ان سے اسامہ بن زیدؓ کے مولا حرملہ نے حدیث بیان کی کہ وہ عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت میں حاضر تھے کہ حجاج بن ایمن (مسجد کے) اندر آئے لیکن نہ انہوں نے رکوع پوری طرح ادا کیا اور نہ سجدہ۔ ابن عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ نماز دوبارہ پڑھ لو پھر جب وہ جانے لگے تو آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کون صاحب ہیں؟ میں نے عرض کی حجاج بن ایمن بن ام ایمن اس پر آپ نے فرمایا اگر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو بہت عزیز رکھتے' پھر آپ نے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اسامہؓ اور ام ایمنؓ کی تمام اولاد سے محبت کا ذکر کیا۔ امام بخاریؒ نے بیان کیا اور مجھ سے میرے بعض اساتذہ نے بیان کیا اور ان سے سلیمان نے کہ ام ایمنؓ کی تمام اولاد سے محبت کا ذکر کیا۔ امام بخاریؒ نے بیان کیا' اور مجھ سے میرے بعض اساتذہ نے بیان کیا اور ان سے سلیمان نے کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں لیا تھا۔

بَاب مَنَاقِبُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضى الله عنهما

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ .... مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلاً

ترجمہ:۔ ہم سے اسحاق بن نصر نے حدیث بیان کی ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی' ان سے معمر نے ان سے زہری نے ان سے سالم نے اور ان سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب حیات تھے تو جب بھی کوئی شخص کوئی خواب دیکھتا

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے بیان کرتا۔ میرے دل میں بھی یہ تمنا پیدا ہوگئی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کروں میں ان دنوں غیر شادی تھا اور نوعمر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مسجد کے اندر سویا کرتا تھا تو میں نے خواب میں دو فرشتوں کو دیکھا کہ مجھے پکڑ کر دوزخ کی طرف لے گئے ہیں میں نے دیکھا کہ وہ بل دار کنوئیں کی طرح پیچ در پیچ تھی۔ کنویں ہی کی طرح اس کے بھی دو کنارے تھے (جہاں دو پتھر رکھے جاتے ہیں تاکہ عرض میں کوئی کڑی وغیرہ بچھادی جائے) اور اس کے اندر کچھ ایسے لوگ تھے جنہیں میں پہچانتا تھا میں اسے دیکھتے ہی کہنے لگا دوزخ سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں دوزخ سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس کے بعد مجھ سے ایک دوسرے فرشتے کی ملاقات ہوئی اس نے مجھ سے کہا کہ خوف نہ کھاؤ میں نے اپنا یہ خواب حفصہؓ سے بیان کیا اور انہوں نے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تو آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ بہت اچھا لڑکا ہے۔ کاش رات میں بھی نماز پڑھا کرتا۔ سالم نے بیان کیا کہ عبداللہؓ اس کے بعد رات میں بہت کم سویا کرتے تھے۔

← حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ.......... رَجُلٌ صَالِحٌ

ترجمہ:۔ ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے حدیث بیان کی ان سے ابن وہب نے حدیث بیان کی ان سے یونس نے ان سے زہری نے ان سے سالم نے ان سے ابن عمرؓ نے اپنی بہن حفصہؓ کے حوالہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ عبداللہ مرد صالح ہے۔

باب مَنَاقِبُ عَمَّارٍ وَحُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہما

← حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ.......... مِنْ فِيهِ إِلَى فِيَّ

ترجمہ:۔ ہم سے مالک بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے اسرائیل نے حدیث بیان کی ان سے مغیرہ نے ان سے ابراہیم نے ان سے علقمہ نے بیان کیا کہ میں جب شام آیا تو میں نے دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا کی کہ اے اللہ! مجھے کوئی صالح ہمنشیں عطا فرمایئے پھر میں ایک قوم کے پاس آیا اور ان کی مجلس میں بیٹھ گیا تھوڑی ہی دیر بعد ایک بزرگ آئے اور میرے قریب بیٹھ گئے میں نے پوچھا آپ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ ابو درداءؓ۔ اس پر میں نے کہا میں نے اللہ سے دعا کی تو آپ میسر آئے پھر اس نے دریافت فرمایا آپ کا وطن کہاں ہے؟ میں نے عرض کی کوفہ آپ نے فرمایا کیا تمہارے یہاں ابن ام عبد صاحب النعلین، صاحب والو ساد والمطهرة (یعنی عبداللہ بن مسعودؓ) نہیں ہیں؟ کیا تمہارے ہاں وہ نہیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی شیطان سے پناہ دے چکا ہے (کہ وہ انہیں کبھی غلط راستے پر نہیں لے جاسکتا۔ مراد عمارؓ سے ہے) کیا تم میں وہ نہیں ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے بہت سے رازہائے سربستہ کے حامل ہیں، جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا (پھر ان کی موجودگی کے باوجود وہاں سے آنے کی کیا ضرورت تھی؟) اس کے بعد آپ نے دریافت فرمایا عبداللہؓ آیت "واللیل اذا یغشی" کی تلاوت کس طرح کرتے ہیں؟ میں نے انہیں پڑھ سنائی کہ "واللیل اذا یغشی و النهار اذا تجلی و ما خلق الذ کر والانثی" اس پر آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زبان مبارک سے مجھے اسی طرح یاد کرایا تھا۔

← حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ.......... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ:۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے مغیرہ نے ان سے ابراہیم نے بیان کیا کہ علقمہ شام تشریف لے گئے اور مسجد میں جا کر یہ دعا کی اے اللہ! مجھے ایک صالح ہمنشین عطا فرمایئے چنانچہ آپ کو ابو درداءؓ کی صحبت

نصیب ہوئی ابودرداءؓ نے دریافت فرمایا آپ کا تعلق کہاں سے ہے؟ عرض کی کہ کوفہ سے اس پر آپ نے فرمایا کہ تمہارے یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دار نہیں ہیں کہ جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ آپ کی مراد ابو حذیفہؓ سے تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی' جی ہاں موجود ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا' کیا تم میں وہ شخص نہیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی شیطان سے اپنی پناہ دی تھی' آپ کی مراد عمارؓ سے تھی۔ میں نے عرض کی جی ہاں وہ بھی موجود ہیں۔ اس کے بعد آپ نے دریافت فرمایا کہ عبداللہ بن مسعودؓ آیت ''واللیل اذ یغشی والنہار اذا تجلی کی قرآت کسی طرح کرتے تھے؟ میں نے کہا کہ آپ (ماخلق کے حذف کے ساتھ) ''الذکر والانثی'' پڑھا کرتے تھے اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ شام والے ہمیشہ اس کوشش میں رہے کہ جس طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا (اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے' جیسا کہ ابن مسعودؓ کی روایت سے بھی اس کی توثیق ہوئی) اس سے مجھے ہٹادیں۔

باب مَنَاقِبُ أَبِی عُبَیْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رضی اللہ عنہ

← حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ.............. أَبُو عُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ

ترجمہ:۔ ہم سے عمرو بن علی نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالاعلیٰ نے حدیث بیان کی' ان سے خالد نے حدیث بیان کی' ان سے ابو قلابہ نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالکؓ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہر امت میں امین ہوتے ہیں اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں (رضی اللہ عنہ)۔

← حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِیمَ.............. أَبَا عُبَیْدَةَ رضی اللہ عنہ

ترجمہ:۔ ہم سے مسلم بن ابراہیم نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے ابواسحاق نے ان سے صلہ نے اور ان سے حذیفہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران سے فرمایا میں تمہارے یہاں ایک امین کو بھیجوں گا جو حقیقی معنوں میں امین ہوگا تمام صحابہؓ کو اشتیاق تھا لیکن آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبیدہؓ کو بھیجا۔

باب ذِكْرِ مُصْعَبِ بْنِ عُمَیْرٍ باب مَنَاقِبُ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ رضی اللہ عنہما

قَالَ نَافِعُ بْنُ جُبَیْرٍ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ عَانَقَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم الْحَسَنَ

نافع بن جبیر نے ابوہریرہؓ کے واسطے سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنؓ کو گلے سے لگایا۔

← حَدَّثَنَا صَدَقَةُ.............. فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِینَ

ترجمہ:۔ ہم سے صدقہ نے حدیث بیان کی' ان سے ابن عیینہ نے حدیث بیان کی' ان سے ابوموسیٰ نے حدیث بیان کی' ان سے حسن نے انہوں نے ابوبکرہؓ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف رکھتے تھے اور حسنؓ آپ کے پہلو میں تھے۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور پھر حسنؓ کی طرف اور فرماتے میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ.............. إِنِّی أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا.

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے معتمر نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے انہوں نے بیا

ن کیا کہ ہم سے ابوعثمان نے حدیث بیان کی اوران سے ابواسامہ بن زیدؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اور حسنؓ کو پکڑ کر دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے ان سے محبت ہے آپ بھی ان سے محبت رکھیے۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ .... وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ

ترجمہ:۔ مجھ سے محمد بن حسین ابن ابراہیم نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے حسین بن محمد نے حدیث بیان کی' ان سے جریر نے حدیث بیان کی' ان سے محمد نے اوران سے انس بن مالکؓ نے کہ جب حسین علیہ السلام کا سر مبارک عبیداللہ بن زیاد کے پاس لایا گیا اور ایک طشت میں رکھ دیا گیا تو بد بخت اس پر لکڑی سے مارنے لگا اور آپ کے حسن وخوبصورتی کے بارے میں بھی کچھ کہا (کہ میں نے اس سے زیادہ خوبصورت چہرہ نہیں دیکھا) اس پر انسؓ نے فرمایا کہ حضرت حسینؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔آپ نے وسمہ کا خضاب استعمال کررکھا تھا۔

حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ .... إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ

ترجمہ:۔ہم سے حجاج بن منہال نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھے عدی نے خبردی کہا کہ میں نے براءؓ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' حسنؓ آپ کے شانہ مبارک پر تھے اور آپ یہ فرما رہے تھے کہ اے اللہ؛ مجھے اس سے محبت ہے' آپ بھی اس سے محبت رکھیے۔

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ............................ يَضْحَكُ

ترجمہ:۔ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی' انہیں عبداللہ نے خبردی' کہا کہ مجھے عمر بن سعید بن ابی حسین نے خبردی انہیں ابن ابی ملیکہ نے ان سے عقبہ بن حارث نے بیان کیا کہ میں نے ابوبکرؓ کو دیکھا کہ آپ حسنؓ کو اٹھائے ہوئے ہیں اور فرمارہے ہیں میرے باپ ان پر فدا ہوں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ ہیں علی سے نہیں۔علیؓ وہیں مسکرارہے تھے۔

حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ .... فِي أَهْلِ بَيْتِهِ

ترجمہ:۔ مجھ سے یحیٰی بن معین اور صدقہ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہمیں محمد بن جعفر نے خبردی' انہیں شعبہ نے انہیں واقد بن محمد نے انہیں ان کے والد نے اوران سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ ابوبکرؓ نے فرمایا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کی خوشنودی) آپ کے اہل بیت کے ساتھ (محبت وخدمت کے ذریعہ) تلاش کرو۔

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى............................ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ

ترجمہ:۔ مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی' انہیں ہشام بن یوسف نے خبردی' انہیں معمر نے انہیں زہری نے اور انہیں انسؓ نے اور عبدالرزاق نے بیان کیا کہ ہمیں معمر نے خبردی' انہیں زہری نے اوران سے انسؓ نے بیان کیا کہ حسن بن علیؓ سے زیادہ اور کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ نہیں تھا۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ .... هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا

ترجمہ:۔ مجھ سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے غندر نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے محمد بن ابی یعقوب نے' انہوں نے ابن ابی نعم سے سنا اور انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سنا اور کسی نے ان سے محرم کے بارے میں پوچھا تھا شعبہ نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص (احرام کی حالت میں) مکھی ماردے (تو اسے کیا کفارہ دینا پڑے گا؟) اس پر عبداللہ

بن عمرؓ نے فرمایا عراق کے لوگ مکھی کے بارے میں سوال کرتے ہیں جبکہ یہی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو قتل کر چکے ہیں، جن کے بارے میں آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہ دونوں حضرات (حسن و حسینؓ) دنیا میں میرے لئے دو پھول ہیں۔

باب مَنَاقِبُ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ مَوْلَى أَبِى بَكْرٍ رضى الله عنهما

وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جنت میں اپنے آگے میں نے تمہارے قدموں کی چاپ سنی تھی

← حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ .... يَعْنِي بِلَالاً

ترجمہ:۔ ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی، ان سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے حدیث بیان کی، ان سے محمد بن منکدر نے اور انہیں جابر بن عبداللہؓ نے خبر دی کہ عمرؓ فرمایا کرتے تھے۔ ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کو انہوں نے آزاد کیا ہے آپ کی مراد بلال حبشیؓ سے تھی۔

← حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ............وَعَمَلَ اللهِ

ترجمہ:۔ ہم سے ابن نمیر نے حدیث بیان کی، ان سے محمد بن عبید نے ان سے اسماعیل نے حدیث بیان کی اور ان سے قیس نے کہ بلالؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ اگر آپ نے مجھے اپنے لئے خریدا ہے تو پھر اپنے ہی پاس (رضی اللہ عنہا) رکھیے، اور اگر اللہ کیلئے خریدا ہے تو پھر مجھے آزاد کر دیجئے اور اللہ کے راستے میں عمل کرنے دیجئے۔

باب ذِكْرُ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ............ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی، ان سے عبدالوارث نے حدیث بیان کی، ان سے خالد نے ان سے عکرمہ نے کہ ابن عباسؓ نے فرمایا، مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا، اے اللہ! اسے حکمت کا علم عطا فرمایئے۔

← حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ وَقَالَ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ مِثْلَهُ

ترجمہ:۔ ہم سے ابومعمر نے حدیث بیان کی، کہا کہ ہم سے عبدالوارث نے پھر یہی روایت بیان کی اس میں یوں ہے یا اللہ اس کو قرآن سکھلا دے۔ ہم سے موسیٰ بن وہیب نے بیان کی، انہوں نے خالد سے پھر ابومعمر کی طرح حدیث بیان کی۔

باب مَنَاقِبُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رضى الله عنه

← حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ............ فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِمْ

ترجمہ:۔ ہم سے احمد بن واقد نے حدیث بیان کی، ان سے حماد بن زید نے حدیث بیان کی، ان سے ایوب نے ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اطلاع کے پہنچنے سے پہلے زید، جعفر اور ابن رواحہ رضوان اللہ علیہم کی شہادت کی خبر صحابہ کو سنا دی تھی، آپ نے فرمایا کہ اب اسلامی علم کو زیدؓ لئے ہوئے ہیں اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ اب جعفرؓ نے علم اٹھالیا اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے اب ابن رواحہؓ نے علم اٹھالیا ہے اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور آخر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالد بن ولیدؓ) نے اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی قیادت میں مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔

باب مَنَاقِبُ سَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ........ بِأُبَيٍّ أَوْ بِمُعَاذٍ

ترجمہ:۔ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے عمرو بن مرہ نے ان سے ابراہیم نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمروؓ کے یہاں عبداللہ بن مسعودؓ کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا میں ان سے ہمیشہ محبت رکھوں گا' کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے چار اشخاص سے قرآن سیکھو۔ عبداللہ بن مسعود' آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا عبداللہ بن مسعودؓ سے ہی کی اور ابو حذیفہ کے مولا سالم' ابی بن کعب اور معاذ بن جبلؓ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے پوری طرح یاد نہیں کہ آں حضو صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ابیؓ کا تذکرہ کیا یا معاذؓ کا۔

باب مَنَاقِبُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ .... وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

ترجمہ:۔ہم سے حفص بن عمر نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے سلیمان نے بیان کیا' انہوں نے ابووائل سے سنا کہا کہ میں نے مسروق سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر کوئی برا کلمہ نہیں آتا تھا اور نہ آپ کی ذات سے یہ ممکن تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ تم میں سب سے زیادہ عزیز مجھے وہ شخص ہے جس کے عادات واخلاق سب سے زیادہ عمدہ ہوں اور آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید چار افراد سے سیکھو عبداللہ بن مسعود' ابوحذیفہ کے مولا سالم' ابی بن کب اور معاذ بن جبلؓ۔

حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ أَبِي عَوَانَةَ........ حَتّٰى كَادُوا يَرُدُّونِي

ترجمہ:۔ہم سے موسیٰ نے حدیث بیان کی' ان سے ابوعوانہ نے' ان سے مغیرہ نے' ان سے علقمہ نے کہ میں شام پہنچا تو سب سے پہلے میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور یہ دعا کی' اے اللہ! مجھے کسی (صالح) ہمنشین کی صحبت سے فیض یابی کی توفیق عطا فرمایئے چنانچہ میں نے دیکھا کا ایک بزرگ آرہے تھے جب وہ قریب آگئے تو میں نے سوچا شاید میری دعا قبول ہوگئی ہے انہوں نے دریافت فرمایا تمہارا وطن و مولد کہاں ہے؟ میں نے عرض کی کہ کوفہ کا رہنے والا ہوں اس پر آپ نے فرمایا کیا تمہارے یہاں صاحب نعلین' صاحب وساد و مطہرہ (عبداللہ بن مسعودؓ نہیں ہیں؟) کیا تمہارے یہاں وہ صحابی نہیں ہیں جنہیں شیطان سے (اللہ کی پناہ مل چکی ہے؟ کیا تمہارے یہاں سربستہ رازوں کے جاننے والے نہیں ہیں کہ جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا (پھر دریافت فرمایا کہ) ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعودؓ) آیت واللیل کی قرأت کس طرح کرتے ہیں) میں نے عرض کی کہ "واللیل اذ یغشی والنہار اذا تجلی وما خلق الذکر والانثی"۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زبان مبارک سے اسی طرح سکھایا تھا۔ لیکن اب شام والے مجھے اس طرح قرأت کرنے سے ہٹانا چاہتے ہیں۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ........ مِنِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ

ترجمہ:۔ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے ابواسحاق نے' ان سے عبدالرحمٰن بن زیاد نے بیان کیا کہ ہم نے حذیفہؓ سے پوچھا کہ صحابہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عادات واخلاق اور طور وطریق میں سب سے زیادہ قریب کون صحابی تھے؟ تاکہ ہم ان سے سیکھیں۔ آپ نے فرمایا کہ اخلاق طور وطریق اور سیرت و

عادات میں ابن ام عبد سے زیادہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب اور کسی کو میں نہیں سمجھتا۔

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ...............صلی الله علیه وسلم .

ترجمہ:۔ مجھ سے محمد بن علاء نے حدیث بیان کی' ان سے ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی ان سے ابو اسحاق نے کہا کہ مجھ سے اسود بن یزید نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ میں اور میرے بھائی یمن سے (مدینہ منورہ) حاضر ہوئے اور ایک زمانہ تک یہاں قیام کیا ہم اس پورے عرصے میں یہی سمجھتے رہے کہ ابن مسعودؓ ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کے ایک فرد ہیں' کیونکہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کی (بکثرت) آمد و رفت ہم دیکھا کرتے تھے۔

بَاب ذِكْرُ مُعَاوِيَةَ رضى الله عنه

← حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ...............رسول الله صلى الله عليه وسلم

ترجمہ:۔ ہم سے حسن بن بشیر نے حدیث بیان کی' ان سے معافی نے حدیث بیان کی' ان سے عثمان بن اسود نے اور ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ معاویہؓ نے عشاء کے بعد وتر کی صرف ایک رکعت نماز پڑھی وہیں ابن عباسؓ کے ایک مولا (کریب) بھی موجود تھے' جب وہ ابن عباسؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو (معاویہؓ کی ایک رکعت وتر کا ذکر کیا) اس پر آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں' انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہے (اور یقیناً ان کے پاس آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل میں سے کوئی چیز ہوگی)۔

← حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ............... قَالَ إِنَّهُ فَقِيهٌ

ترجمہ:۔ ہم سے ابن ابی مریم نے حدیث بیان کی' ان سے نافع بن عمر نے حدیث بیان کی' ان سے ابن ابی ملیکہ نے حدیث بیان کی کہ ابن عباسؓ سے کہا گیا کہ امیر المومنین معاویہؓ کے متعلق آپ کیا فرمائیں گے انہوں نے وتر کی صرف ایک رکعت پڑھی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ فقیہ ہیں۔

← حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ...............بَعْدَ الْعَصْرِ

ترجمہ:۔ مجھ سے عمرو بن عباس نے حدیث بیان کی' ان سے محمد بن جعفر نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے ابو التیاح نے بیان کیا' انہوں نے حمران بن ابان سے سنا کہ معاویہؓ نے فرمایا' تم لوگ ایک خاص نماز پڑھتے ہو' ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور ہم نے کبھی آپ کو اس وقت نماز پڑھتے نہیں دیکھا بلکہ آپ نے تو ان سے منع فرمایا تھا' معاویہؓ کی مراد عصر کے بعد دو رکعت نماز تھی (جسے اس زمانہ میں بعض لوگ پڑھتے تھے)۔

بَاب مَنَاقِبُ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہؓ جنت کی خواتین کی سردار ہیں

← حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ...............فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي

ترجمہ:۔ ہم سے ابو الولید نے حدیث بیان کی' ان سے ابن عیینہ نے حدیث بیان کی' ان سے عمر بن دینار نے ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے مسور بن مخرمہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ' میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے جو اسے ناراض کرے گا وہ مجھے ناراض کرے گا۔

باب فَضْلِ عَائِشَةَ رضی الله عنها

حدثنا یحیی بن بکیر .... رسول الله صلی الله علیه وسلم

ترجمہ:۔ہم سے یحیٰی بن بکیر نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے یونس نے ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا یا عائشہ یہ جبریل تشریف رکھتے ہیں اور تمہیں اسلام کہتے ہیں میں نے اس پر جواب دیا وعلیہ السلام و برکاتہ آپ وہ کچھ ملاحظہ فرماتے ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتا۔آپ کی مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔

حَدَّثَنَا آدَمُ .... عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ

ترجمہ:۔ہم سے آدم نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی کہا (مصنفؒ نے) اور ہم سے عمرو نے حدیث بیان کی' انہیں شعبہ نے خبر دی انہیں عمر بن مرہ نے انہیں مرہ نے اور انہیں ابوموسیٰ شعریؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 'مردوں میں تو بہت سے کامل اٹھے لیکن عورتوں میں مریم بن عمران اور فرعون کی بیوی آسیہؓ کے سوا اور کوئی کامل پیدا نہیں ہوئی اور عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے' جسے ثرید کی فضیلت بقیہ تمام کھانوں پر ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ .... الثَّرِيدِ عَلَى الطَّعَامِ

ترجمہ:۔ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر نے حدیث بیان کی ان سے عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے اور انہوں نے انس بن مالکؓ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ' عائشہؓ کی فضیلت عورتوں میں ایسی ہے جسے ثرید کی فضیلت بقیہ تمام کھانوں پر۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ .... وَعَلَى أَبِي بَكْرٍ

ترجمہ:۔مجھ سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالوہاب بن عبدالحمید نے حدیث بیان کی' ان سے ابن عون نے حدیث بیان کی' ان سے قاسم بن محمد نے کہ عائشہؓ بیمار پڑیں تو ابن عباسؓ (عیادت کیلئے آئے) عرض کی ام المومنین! آپ تو سچے جانے والے کے پاس جارہی ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کے پاس۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ .... أَوْ إِيَّاهَا

ترجمہ:۔ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے غندر نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی اور ان سے حکم نے اور انہوں نے ابووائل سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ جب علیؓ نے عمار اور حسنؓ کو کوفہ بھیجا تھا کہ وہاں کے لوگوں کو اپنی مدد کیلئے تیار کریں تو عمارؓ نے انہیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا مجھے بھی خوب معلوم ہے کہ عائشہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی لیکن اللہ تعالیٰ تمہیں آزمانا چاہتا ہے کہ دیکھے تم علی کا اتباع کرتے ہو (جو خلیفہ برحق ہیں یا عائشہؓ کی)۔

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ .... فِيهِ بَرَكَةً

ترجمہ:۔ہم سے عبید بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے ابواسامہ نے حدیث بیان کی ان سے ہشام نے ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے کہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ میں جانے کیلئے) آپ نے اپنی بہن اسماءؓ سے ایک ہار عاریۃً

لے لیا تھا' اتفاق سے وہ راستے میں گم ہو گیا آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تلاش کرنے کیلئے چند صحابہ کو بھیجا اس دوران نماز کا وقت ہو گیا تو ان حضرات نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی پھر جب آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صورت حال کے متعلق عرض کی' اس کے بعد تیمم کی آیت نازل ہوئی' اسید بن حضیرؓ نے اس پر کہا تمہیں اللہ خیر کا بدلہ دے' خدا گواہ ہے کہ تم پر جب بھی کوئی مرحلہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے نکلنے کی سبیل تمہارے لئے پیدا کر دی اور تمام مسلمانوں کیلئے بھی اس میں برکت پیدا فرمائی۔

حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ .... يَوْمِي سَكَنَ

ترجمہ:۔ مجھ سے عبید بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے ابو اسامہ نے حدیث بیان کی' ان سے ہشام نے ان سے ان کے والد نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض الوفات میں بھی ازواج مطہرات کی باری کی پابندی فرماتے رہے البتہ دریافت فرماتے رہے کہ کل کس کے یہاں ٹھہرنا ہے؟ کیونکہ آپ عائشہؓ کے یہاں کی باری کے خواہشمند تھے' عائشہؓ نے بیان کیا کہ جب میرے یہاں قیام کا دن آیا تو آپ کو سکون ہوا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ .... مِنْكُنَّ غَيْرِهَا

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے حدیث بیان کی' ان سے حماد نے حدیث بیان کی' ان سے ہشام نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے بیان کیا صحابہ (آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں) اپنا ہدیہ پیش کرنے کیلئے عائشہؓ کی باری کا انتظار کیا کرتے تھے۔ عائشہؓ نے بیان کیا کہ اس پر میری سوکنیں ام سلمہؓ کے یہاں جمع ہوئیں اور کہا' اے ام سلمہ! بخدا' لوگ اپنا ہدیہ بھیجنے کیلئے عائشہ کی باری کا انتظار کرتے ہیں اور جیسے عائشہ چاہتی ہیں ہم بھی چاہتی ہیں کہ ہمارے ساتھ بہتر معاملہ ہو اس لئے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیے کہ لوگوں سے فرما دیں کہ ہدیہ بھیجنے میں کسی خاص باری کے منتظر نہ رہا کریں انہوں نے بیان کیا کہ پھر ام سلمہؓ نے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق کہا ان کا بیان تھا کہ اس پر آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اعراض فرمایا۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ توجہ فرمائی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ بھی اعراض فرمایا' تیسری مرتبہ جب میں نے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ام سلمہ! عائشہ کے معاملہ میں مجھے اذیت نہ دو' اللہ گواہ ہے کہ تم میں سے کسی کے بستر پر مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی سوا عائشہ کے بستر کے (رضی اللہ عنہن)۔

باب مناقب الأنصار

(وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا)

"اور ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دار الاسلام اور ایمان میں ان کے پہلے سے قرار پکڑے ہوئے ہیں' محبت کرتے ہیں اس سے جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے اور اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں اس سے جو کچھ انہیں ملتا ہے"۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ .... وَكَذَا وَكَذَا

ترجمہ:۔ ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے حدیث بیان کی' ان سے مہدی بن میمون نے حدیث بیان کی ان سے غیلان بن جریر نے حدیث بیان کی کہ میں نے انس بن مالکؓ سے پوچھا' انصار اپنا نام آپ حضرات نے خود اختیار کیا تھا (قرآن مجید میں اس کے ذکر سے پہلے) یا آپ حضرات کا نام اللہ تعالیٰ نے رکھا تھا؟ آپ نے فرمایا نہیں ہمیں یہ خطاب اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا۔ (غیلان کی روایت ہے کہ) ہم انسؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ ہم سے انصار کے مناقب اور غزوات میں شرکت

کے واقعات بیان کرتے تھے اور میری طرف یا (انہوں نے اس طرح بیان کیا کہ) قبیلہ ازد کے ایک شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے' تمہاری قوم (انصار) نے فلاں فلاں مواقع پر فلاں فلاں کارنامے انجام دیے ہیں۔

حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ .... فِي دُخُولِهِمْ فِي الإِسْلَامِ

ترجمہ:۔ مجھ سے عبید بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے ابو اسامہ نے حدیث بیان کی' ان سے ہشام نے ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ بعاث کی جنگ کو (جو اسلام سے پہلے اوس و خزرج میں ہوئی تھی) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہی مقدر کر رکھا تھا۔ چنانچہ جب آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو مدینہ میں انصار کی جماعت افتراق تشتت کا شکار تھی اور ان کے سردار قتل کیے جا چکے تھے یا زخمی کئے جا چکے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس جنگ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اس لئے مقدر کیا تھا کہ انصار کا اسلام میں داخل ہونا مشکل نہ رہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ .... أَوْ شِعْبَهُمْ

ترجمہ:۔ ہم سے ابو الولید نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے ابو التیاح نے بیان کیا اور انہوں نے انس بن مالکؓ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے موقع پر جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو (غزوہ حنین کی غنیمت کا زیادہ حصہ) دیا تو (اسلام میں نئے داخل ہونے والے) بعض انصار نے کہا' خدا کی قسم یہ تو عجیب بات ہوئی ابھی ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا تھا اور ہمارا حاصل کیا ہوا مال غنیمت انہیں کو دیا جا رہا ہے' اس کی اطلاع جب آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انصار کو بلایا انسؓ نے بیان کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا' جو مجھے اطلاع ملی ہے کیا وہ صحیح ہے؟ ظاہر ہے کہ انصار جھوٹ نہیں بول سکتے تھے' انہوں نے عرض کر دیا کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع صحیح ملی ہے (لیکن یہ انصار کی نوخیز پود کو غلطی ہے اور صرف وقتی جوش کی وجہ سے) اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس سے خوش اور راضی نہیں ہو کہ جب سب لوگ غنیمت کے مال لے کر اپنے گھروں کو واپس جا رہے ہوں گے تو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لئے اپنے گھروں کو جاؤ گے؟ انصار جس وادی یا گھاٹی میں چلیں گے تو میں بھی انہیں کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔

باب قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ مِنَ الأَنْصَارِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ ''اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں انصار کی طرف اپنے کو منسوب کرتا۔

قَالَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

اس کی روایت عبداللہ بن زیدؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کی ہے۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ .... أَوْ كَلِمَةً أُخْرَى

ترجمہ:۔ مجھ سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے غندر نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن زیاد نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یا (یوں بیان کیا) ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' انصار جس وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں بھی انہیں کی وادی میں چلوں گا اور اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد

کہلوانا پسند کرتا' ابو ہریرہؓ نے فرمایا' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ فدا ہوں آپ نے یہ کوئی غلط بات نہیں فرمائی تھی' انصار نے آپ کو اپنے یہاں ٹھہرایا تھا اور آپ کی مدد کی تھی یا ابو ہریرہؓ نے (اس کے علاوہ) اور کوئی دوسرا کلمہ کہا۔

باب إِخَاءُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انصار اور مہاجرین کے درمیان مواخات قائم کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ .... شَكَّ إِبْرَاهِيمُ

ترجمہ:۔ ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی۔ ان سے ان کے والد نے ان سے ان کے دادا نے بیان کیا کہ جب مہاجرین مدینہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن اور سعد بن ربیعؓ کے درمیان بھائی چارہ کرایا (سعدؓ نے) عبدالرحمٰنؓ سے فرمایا میں انصار کے سب سے دولتمند افراد میں سے ہوں اس لئے آپ میرا آدھا مال لے لیجئے اور میری دو بیویاں ہیں آپ انہیں دیکھ لیجئے اور جو آپ کو پسند ہو اس کے متعلق مجھے بتایئے۔ میں اسے طلاق دے دوں گا' عدت گذرنے کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیں۔ اس پر عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا' اللہ آپ کے اہل اور مال میں برکت عطا فرمائے' آپ کا بازار کدھر ہے۔ چنانچہ بنی قینقاع کا بازار انہیں بتادیا اور جب وہ وہاں سے واپس ہوئے (کچھ کاروبار کر کے) تو ان کے ساتھ کچھ پنیر اور گھی تھا پھر آپ اسی طرح روزانہ صبح سویرے بازار چلے جاتے (اور کاروبار کرتے) آخر ایک دن خدمت نبوی میں حاضر ہوئے تو جسم پر (خوشبو کی) زردی کا اثر تھا۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے شادی کر لی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا مہر کتنا ادا کیا۔ عرض کی کہ سونے کی ایک گٹھلی یا (یہ کہا کہ) ایک گٹھلی کے وزن برابر سونا۔ ابراہیم کو شبہ تھا۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ .... أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

ترجمہ:۔ ہم سے قتیبہ نے حدیث بیان کی ان سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا کہ جب عبدالرحمٰنؓ (مدینہ ہجرت کر کے) آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیعؓ کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا۔ سعدؓ بہت دولتمند تھے' آپ نے عبدالرحمٰنؓ سے فرمایا' انصار کو معلوم ہے کہ میں ان میں سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ اس لئے میں اپنا مال آدھا آدھا اپنے اور آپ کے درمیان تقسیم کر دینا چاہتا ہوں اور میرے ہاں دو بیویاں ہیں جو آپ کو پسند ہوگی' میں اسے طلاق دے دوں گا جب اس کی عدت گذر جائے تو آپ اس سے نکاح کر لیں۔ عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا' اللہ آپ کے اہل و مال میں برکت عطا فرمائے' پھر وہ (بازار سے) اس وقت تک واپس نہیں آئے جب تک کچھ گھی اور پنیر (نفع کا) بچا نہیں لیا' تھوڑے ہی دنوں کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو جسم پر زردی کا نشان تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ کیا ہے؟ عرض کی کہ میں نے ایک خاتون سے شادی کر لی ہے' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا' مہر کیا دیا؟ عرض کی ایک گٹھلی کے برابر سونا یا (یہ کہا کہ) سونے کی ایک گٹھلی' اس کے بعد آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اچھا اب ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہی کا ہو۔

حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو هَمَّامٍ .... قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا

ترجمہ:۔ ہم سے ابو ہمام صلت بن محمد نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے مغیرہ بن عبدالرحمٰن سے سنا' ان سے ابو الزناد نے

حدیث بیان کی' ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ انصار نے کہا' (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کھجور کے باغات ہمارے اور مہاجرین کے درمیان تقسیم فرما دیجیے۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایسا نہیں کروں گا اس پر انصار نے (مہاجرین سے) کہا' پھر آپ حضرات یہ صورت اختیار کرلیں کہ کام ہماری طرف سے آپ کر دیا کریں اور کھجور کے پھلوں میں ہمارے شریک ہو جائیں مہاجرین نے کہا' ہم نے آپ حضرات کی بات سنی اور ہم ایسا ہی کریں گے۔

بَاب حُبُّ الأَنْصَارِ

حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ..........أَبْغَضَهُ اللّٰهُ

ترجمہ:۔ ہم سے حجاج بن منہال نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی انہیں عدی بن ثابت نے خبر دی' کہا کہ میں نے براءؓ سے سنا آپ بیان کرتے تھے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا (یا اس طرح بیان کیا کہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار سے صرف مومن ہی محبت رکھ سکتا ہے اور ان سے صرف منافق ہی بغض و دشمنی رکھ سکتا ہے' پس جو شخص ان سے محبت رکھے گا اس سے اللہ محبت رکھے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے گا۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ..........بُغْضُ الأَنْصَارِ

ترجمہ:۔ ہم سے مسلم بن ابراہیم نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن جبر نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ایمان کی نشانی انصار کی محبت ہے اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض رکھنا ہے۔

بَاب قَوْلُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم لِلأَنْصَارِ أَنْتُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ

انصار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ تم لوگ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو۔

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ..........قَالَهَا ثَلاَثَ مِرَارٍ

ترجمہ:۔ ہم سے ابو معمر نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالوارث نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالعزیز نے حدیث بیان کی اور ان سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (انصار) کی عورتوں اور بچوں کو غالباً کسی شادی سے واپس آتے ہوئے دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے اور تین مرتبہ فرمایا' اللہ! تم لوگ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو۔

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ..........مَرَّتَيْنِ

ترجمہ:۔ ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن کثیر نے حدیث بیان کی' ان سے بہز بن اسد نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھے ہشام بن زید نے خبر دی' کہا کہ میں نے انس بن مالکؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ انصار کی ایک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے ساتھ ان کا ایک بچہ بھی تھا آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے گفتگو فرمائی' پھر فرمایا' اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے تم لوگ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو دو مرتبہ آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا۔

باب أَتْبَاعُ الأَنْصَارِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ .... زَعَمَ ذَلِکَ زَیْدٌ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے غندر نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے عمرو نے انہوں نے' ابوحمزہ سے سنا اور انہوں نے زید بن ارقمؓ سے کہ انصار نے عرض کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہر نبی کے حلیف ہوتے ہیں اور ہم نے آپ کی اتباع کی ہے اس لئے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ ہمارے حلیفوں کو بھی ہماری ہی طرح قرار دے (کہ انہیں بھی انصار کہا جائے اور ان کے ساتھ بھی وہ مراعات کی جائیں جو ہمارے ساتھ ہوں) تو آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دعا فرمائی' پھر میں نے اس حدیث کا ذکر ابن ابی لیلیٰ کے سامنے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ زید بن ارقمؓ نے بھی یہ حدیث بیان کی تھی۔

حَدَّثَنَا آدَمُ .... زَیْدَ بْنَ أَرْقَمَ

ترجمہ:۔ ہم سے آدم نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے عمرو بن مرہ نے حدیث بیان کی کہ میں نے انصار کے ایک فرد ابوحمزہ سے سنا کہ انصار نے عرض کی' ہر قوم کے حلیف ہوتے ہیں' ہم نے بھی آپ کی اتباع کی ہے آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حلیفوں کو بھی ہماری ہی طرح قرار دے دے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی' اے اللہ! ان کے حلیفوں کو بھی انہیں میں سے قرار دیجئے' عمرو نے بیان کیا کہ پھر میں نے اس کا تذکرہ ابن ابی لیلیٰ کے سامنے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ زیدؓ نے بھی یہی فرمایا تھا' شعبہ نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ انہوں نے زید بن ارقمؓ کہا تھا۔

باب فَضْلُ دُورِ الأَنْصَارِ

حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ .... وَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ

ترجمہ:۔ مجھ سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے غندر نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا ان سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا اور ان سے ابواسیدؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ بنو نجار کا گھرانہ انصار میں سب سے بہتر گھرانہ ہے پھر بنو عبدالاشہل کا' پھر بنو الحارث بن خزرج کا' پھر بنو ساعدہ کا اور خیر انصار کے تمام ہی گھرانوں میں ہے۔ سعدؓ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے قبیلوں کو ہم پر ترجیح دی ہے ا ن سے کہا بھی گیا کہ آپ کے قبیلہ پر بہت سے قبیلوں کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فضیلت دی ہے اور عبدالصمد نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے قتادہ نے حدیث بیان کی' انہوں نے انسؓ سے سنا اور ان سے اسیدؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے یہی حدیث بیان کی۔ (اور اس روایت میں یوں ہے کہ) سعد بن عبادہؓ نے کہا۔

حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ .... وَبَنُو سَاعِدَةَ

ترجمہ:۔ ہم سے سعد بن حفص نے حدیث بیان کی ان سے شیبان نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ نے کہ ابوسلمہ نے بیان کیا کہ مجھے ابواسیدؓ نے خبر دی اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا کہ انصار میں سب سے بہتر یا انصار کے گھرانوں میں سب سے بہتر بنو نجار' بنو عبدالاشہل' بنو حارث اور بنو ساعدہ کے گھرانے ہیں۔

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ..........أَنْ تَكُونُوا مِنَ الْخِيَارِ

ترجمہ:۔ہم سے خالد بن مخلد نے حدیث بیان کی ان سے سلیمان نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے عمرو بن یحییٰ نے حدیث بیان کی' ان سے عباس بن سہل نے اور ان سے ابوحمیدؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' انصار کا سب سے بہترین گھرانہ بنونجار کا گھرانہ ہے پھر عبدالاشہل کا' پھر بنی حارث کا' پھر بنی ساعدہ کا اور خیر انصار کے تمام گھرانوں میں ہے۔ پھر ہماری ملاقات سعد بن عبادہؓ سے ہوئی تو ابواسیدؓ نے ان سے کہا' آپ کو معلوم نہیں' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے بہترین گھرانوں کی نشاندہی کی اور ہمیں سب سے اخیر میں رکھا چنانچہ سعدؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انصار کے سب سے بہترین خانوادوں کا بیان ہوا اور ہم سب سے اخیر میں کردیے گئے' آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تمہارا خانوادہ بھی بہترین خانوادہ ہے۔

باب قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم لِلْأَنْصَارِ اصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد انصار سے کہ "صبر سے کام لینا' یہاں تک کہ تم مجھ سے حوض پر ملاقات کرو (قیامت کے دن)

قَالَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ

اس کی روایت عبداللہ بن زیدؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کی ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ..........عَلَى الْحَوْضِ

ترجمہ:۔ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی ان سے غندر نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا انہوں نے انس بن مالکؓ سے اور انہوں نے اسید بن حضیرؓ سے کہ ایک انصاری صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں شخص کی طرح مجھے بھی آپ عامل بنا دیجیے' آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد (دنیاوی معاملات میں) تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی' اس لئے صبر سے کام لینا' یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر آملو۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ .... وَمَوْعِدُكُمُ الْحَوْضُ

ترجمہ:۔مجھ سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے ہشام نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالکؓ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا میرے بعد تم دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی اس وقت تم صبر سے کام لینا' یہاں تک کہ مجھ سے آملو اور میری تم سے ملاقات حوض پر ہوگی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ .... بَعْدِي أُثْرَةً

ترجمہ:۔ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ بن سعید نے' انہوں نے انسؓ سے سنا جب وہ آپ کے ساتھ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے یہاں جانے کے لئے سفر کر رہے تھے' انسؓ نے اس موقعہ پر فرمایا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا تا کہ بحرین کی اراضی انہیں عطا فرما دیں' انصار نے عرض کی ایسا نہیں ہوسکتا' جب تک آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بھائی مہاجرین کو بھی اسی جیسی زمین نہ عطا فرمائیں (ہم اسے قبول نہیں کر سکتے) آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آج انکار کیا ہے تو پھر (میرے بعد بھی) صبر سے کام لینا' یہاں تک کہ مجھ سے آملو' کیونکہ میرے بعد تم پر دوسروں کو ترجیح دی جایا کرے گی۔

باب دُعَاءُ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم أَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کہ (اے اللہ) انصار اور مہاجرین پر اپنا کرم فرمایئے۔"

حَدَّثَنَا آدَمُ.................. فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ

ترجمہ:۔ ہم سے آدم نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے ابوایاس نے حدیث بیان کی' ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی (قابل توجہ) نہیں پس انصار اور مہاجرین پر اپنا کرم فرمایئے اور قتادہ سے روایت ہے' ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اسی طرح! اور انہوں نے بیان کیا "پس انصار کی مغفرت کیجئے۔"

حَدَّثَنَا آدَمُ.................. وَالْمُهَاجِرَهْ.

ترجمہ:۔ ہم سے آدم نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے حمید طویل نے' انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ نے فرمایا کہ انصار غزوۂ خندق کے موقع پر (خندق کھودتے ہوئے) یہ شعر پڑھتے تھے۔ "ہمیں وہ ہیں جنہوں نے محمد سے عہد کیا ہے جہاد کا جب تک ہماری جان میں جان ہے۔" آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سنا تو) اس کا جواب یوں دیا۔ "اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی قابل توجہ نہیں ہے۔ پس انصار و مہاجرین پر اپنا فضل و کرم فرمایئے۔"

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ.................. وَالْأَنْصَارِ

ترجمہ:۔ مجھ سے محمد بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' ان سے ابن ابی حازم نے حدیث بیان کی' ان سے ان کے والد نے اور ان سے سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ہم خندق کھودر ہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی منتقل کر رہے تھے۔ اس وقت آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی' اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی نہیں' پس انصار و مہاجرین کی آپ مغفرت فرمایئے۔"

باب (وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ.................. الْمُفْلِحُونَ.

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے عبداللہ بن داؤد نے حدیث بیان کی' ان سے فضیل بن غزوان نے' ان سے ابوحازم نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب (خود ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ازواج مطہرات کے یہاں بھیجا (تاکہ انکی ضیافت کریں) ازواج نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور اس پر آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی کون ضیافت کرے گا۔ ایک انصاری صحابی نے عرض کی کہ میں کروں گا چنانچہ وہ اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی خاطر تواضع کرو۔ بیوی نے کہا کہ گھر میں بچوں کے کھانے کے سوا اور کوئی چیز بھی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو کچھ بھی ہے اسے نکال دو اور چراغ جلالو اور بچے اگر کھانا مانگتے ہیں تو انہیں سلا دو بیوی نے کھانا نکال دیا اور چراغ جلایا اور اپنے بچوں کو (بھوکا) سلادیا۔ پھر وہ دکھا تو یہ رہی تھیں جیسے چراغ درست کر رہی ہوں لیکن انہوں نے اسے بجھا دیا۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی مہمان پر یہ ظاہر کرنے لگے کہ گویا وہ بھی ان کے ساتھ کھا رہے ہیں (اندھیرے میں)

لیکن ان دونوں حضرات نے (اپنے بچوں سمیت) فاقہ سے رات گذار دی' صبح کے وقت جب وہ صحابی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا تم دونوں میاں بیوی کے طرز عمل پر رات اللہ تعالیٰ مسکرا دیا یا (یہ فرمایا کہ) پسند کیا' اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔'' اور (نصار رضوان اللہ علیہم اجمعین) اپنے سے مقدم رکھتے ہیں (دوسرے صحابہ کو) اگرچہ خود فاقہ ہی میں ہوں اور جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے تو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں''۔

باب قَوْلُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِیئِهِمْ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ'' انصار کے نیکوکاروں کی پذیرائی کرو اور ان کے خطا کاروں سے درگذر کرو۔''

حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیَى أَبُو عَلِیٍّ .... وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِیئِهِمْ

ترجمہ:۔ مجھ سے ابو علی محمد بن یحیٰی نے حدیث بیان کی' ان سے عبدان کے بھائی شاذان نے حدیث بیان کی' ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی' انہیں شعبہ بن حجاج نے خبر دی' ان سے ہشام بن زید نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالکؓ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ ابوبکر اور عباسؓ انصار کی ایک مجلس سے گزرے دیکھا کہ تمام اہل مجلس رو رہے ہیں پوچھا آپ حضرات کیوں رو رہے ہیں؟ اہل مجلس نے کہا کہ ابھی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کا ذکر کر رہے تھے جس میں ہم بیٹھا کرتے تھے۔ (یہ آنحضور کے مرض الوفات کا واقعہ ہے) اس کے بعد یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو واقعہ کی اطلاع دی۔ بیان کیا کہ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے سر مبارک پر کپڑے کی ایک پٹی بندھی ہوئی تھی' بیان کیا کہ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور اس کے بعد پھر کبھی منبر پر آپ نہ تشریف لا سکے' آپ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا' میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ میرے جسم وجان ہیں انہوں نے اپنی تمام ذمہ داریاں پوری کیں لیکن اس کا بدلہ جو انہیں ملنا چاہیے تھا (جنت) وہ ملنا ابھی باقی ہے اس لئے تم لوگ بھی ان کے نیکوکاروں کی پذیرائی کرنا اور ان کے خطا کاروں سے درگذر کرتے رہنا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ یَعْقُوبَ .... وَیَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِیئِهِمْ

ترجمہ:۔ ہم سے احمد بن یعقوب نے حدیث بیان کی' ان سے ابن غسیل نے حدیث بیان کی' انہوں نے عکرمہ سے سنا' کہا کہ میں نے ابن عباسؓ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے آپ اپنے دونوں شانوں سے چادر اوڑھے ہوئے تھے اور (سر مبارک پر) ایک سیاہ پٹی (بندھی ہوئی) تھی آخر آپ منبر پر بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا' اما بعد اے لوگو! دوسروں کی تو بہت کثرت ہو جائے گی لیکن انصار کی تعداد بہت کم ہو جائے گی اور ویسے ہو جائیں گے جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے پس تم میں سے جو شخص بھی کسی ایسے معاملہ میں با اختیار ہو جس کے ذریعہ کسی کو نقصان ونفع پہنچا سکتا ہو تو اسے انصار کے نیکوکاروں کی پذیرائی کرنی چاہیے اور ان کے خطا کاروں سے درگذر کرنا چاہیے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ .... عَنْ مُسِیئِهِمْ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی ان سے غندر نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا اور انہوں نے انس بن مالکؓ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' انصار میرے جسم وجان ہیں' ایک دور آئے گا کہ دوسرے لوگ تو بہت ہو جائیں گے لیکن انصار کم رہ جائیں گے اس لئے ان کے نیکوکاروں کی پذیرائی کیا کرو اور خطا کاروں سے درگذر کیا کرو۔

باب مَنَاقِبُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ .... عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ:۔ مجھ سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی ان سے غندر نے ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے ابواسحاق نے کہا کہ میں نے براء بن عازبؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہدیہ میں ایک ریشمی حلہ آیا تو صحابہؓ اسے چھونے لگے اور اس کی نرمی اور نزاکت پر حیرت کرنے لگے۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا تمہیں اس کی نرمی پر حیرت ہے سعد بن معاذؓ کے رومال (جنت میں) اس سے کہیں بہتر ہیں یا (آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ) اس سے کہیں زیادہ نرم و نازک ہیں اس حدیث کی روایت قتادہ اور زہری نے بھی کی ہے انہوں نے انسؓ سے سنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے۔

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى .... لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ

ترجمہ:۔ مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے حدیث بیان کی ان سے ابوعوانہ کے داماد فضل بن مساور نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے ان سے ابوسفیان نے اور ان سے جابرؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کی موت پر عرش ہل گیا اور اعمش سے روایت ہے ان سے ابوصالح نے حدیث بیان کی اور ان سے جابرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اسی طرح ایک صاحب نے جابرؓ سے کہا کہ براءؓ تو اس طرح حدیث بیان کرتے ہیں کہ چارپائی (جس پر معاذؓ کی نعش رکھی ہوئی تھی) ہل گئی۔ جابرؓ نے فرمایا ان دونوں قبیلوں (اوس اور خزرج) کے درمیان دشمنی تھی (زمانہ جاہلیت میں) میں نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ سعد بن معاذ کی موت پر عرش رحمان ہل گیا۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ .... أَوْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ

ترجمہ:۔ ہم سے محمد بن عرعرہ نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے سعد بن ابراہیم نے ان سے ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے اور ان سے ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ ایک قوم (یہود بنی قریظہ) نے سعد بن معاذؓ کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے تو انہیں بلانے کے لئے آدمی بھیجا گیا اور وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ جب اس جگہ کے قریب پہنچے جسے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام محاصرہ میں) نماز پڑھانے کے لئے منتخب کیا تھا تو آں حضور نے فرمایا کہ اپنے سب سے بہتر شخص کے لئے یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد! انہوں نے آپ کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ سعدؓ نے فرمایا پھر میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے جو افراد جنگ کے قابل ہیں انہیں قتل کر دیا جائے اور انکی عورتوں بچوں کو قید کر لیا جائے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے اللہ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کیا یا (آپ نے فرمایا کہ) فرشتے کے حکم کے مطابق۔

باب مَنْقَبَةُ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ وَعَبَّادِ بْنِ بِشْرٍ رضی اللہ عنہما

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ .... عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم.

ترجمہ:۔ ہم سے علی بن مسلم نے حدیث بیان کی ان سے حبان نے حدیث بیان کی ان سے ہمام نے حدیث بیان کی انہیں قتادہ نے خبر دی اور انہیں انسؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اٹھ کر دو صحابی ایک تاریک رات میں (اپنے گھر کی طرف) جانے لگے تو ایک

نوران کے آگے آگے تھا۔ پھر جب وہ جدا ہوئے تو ان کے ساتھ ساتھ نور بھی الگ الگ ہو گیا۔ اور معمر نے ثابت کے واسطے سے بیان کیا' ان سے ثابت نے اور ان سے انسؓ نے کہ اسید بن حضیرؓ اور ایک دوسرے انصاری صحابی (کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا تھا) اور حماد نے بیان کیا انہیں ثابت نے خبر دی اور انہیں انسؓ نے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا تھا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کے ساتھ۔

باب مَنَاقِبُ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی الله عنه

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ.................. وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

ترجمہ:۔ مجھ سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے غندر نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے عمر نے ان سے ابراہیم نے ان سے مسروق نے اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ نے فرمایا قرآن چار افراد ابن مسعودؓ' ابوحذیفہ کے مولا سالم' ابی اور معاذ بن جبل (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے سیکھو۔

باب مَنْقَبَةُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رضی الله عنه

وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلاً صَالِحًا

عائشہؓ نے فرمایا کہ آپ اس سے پہلے مرد صالح تھے۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ.................. عَلَى نَاسٍ كَثِيرٍ

ترجمہ:۔ ہم سے اسحاق نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالصمد نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے قتادہ نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالصمد نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے انس بن مالکؓ سے سنا کہ ابو اسیدؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار کا بہترین گھرانہ بنونجار کا گھرانہ ہے' پھر بنو عبدالاشہل کا' پھر بنو الحارث کا' پھر بنو ساعدہ کا اور خیر انصار کے تمام گھرانوں میں ہے' سعد بن عبادہؓ نے کہا اور آپ اسلام میں بڑا رسوخ رکھتے تھے کہ میرا خیال ہے' آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر دوسروں کو فضیلت دی ہے آپ سے کہا گیا کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ پر بہت سے قبائل کو فضیلت دی ہے۔

باب مَنَاقِبُ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی الله عنه

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ.................. وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

ترجمہ:۔ ہم سے ابوالولید نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے عمرو بن مرہ نے' ان سے ابراہیم نے ان سے مسروق نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرؓ کی مجلس میں عبداللہ بن مسعودؓ کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اس وقت سے ان کی محبت میرے دل میں جاگزیں ہو گئی ہے' جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ قرآن چار اشخاص سے سیکھو' عبداللہ بن مسعودؓ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا انہیں کے نام سے کی اور ابوحذیفہؓ کے مولا سالمؓ معاذ بن جبل اور ابی بن کعبؓ۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ.................. نَعَمْ فَبَكَى

ترجمہ:۔ مجھ سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے غندر نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے شعبہ سے سنا انہوں نے قتادہ سے سنا اور ا

ن سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو سورہ لم یکن الذین کفروا' سناؤں' ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کیا اللہ تعالیٰ نے میری تعیین بھی فرمائی ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں' اس پر ابی رضی اللہ عنہ رونے لگے۔

باب مَنَاقِبُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی الله عنه

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ .... قَالَ أَحَدُ عُمُومَتِي

ترجمہ:۔ مجھ سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چار افراد اور ان سب کا تعلق قبیلہ انصار سے تھا' قران مجید پر سند سمجھے جاتے تھے۔ ابی بن کعب' معاذ بن جبل' ابوزید اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ میں نے پوچھا ابوزید کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میرے ایک چچا۔

باب مَنَاقِبُ أَبِي طَلْحَةَ رضی الله عنه

← حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ .... وَإِمَّا ثَلاثًا

ترجمہ:۔ ہم سے ابومعمر نے حدیث بیان کی ان سے عبدالوارث نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے حدیث بیان کی اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی کے موقعہ پر جب صحابہ رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے ادھر ادھر منتشر ہونے لگے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اُس وقت اپنی ایک ڈھال سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہے تھے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بڑے تیرانداز تھے اور خوب کھینچ کر تیر چلایا کرتے تھے' چنانچہ اس دن دو یا تین کمانیں آپ نے توڑ دی تھیں اس وقت اگر کوئی مسلمان ترکش لئے ہوئے گذرتا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اس کے تیر' ابوطلحہ کو دے دو' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے اچک کر دیکھنے لگتے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے یا نبی اللہ! آپ پر میرے باپ اور ماں فدا ہوں اچک کر ملاحظہ نہ فرمائیں کہیں کوئی تیر آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ لگ جائے میرا سینہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کی ڈھال بنا رہے' اور میں نے عائشہ بنت ابی بکر اور ام سلیم (ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی) کو دیکھا کہ اپنا ازار اٹھائے (غازیوں کی مدد میں بڑی مستعدی کے ساتھ مشغول) تھیں۔ (پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کپڑا انہوں نے اتنا اٹھا رکھا تھا کہ) میں ان کی پنڈلیوں کے زیور دیکھ سکتا تھا۔ انتہائی سرعت کے ساتھ مشکیزے اپنی پیٹھوں پر لئے ہوئے جاتی تھیں اور مسلمانوں کو پلا کر واپس آتی تھیں اور پھر انہیں بھر کر لے جاتیں اور ان کا پانی مسلمانوں کو پلاتیں اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اس دن دو یا تین مرتبہ تلوار چھوٹ چھوٹ کر گر پڑی تھی۔

باب مَنَاقِبُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ رضی الله عنه

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ .... أَوْ فِي الْحَدِيثِ

ترجمہ:۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے مالک سے سنا' وہ عمر بن عبیداللہ کے مولا ابوالنضر کے واسطے سے حدیث بیان کرتے تھے وہ عامر بن سعد بن ابی وقاص کے واسطے سے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کے متعلق یہ نہیں سنا کہ وہ اہل جنت میں سے ہیں بیان کیا کہ آیت وشھد شاہد من بنی اسرائیل' الایۃ انہیں کے بارے میں نازل ہوئی تھی (راوی حدیث عبداللہ بن یوسف نے) بیان کیا کہ آیت کے نزول کے متعلق مالک کا قول ہے یا حدیث میں اسی طرح تھا۔

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ.......مَكَانَ مِنْصَفٍ

ترجمہ:۔ مجھ سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے ازہر سمان نے حدیث بیان کی ان سے ابن عون نے ان سے محمد نے اور ان سے قیس بن عبدہ نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بزرگ داخل ہوئے جن کے چہرے پر خشوع وخضوع کے آثار نمایاں تھے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ اہل جنت میں سے ہیں پھر انہوں نے دو رکعت نماز مختصر طریقہ پر پڑھی اور باہر نکل گئے میں بھی ان کے پیچھے ہولیا اور عرض کی جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ اہل جنت میں سے ہیں اس پر انہوں نے فرمایا خدا کی قسم! کسی کے لئے ایسی بات زبان سے نکالنا مناسب نہیں ہے جسے وہ نہ جانتا ہو اور میں تمہیں بتاؤں گا کہ ایسا کیوں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں میں نے ایک خواب دیکھا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے بیان کیا میں نے خواب یہ دیکھا تھا کہ جیسے میں ایک باغ میں ہوں پھر آپ نے اس کی وسعت اور اس کے سبزہ زاروں کا ذکر کیا اس باغ کے درمیان میں لوہے کا ایک کھمبا ہے جس کا نچلا حصہ زمین میں اور اوپر کا آسمان پر اور اس کی چوٹی پر ایک گھنا درخت (العروۃ) ہے مجھے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ میں نے کہا کہ مجھ میں تو اتنی طاقت نہیں ہے اتنے میں ایک خادم آیا اور پیچھے سے میرے کپڑے اس نے اٹھائے تو میں چڑھ گیا۔ اور جب اس کی چوٹی پر پہنچ گیا تو میں نے اس گھنے درخت کو پکڑ لیا مجھ سے کہا گیا کہ اس درخت کو پوری مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو ابھی میں اسے اپنے ہاتھ سے پکڑے ہی ہوئے تھا کہ میری نیند کھل گئی یہ خواب جب میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ جو باغ تم نے دیکھا وہ اسلام ہے اس میں ستون اسلام کا ستون ہے اور عروہ (گھنا درخت) عروۃ الوثقیٰ ہے۔ اس لئے تم اسلام پر موت تک قائم رہو گے۔ یہ بزرگ عبداللہ بن سلامؓ تھے اور مجھ سے خلیفہ نے حدیث بیان کی ان سے معاذ نے حدیث بیان کی ان سے ابن عون نے حدیث بیان کی ان سے محمد نے ان سے قیس بن عباد نے حدیث بیان کی عبداللہ بن سلامؓ کے حوالے سے مصنف (خادم) کے بجائے وصیف کا لفظ ذکر کیا۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ.......عَنْ شُعْبَةَ الْبَيْتَ

ترجمہ:۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے سعید بن ابی بردہ نے اور ان سے ان کے والد نے کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو میں نے عبداللہ بن سلامؓ سے ملاقات کی آپ نے فرمایا آؤ تمہیں میں ستو اور کھجور کھلاؤں گا اور تم ایک (باعظمت) مکان میں داخل ہو گے (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس میں تشریف لے گئے تھے) پھر آپ نے فرمایا تمہارا قیام ایک ایسے ملک میں ہے جہاں سودی معاملات بہت عام ہیں اگر تمہارا کسی شخص پر کوئی حق ہو اور پھر وہ تمہیں ایک تنکے جو کے ایک دانے یا ایک گھاس کے برابر بھی ہدیہ دے تو اسے قبول نہ کرنا کیونکہ وہ بھی سود ہے۔ نضر ابوداؤد اور وہب نے شعبہ کے واسطے سے اپنی روایتوں میں) البیت (گھر) کا ذکر نہیں کیا۔

باب تَزْوِيجُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم خَدِيجَةَ، وَفَضْلُهَا رضی اللہ عنہا

خدیجہؓ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح اور آپ کی فضیلت

حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ .... وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ

ترجمہ:۔ مجھ سے محمد نے حدیث بیان کی انہیں عبادہ نے خبر دی انہیں ہشام بن عروہ نے ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے علیؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا۔ مجھ سے صدقہ نے حدیث بیان کی انہیں عبدہ نے خبر دی انہیں ہشام نے ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر سے سنا' انہوں نے علیؓ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اپنے زمانہ میں) مریم علیہا السلام سب سے افضل خاتون تھیں اور (اس امت میں) خدیجہ سب سے افضل ہیں۔

← حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ .... مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ

ترجمہ:۔ ہم سے سعید بن عفیر نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی' کہا کہ ہشام نے میرے پاس اپنے والد (عروہ) کے واسطے سے لکھ کر بھیجا کہ عائشہؓ نے فرمایا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی کے معاملہ میں میں نے اتنی غیرت نہیں محسوس کی جتنی خدیجہ کے معاملہ میں محسوس کرتی تھی۔ آپ میرے نکاح سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ان کا ذکر برابر سنتی رہتی تھی اور اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا تھا کہ انہیں (جنت میں) موتی کے ایک محل کی خوشخبری سنا دیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بکری ذبح کرتے تو ان سے میل محبت رکھنے والی خواتین کو اس میں سے اتنا ہدیہ بھیجتے جو ان کے لئے کافی ہوتا۔

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ .... فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ

ترجمہ:۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی' ان سے حمید بن عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ خدیجہؓ کے معاملہ میں جتنی غیرت میں محسوس کرتی تھی' اتنی کسی عورت کے معاملے میں نہیں کی' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ذکر اکثر کیا کرتے تھے' انہوں نے بیان کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح ان کی وفات کے تین سال بعد ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا یا جبریلؑ کے ذریعہ یہ پیغام پہنچایا تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دے دیں۔

← حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَسَنٍ .... وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ

ترجمہ:۔ مجھ سے عمر بن محمد بن حسن نے حدیث بیان کی' ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی' ان سے حفص نے حدیث بیان کی' ان سے ہشام نے ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج میں جتنی غیرت مجھے خدیجہؓ سے آتی تھی اتنی کسی اور سے نہیں آتی تھی۔ حالانکہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا۔ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ذکر بکثرت کیا کرتے تھے اور اگر کبھی بکری ذبح کرتے تو اس کے ٹکڑے کر کے خدیجہؓ کی ملنے والیوں کو بھیجتے تھے۔ میں نے اکثر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جیسے دنیا میں خدیجہؓ کے سوا اور کوئی عورت ہے ہی نہیں! اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ وہ ایسی تھیں اور ایسی تھیں اور ان سے میری اولاد ہے۔

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ .... لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ

ترجمہ:۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی' ان سے اسماعیل نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے پوچھا' کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہؓ کو بشارت دی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں جنت میں موتیوں کے ایک محل کی! جہاں نہ کوئی شور وغل ہوگا اور نہ تھکن ہوگی۔

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ .... أَبْدَلَكَ اللهُ خَيْرًا مِنْهَا.

ترجمہ:۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی' ان سے محمد بن فضیل نے حدیث بیان کی' ان سے عمارہ نے' ان سے ابوزرعہ نے

اوران سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ جبریلؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدیجہؓ آپ کے پاس ایک برتن لئے آرہی ہیں جس میں سالن (یا فرمایا) کھانا (یا فرمایا) پینے کی چیز ہے جب وہ آپ کے پاس آئیں تو ان کے رب کی جانب سے انہیں سلام پہنچا دیجیے اور میری طرف سے بھی! اور انہیں جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دید یجیے۔ جہاں نہ شور و ہنگامہ ہوگا اور نہ تکلیف و تھکن اور اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا' انہیں علی بن شہر نے خبر دی اور انہیں ہشام نے انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ خدیجہؓ کی بہن ہالہ بنت خویلدؓ نے ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی جازت چاہی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدیجہؓ کی اجازت لینے کی ادا یاد آگئی آپ چونک اٹھے اور فرمایا' خدا وندا یہ تو ہالہ ہیں عائشہؓ نے فرمایا کہ مجھے اس پر بڑی غیرت آئی میں نے کہا آپ قریش کی کس بوڑھی کا ذکر کیا کرتے ہیں جس کے مسوڑوں پر بھی صرف سرخی باقی رہ گئی تھی (دانتوں کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے) اور جسے مرے ہوئے بھی ایک زمانہ گذر چکا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر دے دیا ہے۔

باب ذِكْرُ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ رضی الله عنه

← حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ .... فَدَعَا لَنَا وَلِأَحْمَسَ

ترجمہ: ہم سے اسحاق واسطی نے حدیث بیان کی' ان سے خالد نے حدیث بیان کی' ان سے بیان نے کہ میں نے قیس سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ جریر بن عبداللہؓ نے فرمایا' جب میں اسلام میں داخل ہوا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (گھر کے اندر آنے) سے نہیں روکا (جب بھی میں نے اجازت چاہی) اور جب بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھتے تو مسکراتے اور قیس کے واسطے سے روایت ہے کہ جریر بن عبداللہؓ نے فرمایا' زمانہ جاہلیت میں ''ذوالخلصہ'' نامی ایک بت کدہ تھا' اسے ''الكعبة اليمانية يا الكعبة الشامية'' بھی کہتے ہیں آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ذوالخلصہ (کے وجود سے میں اذیت میں مبتلا ہوں) کیا تم مجھے اس سے نجات دلا سکتے ہو؟ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کو لے کر چلا' انہوں نے بیان کیا اور ہم نے بت کدے کو مسمار کر دیا اور اس میں جسے بھی پایا قتل کر دیا۔ پھر ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اطلاع دی تو آپ نے ہمارے لئے اور قبیلہ احمس کے لئے دعا فرمائی۔

باب ذِكْرُ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ الْعَبْسِيِّ رضی الله عنه

← حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ .... حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ .

ترجمہ:۔ مجھ سے اسماعیل بن خلیل نے حدیث بیان کی' انہیں سلمہ بن رجاء نے خبر دی' انہیں ہشام بن عروہ نے' انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی میں جب مشرکین واضح طور پر شکست کھا چکے تھے تو ابلیس نے چلا کر کہا' اے اللہ کے بندو! پیچھے والوں کو (قتل کرو یا ان کی مدد کرو) چنانچہ آگے کے مسلمان پیچھے والوں پر پل پڑے اور انہیں قتل کرنا شروع کر دیا حذیفہؓ نے جو دیکھا تو ان کے والد (یمانؓ) بھی وہیں موجود تھے انہوں نے بآواز بلند کہا اے اللہ کے بندو! یہ تو میرے والد ہیں۔ میرے والد! عائشہؓ نے کہا کہ بخدا اس وقت تک لوگ وہاں سے نہیں ہٹے جب تک انہیں قتل نہ کر لیا' حذیفہؓ نے صرف اتنا کہا' اللہ تمہاری مغفرت کرے (ہشام نے بیان کیا کہ میرے والد نے صرف اتنا کہا' اللہ تمہاری مغفرت کرے (ہشام نے بیان کیا کہ) میرے والد نے بیان کیا' خدا گواہ ہے' حذیفہؓ برابر یہ کلمہ دعائیہ (کہ اللہ ان کے والد کے قاتلوں کی مغفرت کرے کہ محض غلط فہمی کی وجہ سے یہ حادثہ پیش آیا تھا) کہتے رہے تا آنکہ اللہ سے جا ملے۔

باب ذِكْرُ هِنْدٍ بِنْتِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ رضي الله عنها

وَقَالَ عَبْدَانُ.................. إِلَّا بِالْمَعْرُوفِ

ترجمہ:۔ اور عبدان نے بیان کیا' انہیں عبداللہ نے خبر دی' انہیں یونس نے خبر دی انہیں زہری نے ان سے عروہ نے حدیث بیان کی کہ عائشہؓ نے بیان کیا' ہند بنت عتبہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (اسلام لانے کے بعد) حاضر ہوئیں اور عرض کی' یا رسول اللہ! روئے زمین پر کسی گھرانے کی ذلت آپ کے گھرانے کی ذلت سے زیادہ میرے لئے باعث مسرت نہیں تھی لیکن آج کسی گھرانے کی عزت روئے زمین پر آپ گھرانے کی عزت سے زیادہ میرے لیے باعث مسرت نہیں ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ابھی اس میں اضافہ ہوگا' اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے پھر انہوں نے کہا' یا رسول اللہ! ابوسفیان بہت بخیل ہیں تو کیا اس میں کوئی حرج ہے اگر میں ان کے مال میں سے (ان کی اجازت کے بغیر) بال بچوں کو کھلا پلا دیا کروں؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ دستور کے مطابق ہونا چاہیے۔

باب حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ.................. كفيتك مؤونتها

ترجمہ:۔ مجھ سے محمد بن ابی بکر نے حدیث بیان کی' ان سے فضیل بن سلیمان نے حدیث بیان کی' ان سے موسیٰ نے حدیث بیان کی' ان سے سالم بن عبداللہ نے حدیث بیان کی اور عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زید بن عمرو بن نفیل سے (وادی) بلدح کے نشیبی علاقہ میں ملاقات ہوئی یہ واقعہ نزول وحی سے پہلے کا ہے۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک دسترخوان بچھایا گیا تو زید بن عمرو بن نفیل نے کھانے سے انکار کیا اور (جن لوگوں نے دسترخوان بچھایا تھا) ان سے کہا کہ اپنے بتوں کا نام پر جو تم ذبیحہ کرتے ہو' میں اسے نہیں کھاتا میں تو وہی ذبیحہ کھا سکتا ہوں جس پر صرف اللہ کا نام لیا گیا ہو' زید بن عمرو قریش پر ان کے ذبیحے کے بارے میں نکتہ چینی کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بکری کو پیدا تو کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس نے اس کے لئے آسمان سے پانی نازل فرمایا ہے اسی نے اس کے لئے زمین پر گھاس اگائی ہے اور پھر تم لوگ اللہ کے نام کے سوا دوسرے (بتوں کے ناموں) پر اسے ذبح کرتے ہو۔ زید نے یہ کلمات ان کے ان افعال پر اعتراض اور ان کے اس عمل کو بڑی جرات قرار دیتے ہوئے کہے تھے۔ موسیٰ نے بیان کیا ان سے سالم بن عبداللہ نے حدیث بیان کی اور مجھے یقین ہے کہ انہوں نے حدیث ابن عمرؓ کے واسطے سے بیان کی تھی کہ زید بن عمرو بن نفیل شام گئے' دین (خالص) کی تلاش وجستجو میں! وہاں ان کی ایک یہودی عالم سے ملاقات ہوئی تو آپ نے ان کے دین کے بارے میں پوچھا اور کہا ممکن ہے میں تمہارا دین اختیار کر لوں' اس لئے تم مجھے اپنے دین کے متعلق بتاؤ یہودی عالم نے کہا کہ ہمارے دین میں تم اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک اللہ کے عذاب کے ایک حصہ کے لئے (جو ایک مختصر مدت تک مرنے کے بعد ہوگا) تیار نہ ہو جاؤ۔ اس پر زید نے کہا یہ سب کچھ تو میں اللہ کے

عذاب ہی سے بچنے کے لئے کر رہا ہوں! اللہ کے عذاب کو برداشت کرنے کی میرے اندر ذرا بھی طاقت نہیں اور مجھ میں یہ طاقت ہو بھی کیسے سکتی ہے! کیا تم مجھے کسی دوسرے دین کے متعلق کچھ بتا سکتے ہو؟ عالم نے کہا کہ میری نظر میں تو صرف ایک ''دین حنیف'' ہے زید نے پوچھا' دین حنیف کیا ہے؟ عالم نے کہا کہ ابراہیمؑ کا دین جو نہ یہودی تھے نہ نصرانی اور اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ زید وہاں سے چلے آئے اور ایک نصرانی عالم سے ملے۔ ان سے بھی اپنا مقصد بیان کیا' اس نے بھی یہی کہا کہ تم ہمارے دین میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک اپنے اوپر اللہ کی لعنت کے ایک حصہ کے لئے تیار نہ ہو جاؤ' زید نے کہا میں اللہ کی لعنت ہی سے بچنے کیلئے تو یہ سب کچھ کر رہا ہوں اللہ کی لعنت کے تحمل کی مجھ میں قطعاً طاقت نہیں اور میں اس کا تحمل کر بھی کس طرح سکتا ہوں! کیا تم میرے لئے اس کے سوا کسی اور دین کی نشاندہی کر سکتے ہو' اس نے کہا میری نظر میں تو صرف ایک دین حنیف ہے۔ انہوں نے پوچھا دین حنیف سے آپ کی کیا مراد ہے؟ کہا کہ دین ابراہیم جو نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ زید نے جب ابراہیمؑ کے متعلق ان کی یہ رائے سنی تو وہاں سے روانہ ہوئے اور اس سرزمین سے باہر نکل کر اپنے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی اے اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں دین ابراہیم پر ہوں۔ اور لیث نے بیان کیا کہ مجھے ہشام نے لکھا اپنے والد کے واسطے سے اور ان سے اسماء بنت ابی بکرؓ نے بیان کیا تھا کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو کعبہ سے اپنی پیٹھ لگائے ہوئے کھڑے ہو کر یہ کہتے سنا اے معشر قریش! خدا کی قسم! میرے سوا اور کوئی تمہارے یہاں دین ابراہیم پر نہیں ہے۔ اگر کسی لڑکی کو زندہ درگور کرنا چاہتے تو اسے بچانے کی زید کوشش کیا کرتے تھے اور ایسے شخص سے جو اپنی بیٹی کو مار ڈالنا چاہتا کہتے اسکی جان نہ لو' اس کے تمام اخراجات میرے ذمہ رہیں گے چنانچہ لڑکی کو اپنی پرورش میں لے لیتے جب وہ بڑی ہو جاتی تو اس کے باپ سے کہتے اب اگر چاہو تو میں لڑکی کو تمہارے حوالے کر سکتا ہوں اگر چاہو تو اب بھی میرے ذمہ اس کے تمام اخراجات رہنے دو۔

الحمد للہ عطاء الباری کی جلد اول مکمل ہوئی آگے دوسری جلد کتاب التفسیر اور کتاب النکاح پر مشتمل ہے ۔